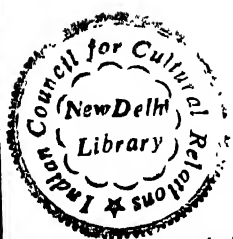


فانتہما من الذین اجرموا وكان حقاً علینا انظر الیہم منین

رسالہ ہدایت کا مقالہ مولفہ مولوی حافظ محمد حبیب صاحب دہلی

مسمیٰ بہ

زالا الشیین والیین باللہ الما مجتہدین بنین



حسب فریش مؤلف باہتمام مولوی محمد سعید صاحب
در مطبع صدیقی واقع بنارس محلہ دارالانگرمطبوع گروید

۳۰۳

رنج و تکلیف دینو میں اور انواع و انواع کو طوفان و بہتان اوپر پانڈ کر حکام جہلہ
 و ملوک ظلمہ کے ہاتھ سے ایذا پہنچانے قتل کرانے میں کمال سعی و کوشش کیا لہٰذا
 جیسا کہ کتب تواریخ و تراجم آئمہ سے خوب ظاہر ہے لیکن اب تک انکو بڑ و نہیں سے کسی
 بظاہر متبعین سنت کی نسبت تکفیر و تضلیل و اخراج مسجد کا فتویٰ نہیں دیا تھا اور
 نہ ان کو ساتھ عدم مناکحت و مجالست و غیرہ معاملات کرنیکا حکم کیا تھا جب سے کو فہ
 ہند عرف لکھنؤ میں مجتہد مذہب بن بن و مجدد مراسم بدع و شین مؤلف نصرۃ و ابراہن
 شیخ عبدالحی عرف شیخ اودہ پسر عبدالحلیم معروف بمیانجی حلیم ظاہر ہوا اور اوسنے
 آئمہ اہل سنت و شیوخ ملت مثل آئمہ مالک و آئمہ احمد بن حنبل و شیخ الاسلام ابن
 تیمیہ و امام ابن عبدالبہادی و حافظ ابن قیم و سید علامہ مجتہد کبیر محمد بن اسمعیل ابراہن
 یامانی و حضرت قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی وغیرہ آئمہ حدیث و جمیع متبعین قرآن
 و سنت و مومنین اہل غربت پر اعتراض و لعن و طعن تبرؤ افتراء شروع کر دینا ابراہن علی
 اوزن بیکناہوں کی بدعت و غیبت و تحقیر و توہین کا تذکرہ پھیلا یا رفاض کی طرح میں بسبب بخاری ابائی کے
 مبالغہ ظاہر کیا اوسوقت سے اوکو تمام علوان و انصار و اتباع انفار نے مثل عبد الرحمن جابل پانی پتی
 و عبد القادر سلہی و ارشاد حسین رام پوری و عبدالحق کانپوری و عودا الحکیم دہلوی
 و رحمۃ اللہ کراچی و رشید احمد گنگوہی و عبد العلّیٰ لدھیانوی وغیرہ جہاں اکال بٹال نے
 حیا اور ایمان کو صاف جواب دیکر یہ شیوہ اختیار کیا ہے چنانچہ انہیں دنوں ان
 بدکیشوں نے عاقبت اندیشوں نے باغواں اسی شیخ نابالغ ایک رسالہ موسومہ جامع
 الشواہد تکفیر و تضلیل میں متبعین کے طبع کر اگر شائع کیا تھا جس میں کذب و افتراء کی
 قسم سے اپنے اظہار بے ایمانی کیلئے کوئی دقیقہ اونکی نسبت باقی نہ چھوڑا تھا لیکن انجام
 جب اس جانب سے چند جوابات و مذاں شکن یعنی فتوس الکلمہ صیانۃ المومنین
 و کاشف المکائد و عمارة المساجد و کلام الامجد و ازالۃ المفاسد و جامع الفوائد

یہاں پر مذکور ہے
 شیخ عبدالحی عرف شیخ
 اودہ پسر عبدالحلیم
 معروف بمیانجی حلیم
 ظاہر ہوا اور اوسنے
 آئمہ اہل سنت و شیوخ
 ملت مثل آئمہ مالک و
 آئمہ احمد بن حنبل و
 شیخ الاسلام ابن
 تیمیہ و امام ابن عبد
 البہادی و حافظ ابن
 قیم و سید علامہ
 مجتہد کبیر محمد بن
 اسمعیل ابراہن یامانی
 و حضرت قاضی القضاۃ
 محمد بن علی شوکانی
 وغیرہ آئمہ حدیث و
 جمیع متبعین قرآن و
 سنت و مومنین اہل
 غربت پر اعتراض و
 لعن و طعن تبرؤ
 افتراء شروع کر دینا
 ابراہن علی اوزن
 بیکناہوں کی بدعت و
 غیبت و تحقیر و توہین
 کا تذکرہ پھیلا یا
 رفاض کی طرح میں
 بسبب بخاری ابائی کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ
 واتباعہ اجمعین اما بعد۔ جمیع مسلمین انصاف گزین پر واضح ہو کہ امن مانہ
 اخیرین کفریت اسلام کی نہایت کو بیچ گئی ہے ہر طرف سے اہل شقاوت و ضلالت کا
 زور ہے ہر شہر و قریہ میں بد دینی و بد مذہبی کا شور ہے مسلمانوں میں وہ تفرقہ اور
 فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے کہ کسی مذہب و ملت میں آئنگ و کھینوسے میں نہیں آیا
 جو بچا پرے اقل قلیل اہل قرآن و حدیث ہیں اونپر جہلہ متقلین اہل راسخ ہے ہزار بار حکو
 لمعن وافر و تبرک کرنا شروع کیا ہے اون کے کفر و زندقہ خارج اہل سنت و جماعت
 سے ہونیکا مسجد و زمین نماز کو آنے سے منع کرنیکا حکم دیا ہے فرقہ ضد و مضلہ و جملہ
 و اہل ہوا و نکالقب مقرر کیا ہے اگرچہ جب سے راسخ و کس نے اسر شریعت سہلہ
 بیضار لقیہ کے اندر اپنی ٹانگ اڑائی ہے یہ اسیران رفقہ تقلید و گنار ان مذہب
 جدید ہمیشہ سے اس گروہ حق پر وہ کو دشمن ہوتے پہلے آئی ہیں او و نکو طرح طرح

وارتکاب اعمال خسیسہ مثل تجسیم و تحلیل از واج فوق اربعہ و تجوید تقیہ و سب ائمہ وغیرہ
 بہتانات کثیرہ کو ضال فضل زندیق و اہل سنت و جماعت سے خارج ہی انکا مساجد میں
 آنا درست نہیں سب مسلمانوں کو ان کے ساتھ نماز و کھانا و زینہ میں احتیاط لازم
 ہے جیسے روافض کے ساتھ اس مضمون پر اور اس رسالہ کی صحت پر آخر میں اکیسوا
 پچاسی نفرون کی توہرین ہین نام علیہ ہین مجتہدین ہین نے بھی بڑی دہوشم
 اپنی مہر ثبت فرمائی ہے فتح المبین کی تالیف تو مجتہد حبی نے از روحی تقیہ نام شخص
 مجہول منصو علی کہ جبکا نام و نشان آج تک کسی نے نہیں سنا تھا شہیر فرمائی ہے معلوم
 نہیں یہ فرضی اسم ہے یا اس نام کا کوئی جاہل آپکا چیلہ موجود بھی ہے رہی تبتلیہ
 کہ جسین کذب و بہتان و افتراء و طوفان کو جمیع مقلدین مبتدعین کا دین و ایمان
 قرار دیکر اہل قرآن و حدیث کی تکفیر و تضلیل پر تصریح کی ہے اوسین مؤلف کا نام فرضی
 بھی نہاد ہے لیکن طرز کلام کذب التیام و اختراع طوفان و اتہام و مہر ابوالحسن
 بجایہ ابوالسیات منادی ہے اسپر کہ یہی مجتہد حبی اسکے بھی مؤلف ہین کیونکہ اہل حق
 پر افتراء سازی و طوفان بندی انہین حضرات کا اجتہاد جدید و تجدید ناسدیدہ ہے دیوانگی مستی از کوئی تو
 میخیزد ہفتہ کی میخیز از کوئی تو میخیزد یہی علم اعتراضات و انکار و مسائل مذاہل میں حراعت و کناہتہ جاچا
 موجود ہین اور نفرون کی جوہرین ہین اونکی طرف اسکی تالیف کا خیال نہیں کیا
 جاسکتا کیونکہ اس قسم کے طعن افتراء و تکفیر اہل حدیث اون کو کسی فتویٰ یا رسالہ میں
 اب تک دیکھن میں نہیں آئے اور نہ اونکو کبھی ایسی جرئت ہو سکی اگر عبدالرحمن جاہل
 وغیرہ نے ایسا کیا بھی ہے تو اوسکے کلام و طعن و اتہام کا اور ڈہنک ہی عکاس وہ اسکے
 زبانی اکثر ثقات کہ جنہون نے بطریق سیاحت یا وعظ گوئی تمام بلاد و قصبات ہند کو
 سیر کی ہے اور ہر جگہ کے ہر کس و ناکس کا حال دیکھا جانا ہے معلوم ہوا کہ اکثر مساجد
 موابہین ایسی و بنگ گنوار ہین کہ اسلام و کفر میں فرق نہیں جانتے ڈاڑھی منڈی لٹکاتے

اس فقرہ کی تفسیر
 یہ ہے کہ جو شخص
 کو کفر سے روکا جائے
 وہ کافر ہے
 اس فقرہ کی تفسیر
 یہ ہے کہ جو شخص
 کو کفر سے روکا جائے
 وہ کافر ہے

ریخ و تکلیف دینو میں اور انواع انواع کو طوفان و بہتان اور پربازدحر حکام جہلم و ملوک ظلمہ کے ماتھے سے ایذا پہنچانے قتل کرانے میں کمال سعی و کوشش بجا لائے جیسا کہ کتب تواریخ و تراجم ائمہ سے خوب ظاہر ہے لیکن اب تک انکو بڑ و زمین سے کسی بظاہر متبعین سنت کی نسبت تکفیر و تضلیل و اخراج مسجد کا فتویٰ نہیں دیا تھا اور نہ اون کو ساتھ عدم مناہک و مجالست و غیرہ معاملات کرنیکا حکم کیا تھا جب سے کوفہ میں مدعی لکھنؤ میں مجتہد مذہب بن مین و مجدد مراسم بدع و شین مؤلف نصرۃ و ابراہیم شیخ عبدالحی عرف شیخ اودہ لیسر عبدالحکیم معروف بمیانجی حلیم ظاہر ہوا اور اوس نے ائمہ اہل سنت و شیوخ ملت مثل آئمہ مالک و آئمہ احمد بن حنبل و شیخ الاسلام ابن تیمیہ و امام ابن عبدالبہادی و حافظ ابن قیم و سید علامہ مجتہد کبیر محمد بن اسمعیل بیروانی و حضرت قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی وغیرہ ائمہ حدیث و جمیع متبعین قرآن و سنت و مومنین اہل غربت پر اعتراض و لعن و طعن تبرا و افتراء شروع کر لیا اپنا برا بھلا اور ان بیگناہوں کی مذمت و غیبت و تحقیر و توہین کا تذکرہ پھیلا یا رفاض کی بیخ میں بسبب سکھواری ابائی کے مبالغہ ظاہر کیا اور سبقت سے اس کو تمام اعلیٰ و انصار و اتباع انصار نے مثل عبد الرحمن جابل پانی پتی و عبد القادر سلہٹی و ارشاد حسین رام پوری و عبدالحق کانپوری و عدو الحکیم و بلوہی و حرمتہ الدکر انوسی و رشید احمد گنگوہی و عبد العلّی لدہیائی و غیرہ جہاں اکال بظاہر نے حیا اور ایسا نکو صاف جواب دیکر یہ شیوہ اختیار کیا ہے چنانچہ انہیں دنوں ان بدکیشوں نے عاقبت اندیشیوں نے باغواں تو اسی شیخ نابالغ ایک رسالہ موسومہ جامع الشواہد تکفیر و تضلیل میں متبعین کے طبع کر اگر شائع کیا تھا جسمیں کذب و افتراء کی قسم سے انچو اظہار ہے ایامی کیلئے کوئی دقیقہ اوکی نسبت باقی نہ چھوڑا تھا لیکن انجام کار جب اس جانب سے چند جوابات و مذاکرے شکیں یعنی فتوس الکملہ صیانۃ المومنین و کاشف الکماہد و عمارة المساجد و کلام الامامہ و ازالۃ المفاسد و جامع الفوائد

اس تھے اور اوسکے دل کا روگ بڑھیکا و اما الذین فی قلوبهم مرضا فزادتهم
 (جیسا کہ) جسہم الخ ان بدروگو کو مستبعین کتاب و سنت کی ضد و عداوت میں
 کسی طور چین نہیں رات دن یہ سکا کندب شعار طرح طرح کے طوفان بہتان گسٹو کہ
 متنبہ سے نجاست اوگتور رہتی ہیں اور طوفان بہتان بھی کن چیزوں کو کہ جنکے یہ خود اہل
 و مرتکب ہیں اور اونکی سب کتب مذہبی میں وہ خرافات جائز لکھی ہے چنانچہ راقم نے
 جواب جامع الشواہد میں نقل بھی کر دیا ہے جہالت ان دشمنان دین کی اپنی کتب مذہبی
 سے اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ نام تک اون کتب کا صحیح نہیں بول سکتے چنانچہ جن نفوس
 کی الہدیت کی تکفیر پر مہرین ہیں اوس میں اکثر کی زبان سے سنا گیا ہے کہ شرح وقایہ کو
 سر اباکایہ اور کنز کو کچ اور توضیح تلویح کو توحی تلیبی کہتے ہیں اگر کسی کو اپنے نام کو حروف
 بنانے بھی آتے ہیں تو ترکیب لفظی اوسکی صحیح نہیں کہہ سکتا مجتہد صاحب کی تحریر میں بھی
 ایسے اغلاط ہیں اس قابلیت پر یہ جاہل آپ کو عالم و اہل سنت و جماعت خیال کرتے ہیں
 اہل حدیث کو دین سے خارج و مساجد میں نماز پڑھنی سے منع فرماتے ہیں ہندوستان
 میں قبل زمانہ سید احمد بریلوی و مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو جس قدر جہل فسق
 و فجور و قبر پرستی وغیرہ انواع انواع کو شرک و بدعات شائع تھیں سب کو خوب معلوم ہے
 او سوقت کے سارے فساق و فجار مشرکین مقلدین آپکو سنت جماعت کہتے تھے شیخ
 کے ابا اجداد وغیرہ سکان کو فہ ہند او نہیں سنت جماعتوں میں تھے آپ یہ لوگ اکثر ملک
 او وہ وحید آباد وغیرہ بعض مالکن فسق و فساد میں موجود ہیں انکو نزدیک سنت جماعتوں
 صفت و علامت یہ ہے کہ قبرین پوجو اونسے مدد چاہے دور دور سے نذر سنت
 مانکر اونپر چادر وغیرہ پڑانے جاوے یا علی یا رسول اللہ یا عبدالقادر جیلانی شینا
 کا و طیفہ پڑھو سیدھی بہنگ وغیرہ نشہ کی چیزیں پو پائے جامہ ٹخنوں سے نیچو رکھو
 ڈاڑھی منڈاوے یا کتراوے بڑا کاحی عورت گھر میں رکھو زنا راگ باجو وغیرہ تماشے

و دعوی تقلید کا سوا حیوان لای عقل کے کسی انسان عاقل بالغ سے ہرگز صادر نہیں ہو سکتا
 و نیز قائل **۵** ہم سمجھیں میں معنی حقیقی یعنی حیوان ہیں تحقیق میں یہ اہل تقلید و اجابہ
 کسی عالم کسی مجتہد کسی امام کسی عاقل نے مشرب تقلید کو علم نہیں کہا امام ابن عبد البر نے
 کتاب العلم میں اور آئمہ نے اپنی کتب میں صاف یہ لکھا ہے کہ اطلاق لفظ علم کا اوپر علم
 تقلیدی کے اور اطلاق لفظ عالم کا اوپر تقلید کسی مذہب کے گو وہ کیسا ہی شیخ کبیر ہو یا با
 علماء سلف و غیر ہم صحیح نہیں علی ہذا القیاس معقول کے بھی تمام کتب و رسائل حتی کہ قائل
 ایک میں متعدد جگہ پر تقلید کو جہل کہا ہے پھر جبکہ عالم عقلی و نقلی جمیع علماء و عقلاء کے
 نزدیک اس فرقہ اہل راسخ و ہوا سے مسلوب ہوا تو سوائے جہل بسیط یا جہل مرکب کو اور
 کیا باقی راویوں فارسی عربی عبارت کا مطلب سمجھ لینا یا محاورات ہند کیو عربی میں ترجمہ
 کر لینا الفاظ و کلمات بے تک بموقع باہم گانٹھ دینا اور بات ہے اسکو علم ہرگز نہیں کہہ
 سکتے یہی جہل تقلید باعث ہوا ان حیوانوں کو تحسین شرک و بدعت و تقریف منکرات و انکار
 و تحریف احادیث و آیات و اتباع آراء فاسدہ و ابھواسی کاسدہ و ایجاد مذہب میں ہیں
 و تجدید مراسم بدع و شین کا اسی تقلید شوم نے متبعین کتاب و سنت کی تکفیر و تضلیل
 کرائی آئمہ حدیث و شیوخ اسلام کہی تو ہیں و تحقیر اور وحید راہ دین پھیلانی کس منہ
 سے یہ جاہل آپکا اہل سنت و جماعت کہتے ہیں سنت و جماعت کے معنی تو آج تک ان حیوانوں
 نے اعلیٰ سے ادنیٰ تک سمجھ بھی نہیں سنت نام صرف حدیث خیر الاما نام کا نام ہے جماعت
 سے مراد گروہ اہل حدیث ہے جسوقت یہ لقب ان لوگوں کا مقرر ہوا ہے اسوقت اس
 بدعت تقلید کا نام و نشان بھی عالم میں نہ تھا پھر یہ بندہ راسخ و ہوا کیونکر اہل سنت و جماعت
 بن سکے یہ لقب ہرگز لڑے صادق نہیں آسکتا دہینگا دہینگا آپکا اس لقب کا مصداق ٹھہرانا
 اور اپنے منہ سے میان ٹھونبنا اور بات ہے معتزلہ جیسے خود کو اصحاب عدل و توحید
 کہتے ہیں اسیطور ان منافقین مبتدعین نے بھی اپنا نام سنت و جماعت رکھا ہی و نہ نام

و دعوی تقلید کا سوا حیوان لای عقل کے کسی انسان عاقل بالغ سے ہرگز صادر نہیں ہو سکتا

شب و روز مصروف رہی مجلس مولود بڑی ہوم و ہام سے کرے تدریس اللہ کھا کر مشائخ
 کی گڑھی ہوئی باتوں کو حکم خدا و رسول سے بڑھکر جانے ہر چہ ہر مذہب مستند و مروپ
 ایک کا مقید و مقلد ہو چھوٹا بولے اہل حدیث پر طوقان و بہتان لگا کر محمد شین و ائمہ کی
 خبیثیت و مذمت کرے شاہ ولی اللہ صاحب اور انکو اتباع و تلامذہ کو بہت برا جانے
 علماء برین پر روقدح کرے صدقہ و خیرات کھانے میں اوقات بسر کرے روافض
 کی مدح کتابوں میں لکھی کتب رائے سے فتوحی و حنفی رائے میں رسائل تالیف کرے
 اہل سنت کا رد لکھی ائمہ وقت و سادات پر طعن و اعتراض کر نیکی موجب فخر و شہرت کا
 سمجھے عاتقہ اہل حدیث کی تکفیر کرے وغیر ذلک پھر خواہ کسی میں یہ سب وصف ہوں یا
 انہیں سے دس پانچ ہے وہ بلاشبہ ان جاہلون کے نزدیک اہل سنت جماعت کہلائیگا اور
 جو شخص ان تمام باتوں میں سے ایک سے بھی نفور ہوگا وہ انکو نزدیک و باطنی و لاہیب
 و سنت جماعت سے خارج ہے چہ جائیکہ جو ان سب باتوں کا منکر ہو جیسے یہ جماعت قلیلہ
 اہل قرآن و حدیث وہ تو بلاشبہ ان سنت جماعتوں کے نزدیک ضال مضل و ملعون ہے
 ایسوں کی تکفیر رکھیں چاہی ان سنت جماعت نفرون کی تہرین ثبت ہوئی ہین سویم
 بلاشبہ ایسے فساق فجار سنت جماعتوں مقلدین مبتدعین اہل فتنہ و فساد میں
 داخل نہیں اور مطابق قول اپنے مقتدا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انکو
 اتباع کے اکابواء منکم و محاکم و ان من دون اللہ کفرنا بکم و بدلا
 بیننا و بینکم العداوۃ و البغضاء ابدی حتی تو منوا باللہ وحدہ
 ان کو مذہب و طریقہ سے منکر و بیزار ہین جب تک یہ حوک اس شرک تقلید و بدعات مذہب
 جدید سے تائب ہو کر اللہ الکیلو ہی کی اطاعت اوسکے رسول کو فرمان کی موافق قبول کر لیں
 اس تقلید مذہبی کا برا ہو جتنے مفسدہ و خرابیاں دین خدا میں واقع ہوئیں اسکی
 شامت سے ہوئی ہین اہل علم کے نزدیک یہ سب اہل تقلید محض جاہل مطلق مثل بہائم و

اسکا نتیجہ کیا ہوگا کہا قرآن تو لڑ کو نکو پڑ جائیگا پھر عنقریب کوئی لڑکا تجھ سے بڑھ کر قاری ہوگا
تجھ سے زیادہ اوسکی عزت ہوئے لگ لگی حدیث میں تو محدث بن کے بیٹھو گا لوگ تجھ سے روایت
لین گے جب تو بوڑھا ہو جائیگا تیرے دماغ میں خلل پیدا ہوگا تو تو متہمس و متروک
ہو جائیگا میں نے کہا مجکو کچھ حاجت اس علم کی نہیں ہے علی ہذا القیاس علم شعرونوم
وغیرہ میں بھی ایسی ہی ذلت کا نتیجہ بیان کیا پھر کہتے ہیں کہ میں نے اون فقہ کا نتیجہ
پوچھا اونہوں نے کہا اسمین تو لوگوں کا مقتدا مشہور ہوگا تجھ سے فتویٰ پوچھیں گے
تیری پیروی کریں گے تو میں نے فقہ ہی میں محنت کی انتہی حاصلہ یہ دونوں قول ابو حنیفہ
کے اور اون کو شاگردوں کا اقرار اونکو اہل راے ہونیکے اور حدیث سے ناواقف رہنے کی
دلیل میں امام محمد کی پانچ چھ کتابیں جو ظاہر روایات مشہور ہیں جنکو تمام اہل راسی اپنا
قرآن و دین و ایمان سمجھتے ہیں اونہیں روایت احادیث کی نہیں اور جو کہیں ہے تو بسنہ
یا خلاف قواعد مقررہ محدثین ہے یہ کتابیں محض قانون عقلی و دقت اجتہادی ہیں۔
امام شافعی نے محمد کی کتاب کو دیکھ کر کہا کہ اسمین سوا البسم اللہ کے کچھ بھی صحیح نہیں ہے ان
ظاہر روایات کو بعد فقہ راے کی اور حجتی کتب و فتاویٰ میں وہ تو لاکھوں کروڑوں
واہیات زلیات و بے اصل روایات و تحریف احادیث و آیات سے ملو و مستحون
ہیں انکو مولفین کتب احادیث و ائمہ اہل سنت کے نام تک سے بھی واقف نہیں ہوئے
معانی حدیث و عمل بالحدیث کو تو کیا جانیں اگر دوجاں روایت حدیث کی ابو حنیفہ یا
اون کو شاگردوں سے ایسی بھی ہیں کہ جسین کوئی اور راوی اونکا شریک نہیں تو وہ
اہل حدیث کے نزدیک بوجہ انکو مجروح و مقدر ہونیکے متروک و غیر معمول بہا ہیں
ائمہ جرح و تعدیل نے انپر بقدر جرح بہہم و مفصل کی ہے وہ کتب رجال مثل تہذیب
الکمال و تیزان الاعتدال و لسان المیزان وغیرہ میں بہ تفصیل مذکور ہے من شار
فلیرجع الیہا ابو حنیفہ کو علم لغت و عربیت میں کچھ دخل تھا جو مثل اور ائمہ کے قرآن و حدیث میں

اہل وفاق
اسائل
اس

اسلاف انکو مجتہد فی الراے سے لیکر مجتہد بن بین تک کتاب و سنت سے جا
رہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ استدلال اول کے آیات و حدیث سے اپنی مذہبی
تائید پر مقام نزاع سے محض اجنبی ہوتے ہیں اور لائق اعتماد نہیں سمجھے جاتے
عالم نے انکو نہ خود انہوں نے آپکو اہل حدیث سے شمار کیا ہے بلکہ اہل و کتاب
انکو مرجعہ اور زیدیہ لکھا ہے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے تصدیق
حنفیہ کو صاف مرجعہ لکھ دیا ہے اس مذہب میں ولی ہونیکی نفی کی ہے خود علماء
اون کے اہل عصر نے مرجعی جہمی زیدی معتزلی کہا ہے کتب رجال و تواریخ
تراجم میں یہ سب موجود ہے و تیز اون کو کتب مذہبی سے یہ بات خوب ثابت
لین صفات باری تعالیٰ کے معنی صریح سے انکار کرنا صوم و صلوة کا ایمان سے
فروعات میں معتزلہ و زیدیہ کی پیروی کرنا ابوحنیفہ کا اپنے جان و مال سے
امام زیدیہ کی مدد کرنا انکو خروج کا فتوا دینا تفضیل علیٰ میں گفتگو کرنا وغیرہ
دلیل ہے اون کے جہمیہ و مرجعیہ و معتزلہ و زیدیہ تفضیلیہ ہونیکی شیخ اکبر نے انہیں
جہلم حنفیہ کو اکبر اعدائو مہدی علیہ السلام کہا ہے مولوی محمد معین حنفی سندھی نے در
میں وسید احمد طحاوی نے بھی حاشیہ و تحفہ میں یہ قول شیخ کا نقل کیا ہے ان کے
چوٹوں اللہ و رسول کے خاتم کو تو خود انکی کتب مذہبی اہل سنت و جماعت سے خارج
کر رہی ہیں یہ سناس ناحق شناس معنی اتباع سنت کو کیا جانیں انکو اتباع سنت کب
نصیب ہوا خود ابوحنیفہ نے اپنا علم اپنی راہ کو بتایا ہے علمنا ہذا اسمائی کہا ہے
علمنا ہذا حدیث اور آیت کبھی نہیں کہا کافلہ الشریعۃ الخفی فی المیزان وغیرہ فی غیرہ
انکو شاگردوں نے امام شافعی کے روبرو ابوحنیفہ کی حدیث سے ناواقف ہونیکا اقرار
کیا ہے طحاوی کے دیباچہ میں ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا جب
میں نے علم پڑھو کا ارادہ کیا تو لوگوں نے قرآن حدیث پڑھو کی صلاح دی میں نے پوچھا

و شیوخ اسلام کی مذمت و طعن میں ابراز غمی کیا یا اسکے اتباع انکار میں بینونیوں نے
 قریب ساٹھ ہزار نفروں کے تکفیر و تضلیل اہل حدیث پر مہرین کر کے جامع شواہد ان
 دنیا و آخرت کے ہوئے یا اسی رسالہ تنبیہ الوبابین پر اکیس سو پچاسی مہرین کر کو انہی
 منکرات و سفاهت پر عباد و اب کریم کو متنبہ کیا یہ ہر ذی عقل و بے عقل پر پوشیدہ
 نہیں ہے مجتہدین میں نے اپنے تذکرہ میں علاوہ ذم و توہین عامہ اہل حدیث کے
 خاصہ ائمہ حدیث کو اس قدر سب و شتم و القاب سو رسے یاد کیا ہے کہ محاسب کو
 اونکا شمار کرنا دشوار ہے ان بوم نہاد و نثر چشموں و نکو اندہوں کو اپنا عیب کچھ نہیں
 سوچتا ناحق بیگنا ہونا پرافر کر کے دارین میں اپنی پروسیا ہی کرتے ہیں سب کاموں کو
 گالی و نیکی نسبت کرنا الحمد للہ کی طرف محض ان کیا دونکا حیلہ اوکریہ ہے غرض انکی
 اس سے ایک امام ابو حنیفہ ہیں اوکو او راون کے اتباع کو جو مسائل قیاسیہ مختصرہ
 غیر مستند بتایا و حدیث ہیں اوسکے خلاف پر عمل کر نکلیاں ناحق شناسوں نو امام کا
 گالی دینا قرار دیا ہے امام شافعی وغیرہ ائمہ کے مسائل خلافیہ وغیرہ خلافیہ کا مذہب ستان
 مینا جب تک کسی اہل حدیث نے نام بھی نہیں لیا ان کے متقلدین ان بلاد میں
 موجود ہیں جو اون سے کسی مسئلہ خلاف کتاب و سنت پر جمود کرنے میں کچھ نزاع
 واقع ہوتا پھر اگر اسی خلاف کر نیکا نام گالی ہے تو یہ تو اونکی کتب مذہبی مثل ہدایہ
 شرح وقایہ کنز قدوری وغیرہ میں بکثرت موجود ہے امام شافعی و مالک وغیرہما
 کے ہزاروں بلکہ لاکھوں مسائل حقہ مدللہ کا ان ہوا پرستوں نے صرف جہل سے
 خلاف کیا ہے اور اپنی رائے و عقلی دلیلوں سے ناحق اوکو باطل کر دیا ہے یہ تو بدیرہ
 اولیٰ اون ائمہ کے دشمن اور گالی دینے والو ٹھہرے اگر کسی نے ابو حنیفہ کو کسی مسئلہ
 حدیث کے خلاف کر نیکی نسبت کی ہے تو یہ بھی کوئی نئی بات نہیں ہے پہلو بھی جس کسی
 نے اوکو مسائل خلاف کتاب و سنت کو کتب رسکے چکر علیہ کیا ہے ایسا ہی کہا ہے

تدبر و فکر کرتے جیسا کہ تاریخ خطیب وابن خلکان و مرآۃ الجنان وغیرہ میں مسطور ہے
 الغرض جہان سے ان مقلدین و حوش سیرت بہائم طہینت کے مذہب تخریث کی اصل
 مجتہدین بن بن تک یہی برابر جبل قرآن و حدیث سے سینہ بسینہ متواتر ہوتا چلا آیا
 ہے پھر کس منہ سے یہ وحشی اہل علم و عمل حدیث کو اہل سنت و جماعت سے خارج اوکو
 مساجد میں نماز پڑھنے سے منع کا فتوہ دیتے ہیں متبعین رسول کو مساجد سے روکنے
 والوں کو حقین قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے ومن اظلم من منہ مسجد اللہ ان
 یدکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الی قولہ لہم فی الدنیا کفری و لہم فی الآخرۃ عذاب
 عظیم اس آیت میں ان دشمنان دین و بینیان بد آئین کی نرا دنیا کی ذلت و آخرت
 میں عذاب عظیم و ذلت دنیا کی تو دیکھ ہی رہے ہیں اور خوب دیکھیں گے عذاب
 آخرت بھی عنقریب در پیش ہے مبارک ہو بڑا افترا ان کذابین و جالین کا متبعین
 سنت پر یہ ہے کہ یہ لوگ امام کو برا کہتے ہیں اوکو گالیاں دیتے ہیں سارے مہنتوں
 کے سفہار میں ان فتنہ بازوں و افترا پردازوں کو یہی غلط چارہ بجا چا کر رکھا ہے
 لیکن آج تک کسی مفتری نے کسی اہل حق کی زبان سے اسکی تصدیق نہیں ہو چلائی
 نہ اون کے کسی رسالہ کسی فتوہ کسی تحریر سے کوئی گالی کسی امام کی نسبت دکھلائی
 ہمارا تو برطانیہ قول ہے کہ سب اب المسلم فسوق امام کو تو کیا اگر کوئی کسی ادنیٰ
 مسلمان کو بھی گالی دے تو وہ ہمارے نزدیک فاسق و برادر مقلد کا ہے یہ کام نہیں
 تقلید پرستوں اماموں کو بند و نکال کر کسی امام حدیث کا نام بغیر اسکی تحقیر و توہین کئے
 زبان سے نہیں نکالتے عوام متبعین کا تو کیا ذکر ہے انہی تو ہزار لاکھوفان و بہتان باز دھکر
 اوکلی تکفیر و تضلیل یہ ساری ہوا پرست کر چکے ہیں کوئی فتویٰ کوئی رسالہ اسکا الہیہ پر
 سب و شتم سے خالی نہیں ہے عبدالرحمن کذاب نے جیسا کچھ ائمہ حدیث کی مذمت و نفی
 اور ان پر لعن و اعتراض کر کے تمام عالم میں اپنا کشف حجاب کیا پھر تہذیب و ادب نے اکثر ائمہ کرام

بحر المحیط وغیرہ کتب اصول شافعیہ میں ہے کہ جب جہلہ حنفیہ نے دیکھا کہ سوا ان کے
 امام کے سب ائمہ کے مسائل فرعیہ فقہیہ مستند کتاب و سنت ہیں بخلاف ان کی مسائل
 کے کہ اکثر احادیث صحاح ستہ ہی کے خلاف ہیں تو انہوں نے صحاح کو رد کرنے کو
 یہ اصول گڑھا کہ جو حدیث خلاف مذہب دیکھی اسکی سند میں فقہ راوی کی نفی کر کے
 اسکو رد کر دیا چونکہ صحاح میں اکثر احادیث صحیحہ اور ان کے مذہب کو خلاف ابوہریرہ
 و انس و جابر وغیرہم سے مروی ہیں جنکے علم و فہم کی شہرت تمام مہاجرین و انصار
 میں تھی یا حضرت عباسؓ جو مجتہدائے فقیہ پوچھتے تھے انہیں صحابیوں کو ان سفید ہونے
 نام لے لیکر غیر فقیہ قرار دیا کافی نور الانوار و صحاح و الشاشی وغیرہ اس کے سوا اور سب
 قواعد ایسے ہی ہیں جن سے ابطال احادیث صحاح کا کیا ہے یہ موقع اس کے ذکر کا نہیں ہے
 جبکہ ان اعداؤں میں وسفہائے منافقین نے حدیث پیغمبر کو مردود کہا اصول بنانیکے
 حلیہ سے مسائل منصوصہ کار و کیا تو پھر یہ سنت و جماعت کیسی یہ تو دائرہ اسلام ہی
 بالکل خارج ہو گئے ان کے پاس تو کوئی بھی دلیل صحت اسلام کی باقی نہیں رہی تھی
 یہ حیوان آپکو مسلمان کہتے ہیں احادیث کا مردود کہنا کفار کا کام ہے نہ مسلمان کا شیخ
 اوہ اور اس کے اتباع انکار پہلو اپنا اسلام ثابت کر دکھائیں پھر اہل سنت سے گفتگو
 کریں یہ دلیل ان کے مسلمانی کی ہرگز نہیں ہو سکتی کہ انکو آبا اجداد ہند میں مشیتوں
 سے قسم باسلام تھے کہ کیسی ہی بد مذہب تھے جب یہ اون کے گھر میں پیدا ہوئے تو
 خواہ مخواہ مسلمان کہلائے جیسے کہ تمام بلاد راجپوتانہ کے گنوار مثل قاضی اندور و جی پور
 جنہوں نے تکفیر اہل حدیث پر یہ تقلید شیخ افوہ مہرین کہ دین ہیں آپکو مسلمان کہتے ہیں
 اور نیز یہ بھی دلیل اسلام کی نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے علوم جاہلیت کو پڑھا و سہا
 حواشی لکھی یا کتب رائے کو پڑھا یا تقلید مذہبی اختیار کی اوسمیں رسائل تالیف کو کہو کہ
 علوم جاہلیت مثل منطق فوق از ضرورت و فلسفہ و نجوم و شوم و غیرہ علوم جہلہ تو انکو

امام ابن ابی شیبہ نے جو اپنی مسند کے آخر میں کتاب الرد علی الجنیفہ لکھی ہے اور اسکا ترجمہ
اس طرح کیا ہے ہذا ما خالف ابو حنیفۃ الاحادیث الصحیحۃ فیہ اس طرح امام
جو زنی نے منتظم میں اور پھر کتب راسے میں بھی تو بہت جگہ ان کو مؤلفوں نے امام
شافعی وغیرہ ائمہ کو حسب زعم خود مسائل معتبرہ میں حدیث کا خلاف کرنے کی نسبت
کی ہے خود رسول لین بعض جگہ حنفیہ نے تو امام شافعی کی ایسی مذمت کی ہے کہ انکو
اخر من الابلیس کہہ دیا ہے اب بھی اگر کوئی حنفی امام شافعی و مالک و احمد حنبلی
وغیرہم کو بر ملا لاکھ کا لیاں دے تو یہ دشمنان ائمہ کبھی اوس بد دین کو لا مذہب و
خارج از اہل سنت و جماعت نہ کہیں گے شیخ آوڑ نے ائمہ کو سب و شتم کرنے میں کیا
کچھ کمی کی ہے اوسکو تو ان جالہوں نے ابو حنیفہ وقت جان رکھا ہے یہ دعویٰ او
حکم تو انکا خاص اوسی شخص پر ہے جو ابو حنیفہ کا کسی مسئلہ میں خلاف کرے خدا جانے
ان جالہوں کو امام شافعی وغیرہ ائمہ اصحاب مذہب سے کس قدر عداوت ہے کہ بارہو
برس سے تمام اہل راء و پر رد و قدح کرتے چلے آئے ہن پھر یہ انکو سب ائمہ
نہیں کہتے البتہ ریک کو صرف ابو حنیفہ کا خلاف کرنے سے سب ائمہ کی تہمت کہتے ہیں
اسکا جواب جو کچھ یہ انکی طرف سے دینگو وہی انکی طرف سے بھی سمجھ لیں اگر گالی
اماموں کا اسکو قرار دیا ہے کہ یہ لوگ ابو حنیفہ کے مسائل اجتہاد یہ خلاف قرآن و حدیث
کو مرد و کہتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ابو حنیفہ کے قول و فعل خلاف کو تو کیا
اگر غیر خلاف کو بھی کوئی شخص مرد و کہے تو بھی اوسکے اہل سنت و جماعت سے خارج
ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے تمہو تو احادیث صحیحہ مثل حدیث مصراۃ اور تجد
خصی بالشاہد والیہین وغیرہ احادیث کو اپنے کتب اصول میں خلاف قیاس کہہ کر صاف
مرد و ملکدیا ہے اور اس پر کیا سارا اصول ہی نمنے اپنا احادیث صحیح کے رد کر نیو گڑھا
ہے کوئی قاعدہ او سہین ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جس سے کوئی حدیث صحیحہ رو نہ ہو

اسکا رد سفر السعادت
اور اوسکی شرح
میں کیا گیا ہے

وضالت سنت و ہدایت ہو گئی جو سنت و ہدایت تھی وہ بدعت و ضلالت ٹھہری
 ہزار ہا سنتیں معدوم و مردود ہو گئیں کروڑ ہا بدعتیں رواج پا گئیں مخترعات اہل
 راسی کا نام دین ٹھہرا جو دین حق تھا وہ باطل سمجھا گیا فقہ راسخین حواشی و شروح
 و رسائل لکھو جانے لگے بچا پرے الہمدیث پر چار و نظر سے لے دے ہوئے لگی یہاں
 تک نوبت پہنچی کہ اوکو زندیق و ملعون و ضال و مضل خارج از اہل سنت و جماعت
 کر دیا جب کتب راسی کا یہ حال و مال ظاہر ہوا تو پھر ان پر شرح و حواشی لکھنے والے کو انکو
 رواج دینے والیکو کیونکر کوئی عاقل داخل اسلام میں کہہ سکتا ہے او سکو تو اسلام و اہل
 اسلام کا دشمن کہنا چاہئے باقی رہی تقلید مذہبی تو یہ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی
 فتنہ باعث بربادی دیکھا آج تک نہیں دیکھا گیا سارے علم کی برکت اسی تقلید شوم مذہب
 کی بدولت عالم سے اٹھ گئی سب سے زیادہ تریبا ہی اسلام میں یہ ہوئی کہ شریعت
 میں مذاہب مرویہ و فکلیہ ہر مذہب والا تعصب سے اپنے مذہب کے حق دوسرے کے مذہب کے
 باطل جاننے لگا خصوصاً جبکہ خفیہ نے تو عموماً دوسرے مذہب والوں کی عقائد حقہ و
 اعمال صالحہ کو بر ملا خطا و باطل کہہ دیا آشاہ نظر و درختار میں دیکھ لو جبکہ اللہ ایک
 رسول ایک قرآن پاک ایک دین اسلام ایک اصول دین کے یہی اللہ و رسول کا
 فرمان پھر الگ الگ ان چار مذہبوں کے نکالنے کی کیا ضرورت اس احداث سے اسلام
 میں نہایت ضعف آگیا مسلمان بچا پر غریب ہو گئے جمعیت میں سید تفرقہ پڑ گیا بہت
 دین رونق شریعت بالکل جاتی رہی اس بدعت نے یہاں تک زور پکڑا کہ مکہ معظمہ میں بھی
 چار صلی قائم ہو گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون علماء اسلام ہمیشہ سے تقلید کو شرک
 مقلد کو مشرک کہتے چلے آئے ہیں خود ائمہ اربعہ نے اپنی ہی تقلید سے نہی شدید
 کی ہے کوئی دلیل عقلی و نقلی اسکے جواز پر آج تک کسی کو نہیں ملی سارا قرآن پاک
 اسکی مذمت سے بھرا ہوا ہے جتنے انبیاء و رسل خدا سے کفار نے مقابلہ کر کے اوکو

علماء اسلام نے ضلالت فرمایا ہے خصوصاً ائمہ اربعہ نے اول اس کی تحریم کا فتویٰ دیا ہے
 ہتھپڑ کوئی جاہل اسکے پڑھنے پڑبانیکا اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ ہمیں صیانتہ للذین اسکے رد
 وابطال کیواسطے اسکو پڑا ہے نہ واسطے شرح و حواشی و توضیح و تشریح کر سیکے گوجاہلون
 ان فنون سے فخر ہواور آپکو بڑا عالم و عاقل سمجھیں لیکن علماء اہل سنت کی نظر و نظیر
 جاہل و سفیہ حیوان ہی دکھلائی دینگے ۛ آخری فخرتست آن منگ من ست باقی
 رہیں کتب راسخوہ و علوم دینیہ اسلامیہ میں داخل نہیں مثل قانون کے ہین کا اجتماع
 ابوار و آراء سے جمع کر لیا جاتا ہے علم دین عبارت ہے قال اللہ و قال الرسول
 و اقوال و افعال صحابہ سے ان کتب میں کوئی مسئلہ بطرح کتاب و سنت و فتاویٰ
 صحابہ کی طرف مستند پسند صحیح نہیں ہے یہی زید و عمر کی قیل و قال و دیوزلا کیوز سے
 پڑھیں اگر کسی جگہ کسی مسئلہ میں مطابقت ہو گئی ہے تو یہ امر اتفاقی ہے کیونکہ جو شخص
 سود و سوا بتین اپنی رائے و اجتہاد سے نکال لیا اوسین خواجہ دس پانچ باتیں
 موافق کتاب و سنت کے بھی پڑھی جائیں گی اس سے یہ ثابت نہوگا کہ اس شخص کو
 علم کتاب و سنت بھی ہے متولفین کتب راسخوہ کو علم کتاب و سنت مطلقاً نہ تھا وہ تو
 صرف اپنی بڑوں کے اقوال پر تفریعین و تحریجین گھڑا کرتے تھے یہی اونکا علم تھا جناب
 شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے انکو بارہ میں ازالہ الخفا میں یوں تحریر فرمایا ہے
 کہ علم ایشان تخریج بر تخریج و تفریع بر تفریع و دولت ایشان مثل دولت مجوس آتا
 آنکہ نماز میگزاردند و ستم بکلمہ شہادت میسندند و امر دمان در سہین تغیر زمان پیدا
 شدہ ایم نمیدانیم کہ خدای تعالیٰ بعبادین چه خواستہ است انتہی تہی باعث
 بسادی دین کا اور زیادہ ہوا کہ مقلدین مبتدعین نے انہیں تخریجات و تفریعات کو
 اپنا دین و ایمان یقین کر لیا کتاب و سنت سے جاہل و غافل ہو گئے اگر براہ خوام
 کسی قدر پڑا بھی تو تبرکاً پڑھ لیا جب سے ان تخریجات کا شیوع و رواج ہوا عیت

نے رد کیا یہ جگہ عجیب خاصیت رکھتی ہے جب سے یہاں آبادی ہوئی ہے والی
 رئیس یہاں کے ہمیشہ پادشاہ ہند سے سخت باغی و نیکو کام رہے ہیں انہوں نے
 فسق و فجور کو یہاں ایسا زور دیا کہ طبقہ زمین پر کہیں دیکھا سنا نہیں گیا
 یہاں کے خفیون کو اہل سنت و اصحاب حدیث سے اس قدر بغض و عداوت ہے
 کہ کسی کا فریاد فضا یا نیچری سے بھی نہیں یہ شہر کو فہم مشہور ہے کہ
 اور کو فہم کہ عدد بھی ایک ہیں اس کو فہم کو فہم عراق سے غلو و فرض و کثرت تشیع
 و بدعت تقلید و تعصب مذہبی و بطرح و غرور علم و اتیان عقل بر نقل و عدم وفاداری
 و حدوث انواع فتن و فسادہ وغیرہ امور میں کمال درجہ کی مناسبت و مشابہت
 ہے و ان والوں نے جس طور حضرت امام ہمام جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو ساتھ بدعہدہ می کر کے او کو اور اون کے اہل بیت کو دشت کرب و بلا میں بکھو
 پایا سار کھل کر قتل کیا اس جگہ والوں نے بھی وہی معاملہ مولوی سید امیر علی شہید کے
 اور اون کے اتباع کے ساتھ اوسیلہ و جنگل میں کیا یہ معرکہ سب نزدیک و دور میں
 مشہور ہے معرکہ کربلا سے کچھ کم تھا یہاں جو لوگ عالم مشہور ہوئے ہیں وہ سب
 علوم اسلامیہ و کتب دینیہ سے بالکل بے بہرہ و جاہل محض تھے بلکہ ان علوم سے
 عار رکھتے تھے اور ان کا علم ہی کتب جاہلیت و فتن و ضلالت یا کسی قدر کتب راسخ
 کی درس و تدریس تھی فی الحال یہ بھی وہاں نہیں ہے عوام الناس و عوامی
 اس جگہ کے بالکل وحوش سیرت ناپاک طینت ہیں یہاں جو سستی کہلاتے ہیں وہ
 عمل اور عقیدہ میں اور جگہ کے رافضیوں سے بدتر ہیں ان سنیوں نے اپنی
 وضع و شکل ایسی بنا رکھی ہے کہ کفار میں انہیں کوئی تمیز نہیں کر سکتا۔
 مذہب بدین بدین کا حدوث انہیں سنیوں میں ہوا ہے تکفیر اہل قرآن و
 حدیث کی انہیں سنیوں نے کی ہے یہاں کے باشندوں میں خدا تعالیٰ نے

ایذائین دین قتل کیا اسی تقلید اباسلاف کو حجت ٹھہرا کر کیا و کذلک ما امرسلنا
 فی قریۃ من نذیرہا الا قال متزفونہا انا وحبنا اباؤنا علی املہ وانا علی انہم
 مقتدون انزالہ انھما مین لکھا ہے کہ اس امت میں دو فتنہ بہت بڑے واقع
 ہوئے ایک قتل حضرت عثمانؓ کا کہ اوسکے بعد سے اسلام میں خانہ جنگی خونریزی شروع
 ہوئی دوسرے حدوث تقلید مذہبی کا یہ فتنہ پہلے سے بہت بڑھکر ہوا کیونکہ اس سے
 دین میں تفرقہ پڑ گیا جدی و جدی مذہب مقرر ہو گئے تھے مین ہر مذہب کی مدد و
 ہو گئیں تقلید و نوعمین ایسی گھس گئی کہ ہر مذہب والا تعصب سے دوسرے مذہب کو
 ناحق و باطل جانکر اوسکا رد کرنے لگا انتہی لختاً اس زمانہ کے جو تمام جہلہ خفیہ واسطے
 تائید رسومات شرک و بدعات کے سب ملکر اپنا پیٹ مار رہے ہیں اور اہل قرآن و
 حدیث کی تکفیر کرتے ہیں اسکا باعث ہی تقلید مذہب بین بین ہے قبل اختیار مذہب
 مذکور کے کبھی ان بدو و گون نے تکفیر اہل سنت کی نہیں کی نہ اسقدر اضلال سفہار
 عوام و تفرقہ اسلام میں کوشش کی الغرض جیسا فتنہ اولیفرقہ مسلمان ہند میں اس
 تقلید مذہبی سے واقع ہوا ہے ابتدا سے اسلام سے کسی جگہ کسی مذہب میں سنتے
 یکہنو میں نہیں آیا جب اس تقلید کا یہ نتیجہ ہے تو پھر مقلد کے پاس اپنے صحت اسلام
 کی کیا دلیل ہے اصل بنیاد اس فتنہ و فساد تقلیدی کی بلاد ہند میں جب سے پڑی
 ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب حرمین سے حدیث پڑھکر دہلی میں آئے اونکو اعمال و
 اشغال حدیثیہ کو بیان کے جو فاسق فاجر مشرک مقلدین آکھو اہل اسلام و سنت و
 جماعت خیال کرتے تھے تقلید اہل راسخ و ہوا اونکا دین و ملت تھا انہو مذہب کے
 خلاف دیکھکر شاہ صاحب کے دشمن ہو گئے شہر سے اخراج کرایا اونہوں نے ان
 مقلدین اور اون کے برادران دین روافض کا خوب رد لکھا اون کے بعد وکی
 اولاد نے بھی یہی کیا انکو بڑے سخت دشمن لکھنؤ کے سنی و رافضی ہوئے انکا اونہو

جس سے سب ہند کے پڑھو بے پڑھو لوگ خوب واقف ہیں جب اسکے ای حرکت ہیا
 ہفتوات نامز پر چاروں طرف سے مار دیا شروع ہوئی اور فوجوے لکل فوجوں سے
 وکل دجال عیسیٰ کے مولوی محمد صالح و مولوی احمد علی مرحوم وغیرہ علماء و نسبت
 عدم فہمی کلام شاہ صاحب و تہمت انکار معجزہ مذکور وغیرہ امور کی علماء عرب و عجم کے
 فتاویٰ منکوا کر اس حاسد اہل حق کی خوب تبکیت و توتیخ کی تو اس صدمہ سے
 یہ جانب نہوسکا اور بہت جلد قفس جسم کو بلا نثر روح سے خالی کر دیا و لند احمد
 اسکے بعد اسکا پوت کیوت عبد الحمی باپ کی جگہ طیف ہوا اسکا حسد و بغض
 اہل قرآن و حدیث سے عموماً و خاندان شاہ صاحب سے خصوصاً باپ سے برعکس
 نظار و افق سے بہت اخلاص و اتحاد پیدا کیا اونکی مدح و تہلیل اللہ رسول کی
 حمد و لغت کے برابر میں اپنے رسائل میں بہت کی اون کے گھر سے خیرات و زکوٰۃ
 میں اسکا وظیفہ مقرر ہو گیا اسی پر اسکی معاش ہے اس نے مذہبی میں ایک
 شاخ مذہب بین بدن نکالی سواد اودہ چید را باد میں اپنے مجدد و مجتہد
 ہونیکا دعویٰ ظاہر کیا بغیر تحصیل و تکمیل علوم عمومیہ مثل صرف و نحو و معانی بیان و
 ادب کے عربی عبارت میں رسائل لکھنا شروع کیا ترکیب عبارت و صلاح افعال
 میں ہزار اخطیان کین جملہ سب بے معنی بنائے فقرہ تمام بیوزون گھڑی کہیں
 کوئی شعر نقل کیا تو اسکو بگاڑ کر نثر سے بھی بدتر کر دیا اگر کسی نے اسپر کچھ اعتراض
 کیا تو اسکو بے گنتی بناتین جب شرم و حیا کو چھوڑا تو جا کیا باپ کی بڑی مذک
 اولک جناب شاہ صاحب پر اوسی معجزہ کے انکار کی تہمت میں رسالہ لکھا اپنے
 خیالات فاسدہ و اوام کاسدہ میں اس کذب و افتراء کی محض کو اونکی نسبت
 خوب مضبوط کیا اپنے وکیل مجتہد دروغ سے بھی امین رسالہ لکھوایا مولوی محمد بشیر
 صاحب ہمسواتی وغیرہ علماء اہل حق کا مسئلہ سفر زیارت قبور میں رد کیا اونپر صدا

قبول ہدایت کا مادہ نہیں رکھا القرض شاہ عبدالعزیز صاحب مجددیۃ اثناعشر اور ان کے
 تلامذہ نے یہاں کے جاہلون کی خوب ہی سرکوبی کی جب مولوی اسماعیل شہید و سید کا
 زمانہ آیا تو ان سے اکثر بلاد ہند کے لوگوں کو ہدایت ہوئی بہت سے مشرکین متعین
 فساق فجار مبتدعین نے اونکی ہاتھ پر توبہ کی راہ حق میں اونکا ساتھ دیا اس کو فہ
 میں بھی وہ نیچے ہر چند وعظ و تذکیر کی لیکن کچھ نفع نہ ہوا جس قدر ان سے خلق اللہ میں
 ہدایت پھیلی گئی اوس قدر بیان کے جاہلوں کو اونکی عداوت میں ضلالت بڑھتی گئی
 جب ہی سے یہ سفر ہا جناب شاہ صاحب اور ان کے اتباع پر تہمتیں روافض اہل
 بہت لعن طعن کرتے رہے کچھ نہ کچھ تہمت اون بگینا ہوں کی نسبت گڑبگڑ کے لیکن یہ
 سب واویلا ان کو فوٹو کا صرف زبانی ہی تھا تحریر کسی نے اون پر طعن و اعتراض و تہمت
 نہیں کی تھی یہاں تک کہ جب شیخ حلیم پیدا ہوا اور اسکے مدین بطرح حق اور تعصب اہل
 حق نے کمال درجہ کا غلو کیا یہ رسم بد اہل حدیث پر طعن و اعتراض کرنے کی اون پر تہمت
 واقف ابانہی کی تحریر اوس نے جاری کی اور حدیث من سن سنیۃ تسمیۃ
 فی الاسلام کان علیہ و ذرئہا و ذرئہ من عمل بہا من بعدہ الخ روایہ مسلم کا حصہ
 ٹھہرا اسکو خاندان جناب شاہ صاحب سے جس قدر حسد و عداوت اور اون پر تہمت و
 افتراء باندہ منہ جرت ہوئی اس سے پہلے کسی اہل باطل کو کسی اہل حق پر نہ ہوئی تھی
 تفہیمات الہیہ میں شاہ صاحب کی عبارت کو بغیر سمجھ ہوئے و فور حسد سے نکالنا
 معجزہ شوق القہر کی تہمت اون پر چڑھی اس میں رسالہ لکھ کر اپنا جہل و جموح خوب ظاہر کیا
 اور ائمہ اہل حق پر بھی کچھ کچھ طعن و اعتراض شروع کئے فقہ راسخین بھی اکابر
 رسالہ اُردو میں لکھا اسکا جہل بسیط یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ پرندوں کو انڈا دینے کا حال
 بھی نہیں جان سکتا تھا چنانچہ اپنی غایہ میں لکھ گیا ہے کہ مرغی بچہ دیتی ہو اس قسم
 کے مضحکات طفلانی و مجازفات نسوانی اسکے رسائل و فتاویٰ میں بی حساب ہیں

کے اپنے محسن کے احسان کا یہ شکرا داکیا کہ اپنی حواشی میں اوپر طعن و اعتراض متفرق لکھنا شروع کیا۔ رسالہ میں او کی ذمہ و توہین لکھ کر حبیب پائی جناب مدوح کو اگر چہ اطلاع ہو گئی کہ یہ دشمن اہل حق اس خوف کتب طلب کرتا ہے کہ اوپر طعن و اعتراض کرے ائمہ اہل حق کی تحقیر و توہین لکھو لیکن بھجوائے واما السائل فلا تنفی کچھ مرز نش و تو بیخ او سکونہ کی بلکہ پھر بھی بمقتضائے الکرم تحسین الی من اسار کے جب اوس نے کتب کا سوال کیا ارسال فرمائیں لیکن جب یہ دیکھا کہ اسکا بطر حق حد سے گزرنے لگا اور ائمہ اہل سنت و شیوخ اسلام کی غیبت و مذمت بر ملا کرنے لگا اوپر طعن و اعتراض گرہنے شروع کئے اوس وقت سے جناب مدوح نے اوسکے اعتراض کے جواب لکھنا و ارسال کتب کرنا بالکل موقوف کر دیا اوسکے بعد میں اسنے بیجائی سے معتد عرضیاں لکھیں اوس طرف سے کچھ التفات نہوا جب اسنے یہ دیکھا تو خوب ہی ابراز غی کیا اور پورا پورا اپنا حسد و حقد اونسے سب پر ظاہر کر دیا لعن و طعن و اعتراضات میں رسالہ مستقل لکھ کر بے انتظار جواب کے بے اطلاع اون کے احباب کے چوریسے اطراف و جوانب میں بھیجا شروع کیا علما عرب و عجم اوسکی یہ شرارتیں دیکھ کر اسکی سرکوبی کو مستعد ہوئے مولوی عبدالنصیر صاحب مدنی نے اسکا اہل حق سے حاسد باغض ہونا خوب معلوم کر کے اسکے سب کید کو دفع کیا سب مطاعن و اعتراضات کا جواب حق لکھا لیکن چونکہ یہ جواب جناب مدوح کی طرف سے نہ تھا اسلئے اس حاسد کی ضد و عداوت فزاو بہت جوش کیا اور حسد و بغض کے تنور کو خوب بھڑکایا کیونکہ غرض تو اسکی یہ تھی کہ جناب مدوح مجھ کو جواب میں مخاطب فرماوین گے تو یہ موجب سیر کمال شہرت و فخر کا ہو گا حالانکہ او نہوں نے آج تک نہ کبھی کسی اہل حاسد کا رسالہ ردالہ دیکھا نہ کسی عائد کے مطاعن و اعتراضات پر کچھ خیال فرمایا او کو تو احباب و مخلصین مستبیین کی شان اس سے اعلیٰ ہے کہ ہر کسی ناعق و ناهق کی طرف التفات فرماوین

تہمتیں کین ہزار ہا گالی لکھیں اور بہت علماء پر اپنے حواشی و رسائل میں عیاد
 رکیکہ میں طعن و اعتراض کئے متعقولات میں مولوی عبدالحق صاحب خیر آبادی خلیف
 مولوی فضل حق مرحوم پر جو اس وقت میں اپنے فن کے امام ہیں رد و قبح کیا اگر
 سوا ورجن اعلام پر طعن و اعتراض کیا ہے سب کے نام رسالہ تبصرۃ الناقدین
 لکھ دئے گئے ہیں ادھر سے بھی اس عائد حاسد اہل حق کے سب مطاعن و اعتراضات
 کے جواب پے در پے لکھتے گئے اس سے اسکا حسد اور بغض اور زیادہ بڑا جواب
 میں گالی دینا افترا باندہنا شروع کیا سلف و خلف پر سب و شتم و لعن طعن کرنا اپنا
 وظیفہ شب و روز کا مقرر کر لیا اسی اثنا میں بمقتضائے کمال حسد و وفور ہیل کے
 اسکے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ جناب امام زمان دردمند اہل ایمان قدوہ تحقیقین
 اسوۂ محمدین فخر اہل اتباع و توحید محسودارباب بدع و تقلید نواب والا جاہ
 امیر المملک سید محمد صدیق احسن خان صاحب بہادر کے خدام سے مخاطب ہو کر
 اونکی تالیفات ہدایت آیات میں کچھ طعن و اعتراض کر کے اس ذریعہ سے تمام
 بلاد ہند وغیرہ میں اپنی شہرت پھیلائی جیسا اسکے باپ نے شاہ صاحب پر
 طعن و اعتراض کر کے عرب و عجم میں خود کو مشہور کیا کیونکہ جب تک کوئی نااہل
 کسی بہت بڑے ذی علم و فضل پر لعن و طعن نہ لکھتا کیونکر شہرت اوسکو عوام کا لاف
 میں حاصل ہو سکتی ہے غرض اس حیلہ سے اس نے جناب مدوح کی خدمت میں ہزار
 عجز و نیاز عرض بھیجا کہ اول اؤن کے خدام سے اپنا اخلاص و اتحاد ظاہر کیا اگرچہ
 جناب مدوح سے اسکو کچھ معرفت سابقہ یا ذریعہ لاحقہ ملاقات کا نہ تھا لیکن مخلصین
 کے پیرایہ میں اونکو دہو کا دیکر اونکی تالیفات سے استفادہ کا شوق ظاہر کر کے
 اونکا سائل ہوا بعد حصول مقصود و استفادہ عہدیم الوجود کے کتب مذکورہ سے
 بمقتضائے النفس الخبیثۃ لا یتخرج من الدنیا حتی تسعی الی من احسن الیہا

عقائد و اعمال کی تہمت کر کے احادیث ذم خواہج وغیرہ فرق ضالہ کا مصداق انکو ٹھہرا کر ہزار بار المرح کے طوفان و بہتان ان غبار مظلومین کے ذمہ باز کر اور انکی تکفیر و تفصیل و خارج از اہل سنت و جماعت ہونے میں اپنی و کلا و شاگردوں کے نام رسائل لکھنا شروع کیا اور اسپر اپنی اور اپنے اتباع انصار کی مہرین و دستخطین کر اگر سواد الوجہ فی الدین ہونا اپنا پسند کیا یہ فتح المبدین جو بنام نہاد جواب ظفر المبین شخص مجہول منصور علی کے نام طبع کرالی ہے اسکی تمام خرافات و ہذیانات کا جواب متعدد رسائل میں مکرر پہلے پہلے ہو چکا ہے لیکن جبکہ سفہائے عوام کے دھوکا دینے کو اسکو کتاب جدید اہل حق کے رد میں قرار دی ہے تو اسکا بھی جواب انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہو جائیگا فی الحال محکو او نہیں اعتراضات و مطاعن کا رد کرنا منظور ہے جنہیں حضرت امیر المؤمنین اسوۃ المتبعین مفتحو اعلام مرجع آنا مہجوق المرح کی نسبت گستاخی کی ہے حاسد مذکور نے انہیں اعتراضات و مطاعن نختہ عہ کو ادنیٰ تعمیر دیکر دس دس مرتبہ اپنے رسائل و رسائل میں اعادہ کیا ہے جواب سے سب مفروغ عنہا ہیں لیکن چونکہ یہاں کتاب جدید میں اوکو پھر نقل کر کے سفہائی ناظرین کی نظر و عین جدید ٹھہرایا ہے اسلئے اسکا جواب بھی مستقل رسالہ میں لکھنا ضرور ہوا اگرچہ محکو قطع نظر اسکے کہ کثرت درں و تدبیر وغیرہ اشغال علمی سے فرصت حاصل نہیں ایسے جاہل عاند لعان فحاش مفسد اہل حدیث سے خطاب کرنے میں عار آتی ہے لیکن بحکم حدیث کہ مومن کی طرف سے ذب کرنا او سکی غیبت میں بہت بڑا جرم رکھتا ہے حرص اجرا و خو محکو اس کا رخیہ مجہول فاقول و باللہ اصول واجول قال الشیخ عبدالحی ابن مبارک بن سلیم بداء التذالی صراط المستقیم فی ۱۲۲ اگر ضرورت پڑے تو مسک اختتام وغیرہ کتابیں امیر بھوپال کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علمائے سنت کو ہے دیکھ لیں اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑے

اور ہر کاذب و مفتری کے جواب لکھنوی میں اوقات عزیز ضائع کرین ان مقلدین بلبد
 ذہنوں میں بلاد ہند سے آج وہ کون شخص فاضل کامل و عالم جامع جناب ممدوح کا ہر
 نظر آتا ہے جو نزدیک اہل نظر کے آپکا مخاطب صحیح خیال کیا جاوے اور قابل التفات
 و مناظرہ ٹھہرے لیکن ان ہینینوں کے یہودہ لاف و گداز کا کچھ ذکر نہیں یہ جو جاہلین
 مثل مجاہدین اہل ہذیان کے بڑا مارا کرین ان حاسدان عنید مجنونان تعلید اہل مذہب
 جدید کو نہ جھوٹ لکھنوی سے کچھ شرم ہو اور نہ آفریندی سے کچھ حیا آج حاصل جبکہ یہ حاسد اہل
 حق اپنی مراد سے جائب و خاسر رہا اور جناب ممدوح کے خدام کی طرف سے مخاطب نہ کیا گیا
 تو فوراً چل سے کبھی اوس جواب کو تالیف کی تہمت اپنے محسن کو کی کبھی مولوی محمد
 کو کبھی اور کسیکو اتیک اوسمین مثل شاة عاسرہ کے سرگردان ہے اسکے جواب میں اپنے
 محسن کو مخاطب کر کے اتنی گالیاں اونکو اور مجیب کو اور اونکی ضد سے شیخ الاسلام
 ابن تیمیہ حرانی اور امام مجتہد مطلق محمد بن علی شوکانی وغیرہا کو لکھین کہ اون کے
 جمع کر لیکو ایک کتاب کفایت نہیں کر سکتی ۵ اگر ان جملہ راسعدی الماکنہ ۶ مکتوبہ
 دیگر الشاکنہ ۷ اس رسالہ رذالہ کی گالیوں سے قطع نظر کر کے اصل باتوں کو اکیڈ
 جواب تو ہو چکے ہیں اور کچھ اور بھی ہونیوالے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اگرچہ جناب بعض
 علیہ اس عائد کا جواب لکھنے سے نہایت ناراض و مانع ہیں اور مقتضای حکم فذہم
 و مایفترون کے اوسکے جواب کو منتقم حقیقی کے روبرو یوم الحجۃ پر مفوض رکھا ہے
 ۵ کے کندہ یہودگی و ریاسخ جاہل عقیل ۶ تو میا لاکام و دندان گرچہ سگ پائیت
 گزیدہ ۷ لیکن پھر بھی جواب اہل حق ہیں اور اونکو حمیت حق و غیرت ایمانی خاموش نہیں
 رہنے دیتی ہے وہ کہیں نہ کہیں سے جناب ممدوح سے مخفی عائد مذکور کی سرکوبی
 کر ہی دیتے ہیں اب اس حاسد کا غناد اہل حق سے مولوی عبدالنصیر صاحب مدنی
 سے عاجز آنے کی وجہ سے اسدرجہ ملے کہ جمیع اہل قرآن و اصحاب حدیث کو بروئے

دونوں کتابیں روزیہ کے ساتھ خاص ہیں اول میں اصول کاروہے دوسری میں
 فروع کا ہر دو کتاب واسطے تسوید و بہ نفتری کے کافی ہیں علاوہ اسکے غالب مولف
 شوکانی میں زیدیہ پر رد و تعقب ہے اگر کسی کو انکا مطالعہ نصیب نہ ہو تو صفحہ نیاں لکھ کر
 ہی کو دیکھ لے کہ اوسمیں جا بجا مذہب زیدیہ کو نقل کر کے رو کیا ہے یوں کسی کے
 ہمتی پھوٹ گئی ہوں یا خون نزلہ حسد و عداوت الہدیث کا آنکھوں میں آتا ہو تو
 اور بات ہے شیخ حبی اجتہاد و تجدید کا دعویٰ تو کرتے تھے لیکن میان کو اتنی بھی خبر نہیں
 کہ زمزمیہ فروع میں خفیہ ہیں اور اصول میں معتزلہ پس اگر شوکانی زیدی تھے
 تو غایت مافی الباب یہ کہ فروع میں خفیہ ہوئے اور اصول میں محدث تو یہ طعن بھی
 آپکا بیکار ہوا بلکہ خود اپنے مذہب پر اعتراض ٹھہرا خفیہ کو تو اکثر اہل علم و اصحاب
 تواریخ نے زیدیہ لکھا ہے ابوحنیفہ کا اپنے جان و مال سے امام زیدیہ کی مدد
 و موافقت کرنے سے اونکو خروج کا فتویٰ دینے سے زیدی ہونا خوب ظاہر ہے
 علامہ جلال الدین مرغشہری اپنی تفسیر میں تحت آیۃ لایزال عہدک الظالمین کے لکھتے
 ہیں کان ابوحنیفۃ یفتی سر ابو جوب لصفہ زید بن علی و حمل اہل البلیہ
 و الخروج و معاصرتی مؤلف نامہ دانشوران ناصری لکھتے ہیں ابوحنیفہ اصول
 عقاید سلسلہ زیدیہ را پیروی داشتہ محمد شہرستانی در ذیل مقالات جاویدہ
 کہ از فرق زیدیہ می باشند گوید کہ ابوحنیفہ بآن فرقہ ہم عقیدت بودہ با محمد بن
 عبد اللہ محض معروف بہ نفس زکیہ و امام ششم زیدیہ بہت عقد بیعت داشت
 و ہم بارادشاں براہیم کہ نیز نامہ آن گروہ بہت و امام نہم زیدیہ با قدمی استوار دست
 بیعت دادہ و ہنگامیکہ بنصور خروج کردہ بود در پنهان مردم را با عانت و سی ترغیب
 می نمود ولی خود را ن جنگ ہمراہ نشد انتہی پس احق اس لقب کے خفیہ ہیں نہ
 ائمہ یانیہ را زیدیہ یہ عجیب بات ہے کہ زیدی دشمن زیدیو زیدی کہو امام کو

تو انہیں کتا ہون سے اجتہاد بھی کر لے انتہی **اقول** مسلک النحاحم وغیرہ تالیفات جناب امیر رافضیہم و تصانیف امام شوکانی کو مخالف مسلک جمہور علماء سنت کہنا دعویٰ بلا دلیل ہے ہرگز یہ کتا بین مسلک علماء سنت کے خلاف نہیں اگر مراد شیخ جی کی جمہور علماء سنت سے مقلدہ اہل رافضیہ ہیں تو یہ مراد مردود ہے کیونکہ آج تک کسی عالم محقق نے علماء اہل رافضیہ کو علماء سنت سے نہیں گن سنت سے ان لوگوں کو کیا علاقہ یہ تو اپنے مخترعات و تخریجات کے پابند ہیں اور جو مراد اصحاب حدیث ہیں تو کتب مذکورہ کو انکی مسلک کے خلاف کہنا کذب بہت و افتراء ہے محض ہر اہل حدیث کا مسلک اتباع دلیل ہے اور جناب امیر و حضرت شوکانی نے کوئی مسئلہ اپنی کسی کتاب میں بلا دلیل نہیں لکھا ومن ادعیٰ فعلیہ البیان رہی یہ بات کہ ہر عالم مجتہد متبع دلیل کو ہر امر میں جمہور کی موافقت کرنا بھی ضرور ہے تو یہ بھی محتاج اقامت دلیل ہے جناب امیر شوکانی کے نزدیک موافقت جمہور کی امر ضروری نہیں ہے اوں کو دلیل سے بحث ہے جسکا مخالفت کی ہے وہ مخالفت ہمراہ دلیل قوی کے ہے پس ہرگز یہ بات موجب تشنیع نہیں ہو سکتی مان اگر ان کو دلائل فرقیہ مبتدعہ بینینہ کے خلاف ہوں تو اور بات ہے اور امام شوکانی کو زیدی کہنا ایسا ہے جیسا کہ حنفیوں کو براہمہ و شنیہ کہہ سکیونکہ امام شوکانی تو تمام عالم میں سوائے فرنگی محل کے راۓ زیدیہ کے مشہور ہیں شفا را لاوام جو اصول مذہب زیدیہ اور اعظم کتب حدیثیہ انکی ہے اوسکو و بل الغمام میں اولہ ساطعہ کتاب و سنت و براہین قاطعہ قرآن و حدیث کے ساتھ خوب رو کیا ہے اور سارا اصول اوسکا جڑ سے اٹھا ڈیا ہے اسطرح حدائق الازار کو کہ فروع زیدیہ میں بڑی معتبر کتاب ہے جسکی ایک حنفیہ کے ہدایہ و درمختار وغیرہ اوسکی شرح التیل السوار المتدفق علی حدائق الانوار میں رو کیا ہے جتنے فروع اوں کے خلاف مذہب اہل سنت تھے سب کو باطل کر دیا یہ

کسی کتاب کسی فتوہ کو کسر رسالہ سے یہ تو دکھا دو کہ کسی شخص نے کس حدیث صحیحہ کو جناب
ممدوح کے مقابلہ میں باطل کیا ہے اور قواعد فقہیہ مجددین سے قطع نظر کی ہے یہ کام تو
ازل سے تمہارے ہر جمعہ میں آیا ہے کہ دراصل تائید مذہب تقلید کے اہل راسخ
اقوال سے احادیث صحاح کے رد و باطل کرنے میں ایسے سرگرم و مدہوش ہو رہے ہو کہ
موت کو قبحہ کو حشر و نشر کو بالکل فراموش کر دیا ہے گویا سپر ایوان ہی نہیں لاسے خود یہ
فتح المعین ہی تمہارے اس امر کی شاہد ہے کہ احادیث بخاری و مسلم کو اقوال مولف تبدیل
واجب ہمام و عینی و شیخ عبدالحق وغیرہ اہل راسخ سے کہ جنہوں نے تائید مذہب میں اتنا
تحمیج کے تاویل و تحریف کر نیکاً ٹھیکالے رکھا ہے رد کر دیا ہے گویا یہ لوگ تقلیدیوں کے
الہ ہیں کہ انکی بات کے سامنے حدیث بغیر کچھ چیز ہی نہیں سمجھتی معلوم نہیں علماء شافعیہ
و مالکیہ و حنبلیہ سے شیخ حجتی کی جناب میں کیا قصور کیا ہے کہ ان سے کوئی قول نقل کر
ہیں نہ انکی کتاب سے جواب دیتے ہیں جب کسی حدیث کا رد کرنا چاہتے ہیں تو انہیں
اہل راسخ کے حوالہ پر بالذکر ہیں ہمارے نزدیک تو یہ لوگ اہل حدیث سے ہیں نہ انکو کتب
موافق قواعد مقررہ مجددین ہیں انکی اقوال احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلہ نقل کرنا علمت
سواد الوجہ فی الدارین ہونے نقل کی ہے کہ کہاں قول نبی حکم الہی کہ کہاں زید و عکرم
قول واہی ؟ **قولہ** مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حقین محققان تصور کرتے ہیں
مبادا انکی مخالفت سے دال میں کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلا تو قورہ کا تہ و بالا ہو

اقول لعنت اللہ علی الکاذبین مولوی سید نذیر حسین صاحب کے بہت سے معتقدین
و ملاذہ متبعین غیر مقلدین نے جناب نواب صاحب بہادر کا کتنے ایسے مسائل میں کہنگو
جناب ممدوح نے بہت مہربن و محقق اپنی تالیفات میں لکھا ہے خلاف کیا ہے اور تمہاری
موافقت کی ہے جیسے مسئلہ زکوٰۃ اموال تجارت و زیور و ذبیحہ غیر اہل کتاب وغیرہ مسائل
نہیں جمیع متبعین کو عدم مخالفت کی تہمت کرنا دلیل جہل کی ہے رسائل اہل حدیث سے

زیدی کہنا یہ ایسی تہمت ہے جیسے شیخ حمی نے جناب علامہ کبیر سید محمد بن اسمعیل کو
 اپنے تذکرہ میں رفض کی تہمت کی ہے حالانکہ وہ روافض کے ایسے دشمن و راڈین
 کہ ان پر نصب کی تہمت لگی تھی اس حال میں امام شوکانی کو زیدی کہنا یا سید امیر پر رفض
 کی تہمت کرنا دلیل جہاں مرکب کی ہوا اپنے مذہب سے اور مذہب زیدیہ اور کتب شیعہ کا
 و تالیفات امیر سے اللہ ہم را ہایتلن اضللتہ یہی اعتراض شیخ حمی نے جناب نواب
 و شوکانی پر رسالہ الفرة المجتہدین میں بھی کیا ہے اور رد او سکا تفصیل کے ساتھ فوٹو لکھ
 علی رسول بجلہ میں ہو چکا ہے **قولہ فی ص ۱۵** اور رد المعقول علی النہج المقبول من
 لکھا ہے **اسخ اقول** یہ رد المعقول خاتمہ تبصرۃ الناقدین مردود ہو چکا مردود سا کہ
 حوالہ دینا سراسر فریب دہی عوام ہے **قولہ ص ۱۶** باقی رہا قول صاحب فتح البیان
 جو معصر اور مرئی آپ کے ہیں **اسخ اقول** صاحب فتح کو مؤلف ظفر کے مرئی ہونے کی
 تہمت کرنا محض ہڈیاں بے پایاں ہے اسکے ثبوت کی دلیل درکار ہے وہ کون تھا
 ہیں جن سے آپ نے یہ سنا ہو ذرا او کو نام سے اطلاع دیجئے تاکہ دروغ کو اوسکے
 گھر تک پہنچا دیا جاوے نہ ان صاحب فتح ہزار با حنفیوں کے مرئی بلاشبہ ہیں یہ امر سار
 اہل ہند پر ظاہر ہے **قولہ ص ۱۷** تقلید نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہیں آتے
 او کی تقلید کو ایسا واجب جانے ہیں کہ صحیح صحیح حدیثوں کو او کو مقابلہ میں باطل کرنے پر
 آمادہ ہو جاتے ہیں **اسخ اقول** اچھی شیخ حمی آج تک تو کسی موجود متبع سنت نے جناب
 نواب صاحب بہادر امیر بھوپال کی تقلید کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ سار مستبعین کا اس پر اتفاق
 ہے کہ تقلید شرک و حرام ہے اسی تقلید کے رد کرنے پر تو تمہارا اہل اتباع سے نزاع
 ہی ہے او کو کافر و خارج اہل سنت — بنارہے ہو آؤ تقلید کو مقلد کہنا یہ لسیا
 ہی ہڈیاں ہے جیسا کہ را د زیدیہ امام شوکانی کو زیدی کہہ دیا ہے حکومت خدا واحد
 القہار کی قسم دیکر لو پختہ ہیں اگر کچھ حیا ہے اور اسلام کا دعویٰ سچا ہے تو ہم کو کون کی

ستہ حدیثیں اگرچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں مذکور ہیں اور صاحب خطہ لغوی نواب صاحب امیر بھوپال نے کلام او سکا تمامہ اخذ کیا ہے اور کل نقل کر دیا ہے لیکن قول مردود ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قول ابن خلدون کا نہیں بلکہ لکھنؤ والوں کی غلطی کی ہے اسید واسطی اس نسخہ کے مصحح تھے جو مصر میں اسی صدی کے ششہ چوتھ میں چھپا ہے تنبیہ کر دی **اقول** کیونکہ شیخ حبی اسکی کیا دلیل ہے کہ یہ قول ابن خلدون کا نہیں لکھنؤ والوں کی غلطی ہے مصحح کی تقلید تو اس قول کو مردود نہیں کر سکتی یہ تو وہی وکیل کیسی بات ہوئی کہ غنیۃ الطالبین میں خفیفہ کو مرجیہ لکھا دیکھ کر شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ کی تالیف ہونی سے او سکا انکار کر بیٹھا اگر اسکی نام جواب ہے تو ساری اہل بدعت پر آپ نے بڑی آسانی کر دی اب تو جو بینہ بینی کسی محقق کی کتاب میں کوئی بات اپنی بدعت کے خلاف دیکھیگا جھٹ پٹ او سکو کہہ دینگا کہ یہ مولف کا قول نہیں لکھنؤ والوں کی غلطی ہے شاہ اش یہ جواب بھی قابل تعریف ہے سوا آپ کے اور آپکو وکیل کے کسی کو نہ چھو ہوگا **قولہ** ۳۵۰ غیر مقلد مگر مقلد نواب صاحب امیر بھوپال اسخ **اقول** یہ وہی کذب و بعت وافر سے محض ہے جب تک کسی اہل حق کے قول سے اس تقلید کا ثبوت نہ ہو مجاہدین کی سی بڑے بھی جاہلگی **قولہ** ۳۶۱ اول تو یہ سنئی کہ فقط پانچ آیتیں منسوخ کہنی صریح غلطی ہے اسلئے کہ نسخ میں اختلاف ہے الی قولہ پس معترض صاحب کا یہ کہنا کہ آیتیں منسوخ پانچ سے زیادہ نہیں خلاف جمہور محققین ہے اور نہ کوئی اسپر دلیل ہے **اقول** شیخ حبی آپ تو مقلد ہیں آپکو دعوا محض علم تقلید کیا ہے سوا ایسا علم باتفاق جمیع علما و عقلا راجل مرکب ہے آپکو کتب محققین سے کیا خبر اور اقوال قدما پر کیا اطلاع اہل تحقیق کے نزدیک یہی پانچ آیتیں منسوخ ہیں جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و حضرت شاہ ولی اللہ و جناب نواب صاحب بہادر رام فیضیہ نے ملل تحریر فرمایا ہے ان پانچ آیتوں کے سوا کوئی آیت باتفاق جمیع محققین منسوخ نہیں ہوا اگر بعض

اگر سلسلہ آمدنی پلاؤ و قورمہ موجب عدم مخالفت ہے تو اسوقت تو جناب مدوح کے در دولت سے ہزار ماخفیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور تمام ریاست میں یہی لوگ بہت ہیں پھر کیوں تمھاری طرح اپنے محسن کا کفران نعمت کرتے ہیں انہو تو واجب ہے کہ اپنی بدعت تقلید کو چھوڑ کر انکی موافقت سے اتباع سنت اختیار کر لیں آخر رافضیوں کو گھر کو پلاؤ قورمہ کھانے کی آرزو میں انکی مدح و موافقت کرنے سے تو یہ بڑا نہیں ہے تمھارا تو کوئی بھی رسالہ ایسا نہ ہو گا جسکے دیباچہ میں حمد و نعت کو ساتھ مختار الملک رافضی کی مدح و ثناء نہ لکھی ہوگی اور طمع اوسکے گھر کے صدقہ و خیرات کے اہل سنت کی بڑائی نہ کی ہوگی جناب نواب صاحب بہادر کی مدح تو اسطور کسی نے بھی نہیں کی ہاں چونکہ جناب مدوح اہلبیت نبوت سے ہیں اور اوسکے علاوہ اون کے علم سے خلق اللہ کو عام فائدہ دین کا پہنچ رہا ہے سب پر راستہ اتباع کتاب و سنت کا بہت پہل و آسان ہو گیا ہے اسواسطے سارے اہل اسلام سوائے اہل بدعت و تقلید و اتباع یزید پلید کے اونکو چاہتے ہیں اور اونسے محبت رکھنکو اونکی احسان کی شکر گزار کیوں موجب فلاح دارین سمجھتے ہیں اس سے اہل بدعت جلتے ہیں تو جلا کرین آخرت میں اور زیادہ جلیں گے اور شیخ حجتی یہ تو کہتے کہ اسوقت سے جو نین چٹیس برس پہلے اہل حق نے میانجی حلیم وغیرہ مبتدعین کی سرکوبی کی ہے اور انکی تحریروں و تقریر بالکل خیاب نواب صاحب بہادر کے موافق ہے یا جو لوگ مولوی اسماعیل شہید و مولوی سید نذیر حسین صاحب کی طرف سے تیس چالیس برس کے ذب کر رہے ہیں انھوں نے کسکا پلاؤ قورمہ کھایا ہے اور کسکے پیسے روپیہ کی طمع سے یہ کام کیا ہے سچ ہو تو اوسکو بھی ثابت کرو یہ عجیب جنون و بالیخولیا ان بیندینوں کو ہو گیا ہے کہ جو انکی بدعت کا رد لکھی اوسکو نواب صاحب بہادر کے پلاؤ قورمہ کھانے کی تہمت کرتے ہیں جواب نہیں آتا تو اسی جلیلہ سنہ سفاہانہ عوام کو دھوکا دیتے ہیں قولہ فی ص ۲۸۹

نزدیک کلب صید و کلب غنم اوس سے مخصوص ہیں مخصوص کو مخصوص منہ کا نسخہ مجھنا
اجتہاد میں۔ میں ہے یہ اجتہاد سوائے کو قہ میں نہ کے اور جگہ جاری نہیں ہو سکتا
باقی رہیں احادیث مرفوعہ صحیحہ متواترہ رفعیدین کی انکو بتقلید طحاوی و عینی ابن
عباس و ابن زبیر کی حدیث ضعیف متفق علیہ سے منسوخ کہہ دینا دلیل کمال جہل و
فہم مقلد و مقلد کی ہے اسکا جواب صرف تنویر العینین ہی میں دیکھ لیجئے یہ بیچارے
عینی و طحاوی نہ ائمہ تحقیق سے ہیں نہ اونکا کلام موافق قواعد مقررہ محدثین کے
ہے بلکہ آپ کی طرح اپنے مذہب کی تائید کیواسطے احادیث صحاح کو یگاڑنے مٹانوا
ہیں جبکہ ساری اسکے علماء احادیث صحیحہ رفعیدین کے حمل ہوا ہونے کے قائل ہیں
تو دو چار اہل راے ہوا کہ منسوخ کہن کو کون سنتا ہے پھر ان کے جواب بھی اہل تحقیق
نے ایسے لکھے ہیں کہ سب جہان کو حنفیوں کو دانت کھٹ کر دے ہیں مجتہد صاحب کو
جب اہل تحقیق کی بات کا جواب نہیں آتا تو کسی شے ہوئے حنفی کا مردود قول حدیث
صحیحہ کے مقابل میں نقل کر دیتے ہیں اوسکو مذہب جمہور قرار دیتے ہیں طرفہ یہ ہے
کہ پہلے تو آپ بتقلید بعض حنفیہ رفعیدین کے جواز کے قائل تھو اب معترض علیہ کی
ضد و عداوت سے اوسکے بالکل منکر ہو گئے اپنے قول کا بھی خیال نہ کیا مثل مشہور ہے
کہ پراسی شگون کیواسطے اپنی ناک کاٹ ڈالی **قولہ** ۳۷۷ سب لوگ جان گئے کہ
کتا میں اوکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پائے اعتبار سے ساقط ہو گئیں
خصوصاً جب سے کہ جناب علامہ جلیل فہامہ نبیل مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنؤی اہم
فیضہ الصوری والمعنوی نے اونکو اغلاط فاحشہ اور مسائل مردودہ کا ابراہن الغنی میں اعلان
کر دیا ہے الی قولہ بالکل بطل محقق **اقول** سب لوگوں سے مراد اگر سفہا تحو فرنگی محل
یا اور آپ ہی کے دو چار روکیل و انصار و اتباع انفار ہوں تو ممکن ہے ورنہ جناب
لوا بصاحب ہیاور کی کتب نے تو اعتبار و قبولیت کا تمام عرب و عجم میں دیکھا تھا

کسی کسی آیت کو منسوخ کہا ہے تو کسی دوسری آیت کو بظاہر اس کے معارض سمجھ کر محض
 ظن و تخمین سے یا آپ کی طرح کسی تقلید سے منسوخ کہہ دیا ہے ورنہ جب طور آپ کو
 دلیل بیان کرنے پر قدرت نہیں ہے اس طور وہ بھی نہیں بیان کر سکا جن آیات کو
 اہل تقلید نے اپنے مذہب کی تائید کیواسے صرف اسے منسوخ کہہ لیا ہے اونسے
 ایک ائمہ محققین و مفسرین استنباط احکام کا کرتے آئے ہیں جو شخص تفاسیر علام
 و خارج احکام سے آپ کی طرح جاہل ہو گا وہ ہی ایسی بات کہیگا کہ پانچ آیت کے سوا
 اور بہت آیات بھی منسوخ ہیں ورنہ کسی ذی علم اہل تحقیق کی نزدیک کسی آیت کا
 کسی آیت سے بالکل منسوخ ہونا مثل ان پانچ آیت منسوخ کے ہرگز نہیں ثابت ہوتا
 و من ادعی فعلیہ البیان **قولہ** صد ایضا اب حدیث کو سنئے کہ دس حدیث کو فقط
 منسوخ کہہ دینا بھی جمہور کے خلاف ہے اور نہ اسپر کوئی دلیل پائی جاتی ہے بجز
 اسکے کہ معترض صاحب نے الیٰ خر قولہ اب منسوخات سنئے بخاری شریف میں ہے
 قال حمید قولہ و اذا صلی جالساً **اقول** فقط دس حدیث کے منسوخ ہونے کو
 بے دلیل کہنا دلیل جہل کی ہے کتب حدیث اور اونکی شروح و حواشی و تحقیق و تہقّق
 محققین سے کچھ ابن جوزی ہی صرف دس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں
 ہیں بلکہ ہر محقق کا یہی قول ہے ان دس حدیث منسوخ کے سوا کسی اور حدیث کے
 بالکل منسوخ ہونے پر آج تک کسی نے کوئی دلیل قائم نہیں کی نہ اتفاق علماء اسلام
 ثابت کیا اب اگر کسی کو دعویٰ ہے تو بیان کرے آپ کی آنکھوں پر تو تقلید کی چرل ایسی
 جھاگتی ہے کہ کچھ علاج ہی اوسکا نہیں ہے یہ دو حدیثیں جو آپ نے بڑی سچی اپنی زعم
 میں منسوخ سمجھ کر نقل کی ہیں دونوں کتنو ائمہ کے نزدیک منسوخ نہیں معمول ہیں
 حدیث اذا صلی جالساً فضلاً جلیلاً سائخ کی تحقیق صرف ترمذی و نیل الاوطار
 سے کر لیجئے اور حدیث قتل کلاب کا حکم وقت کثرت کلاب کو ویسا ہی باقی ہے سب ائمہ

وتقا ریط یا بیت تلقی وطلب وقبول والیصال کتب مذکورہ ارسال کئے ہیں اور کریمین
 اور رسالہ علم الخفاق وقرۃ الاعیان مطبوعہ استنبول میں اوکھ خطوط وتقا ریط وغیرہ
 موجود ہیں الشیخ احمد الشرقی النجدی الشیخ العلامة عبد اللہ ابن
 راشد النجدی الشیخ عید اللہ الصوفی المهاجر نزیل مکتہ علائق
 یوسف بن المبارک الشافعی الاشعری العریشی الیمانی السید ابو بکر المطو
 الکی الشیخ العلامة محمد بن عبد اللہ حمید مفتی السکات الحنابلہ مکتہ
 الشیخ الادیب الکامل امین الحلوانی المدنی نزیل مصر الشیخ عبد اللطیف
 البصری الشیخ محمد صوری نزیل مکتہ الشیخ محمد مفتی الکی الشیخ
 احمد فادس نزیل قسطنطینیہ القاضی العلامة یوسف علی شیشی الشیخ
 محمد بن اہدل السید علی ہارون رئیس الحدیدۃ الشیخ العلامة
 محمد بن عبد اللہ الزواک العلامة داؤد بن عبد الرحمن الشیخ
 العلامة امین بن عبد القادر بن علی البحر صاحب بلدۃ بیت الفقیر الشیخ
 العلامة سلیمان بن محمد بن عبد الرحمن الاہدل الشیخ العلامة احمد
 بن ابراہیم بن عیسیٰ الشرقی الشیخ العلامة سید محمد بن احمد بن عبد الباقی
 الشیخ العلامة محمد بن سالم عاکش الشیخ العارف محمد بن علی الشیخ
 العلامة سلیمان محمود الشیخ الادیب محمد سعید الدین الانصاری الیمانی
 الشیخ العلامة سید محمد الکتبی الکی الشیخ العلامة ابراہیم افندی الامام
 الشیخ یوسف افندی الاسیر الشیخ الفاضل سید خلیل الافندی
 البزبیر الشیخ العلامة محمود افندی مفتی الشام السید محمد سحیح
 افندی الادھمی السید عبد الغنی الافندی الشیخ الادیب
 حسین افندی منتقارہ الشیخ الادیب عبد الغفار لادسوقی المدنی

ہند سے روم شام مصر عراق تک دھوم دھام حق بنی و حق پرستی کی ڈال دی ہو صد
 علما مرعین و مین و استنبول و مصر و نجد و بیروت و بلخار و غیرہ بلاد عرب و عجم نے
 آپ کی تالیفات بکمال شوق و تمنا عرایض و خطوط بھیج کر گنگوائی بن اور اونسے مستفید
 مستہر ہونے کے لشکر گزار بن اہل طالع مصر و استنبول نہایت شوق و آرزو سے
 آپ کی کتب طبع کرنے کی ہمیشہ درخواست کرتے رہتے بن و ان کے علما مارا و نپرتا ریلے
 تحریف فرماتے بن کسی نے آج تک کسی مسئلہ وغیرہ پر بنام اعتراض یہ نہ بیان نہیں کیا جو
 شیخ حجتی نے ظاہر کیا ہے حالانکہ اون اعلام کے علم و فضل کے عشر عشر کو بلکہ ہزار بن
 سے ایک حصہ کو بھی کسی قلم ہندی اجتہاد و تجدید کے دعویٰ کر نیوالیگا علم نہیں بیخ سکتا
 یون مجتہد صاحب کسی مقبول بات کو اپنے مذہب بن بن و تجدید بن بن و شین کو
 خلاف دیکھ کر مرد و سمجھ بن یا اپنی کچھ بنی و بلاد ذہنی سے صحیح بات کو غلط خیال بن
 نواس بن جناب مولف کا کیا قصہ ہے مارا چہ بال اگر کس صاحب نظر نباشد
 نشان حق گہرا نقض گہرا نباشد اور مثال لکھیں مطلقاً تو الہی بن کی طرف سے آپ
 اپنے ہی حق بن سمجھو کیونکہ ان لوگوں نے فرقہ بیندینہ مبتدعہ کا جیسا کچھ رو
 و ابطال قرآن و حدیث سے کیا ہے اور کر رہے بن وہ سب پر ظہر بن الشمس ہے
 ابراہیم جو آپ نے کیا تھا او سکا رد تو بخوبی علامہ ملکی نے تبصرۃ الناقدین کر دیا
 او سکے جواب میں جو کچھ آپ نے انجودل حسن نزل کے بخارات نکالو اور علامہ مدوح
 و حضرت محباب عنہ و دیگر ائمہ کبار کی نسبت نہ بیان سرائی کر کے اپنا روسیہ کیا ہے
 بھی آپ کی سرکوبی رسالہ آخر الدوار الکی میں خوب ہو چکی ہے اب اون مرد و
 زائل کا نام لیکر گاتو جانا لیا و ترک حیا نہیں تو کیا ہو اس جگہ بن و سطلہ مذہب و توسید و مجتہد صاحب
 کی جو جناب نواب صاحب بہادر کی تالیفات کو غیر معتبر بتاتے بن بعض اون علماء
 اعلام و فقہا سے کرام کے نام نامی ذکر کرتا ہوں کہ جنھوں نے بلاد عرب و غیرہ کے

تو اگر بالفرض جہان بھی اونکی حسد و عداوت کے پردہ میں بینینو کی طرح کتابی سنت ہی کا منکر ہو جاوے تو اللہ کے دین میں کیا نقصان آسکتا ہے وقال موسیٰ ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعاً فان اللہ لغنی عن العالمین قولہ ص ۴۲ کتاب انتفا والرجوع مطبوعہ طبع علوی کی صفحہ ۶۲ و ۶۳ میں حضرت صدیق اکبرؓ و دیگر صحابہ کو خاظمی لکھا ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا کینہ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ اور حضرت عمرؓ کا بغض حضرت علیؓ کے ساتھ ثابت کیا ہے اور حضرت عمر فاروقؓ کو مخترع بدعت ضلالت ٹھہرایا ہے معاذ اللہ نہ اب اس سے بڑھکر بڑا کہنے والے اگلوں پر رگان دین کو اور کیا نہوں گو کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا **اقول** کتاب انتقاد رجوع کر ان صفحات میں اور نیز ساری کتاب میں اول سے آخر تک کوئی کلمہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے حضرت ابوبکرؓ کا خاظمی ہونا یا جناب فاطمہؓ سے اونکا کینہ و بغض رکھنا یا حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ سے بغض رکھنا اور مخترع بدعت ضلالت کا ہونا ثابت ہو **منقری** (اسقدر افزا) بندی محض اپنی بے ایمانی ظاہر کرنے کو اور اپنی اتباع انفار و کلائے بدعت شعار کے دہوکا دینے کو کی ہے ورنہ نقل و کتاب مذکورہ سے کس نے اس کذاب ضلالتی آداب کا اتھ بکڑا تھا خلفاء راشدین کو تو خاظمی سمجھنا انہیں جہلہ مقلدین و بینینو سے کام ہے کہ ان اعلیٰ حضرات کو چھوڑ کر ادنیٰ لوگوں کی تقلید ناسدید پر اڑے ہوئے ہیں اگر ان دشمنان دین و منقریان بدآئین کو خلفاء راشدین و جملہ صحابہ ہتھکڑیں لہیں کینہ و بغض نہ ہوتا تو کیوں اونکو چھوڑ کر کرخی و چرخی کے سفوات و خمرعات کو اپنا دین ایمان ٹھہراتا اور اہل بدعت پر طعن و افترا باندھتا مجھو اگر خدا تعالیٰ تو فرصت بخشی تو انشاء اللہ تعالیٰ کتب اسے تمام خلافت خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ کے علیہ کر کے ایک کتاب ضخیم جمع کروٹھا اور ان اعدائے خلفاء کینہ اور بغض اونسے رکھنا سب پر ظاہر ہوگا شیخ جمی کچھ تو اللہ سے اور اسکی خلق سے حیا کرو آخر اکیدن مرنا بھی ضرور ہے اور اس

بجامع الانصار السيد محمد صالح لقی الدین المقدسی السيد عبدالقادر
الحسینی الجزائری الشیخ العلامة علی بن عبد اللہ الشامی الشیخ نجیب
بن محمد المفتی بحمد یدة الشیخ العلامة امین بن الحسن الحلوانی المدنی
المدرس بالروضة المطهری الشیخ محمد قاسم الشیخ محمد صالح المکی
الشیخ الادیب سید حسن تاجی المدنی الامام فی المسجد النبوی الشیخ
العلامة للسید لغمان افندی البغدادی الشیخ الفاضل یوسف
النہجانی مصحح مطبعة الجواهر - ان اعلام نے اور ان کے سوا اور ہزار علماء
کرام نے کثاف عالم میں جناب مدوح کی تالیفات کو بہت معتبر و مستند جان کر اپنے بلاد میں
اونکی ترویج و تدریس جاری کی ہے اور ایک خلق اللہ نے اونکی برکت سے تقلید کی ہے
کو جو پڑ کر اتباع سنت کو اختیار کیا ہے مولوی سید علی بن مرتضی المکتبی بآلِی الحسن علیہ السلام
تعالیٰ کہ چند سال تک بلادِ مین رہے ہیں مجھے کہتے تھے کہ میں حضرت موت و زبید میں دیکھا
کہ وہ ان کے علماء کتاب حصول الاموال و انتقاد الزیج و روضة الندیہ وغیر کتب کی
درس و تدریس کرتے ہیں اور ان کتابوں کی نہایت معتقد و جناب مؤلف کے بڑے
مرح خوان ہیں اتحاصل جبکہ بلاد عرب میں وغیرہ میں کہ ابتدائے اسلام سے اب تک
دارالعلم میں جناب مدوح کی تالیفات کی ایسی قبولیت و اعتبار ہے کہ وہ ان کے
علماء انہیں کتب کی درس و تدریس و ترویج میں مصروف ہیں اور وہ سب تمام علماء
بلاد میں وہ معتبر و معمول بہا ہیں تو اگر چند سفہار او وہ وحید آباد کے بینبنیوں کے
نزدیک غیر معتبر ہو تو ہو اگرین ۵ اذ امر خبیث عنی کہ ام عشیرتی : فلا زال
غضبان علی لئامہا : اور پھر کہ جناب مدوح کا مسلک اپنی تمام تالیف میں صرف
اتباع و دلیل ہے : اہل راسے کی سی بیہودہ قال و قیل اور غایۃ الامر اسکے موافقت
سنت مطہرہ و کتاب غریز کی ہے نہ التفات طرف شور و شغب ہر جاہل بے تمیز کے

و کتاب امام ذہبی و جامع ترمذی و کتاب حادی الارواح و سیف السنۃ الرئیعیہ
 علی رقاب الجہمیۃ و الشیعہ و خنیۃ الطالبین و کتاب البہیہ و ارشاد التحف و رسالہ نجات
 و رسالہ الذب عن ابن تیمیہ وغیرہ کتب محققین سے مذہب جملہ سلف صالحین و ائمہ
 محدثین و فقہائے مجتہدین کا نقل کیا ہے جناب باری تعالیٰ کے واسطے جہت و مکان
 واستواء و وجہ و ید و کف و اصابع و ساق و قدم وغیرہ صفات جن آیات صریحہ
 و احادیث صحیحہ منقولہ جناب نواب صاحب بہادر سے ثابت ہیں آج تک کسی محقق نے
 ان آیات و احادیث کے معنوں کو مجہول و متشابہ نہیں لکھا بلکہ کیفیت کو متشابہ کہا ہے
 الاستقواء معلوم و الکیف مجہول سب کا قول ہے اسطرح تمام صفات کے
 معنی کو معلوم کیفیت کو مجہول بتایا ہے یہی مذہب ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد
 ہے امام بیہقی نے کتاب الاسماء و الصفات میں ابو حنیفہ سے بسند صحیح نقل کیا ہے
 کہ من انکر کو نہ تعالیٰ علی العرش ففتد کفر پس امام ابو حنیفہ کے قول سے
 یہ سارے مقلدین نابلد کا فرٹھہرتے ہیں جو عقیدہ ائمہ اربعہ و جملہ سلف صالحین کا
 ہے اوسکی موافق جناب نواب صاحب بہادر و جمیع متبعین سنت کا ہے جو آیات
 و احادیث صفات باری میں جسطور وارد ہیں اونکو ظاہر معنی کی تحریف و تاویل
 سوائے چند ساخرین اہل راسخ کے کسی عالم نے نہیں کی ظاہر معنی کے صحیح و کھنوسے
 تجسیم و تشبیہ ہرگز لازم نہیں آتی کچھ فہمی و بلاد ذہنی اور چیز ہے یہ جتنی ائمہ
 و محققین آیات و احادیث مذکورہ کے معلوم المعنی مجہول الکیف ہونیکے قائل ہیں
 انہیں نے مجسمہ و شبہ کا رد بھی بخوبی کیا ہے کتب مذکورہ میں ہر جس شخص کی
 ایک کتاب پر بھی نظر ہوگی وہ کبھی ایسے جاہلانہ اعتراض کسی محقق پر نہ کرے گا اہل
 بدعت اپنی بلاد ذہنی سے صفات قدیمہ باری تعالیٰ کو مثل اپنے صفات حادثہ
 کی سمجھی ہیں اسلئے اوسکے ظاہر معنی کی تحریف کرتے ہیں حالانکہ صفات باری او

احکم الحاکمین کے سامنوں انفرانگ کیا جواب دو گے یہ طعن واقف تو تمہارا بل
 حق کی نسبت یہود سے بھی بڑھ گئی ہیں ۵ سخن چین را تو انم چارہ کرد کہ من خود
 نہ گویم اوچو چیند ۶ ولی از مغتری نتوان برآمد کہ از خود سخن می آفریند ۷ **بقولہ**
 ۴۳۳ رسالۃ الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال
 مطبوعہ گلشن اود کلہنویں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اوسکا مکان
 ہے اور دونوں قدم اپنے کرسی پر رکھی ہیں اور کرسی اوسکے قدم کے رکھن کی جگہ
 اور ذات خدا کی جہت فوق وجہت علو میں ہے اور اوسکو فوقیت جہت کی ہے نہ
 فوقیت رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا
 کے اور اوسکے لئے داہنا بائیں ہاتھ اور قدم اور پتلی اور انگلیاں اور دو آنکھیں
 اور منہ اور پٹلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف ثابت ہیں الی قولہ نواب صاحب کے عطا کیا
 رد بخوبی کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہیں لائے
 ہیں بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان
 لائے ہیں اور اس سے مصداق زائفین اور مفتن فی الدین کے ننگو ہیں ۔
اقول قطع نظر رکاکت عبارت کے بیان تو شیخ حجتی نے جملہ صحابہ و تابعین و
 تبع تابعین و نیز ابو حنیفہ کو زائفین اور مفتن فی الدین قرار دیا ہے اور حق تعالیٰ
 کے صفات واردہ فی الشرع سے منکر اور اوسکے معانی سے نا سمجھ ٹھہرایا ہے اس
 بڑھکر اور کیا بلاہت و نادانی و ضلالت و بے ایمانی ہوگی کہ تمام سلف پر صفات
 باری کے معنی نہ سمجھن کی اور اوس سے منکر ہونے کی تہمت کر بیٹھو جناب صاحب
 بہادر نے رسالہ مذکورہ میں جو صفت باری تعالیٰ کی استواء وجہت و علو و نزول
 وغیرہ بیان فرمائی ہے اوسکے ساتھ ہی آیت و حدیث بھی نقل کی ہے کوئی بات
 اپنی طرف سے ہرگز نہیں لکھی کتاب النزول شیخ الاسلام ابن تیمیہ و کتاب امام قسیمیہ

مبتدعین صفات باری کے انکار سے توبہ کر کے مطابق عقائد سلف کے اوسپر ایمان نہ
لاوین گے اہل سنت کو نزدیک دائرہ اسلام سے خارج سمجھو جاوین گے اللہم اھد
قومی فاکھم لا یعلمون **قولہ** ۴۳۹ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب
الانتقاد والرحیم مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ میں حضرت عمر کو نہایت بے باکی سے
صاف خاطمی اور بدعت ضلالت کا مخترع لکھا ہے کہ عبارت عربی اوسکی یہی و اما
قولہ النعم البدعة ہذہ فلیس فی البدعة ما یمح بل کل بدعة ضلالة ولیس المراد بسنة الخلفاء
الراشدين الا طریقہم الموافقة بطریقہ من جہاد الاعداء وتقویہ شعار الدین **آخر قول**
اس عبارت میں **شیخ حبی** نے موافق عادت رد ذیل اپنی کے جس قدر سرفہ و تحریف کر کے
اپنی مجلس ساری ظاہر کی ہے ناظرین رسالہ انتقاد کے مقابلہ کرنے سے خوب معلوم کرسکتے
ہیں یہ عبارت اصل میں علامہ کبیر مجتہد یحیائی سید محمد بن اسمعیل امیر کی ہے مولف
رسالہ نے سبیل السلام شیخ بلوغ المرام سے بصرحت اوسکا حوالہ دیکر نقل کی ہے
حیث قال و فی سبیل السلام ان من اثبت صلوة التراويح وجعلها سنة
الی **قولہ** انتھی کلام السبیل دو ورق میں یہ تمام عبارت ہے جس میں سے سرفہ
و حذف کر کے **شیخ حبی** نے چار سطریں نقل فرمائی ہیں اور نام منقول عنہ کا یا تو پتہ
اعلیٰ البصر والبصیرۃ ہونیکے آپکو نہ سوجھا یا بوجہ و فور حسد کے جناب مولف کو اسکا
قائل ٹھہرایا گیا کہ اس عبارت میں حضرت عمر رضو کو نہایت بے باکی سے صاف
خاطمی اور بدعت ضلالت کا مخترع لکھا ہی محض کذب و اتہام ہے معترض یا تو اسکو
ثابت کرے ورنہ لعنت اللہ علی اکاذبین کا مصداق تو ہو ہی چکا ہے تراویح مروجہ
کی بدعت ٹھہرنے سے گو آپ کو مذہب میں کہنڈت پڑتی ہو مگر جبکہ خود حضرت عمر نے
اسکو بدعت فرمایا سنت نہ کہا تو کیسے کہ اسکو سنت موجد قرار دینے والا اور اس میں
رسالہ لکھنؤ والا حضرت عمر کا بغض و دشمن نہ ہوا تو کون ہوا آپ تو اپنے رسالہ ردالہ

خلق میں سوا مشارکت اسی کے اور کسی طرح کی مناسبت و مناجات برگزینہ ہیں
 لیس کمثلہ شئی و هو السامع البصیر اگر یہ بلید الذہن بدعت پرست رسالہ الہی
 کو بھی اسی ذہنی علم سے سمجھ کر پڑھ لیتو تو ظاہر معنی صفات مذکورہ کے منکر نہوتے حدیث
 کی واسطے بھی مطابق اوسکیو فرمانے کے استواء و جہت و مکان ثابت ہے اور خلق کے
 واسطے بھی لیکن اوسکی کیفیت غیر معلوم اوسکے ظاہر اوسکے واسطے ہی منہبہ ہاتھ پاؤں
 ہتلی او نگلیان وغیرہ ثابت ہیں خلق کے لئے بھی مگر اوسکے معنی معلوم کیفیت مجہول
 ہے اسکے معنی و کیفیت دونوں معلوم اس میں تمام قدما سے اٹھنے کا بھی خلاف نہیں ہے
 ان بیندینیوں وغیرہ ملاحظہ کو ظاہر معنی صفات کی نفی کرنے کو حلیہ سے خاضعات
 باری تعالیٰ کا انکار کرنا مقصود ہے کیونکہ جب اوسکے وجہ و سمع و بصر و ید و کف و
 اصابع و ساق و قدم وغیرہ صفات لازمہ ظاہر المعنی کا انکار کیا تو پھر جناب ہی
 کیا چیز ہوا اور جب اوسکے واسطے مکان و جہت نہ ہوئی تو پھر کس جگہ ٹھہرا غرض یہ
 کہ جناب باری انکی نزدیک کچھ چیز نہیں اسی واسطے ان اشقیاء زلی کے منہبہ سے
 یہ نہیں نکل سکتا کہ جملہ صفات باری تعالیٰ کے معلوم المعنی مجہول الکلیفہ ہیں شیخ حجت
 اہل حدیث کو تو ضال و مضل و خارج اہل سنت فرماتے ہیں مگر یہاں تو خود بھی ایمان
 و منکر خدا تعالیٰ کے بتگوجب اونکو خدا تعالیٰ کی صفات کا انکار ہے تو پھر ایمان
 کس پر لای ہیں کسکو خدا قرار دیا ہے اللہم الا ان یقال انہ ممن اتخذ اللہ
 ہواہ اس جگہ ابو حنیفہ کی تعلیم کو بھی جواب دیا احتواء کے جواب میں جو کچھ رسالہ
 ردالہ استیلا و ضور الایمان میں اپنی جہل و نادانی و کفر و بے ایمانی کا اظہار کیا ہے
 سیکامضمون یہی انکا صفات تجرّف معانی احادیث و آیات و تفصیل ائمہ محققین
 و سلف صاحبین ہے اہل ایمان کو نزدیک دونوں رسالہ مذکورہ مردود ہیں الانتہا
 فی الاستواء وغیرہ رسائل میں خوب انکار ہو چکا ہے جب تک یہ ملاحظہ بیدین و جملہ

کیونکہ یہ صفات
 لازمہ ذات اوسکی
 ذات کا بدو
 لازمہ
 نہیں ان صفات کے
 بدو ذات کے
 بدو ذات کے

الجواب اور لینڈ گتھو کا اور خون حیض و نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزیں نجس
 اور بلیہ ہیں الی قولہ اسی کتاب طریقہ محمدیہ کی صفحہ ۷ اور فتح المغیث کے صفحہ ۱۰۰
 عبارت مجنبہ لکھی ہے **اقول** اسکا جواب فوس الکملہ کے ص ۱۰۰ میں ہو چکا ہے قولہ
 اور بھی کتاب بیج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے ص ۱۰۰ نواب بھوپال نے
 انہ **اقول** یہ اعتراض بھی فوس الکملہ کے ص ۵۹ میں مردود ہو چکا ہے قولہ سوم
 طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۰۱ میں اور فتح المغیث کو صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ واجبین
 زکوٰۃ گراؤنٹ گائی بکری میں اور اموال تجارت میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے انہ **اقول**
 یہ اعتراض بھی فوس الکملہ کے ص ۲۳ و ص ۳۴ و ص ۱۱۰ میں مدفوع ہے قولہ چہارم
 ایک طلاق سے زائد دو طلاقیں دی ہوں یا تین الی قولہ طریقہ محمدیہ کے ص ۶۱ میں اور
 اس طرح ص ۲۰ فتح المغیث میں لکھا ہے کہ حلالہ کرنا حرام ہے **اقول** اسکا جواب
 فوس الکملہ کے ص ۱۱۰ وغیرہ صفحہ ۱۱۰ میں ہو چکا ہے اور اس مسئلے کے مطلب و معنی میں
 جو کچھ معترض نے تحریف کی ہے اسکا بیان و جواب رسالہ عمارة المساجد کے ص ۱۰۰
 میں موجود ہے قولہ پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیز و نکاح چنانچہ عباد
 طریقہ محمدیہ کے ص ۳۰ و فتح المغیث کے ص ۳۰ میں واقع ہے **اقول** اس اعتراض کا
 رد بھی فوس الکملہ کے ص ۶ و ص ۱۱۰ میں بخوبی ہو چکا ہے قولہ ششم اسی
 کتاب فتح المغیث کے ص ۱۰۰ میں لکھا ہے - اور کافی ہے مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا
 پگڑی عمامہ پر انتہی جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نہ کرے تو پگڑی عمامہ پر مسح کرنا
 کافی ہے حالانکہ یہ خلاف نص قرآن کو ہے **اقول** یہ مطلب تم کہاں سے سمجھ رہے ہو
 مذکورہ کالوئیہ نہ مفہوم مخالف ہے نہ اور کسی طور سے اس سے ثابت ہو سکتا ہے اور مسح
 بعض سر اور عمامہ کی دلیل حدیث صحیحہ مسلم موجود ہے کہ اند صلح لوق ضامنہ منہا کصیۃ
 و علی المعامۃ اسکا ترجمہ مولف کتاب نے کر دیا ہے اسکا یہ مطلب سمجھنا کہ بعض سر کا

میں حضرت عمرؓ کو پورا پورا خا طمی ٹھہرا چکے ہیں اور جملہ نعم البدعہ ہذ کے معنی میں خوب
 تحریف کی ہی بیان تو خود آپ ہی کی خیانت قلبی و نجاست مذہبی سب پر ظاہر ہو گئی۔
 ۵ میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا **قولہ** ۱۴۴ اول یہ کہ پانی اگرچہ
 نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ اور بو اور ذرہ و سکا
 نہ بدلو اور پانی پاک ہو اور پاک کر نیوالا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ در ربیعہ نصفہ
 قاضی شوکانی مطبوعہ طبع فاروقی دہلی کے صلا وء میں نواب صدیق حسن خان
 امیر بھوپال نے لکھ دیا ہے **انہم اقول** یہ اعتراض اور اسکے بعد کو سب اعتراضات
 وہی ہیں جو ملاحظہ بیندینیہ نے جامع الشواہد میں لکھی ہیں رد سکا رسالہ قوس اکملہ
 و کاشف الکائد و عمارۃ المساجد وغیرہ اجوبہ جامع الشواہد میں خوب ہو چکا ہے اصل
 جواب اعتراض مذکور کا یہ ہے کہ طریقہ محمدیہ جناب نواب صاحب بہادر نے اپنے کسی سا کہ
 نام نہیں رکھا عبداللہ مسواتی جو ایک جاہل مشہور ہے اوس نے اصل ترجمہ در ربیعہ نسخ
 و تحریف کر کے دہلی میں چھپوا کر یہ نام رکھا تھا جناب محمد روح نے وہ دیکھا تو از بغیر ترجمہ
 کر کے فتح المغیث اوسکا نام رکھا اور دیا بیچا لکھ دیا کہ اب پہلو رسالہ کا کوئی اعتبار نہ کر
 اوسمین لفظ نہایت ہی قلیل کا ہرگز نہیں ہے یہ شیخ جی کا افتراء اور مطلق پانی کا پاک ہونا
 مذہب امام مالک و جمہور محدثین و ائمہ شافعیہ بلکہ ابو حنیفہ و محمد کا بھی ہے وہ درودہ
 وغیرہ کی قید کو درختار میں رد کر دیا ہے مدار طہارت و نجاست پانی کا بموجب مسالک
 محدثین کے تغیر احد اوصاف ثلثہ پر ہے وجوداً و عدماً جس شخص کو فتح المغیث میں کسی جگہ
 شبہہ واقع ہو تو اوسکی شرح عربی و فارسی وارد ہو جگہہ دستیاب ہو سکتی ہیں
 اوسمین ہر مسئلے کی دلیل آیت یا حدیث موجود ہے اگر سمجھو کا مادہ رکھتا ہو تو انہیں دیکھ کر
 ورنہ کسی عالم بالحدیث سے پوچھ کر اپنا شک دفع کر لے بے مجہول و جھوک کسی محقق پر اعتراض
 کر بیٹھنا اپنی جہالت و حماقت کا اقرار کرنا ہے **قولہ** ۱۴۵ دوم گو اور موت آدمی کا

میں مختصر سمجھ رکھا ہو ابھی تک حضرت کو یہ خبر بھی نہیں ہے کہ حکم انتقاض تیمم کا پانی پر
 قدرت پانے سے یا خروج وقت سے یا حکم وجوب اعادہ کا سبب بلا دلیل ہے حق یہی
 عدم انتقاض و عدم اعادہ ہے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معید کو قوت
 وجود آب کے اصحاب السنۃ فرمایا ہے اور تمام حق یہی اصابت سنت ہے اسکے سوا
 سب بدعت اہل حدیث کے نزدیک پانی پر قدرت پانا موجود نہیں ہے مان اتنا
 ہے کہ جب پانی لگیا تو اب اقتضایاوس تیمم پر خوب نہیں شیخ حجتی کو لازم ہو کر جب
 اہل حدیث پر کسی مسئلہ میں اعتراض گھڑنا چاہا تو فہم حدیث کی کتابوں میں اولوں کے
 دلائل کا مطالعہ کر لیا کریں اگر قدمائی کوئی کتاب میسر نہیں ہے تو صرف رسوخ مذہب
 و نیل الاوطار و السیل الجری کو دیکھ لیا کریں یونہی بے سمجھی جو بھی جہل سے اعتراض
 نہ جڑو یا کریں مخفی نہ رہے کہ پانی پر قدرت پانے سے اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک تیمم ٹوٹ
 جاتا ہے لیکن صاحب دررہبیہ جس کا ترجمہ فتح المغیث ہے مقلد جمہور کا نہیں ہے اور
 تعلقہ جمہور او سپر واجب وہ تو خود مجتہد ہے اس کا کام اتباع دلیل ہے دلیل مشہور
 اس باب میں حدیث ابو ذر ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الصعیل الطیب
 طہور المسلم ان لم یجد الماء عشہ سنین فاذا وجد الماء فلیمس لبشرۃ فان ذلك
 خیر رواہ الترمذی اس حدیث میں کلام ہے بچند وجوہ اول یہ کہ اسکی سند میں
 عمرو بن بھان واقع ہے اور وہ مجہول ہے تقریب میں مرقوم ہے عمرو بن بھان
 تفرغ عنہ ابو قلابہ لا یعرف حالہ تیزان میں ہے حسنہ الترمذی و لم یرقہ الی الصحۃ
 بھالۃ بحال عمرو بن بھان عنہ ابو قلابہ و ما قال سمعت و قد وثق عمرو مع جہالۃ و
 یہ کہ اسکی سند میں عبداللہ بن زید بن عمرو البصری واقع ہے اور
 وہ کثیر الارسال و ملس ہے تقریب میں ہے ثقہ فاضل کثیر الارسال قال العجلی
 فیہ نصب یسیر انتہی میزان میں ہے ثقہ فی نفسہ الا انہ یلس عن عمن یقیم و عن عمن یقیم

مسح نہ کرے تو گڑھی عمامہ پہن کر لینا کافی ہے دلیل بلاد فہم و قبح اجتہاد مجتہد
 بین بین کی ہے مجتہدان کو فہم کا عجیب اجتہاد ہوتا ہے کہ خصم کا کلام اگرچہ کیسیا ہی
 صحیح ہو لیکن بمقتضائے خبیث طینت و کجی طبیعت کے بجائی سے غلط سلط او سکا
 مطلب گڑھ کر اعتراض چھوڑ دیتے ہیں گواہوں سے اپنی تمام جہالت و حماقت شب
 لکل ہی جا کر پرائی شگون کیواسطے اپنی ناک کاٹ ڈالنا ضرور ہے ۵ بجیا باش
 ہر چہ خواہی کن + قولہ ^{۱۱۹} آؤسی فتح المغیث کے مے میں لکھا ہے کہ وضو لیٹو
 سے ٹوٹا ہے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہیں **اقول** لعن اللہ
 علیک ایھا الکاذب فتح المغیث کے صفحہ مذکور میں عبارت یوں ہے ٹوٹ جاتا ہے
 وضو اس چیز سے جو نکلے دو نون راہ سے عین ہو یا ریح اور اس چیز سے جو
 غسل کو واجب کرے اور لیٹو کی نیند سے انتہی اس عبارت سے ایک تو لفظ
 نیند کا سرقہ کیا ہے اور دوسرے لفظ لیٹو کو تحریف کر کے لیٹنے زیادہ نون بنا یا ہے
 فتح المغیث کی عبارت کچھ غلطی نہیں ہے جو سفہائے عوام اس تحریف و سرقہ سے
 دھوکا کھا جاویں یا وہ رسالہ الیاب نہیں کہ ہر شخص اس کو دیکھ کر آچکا کہ اقرا
 معلوم نہ کر سکے اب تو شیخ حجتی نے ایسی بے حیائی پر کمزور مضمی ہے کہ اہل سنت کی
 تکلیف کے بہانہ سے اپنا ہی احکام و کفر سب پر صاف صاف ظاہر کرنے لگو صدق اللہ تعالیٰ
 من یصل اللہ فلا ھادی لہ و ید رہم فی طغیا نھم لعمریہ **قولہ** مے ہستم اوسی
 کتاب کے مے میں مرقوم ہے کہ توڑنیوالی تیمم کی وہی چیزیں توڑنے والی وضو کی
 انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھو اور اس پر قدرت پانے سے وضو
 نہیں ٹوٹتا حالانکہ یہ غلط ہے **اقول** اسل اعتراض کا مقتضی جمل ہے شروع فتح المغیث
 و جملہ کتب فقہ سنی سے معترض صاحب جو بات اہل سنت کی اپنے مذہب کو خلاف
 دیکھتے ہیں اوسی پر تلے اعتراض جڑتی ہیں گویا سارا دین حق اپنے ہی مذہب میں ہیں

کہا جائیگا کہ اجماع غیر مسلم ہے دیکھو ابوسلمہ بن عبد الرحمن تابعی اور داؤد ظاہری کا
 یہی مذہب ہے علاوہ اسکے اجماع کی حجت میں بھی کلام ہے **قولہ** مت نہم اوکتاب
 کے ضامین لکھا ہے کہ اگر خلل پڑے نماز میں امام کے تو وہ خلل امام پر ہے نہ مقتدیوں پر
 انتہی پس اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام اجنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک
 ہووے یا اوس کا پڑا نجس ہووے یا اوس نے وضو نہ کیا ہو یا وضو اوس کا ٹوٹ گیا ہو
 تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہ آوے گا حالانکہ یہ
 باطل ہے **اقول** اس عبارت میں بھی تحریف ہے اصل یوں ہے اور جب خلل پڑے
 نماز امام میں تو وہ خلل امام پر ہے نہ مقتدیوں پر اور یہ اعتراض بھی مبنی ہے اور مخالفت
 مسئلہ معترض فیہا کے مذہب تقلید سے ورنہ جمہور محققین کے نزدیک منع امامت
 ناقص الطہارۃ کسی دلیل سے ثابت نہیں اور اصل صحت ہے حضرت عمرؓ سے یہ بات
 ثابت ہے کہ انہوں نے حالت جنابت میں نادانستہ نماز پڑھا دی تھی پھر اپنی ہی نماز
 اعادہ کر لی مقتدیوں نے نہ کی آسیطور حضرت عثمان رضا اور حضرت علی رضا سے
 مروی ہے اور اثر میں حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے
 ایک جماعت صحابہ میں حسین عمار بن یاسر بھی تھے نماز پڑھائی بعد فراغ کے ہنسے اوکھا
 کہ میں کنیز کے رومیہ کے پاس گیا تھا جتنی تھا یہ کہہ کر تمیم کر لیا اور امام بخاری وغیرہ
 حدیث ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول صلعم نے یصلون بکم فان اصابکم
 فلکم وان اخطاؤ فلکم علیہم یہ خود دلیل صریح ہے اس پر کہ فساد نماز امام سے
 مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ان پر اعادہ اوس نماز کا ضرور ہے اور یہی
 حق ہے لہذا فی ملخص السیل والتفصیل فی الاصل وشرح الدرر البہیہ وغیرہ امامت
 فقہ السنۃ اب تو شیخ جی اہل سنت پر نئے نئے اعتراض گڑھ کے سفہار بینینہ میں
 خود ہی اپنا اعتبار رکھنے لگے اور اپنا جہل فقہ سنت سے آپ ہی ظاہر کرنے لگے ہٹلو

اس جواب میں مستحق
 کی توبہ ہی سر کوئی
 کی گئی ہے کیونکہ وہ
 اپنے زعم میں افعال
 صحابہ کو جنت فاطمہ
 سمجھا ہوا ہے

وکان نہ صحف محمد فیہا ویدلس انتہی ستوم یہ کہ راوی اسمین خالد خذار ہے اور وہ
 مرسل ہے اور حفظ اسکا شام سے آنے کے بعد متغیر ہو گیا تھا تقریب میں ہو خال الخ
 ثقہ یرسل وقد اشار حماد بن زید الی ان حفظه تغیر لما قدم من الشام انتہی قال
 ابو حاتم لا یحتج بہ راوہ العقیلی فی کتابہ وقال احمد قیل لابن علیہ فی ہذا الحدیث
 فقال کان خالد یرویہ فلم یکن نلتفت الیہ ضعف ابن علیہ امر خالد وقال معتمر بن
 سلیمان سمعت ابی ذکر خالد الخذار فقال ما علیہ لوضع کا صنع طاوس کان یجلس فان
 اتی لبشی اخذہ والاسکت کذا فی المیزان چہارم یہ کہ راوی اسمین سفیان، ثوری
 ہے اور وہ مدلس ہے او غنغنه مدلس کا مقبول نہیں ہے قال فی المیزان سفیان
 بن سعید الحجۃ الثبت متفق علیہ مع انہ یکان یدلس عن الضعفاء انتہی قال ابی حاتم
 فی التقرب ثقہ حافظ فقیہ تابع امام حجتہ من رؤس الطبقة السابعة وکان رجلاً مدلساً
 پنج راوی سفیان سے ابو احمد زبیری ہے اور وہ حدیث ثورنی بہت خطا کرتا ہے
 قال الحافظ فی التقرب محمد بن عبد اللہ بن نہبیر بن عمر بن درہم الاسدی ابو حاتم زبیری
 الکوفی ثقہ ثبت الا انہ قد یخطی فی حدیث الثوری انتہی قال ابو حاتم حافظ للحدیث
 عاقل مجتہد اولام کذا فی الخلاصۃ قال العجلی کوفی ثقہ یتشیع وقال احمد کثیر الخطا فی
 حدیث سفیان کذا فی المیزان ششم محل استدلال اس حدیث میں یہ لفظ ہے فاذا
 وجدا ما یرفیم یسرتہ اور یہ لفظ نص مطلوب میں نہیں ہے کیونکہ محتمل ہے کہ مراد
 یہ ہو کہ جب پانی پاوے تو آئندہ کیلئے وضو یا غسل کرے نہ یہ کہ جو تیمم پانی پر قدرت
 رکھنے کی حالت میں کیا ہے وہ لوٹ گیا اب بجائے اوسکے وضو یا غسل کرے فلا بد
 لنفی ہذا الاحتمال من دلیل ہفتم یہ کہ قول آنحضرت صلعم کا فان ذاک خیر وال نقیض مطلب
 پہلے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ استعمال پانی کا افضل ہے نہ یہ کہ
 واجب ہے اگر کہا جاوے کہ پانی پر قدرت پانے کو ناقض وضو نہ کہنا خلاف اجماع ہے

چندان حاجت آپ کے جہل کے ظاہر کرنے کی نہ رہی و لہذا محمد **قولہ** ص ۵۵ دہم اوستی ب
 کے مٹا میں لکھا ہے کہ حرام ہے زکوٰۃ بنی ہاشم اور اون کے غلاموں پر اور آسودہ اور
 تندرست کا و پانہتی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری لازم ہے
 اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اسکو زکوٰۃ لینا حرام ہوگی **اقول** اس عبارت میں
 بھی تخریف کی ہو صحیح یوں ہے تندرست کمانے والے پر جالبون کی اصطلاح میں تندرست
 اسکو کہتے ہیں جو بیمار نہ ہو شیخ حجتی بھی اپنی کمال بلاوت ذہنی سے یہی معنی اسکے
 سمجھے ہیں حالانکہ تندرست کے معنوت وارضیہ الاعضاء کے ہیں حدیث کا لفظ لا ذی
 مرآۃ صوی ہے ذی مرآۃ کے معنے قوی قوی کے معنے صحیح الاعضاء سب شروح
 و حواشی میں لکھی ہیں اسکا ترجمہ مؤلف نے تندرست کانیا لکھا ہے جہالت و
 کج فہمی سے یا علوت و حسد سے اولیٰ معنی بنا دینا اور بات ہے عیب کر سکیو بھی نہ چکا
قولہ ص ۵۶ یازدہم اوستی کتاب کے ص ۵۶ میں مرقوم ہے کہ جائز ہے دودہ پلانا بڑے
 عمر والیا اگرچہ وارثی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب
 بعض یاروں کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس
 دودہ پینے کے بہانے سے اس عورت کو سرور دیکھا کرے اور اسکی چھاتیان
 پکڑے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پردہ چہ معنی دارد **اقول** کیون
 شیخ طعن آپکا متبعین سنت پر ہے یا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اگر متبعین پر ہے
 تو انکا کیا قصور حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے کہ آپ نے امرۃ ابو ذلفیہ کو سالم کے دودہ
 پلانے کیواسطے یوں فرمایا اس ضعیفہ حتیٰ یدخل علیک اور جو یہ طعن پیغمبر پر ہے
 انا لند آچکا یہ زبانی دعویٰ اسلام کا بھی جھوٹا ہو گیا متبعین سنت تو آپ کے نزدیک
 اہل سنت سے خارج ہی تھے یہاں تو خود آپ ہی کا کفر و بے ایمانی سب جہان پر کھل چو
 اہل حدیث تو بموجب حدیث مذکور کے رضیع جو انکو مرضعہ کی طرف صرف نظر ہی کرنا

ثبت کرائی ہیں بڑے منافق اور مفسد فی الدین ہیں انکو اطاعت اللہ و رسول سے نہایت عار ہے اتباع سنت سے انکو ایسا احتراز و انکار ہے جیسا ہندو لوگوں کی ذبح گائے سے یہ بد نہاد بالی فتنہ و فساد محمدیت کے نام سے ایسے جلتے اور چپتے ہیں کہ یہود بھی زمانہ پیغمبر علیہ السلام میں آمین بالجہر و سلام سنون الاسلام کہ نہیں چڑھتے تھے انکو پاس اپنے اسلام کے ثبوت کی کوئی گواہی نہیں ہے جہوٹا دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں بعض کو تو انہیں سے دعویٰ بھی اسلام کا نہیں ہے چند سفہاء او کو مسلمان خیال کرتے ہیں ان سب کا دین و مذہب پیر پستی و بدعت پرستی ہے یا قرآن و حدیث کا رد و ابطال ایک مدت سے ان منافقین نے یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ مسائل دینیہ اہل حق کو بہ تحریف و تغیر مطلب مضحکہ مین ڈالکر دین رسول مقبول علیہ السلام استہزا کر رہے ہیں اور حسب قدر اہل حق کی طرف سے انکو جواب دیا جاتا ہے او سید قدر انکا فتنہ و ضلالت بڑھتی جاتی ہے فی طغیانہم لجمہور کے پورے مصداق بن چکے ہیں ایسے مفسدین بے دین کی مہر و نکاح کیا اعتبار ہے ہم اگر ان مسخروں کے مذہب استہزا کرنا چاہیں تو انکی راسخ کی پوتھیوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بلکہ کروڑوں بلکہ بے شمار ایسے مسائل غترعہ ستہجنہ مخالف کتاب و سنت کے موجود ہیں کہ جو فی الواقع لائق استہزا و تمسخر کے ہیں مگر ہم نے موافق حکم فاعفوا و اصفحوا حتیٰ یأتی اللہ بآمرہا کو اس سے سکوت و درگزر اختیار کی ہے اور ان کے اس فعل بد کی سزا اوسے احکم الحاکمین سے چاہتے ہیں و جہو سی :- و لعمری للویل اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین :-

خاتمہ

در ذکر قابلیت طاعت ربی مولف تنبیہ الوابین المعروف :-
مجتہد بین بین و نجد و مراسم بدع و شین ہدایہ اللہ تعالیٰ :-

جہانگ ہو سکا اپنی جیل و نادانی و لغت و بے ایمانی کے ظاہر کرنے میں کمال سعی و جہد و جہد کی صدق اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ لطف تو یہ ہے کہ مجتہد صاحب تو اس کتاب میں اجتہاد بین بین کا اور یہی باجا بجا رہے ہیں اور اون کے ذریعے اصحاب سواہیر اور یہی کچھ گاتے ہیں نہ تو مجتہد صاحب او کو بیاگو سمجھ سکے اور نہ وہ مجتہد صاحب کی ہدایان کو **۵** اور فکری عجبی من بخیاں عجبی ۵ مجتہد صاحب کے اور اون کے دین و مذہب میں بھی بڑا اختلاف و فساد ہے جسے او کو رساں کی دیکھی ہیں وہ خواہجہ کواقف ہی لیکن چونکہ اہل حدیث سے ضد و عداوت رکھتے ہیں یہ ساری بے دین متفق ہیں اسوجہ سے مجتہد صاحب نے واسطہ تصدیق و تقویت اپنے فخرات و اتہامات کے انکی مہرین ثبت کرائی ہیں جملہ تعلق مفسدین کا بہت بڑا اکیڈ یہی ہے کہ اہل حق کی نسبت چند اقرا و بہتان گڑھ کر او کو مزین بمواہیر سفہا کرایا کرتے ہیں و جاسکی صرف یہی ہے کہ یہ دشمنان دین کتاب و سنت سے جاہل محض ہیں کوئی دلیل او میں سے اپنے بڑوں کے فخرات و اہیات پر لائیں سکتے نا چارچمور ہو کر کبھی اپنے مذہب کی تصدیق فرید کوٹ کر ٹھاکر کا کافر و شے کراتے ہیں اور کبھی او دھید را باد کے رافضیوں نیچر و شے اور کبھی جنہ اعدائے دین سفہاے مقلدین مفسدین کی مواہیر سے اہل حق کو ملعون و ضال و خارج از اہل سنت بناتے ہیں حالانکہ عظم غر با کتاب و سنت کے پیرو ہیں ہمارے مقابلہ و مناظرہ میں نہ کسی ٹھاکر کافر رافضی نیچر کا قول حجت ہو سکتا ہے نہ کسی مفسد کی مہر و دستخط صرف اکیڈ و آیت و حدیث بیان کر دینا کافی ہے اسی پر ان جاہلو کو قدرت نہیں ہے اب میں ہر کہ وہ پر یہ بات ظاہر کو دیتا ہوں کہ پیارے اہلیان دہلی و لکھنؤ و رامپور و دیوبند و سہارنپور و غیرہ انفار جنگی مہرین - مجتہد فرنگی محل نے اہل حق کی کفر و تضلیل پر اپنی کتاب ضلالت انتساب میں

کر کے گالیان سنا تا شروع کر دین اور سفہائی عوام کے دھوکا دینے کو اس ہندیان کا
 نام جواب قرار دین اسکو لب کوئی عاقل جواب کہہ سکتا ہے یہ تو دلیل صریح آپ کو اعمی
 والبصیرۃ ہونے کی ہے یہ ہمکو یقین ہے کہ رسالہ ہذا کے جواب میں بھی مجتہد صاحب
 مجہر چیلین وطن تبرافر الکھکر پرچہ اخبار وغیرہ میں ضرور چھپوائیں گے مگر ہمکو اسکی
 کچھ پروا نہیں جب ہم سے اعلیٰ و افضل لوگ اوکلو عن وطن وایدا وکالیف پر فیتر رہے
 ہیں تو ہمکو بھی اس میں انہیں کا اتباع ضرور ہے بدزبانوں کی بدگوئی سے آج
 کمون بچ سکا ہے خدایا رسول یا صاحبہ یا تابعین محدثین مجتہدین جو ہم طمع کریں کہ ہمکو
 کوئی بڑا نہ کہو اس خیال محال پر حق گوئی سے کیونکر اپنی زبان بند کر لیں میاں محی حلیم
 نے شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے اتباع وغیرہ اکابر پر طعن وافر کرنے میں کیا کچھ کمی کی
 ہے جو اوکلو پت صاحب ہم لوگوں کو چھوڑ دین گے **فرنگی محل** کے تو تمام تلامذہ علوم اسلامیہ
 سے جاہل و نا بلہ تھی اور تمام عمر اپنی خدمت فنون کفار یونان میں گزار دی جو سب کثرت
 و مصاحبت و روافض کے ہمیشہ اہل سنت کے دشمن رہے اب مجتہد صاحب نے اوکی تقلید سے
 اہل علم و اصحاب سنت کی دیکھا دیکھی صرف دو چار کتابیں فقہ راسخ کی پڑھ کر عربی عبارت
 میں رسالہ و حواشی لکھنا شروع کیا ہے اور بغیر تحصیل علوم ادبیہ محاورات ہندی کو
 عربی میں ترجمہ کر کے اپنی اظہار قابلیت کی واسطے بہت سے الفاظ و کلمات بے مناسب
 بے وزن فقرات بے معنی میں جوڑ گانٹھ کر آپ کو موٹو سی شہو کیا اہل حدیث و
 ائمہ سنت پر لعن و طعن اعتراض اتہام کر نیکی موجب فخر و شہرت کا سمجھا غریباہل سنت کی
 تکفیر و تضلیل کو ایک بڑا نشان نام آور کیا اپنے حتمین ٹھہرایا ہمکو بیان اس سے چند
 بحث نہیں ہی اس جگہ صرف چند جملہ دفعہ آپ کی عبارات کیلئے محاورات ضخیفہ کے بیان
 کرنا ضرور ہیں کیونکہ خود مجتہد صاحب اس بات کی سنادی کر دی کہ میرا پیشہ و
 صفت محض اکتساب سیئات و صرف ارتکاب خطیئات ہے چنانچہ تذکرہ کو شروع

میرا ارادہ مدت سے یہ تھا کہ مجتہد صاحب کے علم و فضل کی حقیقت مفصل طور پر ایک رسالہ مستقل میں لکھوں اور جس بقدر اونہوں نے ایجوکاشنی و رسائل معقول میں علمائے فن کے کلام میں تحریف و تغیر و حذف و سرحد کر کے اونکی محنت کو تباہ کیا ہے یا اونکا نام اونکو رسائل و حواشی سے مٹا کر اپنے نام سے اونکو طبع کرایا ہے یا کتب راسی کے حواشی وغیرہ میں جو کچھ بددیانتی و خیانت کر کے علماء راسی کے کلام کو خراب و برباد کیا ہے سب پر صرح کر دوں اسکے ساتھ آپ کے اغلاط عربیہ و محاورات ہندیہ و سخافت فقرات و تحریفات صلات وغیرہ کہ سجد و بے شمار ہیں جس قدر کہ ہو سکتے ہیں جمع ہو کر لکھتا جاؤں لیکن یہ کام حسب درخواست اب تک بوجہ عدم فرصتی و اشغال علمی کے ہونہ سکا فرصت پر ہر فوق فی الحال کسی قدر حال مجتہد صاحب کا بطور نمونہ ازخروا و اندک از بسیا کے لاحق رسالہ کرنا مناسب جانتا ہوں اگرچہ طلبہ ذی استعداد تو مجتہد صاحب کی تمام قابلیت و حقیقت عربیت سے کا حقہ واقف ہیں مگر میری غرض یہ ہے کہ کم استعداد لوگ بھی آپ کے علم و فضل سے واقف ہو کر خوش چالین کہ یہ حضرت اس مایہ پر اہل حق سے اٹھے آتے ہیں اور اونکو کتب و رسائل تحقیق و دلائل پر ناحق طعن و تبرافرماتے ہیں مجتہد صاحب نے جبے فوس الکملی طبع ہوئی ہے اب یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ جو شخص اہل حق سے اونکو مطاعن و اہتاما رد لکھتا ہے اوس بگینا کی مذمت و غیبت بیحد و نہایت لکھ کر سیرچ اخبارات میں چھپوا دیتے ہیں رسالہ لکھا ہوتا ہے اوسکی تالیف کی تہمت کسکیو کرتے ہیں اس جہاں و سفاہت کا بھلا کیا ٹھکانا ہے یہ بھی اپنے اوپر قیاس کیا ہے کہ نصرۃ المجتہدین و فتح المسلمین لکھی تو اپنے تقیہ کر کے اور بنام وکیل مجتہد دروغ یا منصور علی جاہل بفیروغ کے مشہور کر دی اگر کچھ شرم و حیا کا دعوا ہے تو اوسکا جواب باصواب لکھیں یا اپنی طعن و اہتاما سے توبہ کریں نہ یہ کہ اسٹکل چٹو بلا دلیل و سکی تالیف کی تہمت دوسرے کو

زیادہ تخریب کلام کی ہوتی اور انکارِ رد میں اپنے آپ کو کاذب ٹھہرایا اس جملہ کے بعد یہ
 جملہ فرماتے ہیں بل حسب ما یسر لبعض العلماء بعضاً حسب ما یجزم مہل ہے اور بعضاً غلط
 یہاں علمی بعض چاہئے پھر ارشاد ہوتا ہے ہذہ الامور مفسدة لخلق الله
 اسکے بعد یہ جملہ ہے بل توجہ الی الاصرار بما فیہا پھر کہتے ہیں غیر لائق لان یحکم
اسباب العلوم اسکے بعد ہر اندہ لیقلد تقلیداً جامداً لابن تیمیہ پھر کہتے ہیں
 مثل ہذا لکن یزالی عندہ العقل السلیع پھر کہتے ہیں حرام علی حملۃ الشریعۃ ان
یذکر وارید فی ہذا الباب الامردہ پھر یہ مصرع نقل کیا ہے ولن یصلح العطا
ما افسدہ الدہر پھر فرمایا ہے واحسن احساناً عظیماً علی اسباب التجارۃ
 پھر لکھا ہے تبع فیہا ابن تیمیہ والشوکانی مع ضعف اقوالہم فیہا ان حملون میں
 علاوہ رکاکت عبارت و آمیزش ہندیت کے اغلاط صلات کو اور وضع کلمات کو
 غیر موضع میں اور زیادتی ضمیر کو اور ایتیان ضمیر کا خلاف اوسکے مرجع کے مجتہدین
 کی قابلیت کا حقہ ظاہر کر رہے ہیں ہر صاحب علم اسکو دیکھ کر کہتا ہے کہ شیخ حمی کا
 کلام کیا ہے عجب ایک بانگ بے ہنگام ہے کہ صوت حیوانات سے بھی گیا گدازا ہوا ہے
 کتب معانی و بلاغت میں لکھا ہے کہ کلام جب اولی درجہ بلاغت سے نازل ہوتا ہے
 تو وہ صوت حیوانات کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے مجتہد صاحب کلام صوت حیوانات
 سے اسلئے بدتر ٹھہرا کہ وہ محض ہذیان ہی ہوتا ہے کچھ مفاد اوسکا ظاہر نہیں ہو سکتا
 بخلاف صوت حیوانات کے کہ اوس سے جانور کی غرض کچھ تو متعلق ہوتی ہے مجتہدین
 کی طرح بیفائدہ بڑ نہیں مارتا چنانچہ میاہی حلیم کے مرثیہ میں یوں اویلا
 کیا ہے فبارئ حالہ وقعت الظلمۃ فی دار الدنیا کو ظہرت النجوم علی سماء الدنیا
 یہ اخیر فقرہ عجیب ہذیان ہو کہ اسکا معنی و مفاد کوئی معلوم نہیں کر سکتا نہ اس قسم کی
 لغوی و صوت کسی موت پر سو مجتہد صاحب کے کسی یون اطلاق وغیر لائق سے سن سکتا ہے

فرماتے ہیں الذی لا حرفة له الا الكتاب السيئات ولا صفة له الا الكتاب
 الخطيئات آخر۔ وافض کی صحبت میں رہو گا اونکو گھر کے صدقہ و خیرات کھائیکا اونکی
 مدح و ثنا لکھو گا اور کیا نتیجہ ہوگا اپنے تمام اقوال و افعال کو صرف برائیوں اور گناہوں
 حصر کر کے ساری خلق اللہ کو او سپر شاہد کر دیا اب کسی شخص کو آپ کو حال و صفت
 دریافت کر نیکی حاجت نہیں ہے کہ وہ آپ ہی کے اقرار سے یہ بات ثابت کر سکتا ہے
 کہ مجتہد صاحب اس درجہ کے بد او اشر خلق اللہ ہیں کہ سوا سیئات اور خطیات کو
 اونسے کچھ صادر ہی نہیں ہو سکتا مجتہد صاحب کے اس اقرار سے یہ بھی بخوبی ثابت
 ہو گیا کہ پہلو جو کچھ آپ پر طعن و اعتراضات صاحب اتحاف پر لکھتے تھے یہ بہت بڑی گناہ
 و خطا کا کام کیا تھا سبحان اللہ اہل حق کی بھی کیا برکت ہے کہ خود دشمن حق نے اپنی زبان
 سے اون پر طعن و اعتراضات کر کے ان کے اپنے گناہ کا رو خطا کا رہو نیکی اقرار کر لیا و اللہ اعلم
 اب آپ کی عربیت کا حال سنو ابراہیم الغنی کے صفحہ اول میں فرماتے ہیں وقد كنت اورد
 عليه في تصانيفي ما قصد رمده في تصانيفه هذا جازي في ان كان هذا هو الذي
 اوسلته معني مفهوم كما يتلوه لك سكتا هو اور نہ کچھ غرض و فائدہ اوسکا معلوم ہوتا ہے ایراد
 ماصد رمنہ علیہ کا مجتہد صاحب نے اپنے بطن ہی میں کچھ اسکا مطلب چھپا یا ہوگا
 اس سے بدتر متصل ہے یہ جملہ ماکان ردی ہی لہ بغضاً و عناداً اس میں خیر غلطیاں
 ہیں اول تو کلمہ ہی غلط ہے و دوسرے بمعنی تخطیہ کا صلہ علی آنا چاہئے تنسیخ اکر ان
 نامہ ہی بمعنی وجد و حصل کے تو یہ مجتہد صاحب کا کذب تمام ظاہر کر رہا ہے مع ہذا بغضاً
 و عناداً الغوی اور جو ناقصہ ہو تو یہ آپ کی نقصان فہم و بلبادت ذہن کی خبر دے رہا ہے
 خبر اوسکی معدوم ہے طرف کو خبر ٹھہرانے سے کلام مہمل ہوتا ہے بغضاً و عناداً کو
 خبر کہا جاوے تو حمل بالمواطاة لازم آتا ہے مجتہد صاحب نے تذکرہ میں اس جملہ کو صحیح
 کر نیکی کان نامہ بنانے میں بہت اپنا پیٹ مارا ہے لیکن بن نہ سکا نصیج کی عوض اور

اس کلمہ ہی کے
 مجتہد صاحب نے
 ابراہیم الغنی میں جو دو جگہ
 صحت کرتی ہیں وہ بھی غلط
 لیکن وہ بھی غلط ہے
 غلط ہے اور ان میں غلط
 بالعموم ہے

جیسے جملہ اوردت علیہ فی تصانیفی ماصدر منہ فی تصانیفہ اگر معنی کو کسیدو صحیح بنایا جاو
تو محاورہ بالکل غلط ٹھہرتا ہے الغرض عبارت کیا ہے ایک قباحت ہے اور مجتہد صاحب
کی جہالت و سفاہت کی پوری علامت ہے مہتمم کے لفظ کو غلط لکھتی ہوئی ساری عمر
گزر گئی باوجود بار بار تنبیہ کئے جانیکے دوہی میم سے لکھ جاتے ہیں جملہ یقینی منہ
العجب بالفاق کو ہمیشہ بفا رہل اور متعدی بن یا متعدی بنفسہ لکھتے ہیں اور ہر
اس غلطی صریح پر اسقدر اصرار ہے کہ اسکو آپ صحیح بتاتے ہیں اسکے سوا اور بہت غلط
فواحشہ کی اصلاح میں بھی خواجہ اپنا پیٹ مارتے ہیں اور اپنے منہ سے اپنی تکت

بھی کرتے جاتے ہیں چنانچہ ابراہیم فرماتے ہیں ولست یصلح کلامہ وان
کان خطاً فاحشاً ویرید دفع الایمان عن نفسه وان لم یکن مرفوعاً غلاماً صلاً کو نہ چھو
اسمین اسقدر تغیر و تحریف و مخالفت اہل عرب و کلام رب کی کی ہے کہ ساری عبارت کو
سہل و معنی کر ڈالا ہے اور اسپر یہ قہر آہی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میرا کلام موافق
قرآن مجید کے ہے حالانکہ قرآن مجید سے آپکو اسقدر جہل ہے کہ اندر میں بت پرست کو
بھی نہ تھا چنانچہ اسکی شہادت و تصدیق آپ ہی کے کلام سے ثابت کئے دیتا ہوں
قرآن مجید میں فعل اصرار کا صلہ علی آیا ہے حیث قال وکافوا یصرون علی الحنث

العظیم اور ولم یصر و علی ما فعلوا وغیر ذلک من الامثلة الکثیرہ اور اپنے اسکا
خلاف کیا ہے اپنے کلام میں الی صلہ لائی ہیں کا تقدم اور نیز قرآن میں قیام کا صلہ
تے کے ساتھ ہے قال تعالی واولو العلم قاعماً بالقسط وقال لیتقوم الناس بالقسط

حدیث میں ہے قام فیما رسول اللہ صلعم خمس الخ اور اپنے اسکا صلہ ایسے مقام میں
الی فرمایا ہے کما قال ولكن قام ہوا و واحد من ناصریہ الی الجواب الخ اور اسکا
صلہ آپ کے کلام میں علی آیا ہے حیث قلت و احسن احساناً عظیماً علی ارباب
التجارة اور خدا تعالی فرماتا ہے وبالوالدین احساناً اور احسن کا احسن اللہ

اور کچھ اسی پر نہیں اپنی تمام تالیفات میں صد ہا جگہ اسی قسم کی بہت بولیاں بولی ہیں
 کہ صوت حیوانات اوس سے بہتر ہے سارا تذکرۃ الراشد و ابرار غمی انہیں اصوات
 بدتر از حیوانات سے ملو ہے پھر اس پر غضب یہ ہے کہ بڑی دہوم و دھام سے آپا پڑ
 منہ سے علم و فضل کا دعوا کرتے ہیں تذکرہ کے دریا چہ میں خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے بطور
 شکر کے فرماتے ہیں جعلتني من العلماء المميزين والفضلاء المعززين علاوہ اسکے
 کذب ہونیکے لفظ متمیز بہان بھیج نہیں ہو سکتا اگر صیغہ فاعل ہے تو قافیہ غلط ہے اور
 جو مفعول ہے تو محض بمعنی ہے اسکے سوا یہی وہ عربی نہیں تو صیغہ فاعل باعز از اجہا
 جدید و تجدید ناسدید ہے پس جس کلام میں آپنے دعویٰ اپنے فضل و کمال کا ظاہر
 کیا ہے وہ کلام آپ کو حیوان مطلق کے درجہ سے بھی گرا رہا ہے اور جھوٹ بولنا تو
 قدیم سے آپکا پیشہ آبالی ہے اس سے بڑھ کر یہ جھوٹ سن کر کہ نہ زمین میں سما سکتا ہے
 نہ آسمانوں میں آسکتا ہے اوتسی تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسکو لکھ کر کی افاضل
 نقیلین کے درخواست کی ہے اور فرماتے ہیں کہ میری تصانیف ساری عالم میں مشہور
 ہو رہی ہیں وغیرہ ذلک من الکذبات التي لا نهاية لها انہیں کذبات بحد و نہایت کی
 وجہ سے آپنے اپنا نام سلیمہ کذاب وقت مشہور کرایا ہے اب فقرات کا حال سنئے
 مثنیہ بالضم اور حیطہ بالکسر کا قافیہ باندھا ہے رسالہ کا نام طفل المثنیہ بذکر غلا
 صاحب الحیطہ رکھا ہے دوسری جگہ حیطہ کا قافیہ خبرہ فرمایا ہے ضلالہ کا غلط
 محتفی کا غفولی نیشاپور سی کا ماضی وغیرہ خرافات ساری کتاب الیسی قوافی
 لایعنی وفقرات بمعنی سے بھری ہوئی ہے کوئی جملہ کوئی فقرہ صحیح اللفظ والمعنی آپ کی
 تالیفات و ہیات میں پایا نہیں جاتا اگر کوئی لفظ صحیح بھی ہو تو اوس پر بھی نقطہ لگا کر
 غلط کر دیا ہے نقطہ کہیں صحیح ہو تو اعراب غلط لگا کر اوسکو بگاڑ دیا ہے اعراب کہیں
 صحیح ہو گا تو ترکیب میں وہ ٹھیک نہیں بیٹھا ترکیب لکھتے نہایت ناواقف تو معنی کا پتا نہیں لگا سکتا

ان تمام اغلاط و غلطی
 محض نام میں بھی
 اصلاح نہیں کی گئی ہے
 اصل میں صحیح
 جو ایک جگہ تصحیح صاحب
 کی نسبت ہے وہ بھی
 مہر و فضل و انفع
 خیال ہونا لگتا ہے
 تالیفات میں صحیح نام
 ہی کہتے اور علامہ اسکو
 آری اغلاط و غلطی
 دیکھ کر یہی ہیں
 اور یہ

خراب کرد تو ہین صاحب تبصرہ نے مجتہد صاحب کے اغلاط صلات حرف ایک رسالہ
 ابراز الغی کے قریب دو سو کے نقل کر کے مخالف ہونا آپ کے کلام کا کلام رب کلام
 عرب سے خوب ثابت کر دیا ہے اور یہ سبب اس قدر جہل کے کلام اللہ سے مجتہد صاحب کو
 اتخذ واہذا القرآن مجھوں کا پورا پورا مصداق بنا دیا ہے اوسکے جواب میں
 اپنے تذکرہ میں کمال بیجائی اور غایت لوشرمی سے یہ فرمایا ہے کہ میرا کلام تو قرآن
 ہی کے موافق ہے اور حالانکہ ایک نظیر بھی آپ کسی فعل متغیر الصلۃ کی کلام الہی
 یا کلام عربی سے نہ لاسکے ہین ناظرین تذکرہ پر خوب واضح ہو گا کہ یہ دعویٰ مجتہد صاحب
 بعینہ تسلیم کذاب کا سا ہدیان ہے کہ وہ کافر بھی ایسی عبارات رکیکہ وفقرات
 سخیفہ گڑھتا تھا اور قرآن سے برابری اوسکی کرتا تھا اگر مجتہد صاحب کو اس قدر اغلاط
 میں ابو حنیفہ کے مقلد ہونیکا عذر ہے کہ اونکو بھی اچھی طرح عربیت میں دخل تھا چنانچہ
 صاحب تبصرہ نے بھی آپ کی طرف سے یہ عذر بیان کیا ہے حیث قال ولعل العذر
 من ذلك ان امامله الاعظم هم ايضا كان قليل المعرفة بعلم النحو كثر المحاور
 بالجمہ النحویہ تو یہ زعم آپ کا خلاف واقع ہے امام ابو حنیفہ کا کلام عربی اگرچہ بسبب انکی
 قلیل العربیت اور عجمی ہونے کو غلط ہوتا ہے لیکن حاشائے ایسا غلط معنی کہ صوت
 حیوانات سے بھی بدتر ہو جاوے ہرگز نہیں ہوتا مجتہد صاحب کو کلام میں ضائق
 غلطیاں ایسی بے ہنگام تھیں کہ کہیں مرجع مفرد ہے تو ضمیر تثنیہ و جمع ہوا اور جو
 ضمیر مفرد ہے تو مرجع اوسکے خلاف ہے یا مرجع مذکر ہے تو عائد مونث ہوا یا اوسکے
 بالعکس ہے چنانچہ اسکا ذکر تبصرہ اور اوسکے جواب الجواب میں ہو چکا ہے اسلیط
 اعداد کی غلطیوں کا انتہا نہیں کہیں سبعاۃ کی جگہ خمس ہی لکھ دیا ہے کہیں ثمانۃ
 کی جگہ سبعة وعشرین فرمایا ہے کہیں تقدیر اعداد حساب میں کچھ ہدیان بکا ہے
 کافی الا براز وغیرہ اسلیط مواضع حروف و کلمات میں اغلاط بے شمار ہین کہیں

وغیر ذلک آپ لکھتے ہیں و یجنبہ من امثال هذه المغالطات حالانکہ قرآن میں جنب متعدی بنفسہ ہی قال تعالیٰ واجنبی و بنی ان لعبد الاصلنام و فی الحدیث اللہم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مارزقتنا آپکا بزیان یوں ہے ہذا الام فیضک علیہ الطلبة اور قرآن میں ضحک کا صلہ من آیا ہے ان الذین اجبروا کافرا من الذین امنوا یضحکون اور فالیوم الذین امنوا من الکفار لیضحکوا قرآن میں یوں فرمایا ہے و نادینک ان یا ابراہیم اور اذ نادى سجدہ اور آنیخ نذا کو علی کے ساتھ متعدی کیا ہے حیث قال ظاہر کلامہ ینادی علی اندید کہر الاختلاف قرآن میں قر کا صلہ من ہے قال تعالیٰ ففررت منکم وقال فرت من قسوسہ حدیث میں ہے فر من المجدوم کافر من الاسد آپ لکھتے قر عن المطر و قام تحت المیزاب قرآن میں تقشعر منه جلود الذین ہے آپکا کلام ہے تقشعر بالاطلاع علیہا قرآن مجید میں فعل انکرا متعدی بنفسہ ہی قال تعالیٰ ثم ینکروا نہ آپکا بزیان ہے قلت ینکروا عن هذا الراعی قرآن میں فرمایا کہ فاذا بلغ الاطفال منکم الحلم اور حتی یبلغ الکتاب اجلہ اپنے بلغ کو متعدی علی کے ساتھ کیا ہے کا قال و من بلغ الی هذه المرتبة من الغفلة اور کہا ہی و بلوغی الی بحث شد الرجال آی فعل خطاب کا صلہ بے کے ساتھ لکھتے ہیں کہ قال و خاطبت فی جملة المباحث بالسید المنصور اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً اور ولا تخاطبونی فی الذین ظلموا الخ فعل رد کا صلہ کلام عرب میں علی کے ساتھ مشہور و معروف ہے اپنے اپنی تمام تالیفات میں رد لکھا ہے فعل اشارہ کا صلہ الی کے ساتھ آتا ہے اور آپ اشار بقوۃ خلاصہ لکھتے ہیں اسطرخ کلام عرب میں فعل تاریخ مفعول ثانی کو طرف متعدی بے کے ساتھ ہوتا ہے آپ نے ہر جگہ اوسکو متعدی بنفسہ کر کے معنی

ذکر و بیان کسی کتاب میں نہیں ہوتا ہے اوسکا حوالہ اوسی کتاب پر دیکر اپنا جہل و
 کذب ظاہر فرماتے ہیں جیسے بیان رفع جہالت ابی عمر انکا حوالہ طبقات مالکیہ پر دیا ہے
 ایکہین کچھ بیان سیوطی کا ہے اوسکو کفو کیا کہہ دیا ہے یا جیسے ذکر ابو حنیفہ کا اسجد
 علوم میں علمائے محاضرہ میں ہے اوسکا حوالہ آپنے علماء النساء و ادب میں دیا ہے
 کافی الا بارز اس قسم کے اغلاط بھی مجتہد صاحب کی تمام تالیفات میں بیشمار ہیں۔
 علاوہ اسکے اگر آپ اپنی تالیفات میں کسی کتاب سے کوئی روایت یا عبارت اپنر
 مفید مطلب ہیو قع محل نقل فرماتے ہیں تو اس میں اس قدر سرقت و تحریف و حذف و تغیر
 و تقدیم و تاخیر کرتے ہیں کہ وہ سارا کلام بالکل مسخ و مردود ہو جاتا ہے جیسے حاشیہ
 مؤطا محمد و تراجم حنفیہ وغیرہ میں کیا ہے فقہ رائے میں یا فقہ حدیث میں اگر کہیں
 اہل علم کی دیکھا دیکھی دخل دیا ہے تو باعث جہل کے استدلالات محققین و استدلالات
 محدثین سے و عدم فہمی مطالب کتاب و مقاصد اولوالالباب کے صدرا جگہ معروف
 منکر منکر کو معروف ضعیف کو قوی قوی کو ضعیف صحیح کو غلط غلط کو صحیح سمجھ کر استدلال
 محدثین پر یہودہ اعتراض جڑ دیا ہے یا اوپر کچھ طعن وافر کیا ہے جیسا کہ رسالہ
 تراویح و قول جازم و حاشیہ مؤطا محمد وغیرہ ایسی ہی خرافات سے مملو مشعوذ ہیں
 اوجہاں کہیں آپنے خوبی فہم سے اقوال محققین یا احادیث سید المرسلین میں تعارض
 خلاف واقع سمجھا ہے وہاں تو خدا جانے کیا ہڈیاں بکا ہے کہ سوا آپ ہی جیسے منجھوٹ
 الخراج منفقہ و الخواص کے اوسکو کوئی سمجھ نہیں سکتا کہانتک آپ کی کوئی جہل
 و بلاہت و کذب و حماقت کا حال تحریر کرے سب سے بڑی آفت تو یہ ہے کہ جن
 علوم و فنون سے آپکو مطلقاً کچھ مس و لگاؤ نہیں ہے نام ہی شاید اونکا سنا ہو
 جیسے حدیث فقہ حدیث اصول حدیث تفسیر فقہ تفسیر اصول تفسیر رجال تاریخ
 عقائد فرائض حساب وغیرہ میں خواہ مخواہ دخل دیکر کاغذ بگناہ کو اپنے اعمال نامہ

فی کی جگہ واو ہے کہین واو کی جگہ شم ہے کہین ان کی خبر منصوب اسم مرفوع ہے کہین مبتدا کی خبر منصوب ہے جہاں شرط کی جزا میں فی چاہئے وہاں فی نہیں جہاں نہیں چاہئے وہاں فی یا واو موجود ہے وغیر ذلک من الاغلاط التي لا تخصی اگر تمام عمر میں دو چار مصرع یا شعر کسی جگہ نقل فرمائے ہیں تو معاذ اللہ منہا او کو تحریف کر کے ایسا ستیاناس کیا ہے کہ وہ کلام نظم معلوم ہوتا ہی نہ نثر نہ کچھ معنی مطلب او کا مفہوم ہوتا ہے او کو بھی صوت حیوانات کی طرح کر دیا ہے جتنا ایسے اغلاط معاذ اللہ منہا امام ابو حنیفہ سے کب صادر ہوئے ہیں جو ہم مجتہد صاحب کو عربیت میں او کا مقلد سمجھیں اس قسم کے اغلاط تو کسی طفل السجد خوان کو منہ سے بھی نہیں نکلتیں جو اس پیر نابالغ مدعی علم و فضل سے وقوع میں آئی ہیں ائمہ اعلام کے جو مشہور و معروف نام ہیں او میں مجتہد صاحب ایسی غلطی کی ہیں کہ کوئی جنگلی گنوار بھی نہ کرے گا چنانچہ تذکرہ میں مسدد بن مسرہد کو سہاد بلا میم لکھا ہے اور محمد طاہر صاحب مجمع البحار کو طاہرہ تحریر فرمایا ہے وغیر ذلک اسطرح کتب مشہورہ کے نام لکھنے میں غلطی فاش کیا ہے بحجۃ الاسرایب کو ابرار النبی میں بھجۃ الاسرایب لکھا ہے ورسات اللیب فی اللاسۃ احسنۃ بالحبیب کو بالجلیب تذکرہ میں تحریر فرمایا ہے فتح المبین میں کشف الالبتا مولفہ قدیم جناب نواب صاحب بہادر کو کشف الاساس لکھا ہے اس سے بدتر یہ اغلاط ہیں کہ کتاب تو تالیف کسی کی تھی اور باوجود اس کے مؤلف کے مشہور ہوئے لگادی ہے کسی اور کے نام چنانچہ تفسیر روح البیان کو جو مشہور تالیف شیخ اسمعیل افندی کی ہے ابرار میں تالیف سید محمود الوسی زادہ مفتی بغداد کی لکھی ہے اسطرح خیرات الحسان مولفہ ابن حجر مکی بتیمی کو رسالہ صیانتہ الایمان میں جو وکیل کے نام سے تالیف کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف کہا ہے ایسی غلطی نہ ہو بھی بہت جگہ آپ کی تالیفات میں ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ آپ کی غلطی ہے کہ جس کا

یہ اغلاط اس قسم کے ہیں جو پیر نابالغ سے صادر ہوئے ہیں کہ بلیغ غلام کو بغیر غلامہ والی تہذیب نامی اور اس کا تعلق یہی تھا لفظ رضی خاں جمع البحار میں سیوطی کی کتاب اس سے واقف ہیں جو اس سے حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے اور مجمع البحار کا مولفہ قدیم جناب نواب صاحب بہادر کو کشف الاساس لکھا ہے اس سے بدتر یہ اغلاط ہیں کہ کتاب تو تالیف کسی کی تھی اور باوجود اس کے مؤلف کے مشہور ہوئے لگادی ہے کسی اور کے نام چنانچہ تفسیر روح البیان کو جو مشہور تالیف شیخ اسمعیل افندی کی ہے ابرار میں تالیف سید محمود الوسی زادہ مفتی بغداد کی لکھی ہے اسطرح خیرات الحسان مولفہ ابن حجر مکی بتیمی کو رسالہ صیانتہ الایمان میں جو وکیل کے نام سے تالیف کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف کہا ہے ایسی غلطی نہ ہو بھی بہت جگہ آپ کی تالیفات میں ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ آپ کی غلطی ہے کہ جس کا

یہ حضرت توباعث اجتہاد انہیں نجاسات بد مشربی و تجدید مراسم شرک و بدعات
 مذہبی کے مجتہد بین بین و مجد و مراسم بدع و شیین عالم میں مشہور
 ہوئے ہیں حضرت مرزا جانجانا صاحب معمولات میں انہیں مجتہد کی اتباع جیسے نفرو
 حقین یہ فرماتے ہیں وقرۃ ثانیہ بین بین این ہر دو فرقہ در تردد و تنبیب اندلا الی ہوا
 و لا الی ہوا لہذا مذہبین بین لکھنؤ لہذا و الاخرۃ اشارہ بحال الیشان ست کہ نیم ملاحظہ فرمایا
 انتہی عبارت عربی لکھنؤ کی تجدید میں جو مجتہد صاحب نے نیا اجتہاد فرمایا ہے اس
 سبب جملہ طلبہ علم کی زبان پر اپنا نام مجد و اغلاط کلمات و محاورات و مجتہد
 تخریب صلات و فقرات مشہور کیا ہے اور صی طرح آپ کی عربیت کا حال اہل
 علم پر روشن ہے اوسے طرح اردو فارسی میں بھی آپ کی مہارت سے ہر کہ و منہ خوب
 واقف ہے ایک صاحب علم نے میرے نزدیک آپ کی تالیفات تینوں زبان میں دیکھ کر
 فرمایا و بل لہذا العاند لیسان العرب و لیسان الفرس و لیسان آیلمہ بل و لیسان
 بسلک مجتہد صاحب کے مذہب و اعتقاد کی حقیقت تو اہل حق کے بہت رسائل ہو چکی
 تقلید بدعت و تحریف کتاب و سنت کے رومین تالیف ہو چکی ہیں اور یہ وہی ہیں بخوبی
 معلوم ہو سکتی ہے اور اغلاط عربیت کی قلعی کسیدہ رتجرۃ الناقہ سے کھل سکتی ہر اوستی
 آپ کی تمام عربیت کا حال معلوم ہو سکتا ہے اس کتاب کی ایک بات ایک اعتراض کا جواب بھی
 مجتہد صاحب سے نہ بن سکا اگرچہ دو تین برس تک برابر راؤ کو جاگ جاگ کر بڑی محنت
 و مشقت سے اوسکے رومین اپنا پیٹ مارا کہے اگر کسی بات کا جواب اوٹ پٹانگ
 لکھا بھی تو اوسکی وہ مثل ہے کہ چوڑے ٹوٹے کان کاٹے ہیں بہت سے مقامات اہم
 جواو میں تھو وہ تو مطلقاً آپ کی سمجھ ہی میں نہیں آوے اور کیونکر سمجھ سکتے کچھ وہ کلام آپ کی
 عبارت کی طرح عجیب عربی نا تو تھا ہی نہیں نہ ماوراء النہر یون فقہا راے کیسے ٹوٹی ہوئی
 عربی میں جو عجیب سے بھی بدتر ہے لکھا گیا تھا بلکہ وہ تو ایک صاحب لسان عالم متبحر

کی طرح سیاہ کر ڈالا ہے اور پھر اس حال پر اختلاف پر آپ کی جرئت تو دیکھو کہ مخاطب کو اپنے جواب لکھنے کی نسبت بطور تہدید و تنبیہ کے فرماتے ہیں کن علی حذر من جوابی و افعل کذا و کذا و الا فا عوذ ثم اعود للود عليك بہر دیکون معک فی القبر و الحشر یعنی خبر و امیر جواب لکھنے سے ڈرا و ایسا ایسا کر نہیں تو میں تیری طرف لوٹوں گا پھر تیرا ایسا رو کر دیکھا کہ قبر اور حشر تک پیچھا نہ چھوڑو گا انتہی اس بلا ہمت و حماقت پر دشمنوں کو بھی رونا آتا ہے سفہا تک سکر مہستے ہیں افسوس ہے کہ مجتہد صاحب کو ان باتوں کے لکھنے سے کچھ بھی حیا نہیں آتی اور شرم و غیرت ان کا دامن نہیں پکڑتی تھلا جس شخص کی جیالی و جمق و نہیان و خطا اس درجہ کو پہنچا ہوا ہو وہ اہل علم عقل سے کیا مناظرہ کرے گا اور متبعین کتاب و سنت پر رد و قدح و طعن و افترا کر کے کیا نتیجہ حاصل کرے گا سوا اسکے کہ وہ آپ کو مجتہد بین بین قرار دے و لغو ذلیل منہا یہ وہی بین بین ہے جو زما نہ رسول مقبول صلعم میں کفار و منافقین کا بین بین تھا قال تعالیٰ ان الذین یلفظون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین

اللہ ورسلہ و یقولون لئن لم یفترقوا بیننا و بینکم لکننا من الذین یفرقون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون حقا جہلمہ بین بنیۃ کا صریح آیات و احادیث مخالفہ مذہب جدید سے کفر و انکار کرنا اور اللہ و رسول کے کلام کو باہم متعارض سمجھ کر اوسمین تفریق و تحریف کرنا اور اپنے رائے کے موافق جو حق ہو اوسکو ماننا مخالف سے انکار کرنا ایسا ظاہر ہے کہ سوا حودل اور آنکھوں کو اندھو کا نون کے بہرے زبان کے گونگے کے کوئی انکار نہیں کر سکتا مجتہد صاحب جو ایک مدت سے اہل حدیث کی ضد و عدالت میں بدعات قبر پرستی وغیرہ کے نزدیک میں سعی و جانفشانی فرما رہے ہیں اور اہل حدیث کے رد و قدح میں رسائل لکھ کر تفریق بین المسلمین و تکفیر متبعین کر رہے ہیں یہ تعلید و انہیں کفار و منافقین بین بنیۃ کی نہیں سمجھ کر کیا ہے

ان کلاموں کا جواب

تاریخ ختم تالیف رسالہ

رسالہ یہ طیار بازیب وزین	ہو اجب بفضل شہ نشائین
مناجحتہدجی کاسٹو روٹین	زبون ہو گئی بینبینی تمام
جوہین اہل حق طالب حسنین	ہوا اونکو حاصل نہایت سرو
کہ ہین دین حق یہی تیرین	کتاب اور سنت پہ ہین جانبا
سنائین نہ کچھ اوسکا ہمتھوین	مقلد فی ناحق ہمین گالیان
نہین اہل بدعت کو ایک کھچین	لگائی من طوفان توہمت ہین
جو کرتا ہوا مین و رفع الیدین	یہ ضد و سہی کھتوہین کمنہ کیون
یہ اسواسطی ہین بنوہین مین	برالکتا ہوا انکو دین رسول
یہ ہین شل کفار اہل جنین	حدیث اور قرآن کو سنکر یہ ہین
کہ سب کھل کیا نہ ہیشی زین	مگر رو بھی ایسا ہوا انکا خوب

عربی کا ایسا فصیح و بلیغ کلام جو عرب العربیہ کی عربیت سے مقابلہ کر رہا ہو مجتہد صاحب جاب کو سمجھ نہ سکے اور جواب نہایت عاجز آئی تو مینبیینوین اپنی آبر و رکھن کو سفہائی عوام کے دیہو کا دین کو بنام جواب ایک پوٹ کی پوٹ کا غڈ کی مجیب و مجاب عنہ کی غیبت و مذمت و تحقیر توہین سے سیاہ کر ڈالی اور انکی ضد و عداوت سے او بہت ائمہ حدیث کا برا اسلام پر رد و قبح و لعن و طعن لکھ ڈالا مینبیینوں نے غل مجاہد یا کہ تبصرۃ الناقد کا جواب ہو گیا ہمارے شیخ جی نے اہل حدیث کا خوب رد کیا اور جو تعلید پیشہ بداندیشہ لوگ تھوڑا انکو اس سے استفادہ جریٹ ہوئی کہ جملہ غریب اہل سنت کی بتقلید شیخ جی تکفیر و تضلیل کرنے لگے اور بجا پر ہزار ہا طرح کو بہتان و طوفان باندھ کر مساجد میں نمازین پڑھنے سے برطمانع کرنے لگے ایک ایک متبع کے پیچھے سو سو مقلد کئی طرح بھونکن لگیں الی المشتکی و هو المستعان اب ہم غر باکو اللہ ہی کی نصرت کا انتظار رہے اور اوسکے وعدہ کے آنے پر آگھین چار ہو جائیں وہو واقع لاحمالہ و کان حقا علینا نصہ المؤمنین چونکہ رسالہ مینبیین مجتہدین مین کے سعائب و مطاعن کا رد اور انکو علم و فضل کی حقیقت لکھی گئی ہے اسلئے اسکو ختم بھی مجتہدین کے اوس کلام پر کرتا ہوں جو برا زخمی او کی زبان سے اپنی نسبت حق حق جاری ہوا ہو فرماتے ہیں لکھن ان شاء اللہ صنی بریؑ اس اقرار سے معلوم ہوا کہ مجتہد صاحب اپنی جان سے نہایت درجہ تنگ و بزار مین حق ہے اگر اپنی جان سے اسقدر بزار نہ ہوتے تو اہل حق کو مقابلہ مین کیون اسقدر ہر زور داتی و ہذیان سرائی فرماتی اور ناحق اون بگینا ہونکی تکفیر و تضلیل کے دارین مین اپنا روسیہ کرتے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جملہ مذکورہ مین طرف شاکر کا متعلق نہیں ہو سکتا بریؑ کا متعلق ہے علاوہ اسکے کہ انشاء اللہ مین نہ کوئی عرب کا محاورہ ہے اور نہ کسی ذمی علم صاحب ہوش کی زبان سے ایسا کلام نکل سکتا ہی و ہذا آخر ارفاء مین تمام الرسالہ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صحی نامہ رسالہ ازالہ الشین والرمین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	آخر	اخیر	۴۰	۱	منامین	مسابین
۵	۱۳	کولی تو	بوسی تو	۴۱	۲	خلق	صفات خلق
۷	۳	گڑھ کر	گھر کر	۴۲	۵	اوسکی ظاہر	اسکی ظاہر
۸	۵	اونکی	انکی	۴۳	۲۰	عالم بالحدیث	عالم حدیث
۹	۱۹	وغیر	وغیرہ	۴۴	۴	گڑھ کر	گھر کر
۸	۲	گڑھی	گھڑھی	۴۵	۱۱	بزادہ	بزیادہ
۹	۱۶	امایراء	انامیاء	۴۶	۷	جاہا	چاہین
۱۰	۱۱	ہواے	ہوا ہے	۴۷	۲۰	گڑھ کے	گھر کے
۱۰	۲	اونکی	انکی	۵۰	۱۰	گڑھ کر	گھر کر
۱۱	۱۲	ہونیکی	ہونیکی ہے	۵۲	۹	موقوف	موقوف ہو
۱۲	۳	امام جوزی	ابن جوزی	۵۳	۲	اعنی بصر	اعنی البصر
۱۳	۲۰	گڑھا	گھڑا	۵۴	۱۵	یہ جملہ	یہ جملہ ہے
۱۴	۱	ماہرسلنا	ماہرسلنا قلیک	۵۹	۹	گڑھ تھا	گھر تھا
۱۵	۲	متن فوھا	متن فوھا	۶۲	۴	کابر	اکابر
۲۰	۸	گڑھ کے	گھر کے	۶۵	۵	دین حق	دین حق کی
۲۱	۱۷	تو چاہا	تو جو چاہا	۶۶	۶	نامہ حاشیہ	نامہ حاشیہ
۲۳	۸	گڑھ ہے	گھر ہے	۶۷	۷	نامہ حاشیہ	نامہ حاشیہ
۲۶	۷	بہت	بخت	۷۳	۱	زیر مسئلہ	اپر مسئلہ
۳۳	۸	ام کے	امت کے	۷۴	۲	نامہ حاشیہ	نامہ حاشیہ

ہوا اسکی تاریخ کا جبکہ فکر کیا دیکھیں کف و جہرہ و یہ بین

کہ ظاہر ہی سال اسکا کہد و یہی

ہی مرو و دحق مذہب بین بین

۱۳۰۳

— م —

اشتہار

احمد لندہ کہ پرچہ نصرة السنہ بجواب الدلیل القوی و فتح المبین کی جاری ہوگیا یہ پرچہ انشراحہ و مقصدین کے
رومیں ہمیشہ جاری رہے گا گوئی کتاب مقصدین کی باقی پچھڑیگا کہ جسکا جواب نہ دیا گیا نہایت تہذیبیہ پرچہ نکلتا ہو المجدیش
و دیگر مباحثین کو اسکی خریداری میں جلدی کرنا چاہیو۔ عام قیمت ۷ روپیہ سالانہ غریب لوگوں کے لئے
رعایتی قیمت جو بدیع خطوط کی مقرر ہو تین روپیہ سے کم نہیں ہو سکتی و اخص ہو کہ اخبار شمعہ منہ بھی
المجدیش کی تائید میں مہفتہ وار پچھڑے سے شائع ہوتا ہو اسمیں بھی مضامین توحید و اتباع سنت کے جو ہیں شفیق
و غیرہ کا رو۔ اسکا خریدنا بھی المجدیش کو ضروریات سے ہے۔ یہ اخبار بیرٹھ میں مولوی سید احمد حسن صاحب فیض
اخبار کو پائس درخواست روانہ کرنے سے مل سکتا ہو فقط ہمارے پاس اہل بدعت کی رو میں یہ کتب موجود ہیں
جن صاحبوں کو تنگنا ہو قیمت ارسال کر کے تنگالین ہدایت المراتب فارسی عبدالرحمن پانی پتی کو رسالہ کشف المحجبا کا
جواب + اقبال بھی + اشعاع والری یہ ہر دو رسالوں کی عبدالحی صاحب کے رو میں ہیں + طریقہ انجاء
یہ سالہ درباب اخراج النساء الی العیدین میں بے نظیر ہے + ہدایت القلوب القاسم مولوی عبدالرب کے
جواب میں + کیفیت ہناظرہ مرزا پور + کشف البستور عن کیفیت مرزا پور + تحفۃ الاحباب +
مصباح التحقیق + تشریحات کاوڑہ + رسالہ بے نمازان + (یہ تین رسالے فتوحات حصول روانہ
کرنے پر آسکتے ہیں۔ آخر الدواہ الکی + الاحقاع علی سبیلہ الاحقوا + التائین لابل التائین یہ سالہ
آمین بالجہرہ میں نہایت عمدہ ہے فقط

تقریر

الحمد

محمد سعید مہتمم مدرسہ اسلامیہ مالک طبع صدیقی از بنارس محلہ دارانکر ماہ صفر سنہ ۱۳۰۳ھ

جاء الحق ونبذ الباطل الباطل كان هوى

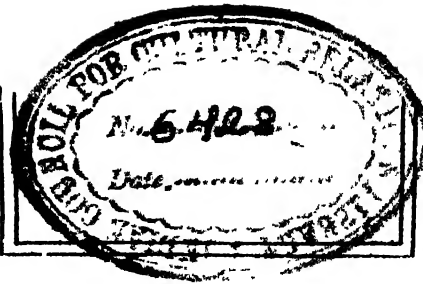
احمد الله الذي يخرج البصير من الضلالتين رسالة محيية ودرجواب
رسالة رد فائده هدايت المرتاب مستغنى به



از تازه افاضات جان معقول و منقول و لا نامولوی محمد عید حسنا بهتم و قد ربح رساله اسلاميه
والله اعلم بالصواب واقع بهار رساله حسنه و قد ربح رساله اسلاميه و قد ربح رساله اسلاميه

در طبع حق واقع بهار مجلس دارانگر طبع گوید

آپ نے سیکھا ہے کہ ظاہر میں تو جناب موصوف سے راہ و رسم اتحا و کا پیدا کیا اور باطن میں اس کید کو نہان رکھا کہ آپ کو تالیفات شریفہ پر شبہات رکھ کر شروع کئے وچہ اسکی سوا حسد اور بغض کے اور کچھ معلوم نہیں ہوئی کیا انکو اعتراضات و اہیہ سے کتب نواب صاحب کی قدر و منزلت کم ہو گئی لاحول ولاقوة الا باللہ بلکہ وہ بدن آپ کے تالیفات کی وہ قدر و منزلت بڑھتی جاتی ہے کہ ہر ملک سے شایق عریضہ پر عریضہ ارسال کرتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں ہزار اعلیٰ عرب و روم و مصر و ایران وغیرہم نے انہی تعاریف لکھیں جیسا کہ ناظر کتب مخفی نہیں اس عاجز نے جو ابراز وغیرہ کتب مولوی عبدالحی میں تعقبات نواب صاحب بھا کر کو دیکھا اور ان پر غور کیا تو یہ تعقبات محض و اہیہ خیال میں آئے کیونکہ تعقبات مولوی صاحب کے درباب چند امور تاریخیہ کے تھے نہ امور دین میں مع اس کے ایسے سچے کہ ایک طفل مکتب بھی انکا جواب لکھ سکے الحمد للہ کہ صاحب تبصرہ نے وہ ان کے جواب دئے کہ مولوی صاحب سے بجز شتم و تکبندی کے کچھ جواب نہیں بن پڑا اس کمترین کو دل میں ایک دن یہ بات سمائی کہ مولوی عبدالحی صاحب کی تالیفات کو تو دیکھوں کہ انکا کیا حال ہے شاید وہ نہایت ہی منقطع ہو گئی اگر منقطع ہو تین تو مولوی صاحب دوسرے نہ پر کمین معترض ہوتے مین نے جو انکی کتب کو سری ہی نظر سے دیکھا تو انہیں صد تعارضات و مناقضات نظر چلی مین ہی نظر میں آئے طرفہ ماجرایہ کہ امور تاریخیہ تو کی طرف مولوی صاحب نے مسائل دینیہ میں بہت خطا کیا ہے حاشیہ ہایہ میں کچھ تعلیق الحمید میں دوسری طرح عمدۃ الراعیہ میں تفسیر اڈسنگ اور امور تاریخیہ کے تعارضات کا تو حساب ہی نہیں نیز جس جس کتاب سے مولوی صاحب نے کسی عبارت کو نقل کیا ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد فقير راجی
 الی رحمۃ اللہ المجید محمد سعید بخد مت صاحبان ذوی انصاف و عاقلان و ورار اعتساف کے
 گزارش کرتا ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہر شے ساعت گبری ہے اہل بدعت نے عالمان سنت
 کے رو میں عجب عجب طرح کا ڈھنگ نکالا ہے کسی نے محض افترابندی کو تہہ کھنڈا بنایا۔
 کسی نے سب و شتم لکھ کر اہل حدیث کا دل دکھایا خصوصاً شیخ عبدالحی صاحب لکھنوی نے
 اسمین خوب ملکہ ہم پہنچا کیا کیون نہ ہو کچھ بھلا شہر کا بھی تو اثر چاہئے جنکو میرے کلام میں شک ہو
 تو تذکرۃ الراشد کہ اصل میں تذکرۃ الکاسد ہے ملاحظہ کرے کہ شیخ حبی نے مولفہ اتحاف
 دام مجتہدہ مولوی محمد بشیر صاحب کے حق میں کیا کیا فحش کلامی کی ہے کہیں مولوی صاحب
 کی کنیت ام الفرج و ام الہرج لکھی ہے کہیں تبصرہ کو کافرہ فاجرہ بنایا ہے اسکی تفصیل
 جواب میں تذکرہ کے انشاء اللہ کیجاو گی مولوی عبدالحی صاحب نے معلوم نہیں یہ شیوہ کہاں سے

ہو جائیکو انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جاوے گا مخاطب اس تحریر کا مولوی عبدالحی صاحب کو کیا جاتا ہے
 مخاطب مولوی صاحب کا کئی وجہ سے ہو وچ اول یہ کہ جسکے نام سے رسالہ شائع ہوگا یعنی
 عبد الواب وہ میرا بھی تمیز ہے کچھ ابن ماجہ و مختصر المعانی اس نے مجھ سے پڑھی ہو اور نحو میں بہت
 استفادہ کیا ہے نیز یہ شخص میرے یہاں کانگنوار اور احسان مند ہو لہذا مخاطب اسکو بتانا مناسب
 نہیں وچ دوم بھی اس شخص نے فقط چند رسالہ معقول کے پڑھے ہیں دینیات سے
 محض بے بہرہ ہیں کچھ ابن ماجہ جو یہاں سے پڑھ چکا تھا سو وہ بھی براعت عاق ہونیکے
 استاد سے کالعدم ہوا مناظرہ کیلئے مساوات شرط ہو مفصل حال اس شخص کا جواب میں لکھا جاوے گا
 وچ سوم مخاطب سابق کے ہمارے مولوی صاحب ہیں نہ وہ طالب العلم عبد الواب وچ چہارم اس سے
 کو طالب العلم نے مولوی صاحب کی اجازت سے لکھا اور مولوی صاحب نے اس پر اصلاح دی
 تو گویا مولف اس کے خود مولوی صاحب ہی ہو اسی قاعدہ سے ابراہیم مولوی صاحب نے
 ہمارے حضرت نواب عالیجاہ بہادر کو مخاطب بنایا ہے لہذا مخاطب ہمارا ان وجوہ مذکورہ سے
 مولوی صاحب ہیں نہ وہ طالب العلم اب بکول التداصل مقصود کو شروع کیا جاتا ہے تنبیہ میں
 مضمون رسالے مولوی صاحب کو اپنی عبارت میں لکھا ہے کہ عنوان علمدہ ہو مگر معنوں میں ایک
 ہی ہے اسلئے مضمون مولوی صاحب کو خلاصہ مضمون مولوی صاحب سے تعبیر کیا جاوے گا اور جواب کو اول
 سے (خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی) مولوی عبدالحی نے جو اعتراض نواب صاحب بہادر پر
 کئے تو ایسے تھے جیسے بعض علماء سابقین بعض پر کرتے ہیں (اقول) ہرگز نہیں بلکہ بعض
 حسد و بغض سے جیسا کہ تجربۃ الناقذین ثابت کیا گیا ہے چنانچہ آپ نے بھی تذکرہ میں اسکو

ایمین عجب قطع و تبریک کو راہ دیا ہے ان حالات کا معاینہ کرتے ہی حدیث صحیح مسلم وغیرہ
 الدین النصیحة کا مضمون دلین گندرا اور شعر شاعر کا یاد آیا شعر اگر نیم کہ نابینا و چاہ سہت
 و گر خاموش نبشیم گناہ سہت ۴ اس وقت سے اس عاجز نے نیزہ قلم کا ہاتھ میں لیا اور مختصر
 حال تالیفات حضرت لکھنوی کا قلم بند کر کے ہدایۃ المراتب کے خاتمہ میں لکھایا یہ رسالہ اشعبار
 سے طیار تھا چند وجہ سے اسکی شیوع میں تاخیر ہوئی آخر عشرہ رمضان میں اس رسالے کا
 شیوع ہوا اکثر بلاد ہند جیسے کلکتہ عظیم آباد آگرہ مظفر پور علاقہ بہار جبکپور ممبئی مدراس
 بنگلور ناگپور آلہ آباد مرزا پور فرخ آباد دہلی بریلی لاہور انبالہ میں یہ رسالہ پہونچا نیز لکھنؤ
 میں بھی بنام مولوی عبدالحی صاحب وکیل احمد و محمد عثمان کے روانہ کیا گیا لکھنؤ میں
 اور لوگوں نے بھی اس رسالے کو طلب کیا احمد رشید کہ اکثر علماء ہند نے اس رسالے کو بہت
 پسند کیا مولوی عبدالحی صاحب نے جب اس رسالے کو دیکھا تو مثل سیاہ بار کے عجب پیچ و تاب
 کھائے اور زبان قال و حال کے انصار کو پکارا کہ یا عباد اللہ اعلین فی یا عباد اللہ
 اعلین فی غرض کسی نے جواب نہ دیا مگر ایک شخص نے جو مصداق الکبائر ثلاث الاشرا
 باللہ و عقوق الوالدین کا ہوا سنا کہ میں اس کے جواب کا متکفل ہوتا ہوں بارہ ورق
 میں اس شخص نے ایک جواب جو محض ایک ضخیم اہل خرد کا بے روز پنجشنبہ تاریخ ۲۰ و قلعہ کو
 مولوی صاحب کو لکھ کر دیا کہ آپ اس کی اصلاح کر لو میں مولوی صاحب ابھی تک اسکی اصلاح
 کر رہے ہیں اس جواب کا کچھ مضمون سیراجاب نے اس رسالے سے دیکھ کر کچھ لکھ بھیجا
 لہذا قبل مسج اس جواب کو رد اسکا مختصر ہدیہ ناظرین ہوتا ہوا و مفصل جواب بعد مسج

مفصل جواب میں ہوگی (قول مولوی عبدالحق) قال ناصرک المسلم الجدید (اقول) نواب صاحب بہادر کی نصرت میرے پر کیا بلکہ ہر اہل اسلام پر واجب ہے کئی وجہ سے وجہ اول یہ کہ نواب صاحب بہادر گروہ اہل سنت کے اسوقت میں مقتدی واولی الامر و امام بنی اولی الامر کی اطاعت کا حکم خود قرآن سے ہی ثابت ہے ایسے ہی حدیث صحاح سے خیر خواہی و نصرت بھی آئمہ مسلمانوں کی لازم ہے وچودھم ذب کرنا مسلمان سے حدیث شریف میں آیا ہے چونکہ آپے مجبض بہتان نواب صاحب بہادر پر لگائے ہیں اسلئے کل اہل اسلام پر لازم ہوا کہ نواب صاحب بہادر سے ذب کریں وچشموم نواب صاحب بہادر کی تصنیفات سے حدیث کا شیوع ہے اگر ان پر کوئی بہتان لگا دے تو شیوع حدیث میں کمی آجائے گی اور حدیث کا شیوع مسلمانوں پر واجب ہے اسلئے نواب صاحب بہادر کی تالیفات سے بہتان کا دفع کرنا واجب ہے وجہ تو بہت ہے میں مفصل بحث اسکی جواب مفصل میں کیا وگی آپے جو مجھ کو خطاب ناصر نواب صاحب کا دیا ہے اس میں ترجیح بلامرجح ہے بلکہ اگر انصاف سے خیال کریں تو اصل ناصر تو میں آپکا ہوں ترمذی میں ہے عن النس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انصر اخاک ظالماً او مظلوماً قیل یا رسول اللہ نضر مظلوماً فکیف النضر ظالماً قال تلکھ عن الظلم فذاک لضرک ایاہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نضر جیسے مظلوم کی ہوتی ہے ایسے ہی ظالم کی بھی ہوتی ہے تو بموجب اس حدیث کو میں آپکا بھی ناصر ہوا اب آپکو لازم ہے کہ لکھیں قال ناصر ہی یہ جواب آپ لکھا ہے المسلم الجدید اس کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے میں جانتا ہوں اصل مقصود آپکا یہ ہے کہ لوگ اس لفظ کو دیکھ کر میری حقارت کریں کہ یہ تو تھوڑے عرصہ سے مسلمان ہوئے ہیں ہم قدیم مسلمان

تسلیم کر لیا ہے جواب اسکا کچھ نہیں دیا اگر آپ کے یہ تعقیبات حسد نہ ہوتے تو آپ نواب صاحب
کو قبل طبع ہونے کو بذریعہ خط کے مطلع کرتے کہ مجھ کو ان مقامات میں خدشہ ہے اگر جناب نواب صاحب
بہادر اسکا کچھ جواب نہ عنایت فرماتے تو آپ طبع کرتے دیکھتے حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی کو
نصیحت کرو تو تنہائی میں کرو حضرت صلعم کسی کو خاص مخاطب کر کے کچھ نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے
ما بال اقوام لفعیلون لکذا آپ کو بھی اسوہ حسنہ رسول اللہ صلعم لازم تھی جب آپ نے اس
اسوہ کو نہ اختیار کیا تو بیشک ہم عقین کرتے ہیں کہ آپ نے یہ تعقیبات واہیہ ازراہ حسد و عناد
کئے ہیں نہ مثل علماء سابقین کے (خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی) جب تذکرہ طبع ہوا
تو جس نے دیکھا پسند کیا آخر (اقول) تذکرہ بھی کوئی کتاب ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
محض تکبندی خلاف محاورہ سے پر جو جسمیں سوا سب و شتم کے کوئی مضمون نہیں انشاء اللہ
عنقریب میں اسکا ڈھچر کھولا جاتا ہے متعدد جواب لکھ کر جا رہے ہیں (خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی)
بعد تذکرہ کے مولوی محمد سعید نے یہ رسالہ لکھا (اقول) محض بہتان ہے تذکرہ میرے
پاس یہی عبد الوہاب رمضانین لائے اور ہدایۃ المراتب رمضانین طبع ہو چکی تھی اگر شک ہو تو
صاحب طبع پبلک اوپینین سے دریافت کر لیں (خلاصہ مضمون مولوی عبدالحی)
قصہ عبد الرحمن ولایتی کا سب غلط ہے ہم کو یسین سے معلوم ہوا کہ آپ نے شیخ احمد اللہ کو
خط لکھ کر انکو نوکری سے برطرف کرایا (اقول) محض بہتان سبحانک ہذا بہتان
عظیم جو ہم کو لکھا ہے نہایت ٹھیک ہر شیخ احمد اللہ صاحب کے خط میرے پاس موجود ہیں
نقل انہی مفصل جواب میں کیجا و گئی اور یسین پر بھی افرا ہے خط یسین کا آچکا ہوا اسکی بھی نقل

علی ما کان علیہ قبل ان یقول هذه الکلمۃ انتھی مثله فی شمال الابلہ اس سے معلوم ہوا
 کہ ہر پرانے مسلمان کو بھی ہمیشہ یہ کلمہ کہہ کر نو مسلم بننا چاہئے اس میں بھی کچھ شک نہیں یہ سبج اسلام
 اس تجدید اجتہاد سے بہتر ہے جس کے بعض لوگ مدعی ہیں جانا چاہئے کہ میں نے چند فصول
 میں تحریف و قطع برید مولوی عبدالحی کی ثابت کی تھی اور یہ بھی گذارش کیا تھا کہ یہ قطع برید
 و تحریف یا تو عمدہ ہے یا سہواً اگر عمدہ ہے تو پھر اور لوگوں پر اعتراض کر نیکی کیا وجہ کہ تمہو فلاں لفظ
 چھوڑ دیا فلاں کتاب میں قطع برید کیا اگر سہواً ہے تو تو البصاحب بہادر دام مجتہد پر کیوں اعتراض
 جیسا سہواً آپ اپنے حقیقین جائز رکھتے ہیں ایسے ہی دوسروں کے حقیقین بھی جائز رکھیں
 اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر بعض کلام نقل کیا اور بعض چھوڑ دیا تو کیا حرج ہے
 ہمنے اختصار کے واسطے ایسا کیا ہے اور بالمعنی نقل کیا اگر یہ نہیں جائز ہو تو روایت بالمعنی
 کب جائز ہوگی انتہی ملخصاً میں کہتا ہوں کہ بعض کلام کی نقل اور بعض کی ترک پر تو آپ نے
 متعدد اعتراض کلام بہر و سعی مشکور و تذکرہ میں کئے ہیں جیسا کہ اوکی نقل جواب مفصل
 میں کیا گیا و لکی بالفعل ایک نظیر پیش کرتا ہوں امام الکلام کے صفحہ ۶ امین آپ نے امام الائمہ شیخنا
 قاضی شوکانی پر بوجہ پورا نہ نقل کرنے ان کے کلام ابن حجر کو اعتراض کیا ہے عبارت آپ کی یہ
 قولہ قال الحافظ ابن حجر الخ مفصل الی العجب حیث اقتص من کلام ابن حجر ما لیفید مطلوبہ
 وحذف قد را من یدل علی سادۃ الخ **اقول** یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما
 لا تفعلون قد اسر تکلیت بھذا الصنیع فی مواضع مشتی کا نقلت عبارت تک فی خانہ
 ہدایۃ الختاب فقط کیا یہی انصاف ہو کہ دوسروں کو براقتصار میں اعتراض کیا جاوے

جناب من آپ تو اسکو عیب سمجھتی ہیں میری نزدیک بلکہ ہر مسلم ذی عقل کے نزدیک یہ بات
فخر کی ہے نہ عیب کی شعور چشم بداندیش کہ برکنہ باد و عیب نماید ہنرش در نظر کیا خست
ابو بکر صدیق رضہ نو مسلم نہ تھی یا حضرت عمر رضہ و عثمان رضہ و علی رضہ نہ تھے بلکہ جنہ صحابہ نو مسلم
نہ تھے تو اور کون تھو اور و کو جانے دیجو آپ کے امام ابو حنیفہ صاحب بھی تو تیسری ہی پشت
سے مسلمان ہیں وہ بھی تو نو مسلموں میں وچل ہیں میں نے تو کچھ لکھ جملہ علوم کی تحصیل تمام
کی ہے اور صحاح ستہ کو مکرمہ کر پڑھا پڑایا امام ابو حنیفہ رحمہ کو تو یہ بھی نصیب نہیں ہوا
روایت انکی بطور ثقات کو جاری نہیں ہوئی حدیث میں ضعیف ہیں امام بخاری و ابوداؤد
وغیرہ محدثین نے انکو ضعیف لکھا ہے حدیث الغاشیہ کو ملاحظہ فرمائے ان صاحبوں کا
مسیون جگہ آپ کو ذکر کیا ہے اور بعض کے اقوال بھی نقل کئے ہیں آپ نے کہیں نہیں لکھا
کہ یہ نو مسلم کا قول ہے یا قال المسلم الجدید میرے حتمین یہ قول لکھنا اور صحابہ اور ائمہ
نو مسلموں کے حتمین نہ لکھنا ترجیح بلا مرجح ہو سی علم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے جد و ایمانکم قالوا کیف تجد ایماننا یا رسول اللہ صلعم
قال اکثر وامن قول لا الہ الا اللہ اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر قال المتذری و
اسناد احمد حسن وقال البیہقی رجال احمد ثقات تحفة الذکرین میں نیچر اس حدیث
لکھا ہے و فی الحدیث دلیل علی ان ہذہ الکلمۃ الشریفۃ کمات محصلۃ للاسلام
ابتدعوا مکتون مجد دتہ لہ اذا قالہا القائل من المسلمین المؤمنین فمن قال لا الہ الا اللہ
فقد جدد ایمانہ الحاصلہ من قبل ومن معلوم ان ذلک یقتضی قوۃ الایمان و زیادۃ

دھوکھا دینا یہ جرح ہے یا نہین جو التذہب دھوکھا دینا جائز رکھو وہ خدا جانے حدیث میں کیا
 کچھ دھوکھا نہ دلو گے گا ہرگز کلام امام غزالی میں تعارض نہیں ہے تعارض کیواسلئے کچھ شروع
 بھی ہیں یا نہین یہ جرح دوسری بات میں ہے تعریف اور امین تعریف تو فقط زہد میں
 ہے نہ روایت حدیث میں مفصل بحث اسکی اصل رسالے کو جواب میں لکھی جاوے گی
 ابھی اسقیدر گزارش کیا جاتا ہے کہ ذرا متخول کا ملاحظہ فرمائے کہ متخول میں امام غزالی
 امام کے حتمین کیا کچھ لکھا ہے متخول کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالی کو نزدیک
 امام ابو ضیفہ ضعیف ہیں اسکو جرح مبہم کہنا معترض کا ہی کام ہے اسمین تو صاف تصریح
 ہے کہ امام صاحب دھوکہ دینے کو جائز رکھا ہے دھوکھا دینا جائز بتانا یہ جرح مفسر نہیں تو
 کیا ہی باقی رہا جرح مبہم کا اعتبار ہے یا نہین جناب مولوی محمد بشیر صاحب نے جواب میں
 سعی مشکور کے خوب ثابت کر دیا ہے کہ جرح مبہم کا اعتبار ہے من شاہ فلیہ حج الیہ اور کہنا
 کہ یہ جرح ایک خاص امر میں ہے نہ جمیع امور میں عین دلیل جہالت معترض کی کتب اصول
 سے ہو محمد ثنین کا یہ کہنا کہ فلان کاذب ہے یا حافظ کاروسی ہے یا اوس سے اکثر غلطیاں
 ہوتی ہیں کیا یہ جرح جمیع امور میں ہے یہ بھی تو ایک ہی امر کی جرح ہے جیسے یہ جرح
 مقبول ہے اسبطرح وہ بھی فقط خاتمہ ہدایۃ المراتب میں مولوی صاحب کے تعارضات
 و تناقضات امور تاریخیہ و مسائل وینیہ کے لکھو گئے تھو اسکے جواب میں مولوی صاحب
 فرماتے ہیں کہ یہ کچھ تعارض نہیں تعلیق المجد میں تحقیق ہے اور حاشیہ ہدایہ میں محض
 اسمین ابن الہمام وغیرہ کا قول نقل کیا گیا ہے اس میں کہتا ہوں کہ اس جواب بالکل تذکرہ کا

اور خود ایسے غفل سے پرہیز نہ کریں یہ آپ جیسے شیر بہادر و نکاح کام ہے یہ جواب فرماتو
 ہیں کہ ہم نقل بالمعنی کی ہے اور حدیث کی روایت بھی بالمعنی درست ہو آپ نے نقل بالمعنی کا
 مطلب نہیں سمجھا جناب میں نقل بالمعنی میں یہ ہوتا ہے کہ عنوان کا فقط فرق ہوتا ہے عنوان تو
 ایک ہی رہتا ہے اصل مطلب نہیں ضبط ہونے پاتا یہاں تو آپ نے سری سری معنوں کو
 ہی اور ادا یا اور مطلب کو ضبط کر دیا امام محمد کا ترجمہ بلا خط فرمائے لسان میں جس قدر جرح
 اون کے حقیقین لکھو گئے ہیں سب کو آپ انگریز ترک فرمایا اس صورت سے کہ بعض کلام کو ابتدا
 و آخر سے تو نقل کر دیا ہے اور درمیان کے کلام کو ترک کیا ہے آپ ذرا ہوش و حواس
 کی باتیں کریں دن ہوتے تو ڈاکہ نہ ڈالیں تفصیل اسکی مفصل جواب میں مع عبارات کتاب
 قوم کے کچا و گئی فقط تعلیق المجددین مولوی صاحب فرمایا تھا کہ غزالی نے امام صاحب کی
 تعریف احیاء العلوم میں کی ہے فصل سوم میں مینے اسکی جواب میں یہ گزارش کیا تھا کہ
 مولوی صاحب نے احیاء العلوم کے حوالہ میں عجب دھوکھا دیا ہے حالانکہ امام غزالی نے امام صاحب
 کی جرح کا بھی احیاء میں اشارہ کیا ہے اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ جرح نہیں اگر
 اس کلام امام غزالی کو محمول جرح پر کیا جاوے تو کلام امام غزالی میں تعارض لازم آتا ہے اگر ان
 بھی لیون کہ یہ جرح ہے تو بھی جرح مبہم ہوگی اور جرح مبہم کا اعتبار نہیں اگر جرح مبہم کا
 اعتبار کیا جاوے تو معیار بالکل غلط ٹھہر گئی یہ جرح بھی ہوگی تو خاص ایک بات یعنی فقہ میں
 ہوگی جمیع امور میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلام کو جرح نہ سمجھنا عجیب سمجھ ہے جرح کی تعریف
 ارشاد ہو کہ جرح کسکو کہتے ہیں اور اس کے کتنے قسم ہیں ذرا اصول حدیث کا ملاحظہ فرمادیں

اعتراف کیا تھا اسکو وہ رد کیا گیا کہ ہر منصف نے اسکو تسلیم کیا مولوی صاحب نے تذکرہ
 میں اسکا تذکرہ تک نہیں لکھا اور نہ اسکو تسلیم کرنے کا اقرار کیا ایسی ہی موٹا امام محمد کی تہرہ
 میں وہ درجیان اور الی گئی تھیں کہ کیا کہنا ہے مولوی صاحب سے اسکا تذکرہ میں کچھ جواب
 نہ بن پڑا چند کلمات لکھ کر دفع الوقتی کر دی مولوی صاحب کی معقول دانی پر چند اعتراف کر کے گئے تھے
 مولوی صاحب نے اسکا کچھ جواب تذکرہ میں نہ لکھا غرض جو مباحث تھے سب سے تذکرہ
 میں اعراض کیا پھر باوجود اس کے جاہلون میں مشہور کیا کہ ہم نے تو جواب تبصرہ کا چننا
 میں لکھ دیا ہے کیا مولوی صاحب دیانت اسکو کہتے ہیں کہ تب فقہ میں شاید اسکا بھی
 کوئی حیلہ ہو آپ کے پیشوا نے التذکرہ کو دھوکھا دینا جائز رکھا آپ لوگو کو دھوکھا دیا
 پورے پورے مقلد آپ ہی ہیں اگرچہ تذکرہ کا جواب تو یہی تھا کہ جواب جاہلان باشد
 خموشی پکڑ لیں جو اسکو راجانہ یا بدرسانید کے اسکے متعدد جواب لکھ جاتی
 ہیں خاطر جمع رکھیں ہاں اسقدر فرق ہے کہ آپ بے سوچے سمجھ جوجی میں آیا لکھ کر طبع
 کر دیتے ہیں یہاں غور و تامل سے جواب لکھا جاتا ہی انتہی۔ واضح ہو کہ مولوی صاحب نے
 اس رسالے میں بہت جگہ سخت کلامی بھی کی ہے جیسا کہ صرف و نحو میں جب انکو کوئی
 بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو حافظ عبد اللہ سے خط لکھ کر دریافت کرتے تھے جاہل ہیں
 کچھ نہیں جانتے وغیرہ وغیرہ میں کہتا ہوں ان سب واہیات خرافات کا ہم کیا جواب لکھیں
 ہاں اسقدر کہہ دیتے ہیں کہ اگر کچھ آپ کو دعویٰ حدیث دانی کا ہے تو کسیکو منصف مقرر کر کے
 ہم سے آپ مباحثہ کر لیوں پھر میری حدیث دانی وغیرہ علوم کا حال آپکو معلوم ہو جائے گا

ستیاس ہوا الحمد للہ کہ جو اعتراض تذکرہ میں کئے تھے وہ خود ہی حضرت پرلوٹ آئی ہمارے
 حضرت امیر الملک نواب صاحب بہادر پر تو باعث نقل کلام ابن خلدون و کشف الظنون کے
 یہ بوجھاڑا جی حضرت کچھ تو اللہ کا خوف کریں شاید مشرب بن مین مین یہ بھی درست ہو کہ
 خود تو ناقل محض بن جائیں اگر دوسرے کوئی کہے کہ ہم ناقل ہیں اس پر سینہ زوری کریں آپ تو مقدور جا
 لکھا ہے کہ عالم متبحر کو ہر امر کی بات پر تحقیقی لکھ کر روک لے اب تذکرہ کو جواب کی ہم لوگوں کو
 حاجت نہ رہی آپ نے ہلی سکود کر دیا فقط ہکو معلوم ہوا کہ اس رسالہ میں مولوی صاحب ہمارے کل اعتراضات
 جواب نہیں دیا بلکہ بعض بعض جگہ جواب دیا ہر ایہ التواب میں بہت سی جگہ مولوی صاحب اعتراض
 کیا گیا اور خاتمہ میں بھی کئی فصلیں لکھی گئی ہیں ان سے بکا مولوی صاحب کچھ جواب نہیں دیا مولوی صاحب
 کو مناسب یا تو انکو تسلیم کریں یا انکا جواب عنایت ہو چند باتوں کا جواب نکال دیکر جابلو میں مشہور کرنا
 کہ ہم نے فلاں کا جواب لکھ دیا ہے کچھ دین کی بات نہیں مولوی صاحب کیا کریں انکا قدیم سیٹی بیوہ ہے
 امام الکلام میں مولوی صاحب نے در باب مدرک فی الکروع کو عدم اعتداد رکعت میں قاضی شوکانی پر
 شیخ کلامی کی اور نیل کی عبارت کو رد کیا شفا العی میں اسکا رد لکھ لیا گیا اور بخوبی ثبات کیا گیا کہ رکوع کو طے سے
 رکعت نہیں ہوتی ابراہیم میں مولوی صاحب اسکا کچھ جواب نہ ہو سکا ایسی ہی شیخ ابن الہام کا کلام
 جو در باب ترجیح غیر صحیحین کے صحیحین پر تھا بخوبی رد کیا گیا اسکا بھی مولوی صاحب کچھ جواب نہ ہو سکا
 چند افرات براہ میں لکھ کر مشہور کیا کہ ہم نے جواب شفا العی کا لکھ دیا ہے بھی متبعین سنت تبصرہ میں اون کے
 سب کید و کو اٹھا لیا اور مولوی صاحب کے اعتراضات و اسہ کا وہ جواب لکھا کہ قابل دیدہ محقق کی خصوصاً
 مولوی صاحب نے جو در باب عدم وجوب زکوٰۃ مال تجارت و نہ آنے قضا نماز ترک عمدی جو نواب صاحب پر

اس مقدمہ کے ثبوت میں صاحب تبصرہ نے ایک سو چودہ مثالیں لکھی تھیں اس کے جواب میں مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مقدمہ جو اصلاح کے لئے مہمہ کیا گیا ہے کسی شخص کا اصلاح سے فائدہ نہیں دیتا اور مثل دیوار بڑبڑا کے ہے وغیرہ سخت الفاظ لکھ کر ٹال دیا ظاہر ہے کہ کیا کہ یہ مقدمہ ٹھیک ہے طرفہ یہ کہ اس مقدمہ کا مطلب تک مولوی صاحب نے نہیں سمجھا کیونکہ مطلب تو فقط اس مقدمہ سے یہی ہے کہ فن تاریخ میں جب کثرت سے اختلاف و اختلاف ہوتا ہے تو صاحب اتحافی نے اگر ایک قول لکھ دیا تو اس میں کیا خرابی ہے باقی یہ بات کہ شاید اس میں کوئی دوسرا قول بھی ہو سکا منافی نہیں کیونکہ تاریخ میں تو اختلاف ہوتا ہی ہے مولوی صاحب نے یہ مطلب تو سمجھا نہیں چند ورق اس مضمون کو سیاہ کر دئے کہ جو بصیر والا ہے وہ فکر کرتا ہے اور ایک قول کو ترجیح دیتا ہے حالانکہ اس مقدمہ سے اسکو کچھ علامتہ نہیں اسکا رد دوسرے مقدمہ میں موجود ہے مقدمہ دوسرا صاحب تبصرہ کا یہ تھا کہ حکم اختلاف کا جو تاریخ میں واقع ہے ایسا ہے جیسا تمام حوادث میں جیسا کہ تمام حوادث کا نقل کرنا بلا ترجیح کے درست ہے ایسا ہی تاریخ کا بھی اس مقدمہ کو صاحب تبصرہ نے قرآن و اقوال علماء محدثین و مؤرخین سے خوب ہی ثابت کیا ہے مولوی عبدالحی صاحب نے ایک استدلال کا جواب جو اس مقدمہ کے ثبوت کے لئے لکھی گئی تھی نہیں دیا فقط یہی لکھ کر ٹال دیا کہ قول واحد کا نقل کرنا اس وقت درست ہے جب تک بطلان او سکنا ظاہر نہ ہو اس دعویٰ کی ثبوت میں مولوی صاحب نے کسی محقق مورخ کا قول نہ پیش کیا حالانکہ صاحب تبصرہ نے ابن خلکان وغیرہ مؤرخین سے بہت مسئلہ لکھے ہیں کہ دیکھو ان سب نے فقط ایک ہی قول کے ذکر پر اکتفا کیا ہے باوجودیکہ

یوں تو اپنے محلہ میں کتا بھی شیر ہوتا ہے آپ کی حدیث دانی ہم کو خوب معلوم ہے مولوی بخش صاحب فرماتے تھے کہ میں مولوی صاحب کے یہاں گیا آپ ابو حواؤ و پڑا رہے تھے حدیث ام حبیبہ کی جب آئی اس میں یہ مضمون آیا کہ قالت عائشہ سلامت مرکنہا ملان ایک طالب العلم فرسوا کہ مولوی صاحب مرکن کیسے پر ہو جاتا تھا آپ نے اس کا جواب وہ پھر پوچھ دیا کہ مجھ کو نہایت ہی تعجب ہوا مولوی بخش صاحب فرماتے تھے کہ اس جواب کو سنکر مجھ کو بے اختیار غسی آئی جناب آپ کی حدیث دانی کا تو یہ حال ہے ساؤ آپ کے شاگرد رشید جسکے نام سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے اسکا حال یہاں کے طلبہ سے دریافت کیجئے کہ احمد بنگالی نے کافیہ میں کیا کچھ اونکو شرمندہ نہیں کیا مفصل حال اسکا اصل جواب میں لکھا جاوے گا آپ سخت الفاظ کو اب بھی نکال دالین ہم بھی آپ کو پورے حالات سے واقف ہیں پھر ہم بھی کل حالات کو لکھیں گے اور پنجوائی الورز علی البادی کے کچھ ہم پر مواخذہ بھی ہوگا ما علینا الا البلاغ **حال محل تذکرۃ الراشد** کہ اصل میں تذکرۃ اکاسد بلکہ تذکرۃ احساس ہے تذکرۃ الراشد کو جو میں نے بغور تام دیکھا تو محض پچھ پوچھ پایا کیونکہ صفحہ ۸۴ تک سوائے سخت کلمات کے کوئی بات نہیں ہے اور صفحہ ۸۴ سے صفحہ ۸۵ تک پھر وہی اعتراضات ابراز کے مروجہ کا اعادہ ہے اور باب ثانی میں جو آپ نے مقامات میں کلام کیا ہے بالکل لغو ہے کسی مقدمہ کا جواب نہیں یا بے سمجھ ہو جی میں آیا لکھ دیا یہاں ہم بطور نمونہ کے کچھ عرض کرتے ہیں پچھلا مقدمہ صاحب تبصرہ کا یہ تھا کہ تاریخ کافن ایسے فنون سے ہے کہ جسمین اثر اختلاف و وہم و اختلاط ہوتا

اکثر صاحب تصانیف کثیرہ سے ہو جاتی ہے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اپنے لئے تو ایسے
 اعلام کا ہونا جائز رکھیں اور دوسروں پر نقل اور تاریخین میں معترض ہوں انشاء اللہ تعالیٰ
 ان امور کی مفصل بحث جواب میں تذکرہ کے کیا و گئی بالفعل مجھ کو یہ بات ثابت کرنا اس جگہ
 ضروری ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب نے تذکرہ میں جو کچھ لکھا ہے یا جس کتاب کا حوالہ
 دیا ہے کسی مسلمان کو اس کا اعتبار کرنا لائق نہیں ہے ثبوت اس کا موقوف ہے ایک
 ایسے قیاس پر جو بدیہی الاصل ہے جو وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں اور جھوٹے
 کی بات کا کسی دیندار کے نزدیک اعتبار نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی صاحب کی بات کا
 بھی اعتبار نہیں ثبوت صغریٰ قیاس کا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے شروع خاتمہ تذکرہ
 ارشاد میں فرمایا ہے کہ یہ خاتمہ ذکر میں بعض ان مسامحات صاحب اتحاد اور خطہ
 ہے جن کا ذکر ابراہیم الغنی میں نہیں کیا گیا عبارت تذکرہ کی یہ ہے الخاتمہ فی ذکر بعض
 مسامحات صاحب الاتحاد والخطہ عالم اید کہ فی اہلہ الغنی الواقع فی شفاء الغی جمعہ
 خاتمہ ذکر میں بعض ان مسامحات صاحب اتحاد اور خطہ کے ہے جو ابراہیم الغنی میں نہیں
 ذکر کئے گئے یعنی یہ مسامحات جدیدہ ہیں مین کہتا ہوں یہ آپکا محض کذب صریح ہے
 آپ کو یہ لکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف نہ ہوا یہاں تو عوام کو اپنے دکھ و یدیا کر کل کو
 احکم الحاکمین کے سامنے اس کا کیا جواب ہو گا مین ناظرین منصفین سے گزارش کر رہا ہوں
 کہ اسی پر باقی تذکرہ کو خیال فرما دین باقی را ثبوت اس امر کا کہ یہ کیسوی کذب صریح ہو
 کہا جسے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے یہ مسامحات جدیدہ نہیں لکھے سو اس کا ثبوت
 بحول اللہ و قوتہ کے وہ دیا جاتا ہے کہ غالباً مولوی صاحب بھی دیکھ کر تسلیم کریں گے او
 اپنی مذمت کا اظہار کریں گے یہاں پہلو ان مسامحات کو لکھا جاتا ہے جن کو مولوی صاحب

اور لوگوں نے انکا خلاف بیان کیا ہے ایسے ہی مقدمہ ثالث کا کچھ جواب نہیں دیا ہوا اور
 نہ مقدمہ رابع کا مقدمہ خامسہ میں یہ بات ثابت کی گئی تھی کہ اخذ اتحاف کا کشف الطنون
 اور کشف کو آج تک کسی محققین سے غیر معتبر نہیں لکھا بلکہ خود مولوی عبدالحی نے اپنی تالیفات
 میں بہت سی جگہ اسے استدلال کیا ہے اسکے جواب میں مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اگرچہ
 سابقین میں سے کسی نے اسکے غیر معتبر ہونے پر تصریح نہیں کی لیکن میں کہتا ہوں
 کہ یہ کتاب غیر معتبر ہے میں کہتا ہوں کوئی حضرت معترض سے پوچھو کہ آپ کون تیرے
 میں نہ تین میں بھلا آپ کے غیر معتبر ٹھہرانے سے کوئی چیز غیر معتبر ہو سکتی ہے یوں
 شیخ ابن الہمام نے اپنے والنسٹ میں غیر صحیحین کو صحیحین کے مساوی ٹھہرایا کیا اگر
 مساوات ٹھہرانے سے انکار وہ مساوی کا ہو گیا نیز ایک تو یہ حال ہے کہ کسی شخص نے
 پرانی بدشگونی پر اپنی ناک کٹوا ڈالی تھی کیونکہ خود ہی تو تعلیقات سنیہ کے صفحہ ۱۱ میں
 اسکی ایسی تعریف کر چکے ہیں کہ اسکو بے مثل ٹھہرا چکے ہیں یعنی باب تاریخ میں اسکے
 کوئی کتاب تالیف ہی نہیں ہوئی اب یہاں مقابلہ میں اسکو بے اعتبار ٹھہراتے ہیں غرض
 مولوی صاحب کسی مقدمہ کا جواب نہیں بن پڑا جب مقدمات کے جواب میں جو موقوف علیہ
 جوابات امور تاریخیہ کے تھے مولوی صاحب عاجز ہوئے تو موقوف میں عجز تو بدرجہ اولی ہوا
 باقی اعتراضات صاحب تبصرہ کا مولوی صاحب کچھ جواب نہیں دیا بحث قضا صلوة و زکوٰۃ تجارت کو
 جسمین عمدہ مباحث تھی بالکل اوڑا دیا ایسی ہی انکی صریح غلطیاں جو معقول وغیرہ کہیں
 انکا ذکر تک نہیں لکھا اور غلطی صلات وغیرہ کا یہ جواب دیا کہ یہ غلطی فلان ہوئی فلان ہوئی

مات سنة احدى وخمسين و ذکر فی الاکسیر فی اصول التفسیر وفاته سنة اربع
 وخمسين هذه اقوال يتناقض بعضها بعضاً ابراز کے صفحہ ۲۲ میں بھی بعینہ یہی اعتراض
 حيث قال الثالث والاربعون ذکر حادی الارواح الی بلاد الاخر اح لابن القيم و اسر خ
 وفاته سنة اثنتین وخمسين وسبع مائة وهو مخالف لما رآه عند ذکر جللاء الافہام
 فی الصلوة علی خیر الانام لہ انه مات سنة احدى وخمسين یہاں پر مولوی صاحب کلام میں
 بھی تعارض ہے ابراز میں تو حادی الارواح کتاب کا نام لکھا ہے اور تذکرہ میں حادی
 الافراح سچ ہے من حرف بیدیر الاخیر فقد وقع فیہ نمبر (۵) تذکرہ کے صفحہ ۲۲
 میں ہے الثالث عشر ذکر فی المقصد الثانی من التحافہ فی ترجمہ ابن الی شیبہ وفاته
 سنة خمس وثلاثین ومائتین و ذکر فی المقصد الاول منہ عند ذکر مسند
 انه مات سنة خمس وثلاثین وثلاث مائة ابراز کے صفحہ ۲۲ میں ہے بعینہ یہی
 اعتراض موجود ہے حيث قال ذکر مسند ابن الی شیبہ و اسر خ وفاته سنة
 خمس وثلاثین وثلاث مائة وهذا خطأ فاحش فان وفاته سنة خمس و
 ثلاثین ومائتین كما ذكره اليا فعي اور اسی صفحہ میں مسند کا بھی ذکر ہے نمبر (۶) تذکرہ
 کے اوسے صفحہ میں ہے الرا بع عشر انه ذکر وفات ابن المجونری فی ترجمہ فی ثالث
 مقصد یہ سنة سبع وتسعين ومائة و ذکر فی اول مقصد یہ عند
 ذکر تحقیقہ انه مات سنة تسع وتسعين یہی اعتراض ابراز کے صفحہ ۲۰ میں ہے
 حيث قال الثلثون ذکر التحقیق فی احادیث الخلاف لابی الفرج عبد الرحمن بن
 علی بن المجونری و اسر خ وفاته سنة تسع وتسعين وخمس مائة وهذا مخالف
 لما رآه الذهبي واليا فعي وغيرهما من انه توفي سنة سبع وتسعين وخمس مائة

نمبر وار لکھا ہے پھر ابراز کے صفحہ کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ بعینہ اس مسامح کا اعتراض ابراز
 کے غلام صفحہ میں موجود ہے نمبر (اول) تذکرۃ الراشد کے صفحہ ۱۶۴ میں ہے (الاول انہ کتب فی
 وفات القضاء عند ذکر امالیہ فی اتحافہ توقی سنة ثمان وخمسين وثلاث مائة وهو
 خطأ فاحش فان وفاة سنة اربع وخمسين واربعمائة كالنقص عليه لا يفي في مائة الجنا
 والذہبی فی تذکرۃ الحفاظ والسمعی فی کتاب الانساب وغیرہم آبراز کے صفحہ ۱۶۴ میں بعینہ
 یہی اعتراض کیلئے عبارت ابراز کی یہ ہے قال عند ذکر امالی امالی القضاء فی الحدیث
 هو ابو عبد الله محمد بن سلامه بن جعفر بن علی بن حکم بن ابراهیم بن محمد بن
 مسلم الفقیہ الشافعی المتوفی سنة ثمان وخمسين وثلاث مائة الخ ما قال نمبر (۲)
 تذکرۃ الراشد کے صفحہ ۱۶۴ میں ہے السادس انه اربع وفات ابی نعیم فی المقصد الاول
 من اتحافه عند ذکر دلائل النبوة والحلیة بسنة ثلاثين بعد اربع مائة وهو منقطع
 لما فی المقصد الثاني من اتحافه انه مات سنة ثلاث بعد اربع مائة ابراز کے صفحہ
 ۱۶۴ میں بھی ابی نعیم کا اعتراض موجود ہے نمبر (۳) تذکرہ کے صفحہ ۱۶۴ میں ہے العاشرة
 انہ ذکر فی المقصد الاول من اتحافه عند ذکر شراح المصابیح شمس الدین محمد بن
 مولف الحاصل الحصین واربعمائة بسنة ثلاث وثلاثين وثمان مائة وهو وان كان
 صحيحا فی نفسه كما ذكرته فی ابرار المغنی لكنه منقطع لما ذكره عند ذکر حصنه انه
 توفي سنة اربع وثلاثين وسبع مائة ابراز کے صفحہ ۱۶۴ میں بعینہ یہی اعتراض موجود
 لیکن کچھ عبارت کو مقدم ہو کر دیا ہے نمبر (۴) تذکرہ کے اسی صفحہ میں ہے الحدیث
 عشر انه اربع في المقصد الاول من اتحافه وفات ابن القيم بسنة اثنتين وخمسين
 وسبع مائة عند ذكر حادی الافراج وذكر فی المقصد الثاني منه عند ترجمته انه

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبق في الدنيا كتاب

أحمد لله والمنه كره رسالة عجيبة عز به در جواب سئاله الدليل القوي
مولفه مولوی احمد علی صاحب درجہ سہارن پوری۔ مستحق

ایمان الہی
الدلیل القوی
شاہ احمد

از آثار فاضل شریعت الاسلام و فقیہ دین اسلام المنقول و المصقول و لا یأثم مولوی محمد
صاحب درجہ سہارن پوری صاحب اسلام و فقیہ دین اسلام و صاحب صدیقی واقع شریعت
مملکہ دارالافتاء و تحقیق مالاکلام مولوی سید عبد اللہ صاحب سہارن پوری تلمیذ مولف

در مطبع صدیقی واقع بنارس

نمبر ۷، تذکرہ کو اسی صفحہ میں ہے الخ عشر ذکر ہذا کہ فی ترجمۃ الباجی سلیمان المالکی وفاتہ
سنۃ اربع و سبعین و اربع مائۃ و ذکر فی اول مقصد یہ موقۃ سنۃ اربع و سبعین
و سبعم مائۃ ابراز کے صفحہ ۲۲ میں، السالعم و الثلثون ذکر من مشرح القاضی ابوالولید سلیمان
الباجی و اسخ وفاتہ سنۃ اربع و سبعین و اربع مائۃ و ہذا من اقص ذکرہ سابقان
مات سنۃ اربع و سبعین و سبعم مائۃ نمبر ۸، تذکرہ کو اسی صفحہ میں، السادس عشر ذکر
فی ثانی مقصد یہ عند ترجمۃ القسطلانی موقۃ سنۃ ثلاث و عشرين و تسعم مائۃ و ذکر
فی اولہ ما عند ذکرہ اشاد الساری موقۃ سنۃ عشرين و تسعم مائۃ ابراز کے صفحہ ۲۱
بھی قسطلانی کی نسبت اعتراض ہو نمبر ۹، تذکرہ کو اسی صفحہ میں ہی السالعم عشر اند ذکر ہذا کہ
فی ترجمۃ قطب الدین عبد الکریم الحلبی موقۃ سنۃ خمس و ثلاثین و سبعم مائۃ و ذکر فی اول
مقصد یہ عند ذکر مشروح صحیح البخاری موقۃ سنۃ خمس و اربعین و سبعم مائۃ
ابرار کے صفحہ ۲۲ میں ہی اعتراض موجود، نمبر ۱۰، تذکرہ کو اسی صفحہ میں ہی الثامن عشر ذکر
فی القصد الثانی ترجمۃ علی بن عساکر بعینہ یہ اعتراض ابراز صفحہ ۱۰ میں، فقط اربع و عشرين و تسعم مائۃ لکھا گیا ہے
تفصیل اسکی انشاء اللہ جواب میں تذکرہ کو ہوگی۔ باقی راہبوت کبری کا پیشخص کو اولی الامام علم اصول حدیث کی ہر
ثبوت اسکا پوشیدہ نہیں کیونکہ راوی کا کتاب اعتبار بالکل محدثین کے نزدیک نہیں ہوتا۔ اس تحقیق معلوم ہوا کہ مولوی صاحب
کی کتاب کا کچھ اعتبار نہیں، مولوی عبد کحی صاحب کو جسقدر اعتراض میں سبکامبنی حسد و عداوت کیونکہ بہت سی
جگہ پر تفسیر کا ایک مکر افعل کہ اس پر اعتراض کیا ہی حالانکہ جواب اسکا وہیں موجود ہے جواب بطور اجمال کے
ہدیہ ناظرین ہوا تفصیل اسکی جواب تہ کرہ میں کیا ہوگی ہذا آخر ما رجاہ و الحمد للہ علی تمامہ
تنبیہ مولوی صاحب کو لازم ہے کہ مجرور صبح ہو جائے جواب خاتمہ کے ہمارے پاس دو تین
نسخے روانہ کریں بعد اوس کے جواب اسکا انشاء اللہ تعالیٰ جلد دیا جائیگا فقط

کرتے ہیں کہ کسی سے اسکا جواب ممکن نہیں مگر فرمایا یہ ہوا کہ اسی فخر میں بغض متعصبین
 اسکا ترجمہ کر کے جا بجا اسکو شایع کیا میں نے جب دیکھا کہ بہت سے لوگ جاوہر مستقیم
 سے مخوف ہوتے جاتے ہیں اور قلدین متعصبین لعنہ زنی سے باز نہیں آتے کوئی
 کہتا ہے کہ جو امام کے پیچھے الجھڑتا ہے اس کے منہ میں کنکر پتھر بھر لے چاہئے کوئی
 نماز کو بطلانا حکم لگاتا ہے کوئی دانتوں کے توڑنے کا فتویٰ سناتا ہے معاذ اللہ یہ لوگ
 نہیں ڈرتے کہ پڑھنا احمد کا بلکہ حکم دینا قرآن خلف امام کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم و حضرت عمر و علی و عایشہ و ابو ہریرہ و معاذ بن جبل و غیر ہم رضی اللہ
 عنہم سے ثابت ہے یہ لعن کہاں تک پہنچتا ہے عالمین حدیث کو تو سخت گوئی سے
 بدنام کرتے ہیں کہ یہ لوگ آئمہ کو برا کہتے ہیں اور آپ رافضیوں کے بھی استاذ انا للہ
 وانا الیہ راجعون تو بموجب حدیث الدین النصیحتہ کے قصد جواب کا کیا
 لیکن فکر طبع کا لاحق ہوا کہ جواب تو لکھوں مگر شایع کرنے کی کیا تجویز ہو اسی اثنا میں
 جناب مولانا و استاذنا فخر المحدثین پیشوا محی مومنین طالب حسنین جناب مولانا و شیخنا
 سید نذیر حسین مد اللہ ایامہ علی راس المسترشدین مع جناب مولوی محمد حسین صاحب
 لاہوری و مولوی تملطف حسین صاحب کے تشریف فرما ہوئے چونکہ اس نیاز مند
 سے جناب میا نصاحب محبت مثل فرزندوں کے رکھتے ہیں لہذا مجھ کو طلب کیا گیا آخر
 مع مولوی ابراہیم صاحب آروی کے خدمت میں مولانا کے پہنچا عجب جلسہ قابل دید تھا
 پھر یہ سب مجمع حسب الطلب قاصد مع اساس مبتدعین پر وسنت سید المرسلین حاجی بن
 متین جناب شیخ احمد الدوقی التدمنی شریک مبتدعین اسکا مدین کے موضع رحیم آباد
 میں پہنچا چونکہ رات دن اس جلسہ میں تحقیق مسائل کا ذکر رہتا تھا کچھ ذکر الدلیل القوی
 بھی درمیان میں آیا مولوی تملطف حسین صاحب نے فرمایا کہ دلیل قوی لڑا یک
 عالم کو ورطہ ہلاکت میں ڈال رکھا ہے ضلع اعظم گڑھ کا تو بالکل غارت ہوا چلا جا رہا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور
الفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا
هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ان محمداً عبده ورسوله
الذي ارسله بشيرا ونذيرا وصلى الله عليه وعلى آله واصحابه واهل بيته
وسلم تسليما كثيرا كثيرا اما بعد راجي الى الله المجيد محمد سعيد كنجاہی مولدا
وینارسی نروا خدمت میں مومنین مسلمین کے گذارش کرتا ہے کہ ایک رسالہ ستمی
بالذیل القوی بغواؤیہ برعکس نہند نام زنگی کا فور مولفہ مولوی احمد علی صاحب کامیری
نظر سے گذر امین نے ابتدا سے انتہا تک بغور تام نظر غار سے اوسکو دیکھا تو محض متع
پایا کہ ظاہر میں تو احادیث و آثار سے مخلو لیکن دراصل ایک بھی صحیح نہیں کچھ موضوعہ
کچھ ضعیفہ محققین محدثین پر تو حال رسالہ کا کھل گیا لیکن عوام کا لا انعام کا فکر ہوا
کہ وہ اس رسالہ کو دیکھ کر ضرور ورطہ ہلاکت میں پڑیں گے عوام تو درکنار بہت سے
علماء متقدمین کہ جنکو کوچہ تحقیق سے فرار ہو اور اکثر شاگرد مولانا کے اس رسالہ پر فخر

امت کا اتفاق ہے کہ اول درجہ صحیح کا متفق علیہ یعنی جسے بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہو پھر
جسکو بخاری نے تخریج کیا ہو پھر جسکو مسلم نے تخریج کیا ہو پھر جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہو
پھر جو بخاری کی شرط پر ہو پھر جو مسلم کی شرط پر ہو بعد اس کے جو کسی امام ائمہ حدیث میں
سے اسکی تصحیح کی ہو اس اجماعی بات کو شیخ ابن الہمام نے مذہب حنفی کی تائید کیلئے لیا
ہے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ کے صفحہ ۸۰ میں
اس امر کی تصریح کی ہے فرماتے ہیں حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید
ائمہ مجتہدین و اکابر سلف است و چون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان
نمودہ انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد التزام الشیخ
بحکم این جماعت حکم و مکابرہ است و این کلام در مقام معارضہ و مصادفہ فقہا است باجماع
قرار داد محدثین ہمانست کہ اولاً مذکور شد لیکن فقہا را در ان مجال مقال و سبیح
باین وجہ کہ مذکور شد و این سخن نافع و مفید است در غرض از شرح این کتاب کلمات
و تائید مذاہب ائمہ مجتہدین است خصوصاً مذہب حنفی و غرض شیخ ابن الہمام نیز همین
انتہی۔ اول ان اقوال معروض بیانین لایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ امت نے
اتفاق کیا ہے کہ اول درجہ صحیحین کی حدیث کا ہے بعد ازان بخاری کا الی آخر الترتیب
پھر عبارت ابن الہمام کو نقل کر کے حرف بحرف رد کیا جاوے گا جس سے جمیع کا سہ
میسون شیخ ابن الہمام کا قول جو تائید مذہب کے لئے بولا کرتے ہیں از انجملہ
ہمارے مخاطب بنو لانا مرد و دہوگا حافظ ابن حجر نے نزہۃ النظرین فرمایا ہیروانی و الحق
یہذا التفصیل ما اتفق الشیخان علی تحریجہ بالنسبۃ الی ما انفرد بہ احدهما
و ما انفرد بہ البخاری بالنسبۃ الی ما انفرد بہ مسلم للاتفاق العلماء بعد
ہما علی تلقی کتابہما بالقبول ترجمہ لاحق ہوگی اس تفصیل کو جسکی تخریج پر دو
شیخوں نے اتفاق کیا ہے۔ نسبت اسکے جو منفرد ہوا ہے ایک انکا ساتھ اسکا اور

اس فقیر نے کہا کہ مجھ کو تو بہت دنوں سے خیال ہے اور قصد جواب کا مصمم ہی لیکن فکر طبع کا دامنگیر ہے کہ صورت شائع کی کیا ہوگی جب اس بات کو شیخ صاحب نے سنا تو اسی وقت فرمایا کہ آپ بہت جلد جواب لکھیں میں طبع کر اگر شائع کروں گا میں نے سکر جزاک اللہ خیر کہا میں امید کرتا ہوں کہ شاید شیخ صاحب کا کفارہ گناہ یہی حمیت دین ہو تو کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ انکو اسکے عوض فردوس اعلیٰ عنایت فرماوے کیونکہ باعث اس تحریر کے وہی ہیں میرا قصد تھا کہ جواب فارسی میں لکھوں مگر جناب فضیلت مآب مولانا مولوی محمد حسین صاحب لاہوری نے فرمایا کہ غرض آپ کی جواب سے تفہیم عوام ہے نہ اظہار علم عوام زبان اردو سلیس بخوبی سمجھیں گے آپ اردو میں لکھیں یہ رائے آپ کی سبکو پسند آئی لہذا جواب اردو میں دیا گیا۔

وما کلف یقن الا باللہ هو حسبی ولعمرو لولیکل **قولہ** پس نزد علماء حکم صحت حدیث وضعف آن باعتبار احوال رجال سندست فقط و حکم بصحت بخاری و مسلم بتمامہ رجوع باین اصل مکیںد انتہی اور اوس کے حاشیہ پر لکھا ہے ازینجا باید دانست کہ اگرچہ بخاری عند الجمہور اصح الکتب بعد کتاب اللہ است وعند البعض اصح الکتب بعد کتاب اللہ مسلم است لکن اگر حدیثی در غیر این ہر دو کتاب یافتہ میشود و سند وی بر وثاقت مثل راویان ایشان گردد پس آن حدیث ہم کحدیث بخاری و مسلم خواہد بود کہنا مذہب المحققین **اقول** و باللہ التوفیق ومنہ الوصول الی تحقیق یہ قول مولوی صاحب

احصل کلام کلام شیخ ابن الہمام کا ہے یہ قول محدث اوہوں نے ہی تائید مذہب حنفی کے لئے نکالا ہے وجہ نکالنے کی یہ ہے کہ جب شیخ نے حدیثین صحیحین کو اکثر خلاف مذہب حنفی کے پایا تو اس قاعدہ کو ایسا دیکھا کہ جب کسی غیر کتاب کی حدیث مخالف حدیث صحیحین کے ہوا اور اس میں وہ شروط صحیحین میں ہیں پائی جاوین تو اس حدیث سے حدیث صحیحین کا معارضہ کر سکتے ہیں یہ قاعدہ بالکل خلاف امت کے ہے کیونکہ

اسکے کیا معنی ہیں ہر عاقل درمیان فاضل مفضل کے تمیز کر سکتا ہے باوجود اقرار فضیلت کے پھر ترجمہ میں کلام سوائے تعصب مذہبی کے اور کیا کہیں جبکہ اقرار مخاطب سے مدعا ہمارا ثابت ہو چکا تو پھر اور کتابوں کے نقول کی حاجت نہ تھی مگر واسطے اطمینان شائقین کے کچھ اور نقول بھی پیش کی جاتی ہیں تناد ولی اللہ صاحب نے حجة اللہ البالغہ میں فرمایا ہے چنانچہ مطبوعہ مطبع صدیقی کے صفحہ ۱۳۹ میں ہے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع والہما متواتران الی مصنفیہما وانہ کل من یہون امرہما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین وان شئت الحق الصراح نفسہما بکتاب ابن ابی شیبہ و کتاب الطحاوی و مسند الخوارزمی وغیرہما بتجدد بیہما بعد المشرقین ترجمہ لیکن بخاری اور مسلم پس محدثین نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جو کچھ ان دونوں میں مرفوع متصل ہے صحیح ہے بالیقین اور وہ دونوں متواتر ہیں مصنفوں اپنے کی طرف تحقیق جو شخص اونکی شانیں امانت کرے وہ بدعتی ہے ڈھونڈنیوالا غیر رستہ مومنین کا اگر تو حق صاف چاہتا ہے پس ملا دونوں کو ساتھ کتاب ابن ابی شیبہ اور کتاب طحاوی اور سند خوارزمی وغیرہ کے پاویگا تو درمیان اونکو اور ان دونوں کے دوری و مشرق و کنی - اور طبعی نے خلاصہ میں لکھا ہے واول من صنف فی الصحیح المجہد الامام البخاری ثم مسلم و کتابا ہما اصح الکتاب بعد کتاب اللہ العزیز ترجمہ جس شخص نے پہلے صحیح مجہد تصنیف کی ہے امام بخاری ہے پھر مسلم اور کتاب ان دونوں کی زیادہ صحیح کتابوں کی ہے بعد قرآن عزیز کے - اور دوسری جگہ فرمایا ہے اعلیٰ قسما لہما ما اتفقا علیہ ثم ما انفرد بہ البخاری ثم ما انفرد بہ المسلم ثم ما هو علی شرطہما الخ ترجمہ اعلیٰ قسم صحیح کا وہ ہے جسپر دونوں نے اتفاق کیا ہے پھر وہ حدیث

لائق ہوگی وہ چنیو صحیح بخاری منفرد ہوا ہے بہ نسبت اسکے جس پر مسلم منفرد ہوا ہے باعث
 اتفاق علماء کے بعد ان کے انکی کتاب کو قبول کرنے پر اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر
 قد مر صحیح البخاری علی غیرہ من الکتاب المصنفة فی الحدیث ثم صحیح مسلم
 لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول ایضا سوی ما علل
 تفریقہ فی الامتیحة من حیث الاصحیة ما وافقہ شرطہما ترجمہ مقدم
 کی گئی ہے صحیح بخاری ماسوا کتابوں مصنفہ فی الحدیث پر پھر صحیح مسلم واسطے مشارکت
 اسکے کے بخاری کو بیچ اتفاق علماء کے ملنے کتاب اسکی کو ساتھ قبول کے بھی سوا
 معلل حدیثوں کے پھر مقدم کیا ہوگی ارجحیۃ میں جہت صحیح ہونے سے وہ چنیو
 موافق ہے شرط ان دونوں کے اس عبارت مذکورہ بالا سے کئی امر معلوم ہو
 اول قبول کرنا علماء امت کا بخاری مسلم کی اصحیت کو دوم مقدم ہونا بخاری کا
 جمیع کتب مصنفہ حدیث پر متقوم تفسیر و درجہ پر ہونا اس حدیث کا جو ان دونوں
 کی شرط پر ہو امام نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ میں فرمایا ہے اتفاق العلماء
 رحمہم اللہ تعالیٰ علی ان اصح الکتاب بعد القرآن الغریر الصحیح ان البخاری
 و مسلم و تلتھما الامۃ بالقبول ترجمہ علماء رحمہم اللہ نے اتفاق کیا ہے
 اسپر کہ سب کتابوں سے زیادہ صحیح بعد قرآن عزیزی کے دو صحیح کتابیں ہیں بخاری
 اور مسلم ہی ہے امت ان دونوں کو ساتھ قبول کے اکھٹہ کہ خود مولوی احمد علی صاحب
 نے مقدمہ بخاری میں اس امر کا اقرار کیا ہے چنانچہ صفحہ نہ میں فرماتے ہیں
 اتفاق العلماء علی ان اصح الکتاب المصنفة صحیحاً البخاری و مسلم ترجمہ
 اتفاق کیا ہے علمائے اسپر کہ زیادہ صحیح کتابوں مصنفہ کی دو صحیح کتابیں صحیح بخاری
 و مسلم ہیں فقط جب یہ ہر دو کتب خود باقر مولانا صاحب کے جمیع کتب مصنفہ
 صحت میں بڑھی ہوئی ہیں پھر انکی حدیث جمیع کتب کی حدیث سے نہ مقدم ہو

افلا يكون المحكم بالجمية ما في الكتابين عاين التحكم ترجمہ قول اوس شخص کا
 جسے کہا ہے کہ زیادہ صحیح احادیث کی وہ حدیث ہے جو صحیحین یعنی بخاری و
 مسلم میں ہے پھر وہ حدیث جو منفرد بخاری کی ہے پھر وہ حدیث جو منفرد مسلم کی
 ہے پھر وہ حدیث جو شاہل ہو شروط دونوں پر محکم ہے (یعنی قول ساتھ اس ترکیب
 کہ اول درجہ متفق علیہ کا پھر بخاری کا پھر مسلم کا آخر) نہیں جائز ہے اس میں تقلید
 اس واسطے کہ زیادتی صحت کی نہیں ہے مگر واسطے شامل ہونے راولوں ان دونوں
 ان شرطوں پر جو دونوں نے انکوا اعتبار کیا ہے پس جب فرض کیا وین یہ شروط
 کسی روایت حدیث میں بیچ غیر ان دونوں کتابوں کے پس کیونکر نہیں ہوگا حکم
 کرنا ساتھ زیادتی صحت اس حدیث کے جو صحیحین میں ہے عین محکم اقول یہ کلام
 شیعہ شیخ کا نہایت تعصب مذہبی سے صادر ہوا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق کے
 کلام سے گذرا چونکہ اکثر احادیث صحیحین کے مخالف مذہب حنفی کے تھیں اور
 شیخ نے ثبوت مذہب حنفی میں مثل وکلاء کے مضبوط کمر باندھی ہوئی تھی مقابلہ
 صحیحین سے شیخ کو بہت حیرانی حاصل ہوئی ناچار خرق اجماع کو کیا اور غیر سبیل
 اہل سنن کا ہرگز خیال نہ لائے یہ قاعدہ محدثہ جاری کیا پہلے یہ لوگ کیا کچھ نہیں کرچکے
 یہ انکی شان سے بعید نہیں ابوہریرہ کیسے صحابی جلیل القدر اور حضرت انس خادم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں کے حقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے و عافرائی تھی
 لہذا یہ دونوں بہت بڑے حافظ حدیث تھے اور اکثر صحیحین میں انھیں کی روایت
 سے حدیثیں ہیں ان دونوں صحابہ پر طعن غیر فقہیہ کار کے انکی حدیث کو کہ اکثر
 مخالف مذہب کے تھے اڑا دیا اور صاحب ہدایہ نے حضرت معاویہ کو ظالم بنایا
 ان لوگوں کو طعن صحابہ میں کہ خیر الامت ہیں کچھ بھی باک نہیں یہ سب خرابی تقلید
 مذہب معین سے ہے جیسا کہ آجکل کے خفیو کو تقلید میں غلو ہے کسی اہل مذہب

جو منفرد ہوا ہے ساتھ اس کے بخاری پھر وہ حدیث جو منفرد ہوا ہے ساتھ اس کو مسلم
 پھر وہ حدیث جو ان دونوں کی شرط پر ہے حافظ ابن صلاح نے مقدمہ میں فرمایا ہے
 و کتابا ہما اصح الکتاب بعد کتاب اللہ العزیز ترجمہ کرتا ہوں ان دونوں کی (یعنی بخاری
 و مسلم) زیادہ صحیح کتابوں کے بعد کتاب اللہ غالب ہے دوسری جگہ مقدمہ میں فرماتے
 ہیں فادلہما صحیح اخرجہ البخاری و مسلم جمیعاً الثانی صحیح الفردیہ البخاری
 عن مسلم الثالث صحیح الفردیہ مسلم ای عن البخاری المرابیع صحیح علی شرطہما
 و لم یخرجہما الخ ترجمہ پس اول قسم صحیح کی وہ ہے جس کو بخاری اور مسلم دونوں
 نے ملکر تخریج کیا ہے دوسری قسم صحیح کی وہ ہے جو بخاری منفرد ہوا ہے مسلم
 تیسری قسم صحیح کی وہ ہے جو منفرد ہوا ہے مسلم بخاری سے چوتھی قسم صحیح کی وہ
 جو دونوں کی شرط پر ہوا اور دونوں نے نہ تخریج کیا ہو ایسا ہی علامہ جلال الدین
 نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں فرمایا ہے ان نقول بالاسی معلوم
 کہ سب سے زیادہ صحیح بعد کتاب اللہ کے جمیع علما کے نزدیک یہ دو کتاب ہیں
 ان دونوں کا صحیح ہونا کیا معنی یعنی ان دونوں کی احادیث سب کتاب مصنفہ سے
 زیادہ صحیح ہیں جب انکی احادیث سب سے زیادہ صحیح ٹھہریں تو لامحالہ سب سے
 صحت میں مقدم ہونگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اول درجہ متفق علیہ کا دوسرا نفر
 بخاری کا تیسرا نفر مسلم کا چوتھا جو ان دونوں کی شرط پر ہو جب یہ امر بخوبی معلوم
 ہو چکا تو اب شیخ ابن الہمام کی عبارت کو رد کیا جاتا ہے فتح القدیر میں بحث ادا کرتے
 دو سنتوں قبل مغرب میں کہا ہے قوله و قول من قال اصح الاحادیث ما فی الصحیحین
 ثم ما الفردیہ البخاری ثم ما الفردیہ مسلم ثم ما اشتغل علی شرطہما تحکم
 لا یجوز التقلید فیہ اذا لاصحیۃ لللیل لا شمالا و انتہما علی الشرط
 التي اعتبراھا فاذا فہر و جود تلک الشرط فی روایۃ حدیث فی غیر الکتابین

قاصرہ کے لواثر سے مگر تحقیق تعلق خاص ہے ساتھ ان حدیثوں کے کہ نہیں پرکھا
 اوں کو کسی نے حفاظ میں سے یہاں کسی کو یہ شبہ ہو کہ خدا جلنے وہ کس قدر احادیث
 ہیں جس پر حفاظ نے کلام کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کل دوسو بنیں احادیث
 بخاری و مسلم میں لوگوں نے کلام کیا ہے جن میں سے تیس^{۳۲} میں دونوں مشترک ہیں
 اور اٹھتر^{۳۳} میں بخاری منفرد ہے باقی مسلم میں یہ کلام ان لوگوں کا ٹھیک نہیں ہے
 جیسا کہ عنقریب اس کا جواب آوے گا لیکن لغرض محال یہ احادیث ان کتابوں سے نہ ہا کر
 باقی تو درباب تعلق کے قطعی ہوں گی تم تو جمیع بخاری و مسلم پر غیر کو ترجیح دیتے ہو
 نہ ان احادیث پر یہاں سے دفع ہوا کلام تلمیذ ابن الہمام کا کہ یہ تعلق جمیع کتاب میں نہیں
 کیونکہ جس میں تعلق نہیں وہ بہت اقل قلیل ہیں اب کلام تلمیذ سے یہ معلوم ہوا کہ تعلق تو
 مگر جمیع میں نہیں خیر جس میں تعلق نہیں اس میں آپ معارضہ کریں نہ کل میں یہ کیسا تعصب
 مذہبی ہے کہ باوجود اقرار کے پھر بھی ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتے جس میں تعلق نہیں
 اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہوگا کلام شیخ میں آوے گا جب یہ بات ثابت
 ہوئی کہ یہ تعلق صحیحین میں ہے اور سوائے صحیحین کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی
 تو لامحالہ جس میں یہ تعلق ہوگی مزج ہوگی غیر سے جس میں تعلق نہیں ہے وجہ ثانی یہ ہے
 کہ ہر تسلیم نہیں کرتے کہ یہ زیادتی صحت کے ساتھ مجر و اشتمال شروط کی ہے بلکہ یہ زیادتی
 صحت کی باعث ہونے مولفون انفلون کے جلیل القدر امام محمد ثانی اس فن میں
 ہے کیونکہ جیسے ان دونوں کو حذاقت اور معرفت علل حدیث میں تھی ایسے آج تک
 کسی نے نصیب نہیں ہوئی دیکھئے علی بن الدینی جو عالم تھو علل حدیث میں اور بخاری
 نے ان سے علم علل کا حاصل کیا باوجود اسکے مقرر تھا کہ بخاری نے اپنے شل کو
 نہیں دیکھا یعنی اس کا ثانی کوئی نہیں امام مسلم صاحب صحیح جب امام بخاری سے
 ملے تو کہتے کہ اسی استاد امام محمد ثانی طبیب حدیث مجھ کو چھوڑ کہ تیری قدم چوموں مجھ کو نہیں

نہیں مثل رافضیوں کے جھوٹی جھوٹی تعریفیں بنا کر اپنے امام کو غیر و نپر ترجیح دیتے ہیں
 کہیں حضرت خضر کو کہ جسکی شانیں اللہ پاک نے فرمایا ہے علماہ من لدنا علما امام
 صاحب کا شاگرد بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پچیس برس حضرت خضر نے امام صاحب سے
 پڑھا دیکھئے کہ آجکل کے غبی طلبہ آٹھ برس میں تحصیل علوم سے فارغ ہو جاوین حضرت
 خضر ایسے غبی ہوئے کہ پچیس برس میں علم پڑھا کہیں امام مہدی کو انکا مقلد بناتے
 ہیں کہیں سراج امتی سراج امتی حدیث پڑھ سنا تے ہیں نہ اللہ کا خوف نہ اہل تحقیق
 سے شرم و حیا اہل تحقیق کبھی سے ان کے فرعو مات کو رد کرتے چلے آتے ہیں اور
 ان کے آسائ کی بیخ کنی مگر پھر بھی یہ لوگ باز نہیں آتے حضرت ابوہریرہ کی نقاہت کو
 جناب ابوالصاحب بہادر مدظلہ نے بہت زور شور سے ثابت کیا ہے ایسا ہی او
 افتراؤ نکور دیکھا ہے اب قول ابن الہمام کا بحول اللہ وقوتہ ایسا جواب دیتا ہوں کہ
 جس سے روح اٹکی اور انکو مقلدین کی کہ از انجلہ ہمارے مخاطب بھی ہیں تو یہ کہے اور
 پھر کوئی اس کلام کا نام نہ لیوے مگر جاہل بے حیا جواب اس کلام کا بہت سی وجہ سے
 ہے وجہ اول یہ ہے کہ ہم نہیں تسلیم کرتے کہ زیادتی صحت کی موقوف ہر شمول شروط پہ
 بلکہ زیادتی صحت کی جہت تلقی امت کے ہر دو کتاب کو ہے جیسا کہ اوپر گذر عبارت شرح
 خنبہ وغیرہ سے کہ زیادہ صحیح کتابوں مصنفہ کی بخاری اور مسلم ہیں واسطے تلقی امت کو
 ان دونوں کو دیکھئے سب محققین نے زیادتی صحت کی علت تلقی امت ٹھہرایا نہ اشتغال
 شروط کو اور یہ تلقی امت متواتر چلی آتی ہے کسی نے سوائے شیخ کے اس میں خلاف
 نہیں کیا اور یہ تلقی وحدہ کافی ہے مجرد طرق متعددہ جیسا کہ فرمایا ہے حافظ
 ابن حجر نے شرح خنبہ میں و هذا التلقی وحدہ اقوی فی افادۃ العلم من مجرد
 کثرۃ الطرق القاصۃ عن التواتر الا ان هذا المختص بالمیثقہ احد من
 المحفاظ ترجمہ اور یہ تلقی تنہا زیادہ قوی ہے بیچ حاصل ہونے علم کے مجرد کثر طرق

ترجیح دینا گویا شک کو یقین پر ترجیح دینا ہے اور یہ بدیہی البطلان ہے وجہ
 پنجم یہ ہے کہ شیخین فقط رجال پر صحت حدیث میں اکتفا نہیں کرتے کہ عادل
 ہے یا غیر عادل بلکہ دیکھتے ہیں کہ اس شخص کو اپنے شیخ سے مارست ہے یا نہیں
 اور شیخ کی صحبت میں کم ریا یا زیادہ ریا یہ اس کے شہر کا ہے یا غیر جگہ کا ہر امر کا لحاظ کرتے
 ہیں بخلاف غیر کے کہ اس کو یہ سکاڑہ نہیں وچشم مشہور ہے کہ شیخین مجرد ثقہ کی ثقہ سے
 روایت نہیں لاتے بلکہ تفحص کرتے ہیں حال راوی اور مروی عنہ کا کہ یہ راوی ثقہ
 بہ نسبت اپنے شیخ مروی عنہ کے ثقہ ہے یا ضعیف اگر ضعیف ہے تو اس مروی عنہ
 اس کی روایت نہیں لاتے بلکہ غیر سے جس کے نسبت ثقہ ہے اس سے لاتے ہیں
 مثلاً ہشیم یہ راوی ثقہ ہے لیکن بہ نسبت زہری کے ضعیف ہے وجہ اس کے
 ضعف کی جیسا کہ تہذیب التہذیب وغیرہ اسماء الرجال کی کتب میں موجود ہے وہ
 یہ ہے کہ ہمیشہ نے زہری سے ہشیم حدیثین اخذ کیں ایک پرچہ پر او کو ضبط کیا
 یہ اس ورق کو لیکر جاتا تھا کہ ناگاہ ہوا تذہلی وہ ورق اس کے ہاتھ سے اڑ گیا
 پھر یہ زہری سے باعتماد اپنی یاد کے روایت کرنے لگا حالانکہ وہ اس کو یاد نہ تھیں
 یہ وجہ اس کی زہری سے ضعیف ہونے کی ہے یہ دونوں راوی بخاری مسلم میں
 موجود ہیں مگر اس طور سے کہیں نہیں ہشیم عن الزہری یا قال ہشیم حدیثنا
 الزہری ایسا ہی ہمام ابن جریج کی نسبت ضعیف ہے شیخین کبھی ہمام کی روایت
 ابن جریج سے نہیں لاتے بلکہ غیر سے لاتے ہیں بخلاف اور شخص کے کہ جب دیکھا
 کہ وہ لو آدمی صحیحین میں ہیں جھٹ حکم علی شرطہ شیخین کا لگا دیا اسی واسطے
 شاہ ولی اللہ صاحب نے حجة اللہ البالغہ میں حاکم نسبت فرمایا ہے چنانچہ عبارت
 او کی صفحہ ۳۹ میں یوں ہے وقد استدرک الحاکم علیہما احادیث ہی علی
 شرطہما ولم یدلکنا ہما وقد تتبعنا ما استدرکنا فوجدنا قد اضا

دوست رکھیا مگر مو من اور نہیں دشمن جائیگا مگر منافق کذا نقل القسطلانی و اسکا حفظ
 ابن حجر و المولوی احمد علی وغیرہم اور ظاہر ہے کہ جو اس فن میں زیادہ ناقد و عالم ہوگا
 بیشک اسکی پرکھی ہوئی حدیث مقدم ہوگی غیر سے وجہ ثالث یہ ہے کہ مجروح احتمال
 شروط کا جو ان دونوں نے اعتبار کئے ہیں اس سے زیادتی صحت کی تو دیکھنا
 حدیث کا صحیح ہونا بھی لازم نہیں آتا کیونکہ غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ وہ حدیث صحیح
 ہوگی اور صحیح السند سے صحیح ہونا ضرور نہیں ہے امام سیوطی نے تدریب الراوی
 میں فرمایا ہے و قولہما ای الحفاظ حدیث حسن الاسناد او صحیح دون
 قولہما حدیث صحیح او حسن لانه قد یصح او یحسن الاسناد لثقة رجالہ
 دون المتن لشد و ذ او علة ترجمہ قول او کا یعنی حفاظ حدیث کا یہ حدیث حسن
 ہے یا صحیح الاسناد ہے کم ہے ان کے قول سے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہو اسوا
 کہ تحقیق کبھی صحیح یا حسن ہوتی ہے سند واسطے ثقات رجال کے نہ متن واسطے
 شاذ ہونے متن کے یا اس میں کوئی علت ہو ایسا ہی امام الفن ابن صلاح نے اپنے
 مقدمہ میں فرمایا ہے متن کہتا ہوں صحیح کی تعریف میں خود مانو ذہب ہے کہ راوی بھی ثقہ
 ہوں اور وہ روایت خالی ہو شد و ذ او علت سے جب تک شد و ذ او علت سے
 خالی نہ ہوگی صحیح نہ ہوگی وجہ چہارم یہ ہے کہ ہم نہیں تسلیم کرتے کہ ان کے شروط
 کسی دوسرے میں پائے جاتے ہیں بلکہ ممکن نہیں کہ ان دونوں نے اپنے شروط
 کی کسی جگہ تصریح نہیں کی کہ ہماری فلان فلان شرط ہے جس کسی نے کہا ہو کہ یہ
 صحیحین کی شرط یہ ہے فقط اپنے تخمین پر کہا ہے اپنے انداز میں اسنے او کی کتاب
 سے انتراع شروط کا کیا ہے ہو سکتا ہے کہ جسکو اسنے شرط سمجھا ہو وہ او کی شرط
 نہ ہو یا کوئی شرط یا زیادہ شرطیں او کی چھوڑ گیا ہو بخلاف حدیث صحیحین کے انہیں
 انکی شروط بالیقین موجود ہیں اور غیر میں شک ان کے شروط کا ہے تو غیر کو

یہ نسبت سند راوی ثقہ کے تو اس سند متنازل پر اعتماد کر کے سند عالی کو کہ اسمین
 کسیلو کا ضعف ہے لے آئے ہیں چنانچہ مسلم اپنی کتاب میں بہت جگہ اس طرح لایا ہے
 اب اس راوی پر حکم علی شریعہ مسلم یا صحیحین کا لگانا بیکرگز درست نہ ہو گا میں اس قول کو
 بہت سی وجہ سے رد کر سکتا تھا لیکن بیاعت طوالت کے اس مقدمہ پر اکتفا کیا گیا اب
 رد ہوا قول بولوی احمد علیہ صاحب کا جسکو انھوں نے مذہب محققین لکھا تھا **قولہ**
 لفر حکمہما اور احدہما بان الراوی یجمع تلک الشرط علیہما لاقطع فیہ بمطابقت
 الواقعہ فیجبوزکون الواقعہ خلافہ ترجمہ پھر حکم کرنا ایک ان دونوں کا یا ایک کا یا بطور
 کہ یہ راوی جامع جمیع شروط کا ہے یہ ایسی چیز ہے کہ ہم اسمین نہیں یقین کر سکتے کہ
 یہ مطابق واقع کے ہے پس جائز ہے ہونا واقع کا خلاف اسکے **اقول** یہ قول محض
 لغو ہے کیونکہ ہمکو مطابقت و عدم مطابقت سے کچھ بحث نہیں بنا اسکی فقط غلبہ ظن پر
 ہے کیونکہ احکام شرع کے ظاہر پر ہیں جب ہمکو ایک شخص ثقہ نے خبر دی کہ فلان بہت
 دیندار متقی ہے ہمکو اس خبر کی صحت میں غلبہ ظن کا ہو جاوے گا گو واقع اسکے خلاف ہو
 واقع میں تو کسیکے اسلام کا حکم بھی نہیں کر سکتے حافظ ابن حوئے شرح منہبہ میں کہا ہے
 لا یلزم من نفی القطع نفی الحکم لان الحکم یقع بالظن الغالب ترجمہ نہیں لازم آتا
 نفی یقین سے نفی مطلق حکم کی اسواسطے کہ تحقیق حکم واقع ہوتا ہے ساتھ ظن غالب کے
 شیخین کا کسی شخص کے حق میں گواہی دینا کہ یہ ثقہ ہے اس سے بڑھ کر غلبہ ظن میں اور
 کیا ہوگا **قولہ** قد اخرج مسلم عنی کتابہ میں لم یسلم من غوائل الجرح
 وکذا فی البخاری جماعۃ تکلف فیہ ترجمہ تحقیق نکالا ہے مسلم نے اپنی کتاب میں
 بہت سے اول لوگوں سے جو نہیں بچر ہوئے آفت جرح سے اور ایسا ہی بخاری
 میں ایک جماعت نے کلام کیا ہے **اقول** جانا چاہئے کہ بخاری کے انہی
 آدمیوں اور مسلم کے اکیسویں ساٹھ آدمیوں پر لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن کلام

وجہ و لم یصب من وجہ و ذلک لانه وحید احادیث من وید عن حال
 الشیخین بشرطهما فی الصیۃ و الاتصال فاتجہ استدراکہ علیہما من ہذا
 الوجہ و لکن الشیخین لایذکر ان الاحادیث قد تناظر فیہ مشایخہما و اجمعوا
 علی القول بہ و التصحیح لہ کا اشارہ مسلم ترجمہ تحقیق استدراک کیا ہے حاکم نے
 شیخین پر ایسے حدیثوں کا کہ وہ ان دونوں کی شرط پر ہیں اور ان دونوں نے انکو
 ذکر نہیں کیا اور تحقیق میں نے تلاش کیا اوسکے استدراک کو پس میں نے پایا اسکو
 تحقیق میں وجہ پہنچا ہے (یعنی ایک طرح سے استدراک ٹھیک ہے) اور میں وجہ
 نہیں پہنچا یہ اسواسطے کہ تحقیق اوس حاکم نے پایا احادیث کو کہ مروی ہیں رجال
 شیخین سے انکو شرط پر صحت اور اتصال میں پس ٹھیک ہوا استدراک اسکا اسوجہ سے
 لیکن شیخین نہیں ذکر کرتے مگر ایسی حدیث کو کہ ان کے مشایخوں نے اوسمیں مناظرہ
 کیا ہے اور اجماع کیا ہے قول سے اسپر اور اوسکی صحت پر جسیا کہ مسلم نے اشارہ کیا ہے
 و یقیناً یہ ہے کہ بعض راوی بخاری و مسلم میں اس قسم کے ہیں کہ آخر عمر میں او انکو
 حافظہ میں فتور آگیا اسوجہ سے انکی حدیث میں خلط واقع ہوا اور شیخین نے اوس سے
 قبل اختلاف کے اخذ کیا اب وہ شخص ہرگز شرط شیخین پر نہوگا و جب شہتم بخاری و مسلم میں
 بعض راوی ہیں شیخین انکی روایت نہیں لائے مگر لفظ حدثنایا اخبار سے
 پس غمیر نے جب دیکھا کہ یہ راوی بخاری و مسلم میں ہے فوراً اوسپر شرط شیخین کا حکم لگایا
 حالانکہ وہ درحقیقت ایک کی شرط پر بھی نہیں و جب ہم یہ ہے کہ بعض راوی ایسے ہیں
 کہ انکی سب طرح کی احادیث ہیں یعنی انکو خلط ہو گیا ہے لیکن شیخین باعین ہرگز
 تام کے پہنچتے ہیں کہ فلان روایت اسکی صحیح ہے فلان غیر صحیح اب دوسرے کو ہرگز
 نہیں پہنچا کہ اس راوی پر حکم شرط شیخین کا کرے و جب وہم یہ ہے کہ بعض حدیثیں
 انکو رجال ضعیف سے بھی ملین اور ثقہ سے بھی ملین لیکن سند ضعیف کی عالی ہے

اس آدمی کی جو نہ ہو بلانویالا اپنی بدعت کی طرف اسلئے کہ تحقیق آراستہ کرنا
 اپنی بدعت کا کبھی برا نگینہ کرتا ہے اوسکو روایتوں کی تخریف اور برابر پڑھنا
 کہ اسکا مذہب مقتضی ہو اور یہ صحیح مذہب ہے قول غریب ہے ابن جبار کا جو دعویٰ
 کیا ہے اتفاق کا قبول روایت غیر داعیہ پر بغیر تفصیل کے مان اکثر علماء قبول کرنے
 غیر داعیہ پر مبنی فقط اسطرح حیرت انگیز سی نے الفیہ اور اوسکی شرح میں کہا ہے مسلم
 و تلموز و غیرہ کتب اصول احناف میں اس مسئلہ کو خوب مفصل بیان کیا ہے من شاعر
 فلیرجع الیہا جواب ثانی کا یہ ہے کہ جس مخالفت سے حدیث میں ضعف آتا ہے وہ
 مخالفت کجاء اللہ پالی نہیں جاتی چنانچہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری
 کے مقدمہ میں فرمایا ہے واما المخالفة ينشأ عنها الشذوذ والنعارة فاذا
 روی الضابط او الصدوق شيا فزاد من هو احفظ منه او اكثر عددا
 بخلاف ما روی بحيث يتعدى الجمع على قوله عند المحدثين فهذا
 شاذ وقد ليشتمد المخالفة او لضعف الحفظ فيحكم على ما يخالفه فيه بكونه
 منكرا او هذا ليس في الصحيح سوى نثر وليس ير ترجمہ لیکن مخالفت پس پیدا
 ہوتی ہے اوس سے شذوذ اور نکارۃ جبکہ روایت کیا ضابط یا صدوق نے
 کسی حدیث کو پس روایت کیا ایک شخص نے جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا تھا
 یا بہت لوگوں نے بخلاف اس حدیث کے جسکو اوس نے روایت کیا تھا اسطرح کہ
 و شوار ہے ان دونوں کے درمیان موافقت قاعدے محدثین پر پس یہ شاذ ہو گیا
 اور کبھی سخت ہوتی ہے مخالفت یا ضعیف ہوتا ہے حافظ پس حکم کیا جاتا ہے اس
 حدیث پر جو خلاف کرتا ہے کہ وہ منکر ہے شکر ہے اللہ کا کہ نہیں ہے صحیح یعنی
 (صحیح بخاری و مسلم میں) سوائے حرف یسیر کے جو آپ سوم کا یہ ہے کہ جو غلطی
 معتبر جرح میں ہے یعنی کثیر الغلط ہونا راوی کا سو کجا اللہ صحیحین میں یہ جرح پائی

انکام و دود مطروہ ہے بخاری کے رجال کا جواب حافظ ابن حجر نے طول بسط سے
 مقدمہ فتح الباری میں دیا ہے ایسا ہی مسلم کے رجال کا جواب امام نووی نے شرح
 مسلم میں دیا ہے جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں ایک عمدہ جواب دیا ہے
 مختصر طور پر ہم بھی کئی جواب دیتے ہیں جواب اول وجہ بالا سے معلوم ہو چکا کہ اس
 فن میں امام بخاری و مسلم سے آج تک کوئی بعد ان کے ان جیسا نہیں ہوا جب ان
 دونوں نے یہ کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں وہ احادیث لائے ہیں جو صحیح ہیں اور بہت
 سے صحاح کو ترک کیا ہے اب دوسرے شخص کا کلام کہ ان سے کم ہے اس حدیث میں
 جسکو انھوں نے صحیح کہا ہے کیونکر مقبول ہوگا جواب ثانی جن راویوں پر لوگوں نے
 کلام کیا ہے وہ کلام پانچ طرح پر ہے اول بدعتی ہونے راوی سے کہ فلان قدر ہے
 مرجع ہے دوم مخالفت ارجح سے سوم جہت غلط سے چہارم جہالت حال راوی سے
 پنجم دعویٰ انقطاع سے جواب اول کا یہ ہے کہ روایت بدعتی کی جب تک اپنی
 بدعت کو شائع نہ کرے نزدیک جمہور محدثین و فقہاء اصولین کے معتبر ہے حافظ ابن
 صلاح نے مقدمہ کے نوع میں نوین تفریع میں فرمایا ہے قال - قوم قبل
 روایتہ اذا لم یکن داعیۃ ولا تقبل اذا کان داعیۃ الی بدعتہ و هذا
 مذهب الکثیر ترجمہ کیا قوم نے قبول کیا وے کی روایت اسکی جب نہ ہو بلا نیوا
 اور نہیں قبول کیا وے کی جسوقت ہو بلا نیوا لا بدعت کی طرف اور یہ مذہب اکثر کا
 ہے حافظ ابن حجر نے منخبہ اور اسکی شرح میں فرمایا ہے مطیع فاروقی کے صفحہ
 ۵۰ میں ہے یقبل ما لم یکن داعیۃ الی بدعتہ لان ترائین بدعتہ قد یجملہ
 علی تحریف الروایات و لتوید ما علی ما یقتضیہ مذہب و هذا فی
 الامم و اعرب ابن حبان فادعی الاتفاق علی قبول غایر الداعیۃ من غیر
 تفصیل نعم الا اکثر علی قبول غایر الداعیۃ ترجمہ قبول کیا وے کی روایت

حاکم و جرح بھی غیر مستثنیٰ فقط یہ بحث بہت طول بسط سے مطولات میں ہے جس کا دل
 چاہے او کئی طرف رجوع کرے یہاں سے جواب کلام ابن الہمام اور اون کے تلمیذ کا
 جو درباب صحیحین کے تھا احسن وجہ سے مدفوع ہوا جس کے ضمن میں جواب کلام مولوی
 احمد علی کا کہ ماخوذ کلام شیخ سے تھا ختم کو نیچا دیا تو فیقی الا بالہ **قولہ** کتب دیگر ہم سوا
 صحاح ستہ معتبر اندکہ دران بسیار از احادیث صحیحہ واجب العمل مستندہ بعضی از ایشان
 در صحاح ستہ نیست **اقول** بیشک بعضی دوسرے کتب سوائے صحاح ستہ کے
 معتبر ہیں اور احادیث اون کے چوبیشر و طبعی ثنیں کے صحیح یا حسن ہیں قابل عمل
 کم ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کتب درجہ اور مرتبہ میں صحاح ستہ سے
 برتری ہوئی ہوں اور درجہ ان کتب کا صحاح ستہ سے فائق ہو جس عجلالہ نافعہ
 آپ نے موطا امام مالک کا حال نقل کیا ہے اسی رسالہ میں سوا صحاح ستہ کو جو کتب
 ہیں سب کا درجہ اور حال مفصل لکھا ہے واسطے شائقین کی کچھ میں بھی لکھ دیتا ہوں اور جن
 جن کتابوں کا آپ نے ذکر فرمایا ہے مثلاً مستدرک حاکم و صحیح تہذیب و صحیح ابن خزمیہ وغیرہ کا
 حال بھی اسی عجلالہ نافعہ سے واضح کرے دیتا ہوں عجلالہ نافعہ مطبوعہ مطبع محمدی
 واقعہ لاہور کے صفحہ میں ہے طبقہ ثالثہ احادیثیکہ کہ جماعت از علماء متقین بر زبان
 بخاری و مسلم یا معاصرین آہنایا للاحقین ماہذا در تصانیف خود روایت کردہ اند
 و التزام صحت نموده و کتب آہنادر شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ اولی و ثانیہ نرسیدہ ہر چند
 مصنفین ان کتب موصوف بودند بہ تبحر در علوم حدیث و وثوق و عدالت و ضبط
 و احادیث صحیحہ و حسن و ضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز در ان کتب یافتہ می شود و حال
 ان کتب بعضی موصوف بعدالت اند و بعضی مستور و بعضی مجہول و اکثر ان احادیث
 مہدول بہ نزد فقہا نشدہ اند بلکہ اجماع برخلاف آہنہا منعقد گشتہ و درین کتب ہم
 تفاضل و تفاوت بہت بعضہا اقوی من بعض اسامی ان کتب نیست مستدشافی

نہیں جاتی چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمہ میں فرمایا ہے و اما الغلط فاسرۃ یلکثر
 من الراوی و تاسرۃ یقل الی ان قال و لیس فی الصحیح بحمد اللہ من ذلک شئی
 ترجمہ لیکن غلط پس بھی زیادہ ہوتا ہے راوی سے اور بھی کم یہاں تک کہ فرمایا نہیں ہر
 بحمد اللہ صحیح (یعنی صحیح بخاری و مسلم) میں اس سے کچھ شے جواب چہارم کا نظر ابن حجر
 مقدمہ میں یوں دیا ہے فمن زعم ان احدا منهم مجهول العدالة فکانہ
 فانزع المصنف فی دعواه انه معروف و لا شک ان المدعی لمعرفۃ مقدم
 علی من یدعی عدم معرفۃ لہ مع المثبت من زیادۃ العلم و مع ذلک
 فلا یجوز فی رجال الصحیح احد من یسوغ اطلاق اسم الجہالۃ علیہ اصلاً ترجمہ
 جس کسی نے گمان کیا کہ بیشک کوئی راویوں سے مجهول العدالت ہے پس گویا اس نے
 مصنف کے دعویٰ سے کہ وہ دعوا معروف کا ہے جھگڑا کیا اور نہیں شک ہے کہ مدعی معرفت
 اسکے کا بیشک مقدم ہے مدعی عدم معرفت اسکے پر کیونکہ مثبت کے ساتھ زیادتی علم
 کی ہے اور باوجود اسکے پس نہ پاویگا تو رجال صحیح بخاری میں کسی کو ان لوگوں سے
 جہل اطلاق اسم جہالت کا جائز ہو اور جواب پنجم کا حافظ ابن حجر نے یہ دیا ہے -
 اما دعوی الاقطاع فمدفوعۃ عن اخرج لہم البخاری لما علم من شرطہ
 ترجمہ لیکن دعوی اقطاع کا پس مدفوع ہے ان لوگوں سے جنکی حدیث بخاری
 لایا ہے باعث اسکے کہ جانی گئی ہے شرط اسکی سے مترجم کہتا ہے بخاری کی ایک
 یہ شرط ہے کہ جب تک نیچر کے راوی کا اعلیٰ سے ملاقات نہیں ہوتی تو اسکی حدیث
 اپنی کتاب میں نہیں لائے پس اب اقطاع کو کیا دخل ہے فقط جواب سوم یہ ہے
 کہ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ امام بخاری و مسلم سے اس نے مانے میں کوئی
 جرح تعدیل میں بڑا ہوا تھا اور نہ اون کے بعد کوئی اون جیسا ہوا ہے جبکہ
 انھوں نے ایک راوی کی توثیق کی تو پھر دوسرے کی جرح اسپر کس طرح سے سنائی دے

فضیلت میں لازم نہیں آتی اور جواب اسکا (یعنی اس اشکال کا یہ ہے) کہ تحقیق فضیلت حمل کی گئی ہے شرائط صحت پر پس امام مالک انقطاع کو اسناد میں قارح نہیں دیکھتے پس اس واسطے اپنی کتاب کے اصل وضع میں مراسیل و منقطعات و رباعیات کو لائے ہیں اور بخاری انقطاع کو بیشک علت گمان کرتا ہے پس نہیں نکالتا اس حدیث کو یہ جبکا رستہ ہے مگر اپنی کتاب کے اصل وضع کے غیر میں مثل تعلیقات و تراجم کے اور اس میں شک نہیں کہ تحقیق منقطع اگرچہ ایک قوم کے نزدیک ان حدیثوں میں سے ہر جو ایک قوم کے نزدیک حجت ہیں پس متصل زیادہ قوی ہوگی اس سے صہوت کہ مشترک ہوں دونوں کے راوی عدالت اور حفظ میں پس ظاہر ہوئی اس تقریر سے فضیلت صحیح بخاری کی فقط تیز حافظہ الحدیث ابن خرم نے بھی موطا کا درجہ بہت کم درجہ پر رکھا ہے جیسا کہ نقل کیا امام ذہبی نے سیر النبلاء میں و رشاء ولی اللہ صاحب نے شرح موطا میں تقریر کی ہے کہ موطا میں جو کچھ ہے امام مالک پر سب صحیح ہے نہ اسے غیر پر حجت قال حافظ ابن حجر کتاب مالک بحیث عندہ و عند من یقلدہ علی ما اقتضاه نظره من الاحتجاج بالمرسل المنقطع وغیرہا ترجمہ فرمایا حافظ ابن حجر نے کتاب مالک کی صحیح ہے نزدیک مالک و راوی شخص کے کہ جو اسکا مقلد ہے جیسا کہ تقاضا کرتی ہے نظر اسکی حجت پکڑنے سے ساتھ مرسل اور منقطع اور سوائے ان دونوں کے اس تحقیق سے روہوتوں ہو لویا صاحب کا جو انھوں نے عجاۃ نافعہ سے اپنے مدعا کی تائید کے لئے نقل کیا تھا قولہ وقطع نظر ازین اگر حدیثی معمول امام اعظمؒ باشند و در صحاح وغیرہ آن را ضعیف منسوب کرده باشند تضعیف ایشان بہ نسبت امام اعظمؒ قابل حجت نیست چرا کہ ممکن است کہ تا رسیدن این محدثین جمہرم التلمیذ و واسطہ ضعیف آن حدیث ضعیف قبول کردہ باشند و ابو حنیفہؒ کہ متقدم است اور این واسطہ ضعیف نیفتادہ باشند

ابن حجر نے غلبۃ الفکر میں فرمایا ہے وان عورض بمثلہ فان امکن الجمع فهو مختلف
الحديث اولاً وثبت المتأخر فهو النسخ والآخر المنسوخ والا فالترجيح ثم
التوقف ترجمہ اور اگر معارضہ کیا جاوے ساتھ مثل اس کے کے پس اگر جمع ممکن ہو پس
وہ مختلف الحدیث ہے یا نہ ممکن ہو اور متأخر ہونا ایک کا ثابت ہو پس وہ نسخ ہے و
دوسری منسوخ اور اگر تقدم تاخیر نہ ثابت ہو پس ترجیح ہے پھر توقف۔ ایسا ہی فقہ
اور اس کی شرح میں ہے۔ وجہ دوم اگر ہم اس قاعدہ کو تسلیم بھی کریں تو بھی سجدۃ
اس سے بچھ خرابی ہمارے مدعین نہیں آتی کیونکہ اکثر صحابہ قراءۃ خلف امام کے قائل ہیں
جیسا کہ غفریب آویگا وجہ سوم یہ کہنا کہ رجوع کیا جاوے گا طرف فقہائے صحابہ خصوصاً خلفاء
راشدین کے آجتک محققین سے اسکا کوئی قائل نہیں ہوا نہ یہ قاعدہ اصول حدیث کا
ہے نہ اصول فقہ کا اصول حدیث کا قاعدہ تو اوپر مذکور ہوا اصول فقہ کا یہ ہے مسلم الشیخ
اور اس کی شرح بحر العلوم میں ہے ان لم یکن الجمع لتسا قطالی مادہ فقہاً مراتباً فاذا
کان التعارض بین الایتین فالخصیر الی خبر الواحد واذا کان بین الخبرین
فالخصیر الی اقوال الصحابة والقیاس ترجمہ اگر جمع ممکن نہ ہو تو رجوع کیا جاوے گا
طرف نیچے مرتبہ کو پس جب ہو تعارض در بیان دو آیتوں کے پس رجوع کرنا ہے
طرف خبر واحد کے اور جب ہو تعارض در بیان دو حدیثوں کے پس رجوع ہے
طرف اقوال صحابہ کے یا قیاس کے ایسا ہی نور الانوار مطبوعہ مطبع نظامی کے صفحہ
۱۶۴ میں ہے اور اس میں طرح توضیح وغیرہ کتب اصول میں ہر جواب ان کتب اصول
کی عبارات کو دیکھو کہ رجوع اقوال صحابہ کی طرف اس میں ہے گو فقہ یہو یا غفریب
نہ فقہ فقہ کو غرض مقدمہ مولوی صاحب کا دھوکھو کی ٹٹی ہے جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا
تو اب اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے **قولہ** در سندان روایت عند الترمذی
والبی داؤد و محمد بن اسحاق واقع ست قال الشیخ ابن حجر فی التقریب محمد بن سنان

بلکہ بطریق دیگر معتبر رسیدہ باشد الی قولہ مراد شارع **اقول** یہ فقط آپکا حسن ظن
 اور گمان ہے کہ امام اعظم رحمہ کو شاید وہ حدیث ضعیف دوسرے واسطے قوی سے پہنچی ہو
 یہ حسن ظن آپکا آپ کے مخالف پر کچھ حجت نہیں ان احتمالوں سے شرع میں کام نہیں
 چلتا ہاں اگر دوسرا قوی طریق اس حدیث ضعیف کا جیسے امام اعظم نے عمل کیا جو
 آپ امام صاحب سے ہی تار رسول اللہ صلعم پہنچا دیوں تو بیشک وہ حدیث قابل حجت
 کے شمار کیجاوے گی اور آپکا قول چونکہ محدثین امام اعظم سے موخر ہوئے ہیں
 اسلئے ہو سکتا ہے کہ شاید یہ واسطہ ضعیف بعد امام صاحب کے لاحق ہوا ہو سکتا
 ہوگا والاہر کسرل پنے معتقد علیہ کی نسبت یہی قول پیش کر سکتا ہو مثلاً کوئی مالکی کہہ
 کہ شاید امام مالک کو ارسال کی حدیث قوی طریق سے ملی ہو جو او رائے کو نہیں ملی
 یا واسطہ ضعیف سے ملی علی ہذا القیاس ہر فرقہ ضالہ ہی اس آپ کے قاعدہ سے اپنے
 مذہب کو بخوبی ثابت کر سکتا ہے جو جواب آپ انکو دیوں گے وہی ہمارا تصور فرمیں
قولہ ازینجاست کہ در اصول گفتہ حکم المعارضۃ بین السنتین المصدور الی اقوال
 الصحابة تراخا خصوصاً فقہائے ایشان مثل خلفائی راشدین وعبادہ ثلثۃ وزید
 بن ثابت و نحوہم حجتیست قوی گویا اینہست براسی توضیح مراد شارع الی قولہ چون
 محمد شہدائین مقدمہ **اقول** خلاصہ مقدمہ مولوی صاحب کا یہ ہے کہ جب دو
 سنونین تعارض واقع ہو تو رجوع بجانب اقوال صحابہ کے کیا جاوے گا جواب آپکا
 چندہ ہے وہی اول ہم اس قاعدہ کو نہیں تسلیم کرتے وجہ عدم تسلیم کی یہ ہے
 کہ یہاں گفتگو حدیث میں ہے تو قاعدہ اصول حدیث کا ایسے مقام میں معتبر ہوگا
 نہ قاعدہ اصول فقہ کا قاعدہ اصول حدیث کا یہ ہے کہ جب درمیان دو حدیثوں
 کے تعارض واقع ہو اور تاریخ تقدم تاخیر کی بھی معلوم نہ ہو اور نہ جمع ممکن ہو اور
 نہ کوئی صورت ترجیح کی پائی جاوے تو وہاں توقف کیا جاوے گا چنانچہ حافظ

حافظ ابن صلاح مقدمہ میں فرماتے ہیں و ما رواہ بلفظ مباین
الاتصال بخد سمعت واحدنا واخبرنا واشباههما فهو مقبول محتج بہ ترجمہ
اور جو اوس نے لفظ اتصال کے بیان کر نیوالے سے روایت کیا ہے مثل سمعت
(میں نے سنا) اور اخبارنا (ہم کو خبر دیا) اور مثل اسکے پس وہ روایت مقبول ہے۔
لایق حجت کے ہے حافظ ابن حجر منجہ اور اوسکی شرح میں فرماتے ہیں حکم
من ثبت عنه التذلیل اذا كان عدلاً ان لا يقبل منه الا ما صرح فيه
بالحدیث علی الاصح اور حکم اوس شخص کا جس سے تذلیل ثابت ہو جبکہ علی
ہو یہ ہے کہ نہ قبول کی جاوے اوس سے مگر وہ حدیث کہ جسمین تصریح کر کو شد
ملفوظ صحیح کے عراقی الفیہ میں فرماتے ہیں والاکثر من قبلہ ما صرحاً
ثقاتہم بوصلہ و صحابہ ترجمہ۔ اکثر اہل علم نے قبول کیا ہے جس حدیث کی
تصریح کی ہے ثقات مدلسین نے ساتھ وصل کے اور یہی قول صحیح کہا گیا ہے۔
افضل المحققین مولانا صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب منہج الوصول
میں فرمایا ہے و ہرچہ بلفظ مباین الاتصال و مصرح السماع آو وہ مثل سمعت
واخبرنا و حدثنا و اشباه ان پس ان مقبول محتج بہ بہت کذا فی المنہل و ان خلاصہ
و المختصر۔ ترجمہ راوی مدلس جبکہ لفظ بیان کر نیوالے اتصال تصریح کر نیوالے
سماع سے لایا ہے مثل سمعت و اخبارنا و حدثنا اور مثل اسکے پس وہ مقبول لایق
حجت کے ہے ایسا ہی ہے منہل اور خلاصہ اور مختصر میں امام محی الدین
نووی مقدمہ صحیح مسلم میں فرماتے ہیں والعصیم ما قالہ الجاہلین من
الطوائف ان ما رواہ بلفظ محتمل لم یبیین فیہ السماع فهو مرسل

صدق یدلس ورمی بالتشیع والقدر | قول محمد بن اسحاق پر جو آپ نے
یہ جرح نقل کی ہے اور اسی جرح سے حدیث ترمذی و ابو داؤد کو جس میں محمد بن اسحاق
واقع ہے آپ نے ضعیف ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ جرح بالکل مجروح ہے کیونکہ آپ کے
قول کے موافق اس راوی پر دو جرح ہوئیں ایک تلبیس کی و دوم رمی بالتشیع والقدر
جواب جس جرح اول کا دو طور پر ہے اول قواعد حنفیہ سے دوم قواعد محدثین سے
تقریراً اس جواب کی جو قواعد حنفیہ سے ہے اس طور پر ہے کہ تلبیس حنفیہ کے بیان جرح
ہی نہیں مسلم الثبوت اور اسکی شرح میں ہے ولا جرح ایضاً بالتلبیس باہام الروایۃ
عن المعاصر الا علی و ہویر و عن الادنی انہ ترجمہ اور نہیں ہے جرح بھی ساتھ
تلبیس کے باعث و ہم میں ڈالنے کے روایت کو معاصر اعلیٰ سے حالانکہ وہ
روایت کرتا ہے اسکو ادنیٰ سے اسطرح سے اور جمع کتب اصول حنفیہ میں ہے
جب حنفیہ کے نزدیک تلبیس سے جرح ہی نہ ٹھہری تو پھر حنفیہ کو مرکز لایق
نہیں ہے کہ اس جرح سے اعتراض محمد بن اسحاق پر کر کے اسکی حدیث کو عیث
اس جرح کے مجروح سمجھیں مجھکو مولوی احمد علی صاحب پر نہایت ہی افسوس
ہے کہ باوجود حنفی ہونے کے مولوی صاحب نے اس جرح سے قرض کیا اور
اسکو جرح سمجھا تاہیں خیال کریں کہ مولوی صاحب کی کیسی نا انصافی ہے فقہ
اگر کہا جاوے کہ محدثین کے نزدیک تو یہ جرح ہے گو حنفیہ کے نزدیک نہو بطور
قواعد محدثین کے تو حدیث محمد بن اسحاق کی ضعیف ہوگی مین کہتا ہوں بیشک
محدثین کے قواعد کو نزدیک تلبیس جرح ہے مگر جواب اسکا جواب ثانی میں دیا جاتا
(تقریر جواب ثانی بطور قواعد محدثین) محدثین کے نزدیک مطلق تلبیس جرح نہیں ہے
بلکہ وہ تلبیس جرح ہے جس میں راوی بطور معتمد کے روایت کرے اگر اس راوی
دلس نے کسی حدیث کو حدثنایا خبرنا سے روایت کیا تو وہ حدیث اسکی جرح

صرح بالتحديث فذهبت مظنة تدليس و تابعه من تقدم
 ترجمہ محمد بن اسحاق نے بیشک تصریح کی ہے لفظ حدیث کے ساتھ پس گمان
 اسکی تدلیس کا جاتا رہا اور تابع ہوا اسکا وہ شخص جو پہلی مذکور ہوا شافعی
 تحقیق کیلئے اب وہ روایات لکھی جاتی ہیں جنہیں محمد بن اسحاق نے لفظ حدیث
 یا خبر کا ذکر کیا ہے امام الائمہ امام بیہقی سنن کبریٰ میں بعد تخریج روایت
 محمد بن اسحاق کے فرماتے ہیں و كذلك رواه اسمعيل بن علي و يزيد
 بن هارون و جماعة عن محمد بن اسحاق بن يسار و رواه ابراهيم
 بن سعد عن محمد بن اسحاق و ذكر فيه سماع ابن اسحاق عن مكحول اخبرنا
 ابو بكر بن احمد بن محمد بن الحارث الفقيه انبانا على بن عمر الحافظ
 ثنا ابن صاعد ثنا عبيد الله بن سعد ثنا عيسى بن ابي عن ابن اسحاق
 ثنا مكحول بهذا و قال فيه فاني لاسألكم تقرون خلف امام لم اذا جهر
 قلنا اجل و الله يا رسول الله هذا قال فله تفعلوا الا بامر القرآن فانه
 لاصلوة لمن لم يقراء بها قال علي بن عمر هذا اسناد حسن ترجمہ
 ایسی ہی روایت کیا ہے اسکو اسمعیل بیٹے علیہ اور زید بیٹے ہارون اور
 انکی جماعت نے محمد بن اسحاق بن یسار سے اور روایت کیا اس حدیث کو ابراہیم
 بیٹے سعد نے محمد بن اسحاق سے اور ذکر کیا اس روایت میں سماع ابن اسحاق کو
 مکحول سے (فرمایا سولف نے) ہمکو خبر دیا ابو بکر بیٹے احمد بیٹے محمد بیٹے
 حارث فقیہ نے کہا ہمکو خبر دیا علی بیٹے عمر حافظ نے کہا ہم سے حدیث کیا
 ابن صاعد نے کہا ہم سے حدیث کیا عبيد الله بن سعد نے کہا ہم سے حدیث

و ما بینہ فیہ کسمعت و حدثنا و اخبارنا و مشہداتنا و صحیحہ مقبول
یحتجہ بہ اور صحیح وہ ہو جسکو بہت نے گروہونہیں سے فرمایا ہو کہ جسین لفظ
مختمل السماع سے روایت کیا ہو سماع کو اوسمین نہ بیان کیا ہو پس وہ مثل
ہے اور حسین سماع کو بیان کیا ہو مثل سناہین نے اور حدیث کیا ہمکو اور
خبر دیا ہمکو اور مثل اسکے پس وہ روایت صحیح لائق حجت کے ہو مقدمہ
مشکوۃ میں ہے و ذهب الجہنم الراعی قبول تدلیس من عرفاۃ
لا یدلس الا عن ثقتہ کا بن عیینۃ والی رد من کان یدلس عن
الضعفاء و غیرہم حتی ینص علی سماعہ بقولہ سمعت و حدثنا
او اخبارنا ترجمہ گویا بہت لوگ طرف قبول کرنے روایت اوس شخص کے
جو نہین تدلیس کرتا مگر ثقہ سے مثل ابن عیینہ کے اور طرف رد کرنے روایت
اوس شخص کے جو تدلیس کرتا ہے ضعفاء وغیرہ سے یہاں تک کہ تصریح کرے
اپنے سماع پر اپنے قول (سمعت، میں نے سنا) یا حدثنا) ہمکو حدیث کیا۔ یا
(اخبارنا) ہمکو خبر کیا سے فقط ان عبارات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ تدلیس
کی روایت مطلقاً نہین روکی جاتی بلکہ اوس صورت میں کہ لفظ مختمل السماع
مثل عن، و قال، سے بیان کرے بعد اسکے اب دیکھنا چاہئے کہ محمد
بن اسحاق نے تصریح سماع کی لفظ حدثنا یا اخبارنا سے کسی روایت میں کی ہو
یا نہین کتب احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن اسحاق نے تصریح
لفظ حدثنا سے کی ہے امام الائمہ امام شوقانی نیل الاوطار میں فرماتے
ہیں چنانچہ نیل الاوطار جلد ثانی کے صفحہ ۱۱۰ میں ہے و محمد بن اسحاق

لاصلاۃ لمن لم یقرء بها ترجمہ ہمین خبر دیا ابن صاعد نے کہا ہمین حدیث
بیان کیا عبید اللہ بن سعد نے کہا ہم سے حدیث بیان کیا میرے چچا نے کہا
حدیث کیا ہم سے میرے باپ نے ابن اسحق سے کہا ہمین حدیث بیان کیا مکحول
ساتھ اسی حدیث کے اور کہا اسمین بیشک میں تمکو گمان کرتا ہوں کہ تم پڑھتے ہو
اپنے امام کے چھپو جب زور سے پڑھتا ہے ہننے کہا ہاں اور رسول اللہ کے
جلد ہی کرتے ہین ہم جلد ہی کرنا فرمایا مت پڑھو تم مگر سورہ فاتحہ پس بیشک
نہین ہوتی نماز اوس آدمی کی جو اسکو نہین پڑھتا - **فاعدہ**

ناظرین خیال کریں کہ روایت بیہقی اور دارقطنی کو میں نے کس محنت سے
سعی کر کے ہم پہنچایا ہے اسکے مقابلہ میں صد بار وہیہ یا سچ ہین بعض ہمارے
احباب چھہ روپیہ سالانہ کو بھی قیمت اس پر چہ کی گران تصور کرتے ہین اتھو
حاصل کلام سابق کا یہ ہے کہ جرح تدلیس کی ہر طرح سے مجروح ہوئی قوا
حنفیہ سے بھی کیونکہ اون کے نزدیک تو یہ جرح جرح ہی نہین اور قواعد
محدثین سے باعث موجود ہونے صراحت حدیث کے شیخ الاسلام **فظ**
ابن حجر عسقلانی نے مکحول کو شیخ ابن اسحق کا لکھا ہے سماع ابن اسحق کا
مکحول سے ثابت فرمایا تہذیب التہذیب میں فرماتے ہین محمد بن اسحق
بن یسار بن خیاس و یقال کو تان المدینی ابو بکر و یقال ابو عبد اللہ
المطلبی مولاهم رمای انسا و ابن المسیب و اباسلمہ بن عبد الرحمن
و روی عن ابیہ و عمیہ و عبد الرحمن و موسیٰ و الاعرج و
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر و معبد بن کعب بن مالک و محمد

بیان کیا میرے چچا نے کہا ہم سے حدیث بیان کیا میرے باپ نے ابن اسحق سے کہا
 ہمیں حدیث کیا کھول نے ساتھ اس روایت کے اور کہا اس روایت میں پس
 بیشک میں نکلو گمان کرتا ہوں کہ پڑھتی ہوا اپنے امام کے پیچھے جب زور سے پڑھتا
 سمجھتا تھا ان قسم ہے اللہ کی اس رسول اللہ کے جلدی کرتے ہیں جلدی
 اپنے فرمایا پس مت پڑھو مگر سورہ فاتحہ کو پس بیشک نہیں ہی ناظر آدمی کی
 جو نہیں پڑھتا ہے سورہ فاتحہ یعنی پیچھے امام کے کہا امام علی بن عمر نے اس
 روایت کی سند بہت اچھی ہے **فائدہ** محدثین کی اصطلاح میں جن
 اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں میں کسی پر تہمت جھوٹے کی نہ ہوئی ہو نشانہ
 اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرح سے بھی مروی ہوں اس کا رتبہ صحیح کے
 رتبہ سے کچھ کم ہے صحیح کی اور حسن کی شرطیں متحد ہیں مگر ضبط اور اتقان کا
 فرق ہے صحیح میں ضبط اور اتقان زائد ہوتا ہے حسن میں کم عمل میں دو ٹوکنا
 ایک ہی درجہ ہے جیسے صحیح پر عمل کرنا واجب ہے ایسا ہی حسن پر فقط۔
 امام الایمہ علی بن عمر دارقطنی جنکا جرح تعدیل میں بہت کچھ اعتماد ہے
 مولوی عبدالحی صاحب نے بھی اپنے رسالہ الرفع والتکمیل میں امام
 دارقطنی کو متوسطین عادلین میں سے لکھا ہے اپنی سنن میں بعد تخریج
 روایت محمد بن اسحاق کے چند طرق سے فرماتے ہیں اخبارنا ابن صاعد
 ثنا عبید اللہ بن سعد ثنا عی ثنائی عن ابن اسحاق حدثنی
 کھول بھذا و قال فیہ النی را کم تقرؤن خلفا اما مکم اذا جہر
 قلنا اجل واللہ یا رسول اللہ ہذا قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ

عند الجاحیہ علی ما بینا او لا ترجمہ مجہول کی چند قسمیں ہیں ایک انہیں
 مجہول العداۃ ہے ظاہر اور باطن تمام سے روایت ایسی شخص کی غیر مقبول
 ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے اس عبارت امام ابن صلاح سے معلوم ہوا
 کہ روایت مجہول کی معتبر نہیں ہوتی جبکہ مجہول کی روایت تک معتبر نہیں ہوتی
 تو بھلا جرح او سکی کیسے معتبر ہوگی حافظ ابن حجر شرح منہج میں فرماتے ہیں
 وینبغي ان لا يقبل المجرم والتعدیل الامن عدل مبتیظ فلا يقبل
 جرح من افرط فيه فمجرم بما لا يقتضي رد الحديث المحدث كما لا يقبل تركية
 من اخذ للمجرد انظارها فاطلق التركية قال الذهبي وهو من
 اهل الاستقراء التام في نقد الرجال لم يجتمع اثنان من علماء هذا
 الشأن قط على توثيق ضعيف ولا على تضعيف ثقة انتهى ولهذا كان
 مذهب النسائي ان لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على تركه
 وليحدس المتكلم في هذا الفن من التساهل في المجرم والتعدیل فانه
 ان عدل بغير تثبت كان كما لم تثبت حكما ليس بثابت فيحشى عليه
 ان يدخل في زمره من هو وحديثا وهو يظن انه كذب واجرح
 بغير تحريز اقدم على الطعن في مسلم برئ من ذلك ووسمه بسوء
 يبقى عليه عارہ ابدان الافه تدخل في هذا انا مرة من الهوى والغرض
 الفاسد وكلام المتقدمين سالم من هذا غالبا وانا مرة من الخالفه
 في العقائد وهو موجود كثير اقد يما وحديثا ولا ينبغي اطلاق المجرم
 بذلك فقد قد منا تحقيق الحال في العمل ببر واية المبتدع في اور لا اتي به

بن ابراہیم بن الحارث التیمی والقاسم بن محمد بن ابی بکر و محمد بن
 جعفر بن الزبیری و عاصم بن عمر بن قتادہ و عباس بن سہل بن سعد
 و الزہری و ابن المنکدر و مکحول الخ ترجمہ محمد بیٹے اسحق بیٹے سیار
 بیٹے ثیار کے اور کہا جاتا ہے کوثران مدینہ کے رہنویا لے ابو بکر اور کہا جاتا ہے
 ابو عبد اللہ طلبی مولیٰ انکا دیکھا حضرت انس رضی اللہ عنہ و ابن المسیب اور ابی سلمہ
 بیٹے عبد الرحمن کو اور روایت کیا اپنے باپ سے اور دونوں چچا سے اور
 عبد الرحمن اور موسیٰ اور اعرج و عبد اللہ بیٹے عبد اللہ بیٹے عمر اور عبد
 بیٹے کعب بیٹے مالک اور محمد بیٹے ابراہیم بیٹے حارث تیمی اور قاسم بیٹے
 محمد بیٹے ابو بکر اور محمد بیٹے جعفر بیٹے زبیر اور عاصم بیٹے عمر بیٹے قتادہ
 اور عباس بیٹے سہل بیٹے سعد اور زہری اور ابن منکدر اور مکحول سے
 آخر تک اس سے معلوم ہوا کہ مکحول محمد بن اسحق کو شیخ بن سماع اور مکحول سے
 حاصل ہے اس سے جواب تدلیس کا تمام ہوا ولہذا الحمد رہی دوسری
 جرح یعنی رمی بالتشیع والقدر کی سو اسکا جواب دو وجہ سے
 وجہ اول رمی بالتشیع والقدر صیغہ مجہول کا ہے فاعل اسکا مجہول معلوم
 ہے جرح مجہول کی معتبر نہیں ہے جرح کا معلوم ہونا ضروریات سے ہے
 تو کہ معلوم ہو کہ جرح کر نیکی لائق ہے یا نہیں اگر جرح کر نیکی لائق
 ہے تو یہ جرح اسکی تعصب سے ہے یا بغیر تعصب کے حافظ ابن صلاح
 اپنے مقدمہ میں بہ نسبت مجہول کے فرماتے ہیں المجہول اقسام احیدھا
 مجہول العدالة من حیث الظاهر والباطن جمیعاً و روایت غیر

فاتمنا من الذی یرجی وکان تحا علينا الصرمین

احمد و الله که رسالہ عجیبہ غریبہ مرقین خاتمہ الطبع من ان الاعمال ورسالہ الرفع والتکمیل
جسکو مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی تالیف کیا اور الطبع میرا کو محمد عثمان کرنام سے شائع کیا گیا ہے



از تازہ افاضات جامع منقول و معقول مولانا مولوی محمد سعید صاحب مدرسہ تہذیب و تہذیب و حدیث
و مالک مطبع صدیقی واقع شہر بنارس، جسٹس مولف بانظر ارفیق مولوی عبدالحی صاحب بارکزی مولف

در مطبع صدیقی واقع شہر بنارس محلہ دارانگر گروہ

کہ نہ قبول کیا وے جرح اور تعدیل مگر عادل بیدار مغز سے پس نہیں قبول کیا
 جرح اوس آدمی کی جس میں زیادتی ہو پس جرح کرے ایسی جرح سے کہ مقتضی
 وحدیث محدث کو نہ ہو جیسا کہ نہیں قبول کیا جاتی صدائے اوس آدمی کی
 جو ظاہر حال پر صفائی کر دیوے امام فرمائی نے فرمایا حالانکہ وہ پوری کھوج
 کرنے والوں سے ہے پر کھنور جاں میں نہیں جمع ہوئے کبھی دو علماء اہل
 جرح کے ضعیف کے ثقہ کہنے پر اور ثقہ کے ضعیف ٹھہرانے پر اس کی وجہ سے امام
 نسائی کا یہ تھا کہ نہیں ترک کرتے حدیث کسی آدمی کو جب تک اسکے ترک پر
 سب کا اتفاق نہ ہوتا اور چاہتیکہ ڈرے اس فن میں کلام کر نیوالا جرح تعدیل
 میں سستی کرنے سے پس بیشک اگر اوس شخص صفائی کی کسی آدمی کی بغیر بوجھ کے
 ہوگا مثل ثابت کر نیوالے ایک حکم کو کہ وہ ثابت نہیں ہے پس اس پر خوف ہے
 کہ داخل ہو جاوے جماعت میں ان لوگوں کے کہ حدیث کو روایت کیا اور وہ
 جانتا ہے کہ جھوٹی ہے اور اگر جرح کیا بغیر سمجھ کے اقدام کیا مسلمان کی طاعت
 کہ وہ اوس سے بری تھا اور عیب لگایا اوس کو عیب برے سے کہ باقی رہیگی عار و
 اسپر ہمیشہ آفت اس جرح کی کبھی تو خواہش نفسانی غرض بری ہوتی ہے
 حالانکہ کلام پہلے لوگوں کا اکثر سالم ہے اس سے اور کبھی آفت آجاتی ہے عقائد کو
 مخالفت سے حالانکہ یہ بہت موجود ہے پہلے پہلے لوگوں میں اور نہیں لایق ہے
 اطلاق جرح کا اس سے پس بیشک ہم نے پہلے بیان کیا ہے تحقیق کو عمل کرنے
 بدعتی کی روایت پر فقط اس تحقیق انیق سے معلوم ہوا کہ جرح کا عادل
 ضابطہ غیر متعصب ہونا چاہئے مجہول نہ ہونا چاہئے مجہول کی ترشہ کا اعتبار نہیں ہے

چند نسخہ صحیحہ اس فقیر کی نظر سے بھی گزرے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ وغیرہ بلاد میں بھی گئے
 سبکی متن میں ترجمہ امام ابوحنیفہ کا موجود ہے خدا جانے مولوی صاحب نے کونسا ایسا
 نسخہ دیکھا ہے کہ حسین یہ ترجمہ تھا ظاہر تو یہی ہے کہ یہ مولوی صاحب کا فعلہ تعصب مذہبی
 ہے یا ہو سکتا ہو کہ وہ نسخہ کسی متعصب حنفی کا لکھا ہوا ہے امام کا ترجمہ دیدہ و دانستہ نکالنا
 ہو لکن ہو کے انیوالون اور خاتمہ میزان سے یہ امر معلوم ہوا کہ وقت طبع اس کتاب کے
 مولوی صاحب کے پاس کل دو نسخہ تھے ایک سید حامد حسین صاحب شیعہ مذہب کا دوسرا معلوم
 نہیں کس صاحب کا تھا اصل تمام دو نسخہ سید حامد حسین صاحب پر تھا دوسرا نسخہ محض نکال و غلط
 تھا حالانکہ سید حامد حسین صاحب کے نسخے کے متن میں ترجمہ امام صاحب کا موجود ہے مہذبن
 اصل وہی نسخہ ہے باقی اسی نسخے کی نقلیں بعض جگہ بہ بن پھر معلوم نہیں مولوی صاحب
 کیسے لکھتے ہیں کہ بعض نسخہ نمین یہ ترجمہ حسین تھا اس تحریف کا حال قیامت میں معلوم ہوگا
 اگر مولوی صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ملک عرب سے دو تین نسخے صحیحہ منگا و کھلا
 یہ تو انشائاً اللہ مولوی صاحب سے ہرگز نہ ہوگا لو کان بعضہم لبعض ظہیر واجب حال تحریف
 معلوم صاحب کا معلوم ہوا تو اب حال مضامین حسد و بغض کا سننا چاہئے میزان کے
 آخر میں مولوی صاحب نے ایک خاتمہ الطبع محمد عثمان نامی سے لکھا یا ہے اس میں خباب
 نواصب صاحب بہادر دام مجدہ پر کئی جگہ طعن کئے ہیں بھلا یہ کون موقع طعن کا تھا
 سوائے حسد اور عناد کے اور کیا کہا جاوے طرفہ ماجرا یہ ہے کہ کوئی نیا طعن نہیں کر
 دی پڑانے ابراز کے مردود طعن ہر کتاب میں درج کئے جاتے ہیں اور ایسے ایسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلا على عباده الذين اصطفى اما بعد علماء و الاشراف
 وناقدین ذی العرفان پر واضح ہو کہ ایک مدت سے یہ غفلت ہو رہا تھا کہ میزانِ لاعلمی
 لاندہی کو مولوی عبدالحی صاحب کمال عرق ریزی سے طبع کراتے ہیں شایقانِ نظر
 تھے کہ کب یہ کتاب نایاب طبع سے آراستہ ہو کر میدانِ شیوع میں جلوہ گر ہوتی ہو
 خدا خدا کرتے وہ دن ہوا کہ اوسکا جمال باکمال نظر آیا جیسے نقاب کو اٹھا کر چہرہ کا ملا خطہ کیا
 دل پڑمروہ ہوا اللہ کی قدرت ایسی عمدہ کتابوں میں بھی باعثِ تعصب مذہبی کے
 تشریف ہونے لگی حسد و بغض کے مضامین درج ہونے لگو تفضیل اس اجمال کی
 یہ ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب نے میزان کے متن سے ترجمہ امام ابوحنیفہ صاحب کو
 نکال کر حاشیہ پر درج کر دیا اور یہ عذر لکھ دیا کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ نہیں تھا اور بعض
 میں تھا اسلئے حاشیہ پر لکھا گیا حالانکہ یہ عذر محض نکما مولوی صاحب کی خانہ ساز بات ہو

ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب نے خود لکھ کر نام سے محمد عثمان کے شاہجہاں پور قریب اسپر
 یہ ہے کہ اسی خاتمہ کے ساتھ اپنا رسالہ بھی لکھا ہے وجہ دوم اسمین تو کچھ شک ہی نہیں
 کہ یہ عبارت مولوی صاحب کی اصلاح دی ہوئی ہے اسپر تمام طلبہ لکھنؤ کے شاہد ہیں
 نیز مولوی صاحب کا یہ قاعدہ ہے کہ اگرچہ کوئی انکا شاگرد کچھ بھی لکھو بغیر اصلاح کے دھوکے
 نہیں طبع کرتے جب مولوی صاحب کی اصلاح پائی گئی تو بموجب قاعدہ تقریر کے
 یہ انھیں کی غلطیاں ہوئیں وجہ سوم فرض کرو کہ مولوی صاحب نے نہ اسکو بنایا
 اور نہ اصلاح دی مگر اسپر نہ اسندی مولوی صاحب کی تو ہے کیونکہ اگر رضامندی نہ ہوتی
 تو طبع ہی کیوں کرتے پس اب بحکم قاعدہ مسلمہ مولوی صاحب کی ابراہیم میں
 یہ انہیں کی غلطیاں ہوئیں بعد معلوم کر لینے غلطیوں کے اب تعارضات مولوی صاحب کو
 معلوم کر لینا چاہئے کہ اس ایک صفحہ میں کیا کیا حضرت مولوی عبدالحی صاحب تعارضات
 نقل میں عبارت فوات الوفيات کے واقع ہوئی ہیں (نمبر اول) خاتمہ الطبع میزان
 سطر امین ہے و نظر حالہ ابراز کے صفحہ ۱ میں ہے نظر عللہ معلوم نہیں کہ مولوی صاحب
 کے نزدیک یہ صحیح ہے یا وہ (نمبر ۲) خاتمہ الطبع کے سطر امین ہے و ایان
 الایہام ابراز کے صفحہ ۱ میں ہے و ایان الایہام (نمبر ۳) خاتمہ الطبع میزان
 میں ہے (وجہ الکثیر) ابراز کے صفحہ ۱ میں جمع الکثیر بغیر واو کے ہر
 (نمبر ۴) خاتمہ الطبع میزان میں ہے و من تصانیف کتاب تاریخ الاسلام ابراز کے
 صفحہ ۱ میں ہے و من تصانیف تاریخ الاسلام یہاں پر کتاب کا لفظ نذر ہے

شخصوں کے نام سے طعن ہوتے ہیں کہ خیلو عبارت لکھنے کا سلیقہ نہیں ہے یہ خاتمہ الطبع
 میران کا ایک صفحہ ہے پہلا اسکی غلطیاں واضح سنا چاہئے اور اس پر حضرت معترض کی
 عبارت عربیت کا حال معلوم کر لیا چاہئے غلطیاں نمبر و نقل کی جاتی ہیں (نمبر اول)
 خاتمہ الطبع میران کے سطر ۴ میں ہے والفاظ بن حجر چاہئے والفاظ بن حجر کیونکہ الف
 ساڑھونیکا کوئی موقع نہیں ہے ایسے ہی (ومنہم لم یقید) میں من نہیں چاہئے
 ومنہم من لم یقید۔ (نمبر دوم) سطر ۷ (فمنہم من افراد الثقات) چاہئے
 فمنہم من افراد الثقات کیونکہ من افراد الثقات ترکیب بھل ہے (نمبر سوم) ومنہم
 افراد الضعفاء چاہئے ومنہم من افراد الضعفاء جیسا کہ معطوف علیہ میں ہر
 ورنہ معطوف علیہ و معطوف کا ایک حکم نہ ہوگا (نمبر چارم) سطر ۱۱ مناقب ابوبکر چاہئے فی
 مناقب ابوبکر کیونکہ اسمارستہ مکبرہ کا اعراب جالت جر میں یا کے ساتھ آتا ہے (نمبر پنجم)
 سطر ۲ عن الشر الفسق چاہئے عن الشر الفسق کیونکہ شر مضاف ہے فسق کی طرف
 مراد یہ ہے کہ اللہ اوسکو فسق کے شر سے بچاؤ ایک صفحہ کی عبارت میں تو یہ جلی غلطیاں
 ہیں باقی غلطیاں صلات وغیرہ کا شمار نہیں ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کوئی یہ نہ سمجھو
 کہ یہ غلطیاں محمد عثمان کی فقط ہیں نہ مولوی عبدالحی کی بلکہ ہر کسی کو معلوم کرنا چاہئے
 کہ یہ غلطیاں مولوی عبدالحی صاحب کی ہیں تین وجہ سے وجہ اول یہ ہے کہ اکثر شیخ
 عبدالحی صاحب کی عادت ہے کہ بہت باتیں خود لکھ کر دوسروں کے نام سے شایع
 کر دیتے ہیں جیسا کہ ناظرین رسائل زیارت پر پوشیدہ نہیں ہے اسطرح سے

چونکہ یہ عربی حضرت معترض کی بدتر اردو سے ہے کما وضحا سابقاً لہذا اردو میں
برائے افہام بہ خاص و عام کے جواب دیا جاتا ہے **قولہ** ولاتلقن الی ما یوحی
فی بعض تالیفات امیر بھوپال النواب السید صدیق حسن خان ابن السید
اولاد حسن بن سید اولاد علی القنوجی من ان وفاته كانت سنة ست
واربعین **اقول** یہ اعتراض معترض کا ابراز کے صفحہ ۷۷ امین موجود ہے کوئی نیا
اعتراض نہیں ہے جواب اسکا دو وجہ سے دیا جاتا ہے وجہ اول یہ ہے کہ جناب
نواب صاحب بہادر نے اسکو کشف الظنون مطبوعہ مصر سے نقل کیا ہے اور او سین
اسیطر چیر ہے ناقل پر کچھ جگہ اعتراض کی نہیں سچرا سپر کیا دلیل ہے کہ یہ قول غلط
ہے اور دوسرے مورخوں کا قول صحیح ہے اسپر اب تک آپ نے کوئی دلیل بیان نہیں کی۔
وجہ دوم یہ کہ ذہبی کے مولد میں خود آپ سے بھی تعارض واقع ہوا ہے چنانچہ
ابرار کے صفحہ ۷۷ امین ہے وکان مولده فی الربیع الاول اور التعلیقات اسنیہ
کے صفحہ ۱۱ امین ولد فی الربیع الاخر اب اپنے اس تناقض کا جواب دیونگر
وہی جناب نواب صاحب بہادر کا مجھ میں **قولہ** وکذا ما یوحی فی بعض تالیفات ان من
جملة تصانیف الذہبی تہذیب التہذیب **اقول** پہلے تو ناظرین لطف
عبارت کا خیال کریں کہ فقط لکھا کہ یہاں کو نسما موقعہ ہے مناسب یہ تھا کہ یوں لکھتے
و کذا الی ما یوحی الخ اس اعتراض کے معترض نے تذکرہ کے صفحہ ۲۲ میں بھی لکھا
جواب اسکا یہ ہے کہ قطعاً سہو ناخ ہے کیونکہ جناب نواب صاحب بہادر نے چند کتب میں

نمبر ۵، خاتمۃ الطبع میزان میں ہے (و میزان الاعتدال والمثبت فی الاسماء
والانساب مجلد) ابراز کے صفحہ ۱ میں ہے و میزان الاعتدال ثلاث مجلدات
خاتمۃ الطبع میں میزان کو ایک مجلد لکھا ہے اور ابراز میں تین مجلد (نمبر ۶) میزان کو
مثبت کے ساتھ ملا کر خاتمۃ الطبع میں ایک مجلد لکھا ہے اور ابراز میں مثبت کو علمی
فقط ایک مجلد لکھا ہے (نمبر ۷) خاتمۃ الطبع میں و نبال الرجال مجلد ابراز کے صفحہ ۱
میں نبال الرجال بغیر واو کے ہی معلوم نہیں یہ صحیح یا وہ (نمبر ۸) ایسی ہی تنبیہیں
کو خاتمۃ الطبع میں واو سے لکھا ہے اور ابراز میں نہیں (نمبر ۹) میزان کے خاتمۃ
الطبع میں ہے و تنقیح احادیث التعلیق لابن الجوزی والمستملی الخ ابراز کے
صفحہ ۱ میں ہے تنقیح احادیث التعلیق لابن الجوزی المستملی الخ ابراز میں
ابن الجوزی المستملی بغیر حرف عطف کے ہے اور خاتمۃ الطبع میزان میں مع
حرف عطف کے (نمبر ۱۰) خاتمۃ الطبع میزان میں ہے و لغم السمر فی سیرۃ عمر
ابرار کے صفحہ ۱ میں ہے لغم السمر فی سیرۃ عمر (نمبر ۱۱) خاتمۃ الطبع میزان میں
و اختصار کتاب الجہاد لابن عساکر ابراز میں ہے اختصار کتاب الجہاد ابن عساکر
(نمبر ۱۲) خاتمۃ الطبع میزان میں ہر حالۃ البید فی عداد اہل بدس ابراز کے صفحہ ۱ میں
ہے حالۃ البید فی عداد اہل بدس انھیں بارہ تقاضات پر اکتفا کیا جاتا ہے
جب مولوی صاحب سے ایک دس سطرون کی عبارت کی نقل میں اس قدر
تعارضات فاحشہ ہوتے ہیں تو باقی کیفیات جناب کا خدا حافظ اب جو کچھ
جناب خاتمہ میں یہ وہ گولی کی ہے اسکو قولاً قولاً کر کے روک دیا جاتا ہے

اور محققین کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی اگر انصار نے اقرار کیا ہے کہ جناب انصاف
 بہادر غیر ملترم الصحتہ ہیں تو ایک خاص بات لیجئے: مراسخ میں کیا ہونے کل باتوں میں بخلاف
 جناب کے آپ تو مسائل دینیہ میں غیر ملترم الصحتہ ہیں جسے آپ کی تالیفات کو بغور نام لیا کہ
 اوسپر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے احمد لندہ کہ خاتمہ الطبع میں ان میں جو آپ نے یہود و
 گوی کی تھی اُسکا جواب تمام ہوا اب جو کچھ آپ نے الرفع والتکمیل میں بحق جناب
 نواب صاحب کے لکھا ہے اوسکا جواب لکھا جاتا ہے چکر جواب کے یہ بات معلوم کر لیا جائے
 کہ مولوی صاحب کی یہ عادت ردیہ ایسی ہے کہ ہر سالہ میں اہل حدیث پر طعن کرتے ہیں
 کہ اہل حدیث اصطلاحات ائمہ جرح و تعدیل سے واقف نہیں ہیں حالانکہ مولوی
 صاحب کا محض افتراء ہے کیونکہ جیسا اہل حدیث فن جرح و تعدیل سے واقف ہیں اہل را
 کو تو اُسکا عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہے انصاف سے پوچھیے تو آپ ہی اس فن سے
 محض کورے ہیں اگر کچھ جانتے بھی ہیں تو اسپر آپ کا عمل نہیں ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کا
 کچھ خوف کرنا چاہئے اور طعن سے باز آنا چاہئے امانیت اچھی نہیں ہوتی الکبر و ذوالی
 خیال کرین ورنہ آپ جانتے ہیں کہ ہلوگ بھی زبان رکھتے ہیں مناسب سمجھ کر سمجھایا گیا آئندہ
 آپ کو اختیار ہے **قولہ** ہوا حافظ محمد بن عبد الرحمن شمس الدین السخاوی نسبتہ الی سخا
 من اعمال مصر المتوفی ۸۲۰ ۹۰۰ اثنتین وتسعمائة لاشئہ ستین بعد شان مائۃ کا ذکر بعض
 غیر ملترم الصحتہ من افاضل عصرنا الخ **اقول** ہذا الاعتراض لیس بجدید فقد ذکر الکما
 ہذا الاعتراض بعینہ فی ابرازہ فی صفحہ ۱۱ وجوابہ من وجہین الاول ان صاحب الاشخا

تقریب فرمائی ہے کہ تہذیب التہذیب تصنیف سے حافظ ابن حجر کے ہے واسطے تصدیق
دعویٰ کے عبارت مسکونہ تمام کی نقل کرتا ہوں صفحہ ۳ میں ہے از تصانیف اوست -
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ و اشخاص الملہ باطراف العشرہ و لسان المیزان و تعجیل المنفعہ
فی رجال الاربعہ و ہدایۃ الرواة فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوۃ و انوار العرم
بانوار الغمر و الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ و تلخیص البحر فی تخریج اخبار الرافضیہ
و احتفال ببیان احوال الرجال و تہذیب التہذیب و مختصر شمسی بہ تقریب اسخ
اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ سہو کا تب ہے اگر سہو کا تب جائز نہیں ہو تو آپ
نے چند جگہ غلطی کی ہے صفحہ ۱۰ تذکرہ میں اذافست فسدت الاسکان چاہئے
اذافست اور اسی صفحہ میں ہے بین النہت چاہئے بین الہفات جو کچھ آپ ان غلطیوں کا
جواب دلوں گے وہی جناب نواب صاحب بہادر کا تصور کرین **قولہ** کیف لا وقد
اقرہ علی لسان الضارہ بانہ ناقل غیر ملتزم الصحۃ و حاطب اللیل و جامع
کل یالبسۃ و ہا طبة **اقول** اس بیہودہ گوئی کا اگر ترکی بترکی جواب لکھوں تو ہندو
کے زمرہ سے دور پڑتا ہوں مگر اس قدر کہہ دیتا ہوں کہ سچ فرماتے حاطب اللیل جناب
نواب صاحب بہادر ہیں یا حاسد باغض جناب نواب صاحب بہادر کے تصانیف تو
مسائل حقہ سے پر ہیں ہر مسئلہ پر براہین کتاب و سنت کی موجود ہیں بخلاف آپ کے
کہ اہل رائے کے اقوال کو جمع کر دیا ہے جسکو شک ہو حاشیہ ہدایہ و عمدۃ الزایا کا
ملاحظہ کرے جسبکہ آپ سے کچھ بن نہیں پڑتا و بن بن بین کی چال اختیار کرتے ہیں

انح اقول هذا ايضا ذكره في البرازيل بصفحة ٥٥ اجوابه ان صاحب الاتحاد دام مجده
 نقل من الكشف المطبوع بمصر ولا اعتراض على الناقل كما في كتب النسخة وانك
 قد نقلت في حاشية الهداية من قررة الفاتحة خلف الامام يستحب ان كبير اسنان
 وقد اثبت قررة خلف الامام فاموجود ايك فهو جواب صاحب الاتحاد دام مجده
قوله هو مولف المرقاة شرح المشكوة وغيره هو على بن سلطان محمد وقيل ^{سلطان}
 البروي المتوفى بكرة سنة ١٢٥٠ **اقل** بذه جيرة غليمة وجسارة فحمة لقد غلط
 المعترض غلطاً بنا واخطا خطا جلياً فانه مات القاري سنة ١٢٥٠ بل مات سنة ١٢٥٠ كما في خلاصة
 الاثر وايضا هذا مخالف لما نسخ في ابرازة سبحان التكيف يحتمل المعترض على اعتراض
 السادة الكبار الذين هم بمنزلة ابيه ولعلهم هو بنفسه اذ لم تستحي فاصنع ما شئت **قوله**
 هو قاسم بن قطلوبغا بن الدين صاحب التصانيف الكثيرة في الفقه والحديث قد بسط
 في ترجمته لميزة السخاوي في الضوء اللامع وذكر ان وفاته سنة ١٢٥٠ والمثقت الى ما وقع
 في تصانيف غير ملزم الصحة من افاضل عصرنا انه مات سنة ١٢٥٠ **اقل** قد ذكر المعترض
 هذا الاعتراض ايضا في ابرازة بصفحة ١٨ وقد اجاب عنه صاحب التبصرة بانه سهو من
 الناسخ قال العبد الضعيف ليس هذا بمسبب تبعد فقد اقر العترض بسهوا الناسخ في مواضع
 شتى كما لا يخفى على من طالع الابراز **قوله** هو شيخ الاسلام زكريا بن محمد الانصاري
 المصري من تلامذة ابن حجر وابن الهمام المتوفى سنة ١٢٥٠ كما يوجد في الاتحاد
 من تاليفات غير ملزم الصحة من افاضل عصرنا **اقل** هذا افتراء على صاحب الاتحاد

دام مجده نقل من كشف الظنون المطبوع بمصر والى راجعة فوجده كما نقل والنقل
 ليس عليه الاتصيح النقل الثاني ان الاعتراض على النقل ليس سنة المحصلين بل سنة
 اربابهم اسما سدين كما اثبت صاحب التبصرة في مقدماته ولم يستطع المعارض رد
 المقدمات بل ما بلغ فهم مراجعها كما وضحا سابقا فتذكر **قوله** هو شيخ الاسلام ابو عبد الله
 محمد بن احمد بن عثمان الذمبي المتوفى سنة ثمان واربعين بعد سبعمائة لاسنة ست
 واربعين كما ذكره بعض غير ملتزم الصحة من افاضل عصرنا **اقول** قد ذكر ابا ساد هذا
 الاعتراض بعينه في ابراره في صفحة ١٢٠ اغرضي انه ليس بجديد وقد مر جوابه مفصلا
 حيث بحثنا على خاتمة الميزان واشتباها بحجة واضحة تقارض المعارض في مولد الذمبي
 فلا حاجة لنا باعادته **قوله** هو الشيخ احمد بن علي المصري مولف فتح الباري وقرئ الشبهة
 وتهذيب التهذيب ولسان الميزان وغير المتوفى سنة لاسنة كما ذكره غير ملتزم الصحة
 من افاضل عصرنا **اقول** هذا سهو من الناظر لان صاحب الاسبج دام مجده قد ذكر
 ترجمة ابا فاطم ابن حجر في المسك وارض وفاته سنة ١٢٠٠ وقد صنف قبل الاسبج عبارة كذا
 وفاتش در قاهره مصر اتفاق افاد دوم ذي قعدة او راسهال دكرت وستمائة
 تا آنكه شب شنبه بست و ششم ذي حجة سنة اثنتين وخمسين وثمان مائة بعمره ثمان و
 ستين سال بجوار رحمت الهي انتقال فسهود فانظر هذه العبارة بنظر الانصاف ولو فسك
 عن طريق الاعتساف كي تضح لك سواد السبيل **قوله** هو ابا فاطم زين الدين عبد الرحيم
 بن الحسين ابو الفضل العراقي المصري المتوفى سنة لاسنة كما ذكره بعض غير ملتزم الصحة

صاحب الاتحاف دام مجده قد نقل ذلك من الكشف المطبوع بمصر والناقل لا اعترض
عليه كما ثبت في موضعه هذا آخر الجواب لما تقوه به المعترض في الرفع والتكميل والحمد لله
عز وجل مولو یصاحب نے دنل جگہ پر لکھتے چینی فرمائی انہیں سے کئی جگہ تو افترا
پر دازی کی اور بعض جگہ وہی پڑا لے مردودہ اعتراضات ابراہان کو نقل کیا اب میں
ایک بحث پر اس خاتمہ کو ختم کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ مولو یصاحب اکثر جگہ اہل حدیث
کی شانیں الفاظ غیر مہذبانہ لکھتے ہیں از انجملہ یہ کہ اہل حدیث اصطلاحات ائمہ جرح
و تعدیل سے واقف نہیں ہیں کتب رجال مثل میزان و تہذیب وغیرہ سے جرح
نقل کر دیتے ہیں حالانکہ اہل حدیث اصول حدیث سے خوب ماہر ہیں اس سے
اصل مقصود مولو یصاحب کا دفع جرح امام صاحب کا ہے کیونکہ مولو یصاحب کو
بہ نسبت امام صاحب کے پرلے سر کا غلو ہے چنانچہ بخاری کی حدیث یا بی اللہ والمؤمنون
الا با بکم کو تحریف کر کے تذکرہ میں لکھا ہے یا بی اللہ والمؤمنون الا با حنیفۃ یتین چاہتا ہوں
کہ مولو یصاحب کے اس غلو کا حال لکھوں کہ آیا امام صاحب کے بارعین یہ مولو یصاحب
غلو صحیح ہے یا نہیں اس بحث کو میں انھیں قواعد سے لکھتا ہوں جتنکے بارے میں
مولو یصاحب اہل حدیث پر طعن کرتے ہیں قبل شروع اس بحث کے میں اپنا
عقیدہ امام صاحب کی نسبت ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں امام صاحب کو بزرگ
پرہیزگار جانتا ہوں ان حدیث میں امام صاحب ضعیف تھے باعث کمی حافظہ کے وغیرہ
بہ نسبت اور ائمہ کے احادیث بھی اونکو کم ملی ہیں اس لیے اس واسطے مذہب آپکا اکثر اہل

دام مجده فاني قد رجعت الاتحاف فما وجدت فيه وفاة ذكره سنة ٩٢٥ بل فيه انه مات
 سنة ٩٢٥ وهذا موافق لما في الكشف واما على الناقل تصحيح النقل لا غير اما قول
 المعترض انه توفي سنة ٩٦٦ فخطا صريح لانه قد مات سنة ٩٢٦ كما قال السخاوي وغيره
 وقد نقل المعترض نفسه في ابراز الغي انه مات سنة ٩٢٦ والى التدليس شكلي من هذا التناقض
 ومن بلغ هذه المرتبة من الغفلة فحرام عليه اخذ القلم وتسطير الورقة قوله هو مولف
 ارشاد الساري شرح صحيح البخاري وغيره المتوفى في اوائل سنة ٩٢٥ لانه كما وجه
 في بعض تاليفات غير ملزم الصحة من افاضل عصرنا **اقول** هذا ايضا افتراء على صاحب
 الاتحاف فانه لم يقل صاحب الاتحاف دام مجده في شيء من تاليفاته ان صاحب ارشاد الساري
 مات سنة ٩٢٥ والذي نفسى بيده كيف يجترى المعترض مثل هذا الصنيع الصريح بخرع شديدا
 من عند نفسه فيقول صاحب الاتحاف قال كذا او كتب كذا يا عبد السحي الاتحاف الله
 ولا يوم الحساب اما تدرى انك طلاقه فاجوابك لمثل هذا الفعل الشنيع اني والله نضحت
 لك حق النصيحة فان لم تفهم بعد ذلك فما علينا من حرج فانما علينا البلاغ **قوله**
 اى اسكا فظ زين الدين عبد الرحمن بن احمد بن رجب الحنبلي المتوفى سنة ٩٩٥
 كما في تصانيف غير ملزم الصحة **اقول** قد ذكرت هذا ايضا في ابرازك بصفتي ١٣ وجوابه
 ان صاحب الاتحاف دام مجده نقل ذلك من الكشف فاعلمت ارض على صاحب الكشف
 لا على صاحب الاتحاف **قوله** الشيخ محمد بن علي افندي الرومي البركلي المتوفى سنة ٩٠٥
 لانه كما وقع في الاتحاف **اقول** هذا ايضا ذكره في ابرازك بصفتي ١٢ وجوابه ان

الاسلام عروۃ عروۃ ماولد فی الاسلام اشام منه قال ابو حنیفہ قدمت مکہ فاخذت
 من الحجام ثلاث سنن لاقعت بین یدیه قال لی استقبل القبلة فبذل بشق راسی
 الایمن وبلغ الی العظمین قال الحمیدی فرجل لیس عنده سنن من رسول اللہ صلعم
 واصحابہ فی المناسک وغیرہ کیف یقلد فی احکام اللہ فی الموارث والفرایض والزکوۃ
 والصلوۃ امور الاسلام عبد الرؤف مناوی شرح جامع صغیرین تحت حدیث اذا طلعت
 الشریا ابن الزرع من العاہتہ کے فرماتے ہیں وفیہ شعیب بن ایوب الصیرفی
 اور وہ الذہبی فی الضعفا وقال ابو داؤد واخاف اللہ فی الروایۃ عنہ والنعمان
 بن ثابت الامام اور وہ الذہبی فی الضعفا وقال ابن عدی عامۃ تالیف وہ غلط و تصحیف
 وزیادات ولہ احادیث صاۃ تیز امام ذہبی منیران الاعمال میں فرماتے ہیں النعمان
 بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ الکوفی امام اہل الراۃ ضعیف النسائی من جہۃ حفظہ
 وابن عدی وآخرون ترجمہ الخلیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام الفریقین
 معذلیہ ومضعفیہ ونیز ترجمہ اسمعیل میں لکھتے ہیں اسمعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت
 الکوفی عن ابیہ عن جدہ قال ابن عدی ثلاثہم ضعیف امام ابن ابی کوزی کی کتاب
 منتظم سے صاحب توضیح النور نے یوں نقل کیا ہے ذکر صاحب المنتظم باسنادہ المتصل
 الی سعید بن ابی مریم انہ قال سلت یحیی بن معین عن ابی حنیفہ قال لکتاب حدیثہ وآلی
 عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ المدینی قال سالت ابی عن ابی حنیفہ فضعفہ جدا وقال فی
 خمسين حدیثا اخطا فیہا وآلی ابی حفص عمرو بن علی قال ابو حنیفہ لیس سجافا مضطربا

مبنی ہے حدیث میں ضعیف ہونے سے کچھ اون کے تقویٰ اور بزرگی میں ٹھہر
 لگتا دیکھو امام ذہبی نے بہت راویوں کو اولیا اور عابد زاد بھی لکھا ہے اور یہ بھی
 لکھا ہے کہ یہ غیر محتج بہ ہیں چنانچہ عاصم بن اکیب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں
 عاصم بن کلیب الجرمی الکوفی عن ابی کلیب بن شہاب والی بردہ وجماعۃ وعنه شعبۃ وعلی
 بن عاصم وطائفة وکان من العباد الاولیاء لکنہ مرجی وثقة یحییٰ بن معین وغیرہ
 قال ابن المدینی لا یحتج بما انفرد بہ وقال ابو حاتم صالح انتہی اور عباد بن عبد اللہ
 الزاہد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کان ممن غلب علیہ التقشف والعبادة حتی غفل
 من الحفظ والاتقان کان یاتی بالشیء علی حسب التوہم حتی کثر المناکیر فی روایۃ علی قلیہا
 فاستحق التکرر فقط اور بہت سے راویوں کے نسبت امام ذہبی نے ایسا ہی لکھا ہے
 ان لقول سے معلوم ہوا کہ زاہد پارسا متقی اولیا ہونا اور بات ہے اور حدیث میں
 قوی ہونا اور بات ہے اب پہلے ان جروح کو جاننا چاہئے جو ائمہ حذاق و محدثین
 نقاد سے امام ابو حنیفہ کے حقیقین صادر ہوئے ہیں صاحب درسات جسکو مولانا حبیب
 تعلیق الحمید وغیرہ میں محقق لکھ چکے ہیں امام بخاری سے نقل کرتے ہیں النعمان بن
 ثابت ابو حنیفہ الکوفی مولیٰ بنی تیمم الدین ثعلبۃ روى عنه عباد بن العوام وابن المبارک
 مشیم وکیع وسلم بن خالد و ابو معاویہ والمقرئ کان مرجأ سکتوا عن رأیہ وعن عتہ
 امام بخاری تاریخ صغیر میں جسکا ایک نسخہ کامل میرے نظر سے گزرا ہے لکھتے ہیں حدیث میں
 بن حماد قال حدثنا القزازی قال کنت عند سفیان بنی النعمان فقال احمد بن محمد کان یفرض

جرحو معلوم کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے پاس کتب اصول حدیث
 بہت ہیں مگر چونکہ مقابلہ مولوی صاحب سے ہوا اسلئے اس بارہ میں کل نقول انھیں
 کے رسالہ سے لکھے جاتے ہیں الرفع والتکمیل میں فرماتے ہیں مراتب الفاظ التجریح
 علی خمس مراتب وجعل ابن ابی حاتم وتبعہ ابن الصلاح اربع مراتب الاولی وہی
 اسوہ ما ان یقال فلان کذاب او کذب او یقع احادیث او وضاع او وضع حدیث
 او دجال وادخل ابن ابی حاتم واخطیب بعض الفاظ المرتبۃ الثانیۃ فی ہذہ قال ابن
 ابی حاتم اذا قالوا متروک احادیث او ذاہب احادیث او کذاب فہو ساقط لا یتب حدیث
 المرتبۃ الثانیۃ فلان متہم بالکذب او الوضع و فلان ساقط و فلان مالک و فلان ذاہب
 او ذاہب احادیث او متروک او متروک احادیث او ترکوہ او فیہ نظر او سکتوا عنہ
 فلان لا یعتبر بہ او لا یعتبر سجدیہ اولیس بقتۃ ولا مامون ونحو ذلک المرتبۃ الثانیۃ
 فلان رد او رد وادعیہ او مردود احادیث و فلان ضعیف جدا وادعیہ بمرۃ و طرحوا
 حدیثہ او مطرح او مطرح احادیث و فلان ارم بہ و لیس شیئ ولا شیئ و فلان لایساوی شیئاً
 ونحو ذلک وکل من قبل فیہ ذلک من ہذہ المراتب الثلاث لا یحیی بہ ولا یتشہد بہ
 ولا یعتبر بہ المرتبۃ الرابعۃ فلان ضعیف منکر احادیث او حدیث منکر او مضطرب الحدیث
 و فلان وادعیہ وضعفہ و فلان لا یحیی بہ المرتبۃ الخامسۃ فلان فیہ مقال فلان ضعیف
 او فیہ ضعف او فی حدیثہ ضعف و فلان یعرف و ینکر و لیس بذاک او بذال القوی
 و لیس بالمتین و لیس بالقوی و لیس بحجۃ و لیس بحجۃ و لیس بالمرضی و فلان للضعف

الحدیث و اہی الحدیث وقال ابو بکر بن ابی داؤد و جمیع ما روى ابو حنیفة من الحدیث
 کما فی خمسین حدیثاً اخطا و قال غلط فی نصفها و نیز امام ابن ابی حوزہ علی متناہیہ میں فرما
 ہین و روى عن ابن شداد عن الولید عن جابر و الولید مجہول و سببہ ان لیون ابو حنیفة
 و ہم فی قولہ عن جابر فان جماعة من الحفاظ رووہ عن موسی بن ابی عالیثہ عن عبد اللہ
 بن شداد و مرسلان عن النبی صلعم امام دارقطنی اپنے سنن میں فرماتے ہین حدیثنا علی بن
 عبد اللہ بن مبشر ثنا محمد بن حرب الواسطی ثنا اسحق الازرق عن ابی حنیفة عن موسی
 بن ابی عالیثہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم من کان لم
 امام فقراۃ الامام لم قراۃ لم سیندہ عن موسی بن ابی عالیثہ غیر ابی حنیفة و الحسن
 بن عمارۃ و ہما ضعیفان زلعی نصب الراہ میں دارقطنی سے نقل کرتے ہین قال الدارقطنی
 و ہم ابو حنیفۃ فہی علی منصور و انما رواہ منصور عن محمد بن سیرین عن معبد و معبد ہذا
 لاصحۃ لہ و لقال انہ اول من نکلم فی القدر من التابعین حدث بہ عن منصور عن ابن
 سیرین عن غیلان بن جامع و ہشیم بن بشیر و ہما احفظ من ابی حنیفۃ للاسناد
 ثم اخرجہ کذلک و قال ابن عدی لم یقل فی اسنادہ عن معبد الا ابو حنیفۃ و اخطا فیہ انہ
 واسطی منصفین کے اسبقہ نقول اسماء اہل شان کے کافی ہین زایدہ شوق جبکہ ہو
 وہ تاریخ خطیب کا ملاحظہ کرے اگر مولوی صاحب اسکا جواب لکھا تو اس امر کی تفصیل
 انشاء اللہ خوب بسط سے کیجاوگی اب قواعد اصول سے ان جرحوں کا حال سننا چاہیے
 کہ یہ کیسے جرح ہین اور ایسے شخص کی روایت کا کیا حال ہوتا ہے پہلے مراتب

اپنے کا ملاحظہ کریں سوال مولوی صاحب نے لکھا ہو کہ جرح مفسر کا اعتبار ہوتا ہے انہیں سے جرح مفسر کون کون ہے جواب امام نسائی وابن عدی وعلی لدینی وبخاری ویحییٰ بن معین کی جرح مفسر ہو نیز خود ہی مولوی صاحب نے الفاظ جرح کے نقل کر دئے ہیں کہ جبکہ حقیقت یہ جرح لکھو جاوین اونکی روایت معتبر نہیں ہوتی تو اب اسی قاعدے سے امام صاحب کی روایت کیسے معتبر کی جاوے گی

سوال مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ نسائی مشددین سے ہیں جب نسائی مشددین سے ہوئے تو اونکی جرح لغو ہوگی جواب اول تو ہم اسکو تسلیم نہیں کرتے کہ نسائی مشددین سے ہیں فقط مولوی صاحب نے ایک جگہ سے قول حافظ ابن حجر کا نقل کیا ہے اور علماء اوسکے مخالف ہیں اگر مان بھی لیون تو بھی میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اگر مشدد کی جرح دوسروں کے موافق ہو تو اوسکی جرح کا اعتبار کیا جاوے گا تو اب اسی قاعدہ سے یہ جرح بھی معتبر ٹھہری پھر جرح دارقطنی وابن عدی وبخاری وغیرہم کی موجود ہیں اور دارقطنی وابن عدی کو مولوی صاحب معتدل نقل کرچکے ہیں عبارت منقولہ آپ کی یہ ہے قسم معتدل کا حمد ودارقطنی وابن عدی ایسی ہی امام بخاری کی تعریف بھی لکھ چکے ہیں بالفعل اس بحث کو ہم افسوس لکھ کر ختم کرتے ہیں اگر مولوی صاحب نے اسکا جواب لکھا تو پھر انشاء اللہ مفصل بحث لکھی جاوے گی * * *

ماہود فیه خلاف ولعنوا فیه وطلعون وتری الحفظ ولین اولین الحدیث اوفیہ لین وکلموا
 فیه وکل من ذکر من بعد قولی لایساوی شیئاً فانہ یخرج حدیثہ لاعتبار انتہی
 اسطرح میزان کو شروع میں بھی ذہبی نے مراتب جرح کو لکھ دیا ہے۔ آب خیال کرنا
 چاہئے کہ یہ جرح جو نسبت امام صاحب کے نقل ہوئیں کس درجہ کی
 ہیں اول جرح امام بخاری کی سکتو اعن حدیث یہ جرح دوسرے مرتبہ کی ہے جس
 شخص کے عقین یہ جرح لکھی گئی ہو او سکی روایت قابل حجت و اعتبار کے نہیں
 ہوتی جیسا کہ ابھی گزرا دوسری جرح ابن عدی کی جسکا مفاد یہ ہے کہ اکثر امام
 صاحب سے تصحیف و غلطی حدیث میں ہوتی ہے جو مفاد ذاہب الحدیث کا ہے اگر
 او کو مفاد ذاہب الحدیث کا کہیں تو یہ جرح مرتبہ ثانیہ کی ہوگی اگر سنی حفظ کا
 مفاد کہیں تو جرح درجہ پنجم کی تیسری جرح امام نسائی کی سنی حفظ درجہ چہم کی
 ہے چوتھی جرح امام المحدثین سیحی بن معین کی لاکتب حدیثہ درجہ اولی کی
 ہے یا درجہ ثانیہ کی علی اختلاف القولین پانچویں جرح علی بن مدینی کی ضعیف جدا
 درجہ ثالثہ کی ہے اور جس شخص کی نسبت یہ جرح اور سابق کی جرح ہوتی ہے
 او سکی روایت سے احتجاج نہیں کیا جاتا اور نہ استشہاد کیا جاتا ہے چھٹی جرح
 عمرو بن علی کی ہے کہ لیس یحافظ و اہی الحدیث مرتبہ رابعہ کی ہے ساتویں جرح ابو بکر
 بن ابی داؤد کی درجہ خامسہ کی ہے آٹھویں جرح امام دارقطنی کی درجہ رابعہ کی ہے
 فقط۔ آب بخد مت مولو یصاحب کے گذار شے کہ ان جرح و قواعد اصول منقول

صاف تصریح فرمائی ہے کہ اصل تخریج کشف کی زلیعی کی ہے
حافظ ابن حجر نے اسکی تلخیص کی ہے عبارت آپ کی یہ ہے
تخریج احادیث الکشاف للامام المحدث جمال الدین عبد اللہ بن یوسف
الزلیعی اخفی المتوفی سنۃ اثنین وستین و سبعۃ و کتاب اورا حافظ
ابن عسقلانی تلخیص کردہ نامش الکاف الشاف فی تخریر احادیث الکشاف
نہادہ و این در یک مجلد ست و در مجلد دیگر بران استدراک
نمودہ انہ ان دو وجوہ کا جناب نے ابراہیم بن بھی کچھ جواب نہ دیا
غلطی کا تب کی بہت سی جگہ ہو جاتی ہے پھر مردودا اعتراض کا
اعادہ کرنا مسترض ہی کا کام ہے **قولہ** سمی النواب القنوجی
اسیہ بھو فال فی کتابہ اتحاف النبلاء عند ذکر تخریج احادیث
الہدایۃ الزلیعی المخرج یوسف بن عبد اللہ و سماہ فی صفحہ آخری عن
ذکر تخریج احادیث الکشاف لعبد اللہ بن یوسف و ہوتعارض مستفیع
اقول بہ نسبت اسکے پہلے بھی جناب صفحہ ۲۰-۱۰ ابراہیم بن بھیودہ گوی
کہ چکے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ صاحب اتحاف دام مجدہ نے کشف الطون
سے نقل کیا ہے اور کشف الطون نمین و ونون طور سے لکھا ہے ایک جگہ
عبد اللہ بن یوسف دوسری جگہ اویسکا عکس وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی
کہ اسین پہلے سے اختلاف چلا آتا ہے محمود کفوی نے یوسف بن عبد اللہ

ضمیمہ

رومین اُن اعمت راضیوں کو جنکو مولوی عبدالحی صاحب نے
خاتمۃ الطبع زلیعی مین لکھا اور عبدالوہاب طالب العلم کو
نام سزاو سکی شہرت دی

چونکہ اس خاتمۃ الطبع کو مولوی صاحب نے ایک طالب العلم کے نام
سزا لے کیا ہے اور عبارت بھی او سکی نہایت پتر پوچ ہے اس
لائق نہیں ہے کہ ایسوکا تب کو عربی مین مخاطب بنایا جاوے لہذا جواب
اُردو مین دیا جاتا ہے قولہ مایوجد فی الاکسیر فی اصول التفسیر مین
تالیفات امیر سبھو فال النواب السید صدیق حسن خان بہادر القنوجی
من ان تخیرت احادیث الکشاف للزلیعی لمخص من تخیرت بحوالہ ابن
حجر فہو غلط واضح لاینبغی ان یلتفت الیہ **اقول** یہی اعمت راض
مولوی صاحب نے التعليقات السنیہ کے صفحہ ۹۰ مین لکھا ہے کوئی
نیاعت راض نہیں پڑائی مردود باتوں کا اعادہ کرنا معلوم نہیں کہ کہاں
سے سیکھا ہے جواب اسکا شفاء العی مین دو وجہ سے دیا گیا ہے
اول یہ کہ تقدیم و تاخیر کی غلطی نسخ سے ہے کیونکہ صاحب اکسیر کو
کشف الطنون پر جنوبی نظر ہے دوم یہ کہ صاحب اکسیر نے اتحاف مین

جائزہ پر نہیں اگر جائز ہے تو خیر اور اگر سہونا سخ جائز نہیں ہے تو
اوسکی تصریح فرمائے پھر دیکھئے کیا واقعی آپکی غلطیاں لکھی جاتی
ہیں کہ آپکو چھپا چھوڑا ناشکل ہوگا فقط

بخدمت ناظرین رسالہ ہذا کے

گزارش ہے کہ آپ انصاف کریں کہ مولوی عبدالحی صاحب کی یہ
کیا عادتِ رذیلیہ ہے کہ ہر کتاب میں وہی پڑتی مردود باتوں کو
بار بار لکھتے ہیں تو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ مولوی صاحب ہر کتاب میں
نئے نئے اعتراض لکھتے ہیں حالانکہ یہ فقط وہی ہے
مولوی صاحب کو اللہ کا کچھ خوف نہیں کہ اس فریب و دھوکھا کا
کل کو کیا جواب دین گے یہ چالاکی دنیا کی کچھ کام نہ آوے گی۔
ہذا آخر مار دناہ و احمد للہ علی ذلک * * *

انا المفقیر الی رحمت اللہ المجید محمد سعید ہستم و مدرس مدرسہ اسلامیہ
قرآن و حدیث واقع شہر بنارس محلہ دارانگر۔ ۲۶ صفر ۱۳۰۲ ہجری

—————

لکھا ہوا سیوطی وغیرہ نے عبداللہ بن یوسف لہذا صاحب کشف نے
 سمجھا کہ اس میں دو قول ہیں اسی واسطے دونوں جگہ ہر واحد کو نقل کیا
 صاحب امتحان دام مجدہ نے چونکہ کشف سے نقل کیا ہے اسلئے آپ نے
 بھی اسی طرح سے لکھا اور ناقل پر تصحیح نقل ہے نہ ماسوا اسکے علاوہ
 اسکے اس جنس کا اختلاف دیگر اسماء میں بھی وارو ہے از انجملہ حرث بن
 قبیصہ میں کہ انکو قبصہ ابن حرث بھی کہتے ہیں ترمذی باب ما جاز ان
 اول ما یجاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ میں حدیث حرث بن قبیصہ کی روایت
 کی ہے اور پھر کہا قال ابو عیسیٰ حدیث ابو ہریرۃ حدیث حسن غریب من ہذا
 الوجه و قد روی ہذا الحدیث من غیر ہذا الوجه عن ابی ہریرۃ و قد روی
 بعض اصحاب الحسن عن الحسن عن قبصہ بن ثمر غیر ہذا الحدیث و المشہور ہو
 قبصہ بن حرث انتہی اور از انجملہ ابراہیم بن اسمعیل احجازی میں
 کہ انکو اسمعیل بن ابراہیم بھی کہتے ہیں اور ابراہیم بن عبد اللہ
 بن فارظ میں کہ انکو عبد اللہ بن ابراہیم بھی کہتے ہیں کذا فی التقریب
 قولہ و کانت وفاتہ یوم عاشورائشہ و ما یو جذ فی تالیفات النواب
 البھو قال ان وفاتہ سنہ فغلط اقول یہ اعتراض بھی پہلے
 آپ ابراہیم کے صفحہ ۲۷ میں کر چکے ہیں اسکا جواب صاحب تذکرہ نے یہ
 دیا ہے کہ یہ سہو نسخ ہے تین کہتا ہوں کہ آپ کے نزدیک سہو نسخ

مضمونِ ضمیمہ قابلِ ملاحظہ گورنمنٹ

ریاست بھوپال

ریاست بھوپال یہ ایک پورانی ریاست گورنمنٹ کی تہ دل سے خیر خواہ مشہور و معروف ہے۔
 ہمیشہ سے ریاست میں ایسے ایسے کام ہوئے رہے ہیں جنکی خیر خواہی کا
 اعتراف خود گورنمنٹ نے کیا ہے جیسا کہ تاج الاقبال تاریخ بھوپال کے
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۱۸۵۷ء ہجری غرہ شعبان کو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
 صد فستین مسند ریاست کی ہوئیں اسی زمانہ سے انتظام ریاست میں
 نہایت سعی فرمائی گورنمنٹ کی خیر خواہی سے ایسا نام پیدا کیا کہ ۱۸۵۹ء ہجری
 چار دہم رمضان کو تمغہ اشعار و نشان شاہی مقام بند بستی میں حاصل کیا
 جبکہ معرکہ صرکار پیش تھا کس زور شور سے امداد و نیو پرستقدی ظاہر کی
 کہ خود گورنمنٹ نے اسکا شکریہ کیا حاصل کلام کا یہ ہے کہ نواب شاہجہان بیگم
 خیر خواہی ایسی ویسی نہیں ہے کہ جو قابلِ سماعت کے نہ ہو بھلا اب انصاف
 سے گورنمنٹ کہو کہ ایسی رعیت خیر خواہ کا دل دکھانا کس قدر خلافِ عدل ہے
 بعد اس تمہید کے اصل مقصد بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے جناب بیگم صاحبہ
 دام اقبالہا نے حضور مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب سے نکاح کیا
 اور سرکار انگلشیہ سے زوج ممدوحہ کو خطاب نوابی کا عنایت ہوا اسی
 زمانہ سے بعض حساد اس فکر میں ہوئے کہ کوئی ایسی تدبیر و حیلہ نکالیں
 کہ جس سے خطاب نوابی مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب چھین جاوے

تنبیہ

بعد لکھنؤ ضمیمہ کے یہ خیال آیا کہ اس ضمیمہ کو بھی مولوی صاحب کو
 ایک تعارض سو مزین کرنا چاہئے اور مصداق اس شعر کا
 اعد ذکر نعمان لثا ان ذکرہ ۛ ہو المسک ما کررتہ مقنوع ۛ
 چونکہ یہ اعتراضات مولوی صاحب نے خانمہ زلیعی مین دریاب زلیعی
 بحق جناب نواب صاحب بہادر لکھنؤ مین اسلمو تعارض بھی دریاب
 زلیعی کو لکھا جاتا ہے، تحریر زلیعی کو صفحہ ۵۵ اجلا اول سے واضح ہے کہ
 صاحب فتح القدر یعنی ابن ہمام محمد بن عبدالواحد خود زلیعی یعنی
 یوسف بن عبداللہ سے متقدم ہے حالانکہ مولوی عبدالحی صاحب
 الفوائد البہیہ فی تراجم احنفہ کو صفحہ ۹۵ مین تاریخ وفات زلیعی
 ۶۲۰ھ لکھتے ہیں اور تاریخ ولادت ابن ہمام کی اسی کتاب کو
 صفحہ ۴۲ مین ۵۷۰ھ اور سیوطی سے ۴۹۰ھ نقل کیا ہے اب یہاں
 تعجب کا مقام ہے کہ زلیعی کی تاریخ حیات مین لکھی ہے یا فتح القدر
 کو تالیف ہو کر بعد قبر سے لکھ کر بھیجی ہے اسکا جواب
 باصواب مولوی صاحب یا اون کے
 ۛ انصار عنایت کرین نعت ۛ

کچھ نہ پوچھا کہ آیا تمہیں یہ خرابیاں بد انتظامیاں وقوع میں آئی ہیں یا یوں
 ہی تمہیں افرال لگایا جاتا ہے ہماری منصف گورنمنٹ کو مناسب تھا کہ
 ایک کمییشن جمع کرتی جس میں چند معزز ہندوستانی رئیس ہوں
 چند انگریز وہ لوگ ان خرابیوں کی بنا و رعایت جانچ کرتے جنکی تہمت ذمہ جناب لارڈ
 صاحب کے لگائی جاتی تھی اگر واقعی امر ثابت ہوتا تو سرکار کو بھی ایک
 معقول عذر معزولی جناب مولوی صاحب موصوف کا اٹھ لگتا جناب
 مولوی صاحب کا بھی دل ٹھنڈا ہو جاتا ہر خاص و عام بھی سرکار کے
 انصاف کو قائل ہو جاتے اب تو جو سنا ہے صریح نا انصافی بتاتا ہے
 ولیل ووم جناب مولوی صاحب اس رئیس کے شوہر ہیں کہ جنکی
 خیر خواہی وقت نازک میں پائی گئی ہے جبکہ خطاب و سلامی چھین لیے
 حکم عام دربار میں سنایا گیا تو رئیس کا کیسا دل نہ دکھا ہوگا رئیس مکرم
 اپنی خیر خواہیوں کو یاد کر کے کیا کہتی ہوگی کہ گورنمنٹ سے پاداش کیلئے
 گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ جیسے رئیس کا دل دکھایا ہے ایسے ہی چھاپسکو
 خوش کرے ولیل سوم جناب مولوی صاحب چونکہ علم و فضل میں
 یکتا روزگار میں درجہ اجتہاد کا آپ کو حاصل ہے آپ کی تالیفات سے
 اکثر لوگوں کو نفع ہوا اسلئے کل اہل تحقیق جنکی تعداد ہند میں غالباً ایک و
 لاکھ سے کم نہ ہوگی آپ کو اپنا بزرگ خیال کر لیں آپ کے اقوال پر اکثر لوگ
 اعتماد کرتے ہیں آپ کی تالیفات سے اہل تحقیق تو دیکھنا اکثر لوگ انجان سے
 مطیع فرمانبردار سرکار انگلشیہ کے ہو گئے ہیں ایسے پیشوا کی توہین کرنا

اُس زمانے سے آج تک ان لوگوں نے صدراعظمیان جھوٹی جھوٹی شکایت آمیز کبھی گورنمنٹ میں کبھی ریڈنٹی میں روانہ کیں پہلو کے حکام کہ اکثر بیدار مغزو عقیل تھو انہوں نے اسکا کچھ اعتبار نہ کیا اس سال میں سر لیپل گریفین صاحب نے انہیں خُصا د کی عرضیوں کو نمک مصالح لگا کر ایک خفیہ رپورٹ جسمین چند بے انتظامی خرابیوں کا ذکر تھا گورنمنٹ میں کی وہ رپورٹ سبب سے بحضور سرکاری اور اسٹیٹ ہند بھیج دی گئی وہاں سے قطعی حکم مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب کو خطا و سلامی چھین لینے کا آگیا۔ اور سر لیپل گریفین صاحب نے دربار عام میں نہایت بے دردی کے ساتھ یہ حکم سنا دیا جس سے بگیم صاحبو جملہ خیر خواہ رعایا و منصفین عابدین نہایت ہی دل دکھا ہمارے نزدیک یہ امر نہایت بُرا ہوا ہے اس خطاب و سلامی کا چھین لینا نا انصافی ہے ہم اس نا انصافی کو ایسے چند دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ انصاف کی نظر و نساؤں کا ملاحظہ فرمائیں گی تو ضرور اس بات کی تلافی کرے اس خطاب کو پھر جناب مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب کو عطا فرمائیگی اور اس چھین لینے پر کچھ عذر کر لگی وہ دلائل یہ ہیں ولیل اول ہمارے اس ملک میں اگر کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بات بھی وقوع میں آتی ہے تو حکام وقت سے اسکی مچھان بین ہوتی ہے کہ دودہ پانی علیحدہ کیا جاتا ہے مظلوم ظالم جدا واضح دکھلایا جاتا ہے بخلاف اسکے کہ سرکار نے جناب مولانا صاحب سے

بھوپال میں گئے چنے آدمی بین نہ کوئی آپ سے ایسا مذہبی تعصب نہ ہوا
جیسے اور ریاستوں ٹونک و جونہ گڈہ میں ہوا ہے نہ کسی مخالف سرکار کا
سے خط و کتابت مولانا نے کی نہ ارادہ اسکا کیا بلکہ رئیسہ معظمہ نے
مہم مصر پر امداد دینے کی درخواست کی۔ یہ سب امور مخالفین کے
اتہامات میں بنار انکی محض افترا و توہم پر ہے گورنمنٹ کو ایسے امور کا بغیر
تحقیق کے ہرگز ہرگز خیال کرنا نہ ورنہ اپنی رعیت سے نیک گمان رکھنا
چاہئے خصوصاً اہل تحقیق سے کہ یہ سوائے عملداری سرکار کے کسی جگہ اپنا
ماں نہیں سمجھتا اب ہم حضو ر جناب بیگم صاحبہ کے گزارش کرتے ہیں کہ ضرور
بذریعہ بالشران نامی کے اسکا مقدمہ ولایت میں کر کے برائت جناب سید
صاحب کی ثابت کریں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس میں ضرور کام یاب ہوگی
پوری توقع ہے۔ نیز سجدہ جناب مولانا سید صاحب کے گزارش ہے کہ جب
گورنمنٹ سے اسکا تصفیہ ہو جاوے احکام سرکاری کو ظاہر باطن کیا لاو
تو کہ سرکار انگلشیہ پر آپ کی پوری خیر خواہی ثابت ہو جاوے فقط

- سورۃ -

شہر سورۃ میں بعض مفسدوں نے مولوی محمد صاحب کی نسبت یہ خبر کی
کہ ان کے پاس افضل المحققین سید محمد صدیق حسن کی کتب ہیں جن سے
بلوہ کا خوف ہے۔ چنانچہ شیخ غلام نبی فوجدار نے سات کتب جیسے روضۃ
وترجمان و ابیہ و متواعظہ الحسنہ مولوی صاحب سے منگا کر ضبط کیں حالانکہ
ان کتب میں سوائے مسائل مذہبی و تاریخ و خیر خواہی سرکار کے کچھ نہیں

اسکا خطاب چھین لینا گویا کل اہل تحقیق کی امانت کرنا اون کے دلون کو صدہ
 پہنچانا ہے جب سے یہ خبر بندوستان میں شائع ہوئی ہے اہل تحقیق کو
 کہ قریب لاکھوں آدمی کے ہون گے نہایت ہی صدمہ ہے رعیت کی رنجوئی
 کرنا یہ عمدہ اصول سلطنت سے گنا جاتا ہے اگر گورنمنٹ کو اس میں شک ہو تو
 ہم ٹپے بڑے بلا وجیسے دہلی۔ لکھنؤ۔ بنارس۔ لاہو۔ امرتسر۔ بمبئی۔
 کلکتہ۔ جلیپور۔ وغیرہم کے اہل تحقیق کا محضر نامہ منگا کر سرکار میں داخل
 کر سکے ہیں لہذا ہم محض خیر خواہی کی جہت سے گورنمنٹ کی خدمت میں
 گزارش کرتے ہیں کہ بنظر ولداری رعیت و بیگم صاحبہ کے پھر خطاب الی کا
 سولٹا سید محمد صدیق حسن خان صاحب کو عنایت کرے و لیل چہارم
 اگر فرض کریں کہ جناب مولوی سید محمد صدیق حسن خان صاحب کی وجہ سے
 ریاست میں بدانتظامی پیش آئی تھی تو اول انکو اس امر کی اطلاع کرنا چاہیے
 اگر پھر بھی کچھ غفلت نظر آتی تو انتظام ریاست سے عمدہ کہو جاتے خطاب
 چھین لینے سلامی موقوف کرنے کی کیا وجہ تھی ظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم
 ہوتی بالفعل ہم انہیں وجہ پر کفایت کرتے ہیں باقی جو جو اتہامات مخالفین
 ان پر لگائے ہیں انکا مفصل جواب انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرچہ کے ضمیمہ میں
 درج کریں گے ابھی مجھ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ افضل العلماء مولانا سید محمد
 صدیق حسن کی وجہ سے نہ تو کوئی انتظام ریاست کا خراب ہوا بلکہ وہ
 انتظام عمدہ ہوا کہ باید و شاید نہ اپنے خویش و اقارب و ہم مذہبون کو
 عہدے دے اکثر عمدہ عہد و نیران کے مخالف مذہب کے آدمی ہیں اہل تحقیق

اطلاع ضروری

شاہجی احمد اللہ صاحب زمیندار رحیم آباد کہ جنکی حرارت دینی بہت بڑھی ہوئی ہے اپنی جان و مال کو اللہ کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں اونہوں نے جواب الدلیل القوی کے شایع کرنے کے لئے مبلغ (۷۰۰۰) روپیہ عنایت کئے اور وعدہ کیا ہے کہ الفتم المبین کے مفصل جواب کیلئے بھی ہم چالیس سو روپیہ سے تائید کریں گے اسلئے لوہجہ انہیں کی فرمائش کا نام لکھا گیا ہے چند اوراق قبل شہار پرچہ کے مطبوعہ شدہ تھو انکو بھی پرچہ میں شامل کر لیا آئندہ پرچہ میں عبارت عزلی پر اعراب بھی لکھا دئے جاوین گے۔

(۲) موحیدین دہرہ دون لئے ہم سے فرمائش کی ہے کہ چند مسئلے مذہب حنفی کے ایسے لکھے جاوین کہ جنہیں آیت حدیث تو درکنار کوئی حدیث ضعیف و اثر بھی نہ ہو انشاء اللہ ہم آئندہ پرچہ کے ضمیمہ میں اسلئے اس قسم کے درج کریں گے۔

(۳) ناظرین براے عنایت قیمت سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی اول پرچہ کے وصول ہوتے ہی روانہ کریں جسے سہ ماہی نہو سکے و سہ ماہوار ہی دیتے جاوین۔ جس ماہ کی قیمت نہ پہنچی گی پرچہ اس ماہ کا نہ روانہ ہوگا بعض ہمارے احباب نے ایک سال ہوا کہ قیمت کتب کی نہیں روانہ کی فقط

رسید زر - شیخ گل محمد کپ مو بابت سال تمام - لکھہ

لہذا ہم مجسٹریٹ ضلع سورۃ کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ مولوی صاحب محض مظلوم ہیں انکی دادرسی فرما کر کتب اونکو واپس فراوانی اور مفسدوں کو اون کے فتنہ کی سزا دیوین یہ کتب آج نپدرہ بنیں سے تمام ممالک ہند - ہند - عرب - روم - شام - میں شایع ہیں کوئی انپر معترض نہیں ہوا یہ اسکی نتیجہ ہے جو ہماری گورنمنٹ نے خطاب چھین کر مفسدوں کو شرارت کرنیکا موقعہ دیا کہ غریبوں کی تحقیق کو ننگ کر دیں مولوی محمد صاحب کو چاہئے کہ بحضور مجسٹریٹ سورۃ یا صاحب جج کے اسکا استغاثہ کریں انشاء اللہ اسکا تدارک بخوبی ہوگا ۔

اطلاع

بمبئی سے ہمارے پاس ایک کتاب مسمیٰ نبراس نہیچی اوسمین جو نسبت صحیح بخاری کے اعتراضات تھے جواب اسکا اسی پرچہ میں ہے آئندہ بھی قہر بموقعہ اسکے مضامین کا رد ہوگا ۔

ہماری تالیف سے **حیانتہ المقتصدین** جواب نصرۃ المجتہدین کا دس جز طبع ہو کر لاہور بازار کشمیری دوکان شیخ نجی الدین صاحب تاجر نے بقیمت دس آنہ معہ محصول ڈاک دستیاب ہوتا ہے میں نے اس کو ایک نہایت محنت سے لکھا تھا مگر افسوس کہ کارپردازان مطبع نے کم تو جہ سے اسکو نہایت غلط طبع کر ایا اعراب عبارت عرونی پر اپنی طرف سے لگاتے جو اکثر جگہ غلط ہیں بعض جگہ اردو کی عبارت بھی بدل گئی ہے جس سے ہمو کو کمال رنج ہے ہمارے مخالفین معترضین اسکی غلطیوں کو ہمارے ذمہ نہ لگائیں

نُصْرَةُ السَّنَةِ

نمبر (۲) مع تقیہ منضمہ قابل ملاحظہ گوشت متعلق یا تجوال (جلد

بابت ماہ بیج الثانی سنہ ۱۳۳۵ھ مطابق ماہ جنوری ۱۳۳۵ھ عیسوی ۲

اصول قواعد مع شرح قیمت رسالہ وضمیمہ

ف

نظرین جواب

جرح محمد بن

اسحاق کو خوب

غور سے ملاحظہ

فراویں خصوصاً

جرح امام مالک

وکیکی نظر آئے

الفتح المبین

میں انھیں

ہر دو جرح

استدلال

پیدا ہے

(۱) یہ رسالہ حجم میں دو جز کا ہمراہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہو کر گیا (۲) ضمیمہ

بوقت ضرورت لگایا جاوے گا ہمیشہ ضمیمہ رسالہ کے ساتھ نہ ہوگا (۳) رسالہ

وضمیمہ کے مقاصد و اغراض یہ ہیں (الف) مقلدین کی کتب کا جوابی تہذیب

الینو طوز سے کہ ہر نصف مزاج اسکو دیکھ کر نفع اوٹھاوے راہ مستقیم را جاوے

(ب) یہ رسالہ مقلدین کی کوئی کتاب نچھوڑے گا کہ جسکا جواب دیوے پہلو جواب اٹھالے

الدلیل القوی مولفہ مولوی احمد علی صاحب کا ہوگا۔ پھر الفتح المبین کا بعد اسکے

راحمہ ہوگی لیجاوے گی جس طرف اکثر ممبروں کی راہی ہوگی اوسکا جواب شروع کیا جاوے گا

(ج) ضمیمہ میں نہایت عمدہ مضامین پولٹیکل یا بعض مضامین اخبار متعصبین

جواب یا کوئی دوسرا منضم ہوگا (۴) قیمت رسالہ وضمیمہ کی پیشگی گونمنٹ

والیان ملک سی (للغے) روپیہ۔ حکام وقت وروسا سی (۱۲۵) روپیہ

مستوسطین (۷۰) روپیہ۔ جنگل مدنی پندرہ روپیہ و نل تک ہوا و نسل (للغے)

باقی غریب سے (۱۰)۔ مابعد ہر کسی سی ڈیوڑھی قیمت۔ ان مراتب کا تصفیہ و تقرری

خریداروں کے ایمان پر موقوف ہو نمبر اول کے وصول سے قیمت ضرور ارسال کی

(۵) یہ رسالہ بعض صاحبوں کی خدمت میں بغیر طلب کے روانہ ہوگا اگر خریدنا نہ منظور

تو رسالہ کو واپس فرماوین ورنہ نام درج ہوگا قیمت حسب حیثیت لازم

(۶) خط و کتابت و ارسال زیر مہتمم کے پورے نام و خطاب حسب تشانی میں ناچا

(۷) سبیل سال زربذریعی نی آرڈر یا نوٹ بصیغہ حسبہ کی ہو ورنہ مہتمم ذمہ نہ ہوگا۔

محمد سعید مہتمم مدینہ اسلامیہ و نصرة السنة و مطبع صدیقی بنارس محلہ دارالانور

اطلاع ضروری

سیرا ارادہ تھا کہ پرچہ یکم محرم سے نکلے مگر باعث نہ آنے درخوستوں
کے تاخیر وقوع میں آئی اب تک کل اشقی و رخصتین میرے
پاس پہنچی ہیں۔ شایقین سنت کو چاہئے کہ اسکے اشاعت میں سعی فرمیں
بالفعل خیر صاحبون نے ممبر ہونا اس پرچہ کا منطوق کیا ہے نام نامی
اون کے یہ ہیں۔ حافظ عبداللہ صاحب تاجروہ و ون۔ مولوی
محمد حسین صاحب جلیپوری۔ مولوی حافظ عبداللہ صاحب۔ مولوی
عبید اللہ صاحب۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب ناگپوری۔ مولوی
غلام اکبر خاں صاحب۔ ڈاکٹر محمد دلاور خاں صاحب۔ ڈاکٹر۔ حید
جمال الدین صاحب۔ محمد یعقوب صاحب میجر صوبہ دار۔ حکیم القاد
و عبد الوہاب صاحب جوہ گڈھی۔ محمد شریف صاحب ہستم اخبار ^{پنجاب}

المشہور
محمد سعید ہستم مدرسہ اسلامیہ۔ و پرچہ نصرۃ السنۃ

و ملحق صدیقی بارس محلہ دارا کریم ربیع الاول

۱۳۰۳ھ ہجری

اس مقام میں محمد بن اسحاق پر جرح رومی بالتشیع والقدر کی کرنیوا معلوم نہیں
لہذا بموجب قاعدہ مذکورہ کے یہ جرح بھی لغو ہوئی اگر لیون ہی یہ جرح بغیر
تحقیق کے قبول ہے تو اسی قسم کی جرح امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ کے
استاذ شیخ حماد بن ابی سلیمان کے حقیقین بھی تقریب میں لکھی ہو چنانچہ
تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۶۴ میں ہے حماد بن ابی
سلیمان سلم الاشعری مولاہم ابو اسمعیل الکوفی فقیہ صدوق
لہ انہام من الخا ماستہ رومی بالاسراجاء ترجمہ حماد بن ابی سلیمان سلم
منسوب قبیلہ اشعری کے طرف غلام آزاد کہتے ہوئے انکو ابو اسمعیل کہتے
کو مذ کے فقیہ سمجھتے ہیں انکو وہم روایت میں ہو جاتا ہو تہمت کہتے گئے، میں
مرجیہ ہونی کے ساتھ۔ اب ہم علما رحنفیہ منصفین سے دریافت کرتے ہیں
کہ اگر محمد بن اسحاق پر رومی بالتشیع والقدر کی جرح معتبر گنی جاوے گی تو
امام صاحب کے استاذ پر رومی بالار جارجا یعنی مرجیہ ہونی کی جرح کا اعتبار
ضرور پڑے گا جس سے سب فقہ حنفی کا غیر معتبر ہونا لازم آوے گا اب جو جواب
آپ اس رومی بالار جارجا (ارشاد فرماوے گی وہی ہماری طرف سے محمد بن اسحاق
کے بار میں گذارش کیا جاوے گا فقط مجھکو (جناب مولوی احمد علی صاحب رحمہم
کمال تعجب آتا ہے کہ بغیر دیکھو بھالے کتب اسماء رجال و علم اصول کے
اس جرح کو نقل کر دیا یہ نہ دیکھا کہ کتب اسماء رجال میں تصریح کی ہے کہ
محمد بن اسحاق قدریہ ہونے سے بہت دور تھا امام محمد بن احمد ذہبی
میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں میرا جلد ثانی کے صفحہ ۴۴۴ میں ہے

شکریہ

مہتممِ دہلی سے ممنون مشکور اُن علمائے اہلِ کرام کا ہے جنہوں نے سبکدوش
پرچہ نصرت السنہ کو پسند فرما کر خرید فرمایا علماءِ محدثین سے جن جن صاحبوں نے اس
پرچہ کو پسند فرمایا نیز جو تحریر کے مہتمم کو اطلاع دیا نام نامی اونکو یہ ہیں مولانا محمد شہیر
صاحب - جناب قاضی شیخ محمد صاحب - جناب مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب
مدرس مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب - مولوی
محمد ادریس صاحب مولانا مولوی وصیت علیہ صاحب مولوی الہی بخش صاحب
بڑا کریم مولوی مولوی نجلش صاحب بڑا کریم مولانا مولوی محمد غضنفر صاحب مولانا
مولوی شمس الحق صاحب مولوی محمد اسحق صاحب مولوی محمد اسماعیل صاحب
مولوی حافظ عبد المناصاحب بڑا کریم مولانا مولوی فقط ما سوا انکم موحدين و ہر دور
و دوسری جگہ کہ عاملانِ باکدیت نے بھی اس پرچہ کو پسند فرمایا باوجود اسکے
ابھی ہنوز خریداروں کی نوبت کل سوا سو تک پہنچی ہے اہلِ ریث خصوصاً مین
نصرت السنہ کو لازم ہو کہ اسکی اشاعت مین کہ دراصل اشاعت منت
نبوی کی ہے سعی بلیغ فرما کر ثواب کثیر حاصل کریں *

اطلاع

دو رسالے تازہ - ہدایتِ جلی - ازالہ الشک والزلزلہ
پہلا رسالہ مولفہ مولانا مولوی ولایت علیہ صاحب مرحوم کا ترغیبِ عمل
مین - دوسرا رسالہ مولوی محمد صاحب ٹوٹکی کا ضخیمہ الفتح المبین جو
ہمارے مطبع مین طبع ہوئے ہیں قیمت ہر دور رسالہ کی مخصوص لٹاک ۵ روپے جو جو خریدنا
منظور ہو بار سال قیمت طلب کریں * محمد سعید مہتمم رسالہ نصرت السنہ مدرسہ اسلامیہ مطبعہ نبوی بڑا کریم

مولانا مولوی احسان الدین صاحب جلی پوری

روایت مبتدع کی جب نہوان لوگوں سے کہ حلال جانتا ہو جھوٹے بولنے کو
نصرت مذہب کیلئے یا اہل مذہب کیلئے خواہی پکار نیوالا ہو طرف بدعت
کے یا نہ ہوا و نسبت کیا ہے بعض لوگوں نے اسکو طرف امام شافعی کے
واسطے قول اسکے کہ قبول کرتا ہوں میں گواہی اہل بدعت کو مگر خطابہ کی جو
ایک فرقہ ہے رافضیوں سے اسواسطے کہ تحقیق وہ لوگ اعتقاد کرتے ہیں گواہی
جھوٹھی کہ جواز کا اپنے موافقوں کے لئے اور کہا بعض اونکے لئے کہ قبول
کیجا و نہی روایت اسکی جسوقت تک نہ ہو پکار نیوالا اور نہ قبول کیجا و نہ قبول
ہوئے پکار نیوالا اپنے بدعت کی طرف اور یہ مذہب ہے بہت لوگوں کا اور
اسپر اکثر علماء رہیں نیز حافظ ابن صلاح نے اسی صفحہ میں فرمایا ہے ہذا
اعدل الاقوال واولیٰ ہا یعنی یہ مذہب سوم بہت اچھا قولوں کا ہے
اور عمدہ اسکا حافظ ابن حجر نے منجہ اور اسکی شرح میں فرمایا ہے شرح منجہ
مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۵۰ میں ہے تقبل من لم یکن داعیۃ
الی بدعتہ لان تزین بدعتہ قد یحملہ علی تحریف الرایات و
لستویتھا علی ما یقتضیہ مذہب و ہذا فی الاصل و لا غرب
ابن حبان فادعی ما لاتفاق علی قبول غیری الداعیۃ من غیری تفصیل
نعم الا اکثر علی قبول غیری الداعیۃ ترجمہ قبول کیجا و نہی روایت
اس شخص کی جو نہ ہو پکار نیوالا طرف بدعت اپنی کے اسواسطے کہ تحقیق
اپنے بدعت کا زینت دینا کبھی اسکو برا لگینے کرتا ہے بدلنے روایتوں پر
اور موافق کرنے انکے کے جسپر اسکا مذہب تعاضا کرتا تھا اور یہ قول

وقال محمد بن عبد الله بن نمير سمي بالقدس وكان البعلثاس
 من ترجمه فرمایا امام محمد بیٹے عبد اللہ بیٹے نمیر نے تہمت کیا گیا جو
 محمد بن اسحاق ساتھ قدر کے حالانکہ بہت دور لوگوں کا تھا قدر سے۔ اس
 قول سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق زیادہ دور قدر سے تھا یوں ہی اسپر
 قدر کی تہمت لگائی گئی ہے وجہ اول سے لغو ہونا اس جرح کا بخوبی ثابت
 ہوا ولید احمد (وجہ ثانی) اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ محمد بن اسحاق
 معاذ اللہ شیعہ و قدری ہیں تو بھی اونکا شیعہ ہونا قدری ہونا اونکی ریت
 و شہادت میں کچھ خلل نہیں کرتا غایتہ الامر یہ ہوگا کہ وہ اہل بدعت میں شمار
 ہوں گے حالانکہ اہل بدعت کی روایت و شہادت نزدیک جمہور محدثین و
 آئمہ اربعہ کے معتبر ہے خود حنفیہ نے بھی روایت و شہادت اہل بدعت کو
 معتبر سمجھا ہے پہلے اقوال محدثین کے بیان کئے جاتے ہیں پھر علماء اہل
 کے حافظ ابن صلاح نے مقدمہ میں فرمایا ہے و منهم من قبل طایفۃ
 المبتدع اذا لم یکن ممن یستحل الکذب فی نصرۃ مذہبہ
 او لاهل مذہبہ سواء کان داعیۃ الی بدعتہ او لم یکن
 و عن بعضہم ہذا الی الشافعی لقولہ اقبل شہادۃ اهل الاہواء
 الا الخطابیۃ من الرافضۃ لانہم یرون الشہادۃ بالنسب و س
 لموافقہم وقال بعضہم تقبل روایتہ اذا لم یکن داعیۃ
 ولا تقتل اذا کان داعیۃ الی بدعتہ و ہذا مذہب الکثیر
 و علیہ اکثر من العلماء ترجمہ بعض نے انہیں سے قبول کیا جو

ای اصحاب بدع لا تکفر کجس و قدس و سرفض و خیر و ج و تشبیه
 و تعطیل و کل منهم اثنا عشر فرقة فصا و اثنتین و سبعین
 الخطابیة صنفوا الروافضیون الشهادة لشیعتهم و کل
 من حلف انه محق فردهم لا یبدعتهم بل لتهمته الکذب ترجمہ
 مقبول ہے گو اہی اہل ہوا کی یعنی اہل بدعات کی جو منسوب بکفر نہیں چنانچہ
 جبر و قدر و رفض و خروج اور تشبیه اور تعطیل اور سرائیک ان چھ مذہبوں
 نے بارہ فرقے ہیں پس اہل بدعات کے بہتر فرقے ہوئے مگر خطابیہ وہ ایک
 قسم ہیں روافض سے جانتے جانتے ہیں گو اہی اپنے شیعوں کی واسطے اور
 اس شخص کے واسطے جو قسم کھاوے کہ میں حق پر ہوں تو انکی گو اہی کا
 مردود ہونا انکی بدعت کے سبب سے نہیں بلکہ کذب کی تہمت کے سبب
 سے۔ ورنہ آثار کی عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرات حنفیہ نے بھی درباب
 قبول شہادت و عدم قبول کے صدق و عدم صدق کو معیار ٹھہرایا ہے
 نہ بدعتی اور سنی ہونے کو احمد لکھ کہ خود حنفیہ کی کتابوں سے مقصود ہے
 ثابت ہو گیا۔ ہدایہ طبعیہ و مطبع مصطفائی کو جلد ثالث کے صفحہ ۷۷ میں ہے
 و نقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابية و قال الشافعي لا قبل
 لانه اغلط وجواه الفسق ولنا انه فسق من حيث الاعتقاد وما
 اوقع فيه الا انه فيمتلغ عن الكذب و صار كمن يشرب
 المثلث او ياكل متروك التسمية عامدا مستيها لذلك بخلاف الفسق
 من حيث التعاطي اما الخطابية فهم قدم من غلاط الروافض

زیادہ صحیح ہے اور نادر فرمایا ابن حبان نے پس دعویٰ کیا اتفاق کا
 قبول پر غیر کا رنوا لے کے بغیر تفصیل کے مان اکثر قبول پر غیر بلا نیوالے
 محقق زمان عالم اجل فاضل بے بدل جناب مولانا سید محمد صدیق خان صاحب
 نے منہج الوصول جو خلاصہ کل کتب اصول حدیث کا ہے اس کے صفحہ ۱۱
 میں فرمایا ہے سوم آنکہ اگر داعی لبسوی مذہب خود دست مقبول نیست
 ورنہ پذیرا ست برین انداکثر۔ نیز اسی کتاب میں بہت سے محققین
 کی عبارات منقول ہیں خلاصہ سب کا یہی ہے کہ روایت مبتدع کی
 مقبول ہے نزدیک اکثر کے اور نزدیک محققین کے روایت داعی وغیر
 داعی سب کی مقبیر ہے کیونکہ دار مدار روایت کا صدق پر ہی اسد واسطے
 امام شافعی نے خطابہ کا استثنا فرمایا ہے اسلئے کہ وہ جھوٹھ بولنے کو
 مباح جانتے ہیں۔ جبکہ کتب اصول حدیث کی عبارات مذکور ہو چکیں
 نواب کتب اصول فقہ وفقہ کی عبارات لکھی جاتی ہیں جس سے ناظرین
 کو معلوم ہو جاوے گا کہ علماء حنفیہ کے نزدیک بھی روایت شہادت مبتدع
 کی مقبول ہے مولانا بحر العلوم لکھنوی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں
 چنانچہ مسلم الثبوت اور اسکی شرح بحر العلوم مطبوعہ مطبع منشی نو لکھنور کے
 صفحہ ۸۴ میں قبل شہادۃ اہل الاصول مطلقاً الا الخطابیہ ہم
 من غلاة الروافض تہجمہ قبول کیجا و گو اہل اہل بدعت کی
 مطلق مگر خطابہ کی وہ لوگ غالی رافضی ہیں۔ ورنہ آثار کی کتاب
 الشہادات کے باب القبول و عدمہ میں ہے تقبل من اہل الاصول

من القرآن اذا جهزت بالقرآن الايام القرآن سواه الدارقطني
 وقال سجاله كلهم ثقات ورايها بعض اهل تعصب بطريق جرد نقل
 گفته اند كه حديث عباد ضعيف است زیرا كه در سندش محمد بن اسحق بن سيار
 وحافظ در تفریب در حق و سی گفته صدوق بدلس و سرحی بالتشيع
 والقدر انتهى وجوابش آنست كه لفظ صدوق از الفاظ تعدیل است
 در رتبه ثانیه از و سی نه از الفاظ تجرید كذا فی غایة التوضیح و غیره
 من كتب اصول الحديث وحافظ ابن حجر محمد بن اسحق را در طبقه خامسه
 شمرده و اهل این طبقه داخل ثقات اند و تدلیس ناسبقول تدلیسی است
 كه معنعن باشد و محمد بن اسحق تصریح بتحریر کرده كه یلیع مما سبق
 شوكانی در نیل الاوطار گفته قد صرح بالتحدیث فذهب مظنة
 تدلیس و تابعه من تقدم انتهى و ابن لقن گفته ان الدارقطني
 و البیهقی و ابن حبان سواه باسانید هم عن ابن اسحاق فاما
 ذلك انتهى سید مرتضی زبیدی در بلغة الغریب در بیان تدلیس نوشته
 حكمه ان كان ثقة لم يقبل الا ما صرح فيه بالتحدیث دون عن
 انتهى و شیخ عثمان بن عیسی حنفی در غایة التوضیح للحاج مع الصمیم گفته
 فلا يقبل من عرف بذلك الا اذا صرح بالانقبال انتهى و این
 حدیث از همین قبیل است و تجاری در صحیح خود اگر چه حدیث عباد را
 بدون استثناء آورده لیکن در جزء قرائت تصحیح و سی کرده كه
 تقدم وحافظ ابن حجر تحسین شاهد و سی نموده كه ما سبق نو و سی

ليعتقدون الشهادة لكل من حلف عندهم وقيل يرون الشهادة
 لشيعتهم واجبة فكنت التهمة في شهادتهم لظهور فسقهم
 ترجمہ اہل بدعت کی گواہی قبول کیجاوے مگر خطابیہ کی امام شافعی نے
 فرمایا نہ قبول کیجاوے کیونکہ بیشک یہ بدعت زیادہ سخت فسق ہے ہمارے
 یہ دلیل ہے کہ یہ فسق من حیث الاعتقاد ہے اور بدعتی اس بدعت
 میں نہیں پڑا مگر باعث و بیداری کے پس وہ مجھ بٹھ بولنے سے باز رہا
 مثل اس آدمی کو جو مثل پیتا ہے یا جانور بغیر بسم اللہ کے ذبح کرتا ہے
 کو مباح جان کر کھاتا ہے بخلاف فسق ظاہری کے لیکن خطابیہ پس وہ
 ایک قوم ہیں کہ غالی رافضیوں سے اعتقاد کرتے ہیں قبول کرنے گواہی
 ہر اس آدمی کے جو ان کے نزدیک کھاوے اور کہا گیا ہے کہ اپنے ہم مشرکوں
 کی گواہی کا قبول کرنا واجب خیال کرتے ہیں پس ایک طرح کا شبہ انکی
 گواہی میں آگیا فقط ایسی ہی اور کتب میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ شہادۃ
 وروایت میں بدعتی ہونا کچھ مضر نہیں ہے۔ مولانا مرحوم نے جو یہ دو جرح
 یعنی اول تدلیس کی دوسری رمی بالتشیع والقدر کی نقل کی تھیں دونوں کا
 جواب تمام ہوا ان دونوں جرحوں کو علامہ زمان فہامہ دوران محقق کامل
 سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے بھی ہدایۃ السائلین میں عمدہ طرح سے
 رد کیا ہے عبارت جناب کی شائقین تحقیق کیلئے نقل کی جاتی ہے ہدایۃ
 السائل مطبوعہ مطبع شامیہ الحانی کے صفحہ ۱۹۰ میں ہے وفي لفظین
 حدیث عبادة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقبل احد منکم شیئاً

مثل انکو کے شریک
 نام ہے کہ اوسکو
 پکایا جاتا ہے دو جرح
 اوسکے علی کا ہیں
 یہ بھی صحیح ہے
 در سند

الصالحين منهم مطهر الوراق وبقية بن الوليد و محمد بن سفيان
 بن عيسا و اخرجه مسلم عنهم في الشواهد في استنباه لهم كثيرين
 انتهى و ترمذي بعد روايت حديث عباد و كفته و في الباب عن ابي هريرة
 و عائشة و انس و ابي قتادة و عبيد الله بن عمر و قال ابو عيسى
 حديث عباد حديث حسن و روى هذا الحديث الزهري عن
 حماد بن الربيع عن عباد بن الصامت عن النبي صلى الله عليه
 و سلم قال لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب و هذا اصح ما انتهى و منتهى
 دليل استبراهة مفهوم هرود و حديث واحد است و اما رمي او تشيع و قد روي
 بدعت هرود بدعتي است كه صاحب آن بدعت منجملة دعاء باشد و اما
 مقبول است حافظ و رخصة الفكر كفته ثم البدعة اما ان يكون بمكفر
 او بمفسق و الثاني يقبل ما لم يكن داعية في الاصح و سيير تفضي سني
 و ربلغة كفته فالجواب ان كفروا هم انه لا يقبل و الا قبل و الابطل
 كثير من الاحكام انتهى و متتابع بصير مي شناسد كه اين قسم اول تدليس
 و بدعت در روايات و رجال صحيحين موجود اند و اين مسئله را قلبي به
 شيعه و قد رويهم نميست كه تدليس را و سي دروسي منجملة جرح معد و شود
 و كيف كه مظنة تدليس مذكور بتجريح تخديت مدفوع گرديده و لهذا جمهور
 اهل علم خبر اهل كوفه احتجاج كرده اند بحدith عباد و بهرچيكي لغرض تضعيف
 و سي بحدith بن اسحق كرده است و كافي و زيل الاوطار نوشته و الحديث استند
 به من قال بوجوب قراءة الفاتحة خلق الامام و هو الحق

شرح مسلم بذكر تدليس نوشته ما بين فيه كسمعت و حدثنا واخبرنا
و شبهها فهو صحيح مقبول بحجة به و في الصحيحين و غيرهما
من كتب الاصول من هذا الضرب كثير لا يحصى كقادة و الا
عمش و السفيا بنين و هشيم و غيرهم و دليل هذا ان التدليس
ليس كذباً و اذا لم يكن كذباً قال الجمهور انه ليس محرم و الرأى
عدل ضابط و قد بين سماعة و جيب الحكم بصحة و اعلم ان كان
في الصحيحين عن المدلسين بعن و نحوها فحول على ثبوت السماع
من جهة اخرى و قد جاء كثير منه في الصحيح بالطريقين جميعاً
فيذكر سر و اية المدلس ثم يذكرها بالسماع انتهى و نیز زیادت ثقة
مقبول ست مطلقاً نزد جمایه از اهل حدیث و فقه و اصول قاله النووی
پس زیادت استتاورین حدیث عباده نیز مقبول باشد خصوصاً نزد خو
فهرات و متابعت و محمد بن اسحق از رجال مسلم ست در صحیح وی و از
رجال بخاری ست در خبر بقرارت پس جرح بحد و تضعیف حدیث او بیل
جهل از علم حدیث ست نووی در شرح مسلم گفته و لا یعتضض علی هذا
یما قاله ابن سفیان صاحب مسلم ان مسلماً اخرج ثلاثاً کتب من
المسندات احدها هذا الذی قراءه علی الناس و الثانی یدخل
فیه عکس مة و ابن اسحق صاحب المغازی و امثالها قال القاضی
عباس و هذا الذی اختاره ظاهره قال ایضا و قد اعتد الحاکم
بالمتابعة و الاستشهاد فی اخراجه عن جماعة لسیوا من شرح

شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے کہ بیشک محمد بن اسحاق
لفظ حد ثنا کے ساتھ تصریح کی ہے پس گمان تدلیس اوسکے کا جاتا رہا اور
اوسکے تابع بھی ہوا ہے جسکا مذکور پہلے ہوا ختم ہوا کلام امام شوکانیکا
ابن ملقن نے فرمایا ہے کہ دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے محمد بن اسحاق
سے لفظ حد ثنا سے روایت کیا ہے پس یہ گمان جاتا رہا ختم ہوا کلام ابن ملقن کا
سید مرتضیٰ زبیدی نے بلغۃ الغریب میں بیان تدلیس میں فرمایا ہے کہ حکم
تدلیس کا یہ ہے کہ اگر مدلس ثقہ ہو تو اوسکی روایت نہیں قبول کیجا وگلی
مگر جس میں تصریح لفظ حد ثنا کی کرے سو لفظ (عن کے) اور شیخ عثمان
بن عیسیٰ حنفی نے (غایۃ التوضیح للجامع الصحیح) میں فرمایا ہے پس قبول
کیجا وگلی روایت اوس آدمی کی جو تدلیس سے مشہور ہو مگر جس میں انصال
کی تصریح کرے ختم ہوا کلام شیخ عثمان بن عیسیٰ کا اور یہ حدیث بھی اسی
قسم سے ہے امام بخاری اپنی جامع صحیح میں اگرچہ حدیث عبادہ کو بغیر اس
استثنا (یعنی لا تفعلوا الا بام القرآن) کے لایا ہے لیکن خبر القراءۃ
میں تصحیح اس استثنا کی کر دی ہے جیسا کہ پہلے گزرا اور حافظ ابن حجر
تحسین اسکے شاہد کی کر دی ہے (فائدہ) مترجم کہتا ہے شاہدین
کی اصطلاح میں اوس حدیث کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے صحابی سے
وہی روایت ہم لفظ ہم معنی یا فقط ہم معنی مروی ہو (امام نووی نے
مسلم کی شرح میں ذکر تدلیس میں فرمایا ہے کہ جسکو مدلس لفظ سمعت
(میں نے سنا) حد ثنا (ہم سے حدیث بیان کیا) اخبرنا (ہمکو خبر دیا)

و ظاہر الحدیث الاذن بقراءة الفاتحة مجہرا لانہ اسلستانی من
النہی عن الجہر خلقہ و لکن اخرج ابن حبان من حدیث النس
قال قال رسول اللہ صلیم اتقوا ان فی صلوٰتکم خلفا لمام والامام
لیقرء فلا تفعلوا و لیقرء احدکم بفاتحة الكتاب فی نفسه واخرجه
ایضا الطبرانی فی الاوسط والبیہقی واخرجه عبد السمرقانی
عن ابی قتادۃ مرسلۃ ترجمہ حدیث عبادہ کہ ایک لفظ میں ہے
کہ بیشک نبی صلی علیہ وسلم فرمایا نہ پڑھے کوئی تمہارا کچھ شے قرآن سے
جبکہ میں زور سے قرآن کو پڑھوں مگر سورہ فاتحہ اسکو وار قطنی نے روایت
کیا اور فرمایا کہ اسکی سند کے کل راوی ثقہ ہیں بعض اہل تعصب نے باعث
عدم بے بضاعتی کے کہا ہے کہ حدیث عبادہ کی ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند میں محمد
بن اسحق بن یسار راوی ہے اور حافظ ابن حجر اسکے حقیقین تقریب میں
یون فرمایا ہے (صدوق) یعنی سچا ہے تدلیس کرتا ہے تہمت کیا گیا شیعہ
اور قدر یہ ہونے کے ساتھ ختم ہوا قول بعض اہل تعصب کا جواب اسکا
یہ ہے کہ لفظ (صدوق) کا الفاظ تعدیل مرتبہ ثانیہ سے ہے نہ الفاظ
جرح کا ایسا ہی ہے غایتہ التوضیح وغیرہ کتب اصول حدیث میں حافظ
ابن حجر نے محمد بن اسحق کو طبعے یا بخوبی میں شمار کیا ہے حالانکہ ان طبقات
کے اہل داخل ثقات میں ہیں اور تدلیس نامقبول وہ تدلیس ہے جسکو
مدلس لفظ عن سے روایت کرے حالانکہ محمد بن اسحق نے لفظ حدثنا
سے تصریح اسکی کی ہے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے پہلی عبارت سے

کیا جاوے اسپر اس سے جسکو ابن سفیان صاحب مسلم نے کیا ہے کہ بیشک
 مسلم نے نکالاتین کتب کو مسندات سے ایک تو یہ ہے کہ جسکو لوگوں پر پڑا اور
 دوسرہ وہ ہے جسمین داخل کرتا ہے عکرمہ اور ابن اسحاق صاحب مغازی او
 امثال ان دونوں کے اسکو قاضی عیاض نے کہا ہے یہ جسکو او س نے
 اختیار کیا ہے ظاہر ہے اور سبھی کہا ہے کہ بیشک عذر کیا ہے حاکم نے متابعت
 اور شواہد سے بیاعت نکالنے کے ایسی جماعت سے کہ وہ لوگ شرط صحیح
 نہین بنی مثل مطر وراق اور یقنیہ بن ولید اور محمد بن اسحاق بن لیسار
 اور امام مسلم نے بھی ان سے اور ان کے امثال سے شواہد میں بہت لا
 ہے ختم ہوا کلام امام نوویکا اور امام ترمذی نے بعد روایت حدیث عباد
 کے کہا ہے کہ اس باب میں ابو ہریرہ و عائشہ و انس و ابی قتادہ و عبد اللہ
 بن عمر سے بھی روایت ہے اور کہا ابو عیسیٰ نے حدیث عبادہ کی حدیث
 حسن ہے روایت کیا اس حدیث کو زہری نے محمود بن ربیع سے وہ روایت
 کرتے ہیں عبادہ بن صامت سے وہ آنحضرت صلعم سے فرمایا حضرت نے
 نہین نماز او س آدمی کی جو سورہ فاتحہ کو نہین پڑھتا اور یہ زیادہ صحیح ہے
 ختم ہوا کلام امام ترمذی کا۔ امام ترمذی کے کلام اور فعل سے ثابت ہوا کہ
 مطلب دونوں حدیثوں کا ایک ہے لیکن جرح رمی بالتشیع والقدح کی لیس
 بدعتوں سے وہ بدعت مردود ہے کہ صاحب اسکا اس بدعت کی طرف لوگوں کو
 پکارنیا لا ہوا اگر وہ اس بدعت کی طرف پکارنیا لا نہین ہے تو مقبول ہو حافظ
 ابن حجر نے تحفۃ الفکر میں فرمایا ہے کہ پھر بدعت یا تو نسبت کرنی فعل کفر سے

اور مثل اسکے سے روایت کرے پس وہ صحیح لائق قبول کے ہے اس
 حجت پکڑتی جاوے بخاری مسلم سوا انکے اور کتب اصول میں اس قسم کے
 بہت بے شمار ہیں مثل قتادہ عمش ہر دو سفیان (یعنی سفیان ثوری و سفیان
 بن عیینہ) اور عیشیم اور سوا انکے دلیل اسکی یہ ہے کہ تدلیس کذب نہیں
 ہے جبکہ یہ کذب بھی نہیں اور جمہور کا قول ہے کہ تدلیس حرام نہیں ہے
 اور راوی عادل ضابط بھی ہے اور اس نے اپنا سماع بھی بیان کر دیا
 ہے تو واجب ہوگا حکم اس حدیث کی صحت کا تو جان کہ صحیح بخاری و مسلم
 جو روایتیں مدلسین کی لفظ عن سے مروی ہیں یا مثل اسکے سپرہ
 محمول ہیں سماع پر دوسری جہت سے او بیشک صحیح بخاری و مسلم میں
 بہت ایسا آیا ہے کہ ایک روایت دو طریق سے وارد ہوئی ہے پس جب
 صحیح ذکر کرتا ہے روایت مدلس کو پھر ذکر کرتا ہے اسکے سماع کی روایت
 ختم ہوا کلام امام نوویکا اور نزد یک جمہور اہل حدیث وفقہ و اصول کے
 یہ بھی ہے کہ زیادتی ثقہ کی مطلقاً مقبول ہے اسکو امام نووی نے کہا ہے
 پس زیادتی استثنائ کی اس حدیث عبادہ میں بھی مقبول ہوگی خصوصاً
 جبکہ اسکے ساتھ شواہد و متابع بھی ہوں اور محمد بن اسحاق رجال
 مسلم سے ہے اسکی صحیح میں یہ راوی موجود ہے اور امام بخاری کے
 رجال سے بھی ہے چنانچہ خبر القراءۃ میں امام بخاری نے اسے روایت
 کی ہے پس جمع کرنی اسپر اور ضعیف کہنا حدیث اسکی کو دلیل جہالت علم
 حدیث کی ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا ہے نہ اعتراض

مرسل ختم ہوا ترجمہ ہدایت السائل کا۔ واہ سبحان اللہ کیا عمدہ وجہ سے لکھا
ممدوح نے ان ہر دو جرح کو مجروح فرمایا ہے جو صاحب اس پرچہ کو
نظر غور سے ملاحظہ فرماویں پھر وہ ان ہر دو جرح کا کبھی نام بھی نہ لیں گے
جبکہ ان جرحوں کے جواب سے فراغت حاصل ہوتی تو اب مناسب معلوم ہوتا
ہے کہ محمد بن اسحاق پر او جرح ہمارے مخالفین نے نقل کی ہیں سب کا جواب
دیا جاوے تو کہ پھر کسی متلاشی حق کو اس راوی کے بار میں کسی کتاب کے
وکیلین کی حاجت باقی نہ رہے پوری پوری توثیق محمد بن اسحاق کی اسی
پرچہ سے دیکھ لیں یہاں پر کل جرح جو الفتح المبین وغرۃ الوثقی وغیرہ
کتاب میں متفرقات مذکور ہیں ایک جگہ نہروار لکھ کر سب کا جواب دیا جاتا ہے
پہلی جرح یحییٰ قطان کی جسکو الفتح المبین صفحہ ۴۰۵ و ۴۰۶ میں
نقل کیا ہے عبارت اوسکی یہاں بحسنہ نقل کی جاتی ہے (محمد بن اسحاق کی
نسبت لکھا ہے اشہد ان محمد بن اسحاق کذاب یعنی میں اس بات
کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق بڑا جھوٹا ہے اور اسطرح سلیمان
تیمی نے بھی اسکو کذاب لکھا ہے۔ اور امام مالک نے اسکو دجال کہا ہے
کما فی میزان الاعتدال) جواب جرح پہلی کا۔ اصل یہ ہے کہ یحییٰ قطان
نے اس جرح میں تقلید کی ہے وہیب کی اور وہیب نے مالک کی مالک
نے ہشام بن عروہ کی چنانچہ امام سیداناس نے اپنی کتاب عیون
الاشرف فی تلخیص المغازی والسیرین تحت ترجمہ محمد بن اسحاق کے اس
جرح کو یوں نقل کیا ہے وقال یحییٰ القطان ما ترک حدیثہ الا للہ

ہوگی یا نسبت کرنی فعل فسق سے دوسری قسم کی روایت قبول کیا ورنہ
 جبکہ وہ راوی اپنی بدعت کی طرف بلا نیا لائے اور سید مرتضیٰ حسینی نے بلغہ میں
 کہا ہے پس مبتدع اگر منسوب بکفر کیا گیا ہے پس ظاہر ہے کہ اسکی روایت
 نہیں قبول کیا ورنہ ضرور قبول کیا ورنہ پھر نہیں تو بہت سے احکام
 باطل ہو جاویں گے ختم ہوا کلام صاحب بلغہ کا کھوج کر نیا لانا جانتا ہے کہ اس
 اہل تلبیس بدعت رجال صحیحین میں موجود ہیں اور اس مسئلہ کو کچھ تعلق شیعہ
 و قد ریب سے بھی نہیں ہے کہ تلبیس راوی کی اسمین منجملہ جرح کو نہ کیا
 کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ گمان تلبیس کا صراحت لفظ حدیث سے مدفوع ہو گیا
 ہے اسبواسطے جمہور اہل علم نے سوائے اہل کوفہ کے حدیث عبادہ سے
 استدلال کیا ہے اور کسی نے کچھ تعرض ضعف محمد بن اسحاق سے نہیں کیا
 امام شوقانی نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے اور اس حدیث سے دلیل کٹا
 ہے ہر اوس شخص نے جو وجوب قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا قائل ہوا ہے
 اور یہی حق ہے ظاہر حدیث سے اذن سورہ فاتحہ جہر سے پڑھنے کا معلوم
 ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے مانعت جہر کو اپنے پیچھے سے استثناء فرمایا
 لیکن روایت کیا ہے ابن حبان نے حدیث انس سے کہا انس نے فرمایا
 رسول خدا صلعم نے کیا تم پڑھتے ہو اپنے امام کے پیچھے اس حال میں کہ
 امام پڑھتا ہے پس مت پڑھو اور چاہتے پڑھو ایک تمہارا سورہ فاتحہ امام
 پیچھے آہستہ اور طہیانی نے بھی اسکو اپنی معراج میں روایت کیا ہے
 اور امام بیہقی نے بھی اور روایت کیا ہے اسکو عبدالرزاق نے ابی قلابہ

حدث عن اماراتي فاطمة بنت المنذر وادخلت علي وهي بنت ثعلبة
 ومارها راجل حتى لقيت الله تعالى ترجمه مجہد ابو داود و سلیمان
 بن داود نے کہا کہ بحی قطان نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مشک
 محمد بن اسحاق جھوٹا ہے میں نے کہا کیسے آپ کو معلوم ہوا کہ جھگڑا ہو گیا
 کہا میں نے وہیب سے کہا آپ کو کیسی معلوم ہوا کہ جھگڑا مالک بن انس
 نے کہا آپس میں مالک بن انس سے کہا آپ کو کیسی معلوم ہوا امام مالک نے
 کہا کہ جھگڑا ہشام بن عروہ نے کہا میں نے ہشام بن عروہ سے کہا کہ آپ کو کیسی
 معلوم ہوا کہ میری عورت فاطمہ بیٹی منذر سے یہ روایت کرتا ہے حالانکہ
 وہ نو برس کی تھی جب میرے گھر میں آئی اسکو کسی آدمی نے نہیں دیکھا
 یہاں تک کہ اسکا انتقال ہو گیا فقط ان دونوں عبارتوں سے ناظرین کو
 معلوم ہو گا کہ بحی قطان اس جرح میں متقلد وہیب کے ہیں اور وہیب
 مالک کے اور مالک ہشام کے گویا اصل جرح ہشام کی ہے۔ جرح ہشام کا
 جواب یہ ہے کہ ہشام کا محمد بن اسحاق کو فقط انکی عورت کے روایت
 کرنے سے کاذب کہنا انکی سمجھ کی خوبی ہے اسلیتی اس جرح کو آئمہ متقدمین
 نے اچھی طرح سے رد کر دیا ہے از انجملہ امام احمد بن محمد بن حنبل
 ہیں امام سید الناس عیون الاثرین انے نقل کرتے ہیں وری
 ابن القطان عن هشام انه ذكر في فقال لعبد الله الكذا اب يروى عن اماراتي
 ابن رهاو قال عبد الله بن احمد فحدثت ابی بذلك
 فقال وما ينكر لعله جاء فاستاذن عليها فاذنت له احسب قال

اشہد للہ انہ کذاب و قال یحییٰ بن سعید قال لی و ہیب بن
 خالد انہ کذاب قلت لو ہیب ما یدریک قال قال لی مالک اشہد
 انہ کذاب قلت لمالک ما یدریک قال قال لی ہشام بن عروۃ
 انہ کذاب قلت لہشام ما یدریک قال حدث عن اہل ہاتی فاطمۃ الخدیجۃ
 ترجمہ یہ یحییٰ قطان نے فرمایا کہ میں نے محمد بن اسحاق کی حدیث کو نہیں
 جھوٹا مگر اللہ کیلئے اللہ کیلئے میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک وہ جھوٹا ہے
 یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھ کو وہیب بیٹے خالد نے کہا ہے کہ محمد بن اسحاق
 جھوٹا ہے میں نے وہیب سے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ
 جھوٹا ہے کہا مجھے امام مالک نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق
 کذاب ہے میں نے امام مالک سے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق
 جھوٹا ہے امام مالک نے کہا کہ مجھے ہشام بیٹے عروہ نے کہا کہ بیشک محمد
 بن اسحاق جھوٹا ہے میں نے ہشام سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا
 ہے کہا میری عورت فاطمہ سے یہ حدیث کرتا ہے اور اس کو دیکھا نہیں امام
 ذہبی نے جرح یحییٰ القطان کو یوں نقل کیا ہے میرا الاعتدال مطبوعہ
 مطبع النوا محمد کی صفحہ ۳۴ میں ہے حدیثی ابوداؤد سلیمان
 بن داؤد قال قال یحییٰ القطان اشہد ان محمد بن اسحاق کذاب
 قلت و ما یدریک قال قال لی و ہیب فقلت لو ہیب و ما یدریک
 قال قال لی مالک بن انس فقلت لمالک و ما یدریک قال قال
 لی ہشام بن عروۃ قلت لہشام بن عروۃ و ما یدریک قال

یہ ہے کہ جائز ہے کہ ہشام کی زوجہ نے محمد بن اسحاق کو لکھ بھیجا ہوا و بیشک
 اہل مدینہ کتاب یعنی روایات لکھ کر بھیج دینے کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ نبی صلعم نے
 چھوٹے لشکر کے ایک امیر کیلئے ایک کاغذ میں کچھ لکھ دیا اور اسکو حکم کیا کہ
 تم اسکو مت پڑھنا جب تک کہ فلان فلان جگہ نہ پہنچ جاؤ و پس جبکہ وہ آنحضرت
 صلعم کی جگہ معین کی ہوئی میں پہنچ گئے آنحضرت صلعم کے نامہ مبارک کو کھولا
 اور اپنے ساتھیوں لشکر و الون کو اسکی خبر دیا اور حبسکو آنحضرت صلعم نے لکھا
 اسکا حکم دیا ایسی ہی خلفاء اور امام بعضوں کی کتاب پر بعض عمل کرتے رہے
 اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحاق نے اونکی زوجہ سے ایسی سنا ہو کہ انکو
 و ربان میں پردہ لٹکا ہوا و ہشام اسوقت میں موجود نہ ہوں از انجملہ
 امام ابن حبان ہیں امام ابن سید الناس عیون الاثرین انفسے نقل
 کرتے ہیں فقال تکلم فیہ سر جلاوت ہشام و مالک فاما ہشام فانکو
 سماعہ من فاطمۃ والذی قال لیس مما یجرح بہ الانسان و لاک
 ان التابعین کالاسود و علقمۃ سمعوا من عائشۃ من غیر
 ینظر و الیہا بل سمعوا صوتہا و کذا ابن اسحق سمع من
 فاطمۃ و الیہا بل سمعوا صوتہا و کذا ابن حبان نے فرمایا کہ محمد بن
 اسحق میں دو آدمیوں نے کلام کیا ہے یعنی ہشام نے اور امام مالک نے
 لیکن ہشام نے تو اسکو سماع کا فاطمہ سے انکار کیا ہے (اوسے سبب
 اسکو جھوٹا ٹھہرایا ہے) اور یہ جو ہشام نے کہا ہے یہ ایسا کلام نہیں
 ہے کہ اس سے کسی پر جرح کیا جائے اسلئے کہ بیشک تابعین نے مثل اسود و علقمہ

ولم یعلم ترجمہ ابن قطان نے ہشام سے روایت کیا کہ انھوں نے محمد بن
 اسحاق کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے میری عورت سے تیا
 کرتا ہے کہاں اسکو دیکھا ہے۔ عبد اللہ بیٹے امام احمد نے کہا پس میں نے
 اپنے باپ سے یہ قصہ ہشام کا ذکر کیا پس میرے باپ (یعنی امام احمد نے)
 فرمایا کہ ہشام اسکا کیوں انکار کرتے ہیں شاید کہ محمد بن اسحاق نے انکی عورت
 سے اجازت مانگی ہو پس اوسنے اجازت دیدی ہو میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں
 نے فرمایا اور ہشام اس اجازت سے مطلع نہ ہوئے ہوں انتہی از انجملہ امام
 بخاری ہیں اپنے رسالہ خبر القرۃ میں جو انھوں نے خاص مسئلہ فاقہ
 خلف امام میں لکھا ہے فرماتے ہیں چنانچہ رسالہ مطبوعہ مطبع فاروقی کے
 صفحہ ۱۰ میں ہے و قال بعض اهل المدينة ان الذي يذکر عن هشام
 بن عمرو قال كيف يدخل ابن اسحق على اهل اتي لوصم عن هشام
 جائز ان تكتب اليه وان اهل المدينة يرون الكتاب جائز لان
 النبي صلعم كتب لأمير السريته كتابا وقال لا تقراء حتى تبلغ
 المكان كذا وكذا فلما بلغ فتم الكتاب واخبرهم بما قال النبي
 صلعم وحكم بذلك وكذا لك الخلفاء والائمة يقضون بكتاب
 بعضهم الى بعض و جائز ان يكون سمع منها وبينهم كذا
 و هشام لم يشهد انتهى ترجمہ بعض اہل مدینہ نے کہا ہے کہ درباب
 محمد بن اسحاق کے جو جرح ہشام سے ذکر کی جاتی ہے یعنی وہ کیونکر داخل
 میری عورت کے بیان) اگر یہ ہشام سے صحیح بھی ہو تو بھی اسکا جواب

پھر اسی فاطمہ سے محمد بن سوقة نے روایت کیا ہے **فائدہ** مترجم کہتا ہے
 کہ محمد بن سوقة یہ وہ شخص ہے جسے جمیع اصحاب ستہ نے روایت کیا ہے تقریب
 میں اسکی شانہیں لکھا ہے محمد بن سوقة بضم المہملۃ الغنوی بفتح المعجمة
 و السون الحقیقۃ ابوبکر لکوفی العابد ثقۃ مرضی عابد ملخصۃ
 ترجمہ محمد بیٹے سوقة کے سین کو حرکت پیش کی ہے منسوب طرف قبیلہ غنوک
 جوزبرغین اور لون مخففہ سے ہے کنیت اونکی ابوبکر کوفہ کے رہنے والے ہیں
 ثقہ پسندیدہ عابد طبعہ پانچویں کے **فائدہ** طبعہ پانچویں میں وہ راوی
 گئے جاتے ہیں جنہوں نے اکید و صحابی کو دیکھا ہو صفی الدین احمد بن
 عبد اللہ خلاصہ میں فرماتے ہیں محمد بن سوقة الغنوی بفتح المعجمة
 ابوبکر لکوفی العابد عن انس و ابی صالح السمان و نافع و طاقتہ
 و عند مالک بن مغول و سفیان و آخرون قال ابن المذنبی
 لم یخولہ ثلثین حدیثاً قال النسائی ثقۃ مرضی و قال ابن عیینہ
 کان لا یحسن ان یعصى الله تعالیٰ ترجمہ محمد بیٹے سوقة کے منسوب طرف
 قبیلہ غنوک کے ساتھ فتح غین کے ابوبکر کوفہ کے رہنے والے عابد روایت کرتے
 ہیں انس اور ابی صالح سمان اور نافع اور ایک گروہ سے اور اوسے روایت
 کرتے ہیں مالک بیٹے مغول کے اور ولون سفیان اور دوسرے لوگ ابن
 نے فرمایا کہ اون کے لئے تیس حدیثیں ہیں کہا نسائی نے ثقہ پسندیدہ ہے
 ابن عیینہ نے کہا کہ محمد بن سوقة نہیں اچھا سمجھتے تھے اللہ کی نافرمانی کر نیکو
 بخد مت منصفین روایت کے گزارش ہے کہ محمد بن اسحاق نے فاطمہ

حضرت عائشہ سے بغیر اونکے دیکھو کے روایت کیا ہے بلکہ دنگلی آواز کو سنا اور
 اور ایسی ہی ابن اسحق نے فاطمہ سے سنا حالانکہ دونوں کے درمیان پردہ حامل تھا
 تمام ہوا کلام ابن جبار کا۔ از انجملہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال
 میں بعد نقل کرنے جرح بھی قطان کے جو وہ نقل کرتے ہیں وہی ہے
 آخر تک جسکا ذکر پہلے گزر چکا ہے یہ جواب دیا ہے قلت واما یہی
 هشام بن عروۃ فلعلمہ لیسع منہا فی المسجد او سمع منہا وھو
 صبی او دخل علیہا فی ثوب من و ساء حجاب قای شیء فی ھذا
 وقد کانت امراء قد کبرت و اسنت ترجمہ میں کہتا ہوں کیسی
 معلوم ہوا ہشام بن عروہ کو کہ محمد بن اسحاق نے اسکی عورت نہیں سنا شاید
 کہ اسنے مسجد میں اسے سنا ہو یا حالت لڑکپن میں سنا ہو یا اسکے گھر میں
 اسکی اجازت سے گیا ہو اور دونوں کے درمیان پردہ حامل ہو پس فاطمہ
 پردہ کے پیچھے سے اسکو حدیث سنایا ہو پس اس میں کیا ہے حالانکہ عورت
 بوڑھی اور سن رسیدہ ہو گئی تھی۔ نیز امام ذہبی نے بعد چند سطروں کے
 فرمایا ہے قلت قد اجبت عن ھذا فما قال انه ساء ا فتمثل ھذا
 یعتمد علی تکذیب رجل من اهل العلم ھذا امر درود ثم قد سئ
 عنہا محمد بن سو قۃ ولھا سوا یتۃ عن ام سلمۃ و حدیثا السماء
 ترجمہ میں کہتا ہوں پہلی ہمنوا اس جرح کا جواب ادا کر دیا ہے پس یہ جو ہشام
 نے کہا ہے (کیا اسکو دیکھا ہے یعنی نہیں دیکھا ہے) کیا ایسی ایسی باتیں
 اس لائق ہیں کہ انپر اعتماد کر کے کسی کو اہل علم سے جھوٹا کہا جاوے یہ جرح

بن عروہ نے کہا ہر وہ حجت نہیں ہے شاید کہ محمد بن اسحاق اسکی عورت
یہاں لڑکپن میں گیا ہو اور اس سے حدیث سنا ہو اور کہا یعقوب نے میں نے
علی بن مدینی سے سنا کہتے تھے کہ بیشک حدیث محمد بن اسحاق میں البتہ سچا پن
ظاہر ہوتا ہے ختم ہوا کلام علی بن مدینی استاذ امام بخاریکا۔ اس جرح کے
جواب میں ہم کہا تک طول کریں اسبقہ رائمہ کا کلام کافی ہے جو منصف قدام
ائمہ کے کلام پر مطلع ہو گا وہ پھر اس جرح یحیی قطان کے کلام کا ذکر تک نہ کرے گا
مبطل کیسے کرے کوئی بھی فہمیدہ آدمی ایسے کہیگا کہ محمد بن اسحاق فاطمہ بنت
سند رکی روایت سے جھوٹا ہو جاوے اگر عورتوں سے روایت کرنے میں کوئی
راوی جھوٹا کہلاتو تو اسود علقمہ محمد بن سوہ وغیرہم جنہوں نے حضرت
عائشہ صدیقہ اور اسماء بنت ابوبکر و حمہ بنت جحش و زینب وغیرہ سے
روایت کی ہے معاذ اللہ سب کے سب جھوٹے ٹھہریں گے چونکہ ان سب کا جھوٹ
نہ ہونا مسلمات سے ہوا سلتے اسی قاعدہ سے محمد بن اسحق بھی بیاعت روایت
کرنے فاطمہ کے جھوٹا نہیں ہو سکتا و بالمد التوفیق جرح دوسری سلیمان
تیمی کی جسکو الفتح المبین کے صفحہ ۴۰۶ میں نقل کیا ہے۔ اور محمد شاہ
پنجابی نے بھی متعدد رسائل میں جرح سابق کو اور اس جرح کو ذکر کیا ہے
عبارت الفتح المبین کی یہ ہے (اور اسطرح سلیمان بن تیمی نے بھی
اسکو کذاب لکھا ہے اسخ) جو اب پہلے جواب کے یہ بات قابل معلوم
کر نیکی ہے کہ الفتح المبین پر مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ علماء راضا فیل
سواہر شریف فرماتین مولف نے اس کتاب کو بڑے شد و مد سے لکھا باوجود

خطی مولف الفتح المبین اور انکو صدیقین کی

روایت کیا اور محمد بن سوقة نے بھی۔ ہشام نے محمد بن اسحاق کو توجہ
 روایت کرنے کے جھوٹا ٹھہرا دیا۔ اور محمد بن سوقة کے حقیقین کو یہ کہا بھلا
 آپ ہی صاحب انصاف سے فرماتین کہ ہشام کی یہ زیادتی نہیں تو اور کیا ہو
 پھر یہ کہنا ہشام کا کہ فاطمہ سے کسی نے روایت نہیں کیا محض لغو ہو محمد بن سوقة
 وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے ختم ہوا فائدہ)۔ اور فاطمہ کیلئے روایت
 ام سلمہ اور اسکی دادی اسماء سے ختم ہوا کلام امام ذہبی کا از انجملہ استا
 المدین علی بن مدینی ہیں۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں
 علی بن المدینی سے یوں نقل فرماتے ہیں عبارت اونکی یہ ہے قال لقیف
 وسالت ابن المدینی کیف حدیث محمد بن اسحق عندک فقال صحیح
 قلت له فکلام مالک فیہ قال مالک لم یجالسہ ولم یعرفہ ثم قال
 علی ای شئ حدث بالمدینۃ قلت له و ہشام بن عروۃ قد کلم
 فیہ قال علی الذی قال ہشام لیس بحجۃ لعلہ دخل علی صراۃ
 و هو غلام فسمع منہا و قال سمعت علیا یقول ان حدیث
 ابن اسحق لیتب فیہ الصدق الخ ترجمہ یعقوب نے کہا میں نے
 علی بن مدینی سے پوچھا کہ محمد بن اسحاق کی حدیث کس رتبہ کی آپ کو نزدیک
 ہے پس انھوں نے فرمایا کہ صحیح ہر مین نے کہا پس امام مالک کا اس میں
 فرمایا مالک اسکے ہم نشین نہیں ہوا اور نہ اوسنے اسکو بیچا پھر علی بن مدینی
 نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق نے مدینہ میں کیا حدیث بیان کیا ہے میں نے
 کہا ہشام بن عروہ نے بیشک کلام کیا ہے علی بن مدینی نے فرمایا ہشام

اہل جرح و تعدیل سے نہیں ہیں اسلئے یہ اونکا کلام غیر مقبول ہو حافظ
 ابن حجر تہذیب التہذیب میں تحت ترجمہ محمد بن اسحاق کے فرماتے ہیں و
 اما سليمان التيمي فلم يتبين لي لای شیء نکلم فیہ والظاهر انه
 لامكان بينهما لاعتن الحديث ولان سليمان ليس من اهل الحرج
 والتعدیل بل ترجمہ لیکن سلیمان تیمی پس نہیں ظاہر ہوا میرے لئے کہ کیوں
 انہوں نے محمد بن اسحاق میں کلام کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ واسطے کسی امر کے
 تھا جو ان دونوں کے درمیان تھا نہ جہت حدیث سے اور یہ بھی ہے کہ
 بشیك سليمان تیمی اصحاب جرح و تعدیل سے نہیں ہیں چونکہ سلیمان اصحاب
 جرح و تعدیل سے نہیں ہیں اسلئے اونکی جرح بھی لغو ہوئی ولما محمد—
 جرح تیسری امام مالک کی جسکو الفتح المبین کے صفحہ ۴۰۶ میں باین
 الفاظ نقل کیا ہے اور امام مالک نے اسکو دجال کہا ہے اسی جرح کو مولوی
 محمد شاہ وغیرہ علماء احناف نے بھی اپنی اپنی رسائل میں نقل کیا ہے —
 جواب جرح تیسری کا۔ اس جرح کو بھی آئمہ متقدمین نے بوجہ احسن
 رد کر دیا ہے جن آئمہ نے اس جرح کو رد کیا ہے۔ از انجملہ علی بن مدینی
 شیخ بخاری کے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں باین
 الفاظ نقل کیا ہے قلت له فكلما مالک فیہ قال مالک لم یجالسہ ولم
 یعرفہ ترجمہ میں نے کہا پس کلام امام مالک کا اس میں فرمایا علی بن
 مدینی نے کہ امام مالک نے نہیں صحبت رکھا اوسے اور نہ بیجا ناقدراوسکی
 (یعنی چونکہ امام مالک نے محمد بن اسحاق سے مجالست نہیں کی اسلئے وہ

ان کل حضرات کو مہنوز اسکا علم نہوا کہ سلیمان نبی ہین یا سلیمان نبی ہین واہ
جناب انھین معلومات پر یہ لکن ترانیان انشاء اللہ انکی شخیان ولن ترانیان
کی قلعی اسکے مفصل جواب میں ہم اچھی طرح سے کھول دین گے بالفعل بطریق
تنبیہ کے یہ کلمات درج ہوئے اب توجہ اصل جواب کی طرف کیجاتی ہے
جواب اس جرح کا دو وجہ سے ہے **وجہ اول** عبارت عیون الاثر و غیر
سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی اس جرح میں مہشام و مکی قطان وغیرہ
مقلد ہیں جو جواب اٹکا ہے وہی اٹکا ہے **وجہ ثانی** اصول حدیث میں
یہ امر منقح ہو چکا ہے کہ جرح السیر شخص کی مقبول ہوتی ہے جو اہلیت اسکی
رکھتا ہو نہ ہر ایرے غیر کی حافظ ابن حجر شخبہ اور اسکی شرح میں
فرماتے ہیں والجرح مقدم علی التعذیل و اطلق ذلك جماعة
ولکن محلہ ان صد سہیلان عارف بالاسباب لانه ان كان غیر
مفسر لم یقدح فی من ثبت عدالتہ وان صد سہیلان غیر عارف
بالاسباب لم یعتبر بہ ایضاً الخ ترجمہ اور جرح مقدم ہے تعذیل
ایک جماعت نے یہ حکم مطلق لگایا ہے لیکن تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر
جرح عارف اسباب جرح سے مفسر صادر ہو تو قبول کیجاوے گی کیونکہ
اگر وہ غیر مفسر ہوگی تو جسکی عدالت پہلے ثابت ہو چکی ہے اس میں کچھ جرح
نہ کرگی اور اگر وہ جرح صادر ہوگی غیر عارف اسباب جرح سے (یعنی جو
اسکا اہل نہیں ہے اوس سے جرح صادر ہوگی) تو بھی وہ اعتبار نہیں
کیجاوی گی ختم ہوا کلام حافظ ابن جریر کا میں کہتا ہوں سلیمان نبی

جامعین اور علماء رزی شان کے ایسی ایسی باتوں میں کچھ تو جنہیں کی
 مگر بیان واضح اور دلیل کے ساتھ اور جنہیں ساقط کیا اونکی عدالت کو
 مگر دلیل ثابت اور حجت سے اس بار میں کلام بہت ہے یعنی اس
 قسم کی جرح کی بابت میں کلام بہت ہے یہ اسکا خلاصہ ہے ختم ہوا کلام
 امام بخاریکا از انجمہ ابن حبان میں چنانچہ حافظ ابن سیانہ نے
 عمیون الاثر میں ایسے یوں نقل کیا ہے وقد ذکر ابو حاتم بن حبان
 فی کتاب الثقات له فاعمر بعمافی الضمیر فقال تکلم فیہ رجالہ
 ہشام و مالک و اما ہشام فانکس سماعہ من فاطمۃ والذی
 قال لیس مما یجرح بہ الانسان فی الحدیث و ذلک ان التابعین
 کالاسود و علقمۃ سمعوا من عائشۃ من غیر ان ینظروا
 الیہما بل سمعوا صوتہا و کذلک ابن اسحق کان لیسع
 من فاطمۃ و السائب بینہما مسبل قال و اما مالک فانہ کان
 ذلک منہ مرۃ واحدۃ ثم عارلہ الی ما یجب و ذلک انہ لم ین
 بالحجاز احد اعلم بالنسب الناس و ایاہم من ابن اسحق
 و کان ینعم ان مالکا من موالی رزی اصبح و کان مالک ینر عم انہ
 من انفسہا فوقع بینہما لذلک معاوضۃ فلما صنف مالک
 الموطا قال ابن اسحق استوفی بیہ فانا بیجا سۃ فنقل ذلک الی
 مالک فقال ہذا رجال من الدجالۃ یروی عن الیہود
 و کان بینہما ما یکون بین الناس حتی عزم ابن اسحق

اسکے حال سے واقف نہیں ہیں بغیر تحقیق کے انہوں نے اسپر جرح کی ہے از انجملہ امام الائمہ امام بخاریؒ ہیں۔ رسالہ جز الفراء میں فرماتے ہیں چنانچہ رسالہ جز الفراء مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۱۱ ہے و لو صح عن مالك ثناى من ابن اسحق فلو بما تكلم الانسان فيى صحبه بشيء واحد ولايتهم في الاموكلها وقال ابراهيم بن المنذر عن محمد بن فليم ثفانى مالك عن شيبان بن قيس وقد اكش عنهما في الموطا واما من يحتم بحديثهما واما في كثير من الناس في كلام بعض الناس فيهم نحو ما يذكرون عن ابراهيم من كلامه في شعبي و كلام الشعبي في عكمته وفي من كان قبلهم و تاويل بعضهم في العرض و النفس و لم يلق اهل العلم في هذا الخوا الببيان و حجة و لم يسقط عد النهم الابرهان ثابت و حجة و الكلام في هذا الكش تر جمه اگر امام مالك کا طعن کرنا ابن اسحاق مین صحیح ہو (تو اسکا جواب یوں ہو) کہ بسا اوقات آدمی بولتا ہے پس اپنے ساتھی کو کسی امر کی تہمت دیتا ہے اور نہیں اسکو تہمت دیتا جمیع امور میں ابراہیم بن منذر نے محمد بن فلیح سے روایت کیا ہے کہ امام مالک نے مجھکو دو شیخوں قریش کی روایت کرنے سے منع کیا حالانکہ خود ان سے موطا میں بہت روایت کیا اور وہ ان لوگوں سے ہیں کہ جن سے حجت پکڑنا صحیح ہے اور نہیں کچھ بہت لوگ کلام بعض لوگوں سے جو ان سے پہلے ہوتے ہیں ان پر بھی طعن ہو غرت اور

اور عین جیسا کہ کیا جاتا ہے کلام ابراہیم کا شعبی میں اور کلام شعبی کا عکرمی میں اور ایسے ان لوگوں میں

اسلئے تھا کہ ملک حجاز میں محمد بن اسحاق سے بڑھکر کوئی انساب کو نہیں جانتا تھا
 اور نہ اون کے زمانہ سے واقفیت رکھتا تھا محمد بن اسحاق کا یہ مقولہ تھا کہ
 امام مالک اصل قبیلہ اصبح سے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے نہیں ہیں بلکہ اونکو موالی
 کی اولاد میں ہیں اور امام مالک یہ فرماتے تھے کہ میں خاص اس قبیلہ سے ہوں
 نہ موالی سے پس اسی جہت سے ان دونوں کے درمیان عداوت و دشمنی
 ہو گئی تھی پس جبکہ امام مالک نے موطا کو جمع کیا تو ابن اسحاق نے کہا کہ تم
 اس کتاب کو میرے پاس لے آؤ میں اسکا پرکھن والا ہوں یہ کلام اونکا امام
 مالک کی طرف نقل کیا گیا پس امام مالک نے کہا یہ ایک دجال ہے و جال ہے روایت
 کرتا ہے یہود سے تھا ان دونوں کے درمیان جو اور لوگوں کے درمیان ہوتا جو
 یہاں تک کہ محمد بن اسحاق جب مدینہ سے عراق کی طرف چلے کا قصد کیا پس
 دونوں نے (یعنی امام مالک و محمد بن اسحاق) نے صلح کر لی اور امام مالک نے
 اونکو چلتے وقت پچاس دینار عنایت کیں **فائدہ** دینار ساڑھی چار ماٹہ
 سونے کی ہوتی ہے عرب میں ایک وزن مشہور ہے) اور نصف پھل کھجور
 کے جو اس سال میں ہوئے تھے وہ بھی دئے امام مالک نے محمد بن اسحاق کی
 حدیث کا کبھی انکار نہیں کیا۔ انکار اونکا محمد بن اسحاق پر فقط بسبب تلاش
 کرنے اونکو غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد یہود سے جو مسلمان
 ہوئے تھے اور انھوں نے خیمہ و قریطہ و نظیر و ماسوا انکو غریب غریب و
 اپنے بزرگوں سے یاد کرتے تھے تھا ان لوگوں سے جو محمد بن اسحاق نے
 یہ قصے تلاش کئے تو فقط اپنے جاننے کے لئے تلاش کئے تھے نہ اسلئے

یعنی امام مالک
 سے جو اس
 اولاد میں سے ہیں
 نہ

الخروج الى العراق فتصالحا حيث نذر و اعطاه عند الوداع خمسين
 دينارا و نصف ثمر ثمر تلك السنة و لم يكن يقدر مالك عليه
 من اجل الحديث انما كان ينكر عليه تتبعه غزوات النبي صلى
 الله عليه و سلم من او لاد اليهود الذين اسلموا و حفظوا
 قصة خيبر و قرظية و النضير و ما اشبه ذلك من الغرائب
 عن اسلافهم و كان يتبع هذا منهم ليعلم ذلك من غير ان
 يجتمع بهم و كان مالك لا يرى الرواية الا عن متقن صدق
 قلت ليس ابن اسحق ابعد من هذه القول في نسب مالك
 فقد حكى ثعلبي عن ذلك عن الزهري و غيره و الرجل اعلم
 بنسبه و تالبي له عدلته و امامته ان يخالف قوله علمه ترجمه
 اور ميشك ابو حاتم بن حبان نے اپنی کتاب ثقات میں ذکر کیا ہے پس
 ظاہر کر دیا اوسکو جو اوسکے ولیمین تھا پس کہا محمد بن اسحاق میں راویوں
 نے کلام کیا ہے ہشام اور مالک نے لیکن ہشام نے تو اوسکے سماع کو
 فاطمہ سے انکار کیا ہے جو ہشام نے کہا ہے وہ اس الایق نہیں ہے کہ اوس
 کسی آدمی پر جرح کجا وے اسواسطے کہ بہت سے تابعین نے مثل اسود
 اور علقمہ کے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا ہے بغیر نظر کے اسکی طرف بلکہ
 اونکی آواز کو سنا ہے ایسی ہی ابن اسحاق نے بھی فاطمہ سے سنا او
 پردہ رولون کے درمیان لٹکا ہوا تھا لیکن مالک یہ طعن ان سے اکی دفعہ
 صادر ہوا ہے پھر جو ع کیا ہے امام مالک نے اچھی چیز کی طرف یہ طعن انکا

یہ طعن انسو حتمین محمد بن اسحاق کے ایک ہی دفع پھر جوع کیا اونہوں نے
 اوسکی طرف جو اونپروا جب تھا یعنی محمد بن اسحاق سے صلح کر لی اور اؤکو
 پس پاس و نیار بدید بھیجا، نہیں تھی امام مالک طعن کرتے محمد بن اسحاق پر عیبا
 حدیث کے امام مالک تو فقط تلاش کرنے غزوات نبی صلعم کو اولاد بیوہ
 سے جو مسلمان ہوئے تھے اور قصہ غنیمہ وغیرہ کو بخوبی یاد رکھا تھا اوسکا انکار
 کرتے تھے اور محمد بیٹا اسحاق کا ان سے فقط اپنے جاننے کے لئے تلاش تھا
 نہ یہ کہ اون سے حجت اور سند پکڑے امام مالک نہیں جائز سمجھتے تھے
 روایت کرنا مگر متقی پر سہیزگار سے جبکہ سوال کئے گئے ابن مبارک
 محمد بن اسحاق سے تو تین دفعہ فرمایا کہ سمجھنے اسکو سچا پایا ہے ابن حبان
 فرمایا ہے کہ نہیں تھا کوئی مدینہ میں کہ محمد بن اسحاق کے علم میں قریب ہو
 اور نہ اوسکے جوڑ کا کوئی تھا احادیث کے جمع کرنے میں وہ سب لوگوں
 سے اچھا ہے احادیث کے بیان کرنے میں یہاں تک فرمایا کہ محمد بن اسحاق تھا
 لکھتا احادیث کو اعلیٰ اپنے سے اور مساوی اپنے سے اور اپنے کم
 سے پس اگر وہ جھوٹھ بولنے کو حلال جانتا تو اپنے کم سے کیوں
 روایت کرتا پس یہ دلیل تیرے لئے اوسکے صدق کی طرف ہدایت کرتی
 ہے میں نے محمد بیٹے نصر فرار سے سنا کہتے تھے میں نے یحییٰ بیٹے
 یحییٰ سے سنا کہ محمد بن اسحاق کا اوسکے سامنے ذکر ہوا پس اونہوں نے
 اوسکی توثیق کی تمام ہوا کلام ابن حجر کا جسکو اونہوں نے ابن حبان
 سے نقل کیا ہے فقط مولف کہتا ہے کہ امام مالک کی جرح کو جواب دینے

کہ انکو حجت ٹھہرایا جاوے اور امام مالک نہیں جائز سمجھتے تھے روایت کرنا اگر
 مستحق تھے سے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن اسحاق نے ہی سب سے پہلے
 امام مالک کو نسب میں طعن نہیں کیا بلکہ بیشک زہری وغیرہ سے بھی اس
 میں کچھ حکایت کی گئی ہے۔ حالانکہ اومی اپنے نسب کو خود خوب جانتا ہے
 او کی عدالت اور امانت کا یہ مقتضی نہیں ہے کہ اسکا قول او کو علم کے
 مخالف ہو تمام ہوا کلام ابن سید الناس کا از انجملہ حافظ ابن حجر
 تہذیب التہذیب میں تحت ترجمہ محمد بن اسحاق کے فرماتے ہیں
 واما مالک فان ذلك كان منه مرة واحدة ثم عاد الى ما يجب
 ولم يكن يقدح فيه من اجل الحديث انما كان ينكر تبعه
 غزوات النبي صلعم من اولاد اليهود الذين اسلموا
 وحفظوا قصة خيبر وغيرها وكان ابن اسحق يتبع
 هذا منهم من غير ان يحجبهم وكان مالك لا يري الرقي
 الا عن متقن ولما سئل ابن المبارك قال انا وجدنا هذ
 ثلاث مرات قال ابن حبان ولم يكن احدا بالمدينة يقارب
 ابن اسحق في علمه ولا يوازيه في جمعه وهو من احسن الناس
 سياقا للاخبار الى ان قال وكان يكتب عن فقهه ومثله وقد
 فلو كان ممن يستحل الكذب لم يحتم الى الترو ل فلهذا ايدك
 الى صدقة سمعت محمد بن نصر الفراء يقول سمعت يحيى بن يحيى
 وذكر عنده محمد بن اسحق فوثقة ترجمہ لیکن امام مالک سے

ضمیمہ نمبر ۲۔ قابل ملاحظہ گورنمنٹ ریاست بھوپال۔

ہم نو ضمیمہ نمبر ۱۔ میں وعدہ کیا تھا کہ جو مخالفین نے مولانا سید محمد حسین صاحب پر اتھام لگائے ہیں اور ان کا جواب مفصل ہم آئندہ کے ضمیمہ میں لکھیں گے۔ آپ ہم ایف اے وعدہ کر کے اپنی مہربان گورنمنٹ کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ہمارے مضامین ملاحظہ فرما کر وادحق دیوے نواب صدیق حسن خالصا پر اونکے مخالفوں نے بہت اقسام کے اتھامات لگائے ہیں طرح طرح کے تودہ طوفان کے اٹھائے ہیں ان سب افتراؤں سے یہ ایک بہتان عظیم ہے اسلئے ہم اسکی تحقیق کرنا اسجگہ مناسب سمجھتے ہیں اگرچہ اس اتھام کا جواب اور اخبار ونہیں بھی دیا گیا ہے مگر کامل تحقیق شاید ہی کسی نے کی ہو اسلئے ہم پر فرض ہوا کہ کامل طور سے اس اتھام کا جواب ثانی لکھیں ہماری اس تحریر سے دو غرض ہیں اول متوجہ کرنا گورنمنٹ کا وہم ظاہر کرنا خام خیالی ان اڈیٹر ان اخبار کا جنہوں نے اس اتھام پر زور دیکر اپنے اخبار و نکلوسیاہ کیا ہے ہمارے مہذب اڈیٹر اس مضمون کو دیکھا اور انچہ اقوال سے رجوع کرین حق پوشی نہ فرماوین **اتھام عظیم** گورنمنٹ کے مقابلہ میں افغانوں کی شکست پر ناخوش ہوئے اور ہر نوعی فتح پر سجدہ شکر بجالائے۔ مہدی سوڈان کی مدد دی۔ اسی اتھام کو اخبار کوہ نور۔ و اشاعت السنہ۔ و مفید عام وغیرہ میں بھی نقل کر کے

تحقیق ابن حبان و علی بن المدینی و امام بخاری کی کافی ہے خلاصہ ان
سب کا یہی ہے کہ امام مالک نو بیہ جرح محمد بن اسحاق پر باعث حدیث کے
نہیں کی بلکہ دوسری دو وجہ سے اول تو یہ کہ امام مالک گمان کرتے تھے
کہ میں قبیلہ اصبح کا ہوں اور محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ آپ قبیلہ اصبح سے
نہیں ہیں بلکہ انکو غلام آزاد کنی ہوئی کی اولاد سے ہیں جبکہ انھوں نے مولانا
جمع کیا تو ابن اسحاق نے کہا کہ اسکا پرکھو والا میں ہوں میری پائیں آؤ
جب یہ خبر امام مالک کو پہونچی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ ایک دجال ہے دوسری
وجہ یہ تھی کہ ابن اسحاق قصہ خیبر و نظیر و قرظہ کا اولاد یہودی سے جو مسلمان
ہو گئے تھے دریافت کرتے تھے امام مالک کو نزدیک یہ جائز نہ تھا پس بیٹی
ہیں کہ امام مالک انس و ماریض ہوئے آخر کار انس و صالح کی تحقیق حنفیہ نے
ان وجوہ کا خود اقرار کر لیا ہی امام مالک کی اس جرح کو خود دفع کر دیا
چنانچہ شیخ ابن الہمام حنفی حاشیہ ہدایہ سجت تعجیل صلوٰۃ مغرب میں فرما
ہیں ہوا ی تو شیع محمد بن اسحق ہوا الحق الالبام و ما نقل عن
مالك في لا يثبت و لو صح لم يقبله اهل العلم كيف وقد قال لشعبة
فيه هو اصير الموصين في الحديث و سوي عند مثل الثوري و
ابن ادریس و حماد بن زید و یزید بن زریع و ابن علیہ و
عبد الوارث و ابن المیارک و احملہ احمد و ابن معین و عامر
اهل الحدیث غفر الله لهم و قد اطلق البخاری فی توثيقہ فی کتاب
القرۃ خلف الامام و ذکر ابن حبان فی التقات و ان لکما جرح عن الکلام

دعویٰ اتباع قرآن و حدیث کا ہو فرض ہے نیز یہ بھی مسلمات سے ہے کہ ہر ریاست کا سرکار انکشافیہ سے عہد و پیمان نہ کرنے بناوت و کرتے خیر خواہی سرکار کا موجود ہے اب کیسی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسے عامل بالقرآن نے قرآن و حدیث کا خلاف کیا۔ اسی عنوان جناب سید صاحب نے پہلے سے اس اتہام کو اپنی چند تالیفات میں رد کر دیا ہے ہم ترجمان و بابیہ۔ و موائد العواید کی کچھ عبارت اسکا نقل مناسب سمجھتے ہیں ترجمان و بابیہ مطبوعہ مطبعہ مفید عام اگرہ کے صفحہ ۳۳ میں ہے اور مسلمین جو بڑی معتبر کتاب ہے اسلام کی مروی ہے کہ آپؐ فرمایا کہ ہر عہد شکن کا ایک جھنڈا ہوگا اور وہ اتنا ہی بلند ہوگا جتنی اوس نے عہد شکنی کی ہوگی غرض عہد کو پورا کرنا اور اقرار کو وفا کرنا بھی دستور العمل ہے اہل سلام کا خواہ اگلو ہوں یا سچیلے اور اسوجہ سے سلاطین اور حکام اہل سلام جو اہل حکومت و دولت ہیں جب معاہدہ اور اقرار صلح کا کسی سے کرتے ہیں اوس اقرار و صلح کو مرنے و دم تک پورا کرنے میں بدل ساعی ہوتے ہیں اور اوس اقرار و صلح کے ٹوڑنیکو خلاف شیوہ اسلام اور مخالف طریقہ ایمان اور بڑا ناہ اور نہایت بُرا جانتے ہیں اور جو عہد و اقرار کوئی رئیس اسلام کرتا ہے تو اسکی رعایا اور برابری بھی اوسمیں شامل ہوتی ہے اور اوس عہد کے وفا کو اپنے ذمہ لازم اور واجب جانتی ہے گو پر وقت صلح رعیت کا ذکر نہ آوے اسلئے کہ حاکم وقت اور رئیس ملک کو یا اپنی ساری رعیت

اسکا جواب دیا ہے **جواب ثانی** مولانا سید محمد صدیق حسن خالص^{رحمۃ اللہ علیہ} یہ تو پہلے سر کیا بہتان عظیم ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ہر خاص و عام اسکو جانتا ہے کہ عمل سید صاحب کا قرآن و حدیث پر ہے کسی خاص شخص کی آپ تقلید نہیں کرتے قرآن و حدیث میں صاف مذکور ہے کہ تم اپنے وعدہ و اقرار کو پورا کرو **قرآن شریف** میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا لِّغَيْرِکُمْ اَوْفُوا** پورا کرو قیامت کے دن عہد اقرار پوچھا جاوے گا صحیح بخاری و مسلم جو مسلمانوں کے اصول کی نہایت عمدہ کتابیں ہیں انہیں علامت منافق کی عہد و پیمان توڑنے کو بھی لکھا ہے بخاری مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۰۱ میں **عن عبد اللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کان فیہ خصلۃ منہن کان فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعیہا** اذا اوتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاہد غدس رواہ **خاکم** فتح ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا جس آدمی میں چار باتیں ہوں گی وہ پورا منافق ہے جس میں ایک بات ہوگی او میں ایک حصہ نفاق کا ہے جب تک اسکو نہ چھوڑے وہ چار یہ ہیں امانت سے خیانت کرے۔ ٹوٹے تو جھوٹ بولے۔ عہد و پیمان کرے تو اسکو توڑ ڈالے۔ جھگڑے تو برا کہے۔ آیت قرآنی و حدیث نبوی سے معلوم ہوا کہ پورا کرنا عہد و پیمان کا ہر مسلمان پر خصوصاً اس شخص پر جسکو

اس ملک سے ضرور ہے کہ جو عہد و اقرار حکام انگلشیہ سے یا نہ ہے ہیں
 سربراہوں کے خلاف نہ کریں اور عہد شکنی اور بے وفائی کا دہتا اپنے اوپر
 لیکر سوائے دو جہان نہوں فقط — موائد العوائد میں بھی آنے
 اسی قسم کا ایک مضمون صفحہ ۳۳ میں تحت حدیث الی ہریرہ کے رقم فرمایا ہے
 چونکہ حاصل دونوں کا ایک ہی اسلئے اسکو نقل نہیں کیا گیا۔ اس مضمون
 جناب سے بخوبی روشنی ہو جاوے گا کہ آپ کیسی سرکار انگلشیہ کے وفادار
 خیر خواہ ہیں خود بدولت تو دیکھنا آپ کے کتب میں ان مضامین کو
 دیکھ کر بہت سے لوگ جنکے دل و زمین بغاوت و عہد شکنی کا مرض تھا کھر
 کے سچے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔ ترجمان و بابت یہ ایسی کتاب ہے کہ
 رعایا کو سرکار کا خیر خواہ بناوے گورنمنٹ کو رعایا پر مہربان کرے
 یہ جو کچھ بیان ہوا۔ جناب سید صدیق حسن خان صاحب کے تحریری شاہد
 بیان تھا آپ کا فعلی و سندی شاہد یہ ہے کہ نواب صاحب نے جنگ افغانستان
 میں سرکار کو فوجی مدد دی ایجنٹی میں کنجٹ روانہ کی یہ سب بات
 سرکاری کاغذات میں موجود عام اخبار و زمین مشہور ہو چکی
 مہم مصر میں بھی جناب بگیم صاحبہ دام اقبالہا نے نہایت خلوص سے
 مدد دینے کی درخواست کی جس پر حضور گورنر جنرل سے شکریہ ادا
 اس مضمون کو بھی جناب نے ترجمان و بابت میں تحریر فرمایا ہے ترجمان
 و بابت کے صفحہ ۶ میں ہے۔ اسلئے کہ کمال مصر میں جس طرح ریاست
 بھوپال نے آمدگی اپنی واسطے اعانت مالی و جانی سرکار انگریزی

طرف سے عہد باندھتا ہے اور تمام ماتحتوں کے جانب سے اقرار کرتا ہے نہ خاص
 اپنی ذات سے غرض یہ کہ اوسکا اقرار کرنا گویا تمام رعیت اور تحتونکا
 اقرار کرنا ہے ہر شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ غدر کے وقت میں
 جب لشکر سرکار انگلشیہ باغی ہو گیا اور ظلم و تعدی جو اونسے بنا سب کچھ کیا
 اوسوقت میں روسا ہند جنکو اپنے عہد و اقرار کا خیال تھا وہ اپنے
 اقرار پر برقرار رہے اور عہد شکنی اور بیوفائی سے برسر کنا رہے اور
 جسے اونسے برخلاف کیا وہ صرف حاکمون ہی کے نزدیک برا نہیں ٹھہرا
 بلکہ شیوہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور اور عہد شکن اور بے وفا
 اپنے دین میں بھی اور مرتکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا اور قیامت کے دن
 اوسکا جو حال ہو گا وہ بھی وہاں کھل جاوے گا غرض کہ وہ شخص دنوں
 جہان کی زیان اور دونوں عالم کے نقصان میں گرفتار ہوا اور جب
 پورا کرنا مدت عہد کا اور تمام کرنا اپنے اقرار کا شریعت میں ضرور ہوا
 ہر رئیس کو کسی ریاست کا رئیس کیون نہ ہو پر ضرور ہے کہ اپنے عہد
 اونسکی مدتوں تک پہنچا دے اور اوسکے ایفا و وفا کا بخوبی خیال رکھے
 اور اقرار توڑ نیکا دلمین کبھی خیال نہ لاوے اور بخوبی ظاہر ہے
 کہ اقرار اور عہد اور قول اکثر روسا ہند کو دولت انگلشیہ کو ساتھ
 بقید نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً مقرر ہوتے ہیں اور مسائل اور
 شرط متعددہ کے ساتھ قرار پاتے ہیں کہ ہر ایک کے عہد نامہ میں
 تفصیل اونسکی موجود ہے سو ہر ایک کو روسا ہند اور امر و حکام

ہمارے نزدیک یہ اونکو عقائد باطلہ و گستاخی خدمت آئمہ دین کا سبب
 ہے جو انگریزی گورنمنٹ کی جانب سے عتاب اب ہے اگر یہ دل سے
 توبہ کریں اور طریق حنفی کو صراط مستقیم سمجھیں اور اپنی سفوات سالبہ کو
 محو کر دین تو عجب نہیں مواخذہ سے بچیں جلا وطنی سے محفوظ رہیں
 جواب اڈیٹر کا رنامہ کو ہرگز مناسب تھا کہ اس غلط خبر ڈیلی نیوز کو
 اپنے اخبار میں درج کرتے غلط ہونا اس خبر کا یقینی ہے ہم کو خوب معلوم
 ہے کہ حضرت سید صاحب کچھ بھی ریاست کا تذکرہ بیگم صاحبہ شہید
 کرتے بھلا انکو اپنی تصنیف و تالیف سے کب فرصت ہے کہ اپنی اوقات
 عزیز کو لچریات و لغویات میں صرف کریں اڈیٹر ڈیلی نیوز کی عقل پر ہم کو
 نہایت تعجب ہے کہ ایسی ایسی مہمل خبر و نکو اپنے اخبار میں کیوں درج
 کرتے ہیں۔ مہمل ہونا اس خبر کا ظاہر ہے کیونکہ جب جناب سید صاحب
 و بیگم صاحبہ کی ملاقات ہوتی ہے تو اس وقت میں وہاں کوئی مخبر
 نہیں ہوتا پھر غیب کا حال کیسی اڈیٹر ڈیلی نیوز نے معلوم کر لیا
 ہم کو اڈیٹر ڈیلی نیوز اور ان کے مقلد و پیروں سے تعجب ہے
 ہم ان صاحبوں سے امید کرتے ہیں کہ ایسی ایسی غلط خبر و نکو آئندہ
 درج اخبار کرنے سے پرہیز کریں۔ اڈیٹر کا رنامہ نے یہ جو لکھا ہے کہ
 ہمارے نزدیک یہ اونکو عقاید باطلہ و گستاخی خدمت آئمہ دین اسخ
 یہ ایک ایسی تحریر ہے کہ اس پر ادنیٰ ادنیٰ طلبہ شہید ہیں۔ جناب سید صاحب
 عقیدہ تو وہی ہے جو عقیدہ صحابہ کرام و آئمہ عظام کا تھا یعنی تبارع

ظاہر کی اور اس کے جواب میں جناب لارڈ ورین صاحب بہادر گورنر جنرل ہند
 بہ تحریر خریطہ خط شکریہ بگیم صاحبہ کا مع انجناب ظاہر فرمایا۔ فقط یہ شہادت
 فعلی بھی اس اتہام کے رفع کرنے پر موجود ہے آپ ہم بحضور گورنمنٹ
 کے گذارش کرتے ہیں کہ اپنے ایسویئر خواہ کی دلجوئی کا خیال رکھو اور
 جبرامات کا کر کے پھر خطاب کو عنایت فرماوے تو کہ ایسے ایسے عائد کا
 اور حوصلہ وفاداری کا زائد ہو۔ و ما علینا الا البلاغ ۛ

جواب تحریر کا نامہ لکھتو

ایک تحریر اخبار کا نامہ مطبوعہ ۱۲ دسمبر ۱۸۵۷ء کی نظر سے گذری ہم کو ڈیئر
 اخبار کا نامہ پہ نہایت افسوس آتا ہے کہ ایسی ایسی فضول باتیں اپنی
 اخبار میں کیوں درج کرتے ہیں پہلے ہم ان کی تحریر کو درج کرتے ہیں
 پھر اس کا جواب مختصر دیتے ہیں اور واضح ہے کہ پہلے اس کا جواب معیناً
 ڈیئر اخبار ترجمان ناگپور بھی اپنے پرچہ ۱۲ دسمبر ۱۸۵۷ء میں دیدیا ہے۔
 عبارت کا نامہ کی یہ ہے۔ ریاست بھوپال۔ انڈین ڈیلی نیوز نے
 لکھا ہے کہ سر لیل گرiffin نے جو انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے مولوی
 صدیق حسن کو سبق پڑایا تھا وہ بالکل اونھون نے بھولا معاملات
 ریاست کی مداخلت سے ہاتھ نہ اوٹھایا۔ سر مہر علی دلی جس وقت لیل
 گرiffin کے عہدے پر مقرر تھے انھوں نے گورنمنٹ سے درخواست
 کی تھی کہ صدیق حسن خان ریاست سے باہر کر دئے جائیں اس مرتبہ
 اگر یہ اپنی حرکات سے باز نہ رہے تو ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوگا

عین بزرگی و ولایت سید صاحب کی دلیل ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ مصیبتوں میں مبتلا و نیدار ہوتے ہیں ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں حدثنا قتیبہ ناشر یکا عن عاصم عن مصعب بن سعد عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ اسی الناس اشتد بلاؤ قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینیہ فالانکان فی دینیہ صلبا اشتد بلاؤه و انکان فی دینیہ سرفۃ ابتلی علی قدس دینیہ ترجمہ مصعب بیٹے سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ مصیبت میں کون گرفتار ہوتا ہے آپ نے فرمایا انبیاء پھر درجہ بدرجہ جانچا جاتا ہے انسان موافق اپنے دین کے اگر دین اوسکا قوی ہوتا ہے تو اوسکی مصیبت بھی بڑی ہوتی ہے اگر دین اوسکا نرم ہوتا ہے تو بلا اسکو کم ہوتی ہے۔ اسیکے ساتھ دوسری روایت میں ہے کہ مومن کی جان و مال میں ہمیشہ بلا رہتی ہے وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملتا ہے کہ اسپر کچھ گناہ نہیں ہوتا فقط۔ اصل وجہ یہی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً اہلبیت ہمیشہ مصائب شدیدہ میں گرفتار رہے امام حسن و حسین و زید وغیرہم کا حال مخفی نہیں۔ جناب سید صاحب بھی انہیں کے اولاد سے ہیں اگر آپ پر بھی کوئی مصیبت دنیوی نازل ہوئی تو اسمیں اسوۂ حسنہ انہیں بزرگوں کا اور آپ کی بزرگی و سنت دینی کی دلیل ہے فقط۔

قرآن و حدیث آپ کے سب عقائد موافق آئمہ دین و محدثین سابقین کے ہیں
 ہاں اہل رائے کا عقیدہ آپ کا نہیں ہے۔ آپ نے کسی آئمہ کے بارے میں کبھی
 گستاخی نہیں کی جلب المنفعہ وغیرہ کتب میں آئمہ کی وہ تعریف و توصیف
 تحریر فرمائی ہے کہ بایں شاید یہ آپ کا جملہ (طریق حنفی کو صراط مستقیم کہیں)
 یہ تو آپ نے عجیب جملہ لکھا ہے کیون جناب اگر طریق حنفی ہی مستقیم سمجھنے سے
 جلا وطنی سے انسان بچ سکتا ہے تو سابق والی ملک برہما شاہ تھیا بھی
 حاضر ہیں وہ آج طریق حنفی کو مستقیم سمجھتے ہیں آپ کو نمٹ سے تحریر
 کرادین کہ اگر وہ طریق حنفی کو مستقیم سمجھیں تو پھر برہما مین والیں
 چلے جاوین گے۔ یہ تو ارشاد ہو کہ نواب محمد علی خان والی ٹونک
 آج تک طریق حنفی پر قائم ہیں اس کی صراط مستقیم سمجھتے ہیں یہ کیوں جلا وطن
 کئے گئے۔ شاہ روم تو پھر حنفی ہیں روس کے مقابلہ میں کیوں لپس پا
 ہوئے۔ مولوی عبدالحی صاحب تو حنفیت کو عین دین و ایمان
 سمجھتے تھے ورنہنگہ میں بذریعہ وارنٹ کے کیوں پکڑے گئے۔
 جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ بالی مبالغہ مذہب حنفی کے ہیں
 کیوں پکڑے گئے۔ قید میں کوڑے کھاتے کھاتے انتقال کیا۔ بہاؤ شاہ
 شاہ دہلی بھی تو بڑے پک حنفی تھے وہ کیوں جلا وطن کئے گئے۔ راجہ بڑو
 نے کس امام کو بڑا کہا تھا جو جلا وطن کئے گئے۔ باقی اور راجگان
 جو آئمہ کو چھوڑ دین اسلام کے بھی شکر ہیں وہ کیوں جلا وطن نہیں
 کئے جاتے۔ کچھ ہوش و حواس درست کر کے لکھا کیجئے۔ ہمارے نزدیک

طبع و علی اکبر کلید
مطبع و محمد بخش خان سوطی

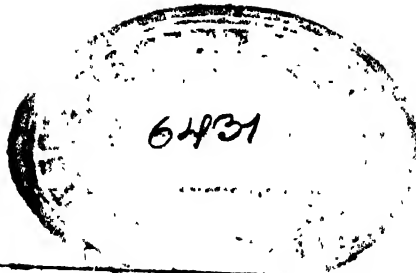
اعلام - جنے جو وعدہ بند رہ مستلک لکھنؤ کا کیا تھا چونکہ ضمیمہ اند
ہو گیا اسلئے اس دفعہ لکھنا اونکا ملتوسی را انشا اللہ آئندہ ہر چہ کہ ضمیمہ
ضرور درج کریں گے اعراب بھی باعث عدم فرصت کے نہ لگا سکتے۔

اطلاع ضروری ایک شخص دین محمد نو مسلم میانہ قد لنبی دارٹھی
اصل سکونت او کی بھوپال کی ہے شیوہ اسکا بہتان باز کیا ہو جس شہر قریہ
میں جاتا ہے مکر و فریب سے روپیہ قرض لیکر پھر سید تک نہیں دیتا
چنانچہ مبلغ بیس روپیہ مجھ سے اوڑا لے گیا ہے۔ ^{میں} روپیہ مولوی
ابراہیم آروچی سے۔ یہی اسکا کام ہے۔ سمجھو یہ بھی سنا ہے کہ حیدر دین دارٹھی
بہتان بغاوت کا لگا تا تھا اللہ نے اسکو خائب خاں کر کیا ایسے شخص سے
ہر اہل حدیث کو چاہئے کہ پرہیز کریں تو کہ اس کے شر سے محفوظ رہیں
یہ شخص تین برس برابر پھر رہا ہے۔ تبارس میں ۶ اذیحہ ۱۳۸۷ھ کو رنگوں
پھرتا ہوا وارد ہوا تھا مجھ سے بیان کیا کہ میں برابر ایک سال سے پھر رہا ہوں۔
فقط اس میان میں ہم کو ایک دن کیلئے آ رہ جانیکا اتفاق ہوا مولوی ابراہیم
صاحب مولوی اور لیس صاحب نہایت اخلاق سے پیش آکر ہر دو صاحبوں
نصرۃ السنۃ کی اشاعت کا وعدہ چتمی فرمایا ہم ہر دو صاحبوں بہت ممنون و مشکور

مولوی شیخ محمد صاحب - منشی احمد بخش صاحب - مولوی اسماعیل صاحب - اسماعیل طالب العلم
محمد یعقوب صاحب - منشی شیخ احمد صاحب - عبد اللہ خان - جان احمد -
محمد یعقوب صاحب - داروغہ محمد اسحاق - شیخ عبد اللہ صوبدار - محمد جمال الدین صاحب
شیخ عزیز الحسن صاحب - حافظ عبد اللہ صاحب - فرخ آبادی - منشی طہو الحسن صاحب -
مولوی عبد اللہ صاحب - مولوی مولی بخش بڑا گری - دوہارنجک نام ذکر کرنا نہیں
لئے۔

مطبع صدیقی بٹس میں طبع ہوا

علماء ارباب اپنی تصانیف میں طریق مناظرہ کو چھوڑ کے مسلک جدال و عناد اختیار کرتے ہیں
 در طریقہ متوسطہ سے کنارہ کشی کر کے سبیل فساد پہ چلتے ہیں ایک دوسرے کو اپنی رسائل میں
 شیطان و جال بتاتا ہے جو چاہتا ہو وہ کہہ سنا تا ہو ہر گاہ علماء کی یہ کیفیت ہو جاہلون بکیر
 تشنیع کریں اور جب ارباب فضل کی یہ شان ہو ارباب جہل کو کیا کمین بل از بڑی دلی محبت و غیر
 سہسوانی نے ایک سالہ اسمی القول المحقق الحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم تصنیف کر کے شائع
 فرمایا اور وہ میں تجباب زیارت قبر نبوی کو طرف جہور و خفیہ کے منسوب کیا اور احادیث زیارت
 پر حکم غیر معتبر ہونیکا دیا چونکہ یہ تحریر اونکی خیر توسط سے خارج ہو گئی بنظر احقاق حق و ابطال باطل
 کی ایک تحریر اونکے جواب میں کی گئی نام و سکا الکلام المبرر فی نقض القول المحقق الحکم کہا گیا اور
 او میں طریقہ مناظرہ اختیار کیا گیا اب بعد عرصہ دراز کے مولوی صاحب موصوف متوجہ اوسکی
 رد کی طرف ہوئے اور ایک سالہ اسمی القول المنصور فی زیارۃ سید القبر و تالیف کر کے مطبوع کیا
 اور اوس میں طریقہ و مجاہدہ و مکابره کو اختیار فرمایا صاحب کلام مبرم کی شان میں کلمات اچھے بشتا
 علماء سے بغیر میں تحریر کیئے اور فقہا و کبار اولی الایدی و الابصار پر الفاظ طعن کے ثبت کیئے
 سابقا مسموع ہوتا تھا کہ مولوی صاحب موصوف داب مناظرہ ہو خوب واقف ہیں اور فن حدیث
 و اسما و حال وغیرہ میں متبحر ہیں لیکن اس سالہ نے اوسکے خلاف ظاہر کیا بچند وجوہ اول اینکه
 سابقا اس امر کے قائل ہوئے تھے کہ بعض فقہار و جوب کی طرف بھی گئے ہیں اور اس سالہ میں اس
 اعراض کر کے استجاب پر جماع نقل کیا اور اپنے زعم میں اوسکو نہایت صحیح و درست سمجھا اور یہ
 خیال فرمایا کہ مراد مذتب جن کتب میں اوس پر جماع منقول ہو مطلق طاعت ہو نہ استجاب جو قابل
 وجوب حدیث ہو و دوم اینکه قول سنت کے انکار حجت فرمایا اور یہ تحریر کیا کہ سنت ہو کہہ ہونے
 زیارت کی کسی نے تصریح نہیں کی اور شرح مواہب کو بھی جو متداول بین الناس ہو معاینہ کیا
 شوم نیکہ تاویل کو ایسا مفتوح کیا کہ قول جوب بحدیث کو بھی اوج طرف استجاب کہا اور خیال کیا کہ اگر
 ایسی ہی تاویل مفتوح ہو و گیکہ تمام نظام شریعت و بالامور کا چارہ مل نیکہ متعدی لازم کو معنی میں فرمایا
 اور خیالی کو جو حدیث میں حج و عمرہ زنی نقد خیالی میں اردو شریعت کا جو حدیث میں اجاب میں اردو تصویق کیا چھ اینکه
 عبارت کی نقل میں ایسا باقیہ کر دیا کہ کسی علمی علم و اسکو تبرہ جانا بوجہ اربابین انجوسعی کو موافق تھیں و نقل کر دیا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد لمن علمنا ما لم نعلم وصلوہ علی رسولہ المکرم وعلی آلہ وصحبہ ذوی الہم اما بعد کتاہو بندہ
گنہگار امید وارحمہک پروردگار محمد عبدالعزیز ابن عبدالقادر القنوجی کان اسلما
تلمیذ مولانا الحاج الحاج ابو الحسنات محمد عبدالکحی ادا م فیضہ العلی کہ اس زمانہ میں
شیوعہ جبل استقدر ہو گیا کہ تمام کثاف دیار و اطراف امصار اصناف جبل سے پیر ہو گئے
اور نقدان علم اس مرتبہ پونہا کہ ارباب اذہان و اصحاب اسعان مفقودہ الخیر ہو گئے علی الخصوص
فن حدیث کہ عوام و خواص اسکو نہایت آسان سمجھنے لگے اور باطن نظر کو چوڑے کے ظاہر نظر
چلنے لگے اور بعض اس فن کو بیفائدہ جانتے لگے بلکہ اسکی تحصیل کو فیضی عمر سمجھنے لگے کسی گمان میں
یہ نہ کہ ہکودر غنار و عالمگیری کافی ہو جامع الرموز و رد المحتار وافی ہو جو مسئلہ ان کتب میں
اور امثال اسکے میں ہر وہی صحیح ہی اگرچہ حدیث صحیح او سکے خلاف وارد ہو کسی کے اعتقاد میں
یہ نہ کہ جو حدیث صحاح ستہ میں ہو وہ مقبول ہو اور جو انہیں نہیں ہو بلکہ اور جامع و سانیہ
یہ وہ غیر مقبول ہی کسی کا بوقت مذاکرہ حدیث یہ کلام ہو کہ ہکود کتب فقہ سے غرض یہ حدیث سنی
کیا کام کوئی مدراحت حدیث صحاح شہورہ کو سمجھتا ہو اور راہی کو غیر صحیح جانتا ہو یہ سب
آراہی جادہ اعتدال سے متجاوز ہیں اور محل توسط و خیریت گنہ گار ہیں اللہ بخیر انہما ولا تزل
قلوبنا بعد ما فرغنا عنہا اور اعلیٰ ترین قبائح و شنائع جو اس زمانے میں پر گندہ ہیں یہ ہے

اور ابن ہمام اور صاحب منہج الغفار اور صاحب بن العدی وغیرہ نے اس قول کو نقل کر کے سکویہ کیا
چنانچہ عبارات ان سب کی کلام سہم میں منقول ہیں اور ایک عبارت ابن حجر مکی کی اس مقام پر
جو کلام سہم میں منقول نہیں ہے لکھی جاتی ہے کہ جس سے صاف تر یہ قول واجب مضموم ہوتی ہے علم ہمام
ان میں ترک الصلوۃ عالیہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک زیارتہ مع القدرة علیہا التائبان
کلامہما جواز صلی اللہ علیہ وسلم وان جمیع ذہاب الاوصاف القبیحۃ الشقیقۃ التي ثبتت لسا کر الصلوۃ
عندہ مع ذکرہ بخشی ان ثبتت انظارہ لسا کر الزیارتہ بخشی علیہ ان کیوں تقیاد راغمالا فستحقہ وجوب
النار علیہ صلی اللہ ورسولہ وعلوہ علیہ من جبریل و من میں ان فی اللہ علیہ وسلم نہایت الحسنی بخشیہا ملعونا
لا دین لہ لا یری وجہ نبیہ کا تحفظ نہایت محفوظہ و آخر میں تہا ان فی ترک الزیارتہ مع قدرۃ علیہ اللہ
یاون حالہ علی القنصل من ذہاب القیاس و الرجوع الی الحدیث کہ جہا نبیہ الذی ہو وسیلۃ رسولیہ سائر الخلق
ولقد شہدنا کثیرین ترکوا الزیارتہ مع القدرة علیہا فاوردہم اللہ لک ظلمۃ محسوسہ علی جہنم و قترہ و غم
قطعتہ عن عبادۃ اللہ و خلفتہم بالبدن الی ان ماتوا و کثیرین غلبت علیہم ظالم الناس الی ان منہوا منہا
قہرا ولقد اخبرت عن بعضہم من اہل مکہ انہ کلما اراد ان یتجہز بہا منوع عائشہ فلما زال الناس من مجہوہ ترک
الزیارتہ الی ان خد فی اسبابہا فخر و اخذ جمیع اہل مکہ قال لہم اخرجوا قبلہ و الحق لہما جہنم مکرورہ و اراد
ان یرکبہ سلطان اللہ علیہ صبا لہم بکثرۃ فاحشۃ فخلف و ذہب الیہ الزیارتہ و اراد و اذ قیہ عنی تم
متحسہ الی ان مات من غیر زیارتہ لما نہ حقت علیہ کلمۃ اللہ ان انتہی اور اسکی طرف بحر العلوم ارکان توحید
اشاہ کر کے لکھتے ہیں یعنی من حج ان یوجوبہ الفراع من الحج الی الدنیا لیزو و المصطفی لئلا یكون من حج و خا
اور سیو جہ عثمان اون لوگوں نے جو زیارت کو نہیں گئے طعن کرتے ہیں چنانچہ ذہبی کتاب العبرۃ ج ۱ میں
وقائع السنیہ میں لکھتے ہیں مات فیہا العارضا البیہ حم الدین عبد اللہ بن محمد اصہم الی الشافعی علیہ السلام الی العباس
و یان سبب منہ جاوہرہ و ملازمتی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور یہ قول اگرچہ نظر عوام بعض خواص میں ثابت ہے
معلوم ہوتا ہے لیکن بعد قابلیت احتجاج ہونی اور کہ یہ استبعاد مرفوع ہو جاتا ہے اور یہ خیال کرنا چاہیے کہ فقوی ہاتھ
قول کے مخالفہ و فقہاء کو کیونکہ ایک طاقت تھا و مذاہب کا اس طرف ہی گیا ہے اور دعویٰ اس کا کرنا کہ جہد
حنفیہ احتجاج کی طرف گئی ہیں مطالبہ دلیل ہے کسی لفظ سے حصرہ نسبت اس قول کی طرف جہد کو نہیں معلوم ہوتی
اور دعویٰ جامع کا کرنا احتجاج پر محض غلط ہے چنانچہ تحقیق ان سب امور کی اور جو ضروریہ تعلقہ کی خصوصیت

بلوغ کیا جاتا تو مضائقہ تھا لیکن بات تضایح حدیث لاگو نواۃتہ اعراضنا علیہم ہوا قال مخفی
 نہ ہو کہ زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بین اقوال میں ایک احتجاج دو مسکن سنت موکدہ
 تیسرے وجوب اور جو لوگ کہ قریب بواجب لکھتے ہیں تو مرجع او کا یا سنت موکدہ کی طرف ہو یا احتجاج
 کی طرف اقوال رجوع قول قریب بواجب طرف سنت یا احتجاج کے مخدوش ہو اس وجہ سے کہ جو شرط ایک
 کے قریب ہوا و اس کا حکم اسی ہو گا ہوتا ہے نہ اس کے ماحت کا اور کسی فقیہ نے قریب بواجب کا اطلاق مستحبین
 بلکہ فقہاء نے اطلاق اس کا البتہ وجوب پر کیا ہے کہ تفسیر عقیدہ پس قریب جب کا مرجع وجوب کی طرف
 ہو گا سنت اور مستحب کی طرف اور خواجہ فاضل محقق حکم میں تحریر فرمایا ہے کہ وجوب کسنا اور قریب
 کسنا دونوں قول تغایر میں اور یہی لکھتے ہیں کہ ظاہر ان دونوں قول کی دلیل ہی ایک ہے اور
 یعنی وہ حدیث جس میں نسبت ناکر کے لفظ فقہانی آیا ہے اور یہی لکھتے ہیں کہ ایک کی تصدیق کیا
 کہ دوسرے کی تصدیق ہے اور یہی لکھتے ہیں کہ طحاوی اور شامی نے جو اقوال میں لوگوں کے نقل کیے
 کہ قائل ہو جو یہ قریب بواجب ہے میں اس سے مقصود صرف بیان قول مرجع و ان سب تحریرات الامامین
 کا آپ کے نزدیک ہی قریب بواجب حکم وجوب میں جواب بعد عرضہ دراز ہے کہ اسکو سنت اور مستحب کی طرف
 راجع کرنے کے دل میں اختلاف مضحکہ و تناقض حکم قائل بالجمہ اس باب میں بین قول ہیں در راجع اور
 لائق فتویٰ ان میں یہ احتجاج جو چند وجوہ اول یہ کہ یہ نہ سب جمہور حنفیہ کا ہے اور اس کا ثبوت کئی
 طرح ہو چکا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری و فتح القاری و ارکان ربوہ میں اس قول کی نسبت لفظ مشایخ کا لکھا
 جیسا کہ غفر ربنا اللہ تعالیٰ ان کتب کی عبارت مقول ہونگی اور قاعدہ اصول کے ہر جمع معروف لغیر
 قائمہ استغراق کا دیتی ہے توضیح میں مرقوم ہو والجمع المعروف بغیر اللہم نحو عبیدی حرار عام الفضا الصبیح
 پس اس سے مستثنیٰ ہر گز سوا ان بعض کو جنکا استثناء کتب فقہ میں ثابت ہوا اقوال مرجع مضائقہ
 قائمہ استغراق کا اس وقت دیتی ہے جب غرض اضافت استغراق ہو نہ مطلقاً بل اس کے علماء و مانی
 و بیان بحث مسئلہ میں اضافت کی فوائد سوا استغراق کو ہی لکھتے ہیں چنانچہ علامہ سعد الدین
 نفتازانی مطول میں لکھتے ہیں وقد کیوں الاضافۃ لاغنائہا عن التخصیص متخذ نحو لفق اهل الحق علی لفظ
 او متعبر بحال البلد فعل کذا اولاً نہ منع عن التخصیص مانع کتفید بعض علی بعض من غیر مرجع نحو حضر الیوم
 علماء البلد و کان یصح بزمہ و اما نعم نحو علماء البلد فعلوا کذا و کذا السامع او الکلم نحو ضل السقط

مرتبہ اول تا خمس ہر روز پڑھنا

ظاہر ہوتی ہو انشاء اللہ **باب اول** ردین اول قول کے جو مولوی محمد بشیر صاحب نے یہاں
قول منصور میں اور اس کی بالبدل میں واقع ہوئے ہیں آداب انصاف کو چاہیے کہ تامل و آفر فرما کے
ملاحظہ کریں کہ مولوی صاحب موصوف نے اس باب میں کیا کیا استعدا و ظاہر کی ہوا و یہ وہ عقدا و
ایک ان میں کسطح سے مثل غبار منتشر کے ہو گئی **قال** سلمہ اللہ تعالیٰ ما بعد جانا چاہیے کہ ایک سالہ
مولفہ مولوی عبدالحی صاحب کسنوی کہ محمد عبد الجبار کے نام سے لکھا گیا ہوا و موسوم بالکلام البہرہ فی
نقض القول المحقق الحکم ہو نظر سے گذرنا کمال تعجب پیدا ہوا کیونکہ پہلے یہ مسموع ہوا تھا کہ مولوی صاحب
موصوف کو نسبت ساکرم علما و فرائی محل کے علوم و مینہ کی ساتھ زیادہ مناسبت ہوا و علیہ تقویٰ دیتا
و تہذیب علی بن لیکن اس سال نے اس کو خلاف ظاہر کیا ایک نوجوہ تقویٰ یہی کہ رسالہ آپا لیف کر کے
محمد عبد الجبار کی طرف منسوب کیا اور وعید کذب کہہ اندیشہ نہ فرمایا اور شہرہ یانت یہی کہ نقل عہدہ
میں تحریف اختیار کی اور تہذیب کے کیفیت کہ اس سال میں ایسے کلمات تحریر فرمائی کہ شراف اہل علم
شان سے از بس بعید ہیں اگر بغوی آریہ کہ یہی لمن اتصروا ظلمہ فاوانک ما علیہم سبیل جواب ترکی کی
دیا جاتا تو مضائقہ تھا لیکن بہت عنادی و من صبر و غفران و ذلک من عزم الامو صنف میں مناسبت معلوم ہوا
اقول علما قدیم و جدید کا شرقا و غربا یہ دستور رہا کہ اپنی تلافیہ کا نام اپنی تصانیف میں درج کرتے ہیں اور
بزبان حال تلافیہ مضمون سے گفتگو کرتے ہیں اور سرسزمین یہی کہ حال مثل مقال کے گویا سمجھا جاتا ہوا و علی
مثل مقال کے تصدق کیا جاتا ہوا و ظاہر یہی کہ حال تلافیہ موافقت استاذی پس مقال استاذ بعینہ مقال تلافیہ
ہو ہوا علیہ البیسی نسبت نفل کذب نہیں ہو سکتی اور شرعا کوئی قہاحت اس سے جائز نہیں ہوتی نظیر اس کی بحث
نطقہ الحال ہر جہت کتب معانی و بیان میں مفصل ہو و اوین شعرا و تہذیب و مقالات بغاوت و تہذیب و ملاحظہ ہو
کذب باقی کو صدق و غیر مزید خود اپنی حال کو اور تقویٰ یا کچھ کہ بمقابلہ مولوی امیر احمد صاحب سوانی کی اور بعض
تلافیہ کو نام سے اپنے تجربہ کی تھی اور بمقابلہ بعض اخبار الہ آباد کے اپنے تلافیہ کے نام سے تحریر کی تھی فیما
ابہا الذین استوالہم نقولون لا نفعلون لہم قضا عندہ ان نقولوا ما لا نفعلون اور نسبت تحریف کے اور
کلمات و احیہ کے صاحب کلام ہر م کی طرف بہتان سے کلام ہر م میں کہیں تحریف ہوا و نہ کوئی کلمہ خلاف
شان ہوا کہ شایع عنقریب علی کل لہیب اریب بلکہ یہ معکوس آپ ہی یہی کہ آپ اس سال کو فتح
بلکہ عالم تقویٰ پر اعتراض کیا اور وعید سے وطن سے ہرگز خوف نہ کیا اگر مقتضا کما تدین مدان تہذیب

المتضمن للاضافة تحريضا على الكرام او اذلال من نحوها نحو صدقك وعدوك بالباب ولا فائدة للاختصاص
 جنسية وتقسيم انتهي لمخصص اس من صاف ظاهرا هو كجمع مضاف مطلقا مفيد لتفريق نہیں ہرگز
 کہی اضافت واسطے اختصار اور دفع ترجیح بلا مرجح کی ہوتی ہے جیسے حضر الیوم علماء البلد اور ظاہر ہے کہ
 مشائخنا السخی قبل سے ہو اور اصولین کی راوی ہی ہے کہ جب جمع مضاف باضافت استغراقیہ ہو تو وہ الفاظ
 عموم میں محدود ہو یہ مطلق جمع مضاف قال دوم یہ کہ رد المحتار میں اس قول کی نسبت لفظ لاطلاق
 الاصحاب موجود ہو اور الاصحاب جمع محلی لالا۔ اور وہ فائدہ استغراق کا دیتی ہے توضیح میں لکھا ہے منها الجمع المحلی
 باللام اذ المکین معنوا اقول خود صاحب المختار نے شرح لباب ورجو شئی منع سے قول جوب کو اور فرمایا
 اور شرح مختار سے قول مرتب جوب کو نقل کیا ہے پس اس کے قول لاطلاق الاصحاب سے استغراق کیونکر مراد ہو
 ہو کیونکہ جمیع اصحاب قائل استجاب نہیں ہیں بلکہ بعض جوب کی طرف ہیائل ہیں جیسا کہ خود او سیکر
 عبارت سے مفہوم ہو اگر یہ اختلاف ہو کہ جب استغراق جمیع اصحاب مراد نہوا تو ہم اس کو اکثر اصحاب پر محمول
 کریں گے وہی مثبت للام تو اس کو یونہی دفع کرنا چاہیے کہ جمع محلی باللام جب مراد نہوا موضوع ہو واسطے
 استغراق جمیع افراد کے اور اکثر افراد اور اقل افراد اس کے معنی مجازی ہیں جس سے حقیقی نہیں سکتا وہاں
 مجازات متساویۃ لاقدام میں بغیر فرض کر یقین ممکن نہیں اور ماخوذ فیہ میں کوئی قرینہ اکثر پر حمل کرنا
 موجود نہیں علاوہ یہ کہ محلی باللام مفید استغراق اس وقت ہوتی ہے جب عدد میں سے جیسا کہ عبارت
 توضیح کی مفید ہے اور عبارت رد المحتار میں عدد ممکن ہو اس طور سے کہ مراد اصحاب قائلین بالاستجاب
 ہوں قطع نظر اس کے کہ اکثر جون یا جمیع یا اقل اس عدد کو ہوئے کہ استغراق پر حمل کرنا خلاف اصول
 قال سلیم عہد مشائخ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگرچہ نفل ہو تو اختیار ہو جائے تبدل ساتھ جمع کر کرے اور جائز ساتھ زیادت
 اور زیادت متفرع ہے استجاب پر کیونکہ اگر زیادت واجب یا سنت ہو کہ وہ ہوتی تو تسویۃ تخیر کے کیا معنی بلکہ چاہیے
 کہ ابتداء بالزیارت حسن ہوتی پس مسئلہ صریح دلالت کرتا ہے اس پر کہ زیارت قنوی کی نزدیک ہو حنفیہ کے
 مستحب علی الخصوص اصحاب ثناب علی المکی اور صاحب تصحیح القندیار صاحبان رابعہ صاحب مختار یقول
 استجاب کے قول جوب یا قرین جوب کو نقل کر کے بیسکہ کہ متفرع ہے استجاب پر بیان کرتے ہیں اقول متفرع ہے
 اس بیسکہ کا وہ استجاب زیارت کے معنی ہے بلکہ قول جوب پر بیسکہ ہی مستقیم ہے اس وجہ کہ زیارت بر تقدیر جوب
 واجب مطلق ہے نہ واجب قید ہے اور تخمینہ میں التطوع والواجب المطلق جائز ہو مثلا اگر کسی شخص سچا ہو

اپنے قول سے رجوع کیجئے آپ ہم معاذ باللہ کہ تہیں اور آپ کی تقریر کو حکموں کے کہتے ہیں کہ جب تک کہ
 امام کے موافق عبارت جذبات قلب و سبک زبیر قنوی واجب ٹھہری اور خلاف اس مسئلہ میں صاحبین کا
 منقول نہیں ہو تو امام کے قول پر فتویٰ بنا لازم ہو کیونکہ جس میں امام اور صاحبین کا خلاف ہوا وہیں قطعاً
 عبارت درختا فتویٰ قول امام پر دینا چاہیے پس جس میں اختلاف صاحبین منقول نہیں بالاولیٰ اور میں
 امام کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے اور ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے باب ترجیح قول وجوب میں ہماری مدد کی
 کیونکہ سابقاً کلام مہرم میں عبارت فقہاء و رباب وجوب منقول ہوئی تھیں مگر ان میں صاف امام اعظم سے تصریح
 وجوب کی ختمی اور آپ نے عبارت جذبات قلب کو پیش کر کے ہماری راہ کو موافق فرمایا فخر الکملہ السجداً اخیراً
 قال وجہ ششم قول استحباب کی دلیل قوی ہے کیونکہ دلیل اس کی احادیث صحیحہ میں جو زیارت مطلقاً منقول ہے
 کرتی ہیں اور دلیل وجوب حدیث جفائی وغیرہ جس کی موضوعیت کی طرف اکثر محدثین متفقین گئے ہیں اور
 فتویٰ اوس قول پر چاہیے جو اقویٰ ہو اور راہ دلیل کے درمیان میں یہ قوم ہو و صحیح فی الحادی القدسی توفہ المدد
 اقوال جو احادیث کہ استحباب مطلق زیارت منقول پر دلالت کرتی ہیں اوس کی بین نفی وجوب بعض افراد کی میں
 مفہوم ہوتی ہو اور حدیث جفائی کہ بنا تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج ہو وجوب پر دلالت کرتی ہیں اس اخذ
 اوس کے ساتھ الیقین علی الخصوص جبکہ روایت وجوب کی امام اعظم سے ہی وارد ہو گئی ہے غنیہ شرح منیہ میں یہ لایا
 ان یصل عن الدراۃ اذا و انقہار رواۃ انتہی اور دعویٰ کرنا اس امر کا کہ حدیث جفائی کو اکثر محدثین متفقین
 نے موضوع کہا ہے بل دلیل ہے لازم ہے آپ پر کہ محققین محدثین کی فرست تہ فطیے اور ایک عدد تہنای ہیں
 منحصر کیجئے بعد ازاں ان میں سے اکثروں کی عبارات سے حکم موضوعیت کا معاینہ کر لیں اور مجرد روایت قابل استناد
 نہیں لان جبکہ فی الشیء لیم یصر قال فتح چارم قول استحباب ارفق بالناس ہے نسبت قول وجوب کے است
 موکہ کہ اور ارفق بالناس لائق فتویٰ کے ہوتا ہے اور قول اگر مراد یہ ہے کہ ہر ارفق بالناس لائق فتویٰ ہے تو غلط
 کیونکہ بعض ارفق کی دلیل مقدم ہوتی ہے فتویٰ اوس پر کیونکہ وہی کہتے ہیں اور خود آپ سابقاً عادی ہی نقل کر چکے ہیں
 کہ فتویٰ قوی المدرك و قوی الدلیل دینا چاہیے اور تیسرا موضع ہے اور موضع ہے جہاں آپ کے تقدیر سے ارفق ہوا مگر
 ازین لازم تاہو کہ بل جماعت میں قول استحباب پر فتویٰ دیا جاوے کیونکہ وہی ارفق بالناس ہے نسبت قول
 سنیست موکہ اور وجوب کے لیس کہ لکھا فی البحر الدارق الرابع عند ذل المذهب وجوب نقلہ فی البدائع عن عامہ
 مشائخ انتہی ہوا مثال اس کو بہت ہیں کہ ان میں ارفق بالناس ضعیف المدرك ہے فتویٰ بنا اوپر کیونکہ جائز ہے اور

منہج صحاح و تہذیب

ثم نبی بالزیارة وان بد بالزیارة جازای جو تقدیم النقل علی الفرض انما غیش الفوات بالاجماع واور معلوم ہوا
 کہ تسویہ و تخمینہ ترفع ہی استحباب پر اقوال یہ آپ ہی کو معلوم ہوا ہوگا ورنہ یہ مسئلہ منقولہ قول وجوب پر ہی
 مستقیم ہے جیسا کہ سابقہ مذکور ہوا پس انحصار اس مسئلہ کا استحباب پر باطل و افتراء ہے **قال** ان شیخ عبدالحق دہلوی
 جزی العلوب میں لکھتے ہیں یارت آنحضرت نزدیکی حنیفہ از افضل مندوبات و اولیٰ مستحبات است قریب بدرجہ واجبہ
 اگر کوئی شبہ کرے کہ اس عبارت معلوم ہو کہ زیارت آنحضرت امام صاحب کے نزدیک قریب بواجب کی سنت مکررہ ہوئی
 تو جواب دیکھو کہ قریب بواجب نص سنت ہو کہ وہ ہوئے میں نہیں ہے پس امام کو نزدیک یارت آنحضرت تعجب
 ٹھہری دیکھو کہ جس مسئلہ میں اختلاف صاحبین بقول ہوتا ہے تو فتویٰ امام کے قول پر دیا جاتا ہے جیسا کہ دفترا
 میں لکھا ہے پس جس میں اختلاف صاحبین بقول نہیں اوس میں بالاولیٰ امام کے قول پر فتویٰ
 دینا چاہیے **قول** عبارت جزی العلوب کے موافق ہمارے مقصود کے ہے یہ مقصود مولف کے یہ ہے کہ سابقہ فقہ
 سہیح اور مولف ہی قول بحق تکمیل میں لکھ چکے کہ واجب و قریب واجب و لون قول متعارف ہیں اور
 اول دلیل اس پر یہ کہ تمہارے جماعت میں جماعت کو سنت مکررہ قریب واجب لکھتے ہیں اور اس کا حکم
 واجب کے مترفع کرتے ہیں مجمع الانہر شرح ملتقى الامم میں ہے الجماعۃ سنت مکررہ ای قریبہ من الواجب و لکھا
 اہل مصر لقولہما و اولیٰ و اولیٰ واحد ضرب جیسے لا یخص لاحد ترکہما الا لعذر منہ العطر و الطین والبر و الشدیرا
 اور ضعیف الدین شرح وقایہ میں لکھتے ہیں الجماعۃ سنت مکررہ ای قریبہ الواجب لا یخص ترکہما الا ان
 عذر انتہی اور شرنبلانی مرقی الفلاح میں تحریر کرتے ہیں الصلوٰۃ بالجماعۃ سنت مکررہ قریبہ من الواجب
 انتہی اور مصری جواب فیضیہ شرح درہ منضہ میں تحریر کرتے ہیں الجماعۃ سنت مکررہ ای قریبہ الواجب
 فی القوۃ حتیٰ ہستل بلازمہا علیٰ جود الایمان انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہو کہ فقہاء کو نزدیک قریب
 واجب و شبیہ واجب حکم واجب میں ہے اور ترک و سکا بغیر عذر کے جائز نہیں ہے جیسا کہ واجب ترک لغیر
 جائز نہیں ہے اور جود و سکا علامات ایمان ہے جیسا کہ وجود واجب و فرض شعار ایمان ہے ہی جس سے طریق ترک
 قریب واجب امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقتضای عبارت جزی العلوب قریب واجب ہے جوئی ترک و سکا بغیر
 عذر کے جائز ہوگا اور جو شخص بغیر عذر کے اوسکو ترک کرے گا وہ ضرر و مرجع و مہر ہوگا اور ہی حکم
 کا ہے اور قریب واجب کو سنت مکررہ کہل کرنا یا تخمینہ سے مراد لینا خلاف معقول و منقول ہے بلکہ حدیث
 آپ کے غیر نقل بحق ہے اور یہ دوسرے وضع و ادن و واضع جو نہیں ہے پس تناقض اجمع ہوا اسکو یاد رکھو اور

و اولیٰ و اولیٰ واحد ضرب جیسے لا یخص لاحد ترکہما الا لعذر منہ العطر و الطین والبر و الشدیرا

لائق الرجال الا انی ثلثه مساجد الحرام و مسجدی هذا المسجد الاقصی دلیل علی غایه اجل المستدل فان المعنی لائش
الرجال للصلوة فی مسجد یا سوی هذه المساجد انتی اس معلوم و واکه اعظم المندوبات و مراد عظم القربات ہے
و مندوب جو مقابل سنت و واجب ہو کیونکہ انکار این قیمت کا جیسا کہ بعض کتب میں منقول ہے متعلق نفس
قریب کے ساتھ جو مندوب یعنی انھیں کے ساتھ آوردیل اول اس پر یہ کہ بحر العلوم عظم المندوبات جو پر
اتفاق شافعی مالکی نقل کرتے ہیں اور پر ظاہر ہے کہ بعض شافعیہ بعض مالکیہ جو بکی طرف لگے ہیں جیسا کہ
مولف کو یہی قرار جو البتہ نفس قریب ہو تو یہ اتفاق شافعیہ مالکیہ ہی پس لابد جو کہ عظم المندوبات جو معنی
عام ہے حاوی نہ معنی خاص آوردیہ و اس موضوع پر ادن مواضع جو میں مولف سے قطع و برید ہوئی فائدہ
معنی نزدیک کہ مشہور ہو کہ شیخ الامام بن تیمیہ منکر نفس قریب ہے و زیارت قبر نبوی کو بہن لیکن تلامذہ و تلمذہ انکار کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ وہ منکر نفس قریب ہونے کی نہیں ہیں بلکہ منکر قریب ہونے سے سفر کے واسطے زیارت کے بعد
نہی شد جان کے میں اس مسئلہ میں انکو بعض علماء شافعیہ ہی موافق ہو گئے ہیں اگرچہ جو معتقدین
اس مذہب کو رد کرتے ہیں چونکہ یہ کہ استشہاد و سلف کا عبارت ہے نبوی و محض غلط ہے اس واسطے کہ نبوی و مالکیہ
اور حنبلیہ حنفیہ کے طرف قول قریب جو بہ منسوب کیا ہے اور قریب جو بہ کم وجوب میں ہے جیسا کہ سابقاً محقق ہو چکا ہے اختیار
بما لیکہ حنبلیہ اس عبارت کے کہ ان نبی انچون ہے کہ عبارت واقعی اور نبوی و خطاب ہے تعجب ہے کہ زیارت کا بعد جرح
ثابت ہوتا ہے اور یہ کلمہ علیہ مختلف ہے یا جو تعجب ہے نفس زیارت پس استشہاد ان عبارات کے بھی سنت نہیں کہ
چہ یہ عبارت نبوی میں جو لفظ یعنی واقعی و بعض تعجب میں نہیں ہے کیونکہ یہ عرف و زیارت یعنی کا استعمال
واجب ہے آنا ہی جیسا کہ روح المعانی کتاب الجہاویں و المشہور عن ائمہ اربعین استعمال یعنی یعنی مندوب و ثانی
یعنی بیکہ تشریہ ادا انکان فی عرف المتقین استعمالی اعم من لک جو فی القرآن کثیر لقول تعالی ما کان منشی لنا
ان تخر من و نک من اولیا و قتل فی الصباح یعنی ان یکون کذا معناه عیب او مندوب بحسب مافیہ من الطلب انتی
قال ششم یہ کہ کتب علماء میں تعجب پر اجماع منقول جو حاشیہ شامی میں مندوب کی تحت میں برقمہ ۱ ای
اجماع المسلمین کیانی اللہ اب جذب قلوب میں لکھا ہے زیارت حضرت سیدہ اسلمین اجماع علماء میں لا غلطہ و اصل سنن تادکہ
سنت است انتی اسنن الہدی میں لکھا ہے علمون یا رة الدینی العری القرشی الکی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سنن ابن سلیم
بر علماء الدین در شفا فاضل میں ہے زیارت قبر علیہ السلام سنن ابن سلیم مرجع علیہا فضیلہ عرب نہیں اول
یخروش جو چند وجوہ اول نقل اجماع کی تعجب پر سنن قبول میں یہ بعض کتب میں نقل قائل جو کہ میں حنفیہ ہی

موسی و دوم القصیر مولوی محمد شریف

اگر مردی بر بعضی مواضع میں ارفاق بالناس سے فتویٰ بنا چاہے پس دلیل نادرست ہی کیونکہ شکل اول میں ملکیت کی
 شرطیہ و اذا فانت الشرطيات الشرطيات قال **فمن شرطه** جابر شافعی مالک و حنابلہ کا یہی قول ہے جس کا
 ارکان اربعہ سے ظاہر ہوا اور سمیعی و فاروقی میں لکھتے ہیں الحنفیۃ قالوا ان یاقۃ قبر رسول اللہ من
 افضل استحبات بل تقرب من درجۃ الراجیات و کذا لکن نص علیہ مالکیۃ و حنابلہ اور اس جملہ کے کتاب الفوائد
 میں لکھا ہے قال الزعفرانی و اخری ابی الجراح و یحییٰ بن زبیر بن زبیر و ابن دیرجۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 و آلہ و سلم و قال فی الموطأ یستحب الغزالی ایضا و قال ابو یوسف فی التہذیب فاذا حضر یلزم ان یصلیٰ تین و
 ساعۃ و یزور قبر النبی علیہ السلام قال الشیخ محی الدین فی الذکار علم انہ یغنی کل من حج ان یصلیٰ یارۃ قبر
 علیہ الصلوٰۃ و السلام سوا کانت کما طریقہ و فمکن من تہذیب الشیخ و من الدین استحباب یارۃ قبر النبی علیہ الصلوٰۃ
 و السلام و صاحبہ صحیح بہ ہر کتاب التبعی و النانی و صرح بانقطاب فی کتاب الہدایۃ نہ تعالیٰ و تہذیب الحجا و
 بجلۃ و اذا فرغ من الحج یستحب ان یارۃ قبر النبی علیہ السلام و صاحبہ صحیح قول یہ کلام محمد رشیدی کہ وجہ
 اول یہ کہ سابقہ نصف سے مبارک ارکان کی پانچ اصل کی ہے ان یارۃ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ علی اللہ
 و سلم اتفاق شایع انکار و اتفاق التامیۃ و مالکیۃ و حنابلہ و حنابلہ من طبعہم التذکرات و منبع الہدایۃ
 فی شرح التذکرات فریقہ عملیہ جابر بن اسمعہ کہی اس عبارت میں اتفاق شافعی مالکیۃ منقول ہے نہ قول
 جابر شافعی مالکیۃ پس ہمتا و لفظ اس پر کہ قول استحباب تعالیٰ جہو مالکیۃ شافعیہ ہر ساتھ اس عبارت کے
 درست نہیں ہے کیونکہ مولف کے کلام میں معلوم ہوتا ہے کہ بعض شافعیہ مالکیۃ قول وجوب کی طرف گئے ہیں اور
 ارکان اتفاق معلوم ہوتا ہے و این ہذا میں اگر دوسری کہ ہر العلوم قبل اس عبارت کے لکھتے ہیں معنی میں حرج
 بل الفراع من الحج الی المدینۃ لیزور قبر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم لکن من حج و جہا تہی اس کا ظاہر ہے کہ ہر العلوم قائل ہوں
 ہیں کہ جو حج کرے اور یارۃ کو نہ جاوہ جانی ہو اور بخلاف مقصد مولف ہے سیو جہی مولف اس قسم کو ہی
 اور یارۃ اول موضع ہوا و ان مواضع میں نہیں مولف نے تفصیل کی تیسری کہ ہر العلوم بعد عبارت منقولہ مولف لکھتے ہیں
 و لا یحتاج فی ہذا الحکم الی دلیل اذ بعد التصدیق بانہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم افضل الرسل من نکرہ ذلک افضل عن التبعی
 و متبعیہ نقد سلفہ نفسہ و انکار الواضحات الاسلامیۃ و مجرد طریق الوصول الی البرکات الطیبۃ و بالجماع ان انکار
 کہون یارۃ قبر الرسول من عظم محات الغرات و الحق بانہ لا فائزہ فیہا جمل عظیم و حرمان عن خیر عظیم و قول ان
 و اصل و الادب لہ و امثال ہذا الا فاول لا ینفی ان تنفوه ہا فضلا عن ان یطین بہا و ہذا لہم بالحدیث الصحیح

توضیح اول فقیر مولوی محمد عزیز

مصنف و شرطها شرط الجملة و جوابا و او کہ کہتے ہیں ان فادہ العبادۃ ان صلوة العید واجبہ و ہوا تہ عن
 ابی حنیفہ و ہوا لاصح و ہل انہما سنتہ عن علی بن النعمان محمد قال عیدان جمعانی یوم و واحد فالاول سنتہ و الثانی
 فریضۃ فاجیب بان محمد انما سماہ سنتہ لان جوابا بالسنتہ انتہی لکن فی المحدثات دعویہا او اگر نظر وسیع کی کتاب
 فقہارین باب لا اذان اور باب الجماعۃ کو ملاحظہ کیجیے گا صاف واضح ہوگا کہ اطلاق سنت کا وجوب پر عرف فقہار
 میں شائع ہے پس لفظ سنت کا جو عبارت میں الہدی و شفا میں واقع ہے اگر اس معنی پر محمول ہو کہ یہ نقصان میں
 ہے اور حمل کرنا اس کا حجب پر فلان سوق عبارت کی کمال لغنی علی بن النعمان تدریج قال اگر کہا جاوے
 کہ یہ کیا اطلاق سنت کا حجب پر کیا ہے ایسا ہی اطلاق حجب کا سنت پر ہی آیا ہے پس جن عبارت میں لفظ
 استحباب ہے اس کو سنت ہو کہہ پر کیونکہ جن محمول کیا جاتا ہے وجوب اس کا یہ کہ تو اب سنتہ المکذوبہ صراحت
 کسی منقول نہیں ہے جیسا کہ ابی سکا حال متکشف ہوتا ہے بخلاف قول حجاب کے اقول انکار نصیح سنت
 ہو کہہ کا کلیۃ غلط اسلئے بعض نے تصریح سنت ہو کہہ کی ہے نہ جملہ ذکر نجم الدین منبلی ہیں کہ جبکہ
 ترجمہ سیوطی حرم المحاضرۃ فی اخبار مصر القاهرہ میں لکھتے ہیں نجم الدین ابو عبد اللہ احمد بن حمدان الحرانی تلمذ
 العالیہ الکبیر شیخ الفقہاء مصنف الرعاۃ الکبریٰ تہت لید معرفۃ المذہبات بالقاهرہ فی صفر سنۃ ۷۸۳
 و ستائۃ انتہی خباہ نفی الدین علی شفاء الاستقام کے باب میں لکھتے ہیں قال نجم الدین العالیہ الکبریٰ یوسف بن یوسف
 منسکۃ زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قبر صاحبہ لہذا کہ بعد فرغ حجبہ ان شاقبل فرغہ انتہی اور جو لفظ لکھتے ہیں
 القاضي جمال الدین بن عبد اللہ بن جکی ذات یہ لفظی لے سنتہ ثلاث و شیرین ثمانۃ لکھی ہے خباہ محمد بن عبد الباقی زکار
 شیخ صاحب الذبیہ میں تحریر کرتے ہیں قد صرح الجلال الانصاری فی شرح الرسالۃ بانہما سنتہ ہو کہہ قال اگر کوئی شبہ ہو کہ
 اجماع کیا ہو سکتا ہے حال تکہ بعض واجب و بعض سنت ہو کہہ کہتے ہیں تو دفع سکا اسطو پر کہ سنت ہو کہہ نہ تھا
 کسی منقول نہیں ہے ان بعض مالکیہ جو قول ابو جوب بقول ہر اسکی دلیل و سکر مالکیہ نے ساتھ یہ دیکھا
 کہ کسی ہو جیسا کہ ابن حجر مکی ہتھی و منظوم میں لکھتے ہیں قال بعض المالکیۃ واجبہ و قتال غیر منہم معنی منین
 الواجبۃ انتہی اور قریب بواجب جو لوگوں نے لکھا ہے وہ بھی کہ نص سنت ہو کہہ پر نہیں بلکہ قریب حجب کا
 محل حجب پر ہی ہو سکتا ہے البتہ وجوب بعض مالکیۃ یعنی ابو عمران و منقول ہے اور ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ او
 لوگ جو وجوب کے طرف گئے ہیں بتقلید ابو عمران کی گئی ہیں لیکن یہ قول افع اجماع نہیں ہو سکتا ہے
 وجہ اقول اس کلام میں چند مناقشات ہیں اول کہ انکار تصریح سنیت قلت متبع سے منع ہے

صحیح بین نظر الی ما قال لا تنظر الی من قال و مسطرے یہ کہ جب کتاب میں استحباب ندب پر اجماع
 منقول ہو اور اس سے مراد وہاں ندب بالمعنی اللعیم یعنی یعنی قربت مطلقة نہ معنی ندب بمقابل وجوب
 و سنت بدیل اسکے کہ ناقلین اجماع خود ہی قول وجوب کو بھی نقل کر لے ہیں چنانچہ صاحب صلب العقول
 نے اجماع اور افضل سنن و راوی کہ تحبات ہونے کی نقل کی اور یہ قول قرینہ واجب کو بھی نقل کیا ہے کام
 سابقہ میں ہے یہ کہ مراد سنت ہے جو عبارت سنن الہدیٰ اور شفا میں واقع ہے معنی لغوی ہے یعنی طریقہ
 بقریہ لفظ سنن المسلمین کے مستحب و اطلاق سنت کا اس معنی پر شائع و راجع ہے چنانچہ ملا یعقوب سنن
 سید علی مفتاح الجہان شرح شریعہ الاسلام میں لکھتے ہیں علم المصنف یدکر السنۃ تاریخیہ یقول السنۃ
 کذا والامر للعالمی سنۃ او نحو ذلک یہاں سنۃ سیدہ سلیمین صلی اللہ علیہ علیہ وسلم قاریہ آخری ذکر ویرید
 سنۃ اہل السنۃ والجماعۃ قاریہ یہاں سنۃ السلف الصالحین قاریہ یہاں سنۃ اہل اسلام
 و دین المسلمین غیر ذلک فہذہ السنۃ بمعنی طریقہ تہی جو سنۃ ہے کہ سنن الہدیٰ میں بعد عبارت منقولہ و لکھا
 ہے و قال الکرامی من اصحابنا الحنفیۃ انہما سند و ثبوتہ انی الوجوب فی حق من کان لہ سقۃ علی لیل علیہ الاحادیث
 انتہی بعد اسکے ابو عمرو و ابن حجر ہی قول وجوب کو نقل کیا چنانچہ عبارت او کی تجاہ کلام بہر میں
 مرقوم ہے اس عبارت میں جملہ علی لیل علیہ الاحادیث ہی ظاہر ہے کہ صاحب سنن الہدیٰ ہی اہل الوجوب ہی
 اور مراد سنت ہے اس کی عبارت سابقہ میں طریقہ یہ مذکور ہے مصطلح اور چونکہ یہ عبارت مخالف مسلک اہل
 شیعہ اس وجہ سے عبارت اولیٰ پر دونوں نے اکتفا کیا یہ تفسیری جگہ ہے اور ان جگہوں میں جہاں مولف نے
 قطع و برید فرمائی قال جاننا ہے کہ سنت کا اطلاق جو ان عبارات میں نہایت پر کیا گیا وہ نہانی
 استحباب نہیں ہے کیونکہ سنت کا اطلاق مستحب پر آتا ہے رد المحتار میں باب العیدین میں مرقوم ہے قال نوح القند
 و حاصل تجوز اطلاق الیم تحب علی السنۃ و علی سنتی اقول سنت ان دون عبارتوں میں معمول ہے اور یہ
 طریقہ متعارف ہے نہ اس پر مستحب کما مر علاوہ یہ کہ سنت کا اطلاق وجوب پر ہی آتا ہے زائد ہی معنی شرح
 قدوری میں تحت قول قدوری الجماعۃ سنت کو کہ سنۃ میں ما اصحابنا فقہا اختلاف الروایات عنہم نقل انہا
 واجبتہ و فی سنۃ کو کہ غایت التاکیہ ثلث الظاہر انہم ارادوا بالتاکید الوجوب تہی اور بحر رائق میں ذکر
 صاحب البدائع وغیرہ ان القائل سنن ان الجماعۃ سنۃ کو کہ لیس فی الغائی الحقیقۃ بل فی العبایۃ لان سنۃ المکذۃ
 و الوجوب سوا خصوصاً ما کان من اشعار الاسلام انتہی و صدر الشریعہ شرح وقایہ میں باب العیدین میں تحت ل

موضع سوم فقرہ ہر دو کی جو تفسیر ہے

علم اصول میں ہر اور شرط بشرطی اور شرط مذکور اسی اجماع کی ہی چنانچہ کتب اصول میں صریح ہے
اور انھن فیہ میں صاحب المختار نے اجماع مسلمین نقل کیا اور صاحب جذب اوسمن الہدی نے
اجماع علماء دین نقل کیا اور کسی نے اجماع مجتہدین کا اطلاق نہیں کیا پس خلاف ایک عالم کا یہی اس
اجماع کو باطل کر دیا بلکہ خلاف ایک عامی جاہل کا یہی منافی اجماع مسلمین ہو گا مولانا ولی اللہ دہلوی
شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں لا یخفی علی المتدبر ان الاجماع الذی ہو اصداد لہ الاحکام لا یتحقق الا بالتفاز
المجتہدین فان قول العامی لا یدخل فی ثبوت علم اصلا واما ان یارید العلم کل الاجماع علی مہات الشرائع
کالصوم والصلوۃ والزکوۃ والحج وغیر ذلک فلا شبہۃ انہ لا یتحقق بالمجتہدین انتہی اور عبد الغفر بن نجار بھی یہی
شرح منتخب حسامی میں لکھتے ہیں من لیس من الابرار الخ الاجتہاد من العلماء حکم العوام حتی لا یعتقد بخلاف حکم
الذی لا یعرف للاحکم الکلام المفسر الذی لا علم له بطریق الاجتہاد والمحدث الذی لا بصیرۃ فی وجوہ الاری
وطریق المتقائس والنحو الذی لا معرفۃ له بالادلۃ الشرعیۃ فی الاحکام واما لا یحتاج فیہ الی الاری اشتک
فی ذکر الخواص العوام کالصلوات الخمس وجوب الصوم والزکوۃ ونحوہا فیشرط فی انعقاد الاجماع فی اتفاق کل
من الخواص العوام حتی لو فرض خلاف بعض العوام فیہ لا ینفقد الاجماع انتہی قال اگر کما جاوہر حسن جہا
اجماع منقول ہو مراد اوس عام ہو جو تحت سنت موکدہ ووجوب کوشامل ہو تو اوس کا جواب بوجہ ہے
اول یہ کہ تاویل محض لغوی ہو کیونکہ قصود اس مقام پر بیان حکم شرعی ہو اور حکم شرعی احتجاجاً خاص ہو یعنی
مصطلح نہ عام و تم قول بالوجوب میں جسکی دلیل ضعیف ہو اور علمائے اوس میں تاویل کی ہو تاویل نہ کرنا اور
قول بالاحتیاط میں جسکی دلیل قوی ہو اور کسی نے اوس میں تاویل نہیں کی تاویل کرنا محض ترجیح بلا مرجع ہے
اقول جو لو کہ کہ احتجاج پر اجماع نقل کرتے ہیں ہی قول وجوب کو ہی نقل کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر
ہو کہ مراد احتجاج ہے انہوں نے تمام مراد لیا کیونکہ در بیان ذکر اجماع جمیع مسلمین یا جمیع علماء دین اور یہ احتجاجاً خاص
کر اور در بیان کہ قول جو کہ متانی وضع ہو فلم یکن لہولاء الکبار والی الایدی والابصار العلم بهذا النسانی
الواضح والنسانی اقصی اللامح اور آپ جو رد وجہ جواب میں ذکر کریں اوس میں وجہ اول مثل ہمارا مشہور ہے کہ ہے
اسو سطر کہ بسطرح احتجاجاً خاص حکم شرعی ہو اسطرح اثبات قربت ہی حکم شرعی ہو عمومی شایہ اشاہد میں لکھتے ہیں
ذکر شیخ الاسلام زکریا ان الطاعة فعل ما یتاب علیہ توقف علی نیتہ ولا عرف من یفعل لاجلہ ولا ولا القربۃ فعل ما یتاب
علیہ بعد معرفۃ من یقر بالیہ ان لم توقف علی نیتہ والعبادۃ ما یتاب علی فعلہ وتوقف علی نیتہ ففی الصلوات الخمس

کیونکہ سابقاً گذر چکا کہ نجم الدین اور جمال الدین نے تصریح سنت ہونے کی کی ہو دوسرے
 یہ کہ ابن حجر کی تصنیف کا نام درمنظم ہے نہ درمنظوم تفسیر سے یہ کہ محل کرنا قریباً جب
 مستحب پر بعد عن الغم ہو بلکہ قریب واجب حکم واجب میں ہو کما مر غیر مرہ چوتھے یہ کہ ابو عمران
 کے جو لوگ سابق ہیں وہ بھی قائل وجوب کے میں مثلاً امام ابو حنیفہ صیالہ عبارت جذبا لقلوب سے ظاہر ہو
 قال اولی کہ محتفل ہے کہ یہ قول ماؤل ہو صیالہ کا قاضی عیاض نے ابی عمرو کی قول میں تاویل کی ہے عفا فی
 عیاض میں مرقوم ہے قال ابو عمرو انما کره ما لکان يقال طواف الزیارة و زرارنا قبر العنبر علیہ السلام لا تسلم
 الناس لکبیتهم لعمریہم بعض و کره تسویۃ العنبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مع الناس بهذا اللفظ الا ان قال
 الزیارة مباحة بین الناس و وجب شد الرحال الی قبور الیہ علیہ علی آلہ وسلم یرید بالوجوب بہنا و وجوب
 ندب و ترغیب تاکید اور صیالہ صاحب کی فائزہ نے عمر شفی کے قول میں تاویل کی ہے عبارت اس کی ہے
 و استحباب الزیارة فی کل اسبوع و ما فی رسالہ عمر الشافعی بحسب الزیارة علی المشغنین فی کل اسبوع فالمراد بہ الحق التام
 لا الوجوب اقول بالفعل جنسہ پیش نظر ہو او سبب لفظ وجوب بسبب ہے نہ وجوب ندب اور اگر البسبب باب
 تاویل مفتوح کیا جاوے تو خصم کو کہ جن عبارت میں اوکد المسخبات واقع ہے او اس سے مراد بھی جب ہو کیونکہ
 مستحب کا اطلاق مطلق قریب پر بھی وارد ہو اور اوکد القربات وجوب و فرض پر نہیں بایت قبر نبوی بنا
 رہا جمیع صحابہ اہل بیت و جب ہو جائیگی او نہ کر وجوب کو نہایت وقت پر چلے گی قال دوم خلاف
 جمیع جماع ہے وہ وہ ہے کہ جو عصر النفاذ جماع میں ہوا اور یہ محل نزاع میں منوع ہے اقول یہ جماع مطلق
 میں شرط ہے اور اس مسئلہ میں جو رکھنا اور جذبا لقلوب و سنن الدی سے جماع نقل کیا گیا ہے وہ
 اجماع جملہ اہل اسلام و اہل علم ہے نہ اجماع اصطلاحی جو کتاب مول میں مذکور ہے اور اس جماع میں ایک شخص
 مسلم اور عالم کا انکار بھی بطل جماع ہو گا علاوہ یہ کہ اس مسئلہ میں بعض مہتممین مثل امام ابو حنیفہ
 بائضاً عبارت جذبا لقلوب ویرے جب کا متحمل جب ہو حکم دیا پس اجماع استحباب پر کہاں کہنے سے منع ہو
 او اگر کہے کہ اجماع استحباب قبل عصر امام غزالی کے متفق ہو گیا تو اسکو ثابت بھیجی قال ستون خلاف (۱)
 لو کون کا مانع ہو کہ جنک خلاف یا وفاق کا اجماع میں اعتبار ہو اور فی العین استحباب کا او میں سے جو مانع غیر
 ہے اقول یہی شرائط اجماع اصطلاحی سے ہے نہ اجماع متنازع کی شرائط کیونکہ اجماع لغت بمعنی عزم و اتفاق
 کے ہے اور اصطلاح عبارت ہے اتفاق جمہ مجتہدین ایک نہ ہو او پر ایک حکم شرعی کے اور یہی اجماع مجتہدین

والصوم والحج من كل ما يتوقف على الفیة قربہ وطاعة وعبادة وقراءة القرآن الوقف العتق والصدقة ونحوها
 حیالاً تتوقف علی زیة قربہ وطاعة لیست لعبادة والنظر للمودی لی معرفته السد تعالی طاعة لاقربہ ولا عبادة
 اتمی وقواعد مذہبنا لا باہ اتمی اگر یہ شک واقع ہو کہ مندوب ہونا زیارت نبوی کا بالمعنی اللع امر ظاہر ہو
 اوسکو کر کے کی اور اس پر جماع نقل کر کے کی کیا ضرورت تھی توجواب دسکا یہ ہے کہ چونکہ بعض کے احکام
 اسکی قربت ہونے کا منقول ہے اسوجہ سے فقہاء نے اسکی بیان کر کے کو ختم نہیں کیا اور آپ کے دوسرے وجہ کا جواب ہے
 کہ بات و دل بالضرورت کو مسدود کرنا ضرور ہے ورنہ جسکو جس کی دلیل ملے گی یا ضعیف معلوم ہوگی
 اوسکی تاویل کر لیگا اور انظام شریعت نہ وبالا ہو جائیگا قال اگر کسی کو غلبان ہو کہ ثبوت جماع موقوف سند
 متصل ہے تو جواب دسکا یہ ہے کہ یہاں جماع لباب غیرہ سے نقل کیا ہے اگر تمہاری نزدیکہ معتبر ہیں تو یہی کافی ہے
 اور اگر نہیں تو جتنی عبارات تائید و وجوب کے لیے نقل کی گئی ہیں اوکتو قائل احتجاج ہی تسلیم نہیں کر سکتا
 اقوال فقیر داب منظرہ سے خارج ہے بلکہ فروع سکا بہ و مجاہدہ ہے کیونکہ محیب کو معتبر فرض ہے کہ کتنا اگر رقم
 ہمارے قول نقل کو مسلم نہ کرو گے ہماری ہمارے قول نقل کو نہ مانیں گے موافق علم مناظرہ کے جائز نہیں
 کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرمائیے بعد اوسکو میدان مناظرہ میں آئیے اور لباب غیرہ اگرچہ خصم کے نزدیک مقبول ہیں
 لیکن نقل جماع اوسکا محمول ہے اور مطلق نہ رہے بالقرآن الجلیۃ کما غیرہ علاوہ یہ ہے کہ کسی کتاب کے معتبر ہو
 یہ نہیں مانہ کہ جو کچھ اس میں مرقوم ہو اگرچہ خلاف ثقافت کے مقبول ہو جاوے عبارات تائید و وجوب کی
 تسلیم نہ ہو انہم ہوگی اسوجہ سے کہ خود آپ اہل حق کے قائل ہیں کہ بعضوں کو نزدیک زیارت واجب ہے قال
 حال سنت ہو کہ وہ ہونیکا قطع نظر اس کے کہ کسی سے منقول نہیں ہے فی نفسہ محض اصل ہے کیونکہ اکثر فقہاء کے
 نزدیک سنت ہو کہ وہ میں مواظبت نبویہ شرط ہے اور اسکا فقدان محل نزاع میں بدی ہے اور موافق بعض کتب کے
 مواظبت خلفا راشدین سے ہی سنت ہو کہ وہ ہو جاتی ہے لیکن اسکا تحقق ہے ہی تمام پر حیرت میں ہے قول
 یہ کلام محاقبہ سے ساتھ چند وجوہ کے اولیٰ کہ قول سنت ہو کہ وہ کا بہی منقول ہے کما غیر مرقہ پس لب کلی اس
 باب میں خطا ہے دوسرے یہ کہ وہ اصل ہونا اس کا غلط ہے بلکہ اصل اسکی ان ابن عمر سے ثابت ہے کما سیا
 اوایل معقول مقابلہ منقول کا نہیں کر سکتے تیسرے یہ کہ انتساب اس کا کہ سنت ہو کہ وہ میں مطوب
 نبویہ شرط ہے طرف اکثر فقہاء کے مطالب نقل عبارات ہے یک جم غفیر فقہاء کا مثل عینی ابن ہمام و عبد بن
 بخاری صاحب کشف الاسرار و ابن کمال ابشا و ملاخسر و صاحب نرو صاحب ایہ غیر ہم سنت ہو کہ وہ کما

علي الصلوة والسلام فمارى يوما كثيرا ولا يأتية بالمدينة بعد موت رسول الله من ذلك اليوم
 كذا ذكره ابن عسكرك في ترجمته بلال انتفى أوربي شفاء الاسقام من يوقد استفاض عن عمر بن الخطاب
 انه كان سيد البريد من الشام لم يقبل سلم على رسول الله عليه الصلوة والسلام ممن كثر ذلك ابن الجوزي نقلته
 من خطه في كتاب شفاء الخرم الساكن الى زيارة اشرف الاماكن ذكره ايضا الامام ابو بكر احمد بن عمرو بن ابي عامر
 ووفاته سنة سبع وثمانين مائتين في مناسك لطيفة جردا مر الى اسانيد يكثر ما فيها الثبوت فسفر بلال في
 زمن عهد الصحابة ورسول عمر بن عبد العزيز في زمن سعد الساعين من الشام الى المدينة لم يكن للزيارة
 والسلام على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولم يكن الباعث على السفر غير ذلك من امر الدنيا ولا من امر الدين
 لاسن قصد المسجد ولا من غير انتفى أوربي شفاء الاسقام من يوقد ففوج اشام انما كان ابو عبدة
 نازلا بميت المقدس رسل لثا بالي عمر مع ميسرة بن مسروق يستعدوا لعضو فلما قدم ميسرة بدنية رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم دخلها ليلا ودخل المسجد وسلم على قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 ايضا ان عمر لما صالح اهل بيت المقدس وقدم عليه لعب الاحبار وسلم وفرح عمر اسلامه قال عمر بن الخطاب
 ان تسير معي الى المدينة وتزور قبر النبي عليه السلام فمتح زيارة فقال نعم يا امير المؤمنين انا افعل ان كنت لما
 قدم عمر المدينة اول ما بدا المسجد سلم على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انتفى أوربي شفاء الاسقام كذا
 سابعين بن قديس بن الواس بن يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبد الله الحسيني في كتاب اخبار المدينة قال حدثني عن
 خالد بن شاذان بن يحيى بن ابي عن يزيد بن زيد عن عبد المطيب بن عبد الله بن خطيب قال قبل مروان
 فاذا رجل يلتمس القبر فاخذ مروان برقبته وقال بل تدرى بالصنع فامل عليه قال نعم اني لم ات الحجرة ولا
 اللبنة انما جئت رسول الله عليه الصلوة والسلام لاتبكوا على الدين واواليه المله لكن ابكوا عايله اوليه
 غيره ذلك الرجل ابو ايوب الانصاري قلت يونس ومن فوقه ثقات وعمر بن خالد لم يعرفه انتفى اشرف الدين
 سخاوي صاحب قاموسه ارياح الاكباد وباراج فقد الا ولاد كس ثابثا ثين من تحرير كس ثين قال
 فاطمة بنت الحسين بن ابي النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقد اخذت قبضة من تراب قبره فوضعت على عينها وكتبت
 ولثا تقول مع ما ذكره علي بن محمد بن تربة احمد ان الاشيم مدعي الزمان غوا اليها مصبت على مصابك لوانها
 صبت على الامام من ليا ليا ليا انتفى اورق الدين علي بن محمد بن يحيى ودار الوفا بخبار المصطفى من
 مكتبة يونس بن عبد الزراق باسناد صحيح ان ابن عمر كان اذا قدم من سفر الى قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم

وقد تفران قول الصحابی من سنة كذا محمول على سنة صلى الله عليه وعلى آله وسلم فلهذا المرفوع آهسته
 ايقام برود شك كه مشككين كے اذہان میں بوقت معائنہ تحریر کے خطوط کر سکتے ہیں بناو علیہم دون
 واذہان کا جواب کہ تیہ میں تا بہ کسی مشکک کو جا چون چراکی باقی نہ رہے اور سنیت زیارت بقضاکا اثر ابن
 عمر تسلیم کرنا پڑی شک اول یہ ہے کہ رواہ اس ثرین امام ابو حنیفہ کو فی بین اور وہ تصریح و اقطنی اور ابن
 حدی اور ابن القطان ضعیف ہیں جواب اس شک کا یہ ہے کہ جرح مہم امام ابو حنیفہ کی شان میں مقبول نہیں
 اور قاضی حدیث امام کی توثیق کرتے ہیں اور جرح جرحین کو مردود کرتے ہیں بدرالدین قاضی القضاة
 محمود العینی بنایہ شرح ہدایہ میں کتاب الکرامت میں بعد ذکر حدیث ابن ابی حاتم کہ فرج مع رابعہا و ثمنہا کو لکھتے
 اما قول ابن القطان وعلتہ ضعف ابی حنیفہ فاساۃ ادب قلۃ حیا ومنہ فان مثل الامام الثوری البیہارک
 واضربہما بالقوة واتنوا علیہما مقدار من الضعف عندہ ہولاء الاعلام وقد شعبنا الکلام فیہ فی مناقبہ
 فی تاریخ الکلبیہ انتہی و کتاب الصلوۃ میں بعد ذکر حدیث میں کان لا امام فقرأ الامام قراۃ آہ کے لکھتے ہیں
 سنن یحییٰ بن معین عن ابی حنیفہ فقال لقمۃ ماہمت احد الضعفہ وکان حلقۃ من اہل الصدق ولم یمکن لکبۃ
 وکان مامونا علی میں ابی حنیفہ صدوق فی الحدیث وانی علیہ جماعۃ من الائمة الکبار مثل ابن المبارک و سفیان
 بن عیینہ و الاشر و سفیان الثوری و عبد الرزاق و حجاج بن زید و کعب فقد ظہر لنا من ہذا حال الدار
 علیہ و تصدیف الفاسد سنن ابن ابی حنیفہ و ہو حق الضعیف و قدر وی فی سندہ احادیث
 سقیمۃ معلولہ و منکرۃ و غریبہ و موضوعۃ انتہی اور ابو عبد اللہ ذہبی کاشف میں تحریر کرتے ہیں النعمان
 ثابت بن زوطا الامام ابو حنیفہ فقیہ العراق مولیٰ نبی تیم اللہ بن ثعلبہ رأی انسا رضی اللہ عنہ و سمع عطاء الاثر
 و انفا و عکرمہ و عبد الوہاب و محمد و ابو نعیم افردت سیرتہ فی جزئ انتہی شک و تم یہ ہے کہ عمل کرنا سنت کا اثر
 عمر میں سنت نبویہ میں نہیں ممکن ہے اسوجہ سے کہ سنت نبویہ عبارت ہے اس فعل سے جس پر حضرت علی علیہ السلام
 آہ وسلم سے مواظبت ثابت ہوئی ہو اور زیارت قبر نبوی میں یا مرفقود ہے جواب و سکا یہ ہے کہ یہ سنت
 کے اصطلاح فقہاء میں ہیں اور اصطلاح بعد قرن صحابہ کو حادث ہوئی اور نظام افعال صحابہ سے یہ ہے کہ
 جس فعل پر حضرت علی علیہ السلام نے ترغیب پہنچ فرمائی اس عمل کی کہ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ اگر
 کوئی مانع نہ ہوتا تو خود آنحضرت اہل پر مواظبت فرماتے اور سکو یہ سن نبویہ میں شمار کرتے تھے اور مجملہ
 لوازم الاتباع کو اسکو جانتے تھے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت علی علیہ السلام نے اپنی قبر کو زیارت کی طرف ترغیب پہنچ

کہ دفاء الوفا وغیرہ میں مبسوط ہیں یہ منظر ہوتا ہے کہ زیارت قبر نبویؐ ماند صحابہ خلفاء وغیرہ خلفائین
 اور زمانہ تابعین میں متداول تھا اور اسکی فضیلت و اہمیت اون حضرات کی اذعان میں بہ تکثر تھی بلکہ
 بعض اخباری سنت ہونا زیارت قبر نبویؐ کا بقول ابن عمر ثابت ہے اور قطاہر ستاد قائلین بابت کا اسی
 اثر کے ساتھ ہے چنانچہ علامہ صدر الدین موسیٰ بن کریم خفگی مسند امام عظیمین لکھتے ہیں ان حنیفہ
 عن نافع عن ابن عمر قال من السنة ان تأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة وتقبل على القبلة
 وتستقبل القبر بوجهك ثم تقول السلام عليك يا ابا النبي ورحمة الله وبركاته انتهى ملا علی قاسمی مکی سنن اللانہ
 فی شرح مسند الامام میں لکھتے ہیں اسی سنتہ الصحابة ومن تبعهم الى امتہ انتی اور موافق قاعدہ اصول حدیث
 لازم ہو کہ اس اثر کا حکم مرفوع کا ہو کیونکہ قول صحابی من السنة نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظہ
 شرح الفیہ میں لکھتے ہیں قول الصحابی من السنة کذا القول علی من السنة وضع الکلف علی الکلف فی الصلوۃ
 تحت المستور واداء الوادؤ فی روایت ابن دہ و ابن الاعرابی قال ابن الصلاح الاصلح مسند مرفوع لا
 الظاہرہ لا یرید بالاسنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایجاب تباعہ انتی اور قاضی بدر الدین ابن
 اپنے مختصر میں لکھتے ہیں قول الصحابی من السنة کذا او من سنۃ کذا مرفوع
 اہل الحدیث واکثر اہل العلم بطور ان ابنی علیہ السلام ہوا امر وانما سنتہ وقال الاسماعیلی قوم میں مرفوع
 والاول الصحیح سوار قال الصحابی ذلک فی حیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعده انتی اور حسن ظہری
 شارح مشکوٰۃ اپنے خلاصہ میں تحریر کرتے ہیں قول الصحابی امرنا او من سنۃ کذا مرفوع عند اہل السنۃ
 واکثر اہل العلم انتی وکذا فی فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث للسخاوی وفتح الباقی بشرح الفیہ العزلی شرح
 تکریم الانصاری و مقدمۃ اصول الحدیث لابن الصلاح وغیر ذلک من کتب الفضل پس باتقضاء اس قاعدہ
 کہ قول ابن عمر کا طریق سنتہ حکم میں مرفوع ہے اور اس سنت سے نبویا راہ کرنا ضرور ہوا اور سنت
 نبویہ لازم الاتباع ہے حدیث علیکم سنن سنۃ الخلفاء الراشدین پس زیارت قبر نبویؐ لازم ٹھہری اور
 سمہوی نے دفاء الوفا میں ہی اس اثر ابن عمر کو حکم مرفوع میں شمار کیا ہے عبارت اسکی یہی ہے فی مسند
 ابی حنیفہ عن ابن عمر قال من السنة ان تأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة وتقبل على القبلة
 الى القبلة وتستقبل القبر بوجهك ثم تقول السلام عليك يا ابا النبي ورحمة الله وبركاته اخرجه الحافظ طائفة
 محمد فی مسند عن صالح بن احمد عن عثمان بن سعيد بن ابی عبد الرحمن المغزی عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن

نہ ایگیا ملاخص صاحب رو غر مرقاة الاصول میں لکھتے ہیں جو ان کی علی خلاف حکم شرعی دلیل شرعی
 و حکم شرعی لم یحققہ توقیت و لا تالیف نتیجہ اور توقیت حکم کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ توقیت صریح
 بوقت معین ہو یا میں طور کہ شارع کہد کہ یہ حکم فلاں سال تک ہوگا اس سے تین جہت سے سال ایگیا حکم نفع
 ہو ایگیا نہ بوجہ دلیل شرعی ناسخ بلکہ بملوغ وقت مقرر اور مثال اس صورت کہ احکام شرعیہ میں نا دلوجہ
 بتحقق شرع منتخب جسمانی میں ہر اما اول نقل ان ليقول الشارع او تنكلم لکم ان تفعلوا کذا الی سئل کذا
 او قال اطلعت الشیء الی عشر سنین واثنتی سنته قال لقاضی الوزید لیس لهذا القسم مثال فی النصومتا
 شرعاً و ذکر فی بعض الحواشی ان مثال قولہ تعالیٰ ترزعون سبع سنین ایا کما قولہ جل کرہ متعوا فی ایا کما ثلثہ ایام
 و لیس بسید لان ذلک لیس من الاحکام الشرعیہ و کلامنا فیہا انتہی و دوسری صورت یہ ہو کہ حکم شرعی
 منوط بعلت ظاہر ہو و توقیت حکم تا وجود علتش اسی نص حکم سے مفہوم ہوتی ہوا سے صورت میں تکلیف
 نہ نلت موجود ہو ایگیا حکم ثابت رہے گا اور جب علت مرتفع ہو جائیگی حکم ہی مرتفع ہو جائیگا اور اس کو
 ایسے میں ساتھ انتہاء حکم یا انتہاء سبب بقیہ کرتے ہیں اور نسخ سے اس کو مفرق سمجھتے ہیں ہولوی الی اندج
 شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں فان قلت الفرق بین انتہاء حکم بالقطع موجب بالقطع اسم المولفۃ
 قلوبہم مثلاً و بین النسخ جبر فان کل نسخ لا بد له من انتہاء متصلہ منوطہ بالمنسوخ او علتہ مرجحہ فلتسمیہ
 احدہما النسخ و والی الآخر مخرج اصطلاح قلت لا شہدہ فی کون الحكم منوطاً بمصلحتہ مرجحہ و لکن ثلث مصلحتہ
 قد تكون بحيث یغیر الفاخص ان الحكم منوط بهما من کلام الشارع فیغیر بقاہم بقاء فاذا علم انتفاہا
 یحکم بالقطع حکم فہذا من الشرع لا یخیر بالقطع خصۃ الافطار بالاقامۃ و بالقطع التکالیف تمامہا بالکون
 و قد یكون بحيث لا یغیر من الخطاب لعدم ما یعلم بالفاخص ح اذا رفعہ کان نسخاً انتہی تشریح صورت یہ ہو
 کہ توقیت ایک حکم شرعی کے دوسرے نص سے صراحۃً بالانہ معلوم ہو گئی کہ حکم سابق جو نص سابق سے ثابت ہو
 وہ غائلے وقت تک باقی رہے گا اس سے تین جہت سے وقت جو دوسرے نص سے مفہوم ہو ایگیا حکم نص البر
 کا ارتقاء منقض توقیت ہو جائیگا مثال اس کی حکم جزیہ کہ احادیث سے مقرر اس کا اہل نہ رہے بلکہ توقیت ثابت
 ہو اور نص آخر نے اس کو موقت بوقت نزول حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کیا جانے
 ابو داؤد وغیرہ حدیث نزول عیسیٰ میں روایت کرتے ہیں فیندق الصلیب و یقتل الخنزیر و یشیع الخنزیر سیو
 مرقاة الصعوض شرح سنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں قال النووی معنی وضع الخنزیر معہا شریعتہ فی ہذہ الشرعیۃ

فرمائی ہے اور راوی حدیث من ارقبری وحیت له شفاعتی و حدیث من حج فزار قبری بعد وفاتی کلان کمرانی
فی حیاتی و حدیث من جاونی زائر لا تحمل حاجه الا یزیدتی کے خود ابن عمر بن لبس و منون نے بمقتضا انہیں
ترغیبات بلیغہ کے زیارت قبر نبوی پر کم سنیت کا دیا اور اگر زیادہ تحقیق میں ہو سکے منظور ہو تو سوا یہ فی
مافی شرح الوفا یہ کو دیکھیے کہ انہیں تعریفات سنت ہو کہہ کر خوف نما و سنی مقبول ہیں مقدم کیے گئے ہیں اور
بعد تحقیق تفصیل سے اس کے یہ قول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم انکم یؤمنون بالامر بالشیء مثبت ہو جو
علی با حقیقۃ الامر لم یخالف کتابا او قولاً علی منہ او اجماعاً و اما نظم الفیر فیہ تبدل علی خلاف لک فان
من ہذا الامور کان لیل علی عمم الوجوب ما علی استحباب و علی الاباحۃ وان کم یکن الامر صریحاً لکنہ علی التوہید
تذکرۃ النہج علی الراغب عن کان ذلک ایضاً امارۃ للوجوب الترخیص للذی یبلغ حد التاکید لم ینضم معہ
ما یدل علی التوہید امارۃ ثبوت کانت الموکدۃ و مثلاً التقویٰ علی فعل و الاتہام لم یفعل و زیادۃ الرضا عن فاعلیہ
وہو الذی سہیئہ بالموظبۃ التشریعیۃ فتدبرتی قال علاوہ اس کو صرف مواظبت خلفا راشدین کا مفید
سنت ہونا خلاف تحقیق ہے بدو وجہ اولیٰ کہ اگر فرض کیجیے کہ ایک فعل ایسا ہو کہ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے مواظبت نہیں کی لیکن اس کی غیبت وللیٰ ہی نہیں و فعل لایحیٰ لہ استحباب ہو گا اور بعد حضرت کے
خلفا راشدین نے اس کو مستحب پر مقتضای حدیث احب الی اعمال الیٰ اللہ و ما وان قل مواظبت کو اگر خلفا
کے مواظبت سے سنت ہو کہ وہ ہو جاوے تو ہم پوچھتے ہیں کہ آیا استحباب یا تو یا یا منسوخ ہو چکا ہے تقدیر
اولیٰ اجتماع متناہیین لازم آتا ہے اور بر تقدیر ثانی لازم آئیگا نسخ اور حدوث دلیل شرعی بعد انحضرت کے
اور یہ دونوں غیر مشہور ہیں تو ضیح میں کہ اس کا نسخ و اما النسخ فہو ما لکتاب السنۃ لا القیاس علی ما یاتی و لا لا
اور یہ میں مسطور ہے و اما علی نہ لا ینسخ لا ینسخ لانه لا یكون لا عن اصل شیء ولا یتصور حدیث بعد البی علیہ الصلوٰۃ
والسلاۃ اما کہ کوئی شبہ نہ کرے کہ عموماً مفسرین نسخ فعل خلفا و راشدین نہیں تو بلکہ حدیث علیکم بسنتی
سنتہ الخلفا و الراشدین جب کہ ہوئے سنت خلفا کی دلیل جو پس جواب و سکتا ہے کہ اس میں کلام لازم
آتا ہے کہ اجماع کا نسخ ہونا ہی درست ہو کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت نسخ اجماع نہ ہو گا بلکہ وہ آیات امائد
جو محبت اجماع کی دلیل ہیں بلکہ چاہیے کہ قیاس کا نسخ ہونا ہی درست ہو چاہے کہ اس قول نسخ عبارت ہو
تبدیل حکم شرعی جو وقت اور جو بدو پہل شرعی تراخی پس اگر حکم شرعی سو بدو پہل نسخ اس کا جو نہیں ہے
اور اگر وقت ہو بعد از اس وقت منتہی کو ارتفاع اور حکم شرعی کا ہو چکا اور اس نفع سے اطلاق نسخ

وکان الوصیفۃ یقول الیغنی لاحد ان یقول فیما یشیء ان شریف رسول اللہ قبلہ کذا فی البیان للشرع
 اور غیر نبی کے فعل و قول و تقریر کی حجت تقلد نمونے پر ایک دلیل ہے کہ حاکم شرع میں نہیں ہو سکتا اور
 اسکی حکم کو دریافت کرنا غیر نبی کو تصور نہیں کیا گیا اللہ عام سے یا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب و سنت یا قیاس سے جو
 مستنبط ہو کتاب و سنت سے شقیں اولین تو بدیہی لبطلان ہیں کیونکہ اللہ عام غیر نبی و رسول غیر نبی و حجت
 شرعیہ میں اور بتقدیر آخرین دلیل مستقل نہ ہوئی بلکہ مستند ہوئی طرف کتاب و سنت کے پس اس قول و فعل
 و تقریر غیر نبی دلیل ٹھہرائی جاوے تو نوگوں مگر غیر مستقل پس جمع سکا اسوقت میں کتاب و سنت کی طرف
 ہوگا اور کتاب و سنت سے جو حکم صریح یا استنباطا اسکی لئے ثابت ہوگا اوسے کو اسکا
 مصداق بٹھرایا جائیگا بعد تمسید اس امر کے جانا چاہیے کہ سوانہت خلفاء و فعل غیر نبی ہو
 اور کوئی فعل غیر نبی دلیل مستقل نہیں ہو سکتا اور دلیل غیر مستقل افادہ حکم میں تابع دلیل مستقل
 کے ہوتی ہے پس حکم کا افادہ دلیل مستقل متبوع کریگی وہی حکم دلیل غیر مستقل سے ہی ثابت
 ہوگا پس اگر دلیل متبوع افادہ وجوب کریگی دلیل تابع ہی افادہ وجوب کریگی اور اگر وہ افادہ سنت
 کریگی تو یہی افادہ سنت کریگی اور اگر وہ افادہ استحباب کرے گی تو یہی افادہ استحباب
 کریگی نہ یہ کہ خواہ خواہ افادہ سنت مودہ کری اور قطع نظر متبوع سے کسی حکم کا افادہ نہیں کر سکتی اقول
 اس کلام میں چند طرح سے خدشات ہیں اول یہ کہ دلیل مستقل سے کہ جسکو مولف منحصراً کتاب و سنت میں
 ٹھہرائے ہیں اور اقوال و افعال صحابہ کو اس سے خارج سمجھتے ہیں معلوم نہیں کہ کیا مراد لیا ہو اگر مراد یہ ہے کہ دلیل
 مستقل وہ دلیل ہے کہ جو غیر کی طرف متعلق نہ ہو اور فی ذاتہ مثبت احکام ہو تو اس معنی سے سنت نبویہ ہی
 دلیل مستقل نہیں بلکہ فردا و سکا نقطہ کتاب و سنت سے اس واسطے کہ سنت نبویہ ہی محتاج طرف کتاب و سنت سے
 کیونکہ اگر کتاب و سنت میں حکم متشال امر نبوی کا نہوتا کیونکہ قول نبی فعل مشیت احکام ہوتا اسکی کتاب و سنت
 اصل ہے مطلقاً اور باقی سب فروع ہیں اور کتاب و سنت اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہیں عبد العزیز بخاری رحمہ اللہ
 شرح آدل ہر دوی میں لکھتے ہیں قدّم المصنف الکتاب لا فی الشرع میں علیہ ہر کل وجہ و کل اعتبار
 و عقبہ بالنسبہ لان کونہا حجتہ ثابت بالکتاب آخر الاجماع عنہما لا یفہم موصیہ علیہما اختی اور علامہ
 قاسم غفری شرح مختصر منار میں لکھتے ہیں قدّم الکتاب نہ اصل میں کا یہ اور نہ نہ عن الکتاب لکن
 حجتنا علیہ آخر اجماع الامم عنہ موصیہ حجتنا علیہما و آخر القیاس و اولی الامر فی الامر و اولی الامر فی الامر

ان مشرور حدیثا مقیدہ بنزد عیسیٰ علیہ السلام لما دل علیہ نذا الخیر لیس عیسیٰ بناسخ حکم الخیر بل نہیں اصل العکس
 اذہ وسلم الجہین اغایتا بقولہ انتی ہر گاہ تفسیر ذہن نشین ہو گئی پس اس ہم شق ثانی اختیار کر کہہ سکتی ہیں کہ
 صحابہ خلفاء ارشدین ایک فعل مستحب پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں اور اس پر اظہار کی ہو موافقت کرن
 استیجاب کا مرفوع ہو جائیگا اور حکم سنت کا دیا جائیگا اسوجہ کہ موافقت صحابہ یا نسخ استیجاب کی تالارم و
 کہ نسخ حکم شرعی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے بلکہ اسوجہ کہ حکم استیجاب بضم صحابہ علیکم السلام سنہ سنتہ خلفاء الراشدین کے
 مقتدر وقت موافقت خلفاء و تالارم و جوب اظہار واقع ہو گئی وہ حکم شرعی بالثبوت اس حدیث توثیق کے مرفوع ہو گیا
 و ملاعبہ ثقیۃ اصلا و اس کے جماع و قیاس کا ہی نسخ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ جماع اور قیاس قبیل آری
 اس کے ہر اور اس وقت و مود و معروف توثیق حسن نہیں ہو سکتی بخلاف حدیث کے کہ ایک صیغہ دوسری
 حدیث کو موقت ہو سکتی ہو اصل ما نحن فیہ میں رفع حکم موقت ببلوغ وقت انتہاء لازم آتا ہے نہ نسخ حکم شرعی
 بعد وفات نبوی فاللہم لیس بحال و الحال لیس بل لازم قال و قہم یہ کہ غیر نبی کا کوئی فعل یا قول یا تقریر دلیل
 مستقل واسطے حکم شرعی کے نہیں ہو سکتا بلکہ محتاج اس امر کا ہو کہ اس فعل یا قول یا تقریر کے سند کتاب
 و سنت آنحضرت ہی ہو بیان اس کا یہ ہو کہ صحابہ عموما و خلفاء خصوصاً مسائل میں باہم مناظرہ کرتے ہی
 اور ہر واقعہ میں تلاش دلیل شرعی کرتے ہی اولیٰ کہ سے کے قول کو رد کرتے ہی اور اگر اسکی سند ظاہر
 کتاب و سنت کے نہیں ہوتی تو اسکو بدعت میں داخل کرتے ہی پس اگر قول فعل و تقریر خلفاء یا اہلبیت
 یا دیگر صحابہ دلیل شرعی مستقل ہونی تو امر نہ کو کیوں مرفوع میں تا علاوہ اسکے حدیث میں احداث فی امرنا ہذا
 ما لیس منہم و بخاری و مسلم میں موجود وہی حواشی شکوہ وغیرہ میں لکھا ہے و لہذا ان میں احداث فی الاسلام
 را یا لکم کہ نہیں ان کتاب و سنتہ سند ظاہر و خفی ملفوظا و مستنبطاً مہم و ود علیہ صیغہ بیث ہی صاف ظاہر
 ہوتا ہے کہ احداث الیہم کا کہ جسکی سند کتاب و سنت ہی نہ ہو سکی جو ان میں اہل بیت کو اور نہ خلفاء و راشدین کو
 اور نہ سائر صحابہ کو پس اگر فعل خلفاء ارشدین دلیل مستقل ہوتا تو چاہیے کہ انکی لیے احداث فی الیہم جائز ہوتا
 او حال انکی حدیث ہی شخص کے لیے ناجائز معلوم ہوتا ہی کیونکہ کلمہ میں کا الفاظ عموم ہی ہو اور صحابہ و ائمہ
 مجتہدین ہی ایسے اقوال منقولہ ہیں جو اصل پر دلالت کرتے ہیں و فی الیہم عن ابن مسعودانہ کان یقول
 لا یقلدن رجل رجلاً فی نہ و کان عمر ان افقی الناس یقلدن ان ہذا ہی و فان کان ہو اباً فمن اللہ ان کان
 فمن عمرو و علی ابی بنی من مجاہدہ بطا انما کاننا یقول ان من عد الا و اخذ من کلہ و و علیہ الارسل اللہ

یعنی علم اوست حاصل ہونخواہ محتاج طرف دوسرے کے ہو یا نہ ہو جیسا کہ تلویح وغیرہ میں صریح ہوا اور مصداق
اسکا باختلاف مسئلین مختلف ہے نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے احکام کا ثبوت دو دلیل سے
ہوتا تھا ایک حی الہی متلو ہو یا غیر متلو دوم اجتہاد غیر مخصوص میں ابراہیم جلیلی علیہ السلام سے کہتے ہیں ائمہ اربعہ
صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کاں متعبدا بالاجتہاد لنا مثل عفا اللہ عنک لما ذنت لہم ولو استقبلت من امری
ما استدرت لما سقت لہدی ولا یتقہم لک فی ما کان لوجہی قالوا واما یطعن عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی
ابن النظار و قولہم افتراء ولو سلم فاذ القیاد بالاجتہاد بالوہی لم یطعن الا عن حی انہی لخصاص سے معلوم ہوا
کہ آنحضرت و مسائل امین جنہیں حی انہیں ہونی اجتہاد فرما کر حکم دیتے تھے اور جو مسائل کہ انہیں حی انہیں
ہوئی انہیں ہوا فوق اوجہی حی کے ارشاد انا ما فرما تے تھے اور نسبت اسحاق کے زمانہ حیات آنحضرت و
علیہ علی آلہ وسلم میں جنہیں مدار ثبات احکام تھیں ایک کتاب اللہ و دیگر سنت نبویہ تیسرے قیاس
چنانچہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے ان سوال اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم اراد ان یبعث معاذ الی یمن
فقال لیسف لقمی اذا عرض لک قضاء قال قضی کتاب اللہ قال فان لم تجز قال انیسہ رسول قال فان لم تجز
فی سنتہ رسول اللہ لانی کتاب اللہ قال اجتہد برائی ولا الا کو ضرب سوال اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم فقال اللہ الذی
وفق رسول اللہ لہما یرضی رسول اللہ سیوطی تحت اس حدیث کہ لکھتے ہیں کہ تواتر ہو قوفہ میں عمر بن
وزید بن ثابت و ابن عباس و تداخر ہوا البیہقی فی سننہ عقیبہ خیرج فی الحدیث لقویۃ لہ انہی اور بعد زمانہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے چوتھی دلیل کا یہی وجود ہوا اور زمانہ نبوی میں اجماع صحابہ کی حاجت تھی
کہا فی حواشی التلویح وغیرہ آیت یسببت تابعین بالبعد ہم الی یوم الدین کے چارہ لائل احکام کے مقرر ہوئے
ایک کتاب و دیگر سنت تیسرے اجماع چوتھے قیاس و زمین ان کو مستقل میں اور قیاس غیر مستقل کہا مر
تفصیلہ اور چند احادیث بھی مثل اصحابی کا بنجوم ہا یہم اقتدیتم اہتدیتم و اقتدوا باللذین من بعدی الی بکر و
علیکم بسنتی بسنتہ الخلفاء الراشدین وغیرہ سی جو کہ تحفۃ الاخیار میں مبسوط ہیں یہ امر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
اقوال و افعال و تقریرات صحابہ ہی و لائل احکام شرعیہ کے واقع ہو سکتے ہیں اور ثبات احکام شرعیہ میں
ساتھ آثار صحابہ کے ہستنا و کر سکتے ہیں اور یہی امر مکرر مجتہدین و سلف صالحین سے ہی منقول ہے نیز ان
شعرائی میں ہر روی بوجہ الشیر لاری بسندہ النص الی الی حذیفۃ انہ کان یقول کذب و اللہ و اقرب
علینا من یقول عذانا نقدیم القیاس علی النص بل محتاج بعد النص الی قیاس و کان یقول نحن لا قیاس

ما اخصر حواشی تلویح میں تحریر کرتے ہیں قال الامامی الاول فیہا الكتاب نہ راجع الی قول المد المشرع حکام
 والسنة مخبرة عن قول المد وحکمہ وعند الاجماع راجع الیہما واما القیاس فی الاستدلال فرفع تابع لما انتی
 ویکذا فی شرح المنار لابن ملک والتحقیق وغیر ذلک اور سراسر میں یہی کہ حکم نزدیک اہل سنت کریں
 ہی مگر استدلال شانہ اور کوئی بشر خواہ نبی یا غیر نبی طاقت شرع احکام بغیر حکم حق کے نہیں کہتا ہی پس کلام الہی
 ثبت احکام حقیقہ وبالذات ہوگا اور کلام بشر خواہ نبی ہو یا مجتہد مثبت فی نفسہ نہیں ہو سکتا بلکہ کاشف
 حکم الہی سے ہوگا پس سنت اور اجماع اور قیاس یہ سب دلیل غیر مستقل ہوئی اور دلیل مستقل بالمعنی المذكور مخصص
 فی فرد واحد ہوئی اور اگر مراد دلیل مستقل سے وہ دلیل ہی جو اثبات احکام میں اور استدلال میں سبب تہا و سبب محتاج
 ظرف غیر کے نہما یہ دلیل صحیحین اصل قطعیت ہو اگرچہ بسبب کسی عارض کے ظنی ہو گئی ہو تو یہ نبی کتاب و سنت
 و اجماع پر صادق آتی ہیں کیونکہ ہر ایک ان میں سے مستقل فی الاحتیاج ہی بخلاف قیاس کے پس اس تقدیر پر اجماع
 صحابہ قبولی ہو یا عملی بالقریری ہی کہ قول فعل و تقریر غیر نبی ہی دلیل مستقل ٹھہری بلکہ اجماع مطلق مجتہدین ایک
 صحابہ ہوں یا غیر صحابہ ہی داخل ہوئے اور مخصص کرنا سبب کاشف کا دلیل مستقل کو کتاب و سنت میں اور خارج کرنا
 فعل و قول و تقریر غیر نبی کو مطلقا غلط ہوا تحقیق شرح حسامی میں اور کشف الاسرار میں ہر کس التثنتہ مع تفاوت
 درجہ تہا حجج موجبہ للاحكام قطعاً ولا یتوقف فی اثبات الاحکام علی ثبوت علی القیاس الذی یتوقف
 فی اثبات الحکم علی تہلیل انتہی اور تلویح میں یہی قول التثنتہ الاول اصول مطلقہ لکونہا اولہ مستقلہ مثبتہ لکام
 والقیاس اصل میں وجہ استناد الحکم الیہ دون وجہ لکونہ فرعاً للتثنتہ لا بتناہ علی علانہ مستنبطہ من اراد التناہ
 والسنة والاجماع فالحکم بالتحقیق مستند الیہا اثر القیاس فی اظہار الحکم بغیر وجہ من الخصوص الی العموم میں ہوتا
 یقال بانسول التثنتہ والاول الرابع القیاس مستنبط من ہذا التثنتہ انتہی اور شرح منار لابن ملک میں یہ ان
 القیاس ان کان اصلاً فلم یقبل علیہ ان اصول الشرع اربعۃ وان لم یکن اصلاً فلم یقال الاول الرابع القیاس
 قلت الامارۃ الی الخطا لانی لانی القیاس ان بالنسبۃ الی حکمہ فرع بالنسبۃ الی التثنتہ اولانہ لیس یقطع
 بخلاف التثنتہ فان قلت الایۃ المائزۃ والعام المخصوص والاجماع المنقول الینا بالا حاد لیس یقطع فی القیاس لعلہ
 حصہ جتہ قطعی قلت الاصل فی التثنتہ الاول انقطع وعدہ بالعارض امر القیاس بالعکس انتہی بخلاف
 حدیثہ یہ کہ صحابہ کے باہم مناظرہ کرنے سے اور مسائل کو طرف کتابت کو راجع کرنے سے یہ نہیں لازم کہ غیر صحابہ
 کے واسطے انحصار دلیل کا دو فروق میں ہو گا تو توضیح اسکی یہ کہ دلیل حکم عبارت اوس خبر سے ہو جو مثبت حکم ہو

انتہی مختصراً و گہرائی شرحی البرودی للامداد الجوفوری و عبد الغفور الخاری شرح المنار التوضیح
 و حاشیہ وغیرہ اگر گاہ تفصیل و تحقیق ذہن نشین ہو گئی پس اس سے بھنا جائیے کہ چونکہ صحابہ کرام
 دلیل مستقل نہ تھے مگر کتاب سنت واسطے وہ لوگ سندان و دونوں سے تلاش کرتے تھے بعد تلاش کے
 اگر سند نہ ملتی تو ہتھ دھرتے تھے اور جو لوگ کہ بعد صحابہ کے ہیں انکو واسطے چند دلیلین مثبت احکام
 ہیں کتاب سنت و اجماع و قیاس آثار صحابہ اور یہ سب سو قیاس کے دلیلین مستقل ہیں پس ان کو کون
 منصب یہ ہو کہ اول دلیل مسئلہ کتاب سے تلاش کریں اگر نہ ملے تو سنت سے اگر نہ ملے تو آثار و اقوال صحابہ
 سے کہ یہ بھی اجماع طرف سنت کے ہیں خصوصاً فی مالائیکہ بالبرایین اگر نہ ملے تو اجماع سے اگر نہ ملے تو قیاس
 پس آثار و اقوال و افعال صحابہ کے بحیثیت سے انکار کرنا جیسا کہ مولف سے صادر ہو اختلاف معقول نہ قبول کر
 نیتہ اخذ شدہ یہ ہو کہ انصار و ریافت کرنے غیر نبی کا حکم کو امام اور کما محض و کتاب و سنت و اقوال
 میں باطل ہو کیونکہ منجملہ روایت کرنا جو جماع سے کہ وہ بھی دلیل قطعی مستقل ہو اور منجملہ اسکی نسبت نہ ہو
 متاخرہ کے آثار صحابہ ہیں کہ وہ بھی کشف عن السنۃ النبویہ ہیں اگر کہیے کہ جب آثار صحابہ کا کشف عن
 قول النبی او فعلہ و تقریرہ ٹھہرے تو پہلے دلیل مستقل کہاں باقی ہی تو ہم کہیں گے کہ نسبت ہمارا آثار صحابہ
 ہی دلیل مستقل ہیں یا نہیں معنی کہ جب بھی مسئلہ میں ہم حدیث مرفوعہ بعد تلاش کے نہ پاویں اور اقوال
 صحابہ یا افعال اوس میں موجود ہو تو ہم انہیں آثار سے استناد کریں گے خواہ سندان آثار کے ہم کتاب
 یا سنت سے پاویں یا نہ پاویں کیونکہ آثار صحابہ کا کشف عن آثار الرسول ہیں پس انکو ساتھ استناد کرنا
 بعینہ استناد ساتھ سنت کو ہو اور یہ کہاں نہیں کر سکتے کہ صحابہ بغیر سند اس کے قائل یا ترکب ہو اور
 اگرچہ وہ کشف ہونا آثار صحابہ کا مضر استقلال ہی تو سنت نبویہ ہی دلیل مستقل نہ ہے کیونکہ وہ بھی کشف عن الکلام النفسی ہے جو خصوصاً
 عن الحکم الالہی ہے بلکہ قرآن متلو ہی دلیل مستقل نہ ٹھہر گا کیونکہ وہ بھی کشف عن الکلام النفسی ہے جو خصوصاً
 خدشہ یہ ہو کہ دلیل تابع کو یہ لازم نہیں کہ افادہ حکم مثل حکم مشوع کرے بلکہ خطیبیہ اجماع تابع سے سند کے
 کہ مستنبط ہو کتاب یا سنت سے اور کہیے سند اجماع متفاوئہ واحد سے ہونی ہو اور فیضان ہو اگر نہ ہو
 اور اجماع موافق اوس سند کے مفید قطع ہوتی ہو کہا ہو صرح فی کتب لاصول اسطرح جائز ہو کہ طبیعت
 صحابہ کہ تابع کسی سند کے مفید نیست ہو اور وہ سند مفید احتجاج ہو یا چنانچہ خدشہ یہ ہو کہ اگر
 بہتیت حکم تابع کے واسطے حکم مشوع کو جنس حکم میں تسلیم کر لیا ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے

الا عند الضرورة الشديدة وذلك اننا نمتطاولا في دليل كتابنا من الكتاب السنة او قضيت الصحابة
 فان لم نجد دليلا متساويا في رواية اخرى عن الامام اننا نأخذوا بالكتاب ثم بالنسبة ثم بالقضية الصحابة
 في رواية اخرى اننا نعمل اول الكتاب بعد ثم بنسبة رسول الله ثم باحادديث ابى بكر وعمر وعثمان وعلي في رواية
 اخرى انه كان يقول ما جاء عن رسول الله على الراس العين بالي هو وامى ليس لنا مخالفة وما جاء عن
 أصحابه بخيرنا وما جاء عن غيرهم فمهم جبال ونحن جبال وكان ابو مطيع البلخي يقول كنت يوما عند الامام ابى منصور
 في جامع الكوفة فدخل عليه سفيان بن عثوري ومقاتل بن حيان وحامد بن سلمة وجعفر الصادق وغيرهم
 من الفقهاء فكلهم قالوا يا بلغنا انك تكثر من القياس في الدين وانما نخاف عليك منه فان ابل
 من قاس الميسر فنظر لهم الامام من كثرة هذا الجملة الى الزوال وعرض عليهم مذنبه قال اني اقدم الغل بالكتاب
 ثم بالسنة ثم بالقضية الصحابة ثم بالما بالفقهاء عليه على اختلافوا فيه وخيلنا اقيس فقاوا كلهم وقبلوا
 رأيته ويده وقالوا له انت سليلنا فاحفظ عنا في ماضي غنا من ذميتنا نيك اخير علم فقال غفر الله
 لنا وكنتم همين انتمى لمضنا اورا لم اصول ابى تصانيف من ايك باب اسطه احتجاج كسائته انما صحابه
 معقود كراتي من اورا همين اقوال افعال في تقريرات صحابه كوراج طرف سنت اور قيايل اور اجماع كركر
 قابل احتجاج ثم اتى من منار الاصول من بر تقليد الصحابة وجب لاحتمال السماع من النبي عليه السلام
 وقال الكرخي لا يجب تقليد الا في ما لا يدرك بالقياس وقال الشافعي لا يقلد احدنهم وقد افق عمل اصحابنا
 بالتقليد في ما لا يعقل بالقياس كما في اقل الخيض وشار ما باع باقل ما باع قبل فقد اتمم اختلاف علمهم في غيره هذا
 الاختلاف في كل ما ثبت عنهم من غير خلاف ومن غير ان مثبت ان ذلك بلغ غير قابل فسكت مسلما والا كما
 اجماعا انتهى اور شرح مسلم للمولوي قدى المدرج من قال ابو بكر الرازي والبردعي واليزدي والاسري
 وصدر الاسلام ابو اليسر تبا عزم مالك الشافعي في القديم واحسن رواية قول الصحابي المجتهد في ما بين
 فيه الراي في حكم ما بين اثباته بالقياس بلحق بالسنة فيقدم على القياس ويكون حجة على غيره ولكن للسنة
 من الصحابة بل من بعدهم من التابعين وتعميم ونفي اى لحوق قول الصحابي بالسنة الشافعي في قوله الجديد
 والكرخي من اخصيئة وجماعة منهم القاضي ابو زيد ولكن الشافعي نفاه مطلقا سوا كان في ما يدرك
 بالقياس لا قول انما يلحق بالسنة قول ابى بكر وعمر فقط وقول الصحابي في ما لا يدرك بالراي فثبت
 اصحابنا يلحق بالسنة انما قا يجب تباعده قال الشافعي في الجديد على حكاية اسيل عن والده كذا في

أقول فيه بحث من جوه أمّا أولاً فلا نالنا سلمه على تقدير جملة على المعنى المجازي يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز
 لم لا يجوز ان يكون من قبيل عموم المجاز أقول قدرو صاحب التحفة المحل على المعنى المجازي أو لا بانه مما
 يباه الغم السليم وهذا شامل لعموم المجاز فانه ايضا مع مجازي وهو بعيد عن الغم المستقيم وثانياً بانه يلزم
 الجمع بين الحقيقة والمجاز وهذا خاص بما اذا اريد الحقيقة والمجاز كل منهما على حدة في وقت واحد ولا
 يجرى في عموم المجاز ولم يدع صاحب التحفة ان الجمع بين الحقيقة والمجاز يلزم على جميع تقادير المجاز حتى
 يرد ما وردتم قال أمّا ثانياً فلا نختار انه محمول على النذب لمقابل اللزوم والضرورة ر قوله لزوم
 ان يكون السنة النبوية ايضا مندوبة قلت لا ضير في كون السنة الموكدة النبوية مندوبة بالمعنى التقليد
 لا وجوب لوجود هذا المعنى يشمل السنة الموكدة ايضا في التلويح بما ياتي بالكلف ان تساوى تركه وفعله فهو
 المباح والافان كان فعلاً اولي فمخ المنع عن الترك واجب بدونه مندوب وقال ليعيده الله او بالمندوب
 ما يشمل السنة والنفل قول كلمة عليكم واسأله في كلام العرب موضوع المعنى للزوم وعليه جري كلامهم قد
 وغيرهم فقال عبد الغني النابلسي في الريقة النديني في شرح حديث فعليكم سبنتي اى الزموا يقال عليك
 اى الزمته انتهى وقال على الخزري في السراج النير شرح الجامع الصغير في شرح حديث عليك السبع الطاعة في
 عسكرك يسرك الحديث هو اسم فعل بمعنى الزم انتهى وقال في شرح حديث عليك بالصوم فانه لا يلزم اى الزم
 في شرح حديث عليك بالسجدة والحديث اى الزم اشرة الصلوة وقال في شرح حديث عليك تقوى الله التكبر
 على كل شرف اى الزم فعل الامر بالكف عما شئ عنه وقال في شرح حديث عليك بحسن الخلق اى الزم فان
 خلقاً أسنهم وينا وقال في شرح حديث عليك كعتي الفجر فان فيها فضيلة اى الزم فعلمنا وقال في شرح حديث
 بكثرة السجود اى الزم الاكثر من صلوة النافلة وقال في شرح حديث عليكم بالصف لاول اى الزموا الصلوة
 وادانقر هذا فاعلم ان حمل عليكم في الحديث التنازع فيه على اللزوم متعين لا ايصار الى النذب لانه معنى
 مجازي والمجاز لا ايصار اليه الا عند عدم صحة المعنى الحقيقة لما في حاشي التلويح مما لا حقه المجاز
 لا بد له من قرينة تمنع المعنى الحقيقة وتبرج المجازي انتهى في التلويح ان الحقيقة اذا كانت مبحورة فالعمل بالمجاز
 الثاني والافان لم يصح المجاز شعارفا فالعمل بالحقيقة اتفاقا وان صادقا فافعه العبرة بالحقيقة
 لان الاصل لا يترك الا الضرورة انتهى في التحقيق الواضع انما وضع للفظ الذي يستفاد في الدلالة عليه
 فصا كانه قال قد سمعتم في محكمات هذا اللفظ فاعلموا اني عنيت بهذا المعنى فمن كل بلغته وجب ان يكون

جب کوئی نص و ستر تابع کے حکم کے باب میں آئی ہو اور اگر کسی نص سے تعیین افادہ حکم تابع ہو گئی ہو
 تو اس وقت تابع سے موافق اسی نص کے افادہ حکم ہوگا اور بخبر فیہ میں چند احادیث وارد ہیں کہ
 اوس سے فائدہ دینا مواظبت صحابہ کا سنت کو معلوم ہوتا ہے پس خواہ خواہ افادہ سنت کی گئی اہل
 جب کسی فعل یا خلاف مواظبت کی تو یہ مواظبت مفید سکینت بوجہ دلالت احادیث عدیدہ ہو سکتی ہے
 اگرچہ سند اوسکی مفید خجباب ہو قال جانا چاہیے کہ صاحب کلام مہر نے بزم خود بخبر رسالہ تفسیر آجیاریہ
 میں اس مذہب کو قوی کیا کہ مواظبت خلفاء و شہدین مفید سنت ہو کہ ہوتی ہے اور چونکہ یہ بات مخالف
 تحقیق مذکور کے ہے اس لیے وسکار و لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور چونکہ رسالہ مذکورہ عربی زبان میں ہے اس لیے
 اوس کا جواب بھی عربی میں لکھا جاتا ہے حال اسکا چند مواضع میں یہ ہے ان حدیث علیکم سنتی سنتہ الخلفاء
 الحدیث بدل میری جاعلی لزوم سنتہ الخلفاء کہا ہے منطوق کلمہ علیکم و حکمہ علی المعنی المجازی مما یا یاہ الغنم السلیمت انہ
 یا زمرہ الجمع بین الحقیقۃ و المجاز فان السنۃ النبویۃ لازمتہ بلا ریب و التامیل ان کلمۃ علیکم یا یلو اما ان یکون
 مفعولاً علی الذنب اما ان یکون محمولاً علی اللزوم و اما ان یکون محمولاً علی کلیمہ لا یسئل الی الاولی الامر ان تکون
 السنۃ النبویۃ ایضاً مندوبۃ و لا یسئل الی الثالث ایضاً لزوم الجمع بین الحقیقۃ و المجاز فتعین بالوسط و خیالاً
 و رسالہ و مما یویدہ عطف سنتہ الخلفاء علی سنتی و جمعہما فی نسق واحد و ایضاً لو کان غرض النبی من نہا الخلفاء
 نہ سنۃ الخلفاء من غیر لزوم اما ان تخصیص الخلفاء بالذکر وجہ معتد بہ فان نہا الامر جار فی اقتداء و جمیع
 و حدیث اقتدا و بالذین من بعدی ہی بکر و عمر بدل علی خصوص لزوم الاتباع بالشیخین و مواظبتہ النبی
 علیہ السلام التی ہی السنۃ تقسم الی قسمین احدهما المواظبتہ الفعلیۃ و ہی ان یواظب رسول اللہ علی
 فعل نفسه کالسمن المر واتب غیرہ و ثانیہا ان یواظب علی تشرویہ و الامر بہ و الترغیل لہیہ کالاذان
 للصلوۃ فانہ سنتہ موکدۃ باتفاق من یعتبر بہ من العلماء مع انہ لم یقول النبی علی الصلوۃ و سلام بنفسہ
 ایضاً فضلاً عن ان یواظب علیہ فوجہ کونہ سنتہ موکدۃ لیس المواظبتہ التشریعۃ و کذلک نقول فی
 مواظبتہ الخلفاء و انما علی قسمین مواظبتہ فعلیۃ و مواظبتہ تشریعۃ و کل من ہذا الاربعۃ موجب سنۃ یا تم علیہ
 بترکہا کما یدل علی حدیث علیکم سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین حدیث اقتدا و بالذین
 من بعدی غیر ذلک ہذا التفصیل و ان لم یصح جمیعہ اصحابنا لکنہ مستفاد من کلماتہم فی مواضع
 سنتہ صحابہ لازم الاتباع و تارکہا آثم و ان کان ثمرہ و ان ثم تارک السنۃ النبویۃ نہی لہ قطعاً من جمیع

قالوا بكونه مستمع عدم المواطنة الفعلية فيه الاتفاق قد يطلق على قول الأكثر كما ذكره العيني في
 شرح الهداية قال وأما سادس فلان القول بتقسيم مواطنة الخلفاء إلى المواطنة الفعلية والمواطنة
 التشريعية قياسا على تقسيم المواطنة النبوية اليها إنما يصح لو كان يتمسك في تقسيم المواطنة النبوية
 حديث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء فيقال ح ان لفظ السنة كما وقع بالنسبة إلى النبي وعمه وكذلك
 بالنسبة إلى الخلفاء فليعم وهو منوع لجواز ان يكون المواطنة التشريعية عند قائلها ثابتة بدليل آخر لقوله
 تعالى ما أتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوه ونحوه ودلالة حديث عليكم على ان كل ابن ذئب
 الانواع الاربعة موجب بسنته ياتهم بها غير مسلمة لم لا يجوز ان يكون كلمة عليكم محمولة على النذب كما
 أنقأ قول لا يجوز جاء على النذب كما عرفت سابقا وتقسيم المذكور غير موقوف على كون المتمسك
 تقسيم المواطنة النبوية هذا الحديث بل الغرض ان السنة النبوية لما كانت منقسمة الى قسمين سواء كان هذا
 الحديث او غير ذلك قد وردت مساواة السنة النبوية وسنة الخلفاء في هذا الحديث فلا بد ان تقسم
 الخلفاء ايضا الى قسمين لما كان لفظ عليكم محمولا على اللزوم لعدم صارت ليصرفه دل الحديث المذكور
 اتم تارك السنتين بتمامهما قال في سادس با فلان سنة النبي وسنة الخلفاء مندرجة تحت لفظ عليكم
 بينهما مع كونها من جنسيتين لفظ عليكم بل يجوز عندك ام لا على الثاني لا يصح قولك ان كان شيء دون فهم
 تارك السنة النبوية وعلى الاول لم لا يجوز التفريق بينهما بان تكون السنة النبوية مؤكدة وسنة الخلفاء مستحبة
 اقول هذه التفريق غير جائزة كما غير مرة ان الحمل على عموم المجاز من غير ضرورة غير جائز بل وجب ان يحل
 عليكم على اللزوم ويكون كل من استثنى اخلاخته وكون احدهما اودن من الاخر في اللزوم لا يقدح في شؤ
 لانها مشتركان في اللزوم بهذا الحديث معني انه لو اخذنا كما واما كون شيء تارك احدهما اقل من اتم تارك
 الاخر فامر آخر مثبت بالدلائل الاخر ولا يضر ذلك في اشتهركما في نفس اللزوم قال واما سادس فلان لو
 سلم دلالة حديث عليكم بسنتي وحديث اقتدوا بالذين من بعدي على اللزوم فلا تثبت منه السنة
 المؤكدة بل اثابت انما هو الوجوب كما صرح به البدر العيني في حديث اقتدوا حيث قال فاذا كان الاتقلا
 بهما مأمورا به يكون اجبا واما كون وجوب العقاب التفصيل ان حديث عليكم بسنتي وحديث اقتدوا
 لا يدل على كون سنة الخلفاء وسنة مؤكدة اصلا لان لفظ عليكم اما ان يكون محمولا على الوجوب
 واما ان يكون محمولا على النذب اما ان يكون محمولا على كليهما ولا دلالة على تقديره بل كونه سنة مؤكدة اما

ذلك المعنى فوجب حمله عند الإطلاق على حقيقة كيف وقد تجوز بالضرورة مبادرة الذهن إلى فهم الحقيقة
 أقوى من مبادرة إلى فهم المجاز انتهى فإن قلت لما منع عن إرادة المعنى الحقيقي هنا هو أن سنة الصحابة
 ليست بلازمة ولو حمل عليكم على لزوم ذلك قلتم هذا بعيد التنازع فيه فانه لم يدل ليل آخر على
 عدم لزوم سنة الصحابة وهذا النص قد دل على ذلك معناه الحقيقي ولا قرينة له فيه عن كفاية ضرورة دعيت
 إلى حمله على الشرع المقابل للزوم الذي هو معنى مجازي ولو جرح اللفظ على المعاني المجازية بغير قرينة مانعة
 عن إرادة المعاني الحقيقية لفسد نظام الشرع اذ كل ما ورد فيه من الامور والنواهي يسرى فيه احتمال المجاز
 قال واما الثالث فلما نقول محاضرة ان كلمة عليكم لا تخلوا ما ان يكون محمولا على اللزوم والوجوب
 واما ان يكون محمولا على الندب اما ان يكون محمولا على كليهما لا يميل الى الاول لان الزم ان تكون السنة
 النبوية وسنة الخلفاء واجبة لا يميل الى الثالث ايضا للزوم الجمع بين الحقيقة والمجاز فحقين الاوسط
 خير الامور وسألها اقول هذا منوع بما مر من ان الندب معنى مجازي والمجاز لا يحمل عليه اللفظ الا عند
 الحقيقة فاذ ليس فلسف من معناه الحقيقي هو اللزوم فاذم الحمل عليه لا يقال يلزم منه كون سنة الصحابة ذاتية
 ولا قائل به لا نقول للزوم عبارة عن كون الفعل بحيث يوافقه على تركه وهو شال للفرض الواجب به
 الموكدة فان تارك كل منها هو اخذ التارك الاولين في العقاب اما تارك الثالث فبالملازمة والعقاب
 كما صرح به في البرازية وغاية البيان والعناية وجامع الرموز بتحقيق ولتبيين مرقاة الاصول وغير ذلك
 وقد قلتم عبارة اتم في تحفة الاختيار وما ثبت بالدلائل الاخر عدم فرضية سنة الصحابة وعدم جوبها ل
 عدم انتزاع سنة النبي عليه السلام عدم وجوبها بقى للزوم فيها بمعنى ان عقاب تاركها وهو معنى السنة الموكدة
 ومن ظن ان اللزوم عين الوجوب فارادة اللزوم تستلزم اقتراف السن او وجوبها فقد خالف العقول
 والمنقول قال لما ارجا فلانه لو كان غرض النبي عليه الصلوة والسلام من هذا الكلام لزوم سنة الخلفاء
 لما كان تخصيص الشيخين بالذكر في حديث اقتداء بالذين من بعده لي بكونه عمر وجه معتد به فان هذا الامر
 جازي في جميع الخلفاء الراشدين اقول تخصيصهما بالذكر في هذا الحديث وان كان اقتداء بجميع الخلفاء لازما
 تنبيهنا على انما دل من يقتدى به بعد النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وان خليفة بعده ابو بكر ثم عمر
 قال لما خافنا فلان قوله والذين ان للصلوة سنة موكدة باتفاق من يعتد من العلماء غلط فانه
 عند الامام احمد فرض كفاية ولا شك في كونه من الذين يعتد بهم اقول هذا غير محل المقصود فان

کما یشر علیہ قولہ علیہ السلام ما انا علیہ واصحابی فان الاصل فی العطف المغائرۃ کما
 مذکور فی المختصرات فلا یصار الی غیرہ بلا ضرورتہ **اقول** ای ضرورتہ وعتکم
 الی ابداع الاحتمال وای امر اضطرکم الی هذا لا اعتلال اثبت عندکم من دلیل آخر عدم لزوم منقطع
 ام نہ المیجور وایکم وقد حضرت فی زماننا من ابداع الاحتمالات فی الآیات القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ فانکم
 انصروریات الدیلتیۃ والواجبات العینیۃ فیما لمدین فتنۃ الاحتمال ای فتنۃ عمیاء وحماء اعادنا ہذا
 من مثالہا قال اور قول بالوجوب کا یہ حال ہے کہ یہ قول نہ تو مجتہدین فی الشرع سے مانند امرارہ کے
 منقول ہے اور نہ مجتہدین فی المذہب جیسے ابو یوسف و محمد وغیرہما اور نہ مجتہدین فی المسائل جیسے
 حضاف و طحاوی و کرمی و شمس اللہ تلوانی و شمس بزدوی و قاضی خان وغیرہم اور نہ اصحاب
 تخریج سے جیسے رانسی اور نہ اصحاب ترجیح سے جیسے ابو الحسن قدوری و صاحب ایہ اور نہ صحابہ سے
 جیسے صاحب کنز و صاحب مختار و صاحب قایہ اگر منقول ہے تو انہیں فقہار سے جو طبقہ سابقہ میں داخل ہے
 کہ غث اوسین اور طب و ریاض میں فرق نہیں کر سکتے اور اکثر قائلین بالوجوب کا استدلال حدیث
 من حج و لم یزیر فی نقد جفانی سے ہے اور یہ حدیث قطع نظر اس سے کہ اکثر محدثین اسکو موضوع اور بعض
 محدثین ضعیف مکتبہ میں وجوب پر لالت نہیں کرتے کیونکہ لفظ جفا تو حدیث من بد اجابین ہی آتا ہے
 اسکی نسبت مجمع الزاریں مرقوم ہے اسی من خرج الی البادیۃ اوسکن فیہا غلط طبعہ ثقلۃ فخالطۃ الناس
 انتہی پس اگر یہ لفظ وجوب پر نفس ہو تو چاہیے کہ شہکار بنا ہی جب ہو جاوے اور یا وہ کارہنا حرام
 اور حال آنکہ اسکا کوئی قائل نہیں **اقول** یہ کلام مخدوش ہے ساتھ چند وجوہ کو اول یہ کہ سابقا
 آپ نے جذب القلوب سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ قائل قریب وجوب کو ہیں اور آپ خود قول محقق میں تسلیم
 کرتے ہیں کہ قریب وجوب و در وجوب دون مقارب ہیں پس انکار کرنا اسکا کہ یہ قول کسی مجتہد سے منقول نہیں
 چشم پوشی ہے و دوسری یہ کہ قول وجوب کو یک طائفہ فقہار نے جو کہ متقدم علیم و متقدم الیم سے نقل کیا اور
 بعضوں نے بطور خود بغیر نقل تخریر کیا جیسا کہ عبارت میں اوکی کلام سہم میں مرقوم ہے منجمد او نکر شہابی
 ان تہو اذکی شان میں خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر میں مکتبہ میں الشیخ العمدۃ حسن الشیرازی
 صاحب المازہر ذکر کہ لیس لوراء صاحب راجع الیہ من نورہ او صاحب الطریقۃ لا نفی عند ظہورہ
 او ابو حسن لان التنازع علیہ صاحب التخریرات والرسائل التی فاقت دکان حسن الفقہاء فی زمانہ اسکا

على الاول فلان فيه احتمالين الاول ان يراد به وجوب اخذ السنة فحسب وجوب السنة الماخوذ بها والثاني ان
 يراد به وجوب السنة الماخوذ بها على الاول تبقى السنة الماخوذة اعم من ان يكون فرضا او واجبة او سنة
 مؤكدة او غير مؤكدة فلا يشترط كونها سنة مؤكدة وعلى الثاني يلزم وجوب السنة لكونها سنة مؤكدة واما
 على الثاني فلان السند يثبت السنة المؤكدة وغيرها واما على الشق الثالث فعدم ثبوت السنة المؤكدة ظاهرا
 اقول عليكم موضوع في اللغة للزوم وهو اعم من الوجوب كما مر لانه عين الوجوب بالمصطلح فان هذا الوجوب
 المصطلح قد صدق بعد استقرار اللغة بزمان كثير بل بعد زمان النبي عليه الصلوة والسلام ايضا ومن ثم تعقب
 من استدلل بحديث غسل الجمعة وجب على كل مسلم على وجوب غسل الجمعة بان الوجوب المصطلح لم يكن في الزمان
 النبوي بل حدث بعده فلا يمكن ان يراد ذلك في كلامه فاذن حمل عليكم على اللزوم بمعنى ان يؤخذ
 تاركه واداء السنة فيعمل عليه بثبوت ان السن النبوية ليست بلازمته لزوم الوجوب فضلا عن سنن الخلفاء
 وهذا ظاهر في التفصيل المذكور فانه قد ذكر شقوا باطله واعرض عن كراهية التقدير الصحيح وهو مطلق اللزوم
 قال ليعلم ان حمل لفظ عليكم على الوجوب قرب الى الصواب لانه معنى حقيقى واما كمن المعنى الحقيقى بصار
 الى المعنى المجازى ومقابلة اياكم ومحدثات الامم ايضا فيقتضى حمل عليكم على المعنى الحقيقى كيف واما كمن حمل
 على المعنى الحقيقى عنى التحريم الذى يشعر عنه قوله عليه السلام وكل ضلالة في النار وقوله عليه السلام تشكروا
 بها وعضوا عليها بالنواجذ ايضا بوبد المعنى الحقيقى لكن يجيب ان يراد به وجوب الاخذ لا وجوب الماخوذ
 به فان كان السنة على الطريقة فرضا لاخذ على وجه الفرضية وان واجبة فعلى سبيل الوجوب السنة مؤكدة
 فعلى طريق السنة وان تجب على طريق الاحتباب حتى لا يلزم ح كون السنة واجبة ولا يلزم من حملها على الوجوب
 كونها سنة مؤكدة كما عرفت اقول كون الوجوب بالمصطلح معنى عليكم الحقيقى ممنوع كما مر غير مرة بل عناه
 مطلق اللزوم واما كمن المعنى الحقيقى لا يصار الى المجازى ومقابلة اياكم الدال على التحريم لا يدل على حمل عليكم
 على الوجوب بالمصطلح كما لا يخفى على من تدبر قال واما تاسعا فلان لفظ سنتى وسنة الخلفاء اعم من
 ان يكون سنة مؤكدة او غير مؤكدة فلو حمل على اللزوم يلزم ان تكون السنة الغير المؤكدة ايضا مؤكدة اقول
 قد خصت الغير المؤكدة من السنة بدلالة كل اخذ له على ان افعال النبي صلى الله عليه وآله وسلم افعاله
 احيانا غير لازم اخذها وليس هذا تخصيصا بغير مخصوص بل بمخصص قال واما عاشره فلان قيل ان يكون
 المراد سنة الخلفاء هو سنة النبوية لا غير المعنى الزموا الطريقة التى انا عليها وخلفائى وهذه الطريقة وجه

المرئیة اذا قولت بحینہا حدث فی زمن معاویة و ما حدث من الخلفاء الراشدين فستد بلا شك لا یفتی
 بہا و اتباعہا بالنقل القاطع انتہی اور قول مذہب جو آپ نے اختیار کیا او سکوت قول محقق میں فتاویٰ عالمگیری
 اور رد المحتار اور رد المحتار سے نقل کیا او مصنفین انکو نہ مجتہدین سے ہیں اور نہ اصحاب ترجیح سے اور نہ اصحاب
 تخریج سے اور نہ اصحاب متون سے بلکہ فتاویٰ عالمگیری کے جامعین کا حال مہجول ہے اور رد المحتار کو مصنف
 کو عرضہ قلیل ہوا کہ وہ نویسنے انتقال کیا او کا حال نہیں معلوم کہ کیسے ہے اور رد مختار کے نسبت پر یہ
 بعلمی شرح شاہہ میں لکھتے ہیں قال خینا صالح لا یجوز الاقتداء بکتاب المتقصر کالمنہ و شرح الکنز یعنی
 والد المختار و لعدم الاطلاع علی حال مصنفہا کشرح الکنز ملامتیں شرح النقایۃ للقسستانی و النقل الاقول
 الضعیفۃ فیہا کالتقصیر للزاد ہی فلا یجوز الاقتداء منہ الا اذا علم النقل عنہ اخذہ منہ ہذا سمعۃ منہ و ہو
 علامۃ فی الفقہ مشہور انتہی اگر کوئی شہد کرے کہ عالمگیری غیرہ میں قول مذہب کو بلفظ قال مشائخنا
 ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول قدما و حنفیہ کا ہے تو جواب سکا یہ ہے کہ مشائخنا کی تعین کسی کتاب
 میں نہیں ہے کہ اس سے کون کون مراد ہیں اور بغیر تعین کو کیونکر یہ قول منسوب قدما ہو سکتا ہے
 خلاصہ یہ ہے کہ قول مذہب کی کتاب معتبرہ میں مرقوم ہے پس اگر کسی نے موافق او یکو بوالضمام حدیث جفانی
 کے فتویٰ دیا تو کیا نقصان واقع ہوا ہے میری یہ کہ حدیث جفانی کو اکثر محدثین کا موضوع کہنا
 کہ ان میں ثابت ہوا قول محقق میں آپ نے صفائی اور زکشی اور ابن جوزی و زہبی و ابن عبد البر و
 حکم وضع کا نقل کیا او کا اسم ہم میں ایہ محقق کر دیا گیا کہ صفائی اور ابن جوزی مبالغین فی حکم الوضع سے
 ہیں او کا اعتبار نہیں اور ابن حجر نے لکھ دیا کہ زہبی نے حکم وضع کا بتبعیت ابن جوزی کو دیا باقی ہی
 زکشی اور ابن عبد البر و ابن حجر ثابت ہونے اس امر کے کہ ان دونوں نے بتبعیت مبالغین کے حکم نہیں دیا
 بلکہ خود رواۃ کی تفتیش کے حکم دیا ان کو حکم سے اکثر کا حکم کہ ان سے لازم آیا اور اس حدیث کو عدم نفع
 کا حال غریب واضح ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ جو تم پر یہ کہ معنی تھا کہ لغت میں چند مدد وہیں نہایت ناگوار
 میں یہ جفا جہاد و تجافی لم یلزم مکانہ و استغنیۃ از لایۃ عن مکانہ و جفا علیہ لذل نقل و الجفا فی القیض الصلۃ
 و لقص حجابہ و جفا و جفا و جفا فی الخلقۃ و انی لاق کر غلیظ انتہی اور جزئی نہایت غریب الحدیث میں تحریر
 کرتے ہیں فی الحدیث اذا سجدت فتجاف و یؤمن الجفا العبد عن الشئ یقال جفاہ اذا بعد عنہ اجفاہ
 العبد و الجفا ایضا ترک الصلۃ و البر و منہ الحدیث البذاری عن الجفا بالذال المعجمۃ شمس من القول فی الحدیث

تسعة ستمائة الف انتقيا من قبلنا وكونك اهل الدين بن الامام حين جعلك عادت به في حسن مثله في دليل ضعيف
يا غير مجمع باي من او سكو بلا تردد و مرجوح كدتي حين اگر چه چمنو خيفيه او سكو قائل بهون لنعمت العادة
مگر قول وجوب كونه افضل كره او نهون كچه تعرض نه فرماياستيو طي حسن المجاهرة في اخبار مصر و القاهرة و بن

کلمتہ میں کمال الدین محمد بن عبد الواحد السکندری المعروف بابن الحمام فقیہ علی السراج قاری اللغات و

تقدم على قرانه في انواع العلوم من الفقه والاهوال النجوم وغيره او كان علامته جديا مات سنة احدى وستين

وَمَا نَأْتِيهِمْ مِنْهُ إِلَّا بِمِثْلِهِمْ أَوْ خَالِصًا يَلِيهِمْ أَشَدُّ خِلَاصًا ۚ وَمَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَاحِقُهُمْ ۚ

والمستأنس في العقائد وشرح العمالية المستعينة بفتح القدير ولا نظير له وضايف جرائق في شرح كتاب القضاء

في الافتاء بقولهما بانه لا يعرض عن قوله الابديل لكن هو اهل للنسب وليس بابل فعليه الافتاء بقول الامام

والمراد بالالهية ان يكون علما فامثليهما بين الاقوال له قدرة على ترجيح بعضها على بعض انتهت او من جملة

صاحب صحیفہ فاروقی محی اؤلتر جمہورین محمد کر کے ہین بس الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التمرہاسنی الغز

نقد علی صاحب بحر والامام شین الدین بن عبد العالی غیر جا و صا مرقا ارباب القنادی الف التالیف

جيبه فيها سراج الكثر وهو في الدرر وشرح الوقاية خمس اصابيف تنوير الابصار وشرح الخصال الفاروقية

سندھ کے راجہ ولف اسی سلطان اور محمد علی علی شاہ مہند عبد العزیزی بن احمد بن عبد القدوس کنکوی ہی ہیں

علما زمان بکری بن اور جرین سیرتین نے کتبیت ابن حجر علی سی حال میں ترجمہ کیا ہے

اور میں کہوں نہیں مقبول ہوتا ہے تو جواب دے سکا کہ یہ تو الف کا زکوان الف معنی حقیت ہے صریح کہی

سودہ یہ مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث علیک السبۃ رستہ اخلافا، الراشدین ہم صاف لڑا و منہ

مفسر ثبات ہے اور محل کرنا اس کا تلب پر عیساکا ابن اچام نے کہا ملاوۃ موجہ ہے اور موجہ ہے کجا اعلیٰ

سبائل اللہ کان میں اکثر مواضع میں تحقیقات ابن ہمام کو لے کر کرتے ہیں۔ ہمام نے غریبہ جہاد کو

سند کیا عبارت او کی بحث تراویح میں بھی رہی سنتہ علینا لاشک فیہ لان سنتہ الخلفاء الراشدین سنتہ

عليه السلام في الاثم والاسارة بالترك فانه قال عليه السلام في مغرقة عليه سبعة اشهر الخلق

حدثنا الامام واحد بعد زمان الخلفاء خطبة مروان قبل الصلوة للعيد جعل الحقبة موقوفة في الاموال

و حسین میں امتیاز نہیں فرمایا اقول علماء و ارباب تدین کی شان بعید ہو کہ اس قدر سفر دور دراز
 کریں اور باب مدینہ پہنچ کر مدینہ میں اخل ہونیکا قصد نہ کریں اور گریہ راہ کرنا کہ ہم فقط مکہ منظمہ
 جائیں گے مدینہ منورہ ہی مشرف ہونوگر بڑی بیباکی ہے عوام ہی ایسا کہ فی قصہ میں کرتے ہیں چاہی وہ لوگ
 جو فرقہ علمای میں داخل سمجھ جاتے ہوں اور چونکہ آپ شہر بہ فضل و علم تھے لہذا صاحب کلام میں نے
 آپ کے حق میں حسن ظن کیا اور یہ سمجھا کہ گھر سے آپ راہ حرمین کا کوہ کے گئے ہونوگر وہاں جا کر بسبب بہانے
 فسخ غریبت کی لہذا صاحب کلام میں نے اولایہی لکھا کہ حرمین شریفین تشریف لیکے بعد اسکا لکھا کہ بعد
 فراغ حج کے مراجعت وطن کی کی اور کیا ان میں ہو سکتا کہ آپ گھر وائگی کی وقت ہی قصد مدینہ کا فرمایا
 کیونکہ یہ شان جہلا سے ہی بعید ہے چہ جائیکہ علماء و اگر فرمائے کہ گھر سے قصد دیات کا نہیں درست ہے
 جیسا کہ ابن تیمیہ کا مذہب ہے تو قطع نظر اسکے کہ مذہب ابن تیمیہ کا اس مسئلہ میں مردود ہے کہ اجائیگا کہ
 قصد مسجد نبوی کا اتفاقا درست ہے یا فادھی نہ ہے کہ جمہور فقہاء حنفیہ مائل بوجوب ہیں **قال** اولاً
 اس مقام صاحب سبیل نے لفظ مائل میں لکھا اور صفحہ ۴۷ اور صفحہ ۴۸ میں بالقاف تحریر فرمایا ہے اور یہ خیال
 نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہیں انتہی پس معلوم ہوا کہ صاحب سبیل
 قول سبیل میں ہی تیزی نہیں اقول سبحان اللہ عجیب اعتراض عامی ہے کہ جسکے دیکھنے سے طلبہ نبی کریم
 آپ کو جہور و محققین کے فرق کی ہی تیزی نہیں ہے **قال** ثانیاً باب اول میں ثابت ہوا کہ جمہور فقہاء
 حنفیہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ بلکہ کل اہل اسلام معتقد ہیں ہم قائل استحباب ہیں اقول یہ کلام مخدع
 ہے چونکہ وجوہ اول یہ کہ آپ نے قول محققین میں قول مذہب کو طرف جمہور کے منسوب کیا اور نہ
 اسکی عبارت و مختار و عالمگیری درو المحتار گروائے حال نکتہ میں کتاب میں ایک مسئلہ کے وجود سے
 قول جمہور لازم نہیں آتا ہے اور اس سبب سے بلفظ مشائخنا اور مسئلہ تخیر متناذر کے قول جمہور ثابت
 حال آنکہ لفظ مشائخنا نص عموم نہیں ہے بلکہ قبیل حضرت علماء البلد سے ہے اور مسئلہ تخیر وجوب پر ہی
 متفرع ہو سکتا ہے پس قول جمہور کما ان متناذرت ہوا و متناذرت کہ جمہور شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے قول
 مذہب کو اہم بات تھی و بحر العلوم و ابن جملہ مدلل کیا حال آنکہ عبارت بحر العلوم مطابق قرینہ پر وال ہے اور عبارت
 سمہودی میں قرینہ جو متناذرت ہوا و متناذرت کہ جمہور شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے قول جمہور ثابت ہوا
 استحباب بعدیت زیارت ارجح پر دلالت کرتے ہیں پس استحباب مطلق زیارت پر کسیر ہے کہ استحباب پر

الآخر من بد اجبا بالذال الباطلة ای من سکن فی العبادۃ غلط طبعہ لغتہ فی اللطۃ الثانی الجفا غلط الطبع ومن
 صفتہ البنی علی السد علیہ علی آلہ وسلم لیس الجانی انتہی ان عبارات سے ظاہر ہو کہ سب جفا متعدی مفعول کلمہ
 بلا واسطہ سوتا ہی معنی اوسکو ضد بروصلہ کر یا بعد کر ہوتی ہیں اور جو جفا بمعنی غلط طبع کو یہ وہ لازم ہی ہوتا ہے
 دریت جفانی میں جفا متعدی میں لابد معنی اوسکو ترک بروصلہ کے اور ظلم کے ہو مگر ایسا سب سے قسطلانی ہو
 میں کہتے ہیں الجفا دوی الاذی حرام تجب لزیارۃ اوزالۃ الجفا وجبتہ اتی اور حدیث میں بد اجبا میں چونکہ
 جفا متعدی مفعول کی طرف نہیں ہی ہوا سب سے معنی لازم پر مفعول ہوا اور اگر جفانی میں کوئی اور معنی لیا ورنہ
 معنی میں ہو جائیگا کہ من فرق بینہما من لم یفرق فقد وقع فی غلطۃ عظیمة قال یہاں ہی مرجحیت
 قول بالسنۃ المکرمۃ اور قول جو کہ ثابت ہو گئی اور قول مروجہ پر فتویٰ دینا فقہاء نے فرمایا کہ انہی کو
 چاہیے کہ جس کے قول پر فتویٰ دیتا ہی اوسکی روایت و روایت کا حال تحقیق کر لے اور اس بات کی منت
 حاصل کرے کہ قائل فقہاء کو کون سی طبقہ میں نہ جیسا کہ صاحب کلام مبرم نے کیا کہ وجوب ہے کہ ابو عمر
 مالکی مہول الحال اور اوسکو مقلدین کا قول ہی بیباک ہو کہ فتویٰ دینا یا قول اس کلام میں چند تعقبات
 ہیں اول یہ کہ مرجحیت قول جو کہ اور قول سنت کو جو وجہ بیان کئے گئے سب وہ ہو گئے پس
 ثبوت مرجحیت زعم باطل ہی دوم یہ کہ ابو عمران مالکی کا مہول الحال ہونا کذب زور پر طبقات الکلیہ
 ملاحظہ کیجئے بغیر معائنہ کیے ہوئے کتب طبقات کو کسی کو مہول کہد یا شان اہل علم و عبید پر شوم
 یہ کہ صاحب کلام مبرم نے بجز متابعت ابو عمران فتویٰ نہیں یا بلکہ بتا بعثت یک طائفۃ خفیہ و متعقبات
 حدیث جفانی اس قول کو اختیار کیا چارم یہ کہ آپ جو قول ندب پر فتویٰ یا دہ بتا بعثت ارباب
 عالمگیری و رد المحتار و در مختار فتویٰ دیا اور ان کا حال دریافت نہ کیا کہ کس طبقہ میں یہ لوگ ہیں
 باب دوم رد میں ایہادات مولوی محمد رشید صاحب جو صاحب کلام مبرم پر کہتے ان باب میں ہم قول
 صاحب کلام مبرم کو کہ جسے مولوی صاحب نے ایسا دیکھا ہی بلفظ افاد نقل کرتے ہیں بعد اوسکی از کمال ایدہ
 بلفظ قال نقل کر کے بلفظ اتول دفع کرینگے افاد اس سال مولوی محمد رشید صاحب سہوانی حرمین
 تشریف لیکئے اور مشاہیر عظام اور مشاعر کرام سے مشرفانہ روز ہوئے جب حج کی فرغت کی غرضت
 مراجعت وطن کی کی زیارت بزم محترم میلہ لے کر شمس المام کا ارادہ فرمایا قال اس کلام میں صریح
 تمنائی ہے کیونکہ میں تو عبادت کہ مخطوۃ مدنیہ یہ ہی غالب اصحاب نے اپنی مثال علمی سے کہ

تاویل ہی بیان کی لیکن دعبارت کو صاحب سب لے اپنی بیانت خدیف کردیا اور یہ عبارت شیخ کی یہ ہو ا
 زیارت قبر شریف و مسجد بنیفا اناعظم قربات داعلی درجات ست بعضی برائند کہ وہایت کرسیمکہ سونے و
 چنانکہ امام عبدالحمز کہ ازاعظم علمای حدیث ست ذکر کردہ وگفتہ اند کہ مراد وری از واجب بنت مکره
 کہ در مرتبہ واجب ست و بربوت یکو ستہ کہ آنحضرت فرمودہ من زار قبری حبیبہ شفاعتی و مروی ست
 کہ من جری سقہ و لم یفدالی فقد جفانی صاحبی اہمب گفتہ کہ ابن حدیث ظاہر ست در مرت ترک زیارت
 زیر کہ دین جفا اوی ست و جفا و اندی آن حضرت حرام ست باجماع پس جب شد از الہ جفا و آن
 زیارت خواہد بود پس زیارت واجب انتہی یہ اول تحریف ہو کہ صاحب سالہ سالہ میں مرتکب ہو
 اقول انہم میں فہم علم شیخ نے اول اعظم علم قربات کا و علی درجات کا دیا اور یہ عام ہو احتیاب و وجوب
 و سنت ہو پس اختیاریا و کجا احتیاب کو کس جملہ سے ثابت ہو آ و نسبت تحریف کی طرف صاحب کلام
 بہم کے احتجاج و رکھار ہو کہ چونکہ تحریف عبارت ہی بگاڑنے سے اور بدلتی ہو اور چونکہ تاویل وجوب کی
 جو عبارت شیخ میں منقول ہو اول نقل عبارت شیخ کے صاحب کلام بہم کو مواہب لدنیہ سے نقل کرنا منطوق
 اندہ نظر اختصار کے عبارت تاویل کو مذکور نہ کیا اور بانی عبارت پر اختصار کیا پس مختصار خدیف
 میتغنی عنہ ہو انہ تحریف شاید آپ کے نزدیک تحریف اختصار میں اتحاد ہو کہ اختصار پر حکم تحریف کا بیجا
 ہو کہ دیتی ہن یا وعید فتراد بہتان سے خوف نہیں قتل تے ہن قال علاوہ اگر وہ عبارت جس میں
 قریب ہو وجوب ہو و کجا احتیاب پر محمول کرنا وجوب پر محمول کر نیسے آسان ہو کہ وہ کمال فہم ست
 کہ یہی قریب جب کہنا درست ہو سلیس کہ قریب تو یک امر اضافی ہو بخلاف واجب کہ او سپر اطلاق
 قریب جب اس قریب سے ہو عقل سلیم اسکا انکار کرتی ہو اور جن عبارات میں لفظ وجوب ہو او کو یہی
 احتیاب پر محمول کر سکتے ہن انقول یہ کلام رد و ردی چند وجوہ سے اول یہ کہ قول محقق میں آپ کی
 عقل سلیم نے قریب جب کو وجوب ٹھہرایا اور بیان عقل سلیم اعراض کرے لکی ان ہذا الشی عجاب
 اور یہ یا پخوان موضع ہوا و ن موضع سے جہاں آپ نے تعارض افع ہوا و وہم یہ کہ اطلاق قریب جب
 وجوب پر اطلاق فقہاء میں شایع و ذائع ہو جیسا کہ سابقہ مذکور ہو چکا و اطلاق او کو احتیاب پر امتداع
 جناب الہی پس بمقابلہ اطلاق فقہاء کے یہ تجویز آپ کی کہ تسلیم کجا و کی ستوہم یہ کہ قریب اضافی
 ہو نیسے نہیں لازم کہ اطلاق قریب جب کا احتیاب پر آ ورنہ لازم آ وگا کہ مباح کو قریب وجوب کہنا

اجماع آئے رد التعداد وغیرہ نقل کیا اور یہ نہ خیال کیا کہ باوجود خلاف اجماع کیونکر صحیح ہو اس پر وہ اجماع
 منقول یا مردود یا ناقول ہو کما ترغیص ذلک کلمہ فی رد الباب الاول جو ہے تھے یہ کہ لفظ مستندین ہم
 کس قاعدہ صحیح پر شاید کمال ذکاوت سے غلط کو صحیح کر دیا قال ثانیاً یہ کہ بال دل میں معلوم ہوا کہ
 حنفیہ قول احتجاج کو نقل کر کے پہر قول اول جو بیان کر کے تصریح قول احتجاج پر کرتے ہیں اقول
 سابقاً گذر چکا کہ وہ تصریح وجوب پر ہی درست ہے قال ثانیاً یہ دعویٰ کہ جمہور حنفیہ قول وجوب کو
 نقل کر کے سکوت کرتے ہیں اور عبارت ہے جو اسکو ثبوت کے لیے پیش کی گئی ہرگز ثابت
 نہیں ہوتا ہاں ان عبارت سے قول قریب جو منقول ہے اور وجوب قریب جو بین فرق نہ کرنا اثر
 حمل ہے و اقول دروغ گوارا فطرت نباشد یہ راہ اور اربع ہے ثالثاً اور نسبت حمل کے ناشی
 حمل کر کے ہے کیونکہ قریب جو حکم وجوب میں ہے جیسا کہ عبارت فقہاء اور دلیل منقول ہے سابقاً ثابت
 ہو چکا اور آپ قول محقق میں اس امر کی تصریح کر چکے کہ قول قریب جو ب اور وجوب دونوں متقارب ہیں
 اور دونوں کی دلیل ہی ایک ہی ہے اور تضعیف ایک کی دوسری تضعیف ہے پس اگر یہ فرق نہ کرنا حمل
 تو الزام اسکا آپ کی طرف عالم ہے اور یہ چوتھا موضع ہے اور ان مواضع میں جن میں آپ تعارض واقع ہوا قال
 پوشیدہ نہ ہو کہ عبارت منقولہ سے تو ایک ہی حنفی کا وجوب کو اختیار کرنا ثابت نہیں ہاں ان سے یہ بات
 البتہ ثابت ہوتی ہے کہ ابو عمر اور بعض شافعیہ و بعض مالکیہ قائل ہو وجوب ہیں اور یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ
 قول قریب جو ب کو نقل کرتے ہیں نہ یہ کہ جمہور حنفیہ قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کرتے ہیں اقول
 قریب جو ب اور وجوب میں فرق نہ کرنا حمل میں ہے قال اگر کما جاوہر کہ گو حنفیہ کا قول اول جو ب ان
 عبارت سے ثابت نہیں ہوتا لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ عبد الباقی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے وجوب کو نقل
 کر کے سکوت کیا پس حنفی کا قول نقل کر کے سکوت کرنا ثابت ہوا تو جواب دسکا یہ کہ لاول قول اصل
 جمہور حنفیہ کا وجوب کو نقل کر کے سکوت کرنا ثابت نہیں ہوتا و وقم عبد الباقی نے تو اپنی مسکات مختار کی
 اول تصریح کی جیسا قال علیہما زیارۃ الباقی العزبی القرشی المکی منتہی سنن السلفین یہ سکوت محاضرات
 تصریح کی کیونکہ جو سکنا ہے اقول عبد الباقی کی عبارت میں جو سنت واقع ہے لقرنہ المسلمین کے معنی طریقہ
 متداولہ بین المسلمین کے یہی قول مطلق قریب پر دلالت کرتا ہے نہ مجرد احتجاج پر پس اختیار اور کا
 احتجاج کماں میں ثابت ہوا قال ابو حضرت شیخ عبد الحق نے اول اپنی قول مختار کی تصریح کی بلکہ وجوب

قال او قسطلانی نے پہلے ہی پناختار میں بیان کیا کہ یحیث قال علم ان بارة قبر المشرق
 من اعظم الثمرات وارجى لطاعات کبیر الی الخ لدرجات من اعتقد غیر ذلک فقد اخلع من ثوبه الاسلام
 پس اس سے ترجیح قول واجب ثابت ہوئی اقول قرب وطاعت عام ہو محتجب وجوب سنت وغیرہ
 پس اس سے اختیار طلاق قرب کا ثابت ہوا نہ اختیار استحباب کا اور ترجیح وجوب کی عبارت لاحقہ
 جو سابقہ انکو جو چکی ثابت ہوئی قال قطع نظر اس سے قول وجوب مجبور شافعیہ کے مخالف ہر حدیث کہ
 بابہ دل میں ظاہر ہوا اسلیئے قابل اعتبار نہیں اقول باب اول کے رد میں اصرح ہونکا کہ جو عبارت
 آپ نے واسطہ اثبات قول مجبور شافعیہ کے نقل کیں وہ مفید مدعی نہیں ہو قال او قسطلانی اورین
 کی اورین ملحقہ فقہاء میں سے نہیں ہیں کہ جنکو قول پر فتویٰ دیا جاویں بلکہ طبقہ سابعہ میں ہیں اقول
 یہ دعویٰ بلا سند ہے اسکا اثبات کرنا چاہیے شاید اسوجہ سے کہ اون دنوں نے آپ کی رائے کے خلاف
 کہا طبقہ سابعہ میں داخل ہو گئی قال اور بادہ وود اسکی یہ قول مخالف جماع ہوا قول سابقہ انکا
 کہ جماع استحباب پر کسی کے کلام سے مرجع نہیں مفہوم ہوتی ہے اور بعد تسلیم کے نقل اجماع مغلطہ ناقلین
 ہوا ہے اعتماد خلاف دانی ضلیم ہوا فادھنی نہ ہو کہ قول صاحب اہل کا حدیث میں حج و عمرہ زنی
 فقہ جفائی کے حق میں لفظ لا یصح اسکو موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اسکی
 مرتبہ صحت مصطلحہ اہل حدیث تک نہیں پہنچی بلکہ ضعیف ہے نہ یہ کہ مطلقاً ثابت نہیں ابن طہا
 تذکرۃ الموضوعات میں کہتے ہیں قال السیوطی فی المالکی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح و بین قولنا
 موضوع ہون کثیر فان الموضوع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منه اثبات العدم وانما اخبار
 عن عدم البشوت وقال ايضا لا یلزم منه ان یکون موضوعا فان الثابت لیشمل الصیغ الضعیف نتی
 قال اولاً اس مقام پر صاحب سالہ نے اس غرض سے کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کہتے ہیں نقل عبارت
 تذکرہ میں تحریف کو کام نہ فرمایا پوری عبارت اسکی یہ ہے فی المالکی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا
 موضوع ہون کثیر فان الموضوع اثبات الکذب والاضلاق وقولنا لم یصح لا یلزم منه اثبات العدم وانما
 هو اخبار عن عدم البشوت وقال ايضا لا یلزم منه ان یحل الراوی وضع حدیثہ فی الوجیز فرق بین المستکر
 والموضوع وقال اگر الحدیث میں سے سنتہ مائیں الی الآن اذا ساقوا الحدیث باسنادہ عقندوا انہم راو
 من عمدتہ و ذکر المسخاوی عمدان لفظ لا یثبت لا یلزم منه ان یکون موضوعا فان الثابت لیشمل

درست ہو جاوے بلکہ مکروہ تنہی اور تحریمی کو قریب واجب کہدین کیونکہ نسبت حرام وہ بھی قریب
اور اکثر ائمہ اسکا خالی از تخافت نہیں ہی چارہم یہ کہ جواز اطلاق شیء دیگر ہو اور وقوع اطلاق شیء
دیگر ہو پس بعد تسلیم جواز کے کہا جاتا ہے کہ کسی فقیہ نے کسی کتاب میں قریب واجب کا اطلاق حقیقہ
مستحب پر نہیں کیا ہے من ادعی فعلیہ البیان اور اطلاق او سکا وجب پر واقع ہوا ہو پس اطلاق
کو چھوڑ کر اطلاق ممکن کو لینا عقل سلیم کے نزدیک قبیح ہی و شجر یہ کہ وجب کو استحباب پر حمل کرنا صحیح
ہی جیسا کہ کہا جاوے کہ اوامر جتنی شرع میں وارد ہیں وہ سب استحباب پر محمول ہیں دلیل ہذا امام غزالی
افاد اب کلام بعض محققین شافعیہ ہی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجب کی معلوم
ہوتی ہی قال سہوی کی عبارت تو وجب ہونا ہرگز نہیں حکمتا البتہ قریب ہو جب ہوتا تھا
جانا ہوا وجب قریب ہو جب میں فرق ہوا قول قریب جب حکم میں وجب کی جیسا کہ سابقاً
گزر چکا اور آپ ہی نقل محققین اقرار کر چکا اب اس سے فرار فرماتے لگے اور یہ پیشا موضع ہوا موضع
سہو جان آپ ہی مخالف واقع ہوا قال قسطلانی اور ابن حجر مکی کے کلام سے اگرچہ وجب کی طرح
میلان معلوم ہوتا ہے لیکن ادنی و دونوں نے بنا لیا اسکی حدیث جفانی پر کی ہی اور اس حدیث کا
قابل احتجاج ہونا ابھی تک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا اقول کلام مبرم میں اس حدیث کو قابل احتجاج
ہونا مذکور ہو چکا اور باقی تفصیل عنقریب پیش کیجاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ قال علاوہ یہ ہی کہ قسطلانی
اور ابن حجر مکی نے بعض مالکیہ کا قول وجب نقل کر کے یہ تاویل ہی نقل کی ہے کہ مراد وجب ہی سنت کو
ہو اور اس پر سکوت کیا ہے اور سکوت صاحب سالہ کے نزدیک دلیل ضاہر بلکہ ابن حجر نے تو صریح اس
تاویل کی تائید کی ہی اس طرح ہے کہ کہا ویدل لذلك عادیث صحیحہ مصححہ لاشک الامم المسیئس نو بصیرت
اقول قسطلانی نے بعد نقل تاویل کے حدیث جفانی کو ذکر کیا اور بعد اسکو کہا فلیناقل قولہ فقد
جفانی فانہ ظاہر فی حرمتہ ترک الزیادۃ چنانچہ تمام عبارت اسکی کلام مبرم میں منقول ہے اب انصافاً
کیسے کہ اسے اختیار قسطلانی کا قول وجب کو معلوم ہوا یا تاویل کو اور ابن حجر مکی عبارت جو کلام مبرم میں
منقول ہے اس سے ہر ذی علم سمجھ سکتا ہے کہ اسکی راہی ترجیح وجب کی طرف ہی اور عبارت ابن حجر
جو لفظ واقع ہوا اسکا اشارہ تاویل کی طرف راجع کرنا کمال سہو و دال ہے کہ چونکہ ذلک موضوع
بعید کیواسطے ہی اور قول تاویل اسکی قریب مذکور ہو اگر تائید تاویل کی منظور ہوتی لہذا کہا جاتا

موضع ششم قاری

پس محل کرنا قرب و وجوب کا استحباب پر خلاف عقل و نقل کہ ہر بلکہ خلاف آپ کے اقرار فرما
اور یہ سا تو ان موضع اور موضع سے جہاں آپ سے مخالفت واقع ہوا فاقا و پس اختیار کرنا تو ان میں
کو اول نسبت اور اسکی اختیار کے اور ضعف قول وجوب کے طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مؤلف قول محکم نے
کیا ہے **طالب افترا قال** اور وجوب ہنر ثابت کر دیا کہ محتاج جمہور متشیخ حنفیہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ
استحباب ہے بلکہ فقہانی اور سچے اجماع کا دعویٰ کیا ہے پس قول صاحب کلام مبرم کا غلط ہونا اور اس مقام پر
مؤلف کلام مبرم کی مبلغ الاستعداد ظاہر ہو گیا کیونکہ سچائی تضعیف کی لفظ ضعف خریر فرمایا اور قول
اور وجوب ہنر ثابت کر دیا کہ جمہور حنفیہ کی طرف نسبت استحباب کی جو وجہ آپ نے بیان کی وہ مردود
اور اجماع استحباب پر یہ تقدیر تسلیم وجود اسکی غیر معتبر پس یہ قول غلط غلط ہونا اور یہاں تک مبلغ و کما
و طمانت آپ کا ظاہر ہو گیا کہ مثل علوم کو آپ کی ریادات و محلات کہتے ہیں و سباحث علمیہ سے کہ یہ مکرر نہیں
رکتے ہیں ایسے تقریرات پر طلبہ علوم تعجب کرتے ہیں چہ جائیکہ علماء آپ کے خیال مبارک میں یہ نہ آیا کہ نسبت
ضعف قول وجوب کی طرف حنفیہ کے اس کے مغیرہ ہیں کہ نسبت کرنا اس امر کی کہ حنفیہ نے تضعیف کیا نسبت
کرنا اس امر کی کہ حنفیہ کی کتب میں ضعف مبرحہ و کم من عابہ لا یجہاد و آمنت من الاستغناء افاد
یہ قول تضییع ہو و نہ تراویک نسبت کرنا مذہب کی طرف جمہور حنفیہ کی حال آنکہ یہ عبارت و مختار میں
یہ لفظ ہے اور عبارت عالمگیری میں **قال** مشائخنا کی لفظ سے جب ہم بجز ہر کمال مسک استحباب ثابت کرنا
تو یہ کلام غلط ہونا **القول** سابقہ یہ کلام مخدوش ہے چکا فاقا و دوسری نسبت تضعیف قول وجوب کے
صاحب و مختار کی حال آنکہ اس کے کلام میں کہیں نشان تضعیف نہیں ہے اور لفظ قبل موضع واسطے
کہ نہیں ہے اگرچہ نحوہ اور اس تضعیف سمجھی جاوے **قال** ظاہر لفظ قبل سے ضعف ہے جیسا کہ محطا
میں بیان میں و مختار کی اس قول کی سخت میں نیل المقصود عدم الاسرار مرقوم ہے ظاہر و ضعیف

و مختار میں باب لعید بن مرقوم ہے قلت قدر ارجحت الترتاشی فرایہ حکام عن الغیر بصیغۃ التمریض
محطاوی اور سخت میں لکھا ہے اولوالحالیہ فضعیف عند غیرنا و بصیغۃ مجهول ضعیف نہریض ہے شرح
نخبۃ الفکر میں مرقوم ہے و ماتی فیہ لای غیر الجزم اسی بصیغۃ التمریض کہ مذکور و دی و لقال و نقل دردی خوا
لفظ فنیہ مقال اور شیخ عبدالحق نے مقدمہ میں لکھا ہے و ما ذکرہ بصیغۃ التمریض و الجمول لقال و لقال
و ذکر فنی محض عندہ کلام الحاصل اگرچہ لفظ قبل کا یہ فنیہ تضعیف کے لیے ہی آتا ہے لیکن ظاہر تضعیف ہے

الصحيح فقط والضعيف دونہ انتہی ثانیاً صاحب الہی نے جسطرح مذکورہ کی عبارت نقل کی ہو اس پر اس کا مدعی اگرگز ثابت نہیں ہوتا یعنی یہ کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کتنے ہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ لا یصح اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلقاً ثابت نہیں نہ بطور صحت کے اور نہ بطور ضعف کے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ یہ قول اخبار ہے عدم ثبوت ہے اور ثابت شامل ہے صحیح و ضعیف کو اقول کلام مہر میں واسطے اختصار کے بقدر ضرورت کہ جس سے عدم دلالت لفظ لا یصح موضوعیت پر کہ اصل مدعی ہے ثابت ہو جائے عبارت مذکورہ کی نقل کی گئی اور اختصار اور تحریف میں فرق بین ہے پس دعوی تحریف کا باطل و افتراء اور عبارت مذکورہ ہے اس امر کا سمجھنا کہ لفظ لا یصح جو معنی لا یشیت کو ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلقاً ثابت نہیں نہ بطور صحت اور نہ بطور ضعف عجیب ہے کیونکہ لفظ لا یشیت عرف محمد بن نہ مطلق ثبوت کے نفی کے واسطے آتا ہے بلکہ نفی صحت کے واسطے چنانچہ شمس الدین سنجاوی مقاصد میں تحت حدیث السنخ قریب میں اس کے لکھتے ہیں ونقل ابن الجوزی فی الموضوعات لما ذکر فی الحدیث عن الدارقطنی انہ قال لہذا الحدیث طرق ولایثبت منہ شیء قال شیخنا ولایدرم من ہذہ العبارۃ ان موضوعاً فالثابت لیشیل الصحيح والضعیف دونہ و ہذا لیس بحجۃ انتہی انما خلاصہ ہر مقام میں یہ ہے کہ بابت باریت میں علما کو تین قول ہیں بعض علما خلف و سلف تو مشدّد پر کفایت کرتے ہیں اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا دیتے ہیں اور مختار بعض مالکیہ یہ بھی کہ بابت سنت موکہ ہے قال اس کلام سے ظاہر ہے کہ بعض مالکیہ جو حکم وجوب کا دیتے ہیں وہ اور ہیں اور بعض مالکیہ جو سنت کو قائل ہیں وہ اور ہیں حال آنکہ عبارات منقولہ سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ بھی ہاجا تا ہے کہ بعض مالکیہ جبکہ کلام میں وجوب آیا ہے انہیں کے کلام میں بعض مالکیہ دوسرے تامل کرنے میں ساتھ سنت موکہ کے اور بعض مالکیہ و خالہ سے قریب وجوب بقول ہے اور لفظ اگرچہ متحمل سنت ہو کہہ کا ہے لیکن اس میں نص نہیں بلکہ استحب پر محمول ہو سکتا ہے اقول انکا تصریح سنت قلت تتبع سے ہے سابقاً گزر چکا کہ بعض تصریح سنت کی کرتے ہیں اور معلوم ہو چکا کہ جو مالکیہ وجوب کے قائل ہیں وہ اور ہیں اور جو سنت کہتے ہیں وہ اور ہیں اور قریب واجب کا اطلاق مستحب پر اطلاق فقہاء میں شائع نہیں ہے بلکہ اطلاق اس کا واجب پر ذائع ہو جیسا کہ عبارتیں مناسب مقام کے سابقاً مذکور ہو چکی ہیں

التراويح سنة باجماع الصحابة ومن بعدهم من الائمة اثنى اورد بحر رائق من هو صرح المصنف بانها سنة مؤكدة
 ونحو صاحب البداية والنهاية وذكر في التكملة ان المشايخ اختلفوا في كونها سنة واقطع الاختلاف برؤية
 الحسن عن ابي حنيفة انها سنة اثنى اورد في بزي من هو قوله عشرة وان كعبان لكيتها وهو قول الجمهور لما في
 الموطا عن يزيد بن رومان قال قال ابن المنل يقولون في زمن عمر ثلاث وعشرين كعة وعليه عمل الناس
 شرفا وغرا لكن المحقق في فتح القدير ذكر فاصله ان الدليل ليقضي ان يكون السنة من العشرين بافعلا رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم انتهى اورد في فتح القدير من هو ظاهر كلام المشايخ ان السنة عشرين وعشرون وعشرون الدليل
 ما قلنا انتهى اورد غنية المستمل شرح نية المصلي من هو علم من هذه المسئلة ان التراويح عشرين كعة لعشر
 تسليماء عندنا وهو ذهب الجمهور وعند مالك ست وثلاثون احتجا باعمل اهل المدينة وما احتج به ليس
 بحجة لانهم يصلون فراوي من كل تحريتين اربع ركعات في مغالبة طواف اهل مكة اسبوعا وذلك غير صحيح
 والكلام في ما هو المشايخ سنة بالجماعة لا في ما عداه انتهى بلوغا اورد في شرح مختصر قدري من هو ما قلنا
 سنة فلا خلاف فيها انتهى اورد فتاوى تانا خانة من هو قال اهل السنة والجماعة التراويح سنة رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم فعلها السليتين والدة الروافض انما سنة عمر فرم انتهى اورد فلامته الفتاوى
 من هو علم ان المشايخ اختلفوا في كون التراويح سنة والتمس الاختلاف برواية الحسن انتهى اورد حقا
 داية مختارات النوازل من لكيت من التراويح سنة للرجال والنساء توارثا اختلف عن السلف كذا روى
 الحسن عن ابي حنيفة لانه واظف عليه الخلفاء الراشدون وقال قوم من الروافض سنة للرجال دون
 النساء وقال قوم منهم من ليست بسنة اصلا وانما احده عمر فرم واما اهل السنة قوله عليه السلام عليكم سبتي و
 سنة الخلفاء الراشدين وقد اثنى على عمر حيث قال نور الله مصمخ عمر كما نور مساجدا انتهى اورد زنا
 من هو عدل عن قول القدوري سبختان جميع الناس في رمضان فيصلي بهم امامهم سبتي وحيات لمان
 الاصح انها سنة كذا في البداية قال في العناية وتعب في السجدة لفظ اذ المحكوم عليه لا استحباب في الجماعة
 وليس في كلامه دلالة على ان التراويح سبختة واجاب عنه في الحواشي السعدية بانها ما سكنت عن بيان صفة
 التراويح استقلالاً ولا بلفظ الاستحباب فانظر السجادة على مجموع الصلوة والاجتماع وانتم خير بان
 في العناية اولى لا قد كل غير واحد الاجماع على نيتها كما في الثانية نعم كونها عشرين ركعة هو قول الجمهور
 واورثا لبق الائمة على المختار من هو كل غير واحد الاجماع على نيتها وقد منها رسول الله

اور عدول ظاہر ہی قرینہ صارفہ کے نہ چاہیے علی الخصوص جبکہ قرینہ موجبہ تضعیف موجود ہی وہ بہ کہ صاحب درختار نے اول قول انتخاب کو بیان کیا اور سکو بعد قول وجوب کو نقل کر کے تفریع قول انتخاب کی اقول کلام فقہاء میں صد ہا جگہ صنفہ مہول وارد ہی اور اس کے تضعیف مرا نہیں ہی اور اصطلاح اطلاق محدثین ہی تو وافق احتمال فقہاء کا ضرور نہیں ہی ہاں جس مقام میں سیاق یا سابق میں قرینہ تضعیف ہو وہاں البتہ صنفہ مہول کلام فقہاء میں محمول تضعیف پر کیا جاتا ہو جیسا کہ طوطا ہی نے دونوں موضع میں جو آپ نے نقل کیے ہیں کیا ہی اور ان میں فیہ میں قرینہ تضعیف مفقود ہی علاوہ ازیں سخاوی نے فتح المغیث میں تصریح اس امر کی کی ہے کہ تخصیص احتمال الفاظ تریکیف مثل قبل وغیرہ واسطے ضعف کے اکثر فقہاء و محدثین متاخرین کی استتمالات میں باقی نہیں ہی عبارت او انکی یہ ہے کہ اول ذلک کثیر من المصنفین من الفقہاء وغیرہم و اشتد انکار البیہقی علی من خالف ذلک و ہو تساہل من فاعلہ اذ یقول فی الصحیح نیکر و یروی و فی الضعیف قال یروی انتہی افادہ ملاحظہ کیجئے لہا بن ہمام نے ترجیح اور فقہاء نفس میں انکا شمار ہی قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا قال اولاً تو ابن ہمام نے قول وجوب کو نقل ہی نہیں کیا بلکہ قرینہ وجوب کو نقل کیا اور قرینہ وجوب وجوب سمجھنا از بس نامہی ثانی ہوا ابن ہمام نے اول انتخاب کو بیان کیا پھر قرینہ وجوب کو پر ایک مسئلہ ایسا بیان کیا کہ متفرع انتخاب پر ہی غیر ہر اقول قرینہ وجوب کو حکم وجوب میں سمجھنا اگر نا نامہی ہی تو آپ کیوں قول محقق میں اخرج ہوا آریہ آٹھواں موضع ہی اور ان مواضع ہی جہاں آپ سے تناقض ہوا اور تفریع مسئلہ مذکورہ کا فقط انتخاب سمجھنا از بس نامہی ہو کما مرارا افادہ بیان ایک مولف ہی تفسیر جو وہ یہ کہ مہمور فقہاء و ضعیفہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو میں کت سنت ہو کہہ لکتے ہیں قال یہ بات ہر ج غلط ہی کیونکہ فقہاء ضعیفہ میں نفس تراویح کی سنت مستحب ہونے میں بیابان شریع قدوری میں مرقوم ہی مختلف المشائخ فی التراویح قال بعضہم نقل قال بعضہم سنتہ اور خلاصہ میں مین مین اسطوری علم ان المشائخ مختلفوا فی کون التراویح سنتہ اور قناد عالمگیری میں لکھا ہی نفس التراویح سنتہ علی العمیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفہ قبل مستحب ہے تراویح کی سنت کو مستحب ہونے میں اختلاف ہی تو میں کے سنت ہو کہہ ہونے پر کماں ہی اتفاق ہے کہ یہ سنتہ میں تراویح کی سنت کو قول مہمور لکھا ہی بلکہ بعضوں نے جماع نقل کیا ہے کو ہی قول مہمور بلکہ قول صحیح حنفیہ لکھا ہی طوطا ہی حاشیہ اتی اصطلاح میں لکھتے ہیں

سنت تراویح

پیدا ہوا اقول
اور بطریق عدد کرات

شرح ملحق الاجز میں ہے قبل ہی حجتہ والا اول ہو صحیح میں المذہب لفظ القول بہ سنتہ انتہی اس کا مفہوم یہ ہے
 التراجیح سنتہ فی صحیح میں المذہب انتہی اویحیح سے جانب مقابل کا غلط نہ ہونا ثابت ہو جاوے جب تک مسلمین
 بعض کتب میں صحیح واقع ہووے بعض میں صحیح تو اخذ ساتھ صحیح کو چاہئے چنانچہ دیکھا میں بعد عبارت منقولہ
 جانب الا کی مرقوم ہے واداد لیت باصحیح اوالماء خود بدوہ لفظی او علیہ الفتویٰ لم یفت بمخالفت انتہی علامہ دینی
 کہ صحیح ہی کہی بمقابلہ روایت مروودہ کی آتا ہے چنانچہ رد المحتار میں ہے المصحح مقابل المصحح وہو المصحح
 للضعیف لکن فی حاشیہ لکشا لہ میری بتنی ان بقید ذلک لغالبا نادرجہ مقابل لاصح الروایۃ لاشادۃ
 کہانی شرح الجمع انتہی اور ظاہر ہے کہ ماخر فیہ میں جو بدلہ یہ غیر میں سنت پر صحیح واقع ہووے بمقابلہ روایت مروودہ
 کے ہے تقریر یہ اسکے کہ اور کتب میں لفظ صحیح واقع ہووے کسی کسی دفعہ کمالا میں سنیں کہ فتویٰ احتجاج ہے اویح
 پر باقتضای روایت شاذہ دیوے ملکہ ہر عالم کو لازم ہے کہ جب خطابت سنت میں بیان کری تو اس کے
 ساتھ تصریح بطلان قبل احتجاج کے بھی کر دے جیسا کہ ابی کیا کہ نظام تقلید خفیکہ کے روایت منصفہ
 باطلہ پر فتوہ دینا جائز رکھا اور عبارات خفیکہ کو کیا سہ کر چھین کتب استہدایہ کا ملاحظہ
 خطاب خواہ شد افادہ اور آئندہ ہر رکعات زائدہ کو مثل قول رد فوض کی سنت عمری شہرہ دیا قال قول
 قول رد فوض کہنا غلط ہے جیسا کہ مخطاوی میں فطاعن المجہدی موجود ہے فیہ نظر فقہ صریح فی کثیر من المبتدیان
 المعتبۃ بانہ سنتہ عمران البنی ثانیہ السلام لم یصلہا عشرین بل ثمانی وطمہ او طوب علی ذلک صلاۃ عمر بعد واد
 الصحابہ اقوال آپ تعاتب اطلاق لفظ سنت عمری کی سبب نہیں کیا گیا ناب عبارت مخطاوی کی کہ چونکہ
 اصل ہے بلکہ تعاتب یہ ہو کہ آپ مثل وفوض کی رکعات زائدہ کو شہرہ دیا کیونکہ آپ آئمہ رکعت کو سبب
 فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کتب میں اور آثار و افعال صحابہ کو جب تک کہ خود سند سنت مروودہ
 نہادین قابل احتجاج نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اس کو بدعات میں شمار کرتے ہیں اور چونکہ سند میں رکعت کی آپ کو نہیں
 اس وجہ سے آپ اور اتباع آپ کی اسکو حدیث قرار دیکر آپ سے متقاوش تھا اور وفوض کے ہو گیا غایۃ الامر یہ ہے
 کہ وہ طلق تراجیح کو بدعت سمجھتے ہیں اور آپ عدد رکعات کو بدعت سمجھتے ہیں اور اگر آپ آئمہ سے زائد کو بدعت
 نہیں سمجھتے ہیں اور یہی ظن خیر انکی ساتھ ہے کہ آپ فقط آئمہ کو سنت اور باقی کو مستحب کہتے ہوئے ہیں اور حدیث
 نہیں کرتے ہوئے تو آپ کو ہر ارادہ کی او اگر نے پر تامل و راز کیوں کیا اس امر سے عموما صحابہ
 و خلیفہ زبان و رازی کر فی لکھی اور کہنے لگے کہ بارہ رکعت تجید عمری ہر جمہ اس پر عمل نہ کر سکتے

صلی اللہ علیہ وسلم وندنا الیہ اقامہ فی بعض الیالیٰ ترکہا خشیہ ان تکتب علی امتہ انتہی اور فصیح میں
 شرح وقایہ میں لکھتے ہیں فی فتاویٰ الحجۃ الترویج سنۃ مہرۃ من انکر کونہا سنۃ فهو مبتدع ضال
 غیر مقبول الشہادۃ انتہی ان عبارت کو ملاحظہ کیجیے زاہد صاحب مجتبیٰ نے سنت تراویح پر اجماع
 ترقیم کیا اور صاحب بخاری حجتہ اور صاحب مختارات النوازل اور صاحب تاتارخانیہ وغیرہ نے اجماع
 اس سنت نسبت تراویح پر تحریر کیا اور مشکرا شتان کو مبتدع خیال بنایا اور صاحب نہر و تعالیق
 الانوار نے نقل اجماع کو سنیت پر جمع غفیر کی طرف منسوب کیا اور لطیفی نے اجماع صحابہ میں تعلیم
 سنیت پر رقم کیا اور عدد میں کی سنیت کو صاحب غینہ اور صاحب بحر اور صاحب نہر نے قول کہو
 لکھا اور صاحب فتح القدیر کی عبارت بسبب اس کے کہ لفظ المشائخ جمع معروف باللام ہوا اور نہ باقرار آپ
 استغراق پڑا ہے اجماع مشائخ حنفیہ و سپر مشہور ہوا پس کلام صاحب کلام بربر بقید ای ان عبارت
 فقہاء متہمین کو نہایت صحیح و درست ہوا اور ایراد آپ کا او سپر لغو و باطل ہو گیا اور ہر گاہ قول جمہور اہل
 میں ثابت ہو گیا آپ کو اسی کے موافق فتویٰ دینا لازم ہوا کیونکہ آپ سابقا لکھ چکے ہیں
 کہ فتویٰ قول جمہور پر چسپا ہے باقی اختلاف جو آپ خلاصہ اور عالمگیری وغیرہ
 نقل کیا اسکا حال یہ کہ جن فقہاء نے استحباب کا اطلاق کیا ان کو دلیل سنیت نہ پہنچی اور نہ روایا
 حسن ان کو گوش گذار ہوئی لیکن بعد معلوم ہونے دلیل کے اور پونچھ روایت حسن اختلاف منقطع
 ہو گیا اور مشائخ کا اجماع سنیت پر ہو گیا جیسا کہ عبارت بحر خلاصہ سے واضح ہوا آپ نے نقل عبارت
 خلاصہ میں تقصیر فرمائی فقط عبارت اختلاف کو واسطے مغلطہ بعد اہم کے نقل کر دیا اور عبارت الفاظ
 اختلاف کو منقطع کر دیا یہ جو تہا موضع ہر ادن مواضع سی جہاں آپ نے نقل عبارت میں تقصیر
 واقع ہوئی قال اگر کہاجاؤ کہ سنت کے لیے فقہاء نے لفظ اصح لکھا تو ہم کہیں گے کہ اول تو صحیح
 سی اتفاق ثابت نہیں ثانیاً اصح سے جانب مقابل اصح ہونا ثابت ہوتا ہے و مختار میں ہر شے بہت
 فی رسالۃ آداب الفتی اذا ذللت روایۃ فی کتاب معتد بالاولیٰ والا اصح والافق و نحو ہا فلہ ان لیتی بہا
 و بما لفظہا ایضا یا اشار انتہی اقوال ہا یہ وغیرہ میں اگرچہ نسبت سنیت کے کلمہ اصح مرقوم ہو
 لیکن بہت کتب حتمہ میں او سپر لفظ صحیح کا اطلاق کیا ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد بن احمد بن ابی
 صاحب مجمع الفتاویٰ خزائنہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں الترویج سنۃ ہو صحیح من الذہب انتہی اور مجمع

موضع بخاری تقصیر

وجوب ہونے کی نفی **قال** قول محققین یہ ہرگز نہیں کہ کیا کہ مقصود ان قیود کا تضعیف ہے
 بلکہ یہ کہ کیا کہ ترجیح مقصود نہیں **اقول** اگر یہ مقصود آپکا نہیں ہے تو یہ کلام آپکا قول محققین میں
 بعضوں نے جو واجب یا قرین واجب لکھا ہے تو اس کا ضعف خود کلام محققین خفیہ سے سمجھا جاتا ہے اور
 کیونکہ درست ہوگا کیونکہ محققین جمع ہی اور اقل جمع تین ہے پس تین محقق سے آپکو ضعف نقل کرنا
 لازم تھا اور آپ نے کل پانچ عبارتیں نقل کیں ایک عبارت در مختار دوم عبارت طحاوی سوم عبارت
 شامی چارم عبارت عالمگیری پنجم عبارت دیگر شامی اور بخاری اور ترمذی اور عیسیٰ اور عیسیٰ اور عیسیٰ اور عیسیٰ
 سے تو ضعف قول وجوب کا نہیں سمجھا جاتا اور باقر حال عبارت شامی طحاوی سے ضعف معلوم
 نہیں رہتا باقی رہی اگر عبارت معتاد اس کے ضعف ثابت ہوئے محققین کی کلام سے ضعف کا مقصود
 کہان ثابت ہوا **فادسبحان** عدیہ عجیب قیاس ہے زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 بدرجہ زیارت باقی قبور سے موجب دفع درجات و باعث وصول جنات ہے **قال** اولاً اثبات
 استحباب بطریق قیاس نہیں بلکہ لفظ حدیث سے ثابت ہے کہ یہ لفظ القبور میں قبر سید المرسلین
 بدرجہ اولیٰ داخل ہے اور یہ ایسا ہی جیسا کہ مذکور شدہ استحب میں نقل عن سبکی مرثوم ہے و اما در ثبوت
 صحیح متفق علیہا کہ در امر زیارت قبور و دریافتہ در باب ثبوت استحباب زیارت قبر رسول کہ سید القیوم
 است کافی است تا نیا یہ اعتراض مقداری تا ملین وجوب یعنی سبکی پر واقع ہوتا ہے مذکور شدہ استحب میں نقل
 عن سبکی مرثوم ہے کہ گاہ زیارت قبور دیگر ان تحب لے زیارت قبر شریف بطریق اولیٰ مندوب است تحب
اقول مناقشہ اس امر میں نہیں کہ احادیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبر نبوی پر دلالت
 کرتے ہیں بلکہ اس امر میں کہ باقی شامی حدیث مذکورہ جب زیارت مطلق قبور میں حکم استحباب پر
 اقتصار کیا گیا زیارت قبر نبوی میں اس حکم پر اقتصار لازم نہیں کیونکہ وہ بدرجہ اولیٰ و افضل ہے پس صحیح
 کہ زیارت مطلق قبور با حدیث مذکورہ مستحب ہی اور زیارت قبر نبوی ہر دلیل زائد وجوب ہو جاوے
 پس قیاس کرنا کہ جب حدیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبور پر دلالت کرتے ہیں پس جیسا کہ زیارت
 قبور غیر نبوی مستحب ہی و وجوب نبوی اس طرح زیارت قبر نبوی بھی مستحب ہی درست ہوگا اور قیاسی
 سبکی نے شواہد الاستقام میں احادیث زیارت مطلق قبور سند و اسطی اثبات قریب ہو زیارت
 نبوی کی بنائیں ہیں واسطے اثبات استحباب جو کہ متقابل وجوب ہے بلکہ بعض عبارات او کی اثبات وجوب

و ہل ہذا الاخر خرفۃ الروافض ماذا امدل ہستہ منہا افاد تراویح کی باب میں قول جمہور کما ان گہ قال
 جب نفس تراویح کی سنت مستحب ہو میں ہوں اختلاف مشکیح ثابت کر دیا تو میں کعت تراویح کی سنت مکتوبہ
 ہونیکو قول جمہور کما ان گہ ربا قول مجر و اختلاف مانع اثبات قول جمہور نہیں ہے بہرہ تعجب کہ قائل ہو
 وہ ہل اطلاع کو روایت حسن پر قائل ہو اور بعد ظاہر ہو جائے روایت حسن کے قتال منقطع ہو گیا خیال ہے
 خلاصہ کی عبارت سے واضح ہوا افاد گدہ ان نفس یا ہ کی متابعت سے تراویح میں آٹھ رکعت پر کفایت کی
 اور باب زیارت میں مندرجہ بیت ثابت کی قائل ہاں شیطان لعین کی متابعت سے میں کعت تراویح
 کی سنت مکتوبہ ہونیکو قول جمہور و کلا قول تمام حنفیہ مقرر دیا اور باب زیارت میں وجوب کو اختیار کیا
اقول للاحول ولا قوۃ الا باللہ ایما قلم زور کرنے لگا اور فقہاء کبار اولی الایدی والا بصار کو تابع شیطان
 لعین بنے لگا صاحب بحر وغنیہ نے تصریح اسکی کی کہ میں کعت کی سنت قول جمہور ہے اور فتح القدیر کی
 عبارت سے مفہم ہو کہ سنت عدد مذکور قول جمہور مشکیح حنفیہ ہے اور وجوب زیارت کو ائمہ مالکیہ سے جو عمر
 نے اور ائمہ شافعی و سنی و حنبلی اور ابن حجر مکی نے اور ائمہ حنفیہ سے شریانی اور غزالی اور شافعی
 مختار اور صاحب مجمع الانہار و صاحب خزائنہ الفقہاء و صاحب لباب المناکب وغیرہ نے اختیار کیا ہے
 باقتضای تحریر الایہ لو کہ سب تابع شیطان ہو لغو ہوا لیساکلمہ بیوہ کسی حامل سے ہی ان حضرات کو
 میں واقع ہوگا چاہے کہ عالم اور آپ کے راوی جو کلام ہم میں تابع نفس امارہ بنا لیں گے وہ سجاسی خود ملی سوا
 کتاب نے اتہاب زیارت کو طرف جمہور کے منسوب کیا حال انکا کسی کتاب میں سکی تصریح نہیں ہے اور لفظ
 مشکیحنا اور الامام ہے ہی یہ مضمون نہیں نکلتا ہے اور باب تراویح میں اگرچہ ابن ہمام نے آٹھ رکعت اور
 باقی کو مستحب لکھا مگر کسی نے آٹھ پر کفایت نہیں کی ہے آپ نے انتصار آٹھ پر کیا اور تادمت ہر ہر
 رہا فانا سوا نا الیہ راجعون افاد نسبت وضع کی اس حدیث کی طرف غیر مقبول ہے قال قول فقہ
 میں دعویٰ اس حدیث کی موضوع ہونیکا نہیں کیا گیا بلکہ یہ غرض ہے کہ حدیث لاین محتاج نہیں **اقول** نقل فقہ
 کی صفحہ میں آپ کہتے ہیں اور اگر حدیث موضوع اس بات کی ثبوت کی لئے کافی سمجھی جاوے حدیث بغیر
 سند اس لفظ سے مراد ہے الخ اسو صاف ظاہر ہو کہ انکی راوی یہی ہے کہ حدیث جہانی موضوع ہے اور یہ
 لاین موضوع ہے اور ان موضوع سے جہاں آپ سے تناقض واقع ہوا افاد یہ امر آپ سے بھی نزدیک ظاہر ہو رہا
 ہے ہر متبر جو غیر متبر اس امر کو سمجھتا ہے کہ غرض منطحاوی اور شامی و مولانا عالمگیری کے مجر و نقل قائل

والقرآن کلمہ والاجماع المعلوم من الدین بالضرورة وسبل الصحابة والتابعین وجميع علماء المسلمين بسبلت
 الصالحین علی وجوب تعظیم النبی علیہ السلام والمبالغة فی ذلك انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہیں
 اعلم ان زیارة القبور علی اقسام اقسام ہا ان کیوں مجر تذکر الموت والاخرۃ وینا کی فی فیہ روتہ القبور من
 غیر مروتہ یا صحابہا ولا قصد امر آخر من الاستغفار لہم ولا من التبرک بہم ولا من اداء حقو تم وہو تحب لہ
 علیہ صلوٰۃ زوروا القبور فانہا تذکرکم الاخرۃ القسم الثانی زیارتہا للمدح والابہا کما ثبت من زیارتہا لہ
 صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم لابل البقیع وہو مستحب فی حق کل سبکیت المسلمین الثالث التبرک بالہا اذ کانوا
 من اہل الصلاح والخیر القسم الرابع لا داو حقیقہ فان من کان لہ حق علی شخص فینحی لہ فی حیاتہ وبعد موتہ
 والزیارتہ من حیاتہ البہا فیہا من الاکرام ویشہ ان کیوں زیارتہ النبی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم قائمہ
 من ہذا القبیل اذ اعرف ہذا فنقول زیارتہ قبر النبی صلی اللہ علیہ علیہ علی آلہ وسلم ثبتت فیہا المعانی الارقیۃ
 والاول فظاہر جدا واما الثانی فلاننا مسورون بالمدح والابہا وان کان ہو فنیما بفضل المدح دعائنا
 واما الثالث والمرجع فانہ لا احد من الخلق اعظم بركہ منہ ولا اوجب حقاً علینا منہ انتہی ان عبارت سحر
 صاف واضح ہے کہ سبکی احادیث زیارت قبور کو واسطے اثبات قربت و نفس جواز کے بقابلہ خصوم کے
 سند نہ تھے ہیں اور زیارت قبر نبوی کو انرا ذکر ام و تعظیم نبوی میں داخل کتے ہیں اور تعظیم نبوی کو
 واجب لکھتے ہیں پس سیلان اونکی لای کا بھی وجوب کی طرف معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ غرض اونکی
 اثبات زیارت کو جواز کے اور قربت ہونیکو اور جواز سفر زیارت ہی بناو علیہ بحث استحباب و وجوب سے
 اور نہ پہلے کتاب مذکور میں تصریحاً تعریف نہیں کیا پس معلوم ہوا کہ اعتراض مذکور جو صاحب کلام ہم
 کیا ہے سبکی پر اور نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس شخص پر جو احادیث زیارت مطلق قبور سے استحباب زیارت
 قبر نبوی مثل استحباب زیارت قبور مسلمین استخراج کرتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ بسطرح زیارت قبر غیر نبوی
 بسبب ان احادیث کے مستحب ہوئے نہ وجب بسطرح زیارت قبر نبوی ہی مستحب ہوئی نہ وجب
 افادہ ان اولاً اگر کسی دلیل سے استحباب زیارت قبر نبوی ثابت ہو جاو اور زیارت باقی قبور اور
 قیاس کر کے کہا جاو کہ جب زیارت قبر نبوی مستحب ہوئی تو زیارت مطلق قبر دن کی بدرجہ اولیٰ مستحب
 ہوگی تو البتہ درست ہوگا قال جیسا کہ تہ ادنیٰ بر علی کا قیاس درست نہیں ہے ایسا ہی اعلیٰ کا اور
 پر قیاس ہی درست نہیں اقول سچ ہر گز ادنیٰ کا حکم اعلیٰ سے قوی نہیں ہو سکتا ہے اور اعلیٰ کا حکم

دلالت کرتے ہیں کہ استحباب پر چنانچہ باجماع میں جو واسطے اثبات قریب ہو زیارت قبر نبوی کی معقود
 کیا ہو تحریر کرتے ہیں وذلک ای کو نہا قریب بالکتاب والسنة والاجماع والقیاس اما الکتاب فقوله تعالیٰ
 ولوانهم اظلموا انفسهم جاؤک کما تخفروا الله ویتخفرون الرسول لوجود الله تو اباجماع اما السنة فما ذکرنا
 فی الباب الاول الثانی من الاحادیث وہی دلالت علی زیارة قبره صلی الله علیه وعلی آله وسلم مخصوصہ فی السنة
 الصحیحة المتفق علیہا واما زیارة القبور قال صلی الله علیه وعلی آله وسلم کنت نبیتکم عن زیارة القبور
 فزوروها وقال خذوا القبور فانما ذکرکم الاخرة فقبر النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم سید القبور ودخل
 فی عموم القبور واما الاجماع فقد حکا القاضی عیاض علی ما سبق فی الباب الرابع انتی ملخصا اور ہی بوجہ
 سطوح کے کہتے ہیں انا فقطع وتحقق من الشریعة بوجہ زیارة القبور للرجال وقبر النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم
 وسلم دخل فی ہذا العموم ولكن مقصودنا اثبات الاستحباب له بخصوص لادلة الخاصة بخلاف غیرہ ممن لا تحب
 زیارة قبره بخصوص بل عموم زیارة القبور وبلین المعینین فرقی فی زیارته مطلوبہ بالعموم بخصوص بل قولہ
 لو ثبت خلاف فی زیارة قبر غیر النبی لم یزیم من فی کثایات خلاف فی زیارته لان زیارة القبر لتعظیم للنبی
 صلی الله علیه وعلی آله وسلم ولتعظیمہ جب واما غیرہ فلیس كذلك ولہذا المعنی اقول انہ لا فرق فی زیارته
 بین الرجال النساء لعدم التحدور فی خروج النساء الیہ انتی اور ہی بعد ایک صفحہ کے کہتے ہیں واما دل علی
 ذلک القیاس فی ذلک علی زیارت النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم وشداء احد واذ الاستحباب زیارة قبر غیرہ فقبرہ او
 ما له من الحق وجوب التعظیم فان قلت الفرق ان غیرہ یزار للاستغفار لا احتیاج الی ذلک كما فعل
 النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم فی زیارته اهل البقیع والنبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم عن ذلک قلت زیارته انما
 ہی لتعظیمہ والتبرک لتعالنا الرحمة بصلواتنا علیہ كما انما سجد بالصلوة علیہ التسلیم سوال الولیة
 وغیر ذلک مما یعلم انہ حاصل لہ بغیر سوالنا فان قلت الفرق ایضا ان غیرہ لا یشی فیہ مخدور وقبرہ شہی
 الا فرط فی تعظیمہ ان یعبد فقلت ہذا کلام یشعر منہ الجلود ولولا خشیة اختراہ الجہال لما ذکرہ لان فیہ کما
 ما دل علی لادلة الشرعیة بالآراء الفاسدة الخیالیة وکیف یقدم علی تعصیب قوله صلی الله علیه وعلی آله وسلم
 وسلم زوروا القبور وعلی ترک قوله من ذار قبری وجبت له شفاعتی وعلی مخالفتہ اجماع السلف
 والخلف بشل ہذا الخیال الذی لم یشہد بہ کتاب ولا سنة فمن منع من زیارة قبره فقد شرع فی الذل
 ما لم یاذن بالہ وقولہ مردود ولو تمنا بلب ہذا الخیال الفاسد لکن اکثر من یمنع من ہذا من الوجہ

بلا حسن کی تعریف اور سب صادق آنا چاہئے کہ ابن الصلاح نے آخر رسالہ میں نفع ان کی حدیث الحسن تھا
احد ہا الحدیث لا یجوز علیہ اسنادہ میں مستور لم یحقق اہل بیت غیر انہ لیس مغلط اکثر الخطاء فی ما یرویہ ولا یتوہم
بالکذب الحدیث اسی لم یظہر منہ نعمہ الکذب الحدیث ولا سبب یفسد ویکون من الحدیث مع ذلک
قد عرف بالان رکوشلا وغیرہ میں جو آخر اکثر حقے مفید بنا بقہ میں تابع راویہ علی شلہ وکمالہ میں بہ
وہو درود حدیث بخودہ فیخرج بذلک عن ان یکون ذا ویکون کلام الترمذی علی ہذا القسم نیل ان فی
ان یکون ویرین مشہورین بالصدق والامانۃ غیر انہ لم یبلغ درجۃ رجال الصحیح لکونہ یقصر عنہم فی الحفظ والا
وہو مع ذلک نفع عن حال میں بعد اتیضروہ میں حدیثہ مشکوٰۃ یعنی ہر کل ہذا مع سلامتہ الحدیث میں ان
یکون شاذ ویکون سلامتہ میں ان یکون مللا علی القسم الثانی نیل کلام الخطابی انتہی اور صدق ان
دونوں تعریف کا اس مقام پر غیر مسلم اور ذہبی نے حسن ہونے کی تصریح تو کی ہے نہیں خواہ مخواہ اس کا کلام
حسن پر محمول کیا جا کر اقول کلام بہر میں دعویٰ سمجھے جانی حسن کا کلام ذہبی سے نہیں کیا گیا
ہے بلکہ دعویٰ تقویت کا کیا گیا ہے اور وہ حاصل ہے علاوہ یہ ہے کہ اس حدیث پر تعریف اول
حسن کی صادق آتی ہے کیونکہ اس حدیث کی روایات ثقات ہیں سو موسیٰ بن ہلال کے اور
وہ متہم بغفلت اکثر الخطائین میں اور نہ او نہیں کوئی سبب یفسد ہے اور متن حدیث وجوہ
آخر سے ہی مروی ہے کلام نفی الدین سبکی کا جو اس حدیث کی تحقیق اسناد اور حسن میں بہ
بسیط واقع ہے ملاحظہ کیجئے باب اول میں شفاء الاستقام کی لکھتے ہیں اجزنا الحافظ ابو محمد عبد
الدیلمی طی جمیع سفن الدار قطنی قال اجزنا الحافظ ابو الجحاج یوسف الدمشقی اجزنا ابو الفرج
البرقی سمعیل بن الفضل اجزنا ابو طاهر محمد بن محمد بن عبد الرحیم اجزنا ابو الحسن علی الدارقطنی
قال اجزنا القاضی الحسائی علی اجزنا جید بن محمد الوراق اجزنا موسیٰ بن ہلال العبیدی عن
عبید اللہ بن عمر بن نافع عن بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ارقر فی حیث
شفاعتی یکذا فی عدۃ نسخ معہنا من سفن الدار قطنی عبید اللہ مصنف ولفقت روایہ علی لک نے
اسنن فی بیہر طرین ابن عبد الرحیم کہا ذکرناہ من طریق محمد بن عبد الملک من طریق ابی النعمان
نواب بن عبیدہ فاما روایہ محمد بن عبد الملک بن بشران فاخرنا بابا عثمان بن محمد فی کتابہ الی میں کہ قال
الحافظ ابو الحسن محمد القزحشی والوالیین بن عساکر قالوا اجزنا ابو البرکات محمد بن ابی الیمین قال اجزنا علی

اولیٰ حق تعالیٰ ہو گیا ہے مثلاً اگر ایک فعل دینی مساجح ہو تو یہ نہیں کہہ سکتی کہ جب یہ فعل مساجح ہو تو فعل آخر کہ وہ اعلیٰ ہی ہے مساجح ہو گا اور سطح اگر ایک فعل مستحب ہو تو اس کی اعلیٰ کا مستحب نہ ہو نہیں لایم بلکہ ممکن ہے کہ جب ہو و علیٰ نہ القیاس بخلاف اسکے کہ جب ایک فعل اعلیٰ مستحب ہو تو اس کے معنی میں واجب نہیں کہتا مگر دلیل زائد بلکہ اگر ہو گا تو مستحب ہو گا یا اس سے بھی کم نہیں باریت قبر غیر نبوی کے کہ اونی ہی استجاب سے یحییٰ لازم کہ زیارت قبر نبی کا اعلیٰ ہی ہے نبی مستحب ہو گا بخلاف اسکے کہ زیارت قبر نبی کا اعلیٰ ہی اگر استجاب و سکا اور عدم وجوب و سکا ثابت ہو جاوے اس صورت میں زیارت قبر غیر نبی بدرجہ اولیٰ واجب نہیں کہتی بلکہ یا مستحب ہوگی یا مساجح اور چونکہ نفس استجاب زیارت قبور بر اجاد و آل ہیں اس وقت میں بعد ثبوت استجاب زیارت قبر نبی ہی کہا جاوے گا کہ جب زیارت قبر نبی مستحب ہو تو زیارت قبر غیر نبی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی یعنی وجوب نبوی و نہ اس پر مراد کلام صاحب الکلام رحمہ تعالیٰ علیک نہ ضرورت اور رد افاد مطلق قبور کے زیارت کی مستحب نہیں یہ ضرور نہیں کہ زیارت قبر نبوی ہی مستحب ہو قال ایسا ہی حضرت کی قبر کی زیارت کی استجاب سے یہ ضرور نہیں کہ زیارت اور قبروں کی بھی مستحب ہو گا کما قلت بلکہ متمم ہے کہ زیارت اور قبور کی مساجح ہو قول لڑی ما نحن فیہین ضروری کہ زیارت اور قبروں کی مستحب ہو گا کیونکہ نفس استجاب زیارت قبور اجاد سے معلوم ہے اور فقدان باحت مسلم ہی فقط کلام وجوب عدم وجوب میں ہے پس جب زیارت قبر نبوی مستحب ہوگی زیارت اور قبروں کی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی افاد بخیر آپ کے مثل اسکے ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو لکھ کے وانتم سکاری کو چور کہو قال استدر عبارت چور کے وجہ میں دل ایہ قول ذہبیہ متعلق دو کسر حدیث کو ساتھ محتایفہ حدیث من زار قبری کان زار فی فی حیاتی اور کلام یہ حدیث من زار قبری حیث لا شفاعۃ من قول کلام ابن حجر اور سمعونی جو کلام بہین منقول ہی واضح ہوتا ہے کہ قول ذہبیہ تہ حدیث من زار قبری وجبت الشفاعۃ کی متعلق ہی قال دوم انیکہ عبارت متروکہ زار کی مفید مطلب تھی اور نہ صاحب نقل محقق کی مفسر کی مفسر کی ترکیب میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اس کا یہ کہ آپ کی مفید اور نہ صاحب قول محقق کی مضر جب ہوئی کہ اس فعل سے ثبوت حسن و رفق ضعیف نکلتی ہوئی اور حال آنکہ یہ ممنوع ہی کیونکہ مجرب بعض کا بعض کو تقویت دینا اور اس کے رواۃ میں تمہم بالکذب نہ تو تاسیبت حسن نہیں

صحۃ فان الحسن قسماں احدہما فی سنادہ مستور لم یحقق الہدیۃ لیس مغفلا کثیر الخطا ولا غلط منہ
 سبقت سبق ویکن الحدیث مع ذلک وی مثل اللہ وحوہ من وجہ آخر واول درجات موسیٰ بن یونس
 ہندہ الصفۃ وحدیثہ ہذا الثابتہ والقسم الثانی ان یکن او یہ شہوا بالصدق والامانۃ ولم یبلغ
 درجات رجال الصحیح لقصورہ فی الحفظ وهو مع ذلک یرتفع عن جلال من یعد ما یتفرد بہ تکرا امتی
 لخصا اس عبارت سی اور عبارت سابقہ سے تین امر واضح ہوئے ایک یہ کہ راوی اس حدیث کو نافع
 سے عبد اللہ بن عمر العری بالتصغیر ہیں کہ جنکی جلالت ووثاقت کتب جلال میں مصرح ہے دوسریہ
 کہ موسیٰ بن ہلال عبدی تھم ہیں حدیث اول کو حسن بن نازل نہیں ہو سکتی اور زیادہ تحقیق ان دونوں
 امر دان کی غفریب مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث حسن بن اگر یث بہ ہو کہ موسیٰ کو حتیٰ میں
 جرح کر کتب جلال میں موجود ہیں پس حدیث اول کی حسن کیونکر ہوگی تو جواب دے گا یہ ہے کہ بیہ
 راوی حدیث کو حسن سے خارج نہیں کرتے ہر چنانچہ ضعیف الکرط معان النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں
 قال الزکریٰ وحدت بخط الحافظ ابی الحجاج بن یوسف الحسن بن الحدیث مالم نشر لہ میں مترجم
 والضعیف ومن طرقہ ان یکن احد رواۃ مختلفا فیہ وثقہ قوم وضعفہ آخرون ولا یکن باضعف
 بہ ففسر فان کان مفسر قدم علی توثیق من ثقہ فصار الحدیث ضعیفا انتہی اور اگر یث بہ ہو
 کہ حدیث کے حسن نے بین شرط ہو کہ طریق آخر سی ہی ہر مردی ہوئی ہو اور اس حدیث کی کوئی
 طریق موسیٰ سے خالی نہیں ہے پس حسن کیونکر ہوئی تو جواب دے گا یہ ہے کہ حسن میں یہ شرط نہیں
 ہے کہ بعینہ اسی لفظ کے ساتھ دوسرے طریق سے مردی ہو بلکہ اسکی متقارب المعنی کا مردی ہو نا دوسرے
 طریق سے کافی ہے چنانچہ طبیی خلاصہ میں لکھتے ہیں قولنا یروی عن غیر وجہ بحمل وجوہا ان یروی اللہ
 بعینہ باسناد اخر دان یروی بعینہ باسناد اخر او ہذا الاسناد بل لفظ آخر ولا یعد لہ شیمۃ القسم الاخر
 بالفرد الحسن فهو بالنظر الی اثر الاسناد وفرد بالنظر الی تغیر اللفظ حسن انتہی اور ماغن فیہ میں
 یہ امر چھل کر کیا ستیضح لک قال بلکہ ذہبی نے میں ان میں حدیث میں رقبی وجبت لہ شفا
 کو نہ لکھا اقول منکر ہونا سنانی حسن نہیں ہے بلکہ منکر و شاذ کبھی من مقبول ہوتی ہے اور کبھی
 غیر مقبول ابن الصلاح اپنی مقدمہ میں بحث شاذ میں لکھتے ہیں اذا الفرد الراوی لثبتی لفظ فیہ فان کا
 مخالفا لمارواہ من هو اولیٰ منہ باللفظ لذلک تضبط کان ما الفرد بہ شاذ امر دوا دان کم یکن فیہ

الحسين بن عبيد الله بن الحسن الفقيه اخبرنا ابو طاهر عبد الرحمن بن ابي بكر محمد بن عبد الملك بن بشران
 اخبرنا ابو الحسن بن علي الدارقطني اخبرنا القاضي المحاملي اخبرنا عبيد بن محمد اخبرنا موسى بن هلال العبدي
 عن عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر مرفوعا من زار قبري وجبت له شفاعتي هكذا اورده التواتر
 في كتاب تحاف الزائر وهو عندي عليه خط مصنفه وكذلك اورده الحافظ ابو الحسين القرشي في كتابه
 الدلائل للنبية وآثارها واية الى النعمان فذكرها القاضي ابو الحسن بن علي بن الحسن الخلعى في فوائده اخبرنا به
 شيخنا ابن الصواف والشريف ابو الحسن بن عبيد الله قال اخبرنا ابو النعمان تراب بن عمر بن عبيد الله
 الدارقطني حدثنا ابو عبد الله الحسين بن سعيد قال حدثنا عبيد بن محمد الوراق حدثنا موسى بن هلال عن
 عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر وممن رواها من طريق الخلعى الحافظ ابو القاسم بن عساكر في تاريخه
 فقد افقت الروايات عن الدارقطني عن المحاملي على عبيد الله مصغرا وكذلك واخبرنا الدارقطني عن
 غير المحاملي عن عبيد بن محمد اخبرنا بذلك عبد المؤمن بن خلف عن ابي النصر الشيرازي اخبرنا عن عساكر
 اخبرنا ابو القاسم اخبرنا ابو بكر البهيقي اخبرنا عبد الحافظ اخبرنا ابو الفضل محمد بن ابراهيم حدثنا محمد بن
 زنجويه حدثنا عبيد بن محمد بن القاسم بن ابي مريم الوراق حدثنا موسى بن هلال العبدي عن عبيد
 عن نافع عن ابن عمر فقد ثبت عن عبيد بن محمد رواية على المصنف وعبيد بن محمد ثقة قال الخطيب
 انتهى لمقصدا اورعنا كذا في كذا لكتبه بين موسى بن هلال قال ابن عدا جواز له لباس به انا قول
 ابي حاتم الرازي فيلزم مجهول فلا يضر فانه اما ان يريه بهالة الوصف او بهالة العين هو غايه الضلال
 اهل هذا المكان في هذا الاطلاق فذلك مرفوع عنه لانه قد روى عنه احمد بن حنبل ومحمد بن جابر ومحمد بن ابراهيم
 الاحمسي والبخاري محمد بن ابراهيم الطرمطوسي وعبيد بن محمد والفضل بن سهل وجعفر بن محمد ورواية آتية
 يتنص بهالة العين فكيف برواية سبعة وان راو بهالة الوصف فرواية احمد عنه ترفع من شأنه لا سيما
 مع ما قاله ابن عدي فيه ومن ذكره في مشايخنا ابو الفرج بن الجوزي ابو اسحق واحمد لم يكن يري الا
 عن ثقة واما قول العقيلي انه لا يتابع عليه قول البهيقي سوار قال عبيد الله بن عبيد الله بن عبيد الله بن
 نافع عن ابن عمر فهذا وما في معناه يدرك على انه لا علم له بهذا الحديث عند سمع الا انه قد روى في غيره
 لخواه حاله ولم من ثقة يتفرق وباشياء تقبل منه واما بعد قول ابن عدي فيما قال وجود متابع له فانه
 قبوله عدم رده لذلك فذلك يثبت ان اقل رجالات هذا الحديث ان يكون حسنا ان نوزع في دعوى

اگر اس امر حال کے کتب میں منکرات میں محدود ہیں اور فی نفسہ حسن یا صحیح ہیں پس ماغنی فیہ میں
ذہبی کا حکم نکارت منافعی یا وسیع حسن کے نہیں ہو کیونکہ موسیٰ بن ہلال کہ جس کے تفرد کے سبب حکم
نکارت کا دیا گیا نفع ہونا اور سکانت ثابت ہو گیا پس حدیث اور سنی منکر حسن ہوگی علاوہ یہ کہ حکم نکارت
فی نفسہ مفید و حبی کیونکہ متابعت موسیٰ کی سلسلہ لے کر یہی سبلی تحریر کرتے ہیں حدیث میں جاری
از اولا لا عملہ الا زیار ربی کان حقا علی ان کون له شفیعاً یوم القیامۃ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکریم

فی مالہ و ابو بکر بن الحنفی فی حجرہ و ہوسن و ایہ مسلمہ بن سالم الجہنی عن عبید اللہ العمری فضیلتہ و ابو موسیٰ بن ہلال فی شیخہ و بیان انہم یخبرون بالحدیث انتہی کلامہ قال صاحب سبک کو چاہیے کہ یہ بات لکھیں کہ وہی یہی کسی کتاب میں لکھا ہو اقول کچھ ضرورت اس امر کی صاحب رسالہ کو نہیں ہے کیونکہ وہی کا قول مقاصد اور وفاء الوفا اور در منظم سے منقول کر دیا گیا قال قطع نظر اس سے اس قول کی دلیل میں نظر ہی کیونکہ اس قول سے کہ کافی روایتا مستم بالکذب کیا مراد ہے اگر میرا ہے کہ اسکی کسی طرح میں کجی راوی مستم الکذب نہیں تو صریح غلط ہے کیونکہ ہزار کی روایت میں ہزار بن براسیم غفاری واقع ہوا اور اسکو ابن حبان نے منسوب ضعیف کیا ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ بعض طرق سے ایسے میں کہ اس میں دی مستم الکذب نہیں ہے تو مسلم ہی لیکن صرف یہ امر قوی ہے کہ کافی حد میں اقول اگر ایک طبقہ ہی ایک حدیث کی حسن ہو جاوے اور مستم فی الکذب و جملہ علل قاذبہ سے خالی ہو تو تناو کیو اسطے کافی ہو کہ امر قال اور سبکی کا حسن لکھنا اگر معتبر رکھا جاوے تو ابن تیمیہ کا قول جو بدلتب اس سے افضل ہے بدرجہ اولیٰ اس باب میں معتبر سمجھنا چاہیے اقول ابن تیمیہ کی جلالت قدر و رفعت ذکر میں کیونکہ شبہ نہیں ہے مگر اس سے نہیں لازم کہ جملہ اقوال اور سبکی معتبر طریق ہیں اور سبکی فی حکم حسن کا بغیر تفتیش وادہ کی تحقیق نہیں دیا بلکہ بعد جمع اسانید و خبر پر احوال روایت حکم حسن کا دیا بخلاف ابن تیمیہ کی کہ انہوں نے بغیر تحقیق و درجات رواۃ کی کلمۃ احادیث زیارت کو ضعیف و موضوع لکھ دیا سو یہی قول اور کا غیر معتبر سمجھا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد تحقیق طرق حدیث میں از قریب وجہ شفاعتی کی تفصیل احوال رواۃ کی لکھتے ہیں فقہیہ میں احادیث فی اسناد و ہذا الحدیث اولہ انہ من رواۃ عبید اللہ عن محمد بن علی عن رواۃ عن الکلبی عن انہما القول نہ عنہما حمید و ثمالہ علی تقدیر التمزیل و تسلیم انہ عن الکلبی وعدہ فائدہ داخل فی مستم الحسن لما ذکرنا و در الجہا علی تقدیر

مخالفت مارواه غیره وانما هو امر رواه هو ولم يروه غيره فینظر فی ہذا الراوی فان کان عدلا حافظا
موفقا باقتانہ وخطبہ قبل فی القروبہ ولم یقدح الافراد فیہ وان لم یکن من یوثق بحفظہ واثقانہ
لذلک الذی القروبہ کان القروبہ بہ من حوالہ عن خبر الصحیح ثم ہو بعد ذلک اثربین مراتب تقادۃ
بحسب الحال فیہ فان کان المتفرد فی غیر بعید من درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ احسننا
حدیثہ ذلک وان کان بعیدا من ذلک ردونا ما القروبہ وکان من قبل الشاذ المنکر انتہی اور بعد اوسکے
بحث منکرین تحریر کرتے ہیں الصواب فیہ التفصیل الذی میناہ انفا فی الشاذ انتہی اور ابن جماعہ
اپنے مختصر میں بعد نقل عبارت ابن الصلاح کی تایید کر کے کہتے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور قائل کہ
بن عبد الرحمن بمعان النظر شرح غنیۃ القاری کہتے ہیں استفادہ مواردہ تعالیٰ المنکر والشاذ یدل علی ان
المنکر والشاذ لا ینتم ان یکون حدیثا مردودا والروایۃ فانہم حکمون بالمنکر علی حدیث استبعد من ہتہ
لما وضع ضبطہ بحیث ما یعد القروبہ حسنا انتہی اور سی او سین ہی قال سیوطی وقع فی عباراتم کلمۃ
ظلمان کذا وان کان لم یکن ذلک الحدیث ضعیفا قال ابن عدی انکر ما روی یزید بن عبد اللہ
اذ اراد اللہ بامتہ خیر الحدیث وہذا طریق حسن واثق ثقات وقد ادخلہ قوم فی صحاحم والحدیث فی صحیح
مسلم اور عثمان بن سنان لکی ای رسالہ نظم الفاسل السحر فی اقسام الحدیث والاثر کی شرح میں لکھتے ہیں
الصواب فی المنکر التفصیل الذی ذکرہ ابن الصلاح فی الشاذ فرجی فی شرح نظمنا للنجۃ انتہی پس
معلوم ہوا کہ مجرد نکارت کہ عبارت ہی تفرد راوی ہی قاض نہیں ہو بلکہ اگر وہ متفرد ثقہ عدل ضابط
ہو تو حدیث اوسکی صحیح ہوگی اور اگر حال صحیح ہو درجہ اوسکا کم ہو مگر درجہ حافظ ضابط سے
بعید نہ ہو تو اوسکی حدیث منکر حسن ہوگی ہاں اگر وہ متفرد بعید ہو درجات رجال حسن ہو اور
قرب ہو درجات رجال ضعیف کی اس صورت میں وہ منکر مردود ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس حدیث
شاذ کہی شاذ حسن ہوگی اور کہی شاذ مردود ہوگی ہی اور سیوہی حدیث ان اسد غلق سبع
اربعین فی کل ایض آدم کا دمک و فوج کنو حکم الحدیث کو ذہبی نے حسن لکھا اور حاکم نے مستدرک
صحیح حاکم دیا باوجودیکہ بہیقی نے اوسکو شاذ لکھا چنانچہ تفصیل اسکی رسالہ الآیات البینات
علیٰ وجود الانبیاء فی الطبقات میں کی گئی ہی اور سیوطی نے ذہبی نے حدیث حفظ قرآن کو جو
جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہو لکھا ہی انکرا باللہ لولید بن مسلم من الاحادیث حدیث حفظ القرآن
حال انکرا حدیث کو ترمذی نے حسن لکھا اور حاکم نے صحیح علی شرطہین لکھا اور سیوطی نے حدیث

حج کی ترجیح تہی کچھ فضالیقہ تھا ورم کہ جمہور فقہاء حنفیہ وغیرہ حنفیہ جمہور محدثین بخاری و مسلم کا مذہب ہے
 حج مہم یعنی حسین بیان سبب حج نہ مقبول نہیں اور یہی سبب صحیح و متواتر تحقیق کرنے تک یہ سبب آجین اصلاح اور
 مقدمین تحریر کرتے ہیں التعلیل مقبول من غیر کہ سبب علی الذہب الصحیح لان سببا کثیرہ یصلح لہا ولہا
 فلا یقبل لامفسرین السبب لان الناس یختلفون فی ما یخرج والایحج یطلق احدہم الحج بنا علی اعتقادہ
 جرحا ولین حج فی نفس الامر فلا یمن بیان سبب لیت نظر فیہ ہو حج ام لا و ہذا طارہ تقر فی الفقہ وہو لا یتر
 الحی اظہارہ نہ سبب لائمہ من خفا الخدیث و نقادہ مثل البخاری و مسلم وغیرہا ولد لک الحج بخاری و مسلم کما تہ
 غیرہ الحج فہم لکمرہ مولی ابن عباس و کما ہل بن ابی اوس و عہد بن زروق وغیرہم حج مسلم سببوں میں عبادتہ
 الطعن فہم و کما فعل ابو داود و ذوالکمال علی انہم یقولون ان الحج لا یثبت الا اذا سببہ انتہی اور
 زین الدین عراقی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں اختلف فی التعلیل الحج بل یقبلان واحدہما عن ذکر
 سببا ہما لا یقبلان لا مفسر علی اربعہ اقوال الاول و ہو حج لم یسمو التفرقة من التعلیل الحج بنا
 التعلیل الفصل من غیر ذکر سببہ اما الحج فلا یقبل لا مفسرین سبب لان الحج یحصل بان مرود فلا یثب
 والقول الثانی عکس القول الاول حکا صاحب المصنوع وغیرہ ونقلہ امام الحرمین فی المرآۃ المفتری
 فی المنحول بتعالی عن القاضی ابی بکر القول الثالث انہ لا یمن کہ سبب العدالہ واجب سحا حکا الخطیب
 والاصولیین القول الرابع عکسہ نہ لا یحج کہ سبب احدہما اذا کان الحاج او المعدل عالم البصر
 و ہذا اختیار القاضی ابی بکر ومن حکا ہ عنہ الغزالی فی المستصفی خلافت ماحکاہ عنہ فی المنحول ما ذکرہ عنہ
 فی المستصفی ہذا لہی حکا صاحب المصنوع الاولی مرود المعروف عن القاضی کما رواہ الخطیب عن فی الکفایۃ
 والقول الاول ہذا الذی نص علیہ الشافعی وقال الخطیب صورا عندنا انتہی لمخصا او مختصا من حج
 میں یقبل التعلیل من غیر ذکر سببہ لا یقبل الحج الا مفسر الاختلاف انکان فی سوجہ ہذا ہو حج لہما انہما
 و ہذا قال الشافعی انتہی او کشف الاسرار شرح اصول نیرودی میں انما الطعن من کثرہ الحدیث فلا یقبل
 مجمل ای ہما بیان یقول ہذا الحدیث غیر ثابت او منکر او ظان منکر الحدیث او ذہاب الحدیث
 او یخرج الیس بعدل من غیر ان نذر کہ سبب الطعن ہو نہ سبب عامۃ الفقہاء او الواحد من تنہی اور من
 الہام تحریر الاول میں مزید کہتے ہیں کہ الفقہاء انہم الحنفیہ والحدیث لا یقبل الحج الا سببہ لا التعلیل
 و یقبل لیتل فیہا مثل لا انہما انتہی اور سبب العلم شرح تحریر میں لکھتے ہیں قائل بلقی الاطلاق

کیوں ضعیف اس میں ہذا طریق و حدہ وحاش لہ فان جماع الاحادیث الضعیفہ میں ہذا النوع
 تقویہ و یوصلہا الی رتبہ الحسن بن ذابل باقل منہ متبیین منزہ من دعی ان جمیع الاحادیث الوازۃ
 فی الزیارتہ موضوعۃ منہما ان سدا سخی من اسد من رسولہ فی ہذا المقالہ التي لم یبقۃ البیہ عالم و کمال
 لاسن ال الحدیث والا غیرہم ولا ذکر احدہم موسی بن ہلال والا غیرہ من رواۃ حدیثہ ہذا بالوضع لا
 بنی ما علمناہ فلیست بمتبرکۃ ان یطریق علی کل الاحادیث التي ہو واحد منہا انہا موضوعۃ ولم یبقۃ ذکر
 عن عالم قبلہ لا ظہر علی ہذا الحدیث شئی من لاسباب المنقضۃ لکم الوضع فمن ارجحہ بکلم بالوضع علیہ
 لو کان ضعیفا فکیف وجہ حسن صحیح انتہی افاد کتب جال میں ان دونو راویوں کی التوثیق ہی
 منقول ہی جرح مبہم کو نقل کرنے اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہی قال جرح مبہم
 اصحاب بصیرت سے نقل کی ہے اور نزدیک محققین کی جرح مبہم اونکی مقبول ہی اور وقت
 جرح و قبیل ترجیح جرح کو مہوتی ہے اسلئے توثیق کو چھوڑ دیا مسلم میں ہے اذا تعارض الحجج و
 التعديل فالنقدیم الحجج مطلقا وقیل للتعديل عند زیادۃ المعدلین انتہی اور مختصر میں حاجب میں
 مسطور ہے الحجج مقدم و قیل للترجیح اور قاضی عضد نے شرح مختصر میں لکھا ہے اذا تعارض الحجج
 والتعديل فالجرح مقدم وقیل بل للتعديل عند تقدم الاصول میں لکھا ہوا فی التحریر المعروف نقد الحجج
 مطلقا ولو کان الجرحون قبل ہو التختار انتہی اور قاضی عضد لکھتے ہیں قال لقاضی البکر کفی الاطلاق
 فی الحجج والتعديل فلا حاجة الی ذکر سبب وقال قوم لا کفی الاطلاق بل یحییٰ کہ سبب قال شافعی
 یکنی فی التعديل دون الحجج وقیل بالعکس قال الامام ان صد عن علم سبب ما کفی الاطلاق فیما لا یملیف
 فیما انتہی اور تلویح میں ہے الحق ان کما جرح ان کان نقۃ بصر بسباب الحجج و مواقع الخلاف مضابطا
 لذلک قبل جرح المبہم الا فلا انتہی اقول اس کلام میں مناقشات میں اول یہ کہ جرح جرح کو ذکر
 کرنا اور اقوال توثیق کو مطلقا چھوڑ دینا خواہ جرح مقدم ہو یا توثیق قطع نظر اسکی کہ غیبت ہو تک
 ستر مسلم بلا ضرورت جو محدثین کے نزدیک محبوب ہے چنانچہ ذہبی میں ان الا عند ال میں ترجیح ابان
 بن زید العطار میں تحریر کرتے ہیں قد اور وہ ايضا العلامة ابو الفرج ابن الجوزی فی الضعفاء و لم
 یدکر فیہ اقوال من نقۃ و ہا من محبوب کما لا یدیر الحجج و سکت عن التوثیق انتہی پس لازم چشم پوشی کا
 اقوال توثیق سے آپ پر یہ تقدیر عائد ہے ان اگر اقوال جرح و توثیق دونو کو ذکر کرتے بعد ان

بہم جو کہ مذہب مختار ہے تعدیل مقدم ہے چنانچہ بحر العلوم شرح مختصر میں تحت قول ابن ہمام کہ
 اذا تعارض الحج والتعدیل فالمرکب فیہ ذمیان تقدیم الحج مطلقاً وہو المختار والآخر التفصیل
 بین تادی المعدلین المجازین لکنہ لکث التفاوت فتبرج الا اکثر الحج کتہہ میں علم ان الشق الاول
 لاینافی علی مختار الا اکثر من عدم قبول الحج بدون بیان اسباب نہی اور ملا علی قاری شرح شرح منجۃ
 الفکر میں لکھتے ہیں محلہ ای محل تقدیم الحج علی التعدیل اذا صدر ای الحج مبینا ای مفسر اس میں عارف
 بالملہ ای الحج لانه ان کان غیر مفسر لم یفید فی من ثبت عدالۃ نہی اور فتح المغیث میں تحت قول
 عافی کی وقد ملوا الحج الخ یعنی تقدیم الحکم بقدم الحج بما اذا فسر اما اذا تعارض من غیر تفسیر فانه
 یقدم التعدیل قال المرئی وغیرہ انتہی اس سے صاف اُضح ہو کہ تقدیم حج او وقت پر وجوب
 حج مقید نہ ہو اور اگر حج و تعدیل دونوں بہم ہوں حج مردود ہو جاوے گی اور تعدیل مقبول کی جاوے گی
 پس شیخ مبہم جو اپنے قول محقق میں روایۃ کی حق میں نقل کیں سب مردود ہیں اور تعدیلات
 جو کلام بہم میں مستطوع ہیں وہ سب مقبول ہیں پیچھے یہ کہ جو قائل ہیں امر کا بھی کہ حج ار باب بصیرت
 اگرچہ بہم ہو مقبول ہے وہ اس امر کا بھی قائل ہے کہ تعدیل بہم ہی ار باب بصیرت کی مقبول
 ہے اور پر غماز ہے کہ بعد لیں کہ جبکہ اقوال کلام بہم میں منقول ہیں ار باب بصیرت میں
 جیسا کہ جاحظین بقول آپ کہ ار باب بصیرت سے ہیں پس اس صورت میں حج کو مقدم نہ کرنا کسر
 کتاب میں ہے ہاں اگر حج بہم ار باب بصیرت کی ہوتی اور تعدیل غیر ار باب بصیرت کی
 ہوتی تو البتہ حج مقبول ہو سکتی تھی افادہ حافظ ابن حجر ان لمیزان میں بعد نقل کلام
 اجماع و عقیدہ کی لکھتے ہیں **قال** اولاً تو حج تعدیل پر مقدم ہوتی ہے پس ابو حاتم و عقیدہ کہ
 اصحاب بصیرت ہیں ان کی حج مقدم ہوگی تا نیا یہ کہ بعد نقل کرنے تو تثنی کے جو کلام خالص
 حدیث مزہار قبری و حجت نہ شفاعتی ہیں ابن حجر نے نقل کیا اس کو صاحب سالہ نے اس
 خیال سے چھوڑ دیا کہ اگر وہی کہیں کے تو اپنے مطلب کے خلاف ہو جائیگا اقول حج کو مقدم نہ کرنا
 حال ہی منکشف ہو گیا تعجب ہو آپ کہ باوجود دعوی مہارت فن حدیث کا بجا حکم تقدم حج کا اور
 قبول حج بہم ار باب بصیرت کا دتیرہ میں او کتب فن کو ملاحظہ نہیں فرماتے کہ ان میں کیا الکلباء اور
 بقیۃ عبارت ابن حجر کے چھوڑ دینے کی وجہ یہ ہے کہ او میں تضعیف بہم عبداللہ عمری مذکور ہے اور حج

فی العداۃ فقط للعلم بمفهوم العداۃ اتفاقا کلمات الجرح فان له سببا باشتی و فیها خلاف فلا یعتبر علی قدس
و نہ اہوند سبب الجہت او ہوا الصح عند المصنف وغیرہ انتہی اس طرح خلاصہ طبعی اور شرح مشکوٰۃ طبعی
اور فتح الباقی وغیرہ میں یہ ان عبارات کو ملاحظہ کیجئے اور اذعان اس امر کا فرمائی کہ عدم قبول
جرح مبہم مذہب بخاری و مسلم و ابوداؤد و اکثر حفاظ حدیث کا یہ اور یہی مذہب خفیہ اور یقین
شافعیہ کا یہ اور یہی صحیح مختار ہے اور اسباب خمس باب میں ضعیف وغیرہ مقبول عند الجہت
میں بغیر وسعت نظری دعویٰ اس امر کا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہر شان علماء ہی نہایت
مستبعد ہے سو ہم یہ کہ تقدیم جرح مبہم باب بصیرت مذہب بعض کا یہ قاضی عصفی نے
اسکو امام کی طرف منسوب کیا اور ابن ہمام اور بن عرائی وغیرہ نے اسکو قاضی ابوبکر کی طرف منسوب
کیا لیکن جو محدثین اسکو مختار نہیں کرتے ہیں اور خلاف صحیح لکھتے ہیں جیسا کہ عبارات سابقہ
سے واضح ہوا وشمس الدین سخاوی فتح المعیث شرح النقیۃ الحدیث میں تحریر کرتے ہیں قال
القاضی الذہبی یقول عندنا ترک لکشف عن ملک ذاکان الجاح عالم کما لا یحب ہتفسار الحدیث

عما بہ ما عنده المذنبی ہذا و اختارہ الخطیب یضاد و لک بعد تقریر القول الاول الذی صوبہ
بالجملۃ فہذا خلاف ما اختارہ ابن الصلاح فی کون الجرح لمبہم القبول انتہی اور کجہ العلوم شرح تخریر میں
لکھتے ہیں قائل بکفی ضمیمہ الاطلاقات من الجاح ذمی بصیرۃ و ہوند مذہب القاضی علی مایقین تخریر علماء
مقام بیانہ وجوابہ فی الجرح ما تقدم من الاختلاف فی الاسباب فیجوز ان یرفع ہمس قاداتا قاداتہ
لانیا فیہ العلم والعداۃ فانہ انما یقبح حسب مذہب انتہی اب ہم آپ سے ہتفسار کرتے ہیں کہ آپکو
موافق جمہور کے فتویٰ دینی پر اصرار ہے جسے کہ باب زیارت میں قول احتجاج کو جمہور کی طرف
منسوب کر دیا اور اکیسیر فتویٰ دیدیا اور باب جرح میں قول جمہور کو جوڑ دیا اور مذہب بعض
کہ جسکا جمہور جواب دیتے ہیں اور محدثین کرتے ہیں اسطے اصلاح اپنے کلام کے اختیار کر لیا
پس اب زیارت میں قول جمہور کماں سے پیدا کیا اور باب جرح میں قول جمہور کو سطر چلا گیا
ان نڈا لکھتے عجاب چہاں ہم یہ کہ تقدیم جرح بوقت تعارض جرح و تعدیل جو آپ نے مسلم اور مختار
وغیرہ سے نقل کیا ہے اولین آپکو بڑا اشتباہ واقع ہوا ہو جسے کہ یہ حکم اس مذہب
پر ہے جس میں جرح مبہم مقبول ہوتی ہے نہ جمیع مذاہب پر اور بر تقدیر عوام مقبول جرح

ابی عمر المدنی کے سبب وایت مالک کی ہو چنانچہ تہذیب الکمال میں ہے وقال ابن عدی لا بأس بہ
لان مالک راوی عنہ ولا یروی مالک الا عن صدوق ثقة انتہی اور صحاح و تحت قول عراقی کہ و لیس تعدیل
علی القول الصحیح روایت العدل لکھتے ہیں ہذا لکھ قال اکثر العلماء من المحدثین القول الثانی انہ تعدیل
مطلقا والقول الثالث التفصیل فان علم انہ لا یروی الا عن عدل کانث وایتہ عن الراوی تعدیل
والافلا و ہذا ہو الصحیح عند الاصولیین کالسیف الادی وابن الحاجب وغیرہما بل مذہبنا لیس بجمع
من المحدثین والیسبیل الشیخین وابن خزمیہ فی صحاحہم والی کم فی مستدرک انتہی اور یہی لکھتے ہیں کہ ابن
لا یروی الا عن ثقة الا فی النادر الامام احمد وثقی بن مخلد و شیخان بن حرب و شعبۃ و اشعثی و غیرہ
بن مہدی و مالک و یحیی بن سعید یقطان انتہی اور شیخ الاسلام ثقی الدین ابن تیمیہ نے بھی تصریح
اس امر کی کہ اگرچہ احمد غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے تو چنانچہ سبکی شفاء الاسقام میں تحریر کرتے
ہیں قد صحیح الخصم مذکور فی الكتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری قال ابن القائلین بالجرح
والتعدیل من علماء الحديث نوعان منهم من لم يرو الا عن ثقة عندهما مالک و شعبۃ و یحیی بن سعید
و ابن مہدی و احمد بن حنبل کذا کہ البخاری و امثالہ و قد کفانا الخصم ہذا الکلام مؤتہ تبیین ان
احمد لا یروی الا عن ثقة و لا یبقی نہ مطلع فیہ انتہی اور امر ثانی کا جواب یہ ہے کہ روایت حدیث کو
سبب الدعوی سے ہونا یا عبد اللہ عمری سے ہونا مختلف فیہ ہے لیکن سبکی نے روایات بہیقی و دار
سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ روایت عبد اللہ عمری سے ہے جیسا کہ عبارت اوکی سابقا منقول ہو
اور یہی سبکی نے تحریر کیا ہے و رواہ عن موسی بن ہلال غفرلہ جماعۃ منهم جعفر بن محمد قال القلی
فی کتابہ حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی حدثنا جعفر بن محمد حدثنا موسی بن ہلال عن عبد اللہ
عن نافع عن ابن عمر فروعا من ابن ارقبری و حبیب بن شافعہ فی ہذا رایتہ فی النسخۃ عبد اللہ
محمد بن اسمعیل بن سمرۃ الاعمشی اختلف علیہ فروی عنہ یصفہ اکمار و اہ غیرہ و روی عنہ کبار و کذا
قالہ ابن عدی فی الکامل و کذا لکھتے الی عثمان بن محمد بن مکہ انہ قرأ علی الحافظ یحیی بن علی بن
الفضل قرأ علیہ القاضي ابو القاسم حمزۃ الخزدی قال اجزنا ابو عاصم السمری انہ لک جماعۃ من
عند ابنہ ابو ابراہیم الخلیل اجزنا یحیی بن ابی ابراہیم احمد بن عبد اللہ اجزنا عبد الرحمن بن ابی حاتم
حدثنا محمد بن اسمعیل الاحمسی حدثنا ابو موسی عن عبد اللہ و مرض الحافظ یحیی بن علی القرظی ہذا

مبہم مقبول نہیں اور یہی اس میں حدیث مذکور کو منکر لکھا اور نکات منافی حسن کے نہیں ہو پس
 اس عبارت کے نقل کرنے کی کیا ضرورت نہی قال اس عبارت سے چند امور ثابت ہو گئے اول یہ
 ابن قطان نے کہا کہ حق یہ ہے کہ موسیٰ بن ہلال کی عدالت ثابت نہیں ہوئی اور واقطنی نے کہا
 کہ وہ مجہول ہو دو قسم یہ کہ روایت مذکورہ عبد اللہ بن مسعود سے ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے
 نہ عبد اللہ بن مسعود سے معلوم یہ کہ عبد الحق کا تعقب ابن القطان نے کیا ہے چار قسم یہ کہ ابن خزیمہ
 اور دولیل نے اس حدیث کو منکر جانا ہے اقول اعرف لرجال بالحق بالحق بالرجال والظن
 الی ما قال ولا نظر الی من قال یتبع موجود عبارت ابن حجر سے ثابت ہوئے آپ کو مفید ہیں اور نہ صاحب کلام
 میرے مفسر کیسے امر اول اس واسطے کہ یہ ابن القطان پر جامع ہو ہی معلوم نہیں کہ کون ہی علاوہ یقین لکھا ہے
 مؤلفین کو قول ابن القطان کتب مسموع ہو گا اور نیز ان میں لیکل بن قطان کو جواب جرح میں ست گاہ نام لکھ کر
 جرحین اکثر سے نہیں کہیں میں ہیں ابن قطان دیگر کا قول مقابلہ جم غفیر کے کیونکہ مقبول ہو گا نیز اللہ عادل میں جنہیں
 ابن سلم میں ہے قال ابن القطان لا یعرف له حال تلمذ لم اؤثر هذا النوع فی کتابی ہذا لان ابن القطان
 یتخلل فی کل من لم یقل فیہ امام عاصم وکمالہ لرحل او اخذ عن عاصم و ما یمل علی عدالتہ فی اصحابہ
 ہذا لہذا کثیرون ما وضعہ احد ولا ہم بجاہل انتہی اور یہی ترجمہ مالک مصری میں لکھتے ہیں
 قال ابن القطان ہومن لم یشہد عدالتہ یریدانہ مانص احد علی انہ لفقہ وفی رواۃ الصیح حد کثیرا
 علمنا ان احد وثقہ انتہی پس معلوم ہوا کہ قول ابن القطان کا موسیٰ کو حق میں لم یشہد عدالتہ کہہ کر
 نہیں کرتا ہے اور واقطنی کا مجہول کہنا محض غلط ہے جو کہ موسیٰ بن ہلال سے سات نقادوں نے کہ
 ان کو امام محمد میں روایت کرتے ہیں اور حیات دو شخص کی روایت مرفوع ہو جاتی ہے جیسا کہ ابن
 عبد البر مستند کا شرح موطا میں آئے کہ الوضوء مما مست النار میں لکھتے ہیں زعم قوم ان عبد الرحمن
 بن زید الانصاری مجہول و ہذا محال من قالہ لان عبد الرحمن ہذا ہو عبد الرحمن بن زید بن عقبہ بن
 کریم الانصاری و قد مدی عنہ رجال کہا موسیٰ بن عقبہ و بکسر بن الشیخ و عمرو بن یحییٰ و اساتذہ بن
 زید اللیشی و من روی عنہ ثلاثہ وقیل انہ لیس مجہول انتہی اور طوسیے توثیق و تعریف موسیٰ
 اسبقہ کافی ہے کہ امام احمد نے نہ غیر ثقہ ہی روایت نہیں کرتے ہیں اوشے روایت کہ ابو درجہ اس
 جو غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے کسی موسیٰ سے تبدیل ہادی بدل ہے اس سے کہ ابن عدلی حلیل ہے

موسیٰ بن ہلال سے اخذ کیا ہے **اقول** یا ایہ الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من النطن ان بعض النطن ثم
 جس نسخہ سے صاحب کلام مرہم نے نقل کیا اوس میں ایسی عبارت تھی جیسے منقول ہوئی
 اگر وہ غلط ہو تو کچھ صاحب سائلہ کو ضرر نہیں ہے اور غلط ہونا اوس کا ایسا اثر نہیں ہے کہ وہ اس
 بالفرض التقدير کیا جاوے **قال** ثم یہ کہ سبکی نے جو عبد اللہ مصغر کو ترجیح دی ہے اوس کا
 جواب لسان النیران میں بخوبی ظاہر ہو گیا **اقول** لسان میں ابن خزمیہ سے نقل کیا شبہ
 ان کیوں نہ ہاں حدیث عبد اللہ اور دارقطنی اور عقیلی کی روایت سے عبد اللہ نقل کیا
 یا انکہ سبکی نے نسخہ معتمد سے روایت دارقطنی و عقیلی سے عبد اللہ نقل کیا اور اس
 امر کا کسی کو انکار نہیں کہ بعض طرق اس حدیث میں عبد اللہ واقع ہو گئے تھے ترجیح میں ہے **قال**
 ششم سبکی جو لکھتا ہے و منهم محمد بن اسمعیل بن سمرہ و اختلف علیہ عمل کلام ہے کیونکہ اوپر معلوم
 ہوا کہ ابن خزمیہ نے بلا واسطہ محمد بن اسمعیل سے عبد اللہ مکرر روایت کیا ہے اور ایسا ہی ابن
 عدی نے بواسطہ محمد بن موسیٰ حلوانی کے پس معلوم نہیں کہ سبکی کہاں سے ابن سمرہ پر اختلاف
 بیان کرتا ہے **اقول** من علم حجة علی من لم العلم عبارت سبکی یہ ہے و منهم محمد بن اسمعیل بن سمرہ
 و اختلف علیہ فروی عنه صفحہ اکراد و غیرہ اخیر تا مذکور عبد المؤمن و غیرہ اذنا عن ابی نصر
 علی بن الحسن الحافظ اخبارنا اسمعیل بن محمد بن الفضل الحافظ اخبارنا احمد بن علی بن خلف اخبارنا
 ابو القاسم بن حبیب اخبارنا ابو بکر احمد بن نصر بن بکار البخاری اخبارنا ابو عبد الرحمن عبد اللہ
 بن عبد اللہ حدیثنا محمد بن اسمعیل الگسی عن موسیٰ بن ہلال عن عبد اللہ و روى عنه کبر **قال**
 چارم سبکی نے جو یہ کہا و تخیل ان موسیٰ مع من عبد اللہ استار و عبد اللہ حبیبنا ابن حنبل نے کہا
 احتمال کو بعد نقل کے رو کیا ہے حیث قال تخیل ح ان یقال انه کان عن موسیٰ عن الاخوان
 و عبد اللہ و قد یسئل بعض الفقهاء الی ترجیح مثل ذلک و قد یقال انما یفعل مثل ذلک فی مشہور
 بالخط الاول لسان فاما مثل موسیٰ بن ہلال فیتوقف فی ذلک انما قواہ ہنا ما حصل
 من متابعہ مسلم بن سالم و الظاہر الذی یقوی فی انفسنا نہ عندہ عن عبد اللہ **اقول**
 سبکی اس امر کا جزا مدعی نہیں ہے کہ موسیٰ نے دونوں سے روایت کی بلکہ احتمال بیان کرتا ہے
 اور یہ احتمال کلام ابن حبان سے مرفوع نہیں کہا ہوا ظاہر میں ادنیٰ تدبر **قال** ششم سبکی نے

و ذکر ان الصواب عبید اللہ و اسے فی تاریخ ابن سبک الخطیبانی عبد اللہ المحفوظ عن ابن ہریرہ علیہ السلام
 و قال بن عدی فی الکامل فی ما انبأنا جماعة بالاسناد المتقدم الی عبد اللہ صرح فی ما انبأنا لفظہ و انہ
 یرجح ان یكون عبید اللہ لفظا فر و آیات عبید بن محمد کلہا و بعض آیات ابن ہریرہ و ما مسندہ
 من متابعہ سئلۃ البہمنی موسی بن ہلال انتمی یخصا و یرتقد یرسلیم اس امر کے کہ روایت حدیث مذکور
 عبد اللہ سے ہی بھی کہ فیہ نہیں اس واسطے کہ یک طائفہ نقاد فن نے توثیق اس کی کی نہیں خرچ
 دوسرے خائفہ کی مقبول نہو گی چنانچہ سبکی تحریر کرتے ہیں علی ان عبد اللہ الکبیر موسیٰ لم یسلم متروک
 بغیرہ و قال احمد صالح و ابو حاتم راہیت احمد بن حنبل یحسن الثناء علیہ قال یحییٰ بن معین لیس یا یلتبیا
 حدیثہ و قال ابن نافع صالح و قال بن عدی لابن سعد بن و قال ابن حبان کان من غلب علیہ اصلا
 حتی غلب عن ضبط الاخبار و وجودہ یحفظ الآثار لقیس الناکیر فی روایتہ فلما تخش خطاؤہ استحق التبرک
 و ہذا الکلام من ابن حبان بغیر فاک نہ تم تکلم فیہ لہرح فی نفسہ و انما ہو لکثرة غلطہ و اما حکمہ بخقاق التبرک
 فمخالف لاخراج مسلم لہ فی التالیفات و لیس ہذا الحدیث فی منطتہ ان محصل فیہ التباس علی عبد اللہ
 لانی سندہ و لانی مستند فانہ فی نافع کما سبق و من الحدیث فی غایۃ القصر و الوضوح فاحتمال خطا
 فیہ لبعید و الرواۃ جمیعہم الی موسی بن ہلال ثقات نہی و اور امر ثالث کا جواب یہ ہے کہ تعاقب ابن
 قطان کا عبد الحق کے سکوت کا اس پر بھی کہ ان کے زعم میں موسی بن ہلال ضعیف ہی نہیں جب اس کو
 کی توثیق عبارات سابقہ ثابت ہوئی اور کا تعاقب کیا نہ کر گیا اور امر ثالث کا جواب یہ ہے کہ محمد
 حکارت قاض نہیں کما تم تفضیلہ افاد اور وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ بن علی الخ قال فی مقام
 پر کلام ہی بخیر و وجہ اول یہ کہ یہاں پر صاحب سالہ نے بظن غالبہ تخریص کی ہے اس نظر سے
 کہ ظاہر ہو کہ یہ اسناد موسی بن ہلال سے خالی ہے لکتاب ہی دروہ جامعہ موسی بن ہلال شہم
 جعفر بن محمد حدیثا محمد بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا و رجال آئکہ اصل عبارت ہون
 ہو گی و رواہ جامعہ غیرہ عن موسی بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا شہم جعفر بن محمد المرزوقی
 حدیثا موسی بن ہلال عن عبید اللہ مصغرا لکرونی کہ شاید اوس نسخہ میں جس سے صاحب سالہ
 ناقل ہے عبارت اسی طور پر جو جواب و سکایہ ہے کہ اگر بالفرض اوس نسخہ میں ایسا ہو تو وہ نسخہ
 محض غلط ہے کیونکہ عبارت لسان ہی صراحتہ ثابت ہو کہ جعفر بن محمد و محمد بن اسماعیل نے اس کو

بغیر بیان سبب مروی **قال** اور متابعت ظاہر متابعت سلم بن صالح جیسی کی مراد معلوم ہوتی ہے پس جب تک سلم کا اون لوگوں میں جو مؤثر ثابت نہ ہو جائی خلی متابعت معتبر ہوتی ہے تب تک یہ متابعت مفید نہیں کہتی کیونکہ ابن صلاح مہول حدیث میں لکھتا ہے کہ ہر شخص لائق اسکے سننے کا ہو سکی متابعت معتبر ہوا **قول** متابعت مانع فیہ میں فقط نکارت اور فقر و موسی کی دفع کیوں معتبر کی جاتی ہے نہ واسطے توثیق حدیث کی کیونکہ موسی خود ثقہ ہے اور حدیث اس کی صحیح میں ہے اور متابع کو مطلقاً ثقہ نہ ہو مگر محض بلکہ جو راوی کہ شہم بالکذب ہو اس کے متابع کو قوی نہ ہوتا ہے اور جو راوی کہ شہم بالکذب ہو بلکہ محض روح لضعف حفظ یا اضطراب وغیرہ ہو اس کا متابعت ہی اگر مثل اسکے ہوگا اس کی متابعت واسطے تقویت حدیث کے کافی سمجھی جاتی ہے بخلاف نفع

الغیث میں لکھتے ہیں تقدم فی فقرہ حسن بغیرہ ان الضعیف الذی ضعفہ من جہت قلة حفظ یا وجہ و كثرة غلط لاس من جہت اتہامہ بالکذب داروی مثله بند آخر نظیرہ فی الروایۃ ارفع الی درجۃ الحسن زیروں عنہ ناجات من ہو حفظ الراوی و لیتقد کل منہا بالآخر انتہی ہاوی کو جو کچھ لوگوں نے مجموع کیا ہے انہوں نے سبب حفظ و اضطراب ہنا و عدم متابعت وغیرہ کی مجموع کیا اور کسی نے اس کو شہم بالکذب نہیں بنا یا استیلاج اس کا اگر درجات صحیح تک نہ پہنچا ہو بلکہ مثل اس کی سہو حفظ وغیرہ میں ہو اس کی متابعت بھی مقوی حدیث ہوگی علاوہ یہ کہ مسلمہ کے حق میں ان المیزان میں میں ثبوت لکھا ہے اور ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ثقات میں داخل کیا پس مسلمہ کے حق میں صحیح ہم و تعدیل متعاض ہوئے فی مقدم التعديل و المخرج لما سابقا فاذا اور بی فی فاء الوفا میں ہے روی الزائر بن طریق عبد اللہ بن برہم الغفاری حدثنا عبد الرحمن بن بیدع بن عمر فروعا **قال** اولاً عبد اللہ بن برہم اور عبد الرحمن بن بیدع لسان و منہ ہو گیا ثانیاً نیز یہ شریعت میں قوم ہے عبد اللہ بن برہم نسبہ ابن حبان کی وضع الحدیث اور نیز ان میں یہ نسبہ حبان الی انہ فی حدیث وقال ابن عدی عامۃ یروہ لا تابع علیہ الخ اور عبد الرحمن بن زید کی یہ نسبت تنزیہ الشریعت میں لکھا ہے **قال** الحاکم روی عن ابی یزید موصوفۃ الخ **اقول** سبکی فی شفاء میں لکھا ہے عبد اللہ بن برہم مول الغفاری روی لہ ابو داؤد و الترمذی وقال ابو داؤد و ترمذی الحدیث وقال ابن عدی عامۃ یروہ لا تابع علیہ الثقات وقال الزائر

جو یہ کہا کہ امیر کا قول صحیح ہے اور اس کا یہ کہ تہذیب الکمال غیر وہی نہیں لکھا ہے کہ امیر کا قول صحیح ہے
فی الاسناد وینالغ وکان یحیی بن سعید یضعف الخ اقول حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں
عبد اللہ کی توثیق کی ہے بہت اقوال نقل کیے ہیں قال ابو طلحہ عن احمد لاباس بہ قدر وی عنہ ومن
لیس مثل الخیہ عبد اللہ وقال ابو حاتم رایت احمد بن حنبل الثناء علیہ وقال عثمان الدارمی عن
ابن عیینہ یصلح وقال ابن ابی مریم عن ابن عیینہ یسیر باس کتیب حدیثہ وقال یعقوب بن شیبہ ثقہ صدوق
فی حدیثہ اضطراب وقال ابن عدی لاباس بہ فی روایۃ صدوق وقال العجلی لاباس بہ وقال ابن عساکر
الموصلی یلم تیر کہ اصل الدارمی بن سعید ورمو انہ اخذ کتیب الخیہ عبد اللہ فرواہا واوردہ یعقوب بن شیبہ
فی سندہ حدیثاً فقال ہذا حدیث حسن الاسناد وقال فی موضع آخر ہو رجل صالح مذکور بالعلم والصلاح
بقول ابن عیینہ فیہ صلیح انما حکا عنہ اسحق واما الدارمی فقال عن ابن عیینہ صالح ثقہ انتہی المختصا
پس یہ سب اقوال تعدیل کے جوارب بصیرت سے منقول ہیں جرح بہم پر مقدم ہونے کے کما تر تفصیلہ اور اگر
ایسی جرح بہم مقدم ہو کرے تو بہت مسائل شرعیہ میں خلل واقع ہو جائیگا ملاحظہ کیجیے کہ حدیث
قاتلین کہ تحقیق اس کو صحیح لکھتے ہیں اور حدیث لا تغفلوا الا بغتۃ الکتاب کہ محدثین اس کو متنبہ
ہیں ان دنوں کی سندوں میں محمد بن اسحق واقع ہو اور اس کی شان میں کتب رجال میں کیا اختیار
دار و دیگر چونکہ اقوال توثیق اور کفر حق میں واقع ہیں اور اقوال جرح بہم غیر موجبہ میں اسوجہ جرح
کا اعتبار نہیں کیا گیا اور حدیث المار بطور لا یجنبہ شی الاما غیر لونه او طعمہ اور یحی ارباب تحقیق کو نزدیک
حسن بر حال انکار اس کی سند میں شک نہ ہو واقع ہو علیٰ ہذا القیاس بہت احادیث کہ صلیح سند میں ہا
بہم بختان میں مروی ہیں اور سند مذکور کہ کبار میں ان کی سند میں مجروح واقع ہیں بلکہ اگر ایسی ہی ہا
اعتبار جرح مخرج ہو جائے تو خود امام الحدیث نجاشی پر جرح واقع ہو گئیں پس جرح کو مقدم کرنا لازم
شریک اور دین میں فساد واقع ہو جائے گا قال ششم یہ کہ سبکی نے جو یہ کہا واما بعد قول ان
عدی فی ہوی ووجود شایع فاذ یقین قبولہ جوابا سکا یہ کہ کہ قول ابن عدی معارض ہی ساتھ
قول ابو حاتم و عقیلی و اقرطبی وابن قطان کے علاوہ اسکے جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہا قول
نہ جرح بہم مذکور ہا اکثر فقہاء و محدثین مروی ہوتے اور تعدیل اور پر مقدم ہوتی ہا پس ہوی کے
حق میں قول محدثین کا مثل ابن عدی غیر کے مقبول ہا اور قول جرحین کا اگرچہ عدد کثیر ہوں

الشيخ ابو محمد بن کتاب بن عیینہ نے قال ہو ملک بن انس عن عبد الزراق انه قال هو العمري الزاهد
 وهو عبد الله بن عمر بن حفص بن غصم بن عمر وقال لمظهر اراو بالعمري عمر بن عبد العزيز والصحيح ما رواه
 الترمذي وذكرني المثنى لان بن عبد العزيز بن ابي الشام انتهى او ملا علي قاري مرقاة المفاتيح شرح
 مشكوة المصابيح میں تحت وشلہ عن عبد الزراق کی لکھتے ہیں قال الطیسی نے مخالف لمانی شیخ الشيخ
 التورستنی کہا سیاتی وان اریدہ طائفة ایاہ قبری وشلہ تتمہ الکلام سابقون وابتدء لقراءة عبد الزراق
 تامل فقلت ویکون ان یکون عنه قولان ايضا انتهى اور عبد ایک سطر کے لکھتے ہیں قال التورستنی
 ذکر الشيخ ابو محمد بن کتاب بن عیینہ انه مالک عن عبد الزراق انه قال هو العمري الزاهد وهو عبد الله
 بن عمر بن حفص بن غصم بن عمر وقال لمظهر اراو بالعمري عمر بن عبد العزيز والصحيح ما رواه الترمذي
 قال الطیسی وقال بن ملک راوہ عمر بن عبد العزيز الخليفة قبل العمري شبة الى عمر بن الخطاب بن
 ابن بنته وبن عبد الله بن عمر بن حفص بن غصم بن عمر كان من العلماء السلفين انتموا ان عبارت
 واضح ہو کہ بعض نے عمر کی کہ جسکو عبد الزراق اور سفیان نے مصداق حدیث ابو شبلہ لکھا ہے
 بنایا ہے مراد عبد الله بن عمر العمري جو راوی حدیث من زرار قبری حبیبہ، شفا عی بن لیا ہے
 اور بعض نے عبد العزيز عمري کو تجویز کیا اور بعض نے عمر بن عبد العزيز لکھا ہے طائفة اولی کے قول
 توثیق عبد الله عمري کے ثابت ہوئی **افاد** عبد الله بن عمر العمري کے توثیق سابق سیران
 اصہ کاشف اور وفاء الوفا سے منقول ہو چکی **قال** تقریب وجامع ترمذی اور کلام امام احمد
 بن سعید اور علی بن المدینی اور یعقوب بن شیبہ ورنسالی سے ضعف اسکا یہی ثابت ہوا اور حج
 تعدیل پر مقدم ہوتی ہو **قول** قریش اس کے کلام امام احمد و یحییٰ بن محمد بن و ابو حاتم راہ بن عدی
 اور راوی اور یعقوب بن شیبہ اور علی اور ابن عمار وغیرہ ابوی معلوم ہو چکی اور تعدیل جمع بہم مقدم
 ہوتی ہے **قال** مخفی نہ کہ بہ تمام بر صاحب راہ نے مسلم بن مسلم جہنی کی توثیق مطلق نیز
 کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا غیر ثقہ ہونا تسلیم کر لیا **اقول** چونکہ حاجت توثیق سلمیٰ
 ترمذی جیسا کہ سابق گذر چکا لہذا کلام بہم میں توثیق کو ذکر نہ کیا اور اس سے تسلیم کر لینا لازم نہ
 آتا **افاد** اس حدیث کی حسن میں کسی حدیث کا شبہ نہیں ہے **قال** اس حدیث کی رفاہ
 میں سلمیٰ بن مسلم جہنی موجود ہے اور اسکا ضعف صاحب راہ نے ہی تسلیم کر لیا ہے اس حدیث کو

بعد وفاتی کان کن زارنی فی حیاتی اور سند طبرانی یہ ہے حدیث الحسن بن سہم استری حدیث ابو یوسف
 حدیث حفص بن ابی داؤد عن لیث الخ اور سند ابو یعلیٰ یہ ہے حدیث ابوالبیح حدیث حفص بن ابی
 داؤد الخ اور سند ابو احمد بن عدی صاحب کمال یہ ہے اخیرنا الحسن بن سفیان حدیث علی بن حجر
 و حدیث عبدالمعبد بن محمد النبوی حدیث ابوالبیح الزہری قال علی حدیث حفص بن سلیمان قال
 ابوالبیح حدیث حفص بن ابی داؤد قال اعز لیث الخ اور سند ابن عساکر یہ ہے اخیرنا الخلال اخیرنا
 ابراہیم بن منصور سلمی اخیرنا ابوبکر المقرئ اخیرنا البوسعدی الفضل بن محمد بن ابراہیم الجندی حدیث
 سلمہ حدیث عبد الزراق حدیث ابوعمر حفص بن سلیمان الخ اور دوسری سند ابن عساکر یہ ہے اخیرنا
 ابوالقاسم اسمرقندی اخیرنا ابوالقاسم اسمعیل بن سعدہ اخیرنا حمزہ بن یوسف اسلمی اخیرنا ابوالاحمد بن
 عدی اخیرنا الحسن بن سفیان حدیث علی بن حجر حدیث حفص الخ اور تیسری سند ابن عساکر یہ ہے
 اخیرنا ابوالقاسم اخیرنا ابوبکر البیہقی اخیرنا علی بن احمد بن عبدان حدیث احمد بن عبد حدیثی محمد
 بن اسحق حدیثا بجا حدیثا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند بیہقی یہ ہے حدیث عبدالمعبد
 بن یوسف اخیرنا محمد بن قحطاط حدیثا الفضل الجندی حدیثا سلمہ حدیثا عبد الزراق حدیثا
 حفص الخ اور سند ابن نجار صاحب الدرۃ الثمینیۃ فی اخبار المدینۃ یہ ہے ابننا عبد الرحمن بن
 اخیرنا الفضل الخافط عن علی النقیہ نبانا ابوالقاسم الازہری اخیرنا القاسم بن حسن حدیثا الحسن
 بن اطیب حدیثا علی بن حجر حدیثا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند ابن خوری شیر الغرمی
 الی الاثر لا کان بن یہ ہے حدیثا ابوالفضل عن ابی علی انبانا ابوالقاسم اخیرنا القاسم بن حسن حدیثا
 الحسن بن اطیب الخ اور ابوالعلی کی سند یہ ہے حدیثا یحییٰ بن یوب حدیثا حسان بن ابراہیم حدیثا
 بن سلیمان عن کثیر بن یزید عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد الخ اور تقی الدین سبکی نے بعد ذکر
 کرنے اپنے ہانید کی طرف ان محیثین مذکورین کی حفص کے توشیح کی تحقیق پہنچ کی ہے
 عبارت اوکلی یہ ہے اما کوں حفص بن سلیمان لقاری العامری ہر حفص بن ابی داؤد و فلک نک
 قال النجاشی ابن ابی حاتم وابن عدی وغیرہم و اما کوں ہولہ اوی لہذا الحدیث فلک نک قال ابن
 عدی وابن عساکر و ہذا راویہ البیہقی موطا بن ابی الذہن لکان بن جہان فی کتاب الثقات و ذکر
 ما لقی فی التوفیق فی فلک نہ قال حفص بن سلیمان البصری المقرئ یروی عن ہنات سنۃ

سن بلکہ صحیح کمال تمام تعجب ہے **اقول** یہ حکم قطعی فخر ہے جس جملہ سے صاحب کلام مہر کی تسلیم معلوم ہوئی ہے اور سکوت تو شیعہ مسلمہ سے بوجہ موجب واقع ہو چیا کہ اس ہی گزرجکا اور حدیث کی مطلق حسن نے میں ثقہ ہونا راوی کا شرط نہیں ہے چنانچہ زین عرائی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں

تقدم ان الحسن لا یشترط ثقیۃ رجالہ بل اذا کان فہیم من لم یشتم بالکذب وروی عن وجہ آخر کان حسنا علی شرط المتقدمۃ وغیرہم اعم من ان یکون ثقہ او ستور انتہی وشیخ المغیث میں ہوا مطلقاً

فوالذی اھل سندہ بالصدق الضابط المتقن غیر تامہا وبالضعیف بما عد الکذب ذم اعتضد خلوعا عن الشذوذ والعلۃ انتہی پس اگر عدم ثقہ ہونا مسلمہ کا مسلم ہی ہو حدیث کی حسن نے میں کو یہ قبیح یز ہوگی جب تک کہ او کا شتم بالکذب ہونا ثابت ہو اور اس حدیث کی مثل جسکو مسلمہ نے روایت کیا ہے دوسری طرح سے بھی مروی ہے اور اس میں سوا سی بیام ایک وی کی کو بھی دخل نہیں ہے چنانچہ جبکہ لکھتے ہیں قال بھی الحسینی فی اخبار المدینۃ حدثنا محمد بن یعقوب حدثنا عبد اللہ بن داود عن رجل عن محمد بن عبد اللہ عن ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من فی المدینۃ زائر الی وجب لہ شفاعتی یوم القیامۃ وروایت فی احد الحدیثین باعث آئنا انتہی اور محدثی لکھتے ہیں محمد بن یعقوب ابو عمر الزبیری المدنی صدوق وعبد اللہ بن ہب ثقہ وکبر بن عبد اللہ کان لمزنی فتوابعی جلیل فیکون مسلان کان یکبر بن عبد اللہ بن الربیع الانصاری فتوابعی انتہی افا و عبارت منہ ان میں یہ ہے قال عبد اللہ بن احمد عن بیلہ مترک الحدیث فمذہ رواۃ ابن ابی حاتم واما رواۃ ابی علی الصدوق عن عبد اللہ عن بیلہ قال صالح الخ قال اس مقام پر عبارت منہ ان لفظ بلفظ نقل کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود نقل روایات جمع ہے اور روایت توشیح اسلے منقول نہیں ہوئی کہ جمع تعدیل جمع ہوتی **اقول** فقط روایات جمع نقل کرنا سیویں شرا و عرفا و جمع کو مقدم کرنا خلاف جمہو محمدین ہے جیسا کہ تفصیل او کی گزرجکی قال او حصص بن سلیمان کی نسبت منہ ان الاعتدال میں لکھا ہے وکان ابن ابی ہاشم الحدیث الخ **اقول** حدیث من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی حیاتی کو اجلہ محدثین نے ہسانید متعددہ سے روایت کیا دارقطنی انور سنن میں لکھتے ہیں حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز حدثنا ابو الربیع الزبیری عن حفص بن ابی داؤد عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حج فزار قبری

میں لکھا ہے قال ابو زرعة لیں وقال احمد بن صالح ضعيف وقال يحيى بن معين ليس بشي الخ
 اقول ان جرح مہمہ کے معارض اقوال تعدیل موجود ہیں میزان الاعتدال میں ہر حال
 احمد صالح الحدیث وروی عثمان بن سعید عن يحيى قال ثقة وقال ابن عدا حاد يث ارجوان
 تكون شقيقته انتهى اور کاشف میں ہے کثیر بن شظير الازدي البصري عن مجاهد وطائفة
 وعنه عبد الوارث وطائفة قال ابو زرعة لیں قال احمد وغيره صالح الحدیث انتهى قال او
 طبرانی نے کثیر اور واسط میں اس سناد سے روایت کیا ہے احمد بن رشدین عن ابیہ
 عن الليث بن بنت الليث بن ابی سلم قال حدثتني جدتي عايشة بنت يونس امرأة الليث
 عن ليث بن ابی سلم عن مجاهد عن ابی عمر اس سناد میں احمد بن رشدین ہے اور اسکی نسبت
 میزان میں لکھا ہے قال ابن عدی کذبہ الخ اور بھی سہین رشدین ہے اور اسکی ترجمہ تین کمال
 میں کہا قال ابن معین ليس بشي الخ اقول تہذیب الکمال میں بہ نسبت رشدین کے
 یہی لکھا ہے قال الميوني سمعت ابا عبد الله يقول رشدین بن سعد ليس يالی عن يرو
 عنه لكنه جل صالح قال ثقة الليث بن خارجة وكان في المجلس فتبسم ابو عبد الله وقال ليس
 به بأس في احاديث الرقاق وقال البخاري سئل احمد عنه فقال ارجوانه صالح الحدیث اور حفظ
 عبد العظيم المنذري كتاب الترغيب والترهيب میں لکھتے ہیں رشدین بن سعد قال احمد ارجوان
 صالح الحدیث وحسن الترمذی انتهى قال اور ابوس میں راوی لیث بن ابی سلیم ہے اور اسکی
 بہ نسبت تہذیب میں مرقوم ہے قال النسائي ضعيف الخ اقول ضعف لیث کا یہ ہے
 انجبار اور اسکا بسبب متابعات کے ہو سکتا ہے اور اقوال تعدیل بھی اسکی حق میں موجود ہیں کا
 میں ہے لیث بن ابی سلیم فیہ ضعف یسر میں سوء حفظہ وکان ذاملاً وصیام وعلہ کثیر انتهى
 اور کتاب الترغیب والترہیب میں ہے لیث بن ابی سلیم فیہ خلاف وقد حدث عنه الناس قال
 الدارقطني كان صاحب سنة انما انكر و اعليه الجمع بين عطار و طاووس و مجاهد و وثقة ابن ميم
 في رواية انتهى افاد تو فقی اس حدیث کی کہ معنی متحد ہو ساتھ حدیث من حج ولم يزرني فقد
 جفائي کے الخ قال او لا متحد المعنى هو ان دون حدیثوں کا غیر مسلم ہے کیونکہ ایک میں
 لفظ سبعة موجود ہے اور دوسرے میں یہ لفظ نہیں اقول پر ظاہر ہے کہ حسین لفظ سبعة میں

من حج ولم يزرني فقد جفاني انما هو لبيان الاول لان ترك الزيارة ممن حج وقد قرب من المدينة
 اقم من تركها ممن لم يحج وما ذكر لبيان الاول لاسفهم له وح فيكون المعنى من لم يزرني فقد جفاني
 واذا اقرر ان هذا معناه فلا يفر منه ان من زاره ثم حج ولم يزره مرة اخرى بعد حجه انه جفاه نعم وقد
 من قولهم الاتي اول الفصل الرابع اذا انصرف الحاج الخ انه ليس بكل حاج اذا انصرف من حجه بليد
 او غيره ان يزره عقب كل حج وان الزيارة تتاكج ولا ينافي هذا ما قدمته اولاً بل هذا على الاول
 وتركه لاجفائه بخلاف ترك السنة التي هي الزيارة مثلاً من اصلها فانه جفاه اسي جفاه انتهى اس عبادت
 سے اور عبادت سابقہ باہن حجر سے صاف ترجیح قول موجب یاریت ظاہر ہے کما تفصیلہ قال
 ثانیاً اگر متحد المعنی ہونا تسلیم ہی کیا جاو تو ہی ایک کی توثیق سے دوسرے کی توثیق لازم نہیں آتی
 مگر جبکہ اسکو اور اسکو سب کی متحد ہوں اقول یہ قاعدہ کس کتاب میں ہو کتب اصول لیکن اسکو
 خلاف مصرح ہر افادہ محدثین چند فرقہ پر تفرق ہیں الخ قال ابن جوزی اور صفانی کو اگرچہ بعض
 محدثین نے مبالغین میں محدثوں کو کیا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس حدیث کو ابن جوزی نے
 موضوع کہا اور اسکی متابعت اور روئے بھی کی ہو اسکا ہی موضوع ہونا مسلم نہ کہا جاو گیا اور اس
 حدیث میں اور محدثین نے ہی متابعت ابن جوزی کی کی ہو جیسے زرکشی و ذہبی و محمد بن عبد اللہ
 و شیخ الاسلام ابن تیمیہ و شوکانی اور انھیں سب میں اول کا مبالغین میں ہونا تو صاحب سالہ نے
 اصلاً مذکور نہیں کیا اقول جیسا ہے ہونا ابن جوزی اور صفانی کا اس باب میں ثابت ہو گیا
 پس بعد ان کے جو محدثین آئے انھوں نے اگر متابعت ان دونوں کی مجرد تحریر ان دونوں کے کی اس
 صورت میں ہرگز ان کا کلام مقبول نہ ہوگا اور اگر خود انھوں نے تحقیق روایت کر کے حکم وضع کا دیا
 بعد عینہ ان کی تحقیق کو حکم ان کا مسلم رکھا جاو گیا اور ذہبی نے جو اس حدیث جفانی پر حکم وضع کا
 دیا متابعت ابن جوزی کے دیا چنانچہ ابن حجر نے لسان میں تصریح اسکی کی پس حکم ان کا مقبول
 نہ ہوگا باقی رہی زرکشی اور ابن عبد اللہ ان کی عبارت معائنہ کرنا چاہیے اور ثابت کرنا چاہیے
 کہ انھوں نے مجرد متابعت مبالغین سے حکم وضع کا نہیں کیا قال ابن تیمیہ کے مبالغین میں سے
 ہونیکے لیے اگرچہ عبارت لسان کی پیش کی لیکن اس میں تحریف کو کام فرمایا پوری عبارت یہ
 طاعت الرد المنکو ر فوجہ تکما قال البی فی الاستیفا و کمن وجہ کثیر التحال الی النکات فی روافد

او سمین وہ مراد ہی پس معنی دو نو حشین متحد ہوئیں اور اگر شبہ ہو کہ من حج دلم زیر فی فقہا
 میں لفظ حج ہی اویس حدیث یعنی من وجہ سقہ فلم زیر فی فقہ جفانی میں یہ لفظ نہیں توجواب دیکھا
 یہ ہے کہ جب میں لفظ حج ہی وہ اتفاقاً وارد ہی قید اخرازی نہیں ہی پس یہ زیادت اتحاد معنی میں نخل
 نہوگی اور وجہ اسکی کہ یہ قید اتفاقی ہی یہ ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں یہ لفظ نہیں
 ہی سبکی شفاء الاستقام میں لکھتے ہیں قال ابو الحسن بن الحسن بن جعفر الحسینی فی کتاب اخبار الہدیۃ
 حدثنا محمد بن سہیل حدثنی ابو احمد الہمدانی حدثنا النعمان بن شبل حدثنا محمد بن الفضل عن جابر عن
 محمد بن علی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم من ار قبری بعد موتی فکان
 زارنی فی حیاتی ومن لم یر فی فقہ جفانی وقال الحافظ ابو عبد اللہ النجاشی فی الدرۃ الثمینۃ روى
 عن علی انه قال قال رسول اللہ من لم یر قبری فقہ جفانی وقال ابو سعید عبد الملک بن محمد بن
 ابراہیم النیسائی روى او اعط فی کتاب شرف المصطفی روى عن علی مرفوعاً من زار قبری بعد موتی
 فکان زارنی فی حیاتی ومن لم یر قبری فقہ جفانی وهذا الکتاب فی ثمان مجلدات ومصنفة عند
 صنف فی علوم الشریعۃ کتبتونی سنتہ ست واربعاً تہنئیساً لور وقہوہا مشہور زرار و تہنئیر
 قدر وی حدیث علی من طریق آخر لیس فیہ تصریح بالرفع ذکرہ ابن عساکر انبا عبد الملک آخر
 عن ابن التیرازی خبرنا ابن عساکر خبرنا ابو الغضائری عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابو محمد الجوبہری خبرنا علی
 محمد بن احمد حدثنا محمد بن ابراہیم حدثنا منصور بن قدامۃ الواسطی حدثنا الضیاء بن ابی الیاس
 حدثنا عبد الملک بن ہارون عن ابیہ عن جده عن علی قال سئل لرسول اللہ رختہ الشریعۃ
 حلت لہ شفاعتہ یوم القیامۃ ومن ار قبر رسول اللہ کان فی جوار رسول اللہ وعبد الملک فی کلام
 کثیر انتہی اور سہمیوی بغرض توثیق روایت ابو الحسن الحسینی لکھتے ہیں النعمان بن شبل تقدم الکلام
 علیہ فی الحدیث الخاص محمد بن الفضل قال انه مدنی فهو غیر محمد بن الفضل بن عطیۃ الذہبی کذبہ
 خلاف قول ابن عبد اللہ انہ ہولان ذاک کوئی و یقال مروزی نزل بخار و جابر ان کان الجنب
 قال ابن عبد اللہ انہ ضعیف فیہ کلام کثیر وثقہ شعبۃ والثوری ومحمد بن علی ان کان اباجعفر الباق
 فالسند منقطع لانہ لم یرک جده علی بن ابی طالب وان کان ابن الحنفیۃ فقد ادرک اباه علیہ
 انتہی اور ابن حجر مکی نے تصریح اتفاقی ہونے قید حج کے کی ہے عبارت اوکی یہی مران ذکر الحج فی

عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابي سعيد والثاني فقط في الشعب عن جابر والابن هريقة وقال ان
 كلها ضعيفة لكن اذ فهم بعضها الى بعض فادقوه بل قال العراقي في امالي الحديث الى هريقة طرق صح
 بعضها ابن ناصر الحافظ واوردها ابن الجوزي في الموضوعات من طريق سليمان بن ابي عبد الله
 وقال سليمان مجهول وسليمان قد ذكره ابن حبان في الثقات فالحديث حسن على رايه وقال له
 طرق عن جابر على شرط مسلم اخرها ابن عبد البر في الاستذكار من واية ابي الزبير عنه وهي صح
 طرقة عنه انتهى اورا يك مقام من ابن تيمية لكنه بين حديث الطبري لم يروه واحد من اصحاب
 الصحيح ولا صحاح ائمة الحديث ولكن هو مروي عن بعض الناس كما رواه مثاله في فضل غير علي وحديث
 الطائر من المكذوبات الموضوعات عند اهل العلم بجقائق العقل انتهى اس سلب كل اور حكيم جري
 كود كنه حال آنكه حديث طبري كوترندي وغيره اجله محدثين سے روایت کیا ہے اور اكثر و ان او
 حكم ضعف كاديل و دہبی سے اعلیٰ السلام النبلا و من ترجمہ البکر جستانی میں لکھتے ہیں وحديث الطبري
 على ضعفه فله طرق جملة وقد اوردتها في جري ولا انا بالمعتقد بطلانها انتهى اورا يك مقام من محرم
 كنه بين لها حديث صلوة التشبيح فان فيها قولين لهم والظاهر القولين انما كذب وان كان قد
 اعتقد صدقها طائفة من اهل العلم ولما لم ياخذ بها احد من ائمة المسلمين انتهى اس عبارت كود كنه
 كه قول اخفى كواظم بنحو ايا اور اس حديث ك اعتبار كا ائمة مسلمين سے سلب كل كيا حال آنكه
 حديث اجله نقاد كے نزد يك صحيح ہے جي طي مرقاة الصعود شرح سنن ابي داود میں لکھتے ہیں
 افراط ابن الجوزي فاور دنا الحديث في الموضوعات واعلم موسي بن عبد الغني وقال انه مجهول
 وقال الحافظ ابن حجر في كتاب النحال المكفرة للذنوب المفدنة والمؤخرة اساء ابن الجوزي بنكر
 هذا الحديث في الموضوعات وقوله ان موسي مجهول لم يصيب فيه فان ابن معين والنسائي ولقا
 وقال في امالي الاذكار في الحديث اخرها البخاري في جزء القراءة خلف الامام عابو داود وابن حبان
 وابن خزيمة في صحيحه والحاكم في مستدركه وصححه والبيهقي ومن صحح هذا الحديث اوجه غير من تقدم
 ابن منقذ والف كتابا والاجر في الخطيب والوسعد السمعاني واليوسعي الديني والنذري و
 ابن الصلاح والنووي في تهذيب الاسماء وآخرون انتهى سبط ابن تيمية جابجا منها ج اسنة
 من اول تصانيف ديكر من احاديث معتوه كوكه اجله محدثين او كمي تحسين وتصحيح كنه بين بتنا

التي يورد ابن السطرحلي وان كان معظم ذلك من الموضوعات الواهيات لكن في رده كثير من الاحاد
 الجياد التي لم يتحضر حاله تصنيفه منظرنا الثابتة كان للتساع في الخط ان الكل على ما في صدره الا ان
 عائد للنسيان اني اس عبارتي صاف ظاهر هو كما بن تيمية و لو كون من نين من جنكي عادت يكر
 كه از روي مبالغه حديث صحيح كورد كرتي مين در نه جود صاحبان نے بيان کیا اوسکی کیا حاجت
 تي اقول کیا آپ فہم عالی ہو کہ تحریف اور اختصار میں فرق نہیں سمجھتے ہیں اور اختصار پر جا بجا
 حکم تحریف کا دیتے ہیں اور جود صاحبان نے بیان کیا وہ آپ کے مضمر ہو کیونکہ اس سے صاف
 واضح ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ بوقت تصنیف مجروح حفظ کے اتحاد پر احادیث کو مقدوح کر کے
 تھے اور رجوع و افسطان اور احادیث کے اور مواقع احوال و احوال کے نین فرماتے تھے اور یہی
 معنی مبالغہ کے ہیں کہ بغیر تامل فکر ایک حدیث صحیح کو موضوع اور واہی بنادینا اور اوس پر الفاظ
 اہل علم نقل کرنا اور ابن جوزی و صفائی کی طرف جو مبالغہ منسوب کیا گیا اوس پر یہ معنی نہیں ہیں
 کہ یہ دونوں غلبہ ہوسات نفسانیہ سے یا جہل عناد سے احادیث صحیح کو موضوع بنا کر کیونکہ
 ایسا خیال فاسد ایسے اجلہ محدثین کی طرف کہ جنکی تصانیف تمام کثافت اطراف میں اتر و سائر
 ہیں اور انکی جمالت قدر پر ال ہیں کوئی نہیں کر سکتا بلکہ غرض یہ ہے کہ یہ دونوں بغیر تامل وافر
 فکر غائر و بغیر رجوع طرف مواقع احادیث کے حکم وضع کا دیتے تھے اور یہی مضمون ابن تیمیہ میں
 بھی سب نصیر ابن حجر یا گیا ایراع نمکی بالغین ہونے میں کیا شک ہا منہاج السنۃ تصنیف
 ابن تیمیہ کے ملاحظہ کیجئے اوس کی کیفیت مبالغہ کی منکشف ہو جائے گی بطور نمونہ چند روایات
 اوس میں سے تحریر ہوتے ہیں ایک مقام پر لکھتے ہیں ما یدکرون فی فضائل عاشوراء وادور
 من التوسعة علی العیال و فضائل المصافحۃ الخ و الخضاب لا اعتدال و نحو ذلک یدکرون فیہا
 کلام کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم لم یصح فی عاشوراء الا فضل صیامہ انتی
 اس پر بالذکر و کہیے کہ جلد ان اخبار پر سو خبر صیام عاشوراء کے کذب کا حکم دیتے ہیں حال آنکہ
 اگرچہ احادیث فضل خضاب وغیرہ باطل ہیں لیکن حدیث توسعة علی العیال نزدیک مقنعین
 محدثین کے حسن بلکہ صحیح و صحیح و مقاصد حسنہ میں لکھتے ہیں حدیث من وسع علی عیالی
 یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا الطہرانی و البیہقی فی شعب فضائل الاوقات و ابو الشیخ

رکن الشریعۃ ابو العباس احمد بن عبد الجلیل بن تیمیۃ الحرانی الحنبلی انتہی قال اور اگر رو کرنا کسی
 حدیث کا کہ دوسرے کے نزدیک جمید ہو موجب شمار کا گروہ مبالغین سے ہو تو کوئی شخص
 اہل فن سے اس مبالغہ سے بری نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے چاہیے کہ اس قیاس پر قبول کرنا اور
 حدیث کا جسکو دوسروں نے رد کیا ہو موجب ہوشمار کا اس فرقہ سے کہ احادیث کے لکھنے میں
 نہایت تساہل کرتے ہیں اور سبکی اس صفت کے ساتھ متصف ہیں پس چاہیے کہ فرقہ اولیٰ میں
 داخل ہوں اقول رو کرنا اس حدیث کا جو جمہور نقاد کے نزدیک مقبول ہو بلا وجہ موجب
 موجب دخول فرقہ مبالغین میں ہی اور صیفت شیخ الاسلام ابن تیمیہ میں موجود ہے جیسا کہ فوق
 ہو چکا اور سبکی کی صفت تساہل بغیر ثابت کرنے کی اوکلی تصانیف سے مسموع نہیں ہی رہا
 اگر سبکی اس حدیث کو جسکو جمہور نقاد فن غیر مبالغین موضوع و باطل لکھتے ہوں صحیح
 لکھتے ہوں البتہ وہ فرقہ متساہلین میں محدود ہو گئی و لیس کذاک آب قدرے جلت
 قدر سبکی ہی بیان کی جاتی ہی تا اشتباہ تساہل کا اور نسے مرفوع ہو جاوے سیوطی حسل المجاہزۃ
 فی اخبار مصر والقاہرۃ میں لکھتے ہیں العلامة تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن
 تامر بن حماد الانصاری سبکی قال ملہ فی الطبقات الامام الفقہ المحدث الحافظ المفسر
 الاصولی التکلم النحوی الادیب الجلی الخلفاء فی النظر شیخ الاسلام بقیۃ المحدثین
 المحدث المطلق ولد سبک من اعمال المنوفیۃ فی صفر ستہ ثلاث وثمانین وستمائہ و انتہت الیہ
 ریاستہ فی العلم مصر قال الاسنوی کان النظر من رأیناہ من بل العلم ومن اجمعہم للعلوم و احسنہم
 فی الاشیاء الدقیقۃ و اجلہم علی ذلک و قال الصلاح الصفدی الناس یقولون ما جاز بعد الفزا
 مثله و عندی انہم یظلمونہ بهذا و ما ہو عندی الا شرفیان الثوری و قال ابنہ فی الشرح قال شرف الدین
 بن النقیب صاحب مختصر الکفایۃ و غیرہ اجاست بکۃ بین طائفۃ من العلماء و قعدنا نقول لو قدر
 اجدا لائمۃ الاربعۃ فی ہذا الزمان مجتہدا عارفا بحد و ہر جمعین یرکب لنفسہ مذہبا من المذہب
 الاربعۃ بعد اعتبار ہر المذہب المختلفۃ کلہا لازداد الزمان بہ و انقاد الناس لہ فالفقہ بنا
 علی ان ہرہ الرتبۃ لا تقرب و اشیخ تقی الدین سبکی ولہ من المصنفات الجلیۃ الفائقۃ التمجہا
 ان کتیب بما و الذہب لما فیہا من النفاکس البدیقۃ و التذقیقات النفیستہ منها الذہب

ابن جوزی و دیگر مشرودین کے حسب اعتماد و سعت حفظ کے حکم وضع اور کذب کا دیتی ہیں اور ان کا
اہل علم سے اس کو فرین کرتے ہیں کما لا یخفی علی من طالعها پس معلوم ہوا کہ کلام ان کا ایسے
مواقع میں بغیر تطبیق و دوسرے محدثین کے کلام کے مسلم نہ کیا جاوے گا اور غرض اس بیان سے
تحقیق ابن تیمیہ میں ہی بلکہ غرض یہ ہے کہ اس کا حکم اس باب میں مسلم نہ کیا جاوے گا اور نہ فی نفسہ
ابن تیمیہ کی جلالت اور وسعت نظر و حفظ اور مہارت فنون حدیث و تفسیر و فقہ و اصول
وغیرہ میں شبہ نہیں ہو اور نظر اس کے کہ اکثر قاصرین نظر ابن تیمیہ پر تشنخ ملے کرتے ہیں اور ان کو
قول کو ہر باب میں لغو سمجھتے ہیں چند عبارات اجلہ محدثین کے جو ان کی جلالت پر ہال ہیں نقل
کی جاتے ہیں حافظ ابن حجر درر کا منہ میں لکھتے ہیں قال الذہبی ترحا لابن تیمیہ فی بعض الہیات
قرأ القرآن والفقه وناظر استدلال سبع ودریں ہو ودر العشرین وصدف التصانیف وصار
من کبار العلماء فی حیاة شیوخہ و تصانیفہ نحو اربعہ آلاف کرایس و اکثر وقال الذہبی فی موضع
آخر انما نقلہ لہذا ہب الصحابۃ والتابعین فضلا عن المذاهب الاربعۃ فلیس فیہ نظیر وقال
فی موضع آخر لہ باع طویل فی معرفۃ اقوال السلف وقل ان نیکر مسئلۃ الا وید کہ فیہا مذہب
الائمۃ وقد کتب الذہبی الی السبکی بایاتہ بسبب کلام وقع منہ فی ابن تیمیہ فاجابہ من جملۃ جواب
اما قول سیدی فی الشیخ تقی الدین بن تیمیہ فالمملوک یمحق کبر قدرہ و زخارۃ بجرہ و توسعہ
فی العلوم العقلیۃ والعقلیۃ و فرط دیانتہ و جہادہ والمملوک ليقول ذلک انما و قدرہ فی نفسہ
البر من ذلک اهل مع ما جمعه اسد من الزہادہ والورع والدیانتہ ونصرہ الحق والقیام لہ لا لغير
وجریہ علی سمن السلف وقرأت بخط الحافظ صلاح الدین العلانی فی ثبت شیخ شیوخنا الحافظ
ہب الدین عبد اسد بن محمد بن حلیل بالنص سمع ہب الدین علی شیخنا وسیدنا واما من شیخ تحقیق
السالک من تبعہ حسن طریق ذی الفضائل الشکاثرۃ والنج الباہرۃ وهو الشیخ الامام العالم
المرانی والجبر البحر النورانی امام الائمۃ بکرۃ الائمۃ علامۃ العلماء وارث الانبیاء والمرسلین اخر
المجتہدین اوصد علماء الدین شیخ الاسلام حمزۃ الاعلام قدردۃ الانام برہان التکلیم قاص
المبتدعین سیف المناظرین کثر المستفیدین ترجمان القرآن عجوبۃ الزمان فرید العصر
والاوان تقی الدین امام المسلمین حمزۃ اسد علی العالمین عمادہ الحفاظ فاسر المعانی والالفاظ

محمد بن النعمان اور نعمان کا شتم بالکذب ہونا ثابت نہیں بلکہ نیران میں نعمان کی توثیق مذکور
 ہے پس ضعف یک طریق سبب محمد بن محمد بن النعمان ہو ضعف دوسرے طریق کا لازم نہیں آتا
 اور آپ نے قول محقق میں ذہبی کی عبارت یوں نقل کی قال ابن عدی حدیثا علی بن حجر
 حدیثا محمد بن محمد بن النعمان حدیثی ابی حدیثی مالک الخ یہ تحریف صحیح ہے کیونکہ عبارت ذہبی میں
 محمد بن النعمان حدیثی ابی ہونہ محمد بن محمد بن النعمان و کم من فرق بینہما لکن سبکی شکار الاستقام
 میں لکھتے ہیں ذکر ابن عدی احادیث النعمان ثم قال ہذا الاحادیث عن نافع عن ابن عمر حدیث
 بہا النعمان عن مالک ولا علم رواہ عن مالک غیر النعمان ولم ار فی حدیثہ حدیثا غیر ما قد جاؤا لہ
 فا ذکرہ وروی فی صدر ترجمتہ عن عمران بن موسیٰ الزجاجی انہ نقی عن موسیٰ بن یارون کہ محمد
 و ہذا التہمة غیر مفسوۃ فالجزم بالتوثیق مقدم علیہا و ذکر ابو الحسن الدارقطنی ہذا الی حدیث فی اتحاد
 مالک بن انس الغرائب التي ليست فی الموطا و ہو کتاب صحیح قال حدیثا ابو عبد اللہ و عبد الباقی
 قال لا حدیثا محمد بن محمد بن النعمان حدیثا عدی اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ و علی آلہ وسلم من حج البیت و لم یر فی فقد جفانی قال الدارقطنی تفرد بہ ہذا الشیخ و ہو منکر
 ہذا عبارة الدارقطنی و الظاہ ان ہذا الاشکار نہ بحسب تفردہ و عدم احتمالہ بالنسبۃ الی الاسناد
 المذكور و لا یلزم من ذلك ان یکون المتفق فی نفسہ منکر او لا موضوعا وقد ذکرہ ابن الجوزی فی
 الموضوعات و ہو سرف منہ و کفی فی الرد علیہ قال ابن عدی و قال ابن الجوزی عن الدارقطنی
 ان الحمل فیہ علی محمد بن محمد بن النعمان لا علی جده و کلام الدارقطنی الذی ذکرناہ یتمثل لذلك لان
 یکون المراد بہ تفرد النعمان کما قال ابن عدی و اما قول ابن حبان ان النعمان یاتی عن النہات
 بالطامات فهو مثل کلام الدارقطنی الا انہ بالغ فی الاشکار و قول ابن الجوزی ان الدارقطنی
 طعن فی محمد بن محمد فالذی حکیناہ من کلام الدارقطنی ہو الاشکار لا التضعیف فحصل
 ہذا البطلان حکم علیہ بالوضع لکن غریب کما قال الدارقطنی و ہو لاصل کلام ابن عدی علی ما لا یقتضی غیرہ
 ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام و سد الحجج علی ذلك علی الکمال و التمام و کان ذلك فی لیلة یوم الثناء و التلیل
 و الغفرین من الجاوی الاولی من شہور سنۃ تسعین الالف المائتین من ہجرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی تفسیر القرآن العظیم مکملہ شرح المہذب للنووی الالہامی فی شرح النہاج الرقم الابرزی شیخ محمد قاسم
المحقق فی مسئلہ التعلیق رفع الشقاق فی مسئلہ الطلاق شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام
المسیح السلول علی من سب الرسول تو فی سنتہ ست و خمسون معاً تہی لخصاص اور در کاتبین

یو قال الانوی فی الطبقات کان السبکی الطرمین اینیاء من اہل العلم من اجمعہم للعلوم و انہم کلامانی
الاشیاء الدقیقہ و کان فی غایۃ الانصاف والرجوع الی الحق فی المباحث ولو علی لسان اخین
الطابتہ موافقاً علی وظائف العبادات مراعیاً لارباب الفنون انہی قال اور قاضی محمد شوکا
کے مبالغین سے ہونیکا کچھ ثبوت پیش نہیں کیا اور کیونکر وہ مبالغین سے ہو سکتا ہے حال آنکہ
خوائف مجموعہ میں خود ایسے لوگوں پر طعن کرتا ہے اقول اسکے مبالغہ ہونیکا وجہ یہ ہے کہ قواعد
مجموعہ میں اکثر احادیث کی وضع کے حکم کو ابن جوزی اور صفانی اور جوز قانی اور ابن تیمیہ
کہ یہ شدت میں سے ہیں نقل کیسے سکوت کرتا ہے اور معارض انکا کلام کے جواباً محدثین سے کلام واقع ہوا و سکوت
کرتا ہے اور حدیث میں حج و عمرہ میں ہون شوکانی نے حکم وضع کا ابن جوزی اور صفانی سے نقل کیا اور یہ دونوں محدث
سے ہیں فاو او مذہبی یہ ان جو حکم وضع کا نقل کیا شاید لسان البیہان کو ملاحظہ نہیں کیا قال لسان البیہان
سے توثیق نعمان بن بسل کی ثابت ہوتی ہے اور وہ میرا رفوعیت نہیں ہے بلکہ اسے رفوعیت محمد بن محمد بن
پہرے جیسا کہ حافظ ابو اسحاق قطنی نے حواشی کتاب ابن جہان میں لکھا ہے الخ اقول اور قطنی کی روایت

میں محمد بن محمد بن نعمان عن جبرہ واقع ہو جیسا کہ لسان البیہان میں ہے محمد بن محمد بن النعمان
بن بسل البیہانی المصری عن مالک روى عنه الوراق المدائنی وقد طعن فیہ الدارقطنی و اتهمہ و قد خرج
الدارقطنی فی غرائب مالک احادیث من طریق ابن بسل محمد بن محمد بن النعمان ابن بسل البصری

جبری حدیث مالک سے متکرر ہے سیاتی فی ترجمۃ النعمان والذی تحرر من ہذا ان النعمان و والدہ
روایا عن مالک اما محمد بن محمد فلم یدرک مالکا اتہی اور سند ابن عدی میں محمد بن النعمان عن ابن
واقع ہو جیسا کہ عبارت ذہبی سے واضح ہے و قال ابن عدی حدیثا علی بن یحیی حدیثا محمد بن النعمان
بن بسل حدیثی ابی حدیثی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فلم یر فی نقد
جفانی اور اسطرح برہان الدین حلبی نے کشف حشیث عن می پوضع الی ریش میں ذکر کیا ہے
اور محمد بن محمد بن النعمان کا اگرچہ اتہام بالکذب نیز ان اور تہذیب الشریعہ میں مذکور ہے لیکن

بعد حذف عبارات فقہیه بقوله شان که نقل آنها بجز تطویل سومی نخواهد شد و ذکر کرده و دو قبح آنها را بمرحوم
 می سازیم و غرض از آن بجز حقائق حق امری نگذرانم لکن در خصوص مسئله از امام ابوحنیفه چیزی بقول نیست
 و فقها و حنفیه مختلف اند بر سه قول اول اینکه لعین ناشکل لعین حلال است و بر کسانیکه بر ضعیفین حلال حرام شود
 بلعین ناینز حرام میشود و دوم اینکه ضعیف از لعین زنا بر زانی و اصول و فروع حرام است نه بر غیرشان و سوم
 اینکه نه زانی حرام است و نه بر اصول و فروع **اقول** وجود قول اول در کتب متعدد نیست البتة بقدر که متعجب
 که لعین الحرام کالحلال یافته شی خود و هم در آن کتب علت ضعیف از لعین نابرم و خالف کورست پس معلوم شد که
 تشبیه عبارت مذکوره در جمله جزئیات نیست و هرگاه یک مسئله در موضعی مطرح مذکور شود مفتی با اتفاق یا
 و از موضعی خلاف آن مستنبط شود مفتی را لازم که بر صریح فتوی بر جمعی و رجوعی اشیای فوید صریح
 نفسه الفوائد الزینیه انه لا یحل الاغتسال من القواعد الضوابط وانما علی المفتی حکایت النقل الصریح كما صحوا به انتی لعمری
 حالا ملاحظه باید کرد که ازین مذهب کدام مراجع است و کدام مرجع پس بگویم که قول اخیر صریح با قول امام حنفیه
 مخالفت دارد چه بلاشک که مصاهره حلال بنت رضاعی از وجه بروز حرام میشود و چنانچه در رد المحتار و موطاء
 مذکور است و مصاهره زنا از امام ابوحنیفه وراثت حرمت مانند مصاهره حلال است چنانکه در کفایه و نوائل
 موجود است پس بنت رضاعی موطوءه زنا نزد امام ابوحنیفه بلاشک حرام است **اقول** بن کلام حنفیه نظر اند
 اول اینکه طلب حج یا ایاکتب حنفیه در کورست یا از زنی خود و اگر از زنی خود منظور است موقوف بر بودن
 از اصحاب حج است و اولیلس پس اگر اول منظور است یعنی زنی که بر ترجیح مذهب حرمت باشد ضروری بود
 و عبارت حنفیه در ترجیح مذهب علت برای زانی و اصل فروع غیر اشیایان ملاحظه شوند در رجحان معتد
 فی المذهب لعین لعین الزانی تأخیر به التحريم انتهى و در رد المحتار است المصل كما قال فی الجرحان المعتمد فی المذهب
 ان لعین الزانی لا یتعلق به التحريم نظر المخرج و الخاتمه بقوله قلت و ذکر فی شرح المنیة انه لا یعدل عن لدرایه
 او او انفتها سدا یتقد علمت ان الوجوب مع عدم التحريم انتهى و در فتح القدر است ذکر الوری ان الحرمة ثبتت
 من جهة الام حاصه بالمیث النسب محیث من الاب و کذا ذکره الا بیحالی و صاحب الینابیع هو الام
 الحرمة من الزانی للبعضیة و ذلک فی الولد لنفسه نه مخلوق من مائه و دو لعین و لعین لعین کاینما من بیله
 فرع النفعی بجلات للولد و النفعی لا یقع الا بما یصل من اعلی الحدة لان من قبل الیمن فلما انبات علامه
 بخلاف ثابت النسب لان النفس هو حیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اثبت الحرمة انتهى و در مختار

حامدا و مصليا

اما بعد می گوید راجعی جمعت رب قوی ابو الحسنات محمد عبد المحی لکنوی تجا از سعد بن نبی الجلی و
که عرضش ماه می شود که حکیم نور الحسن صاحب از شهر استفتا باین مضمون ارسال فرمودند که در
زید از عورت غیر منکوحه پسری متولد شده و آن عورت دختر دیگر کسی اشیر داده آیا نکاح برادر زید باین دختر
جائز است یا نه فقط فقیر در جهان ایام جوابش بدین مضمون نوشته که در وجوب بودن لبن نه تا تحریم
را اختلاف است یک طائفه قائل بعدم تحریم اند مثل صاحب بحر و شارح منیه و یک طائفه قائل بتحریم اند لکن
ایشان تصریح می سازند که مضع از لبن زنا بر زانی و اصول فروع وی حرام می شود نه بغیر ایشان باین روش
مسئله نکاح برادر زید بآن دختر جائز است فقط بعد چندی حکیم صاحب مدعی رد جواب فقیر تحریری بعضی علمای
نزد هم فرستادند و نام محرر و تحریر نکرده لکن باین عنوان تحریر نمیدم که تحریر مولوی محمد بشیر صاحب سسوانی است
در جواب آن بسط البسيط ساخته و راه محمد نزد حکیم صاحب سال ساختم خلاصه اش اینک از عبارت خزانه الفتاوی
و خلاصه نظریه عنایه برآید و خواهش استین غیر تحریم مضع از لبن زنا بر زانی و مفعول و ثابست نه بغیر ایشان
و این چهارم تخفیف از شیخ عبد الله الجرجانی نقل کرده که نکاح آن اخی عمر زانی حلال است لعدم الجبریه بنیه و منبها
و صاحب بر جلد لید زنا بر عمر زانی و حال آنی اتفاق نقل کرده و ضمیمه لبن زنا را مثل و تصویب کرده و بر
که در برادر و عمر فرقی نیست و یک طائفه فقها بر آنند که رضیعه کوفه نه بر زانی حرام است و نه بر اصول فروع او و این
صاحب بحر و مدغمه و صاحب فتح آنرا از اینجائی صاحب بیع نقل کرده اوجه قرار داده و چنین در مختار و مختصر
و صاحب نه بر آن حکم اوجه داده پس بنا برین فتوی جوان نکاح آن ضمیمه یا برادر زانی انظر است فقط باین
رد روشن باین وجه ساختم و بنیاد جوابشان کنیدم حالا یک قطعه عنایت نامه شان مودعه ۲۳ جمادی
بین عبارت از فقیر حقیر محمد بشیر خاوری و عنده العیلم الجبریه است مکرری معظمی مولوی محمد عبد المحی صاحب بدین حکم
سلامت الاسلام و شتاق ملاقات خلوص التیام آنکه فتوی آنحضرت در باب ضیاع معاینه منوم چون
مخالف تصریح امام ابوحنیفه بود و جالبش نشسته هر یک خدمت عالی میسازم اگر قبول اند فیه المطالب الابا و مقتضا
عنایت از پیشش سرفراز فرمایند و حقیر را در بعض مسائل آنکه مخالف نزاع است اما چون این نزاع محض نظر
حق است میدوایم که موجب ملال نشود فقط رسیده و همراه خود رساله پنجم رسیده و همراه خود رساله پنجم رسیده و همراه خود رساله پنجم رسیده

مدعی آن است گفته خواهد شد که چون ارباب جمیع برخلاف آن فتوی اذنه اعتبارش درین مانع از شد مقتضی
محققین جنفیه بحجت نیست رضاعی موطوره برناقیع انچه اند چنانچه در موطاوی رد المحتار قوس است اقول
ایکلام خود نشست بچند وجوه اول اینکه مجرد بودن حکم است در کتب جنفیه محل تراغ نیست تا نقل عبارت بحجت
فائده دهد بلکه گفتگو در ترجیح است و اگر کتب مذکور ترجیح ثابت نمیشود بلکه ترجیح علت دوم اینکه موطاوی
و صاحب المختار نه مجتهد فی الشرع است و نه مجتهد فی المذهب است و مجتهد فی المسائل من ارباب جمیع و نه از صاحبان
و نه از اصحاب متون بلکه این هر دو از نقل اقوال فقهاء و اما قائلین علت پس از ارباب جمیع تحقیق اندر
این جام که صاحب بحر الشیاء از ارباب جمیع معدود ساخته چنانچه عبارتش در کلام مبرور نقل کرده شد و صاحب
الشیان از ارباب اجتهاد و شمار کرده مثل سبجانی که حموی در حواشی اشباه و بحث احکام الاشی الشیاء از ارباب
ترجیح ذکر کرده مثل صاحب بحر و نه که الشیایان را جمعی در خلاصه الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر محققین فشنار
کرده پس بقایه ترجیح الشیایان موطاوی و صاحب المختار را چه مجال که مقابله سازند مسموم اینکه موطاوی و
صاحب المختار و بحث رضاع عبارت فتح را که وال بر ترجیح علت است نیز نقل ساخته بر آن سکوت کرده اند پس اقول
الشیایان اگر دشمن قول سابق را اختیار کردند برح نا انصافی است لکن سر مذکور علت برائی و اصول و فروع
صریح مخالف قول امام الحنفیه است پس گویند البعض فقهاء و وجه مجتهد نوشتند لیکن چون مخالف قول امام است جنفیه
بر آن فتوی نشاید اقول این کلام منظومیه است بدو وجه اول اینکه از مخالفان است پس اقول امام اگر مردان
است که مخالف قول امام در این مسئله است پس غلط است چه موجب سابقا گفته که از امام خصوص این مسئله چیزی
منقول نیست اگر مردان این است که مخالف کلیات مقرر نزد امام است پس ری نیست چه فتوی از کلیات نمیشود
کما به بلکه از جزئیات و هم اینکه تسلیم پوشش مخالف قول امام هرگاه جنفیه تحقیق برخلاف آن فتوی اذنه مقتضی الامم
اتباع شان سازد و فتوی بر قول امام همان وقت داده میشود که ارباب جمیع برخلاف آن فتوی ندهند در ردی
است حاصله ان حکم ان الفتی علیه اصحابنا یقتی قطعا و الا فلما ان یصح المشایخ اهل القلوب و کلامها و لاف فی الشی
یعتبر الترتیب ان الفتی اقول ابی حنیفه ثم اقول ابی یوسف ثم اقول محمد ثم اقول زفر و اعتبر قوه الدلیل فی الاول
ان کان المصحح فیل التفصیل خیر الفتی الا فلا یصح بالمصحح فقط و فی الشاتی اما ان یکون احد بابا اصل ای
اولا فی الاول قبل الفتی بالاصح قبل المصحح و فی الشاتی خیر فتی تقریر مذکور است نیز مروج است چه علت است
رضاعت نثر و جنفیه شیه بعضیت است و او را نسبت اصل مخرج اعتبار کردن و نه نسبت غیر الشیایان اعتبار نکرد

و کذا الزنا والادب لا فتح انتهى و در نه فائق است قید بالزوج لانه لوزنی با مره قولت فاضعت
 حاز الوصول الزانی و فرعه التزنج به کذا اختاره الوبری و علیه جری الاستیجابی و صاحب البیان جمل فی
 المحیط کالاول جزم به قاضی خان الاول و وجه انتی پس هرگاه رضیه مذکوره بر نفس زانی و حصول فروغ بنا بر
 مذمه بنتی به جلال شد در حال شدن آن بر برادر زانی چه شک اند و آنکه قائل بخرش از تقبید جرمت
 باصول فروغ و زانی می سازند چنانکه از ملاحظه فتاوی مذکوره الصدر واضح میشود و نیز تصریح می سازند
 که برعم و خال زانی حلال است چنانچه در فتح القدر است فی الخمیس من علامه الناطقی عن شیخ ابی عبد الله
 انه کان یقول فی الدرس لا یجوز للزانی التزوج بالصبیلة مضغته و لا ابائیه و اجداده و لا الاحد من الاولاد
 التزنج به کذا یجوز بالصبیلة التي ولدت من الزانی لانه لم یثبت نسبها من الزانی حتی ینظر فیها حکم القربان و التزنج
 علی ابائیه و اجداده لا اعتبار بالمحرمه و لا جزئیة بینها و بین العلم انتهى و در سببست ظاهر کلام من ان هذه الصبیلة ای الذی
 من الزنا لا تحرم علی علم الزانی و قال انفاقا و اذ اثبت هذا فی المتولدة من الزنا قلنا کذا فی حق المضغ من
 انتی پس بنا بر سببک من طائفه تیزکاح صبیله کوره بر برادر زانی جائز خواهد شد و دوم اینکه مفتی را از چه
 اختیار ترجیح صحاب مذمه خود سازد و در تحریر فتوی رای خود را داخل نماید اگر چه خود هم تهمید باشد چرا
 در میزان می نویسد لما ادعی الحلال السیوطی مقام الاجتهاد المطلق المنتسب کان لبقی الناس الزوج من جهة
 الشافعی فقالوا لا یفتیمهم بالارج عندک فقال لم یساوونی عنی کذا و اما ساوونی عما علیه الامام و صحابته انتی و
 هرگاه در مخفی فیه حجج حاکم است از اباب ترجیح ثابت است مفتی را طاعت چون چرا باقی غایه سوم اینکه در در
 و فصل محرمات می آید حریم کل عام تحریر است با و رضاعا و صاهره الکما تشبی فی باب انتهی و فصل رضاع می نویسد
 الوطی شبهة کالحلال قبل کذا الزنا و الادب لا فتح انتهى و عبارات معلوم شد که مضغ و لبن نازک کما تعلم
 که در بحث محرمات و غیر محرمات اقصی شده مستثنی است علی الراجح چهارم اینکه از بودن مصاهره زنانه نزد
 امام ابو حنیفه مانند مصاهره حلال اگر مرد کلیه است یعنی در جمیع جزئیات پس ان عبارت کفایه نور الانوار
 ثابت نیست اگر مرد و شلیت و حرمت و لا در زنا بر زانی است پس سلم است لیکن مفید می نیست بخیر اینکه مو
 در طایفه شباهه در کتاب نکاح می نویسد لا عبرة بما فی کتاب الوصول او اختلف ما ذکر فی کتب الفروع انتهى
 بنا علیه اگر عبارت نور الانوار را بدیکر کتاب اصول مفید جرمت صراحت نماید و بما یله ترجیحات کتب شبه اعتبار
 نخواهد شد شمشیر اینکه یونجا بت شدن جرمت بنت رضاعی موطوره زنانه امام ابو حنیفه چنانکه مجیب

بر پایه و حاشی شرح و قایه و غیره تقریر اگر شده بود که مذکور است از فقها مستقول نیست جوهرش نیکو در مذهب
و مجمع الانهر و در مختار موجود است لکن از زمانا کمال صاحب محیط نیز همچو تفکر کرده و قاضی خان بدان خرم
کرده و ظاهر این کلام نیست مگر آنکه چنانچه لکن جلال موجب حرمت است و خصوصیت با فروع و مهول نهارد همچنان لکن
زنا پس این قول را غیر منقول گفتن صریح بی انصافی است **اقول** سحان الله انصاف را بی انصافی و بی انصافی را
انصاف نامید از ندامت اندانی که اگر چه لکن جلال کار ام در ترتیب مذکور مذکور است لیکن این ان تمیم متفاوت و تشبیه
اتحاد و جمله امور و در نمیست چنانچه شرح عقاید فلسفه غیر آن مذکور است و صاحب خود و ملک ضعیفه مذکور در جوا
آب نیست نقل کرده پس محل کردن عبارت مذکور به تمیم و عماد کردن این تمیم پوششی از دیگر عبارات صریح انصافی و قاضی
نیز در ترتیب ضعیفه مذکور بر زانی و اصول فروع مخصوص کرده می نویسد رجل زنی با مرأة فولدت منه واضعت هذا
المسلم صغیره و لیس لعل الزانی و الا لادن آباءه و اولاده کلح نذر البصیة انتهى پس چون تم قاضی خان نیز تمیم است
و نسبت این قول بطرف صاحب مطلقا نقل عبارت است محمد و معلوم نیست که کدام محیط مراد است اگر چه بطرف
است پس این ان فتوی اودن درست نیست اگر محیط رضوی است پس نقل عبارتش ضروری بود این پنج صاحب محیط رضوی
خود و قاضی بعضی معاصرین خود که در بعضی مسائل مذهب مخالفت کرده اند محیط نقل نموده و در ساختن می نویسد قاضی
البرائی کذب ان محیط البرائی منفق و کما صح لکن سیر حاج فی شرح منیة المصلی علی تقدیر آن نظریه و ان اهل عصر
لم یخرج الا قاضی و لا نقل عنک ما صح بنی فتح القدرین کتاب القضاء انتهى و منطونم این است که نسبت این قول
بطرف محیط از عبارات نه که سابقا نقل کردم و در جواب سابق هم نقل کرده بودم ماخوذ شد حال آنکه کلام من هم از
و فروع زانی است نه در حاشی این ان همین قدر متفاوت شده که صاحب محیط لکن ام را نیز در حجت است اصول
و فروع مثل لکن جلال شدت آنکه مطلقا لکن جلال را شمس و ساخته و اگر تسلیم ساختیم که صاحب محیط و قاضی خان صریح
تعمیم کرده باشند یا تمیم او شان باشد پس بگویم که نقل شروح که هر سه مقدم اند بر نقل فتاوی چنانچه صاحب
در رفیع الفتاوی قس العطر و العشا می نویسد که فی الفقه الایمان انه العبره بقول الفتاوی ان عاصمتها نقول
المذهب غالب است نسأل فی الفتا و اذا لم یوجدنا الفها تبین المذهب القهره از جمله منون خود پیشگو که قاضی جلال چنانکه حجت
است قاضی زنا نیز موجب است و بعضی اصحاب شروح و فتا و چو صناد و تمار و جعل شرح الفتا و صاحب جرح و صاحب فتوح و قاضی خان غیر
تصحیح این تمیم نموده اند **اقول** از شتون تمیم متفاوت است و از شرح و فتا و مذکور نسبت تمیم بطرف شان قاضی است
جمله تمیم متفاوت و غیره خلاف تمیم فروع و جزو ترتیب و بعد از این که با صاحب این تمیم که مذکور شد و که بگویند شیخ شریح مری

مخالف این است اقول البین نالشته اعتباری نیست پس عدم خالی گیر جوشی شبه نیست در مقابل
 منجر شبهه شبهه شده و الاعتبار بشبهه لالنازل منها این جهت فقها و مضعه از البین نالبر جوشی حلال
 می گویند و بر زانی و فروع و اصول سببیت جزئیت حکم حرمت میدهند تقریر علت انقلاب شبهه شبهه
 زناست پس آن در اصول فروع و غیر ایشان مشترک است اگر امری بگیرست پس آنرا بیان باید کرد اقول
 در ولیده زنا من وجه جزئیت است بسبب خلق او از لطفه زانی من وجه جزئیت نیست بسبب نیکه شرع آنرا اعتبار
 نساخته پس جهت اول زانی اصول فروع حرام است و بر جوشی مثل عدم خالی انی اتفاقا حرام نیست چنانچه از
 بحر منقول شده همچنین مضعه از البین نامن وجه شبهه جزو است و من وجه شبهه جزو نیست پس جهت اول بر آن
 و اصول فروع حرام شد و جهت ثانیه بر جوشی زانی حلال شد این است سر تفرقه فقها و در میان انی و هو
 و فروع و در میان جوشی تقریر از کسانیکه این مذیه منقول است مثل شیخ ابو عبد الله الجرجانی نه مجتهد است
 و نه مجتهد فی الذمه و نه مجتهد فی المسائل نه از اصحاب تخریج و نه از اصحاب ترجیح و نه از اصحاب تون بلکه کل
 که از طبقه سالو باشند پس اقل شان چگونه قابل سند خواهد شد اقول این سنت قدیمه نیست که جلال فقهیه
 مطلع نمیشود و حال آنکه در فروع سالو پدید می آید و شیخ ابو عبد الله از قدما و محققین است و معتدرا بر
 ترجیح است صاحب ایکه از ارباب ترجیح است و همچنین من سنده بر قولش اعتماد ساخته این همام آنرا مقرر است
 تقریر کسانیکه حرمت ضمیمه مذکور بر زانی و اصول فروع کرده اند تصریح این منی سازند که بر غیر زانی اصول
 و فروع حلال است یا حرام اقول اگر مراد این است که کسی از این طائفه تصریح نکرده پس مضر غلط است چه صاحب
 تخمین از ناظمی نقل کرده که ابو عبد الله می گفت که ضمیمه مذکور بر زانی و اصول فروع حرام است و عم
 حلال صاحب بحر و نه تصریح این امر ساخته اگر مراد این است که بعضی از ایشان تصریح نه ساختن پس مضر
 علاوه از این کسی از این طائفه تصریح حرمت بر جوشی نساخته بلکه بر زانی و اصول فروع اقتضا کرده و مقتضای
 عبارت لیل اول است بکنه بر جوشی نزد ایشان حرام نیست چه مفهوم را و عبارات فقها و اعتباری است در شب
 می رود لاجز الاتجاج بالمعوم فی کلام الناس ظاهر الذمه کالاوله و اما مفهوم الروایه فحجه کفائی غایه البین
 من الحجج انتهى و در جامع الرموز است معمول النخالفه فی الروایه بمعوم الموافقة معتبر للاخلاف کما ذکره المصنف
 یعنی صد الشریقه فی کتاب الکحاح لکن فی جاره از ادبی انه غیر معتبر بالحق انه معتبر انتهى و صاحب کتور در کا
 می نویسد التخصیص فی الروایات يدل علی نفی عدله انتهى همچنین است در شرح وقایه و نهایه و حاشیه حمید الدین

و هو المشبه بغيره لا وجه وغيره انتهى بخلاف مقتضى البرهان في حق فتوى اولى بان يرتب استنباطه و رد فساد منه ليد
 قد ذكره وان لم يرد المطلق قد قد و اما المقيد فعلى سبع مراتب مشكوكه و اما نحن فقلنا التبع ما محجوه و محجوه كما لو انقضا
 في حياتهم انتهى آرى اگر ترجیح فقهاء خلاف نص حلی اقتضوا و انوقت آنرا ترک کردند درست لیکن این خاص لفظی است
 بلکه خود اجتهاد و تبیین اگر خلاف نص حلی واقع شود بر آن عمل نخواهد شد که ما پیش در موضع چون در این فیضی صریح
 مثبت است لا اقول نیست لاجرم بر فتوی بحسین کفایت کرده خواهد شد و فتوی اولى برخلاف اندام امام ابوحنیفه مستند
 مستند نیست کتب فقهاء ملاحظه شوند و فهم میشود که صد با حاضیه بر قول حسین با قول فرید خان امام فتوی او ماند
 مطلقا و اولى امام مستند فتوی فقهاء که برخلاف آن اقتضا و مستند نشود لازم می آید که کلام فقهاء در ترجیح اولى در وقت ظهور
 ترجیح تفسیر بجهت ترجیح قرأت و کار زائد نماز و شال آنها که از امام خلافت آنها منقول است مستند نشود از آنرا که
 من العجائب قلت و بظاهر است که میان ادر و سوم فرقی نیست هرگاه نزد طائفه اولى ضعیف و کوه برغم ازانی حلال
 و حلتش بر برادر چه شکند قوله که هرگاه از کلام طائفه اولى حرمت ضعیف مذکور بر اصول فروع زانی ثابت شود
 اصول فروع برادر فرقی نیست اینست در حشش بر برادر زانی شکنی بخاند اقول میان ادر و میان فروع اصول فتوی
 بین بخلاف برادر و عم علامه ازین لازم می آید که برای عم و خال هم حرام باشد و این خلاف مصوات قوم است و علامه
 قول الحیث خلاف قولم اقلت اگر برین تقریر کفایت نشود و صاف جزیه طلب شود پس عارت و اعتبار که در
 قول حسد و تخلف در الکمل مما تحریرین با و صاهره و ضاعا و اوقع است ملاحظه شود و آن نیست تقضی قوله انکارضا
 مع قوله فی ما قبله و لو من ماحرمه فرع المنزیه و صلها ضاعا و فی القیاسی عن ترجیح الطحا و عدم الحرمة ثم قال نعم فی المنظر
 و غیره انه یحرم کل من الزانی المنزیه علی اصل الاثر و فرع ضاعا و تقضی اقبیه بالفع و اما ان لا خلاف فی عدم الحرمة علی
 غیره بامس الجواشی کالان و العلم انتهى قوله و عبارت مذکور جزیه طلب و بر که در بعض نیست زیرا که طلب غیره نیست
 که زانی بر اصل فروع مندرج است و نیز بر اصل فروع انی حرام است صاحب التواریک و یک تقضی اقبیه با اصل الفروع
 اینست که در عدم حرمت بر غیر اصول فروع خلتانی نیست یعنی بر جوشی انی فروعیه حرام نیست و بر جوشی نیز نه زانی
 حرام نیست بوقضیه یعنی عدم حرمت ضعیف بر برادر زانی آن وقت ثابت میشود که در عبارت القیاسی بر آن برود که فروع مندرج
 بر جوشی ازانی حرام نیست اقول در مقام حضرت مورد اشتباهی افتاده بود و بنده عبارت مستند و جامع بر فتوی حضرت
 محتاجند قول حسد نقایه حرمت اینست که ای المنزیه و المنزیه و البته المنظره الی الفروع حتمی است که کانت الکلام
 الی انه لو وطی غیر شتهاء یحرم علیه اما و بهما لکن بما خبر بحسین عند الطرفين کما فی حدود المنظره و الی ان فرع المنزیه و

بر خلاف آن اقع شده اعتبار متون مذکور را باین متون تصحیح الترامیست و تصحیح صحیحی مقدم است الترامی
ابن عابد بن محمد بن حسین صاحب التمام قد فقیح فتاوی حامدیه در کتاب البحر زینبیه جبرجی نویسد ما جری علی الصیاح التلکین
انه لا یجوز علی التصحیح الترامی معنی ان اصحاب التلون الترامی هم فی الغالب یشتون علی قول الامام قد مشوا فی هذه المسئلة
علی قولهم تصحیح الترامی و اما من الخانیة من ان الفتوی علی قولها تصحیح صحیح فیقدم علی الترامی الی الترامی و نیز در کتاب
التامی فی تصحیح الترامی قد ذکره ان فی المتون صحیح الترامی الی الترامی اصحاب التلون ان یدکره انما تصحیح الترامی
التصحیح قوی من تصحیح الترامی انتهى فترسی اصل الامام الوصفیه نیز همین امر ثابت میشود اقول سل بقا انجروی تعلیقه
که فتوی بمنقول یاد و ان اصول خصوصاً و قیاساً فتوی تحقیق بمنقول یافته شود مقرر اگر کسی اهلجان باشد و کلام
بعض فقها ذکر لانی و مولد فروع مع شده غیر شان این دلیل است بریکه بغیر الشایان حلال است و غیر شایان
امر غیر مسلم است مجتهد است که غیر انی و مولد فروع الحاله علی القایسته ذکر کرده اند اقول در عبارت فقها و غیر
نمی دیگر و مالک بر نفی با عد میسازد کما و احتمال اجماع علی القایسته است چه خود میسب و قول منصور ذکر کرده که قیاس
ازنی بر علی ای براد و نیست و نیز با کما اصول فروع علی اندوخته ادنی اند میقایسه معنی را آری اگر حواشی ملوک
می خندند و اصل ترک میکرد البتة حکم دخول طریق لالتخصص مکانی میشد اینست آنچه تحقیق بر روی
محمد اشیر چنانکه شده و نیز اختصاص التلکین بکتاب که بر الشایان را و میشد ترک کرده شدند و کفایت اصل ترک کرده
حالا بوجوب تعقیبات شان بر جوی سابق فقیر کرده اند می نویسد و الا فیر خود اجماع الی این ان تعقیبات الشایان این
جواب می نویسد قلت فقها و ضعیف من کلمه بر دو قول مختلف اندیک گفته باشند که مضره لربن نازی انی اصول
فروع حرمت و علی الله دیگر ازینکه ضعیف مذکور نه بر زانی حرمت و نه بر اصول فروع و این خلاف در عود
باینکه ضعیف است اقول من تلف اند اقول من تلف یعنی لبن حرمت لب لعل است و جوی معنی کنی کرده که معلوم
که جویان کجا نسبت لب بطرف ضعیف کرده اما تا نکه لبن الحرام کمال منسوبند در جایی دیگر تصحیح می سازند که ضعیف
لبن نازی بر عوشتی زانی حلال است بعضی که می خندنی نویسد تصحیح حرمت بر زانی و مولد فروع میسازند و این دلیل
اولی نیست چون چه مفهوم و عبارات فقها و عود و قلت و بکن متقی نیز محققین قول اجماع عبارت معلوم می بود
این عبارت نیست و آری نسبت این جهت بعضی عبارت لفظ معتد و بعضی لفظ اوجود است لیکن گاه قول لفظ
تصحیح ماست این معنی با امام معتد را و بعد از آن میگردان چگونه قابل اعتبار خواهد شد اقول لفظا و جبهه معتد از الفاظ
ست در خارج الضمات شرح مختصر قد و رنید سید اما الامارات الحاله علی الاطلاق قوله علیه الفتوی بوجیه و بخلافه علی الاما

و آن موجود است نه حقیقت بعینیت چنانکه متعقب کرده محض باطل است چه عرض صاحب نیست که موجب بعینیت
حرمت را مقتضا قیاس است عالم نیکو بعینیت بطور اتمام باشد یا حلال موجب بودن شبه آن خلاف قیاس است بیست
بحرم الرضا و محرم النسب و لعین حلال ثابت کرده و اما در لعین ام پس نصی اراد شده و حقیقت بعینیت
یافته شد پس لا جرم حکم حرمت نداده خواهد شد قلت برگاه فتوی محققین جنفیه مثل صاحب توح و صاحب جو حبس
و غیره بر قول عدم حرمت موجود است جای باید و شاید ماند قول برگاه این فتوی الفایص امام است پس اگر اعتبار
نمی تواند و برگاه قول محققین جنفیه مثل قاضی خان که از مجتهدین فی المسائل است و صاحب خزانه الفتاوی صاحب
و طهریه و عنایه و مجمع لانه و در ازیه خزانة المقتضی بر جنبی صاحب کفایه صاحب قیاسی سراج میر و صاحب حاج و صاحب محیط
تحریر لعین ناموجود است اطلاق صحاح متون هم تائید میسازد پس با کلام تمام اندا قول اولاین فتوی مخفی
تصحیح امام در خصوص این مسئله نیست بلکه خلاف کلیات امام و آن مضمون نیست که امر سابقا و ثانیا اینکه احوال صاحب
میر و محققین از رجائین است حیرت که مثل ابو عبد الله در جاد و طبقه سابقه دخل شوند و صاحب سراج نیز که صاحب
طبی نیست و از درجه محققین اهل و در محققین دخل شوند ثالثا اینکه محیطه خلاصه طهریه و ازیه خزانة المقتضی
و خزانه الفتاوی فتاوی قاضی خان مجال صاحبیه ترجیحات شروح مذمت دارند اگر چه فی نفسها معتد باشند که امر سابقا
فانضی اگر چه مجتهد فی المسائل است لیکن خصوص این مسئله اگر تصحیح و مقدم باشد مخدود و در فتاوی خود
معارض ترجیح اباب ترجیحات نمی تواند شد و اما اینکه این جمله فقها حرمت ضعیف مذکور را بر ازانی و اصول فرد
می نویسند چنانچه عبارات اکثر ایشان جواب نقل شدند و مفهوم عبارت معتبر است که امر سابقا و ثانیا اینکه اطلاق صحاح متون
چونکه فتوی شرح مخالفان اقله معتبر نخواهد شد قلت و بر ظاهر است که لعین اثر ناکمال اگر چه بعض متون
و در فتاوی مذکور است لیکن شرح محققین قول عدم حرمت را معقبی گفته اند قول از عبارات منقوله محیب سوء لفظ است و
که اعلاست معنی یافته نمی شود و بطاهر معلوم میشود که جمله کاتبین این دو لفظ تقلید صاحب فتوح نوشتند و حال احوال بالا
معلوم قبول بعضی باتجیح که از ارجح اجماع سابق بود و در مثل ایجابی و دیگر و طحاوی نیز قائل بعدم حرمت است و
و توجیه صاحب توح بغایت شافعی است و تعاقب متعقب و تحت الشریفت قلت صاحب مختار در زیادت
و لغوی ناکه معید حرمت خسر بر او از رزنا است بعینیت صاحب فتح کرده اند و از بجا خد کرده و اما از فتح گرفته و خود
صافحه و صاحب در کتاب الرضا لیده زنا را بر ستم زانی و حال نانی حلال نوشته و همین اوجه گفته و در غیر
و بر او زنی نیست و سراسر مسئله اینست که در قرابت بر حرمت حقیقت بعینیت معتبر است و در ولیده زنا شبه بعینیت یا

رضاعا لا تحرم كافي ضياع شرح الطحاوي وسيأتي منه في الرضاع شاة اليكمن في النظم وغيره انه يحرم كل من الرضا والمزنية على
 اصل الاخر وضرع رضاعا انتهت پس متسانی در باب حرمت فرج مزنیه واصل آن رضاعا بزرانی اختلاف نقل است
 از شرح طحاوی واصلت آن که کرده از نظم حرمت ذکر کرده و از نظم مفهوم شد که زانی بر اصل مزنیه و فرج آن حرمت و فرج
 اصل فرج زانی حرام است و چون حرمت امرست متساکنش عبارت از اینیم مفهوم شد که فرج مزنیه واصل آن رضاعا بزرانی
 حرام بخلاف قول طحاوی و اینیم مفهوم شد که فرج زانی واصل آن رضاعا بزرانیه حرام است و حصار المختار سبکو مدققی
 تفسیر متسانی سلسله اصل فرج مقتضی این است که و عدم حرمت اصل مزنیه و فرج آن رضاعا بزرانی یعنی حوا
 کالایح و عدم حرمت اصل آن و فرج زانی رضاعا بزرانی یعنی حواشی و خلاف نیست یعنی قهراً حرمت فرج مزنیه
 واصل آن رضاعا بزرانی اختلاف نقل کرده از شرح طحاوی واصلت و از نظم حرمت ثابت کرده حرمت فرج را واصل آن از بزرانی
 از نظم نقل ساخته و مقتضای تفسیر حرمت زانی و فرج را و تفسیر حرمت اصل فرج با نیشایان این است که فرج اصل
 هر یک از این دو دیگر اتفاقاً حرام است پس معلوم شد که تفسیریه در المختار سبکو است و راجع است و ضمیر غیر هاست
 اینیم مزنیه است نه آنچه که مجیب تصور کرده که تفسیریه بطرف صاحب است و ضمیر غیر هاست واصل فرج است آنچه که
 این مطلب است که سبکی از این است که مقتضای کلام صاحب المختار نیست که مقتضای تفسیر اصل فرج عدم خلاف و عدم حرمت
 بر وجهی است و در اصل فرج اختلافی است بر ظاهر صاحب اینیم از اختلاف نقل شده است و حرمت اصول فرج مزنیه بر
 زانی اختلاف نقل ساخته پس لا بد تفسیریه بطرف راجع خواهد شد اگر کسی که دشمن تفسیریه راجع بسبکو صاحب نظم
 است بر آن تفسیریه علم مستقیم است بدینطور که ضمیر غیر هاست راجع بسبکو زانی و اینیم است و مقتضای کلام
 نظم که ال حرمت هر یک از مزنیه و زانی بر اصول فروع و دیگر حرمت اصول فروع هر یک دیگر است این است که اصل
 هر یک و فرج غیر زانی و زانیه حرام نیست کالایح و عدم و شاهد عدل بر مطلب اقم این است که حصار المختار بعد از عبارت
 عبارت تفسیر و ال حرمت فرج مزنیه بر زانی است بطوریکه کلام خود آورده است و مطلبی که حضرت مجیب شقیب
 بیان نموده از مقام مناسبته ندارد و الدل علم بر ادعایه قلمت سابقاً از قایلین الا نواثر منقول شده و کلام
 بالدرایه عدم حرمت است قول اگر چه از کلام صاحب فتح و غیره در ایجاب بودن این ترجیح است میشود لیکن فی الواقع
 در ایجاب و جنایت چه دلیل آن محض نفی است اقوال اصل دلیل صاحب فتح این است که حرمت فرج مزنیه بر زانی
 بسبب جنایت است و آن در اول است و دلیل چهلین فرج نقدی است نه فرج منی بخلاف ثابت النسب چه در
 حرمت حرمت ثابت کرده و در اصل چه و از ریشه و ایراد بران بدین مطلق که در رضاع علت حرمت شبهه نیست

نصق السنہ ۱۳۴۲ھ

(مجموعہ ۲)

(جلد ۲)

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ جاری مطابق ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء عیسوی

اصول قواعد مع شرح قیمت رسالہ مجموعہ

(۱) یہ رسالہ جسمین دو جز کا سراہ میں شائع ہوا کر گیا۔

(۲) ضمیمہ بوقت ضرورت لگایا جاوے گا۔ ہمیشہ ضمیمہ رسالہ کے ساتھ نہوگا۔

(۳) رسالہ ضمیمہ کے مقاصد و اغراض یہ ہیں (الف) مقلدین کی کتب کا

جواب باصواب ایسے طور سے کہ ہر مضمین مزاج اسکو دیکھ کر فخر اوٹھاوے

راہ مستقیم پر آجاوے۔ (ب) یہ رسالہ مقلدین کی کوئی کتاب نہ چھوڑے گا جسکا

جواب نہ دیوے۔ چٹکے جواب رسالہ الدلیل القوی مولفہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم

ہوگا۔ بعد اسکے جمبر وکی رائے لیجاوے گی جس طرف اکثر جمبر وکی رائے ہوگی ناوسکا

جواب شروع کیا جاوے گا۔ (ج) ضمیمہ میں نہایت مضامین پورے لکھیلے۔ یا بعض

مضامین اخبار متعصبین کا جواب۔ یا کوئی دوسرا مضمون ہوگا۔

(۴) قیمت رسالہ و ضمیمہ کی پیشگی گورنمنٹ و والیان ملک سے (للغرض)

یکام وقت و رؤسا سے (عکس) متوسطین سے (تے) جنگل آمدنی پندرہ

روپیہ سے دل تک ہے اولخص (للمع) باقی غراب سے تین روپیہ (تے) القبا

ہر کسی سے دیوڑھی قیمت۔ ان مراتب کا تہ سفید و تقرری خریداروں کے یا ان

موقوف ہے۔ نمبر اول کے وصول سے قیمت ضرور ارسال کریں۔

(۵) یہ رسالہ بغیر وصول قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام نہ جاری ہوگا خریداروں کو

درخواست کے ساتھ قیمت روانہ کرنا چاہئے۔ نمونہ کا پرچہ ملے گا۔

(۶) خط و کتابت و ارسال زیر ہستم کے پورے نام و خطاب حسب ذیل ہونا چاہئے

(۷) سبیل ارسال زیر بذریعہ آڈر یا نوٹ بھینچ کر ڈپٹی کے پورے نام و خطاب

ماڈرین لکھنؤ

محمد سعید ہستم مدد اسلام آباد۔ و نصر اللہ و مطبع سعید المطابع نائٹس

فہرست مضامین

ذکر بعض مضامین مفیدہ

کتاب صدق اللہ

مولفہ نواب صاحب ہاؤس

صفو اسے ۲۴ تک

محمد ریہ مولوی علی الجبار

صاحب صفو ۲۴

آخر تک

اشتہار

رسالہ اشک الاریاب

مولوی رشید احمد

صاحب گنگوہی کے

جواب میں

در بیان قرار

فاتحہ و تقلید

ہماری تالیف سے

قیمت مع حصول

ارسال کر کے مشہور

طلبہ لکھنؤ

الش

محمد سعید ہستم

ماڈرین لکھنؤ

پس حرمت قرابت بمعنی نخواهد شد و هرگاه نفس لیده زنا بر عزم خال علیل شد ضمیمه بن زنا بدرجه اولی علیل خواهد شد
 قوله قول محل لیده زنا بر عزم خال انی صاحب بحر از فتح و صاحب شرح انجمن و صاحب نیل بر جانی فاعلم کرده و
 جرجان مجتهدین نیست قاضی خان مجتهد است بحسب آن تصریح کرده اقول جرجانی از معتبرین است و قاضی خان بن
 نصیر نیل ساخته و صاحب بانی این جام لغز کر قول جرجانی سکوت ساخته قوله و دلیل جرجانی نیز ضعیف است
 چنانچه قول و لا جریمه بیند بین العلم اگر نفی جریمت باین طور که یکی جزو دیگری باشد رواست پس اعتبار آن ضرر
 نمیرساند و اگر مراد نفی جریمتی که موجب حرمت باشد پس غلط محض است اقول معتبر و حرمت قرابت
 بعصیت مطلقا و چون بعصیت و لیده زنا من جملة بعصیت و من جملة بعصیت زین جهت جرجانی نفیس
 زانی و هلول و فروغ حکم حرمت اوند و برخواست حکم حلت اعتبار المشبهین قلت هرگاه در عبارات فقهاء اقرار
 واقع شود مفتی لازم که بر فتوی معتقین عمل سازد قوله هرگاه در عبارات فقهاء تعارض واقع شود مفتی لازم که بر قوی
 موافق مذکور عمل نماید باشد عمل سازد اقول این قاعده در کدام کتاب کتب فقهیه است اگر ایجاب و الا
 آنرا چه اعتبار قلت تعارض مفتی به غیر مفتی به از عجائب و زکا است قوله مفتی به بودن قولیکه مخالف مذ
 صاحبش میباشد زیاده ترازی عجائب و زکا است اقول این عجب قطره در عزم عصیت و اما در نظر ما هر فقهی
 بهیچ عصبیت لان العبرة عند الله بقوة الدلیل تمثیه مولوی محمد بشیر صاحب رساله مرسله خود یک یک
 را برای تطویل رساله بنظر ناظرین بعبارات مختلفه چند جا آوردند و چون در هر قول شان حسب تصنیع اوقاف
 بودند اتفاقا بر قول فاسختم و بنظر اینکه همین قدر برای محمول رساله کافی است اختصار ساختیم و آخر و اما
 ان الحمد لله رب العالمین و الصلوة علی رسول محمد و آله و صحابه اجمعین و کان فتنام هذا التحریر فی حلیته
 واحدة قدر نصف الثمنا ربوا للاثین الاول من شهر رجب سنة تسعين لبعده الالف للاثین من هجرة
 سيد الثقلین علیه و علی آله الصلوة رب المشرقیین



و اسطی سند اسامی که به کتاب بطبع و ملوک مقام کنش و کثرت
 محمد نجفیان بن چایی گئی هر مطبع ثبت کیگئی نقطه و حجت است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وعلى
 آله واصحابه اجمعين **باب ۱۔** اس دور پر فتن میں ایسے فرق
 ضالہ حادث ہوئے ہیں جو لوگوں کو دین محمدی و طریقہ احمدی سے پھیرتے ہیں قرآن
 و حدیث کی طرح طرح کی تاویلات رکھ کر لوگوں کو اپنے مذہب کے لطیف پھیرتے ہیں
 از انجملہ فرق کے نیچری تو ایسے تھے کہ اسلام کی ناؤ کو ڈبو دیا وجود فرشتوں و
 جنت و نار سے انکار کر کے لوگوں کو ترغیب و تادیب دونوں کی طرف دیتے ہیں بعض
 اہل حدیث نے بھی یہ جملہ انہیں سے اخذ کیا لوگوں کو تداویر حصول دنیا کی بتا کر لگے
 آخرت سے چھلانگ لگے بالفعل انہیں مضامین کی نہایت ضرورت ہے کہ جس سے
 خشیت اللہ پیدا ہو اچکل ایک کتاب ستمی بہ صدق اللہ الی ذکر الخوف والرجاء
 جو اپنے مابین بے نظیر ہے تالیفات مبارکہ حامی دین سید المرسلین ماحی رسوم
 مبتدعین ناصر سنت سنہی مہر علوم نبویہ تاج المحدثین فخر المفسرین مولانا نواب
 سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے چونکہ یہ

اطلاع ضروری

ناظرین نصرت السنہ کو چاہئے کہ قیمت ۳۰ روپے کی بہت جلد روانہ فرمائیں
کیونکہ مطبع اس وقت مقروض ہے۔ حال باقی ضوابط تقسیم کتب
نواب صاحب بہادر نمبر ۴۰۰ میں النشار السنہ مندرج ہو چکے۔

ہمارے پاس

یکتہ مبتدعین کے رو میں موجود ہیں جن صاحبزادوں کو شوق ہو قیمت اسرا
ل کے منگوالین۔ ہدایۃ المرتاب قاری عبدالرحمن پانی پتی کے رسا لیکھا جواب
ہدایۃ القلوب۔ اقبال الہی۔ الشیخ والرئی۔ طریق النجاح۔ کیفیت مناظر
مرزا پور۔ کشف الستور۔ شریعت کاودرہ۔ رسالہ بے نمازان۔
ترجمہ وصیت نامہ۔ آبرار اہل الحدیث والقرآن مافی جامع الکشاہد من التہمت
والظن والکبتان۔ یہ رسالہ نہایت عمدہ ہے باب میں جواب نہیں رکھتا۔

ابراہیم کا پہلا حصہ بھی۔ مسمیٰ بہ الکلام النبأہ۔ چھپکر تیار ہو گیا ہے قیمت اسکی
مع محصول ۴۰۰ + غازیو پر مدد رشتہ رحمت مولوی عبدالنذ صاحب سے
لی سکتا ہے + اظہار الصدق یہ کتاب قراۃ فاتحہ خلف امامین نہایت عمدہ
کتب مندرجہ ذیل فقط محصول روانہ کرنے سے ملکتی ہیں۔
سائق العباد۔ التی والتبیا۔ تائین۔ احقوا۔ آخر الدوار الکئی۔

المشيع يستقيم ربه اسلاميه - ونفرا لسة - ان بنام من محله دارانكر

کہ معلوم ہے لایسٹل عیما فی فعل و ہم لیسٹلون سو جو کوئی شخص اللہ کو زیادہ
 پہچانتا ہے وہی اللہ سے زیادہ ڈرتا ہے اسلئے حضرت نے فرمایا ہے انا الخلق
 لله و كذلك قال تعالیٰ انما یخشى الله من عباده العلماء یہ معرفت
 جس قدر زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی احتراق قلب کا زیادہ ہوتا ہے پھر اوسکا
 اثر بدن جوارح و صفات پر ظاہر ہوتا ہے بدن میں لاغری زردی بیہوشی
 بکار ظاہر ہوتی ہے یہ مرارت کبھی مفضی الی الموت بھی ہو جاتی ہے یا داغ
 پر چڑھ کر عقل کو فاسد کر دیتی ہے اوس سے قنوط و یاس پیدا ہوتا ہے
 جوارح میں یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ معاصی سے باز رہ کر متقی بطاعات واسطے
 تلافی مافات کے ہو جاتی ہیں استعدا و واسطے مستقبل کے پیدا ہوتی ہے
 اسلئے یہ بات کہی ہے کہ وہ شخص خائف نہیں ہے جو روتا ہے آنسو پوچھتا ہے بلکہ
 خائف وہ ہے جو تارک ہے اوس چیز کا جس کے عقاب سے ڈرتا ہے حکیم ابوالفکیم
 نے کہا ہے من خاف شیئاً کھرہ منہ و من خاف الله کھرہ الیک الذی
 سے پوچھتا تھا خائف کون ہوتا ہے کہا اذا انزل لنفسه منزلة السفلیۃ
 یعنی طول السقام صفات میں اثر ہونا یوں ہوتا ہے کہ قمع شہوات کرے
 لذات کو مکدر کر دے جو معاصی اسکو محبوب تھے وہ نزدیک اسکے مکروہ ہو جائیں
 جوارح متاؤب ہو کر ولیمین ذبول و شغور و ذلت و استکانت حاصل ہو کر
 جس دور ہو کر نظر خطر عاقبت پر رہے سو امر اقبہ محاسبہ و مجاہدہ و نخل بالانفاس
 و اللطیات و مواخذة النفس بخطرات و خطوات و کلمات کے کوئی شغل دوسرا نہ ہو
 ہر طرح کہ کوئی غیبہ میں کسی ورنہ کے پھینسا ہو اور جانے کہ اگر ذرا غفلت
 ہوگی تو وہ اوسکو ہلاک کر ڈالے گا اسلئے ظاہر باطن میں یہ اوسطیف مشغول رہتا
 کیونکہ بے اسکے چارہ نہیں ہے یہ حال اوس شخص کا ہے جس پر خوف غالب ہوتا ہے

کتاب اکثر الہدیت کو نہیں ملے چند مضامین متعلقہ خشۃ اللہ نقل کرنا مناسب
خیال کرتا ہوں + باب بیان میں خوف کے + خوف کہتے ہیں
دل کے جلنے اور رومند ہونے کو سبب توقع کسی مکرہ کے زمانہ استقبال میں
اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ سے مانوس ہے اور حق تعالیٰ اوسکے دل کا مالک ہو گیا
اور یہ شخص اب وقت ہو کر شاہد جمال حق علی الدوام ہے اور اوسکا التفات طرف
مستقبل کے باقی نہیں رہتا ہے ایسے شخص کا حال مرتبہ خوف ورجاء سے اعلیٰ
ہے واسطی لئے کہا ہے خوف ایک حجاب ہے درمیان اللہ و بندہ کے انتظام
خوف کا تین چیزوں سے ہوتا ہے علم و حال و عمل علم اوس سبب کا جو فضی
بکروہ ہے مثلاً ایک شخص نے بادشاہ کا قصور کیا ہے اور وہ ماتھے میں بادشاہ کے
سے ڈرتا ہے کہ کہیں بادشاہ اوسکو قتل نہ کر ڈالے اسلئے کہ بادشاہ فی نفسہ کمینہ پر
غضبناک منتقم ہے اور یہ شخص ہر وسیلہ و حسنہ ماحولی شریکیت سے عاجل ہے سو علم
سبب قوت خوف کا ہوتا ہے دل متالم رہتا ہے پھر اگر یہ اسباب ضعیف ہیں تو
خوف بھی ضعیف ہوتا ہے دوسری صورت خوف کی یہ ہے کہ بے کسی خیانت کے
خوف و مانگیہ حال ہو سبب صفت مخوف کے حسب طرح کہ کوئی شخص جنگل میں کسی
ورندہ کے پڑ جائے کہ یہ خوف بسبب صفت ذات سمیع کے ہے کیونکہ حرص
اوس ورندہ کے پیار کھانے پر اسکو معلوم ہے تیسری صورت صفت
حالتہ خوف منہ ہے جیسے میل میں گرنے سے ڈر ڈوب جانے کا آگ میں ٹپنے
سے ڈر جل جانے کا ہوتا ہے اسطرح اللہ سے ڈرنا کبھی بسبب معرفت الہی
ہوتا ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ اگر اللہ چاہے تو سارے جہان کو لٹا کر
کچھ پروا نہ کرے کوئی اوسکا روکنے والا نہیں ہے کبھی یہ ڈر بسبب کثرت نواہی
کے ہوتا ہے کبھی ان دونوں وجہ سے خائف رہتا ہے کیونکہ نشان اوسکی زیاد

اتبع الناس عن الخوف ہی لوگ ہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو عالم باللہ و بایام اللہ
 و بافعال اللہ میں و ذلك مما قد عمن و جوادہ الا ان اسلئے فضیل بن عیاض
 کہا ہے کہ اگر کوئی تجھ سے یہ پوچھے کہ تو اللہ سے ڈرتا ہے تو تو خاموش ہو رہا ہے
 کہ اگر تو انکار کر گیا کافر ہو جائیگا اور اگر اقرار کر گیا تو کاذب ٹھہریگا اس میں اشارہ
 کیا ہے طرف اس امر کے کہ خوف وہ ہے جو جوارح کو معاصی سے باز رکھ کر مستقیم
 بطاعات کروے ورنہ جس خوف کا اثر جوارح میں نہیں ہے وہ فقط حدیث النفس
 و حرکت خاطر ہے لائق اسکے نہیں ہیں کہ اوسکا نام خوف رکھیں افراط خوف یہ ہے
 کہ یاس و قنوط تک پہنچا دے یہ مذموم ہے اسلئے کہ اعمال سے مانع ہوتی ہے
 پھر کبھی اس افراط خوف سے نوبت مرض و ضعف و ولہ و دہشت و زوال عقل کی
 آجاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی طفل کو اتارے کہ وہ مر جائے
 یا دابہ کو اتارے کہ وہ ہلاک ہو جائے یا کوئی عضو اوسکا ٹوٹ جائے
 حالانکہ مقصود اس ضرب سے تادیب طفل و دابہ کی تھی نہ اہلاک اوسکا حفظ
 صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اسباب رجا کو کثرت سے ذکر کیا ہے مراد اوس
 ہی معالجہ صدمہ خوف مفرط مضی الی القنوط کا ہے اسلئے محمود وہی خوف ہوتا ہے
 جو مضی طرف مراد مقصود کے ہو اور جو خوف کہ اس درجہ سے قاصر یا اس تہ
 سے متجاوز ہے وہ مذموم ہے ف فوائد خوف کے حد و توسع تقوی
 مجاہدہ عبادت فکر ذکر و سایر اسباب موصولہ الی اللہ میں یہ سب خواہاں
 اس امر کے ہیں کہ زندگی ہمراہ تندرستی و سلامت عقل کے ہو اور رجا کو فلاح
 ہے ان اسباب میں وہ مذموم ہیں اسلئے افضل سعادات طول عمر ہے عت
 خدا میں پھر جو چیز کہ عمر یا عقل یا صحت کو باطل کرے وہ خسران و نقصان ہے
 جب خوف کا اثر عمل میں ظاہر نہوا تو وجود و عدم اوسکا بلابرہے بہل رضی اللہ عنہ

ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی حال تھا کہ اعمال سوا قیل و دجاہ کا خوف یہ ہے کہ مخطورات سے باز رہے اسکو ورع کہتے ہیں پھر جس شے کے کی طرف امکان فطرہ تحریم کا ہے گواہ اسکے تحریم کا یقین نہیں ہے اوس سے باز رہنے کو تقویٰ کہتے ہیں کیونکہ تقویٰ ترک کرنا ہے اوس شے کا جو شک میں ڈالے اور اختیار کرنا ہے اوس شے کا جو بے شک و شبہ ہو لا باس بہ کوڈر سے مایہ باس کے چھوڑ دے اسکو صدق فی التقویٰ کہتے ہیں پھر جبکہ اسکے ساتھ تجرد للخدمت بھی ہو گیا تو اب اوسکا نام صدیق ٹھہر گیا اب وہ نہ الیسا گھر بنا گیا کہ جسمین نہ ہے اور نہ ایسی چیز جمع کر گیا کہ جسکو نہ کھائے نہ طرف دنیا کے انکساف کر گیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ دنیا جھکو اکیدن چھوڑ دیگی اور کوئی نفس اپنے انکساف میں سے طرف غیر اللہ کے صرف نہ کر گیا ہے جو مرتبہ خوف و الم جاہتین دنیا کی لقا کو کا لیں ہم جانتے ہیں کہ بے خوف کو خوف کی کہاں ہے لذت و جود اللہ اسمین ہے وہ ہم جانتے ہیں کہ خوف ایک شے محمود ہے اللہ کا ایک تازیانہ ہے جس سے اپنے بند کو طرف مواظبت علم و عمل کے مانگتا ہے تاکہ اود کو رتبہ قرب من اللہ کا حاصل ہو لیکن محمود خوف میں اعتدال ہے نہ افراط و قصور قاطر الخوف کی مثال ایسی ہے جیسے عورتیں رفت کرتی ہیں کہ ایک آیت قرآن کی سنیں روئے نکلین یا کوئی شے نائل و کبھیں ڈر گئیں جب وہ شے جس سے نائل ہو گئی تو دل پھر یہ دستور راجع الی الغلۃ ہو گیا یہ خوف اس قاصر کا قلیل النفع ہے حسب طرح کہ کوئی ایک پتلی کمزور چھری سے ایک دانہ قوی کو مارے تو اوسکو کچھ الم اس مار کا نہ ہوگا اور وہ طرف مقصد کے غلطی سارے لوگوں کا خوف اسطرح حیر ہوتا ہے کہ عرفاء و علماء کا غالی کہتے ہیں مراد ہماری علماء سے اسجگہ علماء رسمی نہیں ہیں جنکو لوگ عالم مولوی کہتے ہیں کیونکہ

سوا غلبت کرتا ہے اور جبکہ خوف اطلاع الہی کا اپنی سریت پر ہوتا ہے وہ ظہیر
 قلب کی وسوسے سے کرتا ہے یہی حال بقیہ اقسام کا ہے پھر ان سب مخاوف میں
 اغلب علی الیقین خوف خاتمہ کا ہے کیونکہ یہ امر زیادہ خطرناک ہے اور اعلیٰ اقسام کمال
 معرفت پر خوف سابقہ کا ہے اسلئے کہ خاتمہ تابع سابقہ ہوتا ہے اور ایک فرع ہی
 جو بعد تخلل اسباب کثیرہ کے سابقہ سے متفرع ہوتی ہے جو قضا ام الكتاب میں
 سابق ہو چکی ہے یہ خاتمہ اسکا منظر ہوتا ہے صالحین کا خوف معصیت سے ہوتا ہے
 موحّدین و صدیقین کا خوف اللہ سے ہوتا ہے یہ ثمرہ ہے او کی معرفت کا سرچشمہ
 اللہ اور اللہ کی صفات کا عارف ہو گا وہ اللہ سے بغیر حیثیت کے ڈرے گا بلکہ اگر
 عاصی اللہ کو بچان لے جیسا کہ چاہئے تو بھیر وہ اللہ سے ڈرنے لگے نہ معصیت سے
 غزالی رحمہ نے بعد طول تقریر کے یہ کہا ہے و یکفیک من موجبات المصیبة
 والخوف المعقلی بالاستغناء وعدم المبالاة ووسطا طبقہ خائفین کا وہ ہے
 کہ ان کے نفوس میں امر مکروہ متحمل ہو جاتا ہے جیسے حال سکران و شدت غمات
 موت کا یا سوال نکر و مکیر کا یا عذاب قبر کا یا ہول مطلع کا یا ہیبت موقف کے ایسا
 کشف ستر سے یا ڈر سوال کا ہر نقیر و قطیر سے یا خوف لبطاط و حدت کونیت
 عبور کا یا خوف نار و اغلال و اہوال جہنم کا یا خوف حرمان کا جنت سے یا نقص
 درجات کا یا خوف حجاب کا اللہ پاک سے کہ یہ بلع فی نفسہا مکروہ ہیں اسلئے
 لامحالہ مخوف ٹھہرے ہیں اس میں احوال خائفین کا مختلف ہے سب سما علیٰ حد
 خوف فراق و حجاب عن اللہ کا ہے یہ خوف عارفین کا ہوتا ہے اس سے قبل کل
 خوف عابدین صالحین نابین و کاف عالمین کا خوف تھا پھر جبکی معرفت کامل
 نہیں ہے اور بصیرت منتقہ نہیں ہوئی او سکوکہ شعور لذت وصال اللہ العبد و
 فراق کا نہیں ہے فالی هذه الاقسام یرجع خوف الخائفین لئال للہ

اس پر مردوں سے جو ملازم جو جمع مدت دراز تک رہتے تھے کہتے تھے تمام نیکو
 محفوظ رکھو کوئی اللہ کا ولی ناقص العقل نہیں ہوا ہے **ف** تحقق خوف کا انتظار کرو
 سے ہوتا ہے کرو یا فی ذاتہ کرو ہو تا ہے جیسے نار یا اسلئے کرو ہو تا ہے ہر نفسی
 الی المکر وہ ہے جیسے معاصی کہ کروہ آخرت تک پہنچاتے ہیں اسلئے ہر خائف کو
 ضرور ہے کہ ایک قسم کے کروہ کو ان ہر دو قسم سے اپنے نفس میں تمیز کرے
 اور اس کے انتظار کو اپنے ولیمین قوت بخشے یہاں تک کہ دل بسبب استغفار
 اوس مکر وہ کے چلباسے مقامات خالقین کی بابت غلبہ مکر وہات محذوہ کے
 واپس نہ لے لیں ایک وہ لوگ ہیں جن کے دل پر غلبہ مکر وہ اخیرہ لا الذاتہ کا ہے جیسے
 غلبہ خوف موت کا قبل توبہ کے یا خوف نقص توبہ و نکت عہد کا یا خوف ضعف خوف
 وفاء تمام حقوق الہی سے یا خوف زوال رقت قلب کا اور تبدیل ہونے کا
 فسادات کے یا خوف میل کا استقامت سے یا خوف استیلا عادات کا استیلا ہوا
 مالوفین یا خوف اعتماد و احسان پر یا خوف بطور کثرت نعم الہی سے یا خوف
 استبدال عن اللہ بغیر اللہ کا یا خوف استدراج کا تو ان نعم سے یا خوف انکشاف
 غوائل ظلمات کا بمقتضائے **و** بدل الھم من اللھ ما لم یکن الیہ مستبد
 یا خوف نبوات ناس کا بابت نصیبت و خیانت و غش و اضرار سوہ کے یا خوف رد
 کسی امر کا بقیہ عمر میں یا خوف تعجیل عقوبت کا دنیا میں اور دوسرا دنیا کا قبل موت
 کے یا خوف اغترار کا زعارف و نیا سے یا خوف اطلاق الہی کا سریت پر حالت
 بین یا خوف خاتمہ سور کا وقت موت کے یا خوف سابقہ ازل کا کہ نہیں معلوم کیا جاتا
 قسمت میں سابق ہو چکی ہے سو یہ سارے مخاوف عارفین کے ہیں اور ہر عارف
 کے لیے ایک فائدہ خاص ہے وہ فائدہ سلوک سبیل حذر ہے امر مغضی الی
 الخوف سے سو جب کو خوف استیلا عادات کا اپنی جان پر ہوتا ہے وہ غلام علم

ان اکہم عند اللہ اتقوا اور اولین آخرین کو وصیت کی ہے تقویٰ کی
فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الكتاب من قبلکم وایاکم ان تتقوا
اللہ او فرمایا وخافوا ان کنتم مومنین اس خوف کو اس آیت میں جواب
کیا ہے اور مشرک ایمان ٹھہرایا ہے فضیل کہتے ہیں جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ
خوف اور سکوت پر خیر کی راہ دکھائیگا شبلی کہتے ہیں نہ ڈر میں کسی دن اللہ
لکن دیکھا میں ایک درد آورہ حکمت و عبرت کا جو پہلے اوس سے نہ دیکھا تھا
یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے ما من مومن یفعل سیئۃ الا ولیقها
حسنات خوف العقاب و ساء العفو کتعلب بین اسدین اسلیر
اللہ نے ذکر کو مخصوص بخائفین کیا ہے فرمایا سید کر من یحشی او فرمایا
واسطے خائف مقام کے دو جہنم میں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہتا ہے محلو
قسم ہے اپنی غرت کی میں جمع نہ کرونگا اپنے بندے پر دو خوف اور نہ دو امن
اگر امن میں رہے گا وہ مجھ سے دنیا میں تو ڈراؤنگا میں اُسے دن قیامت کو
اور اگر ڈرتا رہے گا مجھ سے دنیا میں تو امن و فرنگا میں اُسے دن قیامت کو یحییٰ
فرمایا ہے جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے ڈرتی ہے اوس سے ہر چیز اور جو کوئی ڈرتا
ہے غیر اللہ سے ڈرتا ہے اوس کو اللہ ہر شے سے یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں سکین
ابن آدم اگر ڈرے آگ سے جیسے کہ فقر سے ڈرتا ہے تو داخل ہو جنت میں
ذوالنون نے کہا ہے جو کوئی ڈرے گا اللہ سے اوس کا دل پچلے گا نیکیا محبت اللہ کی اوس
سخت ہو جائیگی اوسکی عقل صحیح رہے گی یہ بھی کہا ہے کہ خوف کا بہ نسبت رجا
کے ابلغ ہونا چاہئے اسلئے کہ غلبہ رجا سے قلب مطمئن ہو جاتا ہے ابوالحسن
ضریر کہتے تھے علامت سعادت کی خوف ہے شقاوت کا کیونکہ خوف ایک زام
ہے در میان اللہ و بندے کے جب یہ زام ٹوٹ جائیگی تو وہ ہمراہ مالکین کے

حسن التوفیق بکہ وہ ف فضیلت خوف کی کبھی تامل و اعتبار سے پہچانی
 جاتی ہے اور کبھی آیات و اخبار سے اعتبار کا رستہ یہ ہے کہ فضیلت شے کی
 بقدر اس کے افضار کی طرف سعادت و قمار اللہ کے آخرت میں ہوتی ہے اسلئے کہ
 سوا سعادت کو اور کوئی مقصود نہیں ہوا و سعادت نہیں مگر قمار مولیٰ میں یہ خوف ایک اگ ہے
 جو شہوات کو جلا دیتی ہے اسکی فضیلت بقدر احرار شہوت کے ہوتی ہے اور
 یہ مختلف ہے باختلاف درجات خوف اسی خوف سے عفت و ورع و تقویٰ و مجاہدہ
 اعمال قاضیہ محمودہ مقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے رہا اقتباس آیات و اخبار کا
 سو غزالیؒ نے کہا ہے کہ فضیلت خوف میں جو کچھ آیا ہے وہ حد صبر سے خارج ہے
 خوف کی فضیلت اسبقدر کافی ہے کہ اللہ نے ہر سی و رحمت و علم و رضوان
 واسطے خائفین کے جمع کیا ہے یہ اشیاء جامع مقامات اہل جنات ہیں **قال تعالیٰ**
ہدی و رحمة للذین هم لربهم صبیون **وقال تعالیٰ انما یخشی**
اللہ من عباده العلماء انکوا عالم اسلئے کہا کہ یہ لوگ خاشی ہیں **وقال عنہ**
وجل رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذلک لمخشی سبہ اور جو خیر و
 ہے فضیلت علم پر وہ دلیل ہے فضیلت خوف پر کیونکہ خوف ثمرہ ہے علم کا نتیجہ
 ورع و تقویٰ کا اور فضائل ورع و تقویٰ کے مخفی نہیں ہیں یہاں تک کہ عاقبت
 موسوم بالتقویٰ ہے مخصوص ہے ساتھ اہل تقویٰ کے جب طرح کہ حمد خاص ہے
 ساتھ اللہ کے اور رسول و ساتھ رسول اللہ کے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ الحمد للہ
 رب العالمین والعاقبة للمتقین والصالحین والسلام علی محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین اللہ نے تقویٰ کو انہی طرف اضافت
 کیا ہے اس اضافت کو اپنے ساتھ خاص فرمایا ہے **قال** **ولکن ینالہ التقویٰ**
 منکم تقویٰ عبارت ہے باز رہنے سے بمقتضائے خوف کے ولہذا اللہ فرمایا ہے

اوسکی ہی تلامذہ ہیں کیونکہ عادت عرب کی تعبیر عن النہی ہے جلازم النہی ہے بلکہ جو
 فضل بکار میں غشیت خدا آیا ہے وہ انہما بفضلیت غشیت کا ہے کیونکہ بکار
 ہے غشیت کا قال تعالیٰ فلیضحکوا قلیلاً ولیسکو اکثریاً و قال تعالیٰ
 میكون ویزید ہم خستوعا و قال عزوجل امن هذا الحدیث
 لقجبون و تضحکون و لا تبکون و انتم سامعون حضرت نے فرمایا
 جب مومن کا دل خوف خدا سے ڈر جاتا ہے تو اوسکی خطایا اس طرح کرجاتی ہیں
 جس طرح کہ درخت سے پتے جھڑپڑ پڑتے ہیں فرمایا بخانگاہ میں وہ شخص جو
 رویا ڈر سے اللہ کے پیانتک کہ عود کرے شیرستان میں عقبہ بن عامر نے
 پوچھا اے رسول خدا نجات کی کیا صورت ہے فرمایا روک اپنی زبان کو او
 گنجائش کرے نہ جھکو گھرتیہ اور رو اپنی خطا پر عاکشہ نہ پوچھا کیا جنت میں کوئی
 بحساب بھی داخل ہوگا فرمایا مان جو اپنے گناہوں کو یاد کرے رو گیا حضرت کی
 دعائیں آیات اللہ مرار زقنی عین میں خطا کتین تسقیان بذرہ
 الدامع قبل ان تصیر الدمع دمک و الاضر اس جہاں اب وقت عزیز کو
 تولوین کھو گے پھر سوچ کے غفلت کے تئیں رو گے کیا خواب گران پر میل
 روز و شب ہے جاگو تک میر پھر بہت سوو گے متخلان سات اشخاص کے
 جنکو دن قیامت کے عرش کا سایہ ملے گا ایک وہ شخص بھی ہے جس نے اللہ کو غلو
 میں یا د کیا پھر اوسکی آنکھ سے آنسو بہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جو کوئی رو سکے
 وہ روئے اور جو کوئی نہ رو سکے روئے گا سامنہ بناتے می توانی
 دوزخ خود را بہشتی ساختن کوثرے نقدے ز چشم اشکبارت و ادواند
 متحدین مکند رجب روئے تو اپنے آنسو چہرے اور رٹاڑھی پر ملتے او کہتے
 مجکو یہ بات پہنچی ہے کہ آگ دوزخ کی اوس جگہ کو نہیں کھاتی ہے جسکو آنسو

ہلاک ہو جائیگا تجلی بن معاذ سے پوچھا تھا من امن الخلق غدا کہا اشد هم
 خوفاً الیوم سہل گئے کہا ہے تو خوف کونہ پائیگا جب تک کہ حلال نہ کیا بیگا
 حسن بصری سے کہا تھا ہم کیا کریں ہم ایسی اقوام کے پاس بیٹھتے ہیں جو تمکو
 ڈراتے ہیں یہاں تک کہ مجھے دل اوڑھے جلتے ہیں کہا واند اگر تم ایسی قوم
 سے مخالط ہو گے جو تمکو ڈراتی ہیں یہاں تک کہ تمکو امن ملے یہ بہتر ہے واسطے
 تمھاری صحبت سے اس قوم سے جو تمکو امن دلاتی ہیں یہاں تک کہ تمکو خوف
 یالے ابوسلیمان دارانی کہتے ہیں جہاںہو خوف کسی دل سے مگر وہ دل ویران
 نہو گیا غزال کہتے ہیں التشدیلات الواسدة فی الامن من مکمل اللہ و
 خدا بہ لا تنحصر وکل ذلك شأنا علی الخوف کیونکہ مذمت شے کی تباہی ہوتی ہے
 اسکی ضد پر اور خوف کی امن ہے جس طرح کہ ضد رجا کی پاس ہے اور مذمت
 قنوط کی دلیل ہے فضیلت رجا پر استی طرح مذمت امن کی دلیل ہے فضیلت خوف پر
 بلکہ جو کچھ فضل رجا میں آیا ہے وہ دلیل ہے فضل خوف پر کیونکہ یہ دونوں
 باہم متضاد ہیں جو کوئی کسی محبوب کا راجی ہو گا ضرور ہے کہ یہ قوت محبوب سے
 خائف ہو گا اگر خائف نہیں ہے تو پھر وہ محب بھی ہو سکتا نہیں ہے تو اب انتظار
 محبوب میں راجی بھی نہو گا انفکاک ایک کا دوسرے محال ہے ان یہ جائز ہے کہ
 ایک دوسرے پر غالب ہو اور دونوں مجتمع ہوں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اشتغال
 دل کا ایک سے ہو اور دوسری طرف فی الحال التفات نہ کرے بسبب غفلت کے
 اس جانب دیکر سے بہر حال خوف و رہا متضاد کم یکدہ گیر ہیں ولذا کہ قال تعالیٰ
 ویدعوننا رغبا ورهبا **وقال تعالیٰ** یدعوننا ربه خوفاً وطمعاً
 اس لیے عرب خوف سے لفظ رجا تعبیر کرتے ہیں **قال تعالیٰ** ما لکم لا تحبون
 لله وراسر اسی لا تخافون قرآن پاک میں رجا بمعنی خوف بہت آئی ہے ورجا

عنف ہیں اوس سے میل محبت کا ویسا نہیں ہوتا ہے جسیا کہ رجا سے ہوتا ہے
 غرض کہ جو مرد وغیرہ ہے وہاں استعمال لفظ اصلح کا چاہئے نہ لفظ افضل کا
 ف اب ہم کہتے ہیں کہ اکثر خالق کے لئے خوب نسبت رجا کے اصلح ہے کیونکہ معاشی
 غالب ہیں اور ایسا شخص متقی کہ جس نے ظاہر و باطن اشتم اور خفی و جلی عصیان
 ترک کر دیا ہو اسکے لئے اصلح یہ ہے کہ خوف و رجا و نون حد اعتدال پر ہوں
 اسی لئے یہ بات کہی ہے کہ لو و سران خوف المؤمن و سر جاعی و الاعتدال
 علی مرتضیٰ نے بعض اولاد اپنی سے یہ بات کہی تھی اسے فرزند اللہ سے ایسا
 کہ اگر تو سارے اہل رض کے حسنات لیکر آئیگا تو وہ بھی اونکو تجھ سے قبول نہ کریگا
 اور ایسی امید رکھ کہ اگر تو سارے اہل زمین کے سیئات لیکر آئیگا تو وہ اونکو
 تجھ سے بخش دیگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر یہ نذا ہو کہ سب آدمی زمین
 جائینگے مگر ایک آدمی تو مجھ کو امید ہوگی کہ وہ ایک آدمی شاید میں ہی ہوں گا اور اگر
 یہ نذا ہو کہ سارے آدمی جنت میں جائینگے مگر ایک آدمی تو میں ڈروں گا کہ وہ ایک
 آدمی میں ہی ہوں گا یہ عبارت ہے غایت خوف و رجا و اعتدال سے ہمراہ طلبہ
 واستیلا کے لکن بروجہ تقادم و تساوی عمر رضی اللہ عنہ سے شخص کو یہی
 زیبا ہے کہ خوف و رجا برابر ہو اگر کوئی عاصی یہ گمان کرے کہ وہ امر و نواہی سے
 مستثنیٰ ہے تو یہ دلیل ہے اسکے دھوکا کھانے پر پھر جو شخص کہ عارف حقائین
 ہے اوسکا دل اگر ضعیف اور وہ فی نفسہ جہان ہے تو اوسکا خوف اوسکی رجا پر
 لائحہ غالب رہیگا جس طرح کہ احوال خائفین کا صحابہ و تابعین میں سے تھا اور اگر
 دل اسکا قوی اور وہ ثابت الجائش تمام المعروف ہے تو خوف و رجا اوسکا برابر ہوگا
 یہ نہیں ہے کہ رجا اوسکی غالب ہو عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے دل کی تفتیش میں
 بڑا مبالغہ رہا کرتا تھا یہاں تک کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ تم کوئی اثر

چھوٹے ابن عمر کہتے تھے تمہارا اگر نہ روؤ تو صورت رونے کی بناؤ قسم ہے اللہ
 کی اگر ایک ترمین کا عالم ہو تو ناشائستگی سے کہ آواز بیٹھ جائے اتنی ناز چڑھے کہ کٹکٹ
 جائے ابوسلیمان دارانی کہتے ہیں نہیں ڈھب ڈھباتی ہے کوئی آنکھ اپنے آنسو
 سے لکھن دن قیامت میں اوس تہنہ کو سیاہی و ذلت نہ پکڑے گی پھر اگر وہ آنسو
 بہ سکے تو پہلا قطرہ اوسکا آگ کے دریاؤں کو بجھا دے گا ورنہ اشکِ ندامت
 ز جگرِ شہساز و دینِ سجالی ست کہ از دامنِ تر بر خیزد و بکارِ خوف سے ہوتا
 رہا طرب و شوق سے ہوتی ہے کعب احبار کہتے تھے ایک پہاڑ برابر سونا صدقہ
 کرنے سے ایک کم کار و ناخوف خدا سے محکوم زیادہ تر محبوب ہے **ف** غزالی کہتے ہیں
 یہ قول قائل کہ خوف افضل ہے یا رجاء سوال فاسد ہے یہ ویسی بات ہے جیسے
 کوئی یہ کہے کہ رولی افضل ہے یا پانی اسکا جواب یہ ہے کہ واسطے بھوکے کے رولی
 افضل ہے اور واسطے پیاسے کے پانی پھر اگر بھوک و پیاس دونوں ہوں تو نظرِ طرف
 اغلب کے کرینگے اگر جوع غالب ہے تو خیر افضل ہے اور اگر عطش غالب ہے تو
 پانی افضل ہے اور جو دونوں حال برابر ہیں تو پھر یہ دونوں بھی برابر ہونگے مکمل
 یہ ہے کہ اگر دل پر غلبہ امن کا ہے اللہ کے مکر سے اور اعتراض ہے ساتھ امن کے تو خوف
 افضل ہے اور اگر غلبہ یاس و قنوط کو ہے رحمتِ خدا سے تو رجاء افضل ہے
 اسطرح اگر نبرد پر معصیت غالب ہے تو خوف افضل ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ
 خوف کو مطلقاً افضل کہیں کیونکہ غالب خلق پر معاصی و اعتراض ہے اور اگر نظرِ طرف
 مطلعِ خوف و رجاء کے کی جائیگی تو رجاء افضل ہوگی اسلئے کہ مستحقِ رجاء کا بحرِ رحمت
 اور مستحقِ خوف کا بحرِ غضب ہے پھر جو کوئی صفاتِ الہی سے ملاحظہ اوس صفت کا
 کرتا ہے جو مقتضیِ لطف و رحمت ہے اوس پر محبتِ خدا کی غالب ہوتی ہے ویسے
 و ساء المحبۃ مقام اور خوف کا مستند التفات ہے طرفِ اون صفات کے جو مقتضی

اسکا نام خوف محمود ہے نہ اوس حدیث نفس کا نام جو کف و حث میں موثر
 نہیں ہوتی ہے اور نہ اوس پاس کا جو کہ موجب قنوط ہو سکی بن معاذ نے کہا
 جس نے عبادت کی اللہ کی محض خوف سے وہ ڈوبا بجا را فکا رہیں اور جس
 عبادت کی اوسکی محض رجا سے وہ سرگردان ہوا بیان اغترار میں آو جس
 پوجا اوسکو خوف و رجا سے وہ ستقیم رہا محجہ از کار میں کھول و مشقی کہتے تھے
 عابد خدا بال خوف حوری ہے اور عابد خدا بال رجا مری ہے اور عابد بال محبت زند
 ہے اور عابد بخوف و رجا و محبت موحد ہے آسلئے جمع کرنا ان تہہ امور کا ضرر
 ہے اور غلبہ خوف اصلح ہے لکن قبل اشراف علی الموت کے اور وقت موت
 اصلح یہ ہے کہ رجا و حسن ظن غالب ہو کیونکہ خوف جاری مجری تانہ یا نہ ہے جو کہ کمال
 باعث ہوتا ہے اور عمل کا وقت جاتا رہا جو شخص کہ موت کو جھانک رہا ہے وہ
 کیا عمل اسوقت کر سکتا ہے اور اوسکو طاقت اسباب خوف کی کب ہے بلکہ
 حالت یہ قاطع نیاط تلبی معین ہے تعجل موت پر رہی رجا سوروح رجا مقوی
 قلب ہے اور جس سے شخص رجا رکھتا ہے اوسکو طرف راجی کے محبوب بنادیتی
 ہے کیونکہ چاہئے کہ دنیا کو چھوڑے مگر اللہ کا محب ہوا اوسکی لغا کو دوست
 رکھتا ہو حدیث میں آیا ہے من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ محبت رجا
 رجا ہو جاتی ہے مرتجی کر م خدا محبوب ہو تا ہے مقصود سارے علوم و اعمال
 سے ہی اللہ کی شناخت ہے شہرہ اس شناخت کا محبت ہے کیونکہ بازگشت طرف
 اللہ ہی کے ہوتی ہے مرکز اوی کے سامنے جانا پڑتا ہے پھر جو کوئی پاس محبوب
 کے آتا ہے اوسکو لقب محبت کے سرور عظیم حاصل ہوتا ہے جو شخص محبوب سے
 جدا رہتا ہے اوسکی محنت شدید ہوتی ہے موجب وقت موت کے دل پر غلبہ خبیث
 اہل و ولد و مال و مکن و عفار و رفقا و اصحاب کا ہوگا تو اس شخص کی ساری

اشارہ نفاق خفی کا تو مجھ میں نہیں پاتے ہو یہ اس لئے کہ حضرت نے او کو خواص کیا تھا اس لئے
 علم منافقین کے اب کس کو ایسی قدرت ہے کہ وہ اپنے دل کو خفا یا نفاق و
 شرک خفی سے مہر کرے اور اگر حنفی بھی نفاق قلب کا ہوا تو اللہ کے مکر سے
 مامون رہنے کی کیا شکل ہے اپنے حال کو کب اللہ پر مہر کر سکتا ہے او! اپنے
 عیب کو کہان اوں سے مخفی رکھ سکتا ہے اور اگر اسپر بھی وثوق کیا تو اسکے قبا
 پر تمام حسن الحاتمہ تک کہا جسے وثوق ہو سکتا ہے حالانکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ
 آدمی عمل ہی بہشت کا سا کرتا ہے یہاں تک کہ درمیان او کے اور جنت کے ایک
 بالشت کا فاصلہ نہ جاتا ہے دوسری روایت میں بقدر فراق ناقہ کے آیا ہے
 پس کتاب اور سچ بقت کرتی ہے او سکا خاتمہ عمل باہل ناپ ہو تا ہے عیاذ اللہ
 اب سمجھو کہ فراق ناقہ محتمل عمل جوارح کا نہیں ہوتا ہے بلکہ او سکا مقدار اتنا ہے
 کہ ولین کسی خطرہ کا اختلاف ہو یہ مقدار قلیل وقت کے مقتضی سویر نہ ہو
 ہے پھر کس طرح پر اوں سے امن حاصل ہو سکتا ہے اس صورت میں اقصیٰ
 غایات مومن یہی ہے کہ خوف ورجاء و لون معتدل ہوں کیونکہ غلبہ رجا کا خقین
 غالب اشخاص کے مستند اغترار و قلت معرفت و اعتبا۔ ہوتا ہے اس لئے اللہ
 نے مقام ثنائین و لون کو جمع کیا ہے اور فرمایا ہے یدعون سربہم خوفاً
 وطمعاً **وقال تعالیٰ** ویدعونہا سرعیا و سہباً اور عمر رضی اللہ عنہ کے سے
 لوگ اب کہان پیدا ہیں جو خلق اس زمانہ میں موجود ہے اوں سب کے لئے
 یہی غلبہ خوف اصلح ہے لکن اس شرط سے کہ یاس و ترک عمل و قطع طمع مغفرت تک
 نہ پہنچائے اور نہ سبب ہو کاسل کا عمل سے اور نہ داعی ہوا نہاک کو مواظبت
 کہ اسکا نام قنوط ہے نہ خوف کیونکہ خوف وہ ہے جو کہ عمل بیا مادہ کرے جمیع ہوائ
 مکر کر دے دل کو جھکنے سے و نیا کے باز رکھے طرف تجافی عن دار الغرور کے بلکہ

حب دنیا من القلب سے حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ ساری دنیا مثل سجن مانع من محبوب
 کی ہو جائے بعض صالحین نے ابوسلیمان دارانی کو خواب میں دیکھا کہ وہ اوڑھتے
 ہیں کہا الان اقلت صبحکوا وٹھکرا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ اس شب کو
 انتقال کر گئے وہ علاج جس سے حالت خوف کی حاصل ہوتی ہے صبر ہے
 کیونکہ صبر نہیں ہو سکتا ہے مگر بعد حصول خوف ورجا کے اسلئے کہ اول مقامات
 دین میں یقین ہے یقین عبارت ہے قوت ایمان باللہ وبالیوم الآخر وبالجنة وبالنار
 سے یہ یقین بالضرورة ایمان خوف واسلئے نار کے اور ایمان رجا واسلئے جنت
 کے کرتا ہے اور رجا و خوف قوت نچشتے ہیں صبر پر کیونکہ جنت محفوف ہے ساتھ
 مکارہ کے تحمل مکارہ پر نہیں ہو سکتا ہے مگر ساتھ قوت رجا کے نار محفوف ہے ساتھ
 شهوات کے صبر قمع شهوات پر نہیں ہو سکتا مگر ساتھ قوت خوف کے اسی لئے
 علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے من اشتاق الی الجنة سلا عن الشهوات ومن
 استفق من الناس رجع عن المحرمات پھر یہ مقام صبر کا جو خوف ورجا سے
 مستفاد ہوا ہے مقام دوام مجاہدہ و تجرد لکرا اللہ و فکر فی اللہ تک پہنچا دیتا ہے
 دوام ذکر مؤدی بانس ہوتا ہے دوام فکر مؤدی طرف کمال معرفت کے ہوتی
 ہے کمال معرفت و انس کا مقام محبت تک پہنچا دیتا ہے اس مقام کے نیچے مقام ضیاء
 و توکل و سائر مقامات کا ہے فہذا ہوا الترتیب فی سلوک منائر الدین
 بعد اصل یقین کے کوئی مقام سوا خوف ورجا کے نہیں ہے اور نہ بعد ان کے کوئی
 مقام سوا صبر کے ہے اسی صبر کی وجہ سے مجاہدہ و تجرد لکرا اللہ ظاہر و باطناً ہوتا ہے
 آتا ہے مجاہدہ کے بعد واسلئے شخص مفتوح الطریق کے کوئی مقام سوا ہدایت
 و معرفت کے نہیں ہے اور بعد معرفت کے کوئی مقام سوا محبت و انس کے نہیں ہے
 محبت میں یہ بات ضروری ہے کہ فعل محبوب رضی رہے اوسکی عنایت پر عمل کرے

دنیا میں ہوئے دنیا اور کسی جنت تھی کیونکہ جنت عبارت ہے اس بقعہ سے جو کہ جنت
 جمیع محاب ہوا سکا مرنا گویا جنت سے نکلنا ہے اور جس شخص کا محبوب سوسے اللہ و
 اللہ و معرفۃ اللہ و فکر اللہ کے اور کچھ نہیں ہے اور علائق دنیا کے اور کو
 شغل ہیں محبوب سے تو یہ دنیا اور اسکے لئے ایک قید خانہ ہے کیونکہ جنت عبارت
 ہے بقعہ مانعہ للمحبوس عن الاسترواح الی محابہ سے اسکا مرنا قدم لانا نہیں ہوگا
 اور خلاص پانا ہے جن سے نسأل اللہ ان یتوفانا مسلمین و یلقانا کھانا
 طمع اجابت میں اس سوال کی جب ہی ہو سکتی ہے کہ حب اللہ کا کتساب کیا جائے
 یہ حب جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ غیر اللہ کا حب بالکل دل سے باہر نکال دیا جائے اور
 جگہ ماسوا اللہ سے قطع علائق کر دیا جائے جاہ ہو یا مال یا وطن اسلئے ہم کو یہ دعا
 کرنا چاہیے حضرت نے کی تھی اولی تر ہے اللہ ہم اس رزقی حبیب و حب
 من احبک و حب ما یقریبی الی حبک واجعل حبک احب الی من الماء لبا
 غرض کہ غلبہ رجا کا وقت موت کے اصلاح ہے اسلئے کہ جالب محبت ہوتا ہے اور غلبہ
 خوف کا قبل موت کے اصلاح ہے اسلئے کہ احرق و واسطے نا شہوات کے اقمع ہے واسطے
 محبت دنیا کے و لہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یموتن احدکم
 و هو یحسطن الطن بربہ **وقال تعالیٰ** انما عند ظن عبدی لی فلیظن
 لی ما شاء حکایت سلیمان نبی کو جب وفات آئی اپنے بیٹے سے کہا حدیثی بالنس
 واذکر لی النس حی حق القی اللہ علی حسن الطن بہ - آسیطرح جب سفیان ثوری
 مرنے لگے اور جزع شدید ہوا تو علمائے کو گرو اپنے جمع کیا وہ او کو رجا دلائے لگے
 امام احمد رح نے وقت وفات کے اپنے فرزند سے کہا اذکر لی الاخبار التی فیہا
 الرجاء حسن الطن مقصود اس سب سے یہ ٹھہرا کہ اللہ کو اپنے نفس کا محبوب
 ٹھہرایے کیونکہ غایت سعادت یہ ہے کہ مرتے دم اللہ کا محب و مرید محبت معفوۃ اور عز

وہ تو ضرور ہی اوس درندہ سے ڈرے گا خواہ اوس کا جی چاہے یا نچا ہے اسے طرح جو
 اللہ کا عارف ہے وہ اس بات کا بھی عارف ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرے گا
 اوس کو پروا کسی کی نہیں ہے غزالی کہتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ مثال خوف
 من اللہ کی خوف من السبع ہے بلکہ جب پردہ اوٹھ جائیگا تو معلوم پڑ جائیگا
 کہ درندہ سے ڈرنا عین اللہ سے ڈرنا تھا اسلئے کہ مہلک بواسطہ سبع وہی
 اللہ ہے سو سباع آخرت مثل سباع دنیا کے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسباب
 ثواب و اسباب عقاب کے پیدا کئے ہیں اور ہر ایک اسباب کے لئے لوگ بنا ہیں
 قضا و قدر ان کو طرف اول اسباب کے کھینچے لئے جاتی ہے حنیت بن ابی حنیت کے لئے
 اہل بنائے ان کو سخر اسباب حنیت کا کیا ہے شاول ام ابی ابراہیم نار پیدا کی نار کے لئے
 اہل پیدا کئے ان کو سخر اسباب نار کا کیا ہے وہ چاہیں یا نچا ہیں سو جو کوئی اپنی
 جان کو منظم امواج قدر میں پڑا ہوا دیکھیکا اوس پر غلبہ خوف کا بالضرورت ہوگا
 فہذا محو خوف العافیین لبس القادر فمن فعلہ بالقصور عن الاتقاع
 الی مقام الاستبصار فسیلہ ان یعالج نفسه بسماعی الخباہر و
 الاناس فی طالع احوال الخائفین العافیین و اقوالہم بھل سین شک
 نہ کرے کہ اقدار کا ساتھ انکے اولی ہے اسلئے کہ یہ انبیاء و اولیاء علمائے دین
 اہل امن سو وہ فرعون جہاں و اغنیاء ضلال ہیں ہمارے حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم تیدا الاولین و الآخرین تھے معہذا سب لوگوں سے زیادہ
 تھے خوف من اللہ میں فرماتے تھے مجھ کو سورہ ہود اور اوس کے اخوات اور
 سورہ واقعہ سورہ اذا الشمس کورت و عظم یتساہلون نے بوڑھا کر دیا ہے۔
 علمائے دین سورہ ہود میں ذکر العباد کا ہے لقولہ تعالیٰ الابدان
 لعادۃ قوم صرح الابدان الثقی الابدان المدین کما بعدت ثمود

اسکو تو کل کہتے ہیں کلام اجالی دوار خوف میں اسجگہ یوں ہے کہ حصول خوف کا
دور اسے ہوتا ہے ہر راہ دوسری راہ سے اعلیٰ ہے ایک خوف اللہ کے عذاب ہے
دوسرا خوف اللہ کی ذات پاک سے یہ پھیلا خوف علماء و ارباب قلوب کا خوف ہے جو
عارف صفات مقتضیہ سلطنت و خوف و حذر ہیں اسرار آیات و معجزات سے کہ اللہ نفسہ
وقولہ و اتقوا اللہ حق تقاۃ پر مطلع ہیں رہا پہلا خوف سو وہ مقام ہے عموم
خلق کا وہ اصل ایمان بالجنت والنار سے حاصل ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ دو لون
جزا میں طاعت و معصیت کی اسکا ضعف بہ سبب غفلت و ضعف ایمان کے ہوتا ہے
یہ غفلت تذکیر و وعظ و ملازمت فکر سے احوال یوم القیامت و اصناف عذاب
آخرت میں زائل ہوتی ہے اور نیز زوال اسکا دیکھنے سے خائفین اور غائب
اہل خوف و شادہ احوال خائفین سے ہوتا ہے اگر مشاہدہ فوت ہو گیا ہے تو
سماع بھی تاثیر سے خالی نہیں ہوتا رہا دوسرا خوف سو وہ اعلیٰ تر ہے اسلئے کہ خوف
اوسہن ذات خدا ہے ڈر و بچہ و حجاب کا اور رہا قرب من اللہ کی لگی ہوئی ہے ذوالنور
لئے کہا ہے خوف ناسا ساس منہ خوف و اق کے مثل ایک قطرہ کے ہے دریا شرف
میں یخست عطا کی ہے **کما قال تعالیٰ** انما یخشى اللہ من عبادة العلماء
عموم مومنین کو بھی خشیت سے کسی قدر خط ہے لکن مجربہ تہذیب یہ کہ پستند
طرف کسی بصیرت کے نہیں ہے اسلئے بلکہ ضعف و زوال اسکا ہوتا ہے عقاید
تعلید یہ غالباً ضعیف ہوتے ہیں مگر یہ کہ او کو مشاہدہ اسباب متوکلہ علی الدوام یا
مواظبت کثیر طاعات و اجتناب معاصی سے تقویت حاصل ہو سو شخص مرتقی مذہب
معرفت بالضرورة اللہ سے خائف ہوتا ہے اسکو حاجت علاج جالب خوف کی
نہیں ہوتی ہے جس طرح کہ کوئی شخص زندہ کو پہنچا جاتا ہے پھر اس کے پنجے میں
پھنس گیا ہے اسکو کچھ حاجت علاج جلب خوف کی طرف اپنے دل کی نہیں ہے

خلاص من الخمران کی ف انبیاء کا خوف باوجود فیض نعم کے اس لئے تھا کہ وہ اللہ
 کے کریم سے امن میں نہ تھے و لایا من مکر اللہ الا العقاب الخاسرون۔
 روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل علیہ السلام
 خوف خدا سے روئے اللہ نے وحی کی کہ تم کیوں روتے ہو میں نے تم دونوں کو
 امن دیا ہے کہا و من یا من مکرک گویا یہ بات معلوم کی کہ اللہ علام الغیوب
 اور ہیکو غایت امور پر وقوف نہیں ہے کہیں یہ ارشاد کہ ہنئے تھکوا من دیا
 بطور ابتلا و امتحان کے نہو یا ہمارے ساتھ مکر ہو کہ اگر خوف ہمارا ٹھہرا
 تو ہم تمہارے ٹھہرے کرے جس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب منجیق میں
 رکھا تو انھوں نے حسبی اللہ کہا تھا جو کہ یہ قول ایک دعویٰ عظیم تھا اللہ پاک
 اسکا امتحان لیا جبریل علیہ السلام ہوا میں ظاہر ہوئے کہا تم کو کچھ حاجت ہے کہا
 تمہاری طرف تو کچھ حاجت نہیں ہے یہ جواب گویا پورا کرنا حقیقت قول ص
 اللہ کا تھا اللہ نے خبر دی و ابراہیم الذی و فی یعنی ابراہیم نے اپنی بات
 پوری کر دکھائی اس طرح اللہ نے حال سے موسیٰ علیہ السلام کے خبر دی ہے
حیث قال انا تخاف ان یفطر علینا او ان یطغی فرمایا لا تخافا انی
معکم اسمع و اسی معہذا موسیٰ علیہ السلام القارحہ سے اپنے جہین ڈرے
فان جس فی نفسہ خسیفۃ موسیٰ علیہ السلام کہ اللہ کے کریم سے امن میں نہ
اوپر التباس میں ہوا یہاں تک کہ اللہ پاک نے تجدد امن کی فرمائی اور کہا لا تخف
انک انت الاعلیٰ اسطرح دن بدر کے جب شوکت مسکین میں ضعف آیا
حضرت نے کہا اللهم ان تھلک هذه العصا بة لہو یبق علی وجه
الارض احد یعبداک ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مع عنک منکشدک
سربک فانه و اف لک بما وعدک ابو بکر شام تمام عتوا و بوعده خدا تاخت کا

حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک کرتے
 اور اگر چاہتا تو ہر نفس کو ہدایت دیتا سورہ واقعہ میں فرمایا ہے لیس لوقعتھا
 کاذبۃ خافضۃ سرافعة یعنی قلم لکھہ حکمی جو لکھنا ہے ساتھ تمام ہو گیا واقعہ یا تو
 اوکو نسبت کریگا جو دنیا میں بلند تھے یا اوکو بلند کریگا جو دنیا میں پست تھے سورہ
 تکویر میں ذکر ابہوال قیامت کا ہے بیان انکشاف خاتمہ کا فرمایا ہے وانظر الحیمر
 سعرت واذ الجنة انزلت علمت نفس ما حضرت - سو ثناء میں آیا
 یوم یبصر المرء ما قدم یدلہ الایۃ وقولہ تعالیٰ لایتکمون
 الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا بلکہ سارا قرآن ازاو تا آخر مخوف ہے
 مگر اوس شخص کے لئے جو تذکر کرتا ہے بلکہ اگر قرآن میں فقط یہی ایک آیت ہو
 وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا شراہدی تو کافی تھی اسلئے کہ
 تعلیق مغفرت کی چار شرط پر کی ہے بندہ ادا و ان شرط سے عاجز ہے اس
 زیادہ محنت دوسری آیت ہے فاما من تاب وامن وعمل صالحا فیسئلون
 من المفلحین وقولہ تعالیٰ یسأل العباد قین عن صدقہم
 وقولہ تعالیٰ سنفرغ لکم ایھا الثقلان وقولہ تعالیٰ
 افا منوا مکر اللہ الایۃ وقولہ وکذلک اخذ ربک اذا اخذ
 القری وہی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید وقولہ یوم نحشر
 المتقین الی الرحمن وفدا وقولہ وان منکم الا واثما کان
 علی ربک حتما مقضیا وقولہ اعملوا ما شئتم وقولہ من کان
 یدلہ حرث الاخرة تتدرجہ فی حرثہ وقولہ ومن یعمل مثقال خیر
 خیر الی الایۃ وقولہ وقد منا الی ما عملوا من عمل کذلک
 قولہ والعصر ان الانسان لفی خسر لی اخل السواء یہ چار شرطیں ہیں

اوسکے لئے مکشوف ہو چکا ہے کیونکہ کل میسر لکھا خلق لہ اور اگر ایک شخص کے لئے
 سارے خیرات سہل کر دئے گئے ہیں اور دل اوسکا دنیا سے بالکل منقطع ہے اور
 ظاہر و باطن اور متوجہ الی اللہ ہے تو یہ بات اگر دوام کے لئے موثوق بہ ہو تو قسماً
 تخفیف خوف کن ہو سکتی ہے لیکن خطر خاتمہ و عسر ثبات کا کیا علاج ہے کہ یہ دونوں
 خوف کی آگ کو بجھ کاٹے ہیں اور انطفاء اس آگ کا ممکن نہیں ہے اور کس طرح
 تغیر حال سے امن مل سکتا ہے حالانکہ دل سومن کا درمیان و واسطیہ رحمان کے
 ہے اور قلب قلب علیان قدر سے بھی زیادہ ہے **وقد قال مقلب**
القلوب عز وجل ان عذاب سبہم غریقاً مومن سواہل
 خلق وہ شخص ہے جو کہ امن میں ہو بیٹھا ہے حالانکہ اوسکو تخذیر من الامن کیا پر
 کیا کر لی گئی ہے اللہ تعالیٰ اگر قلوب عارفین کی ترویج رجا سے کرتا اور حال عبادت
 لطف نہ فرماتا تو دل ان کے نار خوف سے جل جاتے اسلئے اسباب رجا و اعطی
 خواص عباد اللہ کے رحمت ہیں اور اسباب غفلت کے واسطے عوام خلق کے لئے
 رحمت ہیں کیونکہ اگر پردہ اوٹھ جائے تو دل پھٹ جائیں جانیں نکلی جائیں بعض
 عرفائے کہا ہے اگر گھر کے دروازے پر شہادت ہو اور باب حجرو پر بحالت اسلام
 موت آئے تو مین موت علی الاسلام ہی کو اختیار کروں آسکے کہ مین نہیں جانتا
 کہ درمیان باب دار و باب حجرو کے میسے دل کو کون چیز عارض ہوگی ابوالدرداء
 قسم کھا کر یہ بات کہتے تھے کہ جب سکوا اپنے ایمان پر وقت موت کے سلب سے
 امن ہوتا ہے اوسکا ایمان سلب کر لیا جاتا ہے سہل کہتے تھے خوف صدیقین کا
 سورخا تم سے ہر خطرہ پر اور نزویک ہر حرکت کے ہوتا ہے انہیں کے وصف
 مین اللہ نے یہ کہا ہے **وقلودھم وجہ حکایت** سفیان ثوری وقت
 احتضار کے رونے لگے جنہ کی لوگوں نے کہا علیک بالرحمہ فان عفو اللہ

مقام خوف من مکر اللہ تھا یہ مقام ثانی مقام اول سے اتم تھا اسلئے کہ حدود
خوف کا نہیں ہوتا ہے مگر کمال معرفت سے سا تھا سر راہی کے اور کسی کثیر کو کہ نہ
خدا پر وقوف نہیں ہے جس کی کو حقیقت معرفت کی اور قصور معرفت کا امام
کنہ امور سے حاصل ہوگا لامحالہ اسکا خوف زیادہ ہوگا مسیح علیہ السلام سے جب
کہا گیا انت قلت للناس اتخذونی داعی الہدیین من دون اللہ تو
انھوں نے کہا ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم
ما فی نفسک پھر کہا ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم
فانک انت العزیز الحکیم غرض کہ امر کو تغویض مشیت کیا اور اسنے نفس کو بالکل
در بیان میں سے نکال لیا اسلئے کہ وہ اس بات کو جانتے تھے کہ انکو کچھ اختیار نہیں
ہے سب امور مرتب بمشیت الہی ہیں یہ ارتباط خارج ہے حد عقول و افات
سے حکم ان امور پر بقیاس و حدس و حساب نہیں ہو سکتا ہے چہ جائے تحقیق
و استیقان کی اسی بات نے دل عارفوں کے قطع کر رکھے ہیں کیونکہ طائر
کبریٰ ہی ارتباط امر کا ہے ساتھ مشیت ایسے شخص کے جو لایبالی ہے اگر وہ ہلاک
تو وہ بے گنتی لوگ تجھ ایسے ہلاک کر چکا ہے اور ہمیشہ دنیا میں انکو عذاب کیا ہے
انواع آلام و امراض سے معذک انکے دل کفر و نفاق کی بیاری میں گرفتار رہے
پھر اب الا باؤنک او غیر عذاب فخلد مقد کیا پھر یہ خبر دی و لو شئنا لایتنا
کل نفس حداھا و لکن حق القول منی لا ملش جہنم من الجنة
و الناس اجمعین **وقال تعالیٰ** و تمت کلمۃ تبارک لا ملش جہنم
الہ پھر کلمہ ازل کا اور طمع او سکے تبارک میں نکجاوے سو جس کسی شخص کے لئے
اسباب شر کے آسان کر دئے گئے ہیں اور در بیان او سکے اور اسباب خیر کے حلو
واقع ہوئی ہے اور عطا دوسکا دنیا سے محکم ہو گیا ہے گو یا سر سابقہ شقاوت علی

تحریر مولوی عبد الجبار صاحب سلسلہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب کے ریویو کی تردید

مولانا محمد سعید صاحب اوٹیر نضرۃ السنہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 خاکسار نے شخہ ہند مطبوعہ ۱۶ نومبر ۱۳۷۶ء میں ایک مضمون بعنوان شیخین کو
 حضرت علیؑ و دیگر صحابہ پر فضیلت ہے: تحریر کیا تھا منشا اور باعث تحریر مولوی
 بجز اسکے اور کچھ تھا کہ جو اپنے ظن غالب میں امر حق و صواب ہوا و سکو ظاہر
 و باہر کر دیا جاوے اور جو دوسرے کی لغزش و غلطی معلوم ہو و سے اوس پر
 اوس کو متنبہ کیا جاوے جو کہ المسلم مرآۃ المسلم - والنظم لکل مسلم
 مقتضا ہے حاشا و کلا کہ اس تحقیق کا موجب حسد و بداندیشی ہونا ظہر بنیال
 فرماوین کہ میں جو ملی - و وہا بیت کے متعلق اوٹیر اشاعت السنہ کی عمدہ الفاظ
 میں تائید کر چکا ہوں چنانچہ میرے دو مضمون اس کے متعلق شخہ ہند مطبوعہ
 ماہ ستمبر میں شائع ہو چکے ہیں - اور اوٹیر میں سے ایک مضمون تھا (جو کہ بعنوان
 سراسلہ ہے) - اوٹیر اشاعت السنہ بھی جلد دہم نمبر ۱۰ میں شکر یہ ظاہر ہو چکا
 ہیں - پس اب خاکسار کی نسبت اس قسم کا گمان فاسد وہی شخص کر سکتا ہے
 کہ جسکی طبیعت اور طبیعت میں کجی و فسانیت کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو -
 شخہ ہند مطبوعہ یکم دسمبر میں ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب کا ایک مضمون بعنوان
 فضیلت صحابہ کی بحث پر ریویو ۴۰ نظر سے گذر ا معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب
 نے خاکسار کو منجملہ حاسدین و باغضین شمار فرمایا اور تحریر متعلق فضیلت کو
 باعث اختلاف مذموم قرار دیا - چونکہ تحریر ڈاکٹر صاحب کی تعصب و بغض
 اسوجہ سے اوس کا جواب تحریر کرنا بہت مناسب ہوا - اولاً ڈاکٹر صاحب کی

اعظم من ذنوبك کہا کیا میں اپنے گناہوں پر رقتا ہوں اگر مجھے یہ باج ملو
 ہو جائے کہ میں توحید پر جرتا ہوں تو کچھ پر وانہ کروں کہ اللہ سے برابر ہاؤ
 کے خطا یا لکیلوں حکایت بعض خائفین نے بعض اخوان کو وصیت
 کی کہ جب محکوموت آئے تو میرے سر کے پاس بیٹھنا اگر میں توحید پر مرون تو
 کچھ میرا مال ہے اوس سے لوڑ و شکر خرید کر کے شہر کے بچوں کو بانٹ دینا اور کہنا
 صحت اعلیٰ المنقلب اور اگر غیر توحید پر مرون تو لوگوں کو جلا دینا تاکہ شہر بچوں
 دیو کا کچھ اتین بلکہ جو کوئی میرے جنازہ پر حاضر ہونا چاہتا ہو وہ نصرت
 ہو تاکہ بعد وفات کے مجبور یا لاحق نہ ہو اوس شخص نے کہا میں اس بات کو کیوں
 معلوم کروں گا اسنے ایک علامت اوسکی بتادی چنانچہ وقت موت کے وہ علامت
 توحید اوستنے پائی شکر و لوڑ خرید کر کے اطفال کو دیا۔ حکایت سہل کہتے تھے
 مرید کو ڈر معاصی کا ہوتا ہے عارف کو ڈر اہت لا کر کفر کا ہوتا ہے سو جب عارفین
 باوجود اس رسوخ اقدام و قوت ایمان کے سو رناتمہ سے ڈرتے ہیں تو پھر
 ضعف اکیونکر نہ ڈر گئے۔ فقط اڈیسر سبحان اللہ کیا عمدہ مضمون ہے۔
 چھوٹے کہ یہ کتب اکثر الہی ریت کو دستیاب نہیں ہوتی ہیں لہذا میں نے اکیلے شہر
 حسب فرمایش بھوپال شائع کیا اکثر شہر و مکی فہرستیں آچکی ہیں بعض کی باقی ہیں
 جن صاحبوں نے اپنے شہر کے الہی ریت کی فہرست نہ روانہ کی ہو ان کو طلب
 کرنا چاہئے۔ باقی قواعد و ضوابط تقسیم کتب کے حسب منظوری حضور
 نمبر ۱۸۰۰ میں انشاء اللہ شائع کئے جاوینگے اور بفضل حال لکھا جاوے گا فقط

اور قوت دلائل اوسکے کے صرف دو چار سطر و نحین الی قولہ اچھا نہیں کرتا۔
 جنابین میں نے اشاعت السنۃ متعلقہ تفضیل بخوبی ملاحظہ کیا ہے معلوم
 ہوا کہ اڈیٹر صاحب نے اقوال بزرگان و دلائل قاطعہ سے اپنے دعویٰ کو ثابت
 نہیں کیا ہر قول و دلیل میں تاویل کو اختیار فرمایا ہے اور میرے دلائل کو
 دعویٰ سے تعلق آپکو جب معلوم ہوتا جبکہ آپ میرے مضمون پر غور و فکر بھی
 فرماتے اور سرسری نظر پر اکتفا کرتے اور میں اس امر کا معترف ہوں کہ
 میں نے اس بحث کو مفصل طور پر بیان نہیں کیا لیکن ساتھ اس کے یہ بھی
 وعدہ کیا کہ آئندہ مفصل بحث کیجاو گی اگر آپکو جواب دینا منظور تھا تاویں
 مفصل بحث کی بھی تھوڑی دیر انتظار فرمالیتے۔ میں نے جو تحریر کیا تھا کہ
 بعض شیخ کیجا نب منسوب کر لے لگے غرض اس سے یہ تھی کہ اس قسم کی بحث میں
 کہ جس سے سلف صالحین بالکل ساکت رہے لوگوں کو اس قسم کے طنزوں پیدا ہوئے
 کہ چونکہ بظاہر ایک قسم کا تشبہ پیدا ہوا یہ غرض تھی کہ اڈیٹر صاحب اس بحث کیوجہ
 سے خالص شیعہ بن گئے ہاشا و کلا جیسا جناب نے سمجھا خیال فرمائے کہ جب بقول
 آپ کے شیخین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت
 ہوئی تو دونوں مساوی ہوئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل الناس فی الزمان
 کس طرح ہو ونگے اور دیگر صحابہ کا یہ فرما کہ لا نعبدک بائی بکرا احد اکسیر
 صحیح ہو گا کیا وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سجدۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بعد اُن کے عمر رضی اللہ عنہ اور اُن کے
 عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی حق میں نفرمایا کہ ہم بعد رسول اللہ کے اُن کے
 برابر کیونہیں سمجھتے بلکہ اکثر روایات میں جو یہ ترتیب مذکور ہے اوسمیں حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی نہیں ہے کیا وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فضیلت جزئی و کلی کی
 تشریح نہ فرمائی ایک مضمون عنقریب شیعہ ہند میں روانہ کر چکا ہوں اوسمیں قیہ

خدمت میں دو امر گذارش کرتا ہوں۔ اول یہ کہ اڈیٹر صاحب اشاعت السنہ
نسبت میرا یہ اعتقاد ہے کہ وہ اس زمانہ میں عمدہ درجہ کے عالم و فاضل ہیں
اور ان کا وجود باوجود مغتنمات سے ہے لیکن جناب کے مانتیہ یقین نہیں
ہے کہ وہ خطا و نسیان سے معصوم ہیں اور سوئے زمین پر ان کا مقابل
و مقابل کوئی نہیں ہے۔ دوم یہ کہ مہربانی فرما کر آپ علمی مباحث میں مدد
نفرمایا کریں۔ اور دخل و معقولات میں قدم رکھ کر پانچون سوار و نمین بل
نہو کریں۔ آپ اس قسم کے مسائل کو صاف اور قریب الفہم تحریر فرماتے
اگر مراد اس سے یہ ہے کہ ہر عام و فاضل میں مساوی ہیں تو سراسر غلطی ہے
اور اگر یہ مراد ہے کہ علماء و فضلاء کے نزدیک صاف صاف ہیں تو سلم ہے لیکن
آپ کو مفید نہیں ہے۔ کیونکہ عقول و افہام مختلف ہیں بعض کے فہم میں ایک
مسئلہ ایک طور سے صاف اور حق معلوم ہوتا ہے اور بعض آخر کو وہ مسئلہ
طور سے صاف اور صواب ظاہر ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث میں ایسا اختلاف کیون پیدا ہوا۔ میں کہتا ہوں
اختلاف امر جدید نہیں ہے صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے وقت سے جاری
مسائل متفق علیہا بنسبت مختلف فیہا کے بہت قلیل ہیں اور سب کا ماخذ
قرآن و حدیث ہے۔ اس امر کی تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔
البتہ جو اختلاف کہ تعصب اور عناد کی وجہ سے پیدا ہووے وہ بیشک مذموم
سو میں اپنی اس سے برائت ظاہر کرتا ہوں و کفی باللہ شہیداً۔ اور آخر
مضمون میں اڈیٹر صاحب اشاعت السنہ کی خدمت میں گذارش کر چکا ہوں کہ
اس تحریر پر آشفۃ نہوین اور انصاف کو عمل میں لاوین۔

آپ صفحہ ۱۰۰ کالم ۱۰ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص بلا ملاحظہ اس بیان کے

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حقیقین فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر! اور حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا لو کنت متخذاً خلیلاً وغیرہ لی لا اتخذت اباً بکر
 خیال کرنا چاہئے کہ جب آپ یہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیفہ بنایا چاہتا
 تو بجز ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کیونہ بناتا تو اس سے استقدر فضیلت ثابت ہوتی ہے
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دیگر فضائل پر جو کہ ماسوا فضیلت مذکورہ ہیں غالب اور
 مقدم ہے اور اس فضیلت خاص ہے اگر نہ اتنا نہ تو ماسوا ہی تو ضرور ہوگی
 اس حدیث کے متعلق بحث مضمون سابق میں کر چکا ہوں اور حضرت کا خطاب
 کہ میں نے سب کے احسانات کا مکافات کیا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا مکافات
 مجھ سے نہ ہو سکا۔ اور یہ فرمانا کہ ابو بکر و عمر سید اکھولہا لہ الجنة کتنی
 بڑی فضیلت ہے جو دیگر صحابہ میں نہیں ہے۔ اور فرمایا ایا بکر انت صاحبی
 فی الناس و صاحبی علی الخوض اور فرمایا لا ینبغی لبقیم فیہم ابو بکر
 ان یلقیہم غیرہ۔ اور عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر صاحب
 پوچھا ائی الناس احب الیک قال عایشہ قلت من الرجال قال ابوا
 اب خیال فرمائے کہ جب حضرت نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت میں مقدم فرمایا تو
 اس سے بڑے اور کیا منقبت ہوگی کیونکہ امامت میں مقدم بجز افضل کے کوئی نہیں
 ہو سکتا اس لئے کہ حضرت نے فرمایا ہے یقوم القوم اقرءہم لکتاب اللہ پھر
 اقراءہم لکتاب اللہ اپنے اعلیٰ کو مقدم فرمایا ہے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اقربوا علمکم
 جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کان ابو بکر اعلمنا
 لہذا وہ الامم قرار دے گئے شیخ عبد الحق دہلوی لمعات میں تحت حدیث مذکور یعنی
 لا ینبغی لبقیم انہ کے کہتے ہیں فیہ دلیل علی فضلہ فی الدین عالی جمیع
 الصحابة فكان تقدیمہ فی الخلافۃ ایضاً اولی و افضل ولهذا قال

اس امر کی نسبت تحقیق کی گئی ہے اور نیز گون کے اقوال بھی سید نقل کر کے
 اب یہاں پر اعادہ نہیں کیا جاتا۔ ڈاکٹر صاحب کو امید ہے کہ اس مضمون
 کے ملاحظہ سے سید رجوش کہ ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں مگر اس میں شک
 نہیں کہ نسبت حضرت علیؑ کی کو مجموعہ صفات تمام اصحاب پر ثابت کرتے
 ہیں۔ میں پوچھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے کہ ماسوا علیؑ رہے کہ دیگر صحابہ پر فضیلت
 کلی ہے اگر یہ وجہ ہے کہ دیگر صحابہ میں کوئی خصوصیت اس قسم کی نہیں ہے
 جو شیخین کے اندر موجود نہ ہو تو یہ بالکل غلط ہے حضرت ابوہریرہؓ و عبداللہ بن
 مسعود وغیرہ میں بھی بعض خصوصیات احادیث سے اس قسم کی ثابت ہو
 ہیں جو شیخین میں نہیں ہیں چنانچہ اس امر کی تحقیق بھی میں اوستی
 میں جو عنقریب ششمہ میں شائع ہونیوالا ہے کہ حکایہوں۔ اور آپ بھی کلام
 سطر ۱۰ اور ۱۱ میں لکھ چکے ہیں کہ اچکا یہ فرمانا کہ صحابہ کرام کے مناقب میں
 غور کیا جاتا ہے تو بعض کو بعض آخر میں وجہ مزیت معلوم ہوتی ہے۔
 میرے نزدیک بالکل مسلم ہے کہ پھر آپ اس تسلیم کے خلاف کیوں فرماتے ہیں
 اور اگر اس فضیلت کلی کی یہ وجہ ہے کہ دیگر صحابہ میں خصوصیات اس قسم
 کے نہیں ہیں جو فضائل شیخین کا مقابلہ کر سکیں بلکہ مقابلہ ان کے معلوم ہیں
 تو یہی وجہ حضرت علیؑ رہے کہ اندر بھی ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت علیؑ رہے کہ
 خصوصیات فضائل شیخین کا مقابلہ نہیں کر سکتے علیؑ رہے کہ حقین جو آپؑ نے
 فرمایا کہ انت منی بمنزلہ ہارونؑ تو اس سے بھی فرمایا کہ لا ینبؤا
 بعدی جس سے صاف ظاہر ہوا ہے کہ یہ قیاس مستثنائی ہے اقرانی نہیں
 ہے پس معنی حدیث کہ یہ ہوئے لو کانت النبوة بعدی لکن متی
 بمنزلہ ہارون من موی لکن لا ینبؤا بعدی فانت کذلک

جس قدر اقوال و آثار کے اوٹ پر اشاعت السنہ نے اپنے مدعا کی تائید میں نقل کی ہیں
 اونیسے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض صفات اس قسم کے ہیں
 جو شیخین کے اندر موجود نہیں ہے جیسے علم و قربت و شجاعت لیکن اونیسے یہ
 ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خصوصیات اس قسم کی ہیں کہ شیخین کے فضائل و مناقب
 کے معارض یا مساوی ہو سکیں ایک شخص کے اندر ایک فضیلت اس قسم
 کی ہوتی ہے کہ دوسرے شخص کے فضائل متعدد ہوں غالب اور مقدم ہوتی ہے
 شیخین کے اندر اول تو فضائل کثیر ہیں اور پھر بعض اونیسے ایسے ہیں کہ
 حضرت علیؑ کے فضائل متعدد ہوں جیسا کہ اول بیان ہو چکا۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں آپ کا یہ دعویٰ کہ جس قدر فضائل شیخین کے اندر موجود
 ہیں دیگر صحابہ کے اندر اس کا نصف بھی نہیں ہے؛ چوں کہ محتاج دلیل ہے
 لہذا غیر مسلم ہے، جناب من ماسوا علی رضی اللہ عنہ کے دیگر صحابہ پر شیخین کی فضیلت کلی
 ہونا تو آپ بھی تسلیم کر چکے ہیں باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت آپ سے دریافت
 آتا ہوں کہ جس قدر فضائل شیخین کے اندر موجود ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اندر
 ہیں یا اس سے کم یا زیادہ بشق اول شیخین اور علی مرتضیٰ میں مساوات کا
 درجہ ہوگا پھر احادیث میں جو افضل الناس اور خیر الناس بعد رسول اللہ
 ان حضرات کی شان میں وارد ہے بالکل لغو اور مہمل نہ ہوگا اور صحابہ کرام کا فیضان
 کتنا لاغداں یا بی بکرا احد الشرح محض بمعنی ہوگا علاوہ ازیں اس
 صورت میں مناسب تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بھی اسی قسم کے
 الفاظ وارد ہوتے جیسے کہ شیخین کے حق میں وارد ہیں وہ غیر ثابت اور
 بشق ثانی ہمارا مدعا ثابت ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کے فضائل جب بنسبت
 شیخین کے کم ہوئے اور وہ کم بھی ایسے ہیں کہ بمقابلہ فضائل شیخین کے معلوم

مسیدنا علی المرتضیٰ قدماک رسول اللہ صلعم فی اصر دیننا فمن
 الذی یؤخرک فی دنیا نا انقضی اور بخاری و مسلم میں بوسید خدری سے یہ
 ہے فرمایا پیغمبر صاحب نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ میرے
 روبرو پیش ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہمارے ہاں بعض کا کرتا پستان
 تک اور بعض کا اس سے زائد ہے اور عمر رض کا کہتہ بہت بڑا ہے کہ نیچے تک
 لگتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اسکی تعبیر کیا فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ میں
 ہے اور فرمایا کہ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ اور فرمایا اللہم
 اعز الاسلام بآبی جہل بن ہشام اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
 صاحب قرۃ العینین میں فرماتے ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت نے علی رض کو
 ہدینۃ العکبر فرمایا۔ اور عمر رض کو مقررین ارشاد فرمایا ہے صفت اولی
 مقتضی یہ ہے کہ کلام صاحب اس صفت کی دقیق ہو ہر کوئی اسکو سمجھ سکے
 اصحاب علی رض مختلف ہوئے اور صفت ثانیہ کا مقتضی یہ ہے کہ کلام صاحب اس
 صفت کی سلیس ہووے کہ ہر شخص بسہولیت سمجھ سکے اور ظاہر ہے کہ دوسری
 صفت پہلی صفت سے افضل ہے اسوجہ سے اصحاب حضرت عمر رض کے متفق
 رہے اور مختلف نہوئے۔ اور قرابت کے اعتبار سے اگر چہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ
 کو خصوصیت و قربت ہے لیکن اس خصوصیت کی وجہ سے شیخین یہ فضیلت
 قرار دینا سراسر سو فہمی ہے کیونکہ شیخین کے اندر فضائل ذاتیہ اس قدر ہیں کہ
 یہ فضیلت ذاتی ہرگز اوپر مقدم نہیں ہو سکتی۔ یہ خصوصیت حضرت حسین رض
 حسین فاطمہ رضہ ہر اکے اندر بھی موجود ہے بلکہ حضرت فاطمہ رضہ کی وجہ سے حضرت
 علی مرتضی رضہ کو ایک قسم کی فضیلت حاصل ہوئی اب بمقتضای قول واکثرنا
 کما تلو بھی شیخین پر فضیلت جزئی ہونی چاہیے۔

اندر بعض خصوصیات اس قسم کی نہیں ہیں جو یوسف علیہ السلام کے اندر موجود ہیں
 کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک شخص خود کو پیغمبر اور اللہ کا مقرب ہے لیکن اوسکے والدین وغیرہ
 کا فرا و مرثر کہ ہیں اور دوسرا شخص خود بھی رسول و مقرب ہے اور اوسکا با و اجداد بھی
 نبی اور اللہ کے مقرب ہیں تو دوسرا پہلے پر اسوجہ خاص سے افضل ہوگا۔ لیکن یہ
 خصوصیت یعنی شرف آباؤ الیہ نہیں ہے کہ پہلے شخص کے فضائل اور کمالات ذاتیہ
 پر راجع ہو جاوے۔ جلالین میں فضلنا بعضہم علی بعض کی تفسیر میں لکھا
 ہے بِتَخَصُّصٍ بِمَنْقَبَةٍ كَثِيرَةٍ أَوْ مَنَافِعِ بَعْضُهُمْ وَرِجَاتِ كِ
 تَفْسِيرِ مِیْن لِّکَہَا ہے اِی مُحَمَّدًا صَلَّی عَلَیْہِ غَیْرِہُ لِعِجْزِ الدَّعْوَةِ وَخَتْمِ النَّبِیِّ
 وَتَفْضِیْلِ امَّتِہِ عَلَی سَائِرِ الْاُمَمِ وَالْمُعْجَزَاتِ الْمُتَكَثِّرَةِ وَالْخِصَالِ الْعَدِیْدَةِ
 انھوں پس یہ نہ کہا جاوے گا کہ یوسف علیہ السلام کو پیغمبر صاحب پر فضیلت جزیئ ہے بلکہ
 کہا جاوے گا کہ محمد صاحب کو فضیلت کلی حاصل ہے اسوجہ سے اپنے فرمایا اَنَا خَیْرُ الْخَلْقِ
 وَ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اَدَمَ وَ لَا فِتْنَةَ اَوْ فَرَاہِی اللہ تعالیٰ نے اُولَئِکَ الذِّیْنَ صَلَّی
 اللہ فِیْہِمْ اُولَئِکَ اَکْثَرُ مَفْسَّرِیْنِ لِّکَہَا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے
 کہ محمد صلعم انبیاء سابقین کے فضائل کو جامع اور حاوی ہیں۔ ایسے ہی شیخین کی
 بھی کیفیت ہے پس قیاس مع الفارق نہوا بلکہ آپ کے فہم کا فرق ثابت ہوا ذرا غور
 و کار ہے۔ اور ابوداؤد کی جو روایت نقل کی تھی اوس سے یہ مقصود تھا کہ
 نبی پر بعض وجوہ سے غیری کو اگر چہ عزت ہوتی ہے لیکن یہ عزت اس قسم کی
 نہیں ہے کہ اسکی وجہ سے فضیلت جزیئ کا مصداق قرار دیا جاوے کیونکہ نبی کے
 فضائل اس قسم کے ہیں کہ فضیلت مذکورہ دو چند اور چندہ بمقابلہ اوسکے موجود و
 مغلوب ہے پس نبی کو ہر حال میں فضیلت کلی ثابت ہے الجیسہ ہی جب ثابت ہوا
 کہ شیخین کے اندر اس قسم کے فضائل ہیں کہ دیگر صحابہ کی خصوصیات بمقابلہ اس کے

خبر

جیسا کہ اولاً ثابت ہوا تو فضیلت کلی ثابت ہوئی اور شق ثالث میں بھی وہی
جو کہ شق اول میں ہے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :، اسپر آپ کی یہ دلیل کہ
للا اکثر حکم الکلی کی تفریح غیر مسلم ہے یہ اسلئے کہ کل کے اجزاء میں سے ایک
جزء بھی اگر کم ہوگا تو جزئی کہلاتیگا :، جناب میں علمی سائل میں بغیر سوچے
سمجھے دخل دینا اپنی مٹی کو خراب کرنا ہے جب یہ امر ثابت ہوا کہ شیخین کے اندر
فضائل کثیر ہیں اور علی مرتضیٰ رحمہ اللہ کے اندر بمقابلہ اوں کے قلیل ہیں اور وہ قلیل
بھی مروج ہیں اسلئے کہ حضرت علی رحمہ اللہ کی خصوصیت تین صفتوں میں
بیان کی جاتی ہے علم و قربت و شجاعت سو علم و قربت کا حال تو اول بیان
کیا گیا اب رہی شجاعت تو یہ صفت بھی ایسی نہیں ہے جو فضائل شیخین پر
راجح ہو حضرت عمر رحمہ اللہ کے حق میں آپ نے فرمایا ہے إِنَّ الشَّيْطَانَ لَفِي
مِنْ ظِلِّ عُمَرَ اب انصاف سے فرماتے رجحان کسکو ہوا پس فضیلت کلی شیخین
علی مرتضیٰ رحمہ اللہ پر بخوبی ثابت ہوئی اور اکثر کو کل کا حکم اسوجہ سے دیا جاتا ہے
کہ اکثر کا مقابل جو کہ اقل ہے بمقابلہ اسکے کا لحد مہ ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ اکثر عدین
کل کا ہے اب آپنے جو منطق کا جواب دیا ہے وہ بھی اس تقریر سے مردود ہو گیا
پس فضیلت شیخین کلی متلک کافر و متقدم اور ارشد ہوا اور فضیلت علی مرتضیٰ
فرد متاخر اور اضعف ہوا اور اس منطق کا جواب آپنے دو مرتبہ جواب دیا ہے اوپر
اہل علم کو تنبیہ آتی ہے اور فہم و فراست کی قلعی کھلتی ہے مناسب ہے کہ
آپ اس قسم کے مباحث میں دخل نہ دیا کریں۔

میں نے آیت کریمہ تِلْكَ الْفَسَلُ الْحِ اس غرض سے نقل کی تھی کہ اس آیت سے
انبیاء کو یا ہم ایک دوسرے پر فضیلت معلوم ہوتی ہے گو سیطرہ سے ہوا اور ایک
حدیث بھی نقل کی تھی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیفیت مقدمات مسیحیوں کو الی واقع بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وعلى آله و
 اصحابه اجمعين أما بعد - ہمارے بھائیوں اہل حدیث کا مدت سے دل اسطرف
 لگا ہوا ہے کہ بنارس میں فیما بین اہل حدیث و خفیہ کے کیا ہو رہا ہے اونکے کان
 بہت ہی مشتاق پوری پوری کیفیت مقدمات بنارس ہو رہے ہیں میں اپنے نزدیک
 ضروری خیال کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو مفصل حال سے اطلاع دوں جس سے انکی
 تسلی و تشفی ہو اسکا ایمان ترو تازہ ہو اور خیال کریں کہ اوس اللہ تعالیٰ برتر نے اکیلے
 اہل اب کو شکست دی جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اسکے ارادہ کو کوئی روکنے والا
 نہیں لیکن عاقلانہ و حکیمانہ طریق اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ اپنے بندوں کا
 امتحان کرتا ہے جیسا کہ سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے احسب الناس ان یترکوا ان
 یقولوا امانا و ہم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلہم فلیعلمن اللہ الذین
 صدقوا و لیعلمن الکاذبین ترجمہ کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ زبانی کہیں ایمان
 لائے اور وہ جانچے نہ جاتیں گے بیشک ہم نے ان لوگوں کو بھی جو پہلے انکے تھے جانچا

مروج بین توشیحین کو فضیلت کلی ثابت ہوگی و ہوا المطلوب - اسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے نصف کالم محض طعن و تشنیع اور مدح سرائی خلاف واقع بین سیاہ کی ہے اور اسکے جواب میں بغیر اس کو داغ امر و بال لغو مٹا دیا و کلاما در گذر کرنا ہوں ڈاکٹر صاحب نے نصیحت اس قدر کرتا ہوں کہ اگر چہ آپ ڈاکٹر سی کرتے ہیں لیکن تاہم الحیثیت میں شمایلتے جاتے ہیں اس قدر تشدد اور طعن و طنز الحیثیت سے بسا لہجہ ہے اور مدح اور تادیب سے زیادہ غیر مناسب ہے کیا آپ کو قول پیغمبر احتشوا التراب فی حیا الملاحین یاد نہیں ہے مولوی محمد حسین بیچارے کیا چیز ہیں ائمہ مجتہدین کی نسبت بھی ہم ہی کہتے ہیں کہ جو اس خطا ہوگی رو کیا ہوگی اور جو صواب ہوگا وہ مقبول ہوگا - حضرت عمرؓ نے یہ ایک بوڑھے کی اعتراض کیا تھا آچھا اسکو فی الفور سزا دے دیا اور اپنے قول سے رجوع فرمایا - ڈاکٹر صاحب کی مثل یہ نہ فرمایا کہ اسے بوڑھے کی تیرا کیا منہ ہے جو مجھ پر تو اعتراض کرتے ہے - لغو بالتد من شرور القضا ومن سیئات اعمالنا - اسکے بعد میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اسے اللہ ہمارے دلوں میں خلوص و اتحاد پیدا کرے اور رفاق و نصیب نجات دے آمین +

حررہ الراجی حمۃ اللہ رب الغفار ابو الحسن محمد عبد الجبار عمر پوری غفرلہ
مرقومہ ۲۰ ربیع الاول سنۃ ۱۲۸۵ ہجری یو لیم الشکنا ربنا

از عبد الجبار عمر پوری مقیم قنولی ضلع علیگڑھ - مخدومی مولانا محمد سعید صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - نامہ عالی صادر ہوا بجواب اسکے ایک عربیہ روانہ کرتا ہوں - آج ضمن جواب ڈاکٹر فیض محمد خان مرسل خدمت ہے آپ کی خدمت میں کمال اصرار و الحاج متمسکین کہ براہ مہربانی جسطرح ہو سکے ربیع الاول کے فقہ السنہ میں درج فرماویں - فقط

از اذیر نصرة السنہ - ہمایو د است

نہ ہر ایک پر حق ہے نہ ہر ایک پر باطل ہے نہ ہر ایک پر حق ہے نہ ہر ایک پر باطل ہے نہ ہر ایک پر حق ہے نہ ہر ایک پر باطل ہے +

الشیخ صاحب الزمان ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے حق سے روٹ جائے تو اس کا حق اس کے لیے واجب ہے اور اگر کوئی شخص اپنے باطل سے روٹ جائے تو اس کا باطل اس کے لیے واجب ہے۔

بوقت پہ بیچے کے سب انسپکٹر صاحب تشریف لائے اور بعد مغرب کے کو تو ال صاحب بھی موقعہ پر پہنچے کو تو ال صاحب نے اصل کیفیت کو دریافت کیا میں نے مجملہ کل ماجرا بیان کر دیا کہ صف اولیٰ نماز میں باعث طوالت و بڑے ہونے منبر سنگی کے نقصان آتا تھا اسکی جگہ منبر چوبلی بنوایا گیا کو تو ال صاحب کہ نہایت لائق فائق آدمی ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ منبر لکڑی کا کسی کتاب میں منع نہیں ہے پچیس مین ہزار ہا مساجد میں لکڑی کا ہی منبر ہے اس سے حنفیوں کا کوئی نقصان نہیں ہے حنفیوں سے کہا کہ اگر تمکو دعویٰ ہو تو نالاش کرو الحمد للہ سے بھی یہی کہا کہ اگر تمکو دعویٰ ہو تو تم بھی نالاش کرو ہ فروری کو سیدی عبداللہ نور باف نے ایک درخواست عدالت ججسٹریٹ مین دیانقل اسکی بعینہ کجالی عبداللہ نور باف ساکن راجہ پورہ بنام دنیو و خدا بخش سعید ویوسف و امان اللہ و کلود و عطار اللہ عرف تاول و اسمعیل و قاسم نور باف مدعا علیہم - جرم دفعہ ۲۹۵ و ۲۹۶ تخریفات ہند -

بیاد دیکھ کر یہ ایک سچا تعمیر کردہ مسلمانان حنفیان واقعہ محلہ راجہ پورہ ہے جس میں ہمیشہ سے مسلمانان حنفی مذہب عبادت کیا کرتے ہیں پر سون بتاریخ ۲۳ فروری ۱۳۷۷ مدعا علیہم نے جو بالی مذہب کے ہیں براہ ناحق کو مسجد مذکور مسلمانان حنفی کے دل دکھانے و تذلیل کی نیت سے کھود ڈالا کل جب وقت نماز جمعہ معی و دیگر مسلمانان حنفی مذہب نے مدعا علیہم سے دریافت کیا کہ تم نے کیوں یہ فعل ناجائز کیا ہم لوہیہس کو اطلاع دیتے ہیں تو جس راہ دعویٰ اطلاع کے لئے چلا اس راہ جانے سے مدعیو روک دیا اور دیکھا یا کہ اگر تھانہ جاؤ گے تو اتھہ یہ توڑ ڈالینگے۔ چنانچہ جب یہ خبر لوہیہس کو دی تو کو تو ال صاحب شہر نے چکی پرہ لوہیہس کل مقرر کر دیا ہے کہ نامبروگان فساد نہ کریں امید

یہ جانچ امتحان اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیوے کہ اس دعوے میں کون سچے ہیں
 اور کون جھوٹے سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ لَشَيْئًا مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ
 وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَلِبِشْرِ الصَّابِرِينَ تَرْجِيهِمْ فَرَوْحٌ وَرَيْحٌ
 وَجَنَّةٌ مَّا كُنْتُمْ تُخْبِرُونَ فَمَنْ خُفِيَ عَنْهُ خَطَرُ نَفْسِهِ أَوْ خُفِيَ عَنْهُ خَطَرُ
 عَادَتِ كِي مَوَافِقِ بِيَانِ الْمَدِينَةِ كَوْجِي جَانِحِ الْبَعْضِ تَوَثَّابِ قَدَمِ رِبِّهِ لِبَعْضِ بَصَلِ كَيْ
 مَكْرِهِ لِبَعْضِ الْبَلَدِ تَعَالَى لَنْ اَكْمِي مَدِي كَيْ سَبْجَلِ كَيْ مَفْصَلِ حَالِ اسْكَايِ سَهْ كَيْ مَكْلَمِ رَا حُورِ
 مِينَ اَكْمِي سَجْدِ جَوْنَامِ سَجْدِ بَرْتَلِي كِي مَشْهُورِ وَ مَعْرُوفِ هِيَ اسْكَو رَاقِمِ لَنْ اَكْرَا مَادِي كِي جَا
 مِينَ اسْ شَهْرِيْنَ وَارِدِ هِيَ اسْ سَجْدِ مِينَ نَا زِ بَرْتَلِي پَا تَا رَا اسْ سَجْدِ كَا مَنَسْبِ سَنَكِينِ
 بَهْتِ بَرْتَلِي اسْكَے بَاعْتِ سَے هَمِيْشَه صَفَاوَلِي نَاقِصِ رِبْتِي جَوَا بِلِ عِلْمِ دَوْرِ وَ رَا زَكِي
 اَتِي وَ هِيَ صِلَاحِ دِيْتِي كَيْ مَنَسْبِ بَهْتِ بَرْتَلِي اسْكَي كَلْبِي كِي اَجِيْوَا مَنَسْبِ بِنَوَا دِيَا جَوَا
 جِسْ سَے نَا زِ جِي بَا فَرَاغْتِ هِيَ كَامِ جِي كَلِ جَاوِي سَنَتِ جِي نَا زِ قَا تَمَرِ هِيَ -
 مَا رِبِجِ الْاَوَّلِ سَنَتَلِي مِينَ سَجْدِ كِي مَرْتِ شَرْعِ هِيَ اسْ دَرِيَا مِينَ يَهِي جِي مَنَا
 مَعْلُومِ هِيَ اَكْمِي مَنَسْبِ جِيوَا سَا كَلْبِي كِي بِنَوَا دِيَا جَوَا جِيَا نَجِي حَسْبِ شَوْرِهِ اَصْحَابِ حَدِيثِ
 بِنَا رَسِ مَنَسْبِ جِيوَا كَلْبِي كِي بِنَوَا دِيَا كِيَا مَقْلَدِيْنَ جَوْمِ هَمِيْشَه سَے اسْ تَا كِ جِهَانِكِ مِينَ
 لَكِي رِبْتِي خَتِي كَيْ كُوْجِي مَوْقِعِ اِيْسَا لِي كَيْ رَاقِمِ الْحَرْفِ كُوْجِي پِيْرِي مِينَ بِنَاوِيْنَ اَنَكُوْجِي
 مَوْقِعِ مَاسْمِي عَبْدِ اللّٰهِ وَ جِنْدِ نَوْرِ بَاخُونِ لَنْ يَوْمِ جُمُعَةِ ۲۷ فَرَوْرِي كُوْجِي تَوَا لِي مِينَ
 اسْ مَضْمُونِ الْطَّلَاعِ كِي كَيْ - مِينَ اَجِ دَسِ سَبْجَلِ مَنَكِي
 جَمْعِ بَرْتَلِي كُوْجِي سَجْدِ بَرْتَلِي مِينَ كِيَا تَوَا دِي كِيَا كَا مَنَسْبِ سَجْدِ كَا لُوْ تَا هِيَ مِينَ لَنْ پُوْجِي كَا
 مَنَسْبِ كِسْ لَنْ تَوَا بَرْتَلِي مَوْلُوْجِي مَحْمَدِ سَعِيْدِي كَيْ كَلْبَا كَيْ مَنَسْبِ تَوَا - مَجْكَوْگَالِي دِيَا وَ رَا رَنِيْكَو
 دُوْ رَا يَا كُوْ تَوَا لِي صَا حِبِ لَنْ بِنَامِ اَنَسِيْكَرِ صَا حِبِ جِيْتِ پُوْرِهِ كَيْ رَقْعِ كَلْبَا اسْ
 مَضْمُونِ الْطَّلَاعِ هِيَ هِيَ تَمَّ خُوْ دِ مَوْقِعِ پَرَا كَرِ تَحْقِيْقَاتِ كَرُوْ مِينَ جِي اَتَا هِيَ

سائل مذکور حسب ذیل عرض کرتا ہے

اول یہ کہ۔ راجہ پورہ تھانہ جیت پورہ شہر بنارس میں تین مسجدیں مسلمانان سنی کی ہیں اور عرصہ سے بلوچا اختلاف مسائل فروعی و نا اتفاقی با خود مسائل مع جمیع مسلمانان محمدی ایک مسجد میں جسکا مالک سائل ہے اداے مراسم مذہبی بلا تعوض و شرکت دیگر چلا آتا ہے اور بقیہ دو مسجد و عین ہمارے دوسرے مسلمان جائی اداے مراسم مذہبی کرتے ہیں

(دوم یہ) عرصہ تخمیناً ماہ کا ہوا کہ بوجہ چند بجائے منبر لگی کاٹ کا ممبر کھڑا لگایا اور ممبر سابق الگ کر دیا گیا ہے۔

سوم یہ کہ۔ ماشوم وغیرہ مدعا علیہ مندرجہ صدر جنگو مسجد سے کوئی علاقہ نہیں اور نہ کبھی اس مسجد میں کسی غرض سے آتے ہیں رفتہ رفتہ یہ خبر پا کر بوجہ واقفیت مسائل شرعی جہالت سے برہم ہو کر اب یہ چاہتے ہیں کہ مسجد میں قبضہ کر دیں ا لیا محمدی کے ساتھ صورت فساد پیدا کریں جسکی مختلف اوقات میں اطلاع دی پولیس میں ہو چکی ہے و چند کنسٹبل بھی متعین ہیں۔

چہارم یہ کہ۔ اب یقینی طور سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مدعا علیہ مندرجہ صدر نے جو ذی مقدور و برادری کے سرغنہ ہیں کمپنی کی ہے کہ جمعہ آئندہ تاریخ ۱۱ فروری ہماری مسجد میں اگر اپنی تمام برادری کو جمع کر کے ایک مجمع خلاف قانون کریں وہم لوگوں کو اداے مراسم سے بھر باز رکھیں و سخت ہنگامہ برپا کریں لہذا سائل مستدعی ہے کہ مدعا علیہ مندرجہ کو فحاشی و ناجبی و انتظام تعیناتی ا لیا ان پولیس کے انصاف فرمایا جاوے۔ فقط

رپورٹ اسکا حضور میں آگیا ہو عالیجا چو نکہ ملزمان نے خود بموجہ کو تو ال شہر یہ بات کہی ہے کہ اگر حنفی مذہب مسلمان لوگ اس مسجد پر نماز پڑھنے آویں گے تو بلوہ ہو جاویگا لہذا درخواست ہذا گذرانکر امیدوار کہ بعد ملاحظہ موقع و تحقیقات مقدمہ تدارک مدعا علیہم فرمایا جاوے۔ معروضہ رقم وری شدہ ۶۔

استفسار

آج عبداللہ جولاہہ حاضر آیا و بکلف بیان کیا کہ کلمہ اے بھو نہ کو ہم جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد واقعہ راجہ پورہ کے گئے۔ تو دیکھا کہ ممبر مسجد کی ٹوٹی ہے ہمنے کہا کہ ممبر کس نے توڑا ہے مولوی سعید نے کہا کہ ہم توڑا ہے وگالی دیا اور مارنے کو دوڑایا۔ ملزم کا مذہب وہابی ہے اور ہمارا مذہب حنفی ہے اور اس مسجد پر محمدی و حنفی دونوں نماز پڑھتے ہیں۔ سوال۔ کیون ممبر توڑا ہے + ملزم کہتا ہے کہ تحیر کا جو ممبر ہے وہ ناجائز ہے اور لکڑی کا جائز ممبر۔ سوال کہ مسجد کی کتے کہ لکڑی کا جائز ہے یا وہی کہتا ہے جواب کہ ہم نہیں جانتے اور سب ممبر توڑا الا جب اس سوال عدالت بیان کیا کہ ہم نمازی میں اور لاؤ لو محمدی دیکھا تھا اسپر میرے نام ضمن جاری ہوا اس درمیان میں یہ کاروائی ہوئی کہ تھانہ دار صاحب جیت پورہ کو تو ال صاحب نے حسب ضابطہ نزاع فریقین کے رپورٹ کی انہیں دفعہ نمبر ۱۰ یہ صدا بھی کانوں تک پہنچی کہ حنفیوں کا ارادہ ہے کہ اس جمعہ کو کل حنفی جمع ہو کر مسجد المحدث بن جمعہ پڑھیں اور مولود کرین المحدث کی طرف سے ایک درخواست اس مضمون کی دیکھی نقل اسکی یہ ہے۔

دین محمد عرف دینو مالک متولی مسجد بنام ہاشم و منگرو علی بخش و محمد متھو و نور اللہ چھپتن میان راجہ پورہ متصل مکان سائل سرگروہان اقوام جولاہہ

مدعا علیہ نسبت کھوئے ممبر مسجد کے بندگان حضور میں داخل ہو کر ۲۲ فروری
شعبہ ۱۴ مقرر ہے چونکہ بذریعہ پچا پٹ مدعا علیہ نے ممبر بنوا دیا اور اقرار کیا کہ انہ
ممبر مذکور نہ کھو دینگے ہم مدعی کو دعویٰ مدعا علیہ سے ہم باقی نہیں ہے لہذا دعویٰ
بذائد ان کراہید و اگر مقدمہ ہم مدعی ہلاقیات خارج فرمایا جاوے

عوض

فدوی عبداللہ ۱۹ فروری شعبہ ۱۴

آج عبداللہ بنیاد ممبر ایوب مختار کے داخل و تصدیق کیا

حکم ہوا کہ مقدمہ خارج ہو +

بعد داخل کرنے باز دعویٰ کے اب ہم لوگوں نے سمجھا کہ صلح ہو گئی ہو مگر
جوبانی مبالغہ اس سرغنہ اس فساد کا تھا اسکی یہ رائے ہوئی کہ طلبہ کو ہم مسجد میں نہیں دینگے
اور نہ مولو لیا صاحب کو مسجد میں جانے دینگے یہ شخص بہت متکبر بڑا مفسد بنارس میں
مشہور و معروف ماوا لیا مفسد و نکاہی شخص ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اور بھی کچھ
کرنا منظور تھا یعنی اسکے تکبر کو دفع کرنا۔ بعد صلح نامہ کے یعنی ۲۲ فروری کو میں
مسجد میں عین مغرب کے وقت وضو کر رہا تھا کہ مخالفین بہت سے جمع ہو کر پہنچے
اور کہا کہ ہم آپ کو مسجد میں نماز پڑھنے نہ دیں گے نہ طلبہ کو مسجد میں رہنے
دیوں گے ہر چند اؤں کو کہا گیا کہ نماز سے تمہارا کیا حرج ہے مگر اونھوں نے نہ مانا
مستعد بہ فساد ہوئے ہمارے ساتھی لوگوں نے محض بہت ہی ہمتی کو راہ دیا
کچھ نہیں بولے میں نے مغرب کی نماز گھر میں آکر ادا کی دوسرے دن مخالفین
مسجد کے چہرے سے طلبہ کو جو عرصہ پانچ سات برس سے رہتے تھے زبردستی
نکال دیا کچھ نہایت درجہ کا رنج ہوا اوسیدین ایک اطلاع اسکی تھانہ پولیس
کو کو تو الی میں گئی کو تو ال صاحب نے نام سب انسپٹر ایک رقعہ

- جب یہ درخواست پڑھی گئی تو اوسکی پہلے کو تو ال صاحب کی روپٹ بھی
 پڑھی گئی حکم صاحب بنٹ مجسٹریٹ کا ہوا کہ تافصلہ مسجد بند رہے۔ اس طرف
 کے مختاروں نے غصہ کیا کہ مسجد میں طلبہ مسافر رہتے ہیں صاحب نے حکم دیا
 کہ اچھا طلبہ مسجد ہی میں۔ مگر تافصلہ کوئی شخص مسجد میں مراسم مذہبی
 نہ ادا کرے آٹھ تا۔ بیچ کو میسے پاس شمن پنچا باقی سب آدمی جکا نام مخالفین نے
 لکھا یا تھا مسٹر فریجر صاحب نے انکو بری کر دیا مخالفین کو بہت صدمہ ہوا
 اور صلاح مشورہ کیا کہ مقدمہ جس دن پیش ہوگا اوسی روز ہمارا دعویٰ جج
 ہو جائیگا کوئی ایسی ترکیب کیجاوے کہ جس میں کسی قسم کا نام رجاوے مخالفین نے
 جو کہ کل قوم کے حاکم ہیں ایہ پنچایت جمع کی باون محلہ کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا
 دین محمد عطار اندونگیر سہا الہدیث کو جو انکی برادری کے ہیں انکو بھی بلایا
 اونسے یہ کہا کہ یا تو چوپٹا نہنا مانو یا ہم نکو برادری سے خارج کر نیلے بعض وہ
 شخص جو مجبر کے بنوانے میں شورے میں شامل تھے پھر گئے آخر کار سب بات دیکھ
 محمدی پر پڑ گئی چونکہ یہ قوم اکثر ڈراکل ہوتی ہے ایمان بھی انکے ضعیف برادری
 کے خوف سے کہ مبادا کہ ہم برادری سے خارج نہ کئے جاوے ہمارا حقہ تاکو بیاہ
 شادی نہ بند ہوا قرار کیا کہ اچھا کل ہم پھر سنگین مجبر بنوا دینگے چنانچہ صبح ہونے ہی
 بغیر ہمارے مشورہ کے دینو وغیرہ نے سردار یا محمد مبتدع مخالف کو بلا تیسرے
 جسکی اطلاع بعض طلبہ کی طرف سے ہو گئی کہ مسجد بنو ز حکم سرکاری سے بندھی
 مخالفین نے اگر زبردستی مجبر بنوا لیا اسپر سب انسپکٹر تحقیقات کو آئے مخالفین
 جب دیکھا کہ اسپرین تو ہم بے بل پھنسے جمع ہوئے ہی ایک باز دعویٰ جسکی نقل
 ذیل میں مندرج ہے داخل کر دیا۔ نقل باز دعویٰ -
 غریب پرور سلامت مقدمہ ہم دعویٰ - بنام دینو و مولوی سعید غور

کے حکم سے پہلے مسجد بند کرنے آئے تو طلبہ کو حجرہ میں دیکھا تھا یا نہیں جواب دیا کہ ان - تمہارے سامنے طلبہ نے اسباب اپنا مسجد سے نکالا یا نہیں جواب دیا ہاں یہ منکر صاحب بہادر نے کہا کوئی حنفی بیان ہے - عبداللہ مدعی بولے کہ میں حاضر ہوں صاحب نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو - کیا مولوی محمد سعید ہی مسجد میں نہ آنے پاوے گا کوئی الہدیت کہا کہ کوئی الہدیت پہلے نہ کبھی مسجد میں آیا اور نہ میں چاہتا ہوں کہ اب کوئی آوے - صاحب نے کہا کہ اچھا دو روز میں ہم حکم بھیگا - یہ کبھی صبح سواری ہو کر چلے گئے وہاں جا کر ایک روپکا معتمد کے نو الہدیت لگیا رہے حنفیوں کے نام بھیجی جسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے -

نقل روپکا رخت صاحب ۲۶ فروری ۱۸۸۷ء

قصیدہ
عبداللہ - ہاشم - منکر - علی بخش - عبدالرحمن - چٹن - میان
نارائند - دین محمد - رزاق - سبحان - کیطرف -
دین محمد عرف دینو - خدا بخش - سعید - یوسف - امان اللہ - گلو -
عطار اللہ عرف ناول - اشعیل - قاسم - کیطرف -
چونکہ واضح ہوا کہ محلہ راجہ پورہ متعلقہ تھا نہ جیت پورہ ایک مسجد خرد واقع
اور فی الحال اس مسجد کی بابت تنازعہ مابین دو فرقوں کے برپا ہے یعنی
ایک فرقہ حنفی و ایک فرقہ ولابی ایسا زبان زد عام ہے جہاں تک معلوم ہے
دونوں فرقوں کے لوگ اس مسجد میں بغرض عبادت فراہم ہوتے ہیں ایک
ممبر چولی بنایا گیا بجائے ممبر سنگی جو سابق میں تھا - اور یہ کام کسی فرقہ ولابیوں
سے تھا اس موقع پر اسکی زیادہ تصریح کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی بلکہ
تصریح تنازعہ درکار ہے تاریخ ۹ فروری ۱۸۸۷ء مسٹر فرید صاحب

لکھا کہ موقعہ پر جا کر تحقیقات کرو مخالفین نے سب انسپکٹر محبوب علی کو طالیاب
مین نے انکے رتے کو دوسری طرح دیکھا تو خود کو تو ال صاحب سے جا کر کل حال
عرض کیا محمد یوسف صاحب کو تو ال جو نہایت منصف مزاج غیر تعصب ہیں تو
نے میری تسلی کی اور سب انسپکٹر ایک رقعہ لکھا جس پر سب انسپکٹر نے ایک رپورٹ
— نہایت تعصب سے بھری ہوئی اور محض خلاف لکھ کر کو تو ال

صاحب کے پاس روانہ کی کو تو ال صاحب نے نہایت دانشمندی سے اپنی رپورٹ
اصل واقعہ کی عدالت میں روانہ کی۔ خلاصہ مضمون تحقیقات
کو تو ال صاحب۔ الہدیث کے امام کو مفسد لوگ نماز نہیں ادا کرنے دیتے

اور منع کرتے ہیں خوف بلوہ کا ہے اسکی تحقیقات پوری ہوئی چاہئے۔

اس طرف سے اصلاح الہدیث ایک عرضی عدالت میں طلبہ کی طرف سے واکین محمد
کی جانب سے دی گئی کہ فلاں فلاں مخالف نے طلبہ کو مسجد سے نکال دیا اور سمکھنا
پڑھنے سے ممانعت کرتے ہیں۔ اس پر تحقیقات کا حکم ہوا صاحب جنٹ مجسٹریٹ

نے حکم دیا کہ ہم ۲۶ فروری کو موقعہ پر آکر تحقیقات کریں گے۔ اور حکم دیا کہ تفصیل

مسجد قرق ہو کر بند رہے ۲۶ مارچ کو جنٹ صاحب مع انسپکٹر صاحب شہرہ دو

سب انسپکٹر و چنگن ٹبلان، بجے دیکھے مسجد کے معاینہ کے لئے آئے مخالفین

کی طرف سے روخنا موقعہ پر پہنچے مخالفین کا بھی جھوم اس طرف کل شہر کے الہدیث

بھی جمع تھے۔ مین بھی صاحب کے سامنے گیا۔ صاحب نے پوچھا اصل ماجرا کیا

کو تو ال صاحب نے فرمایا کہ اصل ماجرا یہ بیان کرو تاہوں آس مسجد میں الہدیث

و حنفی دونوں نماز پڑھتے ہیں۔ اب حنفی کہتے ہیں کہ مولوی محمد سعید کو جو

الہدیث کے امام ہیں مسجد میں آئے نہیں دینگے اور نہ حجرہ میں طلبہ کو رہنے دینگے

حالانکہ حجرہ میں بار طلبہ رہتے ہیں کیوں سب انسپکٹر صاحب جب آپ شہرہ

میں آئے تو ان کے ساتھ ایک شخص تھا جس نے کہا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ

مگر وہ آدمی انہیں سے لائق شیوہ پشاد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخالفین نے بہت
 مختار کئے مگر مفت کے مختار کب ہوتے ہیں آخر حاکم کس رہ گئے۔ گیارہ مارچ کو
 مسودہ بیان تحریر کیا گیا۔ اور ۱۲ مارچ کو داخل کیا گیا۔ گواہ ثبوت قبضہ
 کے مخالفین نے ۱۲ لکھا ہے۔ ہماری طرف سے ۹۔ آدمی لکھے گئے پہلے
 ہمسایان تحریری کی بعینہ نقل لکھتے ہیں۔ نقل بیان تحریری جابل
 حدیث کی طرف سے داخل ہوا۔

بیان تحریری دین محمد عرف دنیو وغیرہ فریق۔ بوجہ ذیل گزارش ہے
 اول یہ کہ راجہ پورہ کی مسجد متنازعہ تعمیر کردہ خاص بزرگان ہم دین محمد کی ہے
 اور ہمیشہ اسکی مرمت وغیرہ تصرف خاص ہمارے ہوتی رہی۔ دوسرے فریق
 کسی قسم کا کوئی تعلق و سروکار نہیں ہے اور نہ کسی زمانہ میں تھا۔

دویم یہ کہ علاوہ مسجد متنازعہ محلہ راجہ پورہ میں اور دو مسجدیں ہیں جس میں
 فریق ثانی کے طریقہ کے لوگ نماز پڑھتے ہیں اور مسجد متنازعہ ہم ہمسایان کے
 مکان سے بہت ہی قریب ہے اور ہمیشہ بلا شرکت دوسرے فریق کے ہلوگ
 نماز پڑھتے ہیں اور تمامی امور متعلقہ مسجد کنواں وجہ مسجد کا انتظام ہم دین محمد
 عرف دنیو بحیثیت متولی و مالک و قاض کے انجام دیتے ہیں کسی جہت سے بھی
 دوسرے فریق کچھ مداخلت مسجد مذکور میں نہ رکھتے تھے اور نہ انکو مسجد متنازعہ
 سے کچھ سروکار تھا۔ سوئم یہ کہ عرصہ تخمیناً ۷ برس کا ہوا کہ اس وقت
 سے مولوی محمد صاحب امامت نماز پنجوقتہ مسجد متنازعہ میں کرتے ہیں اور
 حجرہ مسجد میں برابر طالب العلم ہمارے مذہب کے ہماری طرف سے رہتے ہیں۔
 کہ جسے مسجد متنازعہ مقبوضہ ہم ساتلان کا ہونا ثابت ہے۔
 چہارم یہ کہ ہمسایان ہاشم و دین محمد و عبداللہ کی سکونت محلہ راجہ پورہ میں

جسٹ مجسٹریٹ بہادر مراد دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نسبت مانعت عبادت
 وغیرہ تا حکم ثانی کے حکم صادر فرمایا تھا۔ عبداللہ ایک فریق حنفی نے ایک
 راضی نامہ بمقدمہ دفعہ ۲۹۵ و ۳۴۱ تفریات ہند جاوے لے اور پرتو
 نفرو بابیوں کے دائر کیا تھا بتاریخ ۵ فروری شہ ۱۲۸۰ کو داخل کیا مگر وہ
 تمام تر مہمل تھا اور اس سے رفع ٹکرا رہا تھا۔ ہمارے نزدیک کاروائی
 حسب دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ضروری معلوم ہوتی ہے کہ مسمیٰ عبداللہ
 یکے از فرقہ و بابی نے بنام چند اشخاص حنفی اس عدالت میں حسب دفعہ
 ۵۰۶ و ۳۵۲ تفریات ہند ایک دعویٰ دائر کیا۔ ایجناب نے آج اس
 مسجد کا ملاحظہ کیا۔ اور معلوم ہوا کہ حنفی لوگ اکٹار کئے ہیں کہ کوئی حق مولوی
 محمد سعید و بابی یا اور کسی فریق فرقہ و بابی کو اس مسجد میں عبادت کا نہیں ہے
 و نہ کبھی ہوا۔ اور اس سے بھی انکار ہے کہ کسی طالب العلم و بابی کو کوئی حجر
 اس مسجد کا لینے کا حق نہیں ہے۔ اندرین صورت مناسب معلوم ہوتا ہے
 کہ اس معاملہ کی تحقیقات حسب مراد دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کی جاویں
 حکم ہوا کہ

شن بنام اشخاص ہر دو فرقہ تذکرہ صدر اس مضمون سے جاری کیا جاوے
 کہ فریقین منازعت اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۱۲ مارچ شہ ۱۲۸۰ اس عدالت
 میں حاضر ہو کر اپنے اپنے دعوے کی بابت نسبت استحقاق وغیرہ استحقاق و
 نسبت پیش و بیان مسجد یا رہنے طلبا و بابی حجر مسجد میں و بابت
 اپنے اپنے قبضہ اصلی و حقیقی نسبت شہ متنازعہ کے بیاناً تقریری ثبوت داخل کرو
 تاریخ گیارہ مارچ کو پہنے تین مختار مقرر کئے۔ محمد حفیظ احمد معشوق علی
 شیوگل ریشاد۔ پہلے صاحب تو عقیدے کے محمدی دوسرے شیعہ تیسرے مہندو

اوس محلہ میں آکر رہا ہے اوس نے یہ سب خرابیاں و فساد پیدا کی ہیں -
 ۵۔ مسجد کے صحن میں ایک امام جو کہ ہے کہ جبیر ایام محرم میں تعزیرہ
 رکھا جاتا ہے اگر یہ مسجد فریق ثانی کی مقبوضہ ہوتی تو امام جو کہ نہیں ہوتا
 کیونکہ وہابی مذہب والے تعزیرہ دائرہ میں کرتے ہیں نہ تعزیرہ دیکھتے ہیں -
 ۶۔ قبل اسکے بغیر مجہ فریق کے وہابی فریق نے ممبر مسجد کا توڑ دیا تھا
 کہ اوسکے نالش ہم سالکان نے دائرہ کیا تھا آخر وہابی مدعا علیہم نے ممبر بنوا
 معافی مانگا تب ہم سالک نے مقدمہ میں درخواست بر داری کی داخل کیا
 اگر واقعی مسجد وہابیوں کی مقبوضہ تھی تو ممبر بنوائے اور معافی مانگنے
 کیا ضرورت تھی -
 لہذا بیان تحریری ہذا گذرانکہ
 امیدوار کہ قبضہ ہم عبداللہ وغیرہ مدعا علیہم کا بحال رکھا جاوے -

عضو

فدویان عبداللہ و اشترودین محمد میان و چٹھن و عبدالرحمن
 سبحان و زراق و منکر ساکنان محلہ لاجپورہ علاقہ تھانہ جیت پورہ
 مورخہ ۱۱ مارچ ۱۳۸۷ھ

- دوسرا شیعہ کی جانب سے اس مضمون کا کہ ہم لوگ شیعہ ہیں ہمیشہ مسجد میں
 تعزیرہ بناتے ہیں مجلس کراتے ہیں حجرہ میں سامان تعزیرہ دائرہ کیا رکھا جاتا
 ۱۲ مارچ صاحب کو فرصت تھی پھر ۱۱ مارچ تاریخ معین ہوئی آخر وقت مقدمہ
 پیش ہوا مخالفین نے پہلے چار گواہ گزارے پھر دوسری تاریخ کی تاریخ
 معین ہوئی غرض اسدی طرح کی دو تین تاریخوں میں مخالفین کے ۳ گواہ گذرے
 سب کا یہ بیان تھا کہ اس مسجد میں کبھی کوئی اہل حدیث نہیں آیا ہمیشہ تعزیرہ ہی
 ہوتی آئی ہے مجلس ہوتی ہے حجرہ میں تعزیرہ کا سامان رکھا رہتا ہے

سبحان منکر۔ و زقاق کی سکونت محلہ بھوجی کج باغ میں ہے و عبد الرحمن و
وچیتن و میان وغیرہ محلہ بابو کی گڑھے میں سکونت ہے۔ اور دروازے پر
یا اونکے مکان کے پاس مسجدین و چول موجود ہے تو اس صورت میں بیان
اونکا نسبت و مسجد متنازعہ خلاف واقع و غلط ہے۔ لہذا سالکان مستند علی بن
کہ باثبات قبضہ و خل سالکان با امتناع مداخلت و مزاحمت فریق ثانی حکم ادا
مراسم مذہبی بحق سالکان صادر فرمایا جاوے فقط
مخالفین نے یہ چالاکی کیا کہ دو آدمیوں کو شیعہ بنا دیا اور وہ بیان تحریری داخل
اول حنفیوں کی طرف سے جسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

غریب پر و سلامت

بمقدمہ قبیر مہند مدعی۔ بنام ہم مدعا علیہم بیان تحریری جو ذیل گذشتہ
- وقفہ مسجد متنازعہ تعمیر کردہ حنفی مورثان ہم عبد اللہ کی ہے اور ہمیشہ
ہم عبد اللہ اور دوسرے حنفی مذہب کے لوگ نماز پڑھتے آتے ہیں اور اوسکی
مرمت وغیرہ ہم عبد اللہ ہمیشہ سے کراتے آتے ہیں اسلئے مسجد متنازعہ مقصود
ہم عبد اللہ کی ہے۔ فریق ثانیان دوسرے و با بیان سے اور مسجد متنازعہ
سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔
۱- وقفہ ۲- مسجد متنازعہ میں ہمیشہ
سے حنفی لوگ نماز پڑھتے آتے ہیں اور اب تک بھی پڑھتے ہیں کو طالب العلم
اوس مسجد میں نہیں رہتا تھا۔ ۳- مسجد متنازعہ میں جو کہ اب تک
کوٹھری ہے اوس میں سامان تعزیرہ دار کیا رہتا ہے یہ بیان و با بیان کا
جو اپنے کو طالب العلم ظاہر کرتے ہیں محض جھوٹ ہے کہ وہ لوگ کوٹھری مسجد
متنازعہ میں رہتے ہیں۔ ۴- محمد سعید ایک شخص جو کہ
بالی فساد اور خراب کرنیوالا ہمارے دین کا ہے اور سات آٹھ مہینے سے

کہ ایک فرقہ اسلام کو جسکو بالعموم وہابی کہتے ہیں لیکن جو خود الحمد للہ کے نام سے پکارا جاتا پسند کرتے ہیں (جیسا کہ ایک رسالہ سے مجھکو معلوم ہوا جسکو اونہیں سے کسی نے یا شاید محمد سعید نے مناسب خیال کیا کہ ماہ گذشتہ میں بذریعہ ڈاک ہمارے پاس بھیج دیا جس میں دھمکی دیکھتی ہے کہ اب سے اگر کوئی شخص ہمکو وہابی کہہ کر پکارے گا تو ہم اس پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالیش کریں گے، کیا حق حاصل ہے کہ ایک مسجد واقع محلہ راجہ پورہ شہر ہذا میں نماز ادا کریں۔ یہ بیان کرنا غیر ممکن ہے الحمد للہ کے جیسا کہ میں کو شش کرونگا کہ اسی نام سے اونکو اس حکم میں لکھوں کیونکہ میں بالقصد نہیں چاہتا کہ اونکے خیالات کو سچ پہنچاؤں (میں یہاں تحریر کرونگا کہ تمام شہادت میں وہ وہابی کے لقب سے پکارے گئے کیونکہ فریقین کے مختاروں نے یہی لفظ اپنے سوالوں میں اور گواہوں نے اپنے جوابوں میں استعمال کئے ہیں) اور خفیوں کے دونوں کب سے یہ نزاع قائم ہوئی لیکن پہلا نشان نزاع کا حکام کو اس وقت ظاہر ہوا جبکہ حسب دفعہ ۲۹ و ۳۱ و ۳۲ مجموعہ تعزیرات ہند ۱۹ فروری ۱۹۰۵ء مسٹر فریڈرکی اجلاس میں عبد اللہ نور باف ایک خفی کی جانب سے آٹھ یا نو الجہدیت کے خلاف دعویٰ دائر کیا گیا۔

جس جرم کا الزام لگایا گیا تھا اسکی نسبت اس طرح سے بیان کیا گیا کہ چند اشخاص الجہدیت نے بجائے سنگین ممبر کے جو پہلے سے تھا ایک لکڑی کا ممبر قائم کر دیا۔ دسویں ایک الجہدیت نے ۹ فروری ۱۹۰۵ء کو اس نالیش کے مقابل ایک اور نالیش دائر کی۔

مسٹر فریڈر نے اسی تاریخ کو حسب دفعہ ۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مسجد بند کرنے کے لئے ایک حکم صادر کیا۔ عبد اللہ خفی نے ۱۹ فروری کو ایک راضی نامہ داخل کیا جو ہمارے نزدیک

کوئی طلبہ کبھی حجرہ میں نہیں رہا سب نے قسم لے لی کہ اگر ایسا جھوٹ بولا تو مجھ کو
 تعجب آتا تھا کہ اس جھوٹ پر ان پر بدلی کیوں نہیں کرتی کچھ پر کیا جھٹ کیوں نہیں
 ٹوٹ پڑتا اکثر گواہ بے نازی بعض سزا یافتہ جرح میں سب کے ہوشوں میں
 جلتے رہے مختلف البیان ہو گئے۔ اس طرف سے پہلے گواہی مولوی عبدالکبیر
 کی ہوئی کہ ہم مسجد کے حجرہ میں عرصہ چار برس سے برابر رہتے ہیں اس مسجد
 میں سوائے المجدیث کے کوئی کبھی نہیں آیا۔ دوسرے عبدالحمد طالب العلم کی
 جس نے اپنے چند خطوط جو اسی مسجد کے پتے سے آئے تھے پیش کئے تھے
 سب ان سیکڑ تھانہ جس کا یہ بیان تھا کہ میں نے ایک دفعہ قبل نزاع کے اس
 مسجد میں نماز پڑھی المجدیث کا امام نماز پڑھتا تھا خفیو نکو وہاں نہیں دیکھا
 ۔ چوتھے ہڈیکنڈیلوسی تھانہ کا جس کا یہ بیان تھا کہ چھ یوم سہاری گارو
 مسجد میں معین رہی المجدیث ہی اس مسجد میں نماز پڑھتے تھے کسی خفی کو
 میں نے آئے نہیں دیکھا۔ پانچویں چٹھی ریان جس کا یہ بیان تھا کہ میں نے
 عرصہ چھ سات سال سے برابر طلبہ کو مسجد میں چلواتے۔ بعد گزرنے
 گواہ ہر دو فریق کے اور ہونے بحث مخارون کے ۱۹ اپریل ۱۳۵۷ء کو
 جنٹ صاحب بہادر نے فیصلہ سنایا جس کی نقل بعینہ بیان کی جاتی ہے۔
 ملکہ قیصر ہند بنام ہاشم وغیرہ خفیان

دینوری دین محمد وغیرہ و ابیان

حکم حسب دفعہ ۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری
 یہ تحقیقات بحسب دفعہ ۷۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی اسکی ضرورت
 اس لئے پڑی کہ اس امر کی نزاع پیدا ہوئی جو محتمل تھی کہ نقص امن کا باعث ہو

نہیں آئے صرف الحدیث پڑھتے تھے۔

ایک تیسرے گواہ کا جو ڈاکخانہ کا پیون ہے یہ بیان ہے کہ مجھے طالب العلموں کو مسجد میں خطوط دے ہیں۔ انکے دو آخری گواہ سب انسپکٹر تھانہ جیت پورہ۔ اور ایک عبدالقدخان ہڈکان سٹبل تھانہ مذکورین دونوں گواہ عقائد کی رو سے حنفی ہیں۔ اسلئے معقول طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اوکی ہمدردی یقیناً سے کیجئے ساتھ ہوگی تو اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ ہوگی۔

اول الذکر شخص کا بیان ہے کہ قریب چار مہینے گزرے (یعنی کچھ روز پہلے کہ جھگڑا حال ظاہر ہوا) مجھے ایک شام کو اس مسجد میں نماز پڑھی اور وقت الحدیث سے ایک شخص امام تھا اور تمام نمازی اسی فرقہ کے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ نے آمین بالجہر کہی۔ اوسکا بیان ہے کہ اس جماعت میں کوئی حنفی نہیں تھا۔ اوسکا یہی بیان ہے کہ جب کو تو ال مسجد میں گئے تو دینیوں نے جو الحدیث سے ہے ہمارے سامنے کو تو ال سے کہا کہ وہ لوگ یعنی (حنفی) اور سہلوگ (یعنی الحدیث) دونوں اس مسجد میں اپنے اپنے طریقے سے نماز پڑھتے ہیں ہڈکان سٹبل کا بیان ہے کہ ہم فروری ۱۳۳۷ء کے بعد چھ دن الحدیث نے مسجد میں نماز پڑھی اور طالب العلم حجرہ میں رہتے رہے۔

اس یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ سب انسپکٹر کا بیان سچ کے خلاف ہے اس تجویز کرنے میں ہم کو ذرا بھی پس و پیش نہیں ہے کہ اس شخص الحدیث اس مسجد میں نماز پڑھنے کے ویسے ہی مستحق ہیں جیسی کہ حنفی مستحق ہیں۔ اور طالب العلم بھی حسب دفعہ ۷۷ نمبر مجموعہ ضابطہ فوجداری حجرہ میں رہنے کے مستحق ہیں میں تجویز کرتا ہوں کہ اس تحقیقات کے پہلے برائتین مہینے تک الحدیث اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اسلئے میں الحدیث کو

بالکل ہیودہ ہے۔ — وینون ایک الہدیت نے ۲۵ فروری کو حسب

دفعہ ۵۰۶ و ۲۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند خیدو باسیوں کو خلا ایک عوی دار کیا۔

۲۶ فروری کو عینے خود مسجد کا معاینہ کیا جو حکم کہ حسب دفعہ ۴۴ مجموعہ

ضابطہ فوجداری ۹ فروری ۱۸۸۷ء کو مسٹر فریڈر نے صادر کیا تھا اوسکو اونھوں

نے منسوخ نہیں کیا۔ اور اپنے حکم کی نسبت میں نے ضروری خیال کیا کہ اگلی

تاریخ تک قائم رکھوں۔ سوال قابل فیصلہ یہ ہے کہ آیا الہدیت کو اس مسجد

میں نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ اور اسی کے بعد یہ سوال قابل

فیصلہ پیدا ہوتا ہے کہ الہدیت یا دوسرے فرقہ کے طالب العلم کو اس مسجد

کے حجرہ میں رہنے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ —

خفیوں نے تیرہ گواہ پیش کئے جو سب حنفی ہیں یا شیعہ اور جو نہایت پیش

کے ساتھ قسم کھاتے ہیں کہ کسی وہابی نے بھی اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے

کبھی قدم نہیں رکھا۔ اور صرف محرم کا سامان رکھنے کے لئے حجرہ میں

لایا جاتا تھا۔ اور کوئی طالب العلم کبھی اس حجرہ میں نہیں رہا۔ —

دوسری جانب فریق الہدیت نے دو طالب العلم پیش کئے ہیں جس میں ایک حنفی

اور دوسرا الہدیت ہے ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم حجرہ میں رہتے تھے۔

سابق الذکر کا بیان ہے کہ ہم طرہ بہرے تک اس حجرہ میں رہے ایک سال ہوا

کہ اس حجرہ کو چھوڑا جب تک وہاں رہے کسی محلہ کے حنفی کو مسجد میں نماز

پڑھتے نہیں دیکھا۔ اگرچہ حنفی طالب العلم نماز پڑھتے تھے۔ اور برابر نماز

پڑھنے والے یہی فرقہ الہدیت کے لوگ تھے۔ —

آخر الذکر کا بیان ہے کہ ہم قریب چار برس تک حجرہ میں رہے اور گذشتہ فروری

میں جب مسجد بند کی گئی تب نکالے گئے۔ اوسکا بیان ہے کہ حنفی کبھی نماز پڑھتے

۱۹ تاریخ کو راقم الحروف مع چند احباب کے کچہری گیا یہ فیصلہ سنتے ہی سجدہ ہو کر
بجلا لایا۔ یوم چہار شنبہ کو یہ فیصلہ ہوا جمعہ کو حکم لکیر جسکی نقل نمبر ۱۲۷۰
مین درج ہو چکی ہے۔ سب انسپکٹر سی بکھولنے آئے مسجد کا دروازہ آکر
بکھول دیا اور الحمد للہ کہ کابضہ داخل تھا راہے حجرہ کے قفل کھولنے سے
مخالفین نے انکار کیا اور کہا کہ حجرہ کا قفل محرم کو کھلیگا اور نہ حکم نامہ پر مخالفین نے
دستخط کئے اور یہ بھی کہا کہ جبوقت الحمد للہ نماز پڑھیں گے اوکسیوقت ہم بھی
پڑھیں گے کل موکی رپورٹ سب انسپکٹر حیات پورہ نے علالت مین کی۔ اسپر
صاحب جنٹ بہادر نے دونوں فریق کو پھر طلب کیا اور کہا کہ ہر کوئی وجہ
بیان کرے کہ اس سے فی کس نچلکتے پچاس روپے کا اور دو ضامن پچاس روپے
خدا امن ایک سال کی مدت کے لئے کیوں نہ لئے جاوین۔ نقل رو بکار
آمدہ صاحب بہادر بعینہ درج کیجاتی ہے۔ نقل رو بکار۔
حکم صنف ۱۰۷ و ۱۱۲ ضابطہ فوجداری علی جلاس مشرڈ بلوآر پارٹس صاحب
بہادر جنٹ مجسٹریٹ بنارس۔

تاریخ ۱۶ فروری ۱۹۷۷ء کو حسب دفعہ ۱۴ ضابطہ فوجداری عدالت سے حکم نسبت بڑتلے والی مسجد واقعہ محلہ راجہ پورہ تھانہ جیت پورہ شہر بناس صادر ہوا تھا چونکہ ماہین ہر دو فریق اہل اسلام جو حنفی و وہابی کے مشہور ہیں حفظ امن میں فتور واقع ہو نیکا احتمال ہے نسبت استحقاق عبادت مسجد منجانب وہابیوں کے ورہنے حجرہ میں چند طالب علموں کے۔

بعد تحقیقات قرار واقعی تاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۷۷ء کو اس عدالت سے حکم دفعہ ۱۴ ضابطہ فوجداری بدین مضمون صادر ہوا کہ اہل حنفی قبضہ مسجد کو مین اور اسکے حجرہ مین اسطور پر نہ کریں کہ وہابی لوگ عبادت نہ کریں۔

حکم دیکر مجاز کرتا ہوں کہ وہ مسجد میں اس وقت تک نماز پڑھیں۔ اور طالب العلم
حجروں میں رہیں جب تک کہ اشخاص عذر دار عدالت دیوانی مجاز سے اس
کارروائی کے روکنے کے لئے مستحق ہوں کیا فیصلہ حاصل کر لیں۔

حکم باضابطہ حسب نقشہ ۲۴ خانہ ۵۔ ایکٹ ۱۰ سشن ۱۰ مطابق دفعہ ۱۴
مجموعہ ضابطہ فوجداری نافذ کیا جاتا ہے۔

چونکہ ایک فرقہ اسلام شہور باہل حدیث کے ایک مسجد (جو محلہ میں بڑے والی
مسجد کے نام سے مشہور ہے) واقع محلہ راجہ پورہ تنہا نہ جیت پورہ شہر نالین
حق نماز پڑھنے کی نسبت۔ اور چند طالب العلموں کے مسجد میں رہنے کی نسبت
نزاع پیدا ہوئی۔ اور چونکہ یہ مسجد ہمارے حدود اختیار کے اندر واقع
تھی جسکے تنہا قبضہ کے لئے فرقہ اسلام شہور چغنی دعویدار تھے۔

اور چونکہ بعد واجبی تحقیقات مجھ کو معلوم ہوا کہ مسجد مذکور میں الہدیت اور حنفی
دونوں برابر نماز پڑھتے تھے اور حجروں میں طالب العلم رہتے تھے۔ اور
تحقیقات کے پہلے تین مہینے برابر مسجد میں نماز ہوئی۔ اور حجروں میں طالب العلم
رہے۔ اس لئے۔

میں حکم دیتا ہوں کہ حنفی مذکور یا اوکی
طرف سے کوئی مسجد مذکور اور حجرہ پر تنہا نماز پڑھنے کے لئے جب تک کہ وہ
عدالت مجاز سے ایسی ڈگری یا حکم نہ حاصل کر لیں جو انکو تنہا قبضہ کرنے کے
مستحق کر دے مسجد پر قبضہ نہیں حاصل کر سکتے۔

ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کو نافذ پایا۔

ڈبلو آر پارٹر

قائم مقام جنٹ مجسٹریٹ بنارس

۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء

۶۔ مئی تاریخ اسکی معین ہوئی۔ مین عزرات لکھانے کے لئے محمد حفیظ مختار کے ڈیرے پر بیٹھا تھا اور اپنے کام مین مشغول تھا کہ سمسعی عبداللہ مدعی وغیرہ نے پیچھے سے آکر چند ضرب میرے سر پر مارنا شروع کیا مولوی عبدالکبیر میرے پاس بیٹھے تھے اونھوں نے فی الفور عبداللہ کو کپڑا سپاہی دوڑ پڑے نکسیر مال پھوٹ کئی خون بہنے لگا اوسوقت یہ کلمات ربہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاد آئے۔ ہلانت الا اصبع ودمیت۔ و فی سبیل اللہ مال قتیت۔ اوسوقت اجلاس خبٹ صاحب مین چلا گیا۔ مقدمہ پیش ہوا۔ بعد لینے انصار گواہان کے دو آدمی عبداللہ ہاشم کی رہنمائی پر وپہ کی ضمانت ہوئی۔ عبداللہ ہاشم دونوں نے مار پیٹ کرنے سے انکار کیا گواہ صفائی لکھائے۔ ۱۲ مئی ہر دو مقدمہ کی تاریخ معین ہوئی۔ تاریخ ۱۲ کو پھر مقدمہ پیش ہوا اول مقدمہ مار پیٹ کا پیش ہوا۔ عبداللہ نے چار گواہ پیش کئے جو محض جھوٹے تھے ایک انھین سے محمد سی بن گیا اور کہا کہ مین مولوی محمد سعید کے بہکانے سے محمد سی ہو گیا تھا اب پھر حنفی ہو گیا ہوں۔ عبداللہ وقت ۱۲ بجے کے نماز جمعہ مین مصروف تھا۔ ہاشم کے چند گواہ گذرے چونکہ یہ آدمی مالدار ہے۔ لے دیکر چند فخر و تکو ملالیا ان سے صفائی دلوائی لہذا وہ تو بری ہو گیا عبداللہ کو ایک سال قید سخت کی سزا ہوئی اور بعد رہا ہونے کے سو رہا چکا اور سنو سنو وپہ کے دو ضامن حفظ امن ایک سال کے لئے۔ تجویز اس مقدمہ کی بعینہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے نقل کی جاتی ہے۔

ترجمہ تجویز خبٹ مجسٹریٹ بہادر

محمد سعید و عبدالکبیر بنام عبداللہ حوالہ و ہاشم حوالہ
صفحہ ۳۴ مجموعہ تعزیرات ہند

وطالب العلم لوگ حجرہ میں نہ رہ سکیں تا وقتیکہ عدالت مجاز سے قبضہ کلنیہ حاصل کر لیں
تاریخ ۲۴ اپریل روز جمعہ کو مسجد جو حسب دفعہ ۴۴ ضابطہ فوجداری
مقتضی پولیس نے کھول دیا۔

ریپورٹ سب انسپکٹر جیت پورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی بخش - عبداللہ
منگر - محل محمد - خفیان نے اولاً حکم عدالت ہذا پر دستخط اطلاق کیا کرنے سے
انکار کیا بعد ازاں کہا کہ حجرہ مسجد پر جو تالا لگا ہے وہ محرم تک نہ کھولا جائیگا
اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جس وقت وہابی لوگ عبادت کرینگے اوستیت
ہم بھی کرینگے - محمد سعید سرغنہ فریق وہابی نے پولیس میں اطلاع کیا کہ منگر
وغیرہ نے پیارا دہ ظاہر کیا ہے کہ راستہ میں تمھارے آدمیوں کو مار پیس کرینگے
لہذا تعیناتی گاڑ دھونا چاہئے کہ حفظ امن میں فتوہ واقع ہو۔

چنانچہ حالات مذکورہ بالا سے احتجاج کو معلوم ہوتا ہے کہ درمیان دونوں
فریق کے وجہ اس اندیشہ کی پائی جاتی ہے کہ حفظ امن میں خلل واقع ہو
یا کوئی ایسا فعل ناجائز وقوع میں آوے جس سے کہ حفظ امن میں خلل پڑے
لہذا میں عبداللہ - انٹیم - منگر - علی بخش - عبدالرحمن - خفیان -

میان - نارالد - دین محمد - رزاق - سحان - فریق خفیان سے -

و دینو عرف دین محمد - خدا بخش - سعید - یوسف - امان اللہ - گلو عطا اللہ

اسمعیل - قاسم فریق وہابیان یا اہل حدیثان سے وجہ اس امر کی طلب کرتا ہوں

کہ ان لوگوں سے فی کس چلکے پچاس پچاس روپیہ فی کس دو دو ضامن

پچیس پچیس روپیہ واسطے حفظ امن میعاد ایک سال بتعین تاریخ

۶ مئی ۱۳۲۴ء کیون نہ لیا جاوے - حکم ہوا کہ

نمن معہ نقل حکم ہذا واسطے کل اشخاص مذکورہ بالا بتعین تاریخ ۶ مئی ۱۳۲۴ء آجاء ہو۔ المرقوم ۲۴ اپریل

اوس وقت اوس نے دونوں مجرموں کا نام لیا یا نہیں مجھے معلوم ہے یا نہیں لیکن
جہانگ میں خیال کرتا ہوں اوس نے نام لے لئے اور جو کچھ ہوا اوس نے صاف
طوری سے مجھ کو باور کرایا کہ فریق مخالف سے کوئی نہ کوئی شخص تھا جس نے اوس کو
اور جو عدالت میں بذریعہ ثمن طلب کیا گیا تھا۔

میں نے محمد سعید سے کہا کہ اگرچہ میرے سوال خوانی کا وقت ختم ہو گیا ہے
لیکن اگر تم جا کر درخواست لکھوا کر لے آؤ تو میں اوس سے لے لوں گا۔ محمد سعید
ڈیڑہ بجے درخواست لایا۔ دونوں ملزم عدالت کے باہر اوس وقت
پاسے گئے اور نہ بجے میں نے مقدمہ کی سماعت شروع کی۔

محمد سعید کی شہادت یہ ہے کہ ہم قریب ۱۲ بجے کے مختار خانہ میں ایک غمناک
بسترہ پر بیٹھے ہوئے ایک مختار نامہ لکھوا رہے تھے کہ یکایک ہم کو معلوم ہوا
کہ پیچھے سے ہمارے سر پر چولتے پڑ رہے ہیں اور جب ہم نے گردن پھیری
تو دیکھا کہ وہی دو ملزم ہم کو مار رہے تھے۔ ڈھڑک ڈھڑک ہمارے ناک پر پڑی
اور ہم چلائے کہ مار لیا اور ہمارے ایک شاگرد عبدالکبیر نامی نے جو قریب کھڑا
ہمارے بچانے کی کوشش کی دونوں مجرم اوس پر لپٹ پڑے اور بھاگ گئے

جسکے بعد ہم سیدھے اس عدالت میں چلے آئے۔ امام علی ایک کانٹبل
جسٹ پورہ بیان کرتا ہے کہ چارپانچ دن ہوئے قبل ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء میں
سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ میل کر لو جیسے عبداللہ نے کہا کہ پہلے ہم محمد سعید کو مار لیں
تہ میل ہوگا۔ عبدالکبیر شاگرد مولوی سعید اور احمد شیخ دونوں

بیان کرتے ہیں کہ ہم مدعی کے قریب مختار خانہ میں اوس وقت موجود تھے کہ ملزم
آئے اور محمد سعید کو جوتوں سے جسیا کہ بیان کیا گیا ہے مارا۔ جو عمر مختار
مختار نامہ مدعی کی جانب سے لکھتا تھا اور دو تین فٹ کے فاصلہ پر اوس

اس مقدمہ میں دو جولاہے ایک ہاشم ساکن اودھو پورہ دوسرے عبداللہ ساکن محلہ راجہ پورہ ملزم ہیں (اودھو پورہ و راجہ پورہ دونوں ٹکڑے محلے ہیں) اور ہر ایک ملزم پر حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند الزام لگایا گیا ہے کہ ۶ مئی ۱۸۷۷ء کو پچھری بنارس کے احاطہ میں بالا راہ محمد سعید کو ضرب پہنچایا دونوں اپنا غیر مجرم ہونا بیان کرتے ہیں اور گواہ طلب کرتے ہیں۔ گذشتہ فروری سے راجہ پورہ اور قریب کے محلوں کے حنفیوں اور چند اویسی حصہ کے وٹامیوں میں ایک مسجد واقع راجہ پورہ میں حق نماز پڑھنے کی نسبت نزاع چلی آتی ہے میں نے حسب دفعہ ۷۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں نزاع کے تحقیقات کی اور ۱۹ اپریل کو اویسی دفعہ کے مطابق حکم صادر کیا کہ وٹابی اویس مسجد میں اس وقت تک نماز پڑھنے کے مستحق ہیں جب تک کہ حنفی تنہا قبضہ پانیکے لئے ڈگری نہ حاصل کریں۔

یہ نزاع جاری رہی اور حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں مجبور ہوا کہ ۱۱ حنفیوں (جس میں بہت بڑے سرغنہ عبداللہ و ہاشم ہیں) اور ۹ وٹامیوں (یا محمدی جیسا کہ وہ پکارا جاتا ہے) کے لئے ہیں اور جس میں محمد سعید مدعی غنہ ہے کے طلبی کا حکم صادر کروں کہ ۶ مئی ۱۸۷۷ء کو حاضر کر اپنی وجوہ بیان کریں کہ حفظ امن قائم رکھنے کے لئے اونسے چلکا کیوں نہ لیا جاوے۔ قبل اسکے کہ اس مقدمہ کے سماعت ہوا اوسیدن قریب ۱۲ یا ۱۳ کے محمد سعید ہماری عدالت میں آیا اور خون اوسکے ناک سے جاری تھا اور ضرب کے نشان اوسکے ناک و پیشانی پر ظاہر تھے۔ اور جو چوٹ لگی تھی اوس سے صاف طور سے معلوم ہوتا تھا کہ صرف چند منٹ ہوئے کہ لگی ہے۔ اویس بیان کیا کہ ہم مختار خانہ میں ایک مختار نامہ لکھوا رہے تھے کہ ہم پٹر پٹسی یہ امر کہ

اور اوسکا بیٹا ٹون ہال (عدالت انڈری مجسٹریٹ) میں درخواست التوا دینے کے لئے ہمارے پاس آئے۔

(۵) پانچویں تراب علی ہے جو اوس مختار کا محرم ہے جو ہاشم کی جوابدہی کرتا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے اوس شخص کو جس نے مدعی کو مارا نہیں دیکھا لیکن کچھ سی میں ایک گھنٹہ بعد آیا۔ عبداللہ بھی انکار کرتا ہے کہ ہم نے مارا نہیں مارا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم پر صرف عداوت سے الزام لگایا گیا ہے۔ ہم اوس دن کچھ سی ۱۱ بجے آئے اور لاک بجے ڈیٹھوری محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے گئے اور ایک بجے واپس آئے۔ ۶ مئی کو جمعہ تھا۔ عبداللہ نے تین گواہ حنفی طلب کئے ہیں جو مظہر ہیں کہ اوس خاص جمعہ کو ہملوک اوس مسجد میں نماز پڑھنے گئے اور لاک بجے وہاں عبداللہ آیا اور ایک بجے کے بعد تک وہاں رہا۔

یہ تجویز کرنے میں ہمکو ذرا بھی پس و پیش نہیں ہے کہ انکی شہادت بالکل رو بہ ہے۔ اور ہم یہ دیکھلا نہیں گئے کہ یہ بندش کس طور سے کی گئی۔ ۶ مئی شنبہ صبح کو عبداللہ سے گواہوں کے نام پوچھے گئے اور اوس نے صرف دو مختاروں کے نام لئے۔ ۱۳ مئی کو جمعہ تھا اوس جمعہ کو عبداللہ مسجد میں گیا اور اون اشخاص سے اپنی جانب سے بطور ایک قضیے حنفی و بابو کے خلاف شہادت دینے کے درخواست کی۔ اونھوں نے منظور کیا۔ دو مختاروں ۱۴ مئی کو سمجھنے ایک اسم نویسی اونکے ناموں کی پائی۔ یہ بندش اسلیو ہے ہاشم کی نسبت عبدالعزیز مختار (جس پر میں یقین کر سکتا ہوں) کی شہادت سے میں بہت زیادہ شہتہ ہو گیا ہوں کہ آیا واقعی اوس نے مارا یا نہیں۔ ہاشم کہ وہ حنفیوں کا سرغنہ ہے اسلئے ہو سکتا ہے کہ اسلیو

جہاں کہ وہ مارا گیا وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے شور سنا تو بلا پیچھے دیکھے ہوئے کہ کیا ہو رہا ہے یا کون مارا جا رہا ہے یا کون مار رہا ہے ہم بھاگ گئے اور جب واپس آئے تب اپنے بستر پر خون دیکھا اور یہ دیکھا کہ محمد سعید پھری کی طرف جا رہے ہیں — ہاشم طریم کا بیان ہے کہ ہم نے مدعی کو نہیں مارا — ہم نہیں جانتے کہ کس نے اوسکو مارا اور ہم ایک یا ڈیڑھ بجے کے پہلے پھری میں نہیں آئے اور جب آئے تب ٹون ہال آئے جہاں ہم ایک مقدمہ کے تعلق جو حسب دفعہ ۲۴۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہم پر دائر تھا گئے تھے —

اوسکی جانب سے مندرجہ ذیل گواہ طلب ہوئے ہیں —

(۱) ایک تاجل حسین ہے جو بیان کرتا ہے کہ ہم نے مدعی کو جو تون سے مارے جاتے دیکھا لیکن جس نے مارا وہ ایک لا معلوم جوان ساتیار آدمی تھا اور مارنے والے نے ہاشم نے عبد اللہ طریم ہیں — ہم مارنے والے شخص کا نام نہیں جانتے — ہاشم ایک گھنٹہ کے بعد آیا —

(۲) دوسری عدالت انیری مجسٹریٹ کا پیشکار ہے جو بیان کرتا ہے کہ ۶ مئی کو ۱۱ بجے ہاشم کے بیٹے نے ایک درخواست داخل کی جس میں استدعا تھی کہ ہاشم کا مقدمہ ملتوی کیا جائے کیونکہ اونا ایک مقدمہ عدالت ہاؤس میں پیش ہے۔ (۳) تیسرے عبد العزیز ایک مختار ہے جو بیان کرتا ہے کہ ہم دو تین گز کے فاصلہ پر تھے اور دیکھا کہ ایک شخص مدعی کے سر پر پانچ چھ بار جوتے سے مارا یہ شخص ہاشم تھا اور نہ یہ اوس وقت موجود تھا بلکہ قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آیا۔ جواب و سوال جرجین اوس نے بیان کیا کہ جس شخص نے مدعی کے سر پر جوتے مارا وہ عبد اللہ طریم تھا۔

(۴) چوتھے محمد سمیع ایک مختار ہے جو بیان کرتا ہے کہ ۶ مئی کو ۱۱ بجے ہاشم

ایک سال تک حفظ امن قائم رکھنے کے لئے داخل کرنا ہوگا درمورت عدم تعمیل اوسی مدت کے لئے قید محض میں رہنا ہوگا

ڈبلو آر پارٹج قائم مقام جنٹ بنارس

۲۳ مئی ۱۸۸۷ء

بعد اسکے مقدمہ چلکے ضمانت کا پیش ہوا ہر چیز میری جانب سے معزز گواہ صفائی کے گزرے پولیس نے بھی صفائی ہماری بیان کیا مگر صاحب کا رخ بدلا انصاف ہاتھ سے جاتا رہا ایک دم کل آدمی کے چلکے ضمانت کا حکم لگا دیا چنانچہ ترجمہ تجویز و ضمانت کی شائقین کے لئے نقل کی جاتی ہے۔ ترجمہ نقل تجویز چلکے ضمانت

- | | | | | | |
|-----|--------------------|-----|-----------|-----|-----------|
| ۱۔ | وینون عرف دین محمد | ۲۔ | ضامن بخش | ۳۔ | محمد سعید |
| ۴۔ | یوسف | ۵۔ | امان اللہ | ۶۔ | کلو |
| ۷۔ | عطار اللہ | ۸۔ | اسمعیل | ۹۔ | قاسم |
| ۱۰۔ | عبداللہ | ۱۱۔ | ناشم | ۱۲۔ | منگر |
| ۱۳۔ | عبدالرحمن | ۱۴۔ | اچیتن | ۱۵۔ | میان |
| ۱۸۔ | دین محمد | ۱۹۔ | رزا ق | ۲۰۔ | سبحان |

تجویز

یہ تحقیقات لو اشخاص دین محمد - محمد سعید - یوسف - امان اللہ - ضامن بخش - کلو - عطار اللہ - اسمعیل - قاسم - نامی محمدی مشہور بہ و بالی فرقہ اسلام اور گیارہ اشخاص عبداللہ - ناشم - منگر - علی بخش - عبدالرحمن - چیتن - میان - نور اللہ - دین محمد - رزا ق - اور سبحان نامی شیعی یا حنفی فرقہ مذہب مذکور کی نسبت ہوئی۔

ان دو گروہوں کے درمیان ایک مسجد واقع محلہ راجہ پورہ کی نسبت نزاع چلی آتی ہے

اوسکا نام لیا گیا ہو۔ میں اوسکو ضرور شک سے فائدہ دوں گا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں اوسکو مجرم نہیں پاتا اور اوسکو راکر تا ہوں۔

عبداللہ کی نسبت مجھ کو کسی قسم کا شک اوسکے مجرم ہونے میں نہیں ہے۔

اسکی کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں عبدالعزیز نے جھوٹے اوسکا نام لیا ہو میں تجمل حسین کے بیان پر کہ ایک نامعلوم شخص نے مدعی کے سر پر مارا اور بھاگ گیا ذرا بھی یقین نہیں کرتا۔ مدعی کی جانب کی شہادت اور عبدالعزیز کی شہادت پر میں عبداللہ ملزم کو مطابق دفعہ ۳۲۳۔ تعزیرات ہند

اوس جرم کا جو اوسپر لگایا گیا ہے مجرم قرار دیتا ہوں۔ میں اپنا فرض خیال

کرتا ہوں کہ جو سب سے بڑی سزا میرے اختیار میں ہے وہی دوں۔

کیا اگر ایک شخص کچہری میں عدالت کی ٹمن پر حاضر آوے وہ اس لائق ہے

کہ مارا جاوے۔ اور مارنے والا سزا سے چھوٹ جاوے۔

جہلا ایک شخص الحمیدیان کے ساتھ کچہری سے پچاس گز کے فاصلہ پہنچا ہوا

اور اس طرح کا واقعہ واقع ہو۔

میں اپنے پر یہ لازم خیال کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو بالعموم عوام کو تلامذہ

کہ عبداللہ کی ایسی کارروائی کرنے سے وہ اپنے کو اس قابل بناوینگے کہ ایک

صورت میں بڑی سی بڑی سزا جو قانوناً دیا جاسکتی ہے پائینگے کیسی طرح

پہلے ہی بار نہیں ہے کہ عبداللہ کو دوسرا شخص کے مقابل جرم کرنے میں

سزا دی گئی ہو۔

حسب دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند اوسکو ایک سال قید سخت کی سزا

دیتا ہوں۔ اور حسب دفعہ ۱۰۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری القضاہ سزا

ہند اوسکو تلو۔ روپیہ کا ایک چمکے مع سو سو روپیہ کے دو ضمانت ناموں کی

خفیہ کو (جیکہ انکے غما نے ابھی بیان کیا ہے کہ گرین او سپر لحاظ کروں) اس شرط سے چمکے دینے میں عذر نہیں ہے اگر اس طرح وہابیوں سے بھی چمکے لیا جائے۔ اس امر پر یہ قید ضرور دیا گیا ہے کہ اگر اپریل یا چند دن کے بعد کی تاریخ سے جبکہ مسیٹر ٹھلکر کے پھر بندگی کی قریب قریب دو مہینہ سے زیادہ تک کوئی خون نہیں ہوا۔ ظاہر اس دلیل کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ میں اس وقت تک انتظار کروں کہ ایک ہنگامہ ہو۔ اور دو تین یا زائد اشخاص مقتول ہوں۔ اور تب میں مناسب طور سے اس شہادت پر باقی ماندوں سے چمکے لوں۔ اس راے پر میں ذرا بھی غور نہ کر سکتا ہوں۔ ظاہر اس سے چشم پوشی کی گئی کہ واقعی لڑائی نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ہمیشہ پولیس موجود رہا جیسا اوپر چمکنے لکھا ہے کہ اتنا پولیس نہیں کہ اس غرض کے لئے ہمیشہ مقرر کیا جاوے۔ یہ کارروائی حصہ چارم انسداد جرائم مجموعہ ضابطہ فوجداری کے متعلق ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی جرم سرزد ہوتا امکان اس کے مرتکب کو ایسا کرنے سے کسی سزا کا پابند کر کے باز رکھا جاوے۔ مقدمہ موجود میں اگر پولیس گل اوٹھا لیجائے اور چمکے نہ لیجائے تو کوئی بھی ایک گھنٹہ کے لئے یقینی نہیں خیال کر سکتا کہ کیا کچھ نہ ہو جائے۔ اور اگرچہ محکوم اس امر سے اتفاق ہے کہ فریقین میں خفی نہایت خراب ہیں اور نہایت زیادہ ہی قرینہ ہے کہ انھیں کی جانب سے نقصان میں ابتدا ہو تو بھی محکوم طور سے اس امر کا یقین نہیں کہ وہابی ویسے ہی کمزور و رحم دل ہیں جیسا کہ اوٹلی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ اور نہ اس امر کا یقین ہے کہ اوٹلی جانب سے ابتدا ہونا ممکن نہیں۔

صرف خفیوں سے ضمانت لینا اور وہابیوں سے نہ لینا بیفائدہ ہی نہیں بلکہ

۔ نہ محکوم فرصت ہے اور نہ ارادہ ہے کہ اس نزاع کے واقعات سے بحث کرے۔
 یہ واقعات میری تجویز مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۷۶ء میں جو حسب دفعہ ۱۴۷
 مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے پائے جائینگے۔ اور جس دفعہ کی مطابق تحقیقات
 میں یہ تمام اشخاص میرے روبرو اس وقت فریقین تفصیل واقعات اور
 میرے حکم کے وجوہ کے لئے ابتدا میری تجویز دیکھنی چاہئے۔ اس حکم کے
 بعد فریقین کو جو کچھ کرنا لازم تھا وہ یہ تھا کہ وفاداری کے ساتھ حکم کو ماننے
 اور تمام اختلافات کو دور کر دینے۔

لیکن انھوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ
 دونوں فریق کو کم وزائد ناامیدی حاصل ہوئی۔ فرقہ اخلاف یہ چاہتا تھا
 کہ ایسا حکم دیا جاتا کہ جس سے وہ تنہا قبضہ مسجد کا مجاز قرار دیا جاتا۔ اور گرو
 وبالی ایسے حکم کی امید کرتا تھا جو انکو تنہا قابض بناوے۔
 پس نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی فریق خوش نہوا اور اس کے بعد سے ہمیشہ اور خاص
 کر کے ہر ایک جمعہ کو نزاع ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مسجد پر رات دن کے لئے
 پولیس متعین کیا گیا۔

یہ غیر ممکن ہے کہ ہمیشہ اس طرح کارروائی جاری رہتی۔ اس شہر کے پولیس
 کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ایک ہیڈ کانسٹبل اور ہم کانسٹبل بطور گارڈ
 ہمیشہ کے لئے مسجد پر مقرر کرتا۔ اسلئے حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ
 فوجداری محکوم کارروائی کرنا پڑی۔

وبالی کہتے ہیں کہ یہ تمام قصور خفیوٹا ہے اور چاہتے ہیں کہ ان سے حفاظت
 چلکہ لیا جائے نہ ہملو گونسے کیونکہ وبالی بیان کرتے ہیں کہ اس امر کا کوئی بھی
 ثبوت نہیں ہے کہ ہم وبالی کی سی طرح نقصان من کر نوا لے رہے ہیں۔

راقم نے پھر اسکی نگرانی صاحب حج کے بیان کی ہے چونکہ حج صاحب نصف مزاج
 ہیں اسلئے امید اچھی ہے ابھی تک مقدمہ پیش نہیں ہوا۔ مخالفین نے
 عبداللہ قیدی کی اپیل صاحب حج کے بیان کیا ۲۰ جون کو مقدمہ پیش ہوا۔
 صاحب حج نے فرمایا کہ ایسے بڑے عالم کی حقارت عین کچہری میں ہوئی عبداللہ
 کو سزا کم ملی دفعہ ۳۴ کی بموجب دو برس کی سزا کے مستحق تھا لہذا حکم بحال۔
 مخالفین اپنا سامنہ لیکر خاموش ہو گئے۔ حجرہ کی بابت یہ کارروائی ہو گئی کہ
 طلبہ کی طرف سے ۲۸ مئی کو ایک درخواست اس مضمون کی دی گئی کہ حکم حضور
 سے قفل کھولنے حجرہ کا ہو چکا تھا مگر آج تک مخالفین نے نہ کھولا۔ اسپر حکم نام کو
 کے ہوا کہ قفل حجرہ کا توڑ کر پھینک دو طلبہ کو دخل دلا دو یہ سب معاملے رمضان
 شریف تک ہو گئے۔ چونکہ مخالفین کو بھی اجازت نماز پڑھنے کی تھی مخالف بھی رمضان
 شریف میں بلا برآتے رہے مگر یہ لوگوں کی نماز کے بعد وہ پڑھتے تھے بعد رمضان
 کے پھر جمعہ کے دن آنا شروع کیا اور وقتونین غرا کیا یہ اس خیال سے کہ محرم میں
 مسجد میں تعزیر داری کریں گو محرم میں ابھی عرصہ تین ماہ کا تھا مگر فکر اسوقت
 سے وامنگیہ تھا کہ دیکھتے کیا ہوتا۔ چہ کلما ہوا تو فقریب محرم بھی آہنچا یہ خیال ہوا
 کہ مخالفین مسجد میں ضرور تعزیر رکھیں گے الحمد للہ۔ وکین کے خواہ مخواہ دنگ
 فساد ہو گا سیری یہ صلاح ہوئی کہ مین سیر کے لئے دس بارہ دن باہر چلا جائوں
 مگر تقدیر ازیادی کو کون مٹا سکتا ہے میرے بیان گیا دین مہدین ٹیل اتفاق سے
 آئے مین نے افسسے کہا تھا رے تھانہ کا انتظام اچھا نہیں تھا بازی کھلے بند ہو
 ہے اس حملہ میں شاید فساد نہ قوم جانک بہت شریعہ سمجھ ہے اسکا انتظام
 کرنا آؤ تھوون نے کو تو ال صاحب سے جا کر کہا کہ مولوی صاحب باہر جانیا لے ہن
 جلا لو کہ نیچھے فساد ضرور کرینگے تعزیر کی بابت فساد ہو گا کو تو ال صاحب نے

نہایت خراب ہوگا۔ اگر ایسا ہوگا تو واپسی فوراً بندش کرینگے کہ خفیو کا چلکے
یا اسی قسم کی کوئی دوسری کارروائی جو خیالات کہ فریقین کے درمیان پاسے
جاتے ہیں اوسکے مزید ثبوت کے لئے مین بیان کرتا ہوں کہ ۶ مئی کو جبکہ
محمد سعید مختار خانہ مین کچہری کے باہر بیٹھا تھا اور اس عدالت کی طلبی کیوجہ
سے آیا تھا اوسکے سر پر چوتون سے ایک یا زائد خفی گردہ کے اشخاص نے
مارا اور یہ واقعہ عدالت کے بہت قریب اور ۱۲ بجے دیکھو ہوا۔ المختصر یہ امر
مین ثابت پاتا ہوں کہ حفظ امن قائم رکھنے کے لئے اون جملہ اشخاص سے
جنکی نسبت یہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ (یعنی اس شخص مذكورہ بالا) سے
مچلکے موصمانتوں کے حفظ امن قائم رکھنے کے لئے لیا جائے۔ اور اسی طبق
مین حکم صادر کرتا ہوں۔ کہ یہ ہر ایک اشخاص پچاس روپیہ کا مچلکے او پچیس
پچیس روپیوں کی دوصمانتین اس بات کے لئے کہ اکیس سال تک حفظ امن رکھینگے
داخل کریں۔ اس مچلکے کی آج ہی تعمیل ہو۔ اور ضمانت
دوشنبہ ۲۳ مئی تک داخل ہو۔ اور بصورت عدم تعمیل حسب دفعہ ۱۲۴
مجموعہ ضابطہ فوجداری اوسوقت تک کہ ضمانت نہ داخل ہو یا ایک سال گذر جائے
قید محض کی سزا دی جاوے

۲۱ مارچ ۱۸۸۷ء

پچھر اس تجویز کی اپیل الیڈیٹ نے مجسٹریٹ ضلع کے حضور مین کیا
مجسٹریٹ نے بھی حکم بحال رکھا۔ ہمارے

دانست مین حکام کو نظر انصاف کی رکھنا چاہئے اصل واقعات و روئداد مقدمہ
خیال کرنا چاہئے نہ کہ لوگوں کے کہنے سے یہ جیسا کہ آجکل بنا رس مین ہوتا ہے

مسجد مذکورہ بالا میں نزاع ہے اگر وہ نزاع طے نہ ہوئے تو غالباً شکست
 کی نوبت پہنچے گی حالات اس مسجد کے حال میں دریافت ہو چکے ہیں ایک بڑا
 حصہ اون لوگوں کا جو اس مسجد کو استعمال میں لاتے ہیں الہدیت کا ہے بلکہ
 حصہ کثیر انہیں کا ہے اور باستثنا سے دو یا تین اہل تشیع باقی لوگ بھی سنی
 یعنی حنفی ہیں صحیح ہے کہ ابتدا میں تعزیر اس مسجد میں رکھا جاتا تھا لیکن دو
 سال کے عرصہ سے نہیں رکھا جاتا اور یہ رکھنا باجارت و رضا مندی اشخاص
 سنت جماعت کے تھا لیکن یہ اجازت و رضا مندی قبل اس وقت کے تھی
 جبکہ زیادہ حصہ ان حنفیوں کا الہدیت نہوا تھا۔ حکم صاحب جنٹ مجسٹریٹ
 بہادر مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۸۷ء اس ضمن میں لکھا ہے کہ ہر دو فریق یعنی حنفی و دہلوی
 مجاز استعمال مسجد کے ہیں۔ اور اب یہ امر قابل لحاظ کے ہے کہ رکھنے تعزیر
 سے ہر دو فریق کے مذہبی کارروائی میں کہاں تک خلل ہوتا ہے وہاں کو
 جو نصف مسجد کے استعمال کا استحقاق رکھتے ہیں تعزیر ایک نفرت کی چیز ہے اشخاص
 سنت جماعت یعنی حنفی تعزیر کا بنانا اگرچہ برداشت کرتے ہیں لیکن اس کے
 مذہب کی پابندی میں یہ داخل نہیں ہے بلکہ خلاف۔ حصہ شیعوں کا استفادہ
 قلیل ہے کہ اس پر لحاظ کرنا ضرور نہیں ہے لہذا یہ تعمیل حکم مذکورہ بالا صاحب
 جنٹ مجسٹریٹ بہادر حکم ہوتا ہے کہ تعزیر مسجد پر راجہ پورہ میں نہ رکھا جاوے
 و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کو لکھا جاتا ہے کہ نقل اس حکم کی مسجد مذکورہ
 میں سپان کر کے تعمیل کر اوین۔
 یہ حکم سنکر عین شکر کا کیا کہ اللہ تعالیٰ کا نزار ہر شکر ہے کہ اپنے گھر کو شکر
 سے پاک کیا۔ اسپین کو تو ال صاحب امر حق کی بہت تائید کی اللہ تعالیٰ انکو
 جزائے خیر دیوے جو کچھ میں کو تو ال محمد یوسف علی صاحب کلی بن عین

نہ چھ تحقیق کیا نہ مجھے پوچھا چھٹ پٹ مجسٹریٹ ضلع سے جا کر یہ امر کہد یا مجسٹریٹ
 صاحب نے بغیر تحقیق کے حکم دیا کہ دونوں فریق کو حسب دفعہ اسپیشل
 کنسٹبل مقرر کر دو چنانچہ دونوں فریق کو اپنی کوٹھی پر طلب کیا خود مقدمہ پر
 پہنچے بیان آکر مسجد کا معائنہ کیا مسجد میں تین چار طلبہ بیٹھے پڑھ رہے تھے
 صحن مسجد میں جو چوبتروہ بدھنا وغیرہ برتن رکھنے کا تھا جسکو غافلین نے چوکانا
 قرار دیا تھا اسپر برابر بدھنے رکھے تھے کیا دین بدھیا تھا تھا اس نے کل حال
 بیان کر دیا کہ اس محلے میں یہی مسجد المجددیت کی ہے حنفی لوگ کبھی کبھی اس مسجد میں
 آتے ہیں وہ بھی دوسروں محلوں سے۔ مولوی صاحب کا یہ مکان ہے یہ طلبہ انکے
 اسی مسجد کے حجرہ میں رہتے ہیں یہ بالکل حال دریافت کر کے صاحب بہادر رروا
 ہوئے کوٹھی پر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے یہ کل آدمیوں کو حکم سنا دیا کہ دسویں
 محرم تک اس محلہ کا انتظام آپ لوگوں کو کرنا ہوگا آپ لوگ دسویں محرم تک اسپیشل
 کنسٹبل مقرر کر لگیں ہر چند دونوں فریق نے عذر کئے مگر یکے کی شنوائی نہ ہوئی
 غافلین نے جو جعل شیعہ تھے تعزیر رکھنے کا عذر کیا المجددیت نے جواب دیا کہ
 انکو کوئی حق حاصل نہیں ہے صاحب نے کہا اسکا فیصلہ مجھے ہوگا کہ تو اں
 صاحب کو اسکی تحقیقات کا حکم یا مفصل حال اسکا ضمیمہ میں آئیگا۔ عرض تو اں
 صاحب تحقیقات کر کے کوٹھی پر گئے کل حال صاحب بہادر سے سچ سچ عرض کیا
 صاحب بہادر نے خاص انہی ابلاس سے نہایت انصاف سے یہ حکم صادر فرمایا
 نقل حکم صاحب مجسٹریٹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء
 ترجمہ یکم اگست ۱۹۰۷ء صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع سورہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء
 واقعہ سید راجہ پورہ --
 چونکہ پورٹ پولیس دریافت خود ایجنٹ سے، واضح ہے کہ نسبت رکھتے آخر

اگر باپ اوسکا ایک بھائی کی خاطر داری زیادہ کرتا ہے تو نزاع دونوں بھائیوں
 ہوتی ہے اس صورت میں انصاف مقتضی سب بات کا ہے کہ صرف واسطے کھینچنے
 قنبرہ وغیرہ کے بدستور قدیم بچا طت پولیس حکم صادر ہوئے تو باب رنج و
 خفت کا بند ہو جاتا ہے ماسوا اسکے عزاداری سالان سے حنفی طریقہ کے
 لوگ بھی راضی و خوش ہیں دریافت فرمایا جاوے بلکہ اگر حضور حکم دیوین
 نو سالان حنفی طریقہ کے لوگوں کا اقرار نامہ رضامندی و امن خلائق کا
 داخل کر سکتے ہیں بلکہ درخواست ہذا میں ابتداء سے نمبر ۱ سے نمبر ۱۲ تک کے
 لوگ حنفی طریقہ کے ہیں و شریک درخواست ہوئے ہیں وغیرہ قوم ہندو بعض
 الہکار پولیس بھی اس عزاداری سے واقف ہیں لہذا درخواست گزاران کر
 امیہ وار کہ بعد لکھانے اقرار نامہ امن خلائق کے حکم کرنے عزاداری بدستور
 قدیم کے صادر فرمایا جاوے۔

ع

فرویان علی بخش و نور الدین یار محمد چچتن و وارث وضیاء الدین
 و بیجو وغیرہ مذہب امامیہ۔ و مسلمان بخش و نور و مداری و جان محمد و غوثا
 وغیرہ مذہب حنفی ساکنان محلہ راجہ پورہ و محمد شہید علاقہ تھانہ جیت پورہ مورخہ ۱۶ ستمبر
 اجلاس صاحب سپرنٹنٹ بہادر پولیس ضلع بنارس
 چونکہ کوئی وجوہات تبدیل حکم کی پائی نہیں جاتی ہے اسلئے حکم ہوا
 کہ باجلاس صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع پیش ہوئے ۲۲ ستمبر ۱۹۰۶ء
 اجلاس صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع بنارس
 جو حکم بابت اسکے دی گیا ہے اس حکم کی تعمیل کرنا چاہئے و دوسرا حکم نہیں
 صادر ہوگا و درخواست سالان نامنظور ہو کر چھٹہ پولیس میں بھیجی و ۲۲ ستمبر ۱۹۰۶ء

تعریف کروں بہت ہی کم ہے۔ پھر مخالفین نے جو شیعہ بنے تھے یہ حکم سنتے ہی ایک عرضی اجلاس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر مین وی وائس صاحب مجسٹریٹ کے بیان پیش ہوئی ہم بیان مضمون عرضی و حکم کا بعینہ نقل کرتے ہیں۔

نقل عرضی و حکم کی نقل انصاف لکھنؤ

۲۰ ستمبر ۱۸۷۶ء

غریب پرور سلامت شہداء قدیم سے سالکان و مورثان ^{سالکان} امامیہ مطابق دستور مذہبی اپنے مسجد موسومہ بڑے محلہ راجہ پورہ علاقہ تھانہ جیت پورہ میں امام چوک موقوفہ مسجد مذکور پر تعزیر لکھا کہ جو سبھی میں مجلس وغیرہ کر کے اپنے فرائض مذہبی کو ادا کرتے چلے آتے ہیں اس سال خلاف شہداء قدیم فرقہ والی یعنی جدید مذہب کے لوگ فساد و فتنہ برپا کر رہے ہیں ہر گاہ سال گذشتہ تک برابر تعزیر واری اندر مسجد مذکور حسب شہداء قدیم ہوتی آتی ہے اسوقت بھی فرقہ والی عزاداری مسجد سے واقف تھے تو ایسی صورت میں کوئی وجہ از جانب فرقہ واریہ سبب تعصب کے نہیں دیکھی جاتی ہے کہ اوپر امام چوک قدیم تعزیر نہ رکھا جاوے لیکن اس امر کو حکام و عدالت نہیں قبول فرماتے اور بند کر دیتی ہے صرف اس غرض سے کہ امن خلافت میں فتور نہ ہو فدویان اسلام کا اقرار نامہ داخل کرتے ہیں کہ صرف محرم تک تعزیر وغیرہ لکھنے کوئی امر خلاف نہ کریں گے اسکے ذمہ دار ہوتے ہیں تو کوئی امر اس بات کا مانع نہیں معلوم ہوتا کہ خواہ مخواہ فدویان اپنے کو مانع مذہبی تدبیر کریں گے اس صورت میں سبب اسکے کہ ایک مذہب کی توہین بمقابلہ دوسرے مذہب کے جس سے دل فدویان کا دکھو کہے۔ حکام عدالت قبول فرمائیں گے جہاں انصاف ہے کہ ہم دونوں فرقہ منسل و بیخانی ایک آپ کے بیٹے ہوتے ہیں

پھر حالات مقدمہ سے بھائیوں موحدین کو وقتاً فوقتاً اطلاع دی یوں نام کے تین چار اخبار الہدیث کی جانب سے شائع ہین مگر سچ پوچھتے تو ناصرت و خیر خواہ الہدیث سچی حمیت والا ہی ایک اخبار ہے اسے الہدیث جہاننگ ہو سکے اس اخبار کی ترقی ملحوظ رکھو۔ جنھوں نے اس مقدمہ کے صرفہ میں تائید فرمائی آ۔ گرامی انکے مع رقم تائید و رج کئے جاتے ہین۔

شخصی ناصرت عالی بہت۔ جناب حاجی حرین شیخ احمد اللہ صاحب جیم آبادی

الہدیث جلیپور معرفت مولوی زین العابدین صاحب۔ الہدیث علیک معرفت منشی عبدالغنی

الہدیث میرٹھ معرفت مولوی احمد حسن صاحب اڈیر اخبار تحفہ منہد۔

حاجی حکیم محمد دلاور خان صاحب ڈاکٹر و دیگر موحدین ناگیور۔ محمد سلیمان صاحب ریڈر الہی۔ موحدین بنگلور معرفت عبدالرزاق صاحب

الہدیث میسور۔ الہدیث کراچی بندر بندر راجہ تار یہ بڑی حمیت حاجی سید علی بیٹا

شیخ محلی لدنی صاحب داروغہ ازکا ٹول۔ موحدین بسکوپر۔ حاجی ممتاز احمد صاحب سہی

حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ حاجی کریم بخش صاحب ازکانپور۔ شیخ گل محمد صاحب

موحدین دہرہ دون معرفت پیر جی خدا بخش صاحب

تقریباً خارج ہوئے عرضی کے مخالفین نے لاٹ صاحب کو تار و یا حکام کی شکایت کی
 وہاں سے بھی جواب صاف ملا آخر اپنا سانس بند لیکر بیٹھ رہے۔ کو تو ال صاحب نے حکم سنا
 سے مسجد پر ایک ہیڈ چارٹر سٹبل چلے چوکیدار معین کہتے احمد لند کہ کسی طر حکا فساد
 نہیں ہوا۔ انتظام کا حال ضمیمہ میں مندرج ہو گا بعد ۱۲ یوم کے کار و احوال
 مخالفین بالکل سپت ہو گئے اب امن امان ہے الحمد للہ الذی نصر عبدہ
 وانجی وعداہ و تہمرا الاخراب و جداہ یہ کل حال جنگ قدما کی نسبت ہوا۔
 حاجی عطاء اللہ کا مقدمہ دیوانی کا باقی ہے اس میں انہی حکم نہیں مینا گیا شاید
 صاحب جج بعد تعطیل کے حکم سناوین المجدرٹ کو چاہئے کہ بالفعل دو مقدمات کیلئے
 و عاکرین ایک مقدمہ میرٹھ کا جو اجلاس کامل میں پیش ہو گا اگر اللہ تعالیٰ نے
 اس مقدمہ کو سر سبز کر دیا تو کل بند کے مقدمے جیتے ہوئے ہیں اسکے لئے دعا
 دل و جان سے کرنا چاہئے۔ دوسرا مقدمہ جو حاجی بنارس میں ہے اسکے لئے
 دعا کرنا چاہئے۔ اللہم انصرنا و لاتنصر علینا اللہ شہتم شمل المبتدعین فوق
 جمعہ و عمر و یار ہم و زلزم ہم و انہ ہم آمین یا رب العالمین۔

شکر

قال یھول اللہ صلعم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ
 میں اون حضرات کا نہایت تہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے ایسی سختی
 و محنت میں محض محبت لند و جوش و خروش سے امداد فرمائی نیز مولوی احمد حسن صاحب
 اڈیٹر اخبار شمعہ بند کا کمال ممنون ہوں کہ اپنے اخبار میں پہلے اشتہار کو طبع کیا

سورخہ کیلیم پر پیکل شدہ نمبر ۱۳۱۱ میں طبع ہوا ہے جب سے مجھے آہ کو ترک کیا ہے خدا جانے
 سولو لیا صاحب کیوں مجھے خفا رہتے ہیں۔ جو ہماری شکایت کرے اسے
 خوش ہوئے ہیں۔ ہماری ضد میں فتویٰ خلاف شرع لکھاتے ہیں۔
 اگرچہ وہ واعظ ہیں۔ مگر یہاں بھی اللہ کا بھروسہ اسی پر اعتماد ہے کہ سیکو
 بلندی دینا کہ سیکو نسبت کرنا اللہ کے ہاتھ ہے۔ آدمی خود بہتیرا ہاتھ
 پاؤں مارے مگر کچھ ہونہیں سکتا۔ اب سنا ہے کہ ہماری ضد پر طبع
 بھی کیا ہے۔ دیکھئے مطیع کب تک چلتا ہے اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ علمائے اہل حدیث کو حسد کینہ بغض و عداوت سے بچا دے
 آپس میں اتفاق عنایت کرے آمین ثم آمین فقط

یہ مکالمہ

محرم ۱۳۸۵ھ

دیہ طبع سعید المطالع واقع بنابر طبع گردید

متعرفت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب و عبد الحق صاحب - معہ -
ڈاکٹر جمال الدین صاحب - ڈاکٹر فریض محمد صاحب - مولوی عبد اللہ صاحب -

عبد الغفور خان صاحب از مرزا پور - الہدیت کوٹ - موحدین مدرس
متعرفت جناب مولوی محمد حسین صاحب - موحدین کوسیلان -

الہدیت پیارم پیٹھ - ڈاکٹر عبدالوہاب از ایوت محل -

صرفہ مقدمہ امار - یعنی چار صد روپیہ کئی آنے ہیں -
و کلام مختار و نہیں بعض اہلکاران و سواری گوان

و نقول کا غذا وغیرہ میں تفصیل صرفہ تاریخ وار لکھی ہوئی ہے چونکہ بعض
صرفہ اس قسم کا ہے کہ وہ طبع کی لائق نہیں اسوا سطحہ محکمہ لکھا گیا جسکو پوری تفصیل
دیکھنا ہو وہ اگر ضرورت حساب کو ملاحظہ کر سکتا ہے - فقط
شکایت دوستانہ

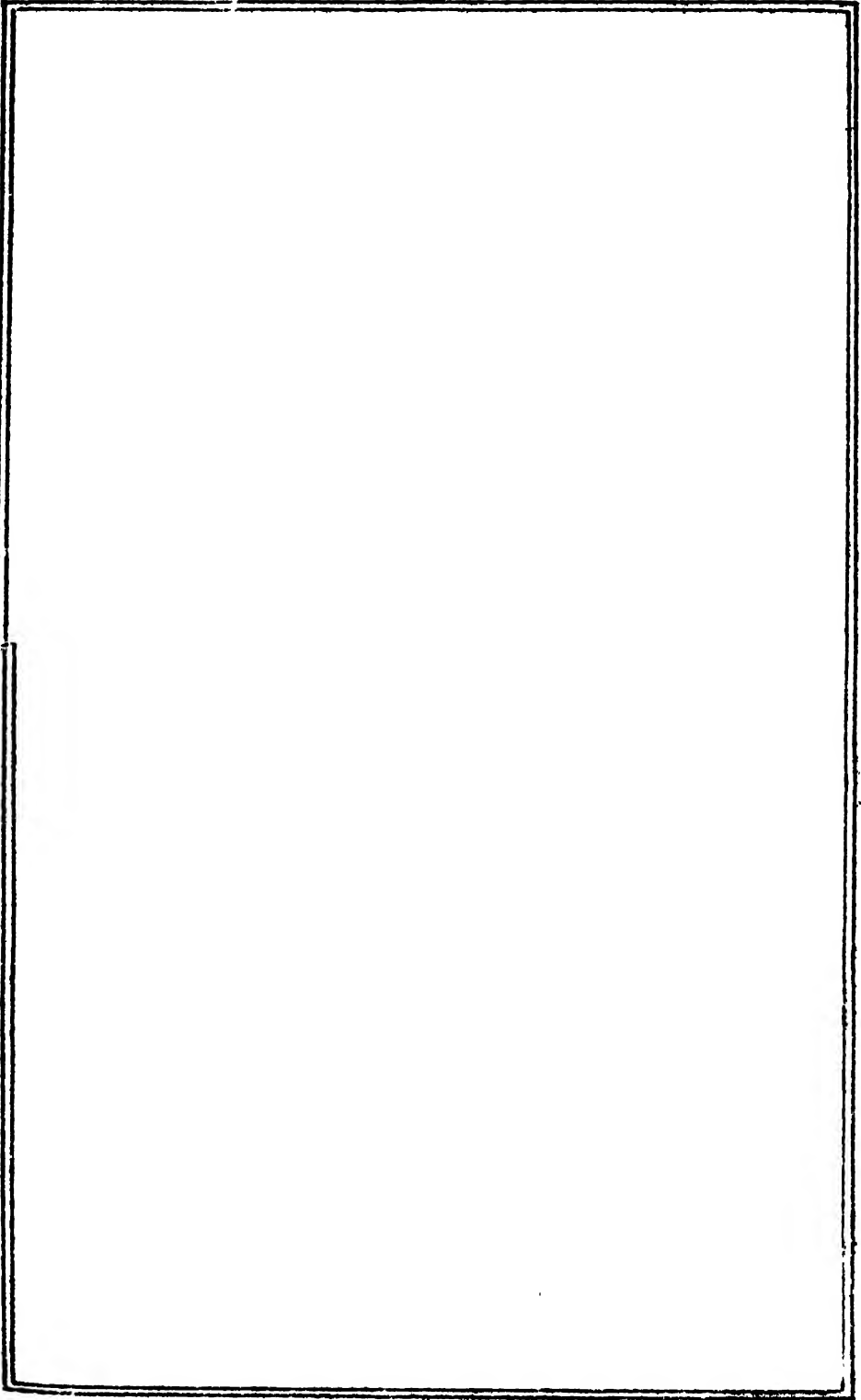
ہم کو نہایت سخت شکایت الہدیت آرہ ہے خصوصاً مولوی ابوالہسب صاحب
کہ ہمارے اشتہار کو محض لغو سمجھا - باوجود تالکد حاجی حرمین شیخ احمد اللہ
صاحب کے اپنے مدرسہ کی تائید کے لئے تو وعظ گہر روپیہ وصول کیا -
موحدین غریب بنارس کی تائید نہ ہو سکے مفصل حال اسکا شمنہ ہیں

جواب المسائل الخمسة

مطبوعہ نیشنل پرنٹنگ ہاؤس لاہور ۱۶ اگست ۱۹۷۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وعلى
آله واصحابه اجمعين **المسألة ۱** - میں نے اپنے پرچہ نصرۃ السنہ نمبر ۱۱
جلد ۱ - ونمبر اول ۲ - میں آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم کی تفصیلی بحث کی تھی ولاتل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے یہ ثابت کر دیا تھا
کہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھ علاوہ نہیں ہے نیز اول الامر کے متعلق پانچ
سوال علمائے مقلدین سے جو اس لفظ سے تقلید کا وجوب نکالتے ہیں کچھ تھے
- پیرے سوالوں کو مولوی احمد حسن صاحب ڈیڑا اخبار نیشنل پرنٹنگ ہاؤس نے بھی
اپنے اخبار آزادانہ میں شائع کیا - ایک دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ
یہ سوال جلسہ علمائے دیوبند و سہارنپور و رام پور میں پیش ہوئے کل صاحب
نے کمیٹی کر کے جواب تحریر کیے اور بنام مولوی احمد - ضمیمہ اخبار نیشنل پرنٹنگ
۱۶ اگست میں شائع کئے۔ میں نے جو جوابات کو دیکھا تو محکوم نہایت عجیب
کہ یہ صاحب عالم ہو کر جاہلون کی طرح بولیاں بولتے ہیں ان حضرات کو اسکا تو



کیا وجہ ہے کیا آئمہ کے درمیان فہم معانی قرآن میں اختلاف نہیں ہے اپنے
 شوق قیاس کا حال کچھ نہ لکھا اگر فرض کیا جاوے کہ ایک مجتہد کو خبر واحد کسی
 مسئلہ میں ملگئی دوسرے مجتہد نے اسی مسئلے میں قیاس سے کام نکالا تو اس
 صورت میں کس مجتہد کی پیروی کیا وے گی۔ قولہم اس آیت میں
 فرمایا فان تنازعتم فی شئ فردوا الی اللہ والی رسول الخ۔ جواب اس
 آیت میں خطاب تو عام مسلمانوں کو ہے کسی کی خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں ہے
 بموجب اس آپ کے قول کے اس زمانہ کے علماء نے اقرار کیا کہ امام ابو حنیفہ کو
 رد بجانب الی اللہ و رسول کیا جو موافق اللہ و رسول کے تھے ان کو تسلیم کیا
 باقیوں کو رد کیا تو اب وہ غیر مقلد کیسے ہوئے تقلید شخصی کو تو آپ خود ہی رد کئے
 جائے ہیں مگر خیال نہیں کرتے جناب میں ہم لوگوں کا تو اسی آیت پر عمل ہے جس مجتہد کا
 قول پاتے ہیں اس کو اللہ و رسول کی طرف رد کرتے ہیں اگر موافق ہوتا ہے
 تو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں والا کالائے بدکی طرح اس کو رد کرتے ہیں اگر
 آپ یہ فرماویں کہ یہ کام مجتہد کا ہے تو اس کے جواب میں ہم یوں گذارش کریں گے
 کہ اسپر کیا دلیل ہے من یدعی فعلیہ الاثبات باوجودیکہ عموم فان تنازعتم
 جو صیغہ جمع مخاطب کا ہے ہمارے بیان کے موافق اگر آپ اس نص کو
 خاص کریں تو کوئی مخصوص قطعی جس کو صلاحیت مخصوص ہونے کی ہو سمجھتا ہوں
 قولہم اور امیر عام ہے ظاہری یا باطنی۔ جواب واہ صاحب خوب کہی امیر
 باطنی یکس لفظ سے سمجھا جاتا ہے آج تک کسی کتاب بڑی چھوٹی میں تو دیکھنے
 سننے میں نہیں آیا کہ امیر کی دو قسمیں ہیں امیر ظاہری و باطنی نہیں نہیں یہ کیا
 اجتہاد ہے نہایت افسوس کی بات ہے آپ لوگ جو چاہیں اجتہاد کریں اور
 غیر مقلد نہ کہلائیں۔ المحدث عمل سنت سے غیر مقلد ہو جائیں۔ قولہم۔

کچھ بھی نڈیث نہیں کہ جو شخص صاحب عقل پہلے سوال کو دیکھ گیا اور پھر سہارا
 جواب انہی منطبق کر گیا تو کیا کہیگا سچ فرمایا آنحضرت صلو علیہ وسلم اذالم تستحق
 فاصنع ما شئت ایسے جواب کا جواب تو حکم جواب جا بلان باشد خموشی تھا
 مگر باصرار بعض جواب انکے مال و ماعلیہ نظر کیجاتی ہے ماتوفیقی الا بالبد
 ہو حسی وغیرہ لوکیل۔ یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ انکے کلام کو تو ہم
 سے تعبیر کیا جاوے گا کیونکہ یہ جوابات شورے کیٹی سے لکھے گئے ہیں اسلئے
 ضمیمہ جمع غائب سے انکو یاد کیا گیا گو ظاہر میں راقم مولوی احمد صاحب ہیں
 اور جواب کو جواب سے قولہم اور اولو الامر حکام معین شریعت اور علماء
 را سخین اور مجتہدین ہیں۔ جواب لفظ اولی الامر سے حکام معین شریعت تو
 نصاً مراد ہیں اور شان نزول بھی اسکا مؤید ہے معنی حقیقی جنکے لئے لفظ
 وضع کیا گیا ہے اسے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ معنی اس لفظ کے حکام کہیں
 معلوم نہیں علماء را سخین اور مجتہدین یہ آپنے اس لفظ سے کیسے سمجھا
 شان نزول سے یا اس لفظ کے معنی حقیقی سے اسیکہ جواب با صواب سے
 بوسیله دلائل واضح جو مثبت مقصود ہوں اطلاع فرمائے۔ میں نے نمبر ۱۱
 جلد الفرة السنہ میں چچہ وجہ سے ثابت کر دیا ہے کہ اس لفظ سے علماء مجتہد
 مراد نہیں ہو سکتے اگر تکلیف نہ ہو تو وقت جواب کے انکو بھی نظر غور سے نہیں
 تو نظر سرسری سے ہی دیکھ بجال لیجئے اگر آپ کو وہ نمبر دستیاب نہ ہو تو عار کو
 بالائے طاق رکھ کر مجھ سے طلب کر لیجئے۔ قولہم مگر اس شق رابع میں
 چونکہ اختلاف علماء کا ہونا معلوم تھا انہم۔ جواب پہلے تین شقوق بیان نہیں
 کئے گئے جو اسکو شق رابع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور پہلے تین شقوق میں
 اختلاف ممکن نہیں ہے خبر واحد میں اختلاف ہو سکے اور شقوق میں نہواسکی

اس کلام سے بخوبی واضح ہے کہ امام ابو حنیفہ و دیگر ائمہ محض مقلد تھے نہ مجتہد۔
 کیونکہ اگر مجتہد ہوتے تو تقلید کیوں کرتے خود آپ لوگوں کی کتب میں صراحتاً مذکور
 ہے کہ مجتہد کو تقلید ممنوع ہے مسلم الثبوت اور اسکی شرح فواتح الرحموت
 مطبوعہ منشی نو لکشتور کے ۶۲۰ میں ہے مسئلہ المجتہد بعد اجتہاد ۶
 و معرفة الحكم ممنوع من التقليد فيه اجماعاً لان ما علمه حكمه الله
 لا يتركه لبقول احد ترجمہ مجتہد بعد کرنے اجتہاد او معرفت حکم کے تقلید
 سے منع کیا گیا اور اس پر اجماع ہے کیونکہ جو اس نے جانا ہے وہ تو اللہ کا حکم ہے
 پہلا اسکو کسی کے قول سے کیسے ترک کرے۔ اسی کتاب کے ۶۲۲ میں ہے
 و لا يجوز التقليد مع اجتہاد اجماعاً یعنی باوجود اجتہاد کے تقلید اجماعاً جائز
 نہیں ہے۔ ثانی شرح در مختار میں ہے ان المجتہد اذا اجتہد في
 واقعة بحكمه عتنع عليه تقليد غير فيها اتفاقاً ترجمہ مجتہد نے جبکہ کسی
 مقدمہ میں کوئی حکم کیا تو اب اس پر دوسرے کی تقلید کرنا اس حکم میں اتفاقاً منع
 ہے۔ ایسے ہی اور کتب اصول و فقہ میں ہے ان نقول سے معلوم ہوا کہ حنفیہ وغیرہ
 کے نزدیک مجتہد کو تقلید کرنا مستنع ہے۔ بعد اسکے آپ کے جواب کی نسبت
 کہا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کو آپ مجتہد جانتے ہیں یا نہیں
 اگر مجتہد جانتے ہیں تو خود آپ کی کتب معتبرہ سے وہ مقلد نہیں ہو سکتے ہاں جب
 آپ غیر مقلد بنکر اپنی کتب سے دست بردار ہو جاویں اور امام ابو حنیفہ کو
 محض مقلد کہیں تو البتہ آپ کا کلام بن سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں امام صاحب کا
 حکم نافذ نہ ہوگا۔ خود در مختار وغیرہ کتب میں مصرح ہے کہ مقلد کی قضا نافذ نہیں
 مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول میں ہے کہ مقلد کو خود تقلید کرنا چاہئے اسکی
 تقلید دوسرے کو جائز نہیں تو بھلا ان حضرات کی کیسے تقلید جائز ہوگی نیز اس

خلفاء اربعہ بشک اولی الامر تھے اور انکی تقلید برابر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور
 جمیع ائمہ کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ اقوال انکے کتب فقہ میں منقول اور جموں
 میں پس پاکی کا یہ کہنا کہ انکی تقلید نہ کی گئی بالکل خلاف واقع ہے الخ۔ جواب
 پہلے میں مختصر طور پر اپنے سوال کو نقل کرتا ہوں بعد اسکے حضرت مجیب صاحب کی
 فلمی کھولے دیتا ہوں کہ مجیب صاحب نے سوال کو سمجھا تک نہیں۔ سوال میرا یہ تھا
 کہ خلفاء اربعہ اولی الامر تھے یا تھے۔ اگر یہ صاحب بھی اولی الامر تھے تو پھر کیا
 وجہ کہ انکی تقلید نہ کی گئی اور آئمہ اربعہ کی تقلید اختیار کی گئی الخ۔ اس سوال کا
 مطلب ظاہر ہے کہ بعد آئمہ اربعہ کے جس قدر لوگ ہوئے اُس زمانہ تک جسوقت
 اس تقلید ناسد یہی بنیاد قائم ہوئی لوگوں نے آئمہ اربعہ کی تقلید اختیار کی
 اِس زمانہ تک جس میں ہم لوگ ہیں ان سب لوگوں نے کیوں آئمہ اربعہ کی تقلید کی
 خلفاء راشدین جو اول نمبر کے اولی الامر تھے انکی تقلید کیوں ترک کر دی سوال
 سے یہ غرض نہیں کہ امام ابوحنیفہ و دیگر آئمہ نے کیوں نہ تقلید خلفاء اربعہ کی
 اختیار کی بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ لوگ ظاہر مطلب پر بھی ظفر یا نہیں ہو
 بعد ظاہر کرنے۔ مطلب سوال کے ناظرین انصاف کریں کہ جواب۔ سوال کے مطا
 ہے یا نہیں۔ سوال بطور عموم۔ جواب بطور خصوص۔ حالانکہ مطابقت کے
 موافقت کا ہونا ضروری ہے۔ اچھا صاحب جانے دو فرض کیا کہ سوال سے
 وہی غرض اور اسکا وہی مطلب ہے جو حضرت مجیب صاحب نے سمجھا ہے مگر
 اس جواب میں بھی ہم کو چند وجہ سے کلام ہے ہم مجیب صاحب سے امید
 رکھتے ہیں کہ ہمارے وجہ کو غور سے ملاحظہ فرما کر جواب شافی ایسا عنایت فرمائیں
 کہ ہر منصف مزاج آدمی اسکو جواب قرار دے۔ وجہ اول جواب صاحبوں
 نے فرمایا ہے۔ اور انکی تقلید برابر ابوحنیفہ رحمہ اور جمیع ائمہ کرتے چلے آئے ہیں

ابو داؤد طحا میں مذکور ہے۔ امام صاحب کے نزدیک جوہرین پر مسح جائز نہیں ہے
 دیکھو کتب فقہ مسئلہ عجم حضرت عمرؓ کے نزدیک سوہ فاتحہ کا نازین ٹپہنا قرین
 ہے دیکھو ترمذی ۳۵۵۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض نہیں ہے دیکھو کتب فقہ
 مسئلہ ششم حضرت عمرؓ نے قراۃ خلف الامام کا امر کیا دیکھو خبر قراۃ الامام بخاری
 و سنن کبریٰ بیہقی۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قراۃ خلف الامام مکروہ ہے مسئلہ
 ہفتم حضرت عمرؓ کے نزدیک عورت کے بوسہ لینے سے وضو جاتا رہتا ہے دیکھو
 مشکوٰۃ مطبوعہ بمبئی طحا ۳۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا دیکھو
 کتب فقہ۔ بالفعل انہیں سات مسئلوں پر اکتفا کیا جاتا ہے حضرت امام ابو حنیفہ
 باوجود ہونے مقلد کے ایسے بڑے مجتہد سے اختلاف کریں اور غیر مقلد نہ کہیں
 الہدیث کے علماء غیر مقلد کہلاتے کیا انصاف ہے باوجودیکہ مسئلہ اولیٰ میں امام
 صاحب کا اختلاف بغیر دلیل کے ہے اب آپ ہی انصاف فرمائے کہ امام صاحب مقلد
 ہو کر ایسے اکابر مجتہدین کا اختلاف کریں اور غیر مقلد نہ کہلاتے۔ الہدیث باوجود
 پانے دلائل صحیحہ و براہین قویہ کے مخالفت مقلدون کی کر کے غیر مقلد بن جاویں
 بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ وجہ چہارم تین چند مسئلے آپ سے دور یا
 کتنا ہوں فرمائے کہ ان مسائل میں امام صاحب نے کس حلیفہ کی تقلید کی دیکھو
 نام نامی و نام کتاب سے جس میں مذہب انکا مسطور ہو مطلع فرما کر ممنون کیجئے
 مسئلہ بال خنزیر کے پاک ہونے اس سے نفع اوٹھانا درست ہے یا یہ مطبوعہ
 مصطفائی ص ۳۹ جلد دوم میں یہ مسئلہ موجود ہے مسئلہ کتے کو بغل میں
 دبا کر نماز پڑھنے تو نماز اوسکی درست ہے غایۃ الاوطار ترجمہ اردو و ریختہ۔
 مطبوعہ صدیقی ص ۱۲۱ (۱۲) اسی کتاب کے ص ۹۹ میں ہے کہ کتے کی
 کھال کی جانا زور ڈول بنانا درست ہے۔ (۴) فتاویٰ قاضی خانج

تقدیر پر وہ کتب اصول و فقہ جنہیں آئمہ اربعہ کو مجتہد مطلق لکھا ہے جیسا کہ شامی
 شرح و درختا رحمہ ۵۲ و مسلم الثبوت وغیرہا بھی غلط تصور کیا وین کی بوجہ مقلدین
 ائمہ کے۔ یا آپکا جواب غلط ٹھہر گیا۔ یا ان کل مؤلفین کا لکھنا۔ کیا کہیں کوئی بات
 بنائی نہیں بنتی وجہ و وہم بھنے مانا کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ بموجب قول آپ کے
 مقلد تھے اور انھوں نے تقلید خلفاء راشدین کو اختیار کیا اب اس تقلید پر گناہ
 ہے کہ امام ابو حنیفہ نے مثلاً چاروں خلیفہ کی تقلید کی یا کسی خاص کی اگر چاہو مکی
 تقلید کی تو تقلید شخصی باطل ٹھہری اور یہی ہمارا مقصود ہے آپ حضرات
 مقلدین بھی اور نہیں مقلدوں سابق کی طرح تقلید شخصی کو چھوڑئے جس
 امام کا مسئلہ موافق قرآن و حدیث کے ہو بجا آیت فان تنازعتم فی شئی کے لہجے
 مان اگر کسی خاص خلیفہ کی امام صاحب نے تقلید کی ہے تو اسکا نام بتائے تو کہ
 پھر ہم امام کے قولوں کو انکے اقوال سے مطابق کریں۔ وجہ سوم خلفاء
 راشدین سے بڑے مجتہد حضرت عمر رض مشہور ہیں امام ابو حنیفہ نے بہت سے
 مسائل میں ان سے اختلاف کیا مسئلہ اول۔ حضرت عمر رض کا مذہب ہے کہ
 ظہر کا وقت ایک مثل سایہ کے بعد تمام ہو جاتا ہے دیکھو موطا امام مالک ص ۳۱۔
 امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ وقت ظہر کا دو مثل تک باقی رہتا ہے مسئلہ دوم
 حضرت عمر رض کا مذہب ہے کہ مفقود کی زوجہ بعد انقضاے چار برس نکاح کر لے
 موطا امام مالک ص ۲۰۹۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ۹۰ برس تک بیٹھی رہے
 دیکھو کتب فقہ۔ مسئلہ سوم امام ابو حنیفہ کے نزدیک سجدہ تلاوۃ واجب ہے
 حضرت عمر رض کا یہ مذہب ہے کہ واجب نہیں ہے جبکا دل چاہے کرے یا نہ کرے
 حضرت عمر کا قول موطا امام مالک ص ۱۷۱ میں ہے مسئلہ چہارم حضرت عمر رض کے
 نزدیک جو ب پر سح کرنا جائز ہے بغیر قیدی خین وغیرہ کے مذہب حضرت عمر رض کا

واہ جواب تو خوب لکھا کہتے جناب ابجدیث کو تو عرض کرنے مسائل فقہیہ سے آپ
 غیر تقلد قرار دین پہلے مقلد و نکو امام۔ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بجا۔
 - و و س ر سوال میرا یہ تھا خلفائے اربعہ مجتہد متقل تھے یا نہ تھے
 اگر تھے تو انکی تقلید کیوں نہ کی گئی لوگ عمری علوی عثمانی کیوں نہ کہلائے حنفی
 شافعی کیوں ہوئے آخر۔ اسکے جواب میں مجیب صاحب تحریر فرماتے ہیں
 قولہم الجواب خلفاء مجتہدین تھے انکے اجتہاد سے کسی کو انکار نہیں اس لیے انکے
 استنباطات کو حنفیہ جن جانتے آخر۔ جواب اس سوال کے مطلب کو بھی
 ان حضرات نے نہیں سمجھا نہ پورے سوال کا جواب دیا سوال کا مطلب تو یہ ہے
 کہ جبکہ خلفائے اربعہ مجتہد متقل تھے تو لوگ عمری علوی عثمانی بکری کیوں نہ کہلائے
 حنفی شافعی کیوں ہوئے اسکا کچھ جواب ہی نہیں حالانکہ اس سوال سے غرض
 یہی تھی کہ لوگ حنفی شافعی کیوں ہوئے بکری عمری عثمانی علوی کیوں نہ ہوئے
 اگر یہ غرض نہ ہوتی تو سوال اول و دوم میں کیا فرق باقی رہتا۔ جبکہ آپ کو سوال کا
 مطلب معلوم ہو گیا تو پورے سوال کا جواب دیجئے پھر جواب الجواب مجھے لیجئے
 نیز بتقدیر مجتہد ہونے خلفائے وہی سوال جواب ہیں جو پہلے جواب اول کے
 جواب میں گذرے۔ سوال تیسرا یہ تھا سوال سوم یہ آیت جس میں لفظ اولیٰ
 ہے جب نازل ہوئی تو اس وقت بھی اس پر عمل کرنا ضروری تھا یا آئمہ اربعہ کے
 بعد ہوا اگر اس وقت بھی عمل ضروری تھا تو آئمہ اربعہ کے زمانے کے قبل کون
 اول الامر تھے جنکی تقلید ضروری تھی اور اب انکی تقلید کیوں جاتی رہی آخر
 قولہم وقت نزول آیہ کریمہ کے زمان فخر عالم علیہ السلام میں اس پر عمل ہوا جس وقت
 صحابہ فقہاء امراء کہ امارت ظاہری سے بفضیلت علم ہوتے تھے فخر عالم علیہ السلام
 سے جدا ہوئے تو اجتہاد کیا اور جواب دئے آخر۔ جواب اس سوال سے

میں ہے کہ مشتمل زنی کرنا تسکین شہوت کے لئے مباح ہے (۵) اسی فتاویٰ
 جلد چہارم کے ص ۳۶۷ اور فتاویٰ سراجیہ کے ص ۳۷ میں ہے کہ قرآن شریف کو شفا
 کے لئے پیشاب اور خون سے لکھنا درست ہے (۶) چلی حاشیہ شرح وقایہ
 مطبوعہ عثمانیہ نو لکھنؤ ص ۲۹۸ میں ہے کہ خرجی زانیہ کی طال ہے نزدیک امام اعظم
 (۷) غایۃ الاوطار ص ۷۷ میں ہے کہ لڑکی صغیرہ و چارہ پایہ و مردہ عورت سے
 وطی کرنے سے غسل نہیں آتا (۸) اسی صفحہ میں ہے کہ وضو بھی ایسے فعل قبیح
 سے نہیں ٹوٹتا (۹) ہدایہ مطبوعہ مصطفائی جلد دوم کے صفحہ ۷۷ میں ہے کہ
 دارالحرب میں سو ولینا درست ہے (۱۰) اسی کتاب کے ص ۴۷ میں ہے کہ
 ماسواے چار شرابوں کے باقی کل شراب کا استعمال جائز ہے گو وہ جو کی ہو یا
 گبیون کی اسکے شراب کو حد نہ لگائی جاوے — انہیں دس مسئلوں پر
 اکتفا کیجاتی ہے — آپ سے قوسی امید ہے کہ ضرور ارشاد فرمائے کہ ان مسائل
 میں امام صاحب نے کس خلیفہ کی تقلید کی احمد لندہ کہ ان وجوہ سے پہلے
 جواب تمام ہوا — قولہ البتہ وقت تعارض قوال ظفار و صحابہ احادیث
 سے یا وقت تعارض یا بھی صحابہ کے حسب الحکم اس آیت فان تنازعتم فی شئی الخ
 انصوص سے ترجیح دیکر ایک امر کو راجع قرار دیا ہے خواہ ترجیح عیان سے
 اشارہ و دلالت سے — جواب احمد لندہ کہ آپ کے قول سے ہی ایسا ثابت ہوا
 کہ وقت تعارض قوال ایک کو ترجیح دینا اور قرآن و حدیث پر بموجب آیت کے
 پیش کرنا درست ہے الحدیث کا بعینہ یہی طریقہ ہے جیسکے پہلے مقلدین کا
 طریقہ تھا کہ وقت تعارض قوال کے ایک کو ترجیح دیتے تھے — الحدیث بھی آئمہ
 مجتہدین کے اقوال کو جو آپس میں متخالف متعارضہ ہیں ایک کو قرآن و حدیث سے
 ترجیح دیکر اس پر عمل کرتے ہیں جیسے پہلے آئمہ مقلدین — آپ نے خود تقلید کی صحیح لکھی

مقلد ہیں آخر الجواب آپ ہی انصاف سے کہئے جب آپ نہرار کے مقلد تھہرے
تو تقلید شخصی کہاں رہی جو لوگ چارون ائمہ کے یعنی امام ابوحنیفہ و شافعی و مالک
و احمد کے اقوال پر عمل کرتے ہیں وہ تو غیر مقلد کہلاتے ہیں اور آپ کا وجود نہرار کی تقلید کے
مقلد کے مقلد بنے ہیں اور نیزہ آپ کا کہنا بھی سلسلہ خلاف ہے امام ابوحنیفہ نے ہی
صد ہا جگہ خلفاء و صحابہ و بخاری و مسلم کا بغیر دلیل خلاف کیا ہے کچھ مثالیں آگے
اوپر گزریں۔ فتذکرہ لاتمن من الغافلین۔ سوال بخیمہ تھا لفظ اولی الامر
سے ائمہ اربعہ کی تقلید کا حصر ہے یا نہیں اگر آئمہ اربعہ کی تقلید کا حصر ہے تو
پھر امام محمد و ابو یوسف وغیرہما کی تقلید کیون کیجاتی ہے اور اگر آئمہ اربعہ کی تقلید کا
حصر نہیں ہے تو پھر اور کی کیون تقلید نہیں کیجاتی۔ اور اگر کوئی اور کی تقلید کرے تو
اسکو کیون لاندہب بنایا جاتا ہے۔ اسکے جواب میں حضرت فرماتے ہیں قولہم۔
اولی الامر میں حصر آئمہ اربعہ کا نہیں لیکن حکم کرنا موافق نصوص کے شرط ہے پس
جو موافق نصوص کے حکم دیوین وہی اولی الامر ہیں۔ الجواب اس بات کو
یاد رکھنیگا اولی الامر کی تعریف تو آپ نے خوب کی یعنی جو موافق نصوص کے حکم کو
وہی اولی الامر ہے اس میں شرط مجتہد و غیر مجتہد کی آپ نے نہیں لگائی یہاں پر تو
حق بولیں گے اسکو خوب خیال رکھنیگا۔ قولہم پس وہ قول صاحبین کا
خا۔ ج احکام آئمہ اربعہ کا نہیں بلکہ کسی نہ کسی کے موافق ضرور ہے آخر۔ جواب
معلوم نہیں آپ لوگ عالم فاضل کہلا کر کیوں ایسی جاہلون کی بولی بولتے ہیں
جو صاحب علم آپ کے اس قول کو کتب فقہ سے مطابق کر گیا تو کیا کہیگا یہ تو فرما
آپ مستعمل امام ابو یوسف کے نزدیک نجاست مخففہ میں داخل ہے آئمہ اربعہ
میں سے یہ کسکا مذہب ہے۔ امام محمد کے نزدیک طاہر ہے مطہر نہیں آئمہ اربعہ
میں سے یہ کسکا قول ہے کہ پانی مستعمل طاہر ہے مطہر نہیں۔ منیۃ المصلیٰ

معلوم ہوا کہ صحابہ وغیرہ تابعین بھی اولی الامر تھے اور انکی تقلید کی جاتی تھی چونکہ
 صحابہ آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم کے ایک ہی زمانہ میں بہت سے اولو الامر تھے بعض جگہ دو دو
 تین تین تھے جیسے مین ابو موسیٰ - معاذ بن جبل - تو اس آپ کے قول سے
 بھی تقلید شخصی باطل ہوگئی وہوالمقصود قولہم اب باقی رہی یہ بات
 کہ انکی تقلید ترک کیگئی تو یہ غلط ہے بلکہ ابو حنیفہ نے جہان جہان اقوال خلفاء علیہ
 عوام صحابہ کے ملے اونکو تسلیم کیا انہی جواب واہ کیا خوب جبکہ انکی تقلید نہ
 ترک کیگئی تو تقلید شخصی باطل ہوئی کیونکہ آئمہ اربعہ کے پہلے صد ہا مجتہد گذرے ہیں
 انکی بھی تقلید اور آئمہ اربعہ کی بھی تقلید تو بہت سے مجتہدین کے آپ لوگ تقلید نہیں
 اب آپ کو تقلید شخصی کے ثبوت کے لئے قلم نامتھ میں لینا حرام ہے خود آپ مقرر ہو چکے
 کہ ہم لوگ صدائے مقلدین مقولہ عرب کا۔ المر یونخذ باقرارہ۔ اس مقولہ کو
 خوب یاد رکھیں گا بھولنا گامت۔ افسوس کہ اپنی زبان قلم سے تقلید شخصی کا رد بھی
 کرتے ہیں پھر اس کے تارک کو ملامت بھی فاغیر وایا اولی الابصار۔ ان ہذا شئی
 عجاب۔ یہ جو جواب میں آپ لوگ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے جہان جہان انہی
 جناب من سوال ابو حنیفہ کی نسبت تو نہیں کیا جاتا بلکہ سوال تو عام ہر ہر واحد متفق
 مسلمان کی نسبت ہے جیسا کہ سوال اول کے جواب میں گذرا رسولوی عالم ہو گیا
 یہ بھی نہیں جانتے کہ سوال عام ہے یا خاص۔ سوال چارم یہ تھا پہلے اولی الامر
 کی تقلید چھوڑ کر پھیلو کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو پہلے
 اولی الامر حضرت ابوبکر صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ وشریح وغیرہم صحابہ تابعین میں
 سے جو اولی الامر تھے انکی تقلید کیوں ترک کر کے آئمہ اربعہ کی جو متاخر انکے تھے کی
 قولہم پہلے اولی الامر کی تقلید ترک کرنا جائز نہیں جب تک مخالف مذکورہ بالا
 اور علمائے حنفیہ نے نہ تقلید خلفاء و صحابہ کی ترک کی نہ بخاری و مسلم کی سب کے

الجواب واہ جناب پہلے تو آپ مقرر ہو چکے گا لوگ کل صحابہ و خلفاء وغیرہ حتیٰ کہ
بخاری و مسلم کے مقلد ہیں یہاں اگر پھر مرغی کی ایک ٹانگ ایک کی تقلید اختیار کرتے
جبکہ ایک کی تقلید موجب انتظام خلافت ہے تو آپ کیوں بیسوں کی کبھی امام ابو حنیفہ
کبھی امام محمد کبھی امام ابو یوسف کبھی متاخرین کی تقلید کرتے ہیں اور انتظام کو
توڑتے ہیں جب خود منتظم صاحب نے انتظام کو توڑ دیا تو دوسرے کو بھی
اس بے انتظامی سے معاف رکھئے یہ محتسب گریہ خور و معدور دار و مست را۔

قولہ ہم قال اللہ تعالیٰ ان اقموا الدین ولا تفرقوا فیہ وہم علی التفرقہ
یہ آیت مخصوص اسی عموم کے ہو سکتی ہے۔ الجواب پہلا صاحب اس آیت کو
تقلید سے کیا علاقہ اس سے رو تقلید کا نکلتا ہے کیونکہ اس آیت میں حکم یہ ہے کہ
متفرق مت ہو جاؤ دین اسلام کو قائم رکھو تفرقہ تو انہیں مقلدین نے
ڈال رکھا ہے ایک دین اسلام پکڑنے قائم رکھنے کا حکم تھا اس کے چار حصے کر دئے
جدے جدے بٹوارے بانٹ لئے خانہ کعبہ میں حصہ لگائے حتیٰ کہ چار جگہ نماز
علحدہ علیحدہ ہوتی ہے تفرقہ دین کا اسمین ہے ہملوگ تو اسی تفرقہ کو مثلاً
اور سبکو ہی حکم کرتے ہیں کہ ایک دین محمدی پر قائم ہو جاؤ اسمین نجات ہے
یہود و نصاریٰ کی طرح جدا جدا مت ہو علیحدہ علیحدہ مذمت قائم کرو یہ تفرقہ
اسی تقلید سے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ سب مومنین و مومنات کو اس سے
بچاوے۔ پوری تفسیر اس آیت کی انشا اللہ دوسرے موقع پر کی جاوے گی
بذا آخر ما ردناہ والحمد للہ علی ذلک فقط

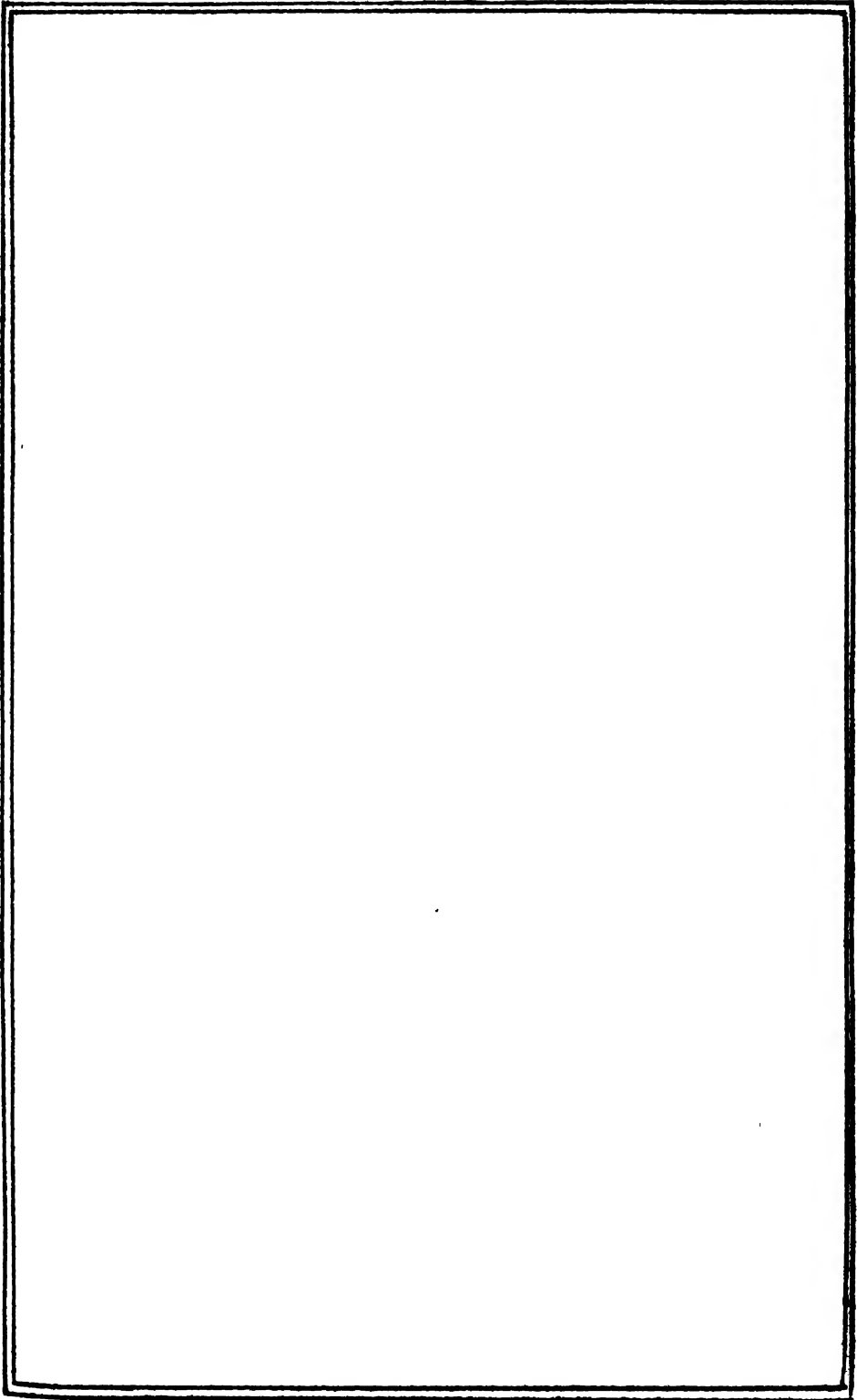
درمطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گس دید
محرم ۱۲۸۵ ہجری

کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سو رکاع چتر اور باغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے
 ائمہ اربعہ سے یہ کسا مذہب ہے۔ شرح وقایہ مطبوعہ تیغ بہادر کے ص ۳۰
 میں ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقت خروج منی کے شہوت کا ہونا بشرط
 ہے یہاں تک کہ انفصال منی کا شہوت سے ہوا اور کسی نے اپنے عضو کو پکڑ لیا
 بعد اسکے منی خارج ہوئی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غسل واجب نہیں ہے
 بتائے یہ کس امام کا مذہب ہے اور صدر مسائل میں کہاں تک لکھے جاویں۔
 اب بموجب قول آپ کے جو شخص انکے قول پر عمل کرے وہ دوسروں کے قول
 بھی عمل کر سکتا ہے قولہم جو مرتبہ اجتہاد رکھتا ہو اسکو جائز ہے کہ بعد تیغ
 روایات امام صاحب کے اگر کوئی حکم غیر منصوص علیہ پاوے تو اسکو بیشک دوسرے
 امام کے مسلک پر عمل جائز ہے **الجواب** پہلے تو آپ صدر امام کے حتی کہ
 بخاری و مسلم کے مقلدین چکے ہیں یہاں اگر دوسرے امام میں یہ کلام کرتے ہیں
 یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے پہلے کچھ لکھتے ہیں تھوڑی سی دیر کے بعد اسکو بھول جاتے ہیں
 دن دو پہر تو ڈاکہ نہ ڈالتے پھر انصاف سے کہتے نور کی نجشو غوثی وغیر ہم
 جاہل کثرت اشش جو شرح وقایہ کو (شرح وکایہ) فقہ کو پہنچا۔ ہدایہ کو ہدایہ
 کہہ دین انکو تو غیر اجتہاد کے صاحبین کے قول پر جبکہ صدر مسائل مخالف ائمہ اربعہ
 کے ہیں عمل جائز ہو۔ **الہدایت** کو کلام رسول پاک و مدلل قوال ائمہ ثلاثہ پر عمل
 جائز نہ ہو یہ کیا انصاف ہے۔ امید سوچ سمجھ کر بھیڑ ایک کمیٹی کے جواب بصواب
 عنایت کیجئے۔ ایسی کچر پوچ باتوں سے کام نہیں چلتا۔ کسی کی قوم پر طعن کرنا
 یہ علامات جاہلیت سے ہے اللہ تعالیٰ مومنین و مومنات کو بچاوے۔
قولہم او تقلید ایک کی کرنا بعد ثبوت حقانیت اس مذہب کے اور دوسرے
 سے حسن ظن رکھنا یہ موجب انتظام خلائق ہے اور دفع تفرقہ فرض ہے۔

تیسرا باب اردو مولفہ نواب صاحب

اس زمانہ میں کہ المہدعت و نیچر یوٹیکا شور و شغب ہے جس طرف نظر اٹھا کر دیکھو
یہی دنیا کے متوالے نظر پڑتے ہیں ان لوگوں کی زبان پر تو کلمہ دنیا کی ترقی کا ہے
مگر حقیقت انکو منزل دین منظور ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر ایک زمانہ
اسکا رواج اٹھا جاتا ہے اسلام پر غربت طاری ہوتی چلی جاتی ہے انا للہ وانا
الیہ راجعون ہمارے دیکھتے دیکھتے بہت سے عالم فاضل جنکو عمل بالحدیث کا
نہایت ہی دعویٰ تھا مولے کپڑے پہنتے تھے متوکل بنے ہوئے تھے اب وہی ق
فجار کی مجلسوں میں جاتے ہیں لکچر دیتے ہیں نہ امر بالمعروف نہ نہی عن المنکر
اس دور پر فتن میں ہمارے حضور کی ذات عظمیٰ غنیمت ہے آپ کی تالیفات مبارک
کو دیکھو دیکھ کر بھیجی لوگوں کو سہارا ہوتا ہے کوئی دعاۃ الایمان سے اپنے
ایمان کے دعائم کو مضبوط کر رہا ہے۔ کوئی کشف الغمہ سے حقیقت حال امت کا
کشف کر رہا ہے بعض فساق فجار بشارت الفساق کو دیکھ دیکھ اپنے فسق
و فجور پر نادم ہوتے ہیں۔ متقین عاقبۃ المتقین کی سیر سے تازہ دم ہوتے ہیں
۔ قضیۃ المقدور سے بعض صاحب احوال قبور کا ملاحظہ کر کے محاسن الاعمال سے
حسن اعمال کیلئے سعی ہے ہیں حضرت مولف کے لئے دعا خیر مناد ہے ہیں۔
زبان حال قال سے یہ کلمہ زبان پر لا رہے ہیں یا اللہ تو ایسے مادی دین راہ نما
ضالین کی عمر میں اپنے فضل و کرم سے برکت دے انکی مرادین بر لا انکھا عدا کو
انتمت کامز اچکیا۔ بالفعل انڈون کتاب دعاۃ الایمان الی توحید الرحمن مطبوعہ
مطبع شاہجہاٹی طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ جس میں مضامین توحید کو کوٹ کوٹ کر

12



وارہو ہے غالب سو رتین قرآن پاک کی بلکہ سب سو رتین اوسکی متضمن انہدین
 اقسام توحید کو ہین اس حساب سے گویا سارا قرآن بیان توحید میں ٹھہرتا ہے
 اللہ تعالیٰ نے توحید و شرک کے حقوق و جزا کو ذکر کیا ہے شیخ الاسلام بن
 تیمیہ کہتے ہین جس توحید کو سارے رسول لائے ہین وہ ہی توحید الوہیت
 ہے یعنی اکیلے اللہ کو معبود ماننے اوسی پر بھروسہ کرے دوستی دشمنی سب
 اوسی کے لئے ہو جو کام کرے سب اوس کے لئے کرے جو کام نہ کرے اوسکے
 لئے نہ کرے اس توحید میں سارے اسماء و صفات کا اثبات کرنا لازم
 آتا ہے قرآن شریف میں اس توحید کی بہت دلیلیں ہین توحید سے مراد
 کچھ فقط توحید ربوہیت کی نہیں ہے کہ اکیلے اللہ کو خالق عالم جان لے جیہ
 بعض اہل کلام و تصوف سمجھتے ہین کیونکہ نہ اللہ کو خالق ہر شے کا سمجھتے
 کوئی موجد نہیں ہوتا ہے جب تک کہ شاید لا الہ الا اللہ نہو یعنی یہ اعتقاد کر
 کہ سوائے اللہ کے کوئی سحق عبادت کا نہیں ہے عرب کے مشرک بھی اللہ کو
 خالق ہر شے کا کہتے تھے معہذا مشرک تھے قال تعالیٰ و ما یؤمن اکثرہم
 باللہ الا وہم مشرکون یعنی اکثر ایمان لانیوالے مشرک ہوتے ہین۔ ایک
 گروہ سلف نے کہا ہے ذرا تو ان لوگوں سے پوچھ کہ آسمان زمین کو کس نے
 بنایا ہے وہ ہی کہین گے کہ اللہ نے بنایا ہے باوجود اسکے پھر وہ غیر اللہ کی
 عبادت کرتے ہین سو یہ مقرر سببات کا کہ رب خالق ہر شے کا اللہ ہے اللہ کا
 عابد و داعی و راجی و خائف نہیں ٹھہرتا ہے اسبات کا اقرار تو عامہ
 مشرکین بھی کرتے تھے مگر شفعاء کو اللہ کا ہمسر تھمیراتے تھے قرآن کریم میں
 یہ ذکر بہت جگہ آیا ہے ہی وجہ ہے کہ بعض انہیں چاند سورج تارون کو
 سجدہ کیا کرتے تھے اور اونکے نام کا روزہ رکھتے اور اونکے لئے جانور

ہے۔ ایسی کتاب اردو زبان میں آج تک نہ دیکھی نہ سنی گو تقویۃ الایمان سے
ایمان کی بخوبی تقویت ہوتی ہے مگر اس کتاب کا نزول الہی و صنگ ہے اس کے
پڑھنے سے طریقہ سلف کا یاد آتا ہے کوئی صاحب میری اس تقریر کو مبالغہ یہ
نہ محمول کرین دعویٰ میرا خالی بیٹہ و بران سے نہیں۔ اگر شک ہو تو میں خود
مضمون اسکا بطور نمونہ کے نقل کئے دیتا ہوں اسی کتاب کے اول میں لکھا ہے
کسی نے بعض اعراب سے پوچھا تھا وجود رب تعالیٰ پر کیا دلیل ہے اوس نے کہا
یا سبحان الله ان البعر لیدل علی البعیر وان اثر الاقدام لیدل علی المسیر
فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج و بجان ذات امواج الا یدل ذلک علی
وجہ اللطیف الخبر انتہ۔ ایسے ہی میرا تھوڑا مضمون نقل کرنا بھی کل کتاب پر
پورے طور سے دلالت کر گیا۔ اس کتاب کے حصہ میں ہے باب اول بیان میں
انواع توحید و شرک کے۔ توحید تین طرح پر ہے ایک پہچاننا اللہ پاک کی
ربوبیت و اسماء و صفات کا۔ دوسرے پہچاننا اوسکی الوہیت و عبادت کا۔ تیسرے
پہچاننا اوسکے افعال کا۔ دین اسلام کا نام توحید اسی لئے رکھا گیا ہے کہ بنیاد
اوسکی تین شناخت پر ہے ایک یہ کہ اللہ اپنے ملک و افعال میں وحدہ لا شریک ہے
دوسرے یہ کہ اپنی ذات میں بے مد و ضد ہے تیسرے یہ کہ اپنی الوہیت میں یکتا ہے
سارے پیغمبر کی توحید انہیں تین اقسام کی طرح منقسم ہے ہر قسم دوسری قسم کو
لازم ہے اوس سے جدا نہیں ہو سکتی ہے جس نے انکی کو مانا دوسرے کو نہ مانا
اوس نے پورا حق توحید کا ادا نہ کیا ابن القیم نے کہا ہے پہلی قسم کا بیان سورہ حدید
طہ و آخر سورہ حشر والی سورہ سجدہ و اول آل عمران و سورہ اخلاص و غیر ہا میں
آیا ہے۔ دوسری قسم کا بیان سورہ قل یا ایہا الکافرون اور اول سورہ تنزیل القرآن
اور اول و اوسط و آخر سورہ موت و اول سورہ اعراف و تمام سورہ انعام میں

افی اللہ شک ہل من خالق غیر اللہ غرض کہ آنا پیغمبر و نسا واسطے طلب کرتے
 اسی توحید عبادت کے تھانہ یہ بات جتنا کہ خالق عالم کا اللہ ہے یہ مسئلہ سارے
 اسم میں اول سے تا آخر مجموع علیہ رہا ہے اس میں کسی امت نے اختلاف نہیں کیا
 یہ اور بات ہے کہ کوئی دیوانہ پاگل ہو کر اس بات میں اختلاف کرے معلوم
 ہوا کہ مشرکوں نے جتنے معبود ٹھہریے ہیں جیسے اوثان اصنام مسیح علیہ السلام
 ملائکہ جن شیاطین اونکو کچھ اسلئے اللہ کا شریک نہیں بتاتے ہیں کہ وہ کسی
 شے کو خالق یا رزق مزی ہیں بلکہ اونکو اسلئے معبود ٹھہرایا ہے کہ وہ اونکی
 رسائی اللہ تک کر ادینگے خدا کا مقرب بنا دیں گے خدا کے بیان سفارش
 ہونگے سو وہ ضمن میں انہیں کلمات کفریہ کے اقرار خداوند تعالیٰ کا رکھتے ہیں
 معبودات باطلہ کو فقط اپنا شفیع نزدیک اللہ کے جانتے ہیں یہی اونکا شرک
 ہے اونکے جواب میں اللہ نے کہہ دیا ہے کہ اللہ کے پاس کوئی کسی کی شفاعت
 بغیر اذن کے نہیں کر سکتا ہے وہ تو خود را ندہ ہیں شفاعت کجا سیوجہ
 یہ بات ٹھہیر چکی ہے کہ اس عبادات اساس طاعات وہ توحید ہے جو کلمہ
 لا الہ الا اللہ سے سمجھی جاتی ہے اس کلمے میں لفظ رب یا خالق یا رزق کا
 نہیں کہہا ہے بلکہ اسم جلال ذکر کیا ہے جو بمعنی معبود ہے مراد کلمہ کہنے سے
 اعتقاد کرنا اوسکے معنی کا تہ دل سے ہے نہ فقط زبان سے کہنا ف مقرب
 نے کہا ہے ہر شے کا رب و مالک و معبود اللہ ہے رب وہ ہے جو خالق و معبود
 عباد و تکفل صلاح و ارین و تربیت و رزق و عافیت ہوا اللہ وہ ہے جو معبود
 برحق ہو تعلق حب و خوف و رجا و اخبات یعنی تواضع و توبہ و نذر و طاعت و
 طلب و توکل و نحوہا کا تنہا اوسیکے ساتھ ہو —
 ناظرین باقی کو اسپر قیاس کریں اول نمبر کے شائلوں ان کتب کے وہ لوگ ہیں

ذبح کرتے اور سکا تقرب چاہتے پھر یہ بات کہتے کہ یہ کچھ شرک نہیں ہے شرک
 تو جب ہوتا کہ ہم انکو مدبر عالم سمجھتے سو ہم تو انکو فقط واسطہ اور سبب اور
 میانجی جانتے ہیں اسلئے ہم شرک نہیں ہیں حالانکہ دین اسلام سے یہ بات
 بالاضطرار معلوم ہے کہ یہ کام شرک ہے انتہی حاصل یہ ہوا کہ انسان موجد
 نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اقرار توحید الہیت کا مع اقرار توحید ربوبیت کے کرے
 بہت سے لوگ جنکی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی ہے وہ نوع دوم کا اقرار
 نوع اول کا انکار کرتے ہیں یہ انکا جہل ہے وہ حقیقت میں مشرک ہیں بلا
 وشبہہ اللہ کے جتنے رسول آئے ہیں وہ ہی توحید عبادت و اخلاص عمل
 لائے ہیں سب باتوں سے پہلے ہر رسول نے اپنی قوم کو یہی بات سنائی تھی
 کہ یا قوم اعبدوا للہ ما لکم من الہ غیرہ وان لا تعبدوا الا ایاہ وان
 عبدوا للہ والتقوا والطیعوا کلمہ لا الہ الا اللہ کے یہی معنی ہیں جو اس جگہ
 بیان کئے گئے اس کلمہ کا نری زبان سے کہنا اور اس کے معنی پر عمل نہ کرنا اعتقاد
 نہ لانا کچھ بکا رآمد نہیں ہوتا ہے غرض کہ بات یہ ٹھہری کہ اصل توحید و طہیر
 ہے ایک توحید ربوبیت و خالقیت و رزاقیت و نحوہ اس توحید کے یہ معنی ہیں
 کہ اکیلا اللہ ہی سارے عالم کا خالق و رب و رزاق ہے اسکا انکار کوئی شرک
 بھی نہیں کرتا ہے اور نہ اس امر میں کسی کو خدا کا شریک بتاتا ہے —
 دوسری توحید عبادت ہے کہ سارے انواع عبادات کے اکیلے اللہ ہی کے
 لئے بجالائے کسی کو سطرچ کی عبادت میں بھی اللہ کا شریک نہ کرے سوائے
 توحید میں اکثر لوگ شرک کیا کرتے ہیں اللہ کے بہت سے شریک ٹھہیراتے ہیں
 اسی لئے جتنے رسول آئے وہ اسی کام کے لئے بھیجے گئے کہ توحید ربوبیت
 ثابت و مقرر رکھیں اور توحید عبادت کی طرف دعوت مشرکوں کی کریں کہ انا للہ

کہ جواب آتا ہے کتاب تقسیم ہو گئی۔ یا الد ہزار ہزار نسخے طبع ہوئے اگر نہ ہتہ
 میں تقسیم ہو گئے۔ ہمارے طبع میں یہ پانچ کتابیں طبع ہوئی ہیں۔ تاہن
 اجتہاد۔ آجی الدوار الکئی۔ سائیک العباد۔ ایک دوسری کتاب ان کتب کی
 طلب میں جب خط آیا فوراً روانہ ہوئیں۔ دو دو تین تین لکھ دے روئے
 جاتے ہیں مگر پھر بھی اب تک مجدد تقسیم کے لئے صدائے نسخے موجود ہیں کہ یہ
 ایسے غیرے بدشوق کو یہ کتب نہیں ملتیں ضائع نہیں ہوتیں۔
 ہم حضور کی خدمت میں بڑے ادب سے گزارش کرتے ہیں کہ کوئی عمدہ
 انتظام کتب کا ایسی طرح کر لیا جاوے کہ حق حقدار کو پہنچ جاوے۔
 میرے نزدیک اسکا انتظام یوں ممکن ہے کہ جس وقت کوئی کتاب جدید طبع ہو
 اوسکے نام محصول ڈاک سے خاکسار کو مطلع کیا جاوے۔ خاکسار اخبارتہ
 و رسالہ نصرۃ السنہ میں چھاپ دیا شائقین پہلے مطلع ہو کر منگالین گے۔
 دوسری تدبیر یہ خیال میں آتی ہے کہ اگر حکم ہو تو ہر شہر ہند کے شائقین کو
 کے ناموں کی فہرست منگا کر کتب خانہ میں ارسال کیا جاوے تو کہ بموجب اسکے طالبوں
 پہنچا کرین۔ نیز ایک قاعدہ ہونا ضروری ہے کہ جو کتب زرقبیم ہو اوسکے لئے
 ایک رجسٹر ہونا چاہیے جس میں تعداد نسخوں مطبوعہ کی لکھی جاوے اور جن
 اشخاص کو وہ کتاب دی جاوے اوسکے نام مع قدر سکونت کے مندرج ہوں
 بعد ختم ہو جانے کتاب کے وہ رجسٹر حضور کے ملاحظہ سے گزرے اور اس پر
 صاد ہو کر داخل دفتر ہو۔ گا ہے بگا ہے برا ہے امتحان انہیں سے بعض کو
 خط لکھ کر دریافت بھی کر لیا جاوے۔ کہ فلاں کتاب تمھارے پاس پہنچی یا نہیں۔
 میں امید کرتا ہوں کہ اس قاعدہ سے انتظام بھی بہت عمدہ ہوگا۔ کتاب بھی
 ضائع نہوگی۔ لوگوں کی بھی شکایت نہوگی۔ آپ مجبور کیا بات کہنی نہایت

جنکے دل سنت کی بوسے سے بوسے ہوئے ہیں۔ توحید کے نشہ میں چور ہو رہے ہیں
 کیونکہ آپ کی کتب میں اکثر مضامین قرآن و حدیث کے ہوتے ہیں ایسے مضامین
 وہی لوگ پسند کریں گے جنکو انکی چاٹ ہوگی رہے المبدعت وہ تو نام نہاد
 نفرت کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی حسرت و افسوس سے لکھتے ہیں کہ شائقین سنت کو
 یہ کتب کم ملتی ہیں جس شہر قریتہ سے دیکھو شائقین کے خط چلے آتے ہیں کوئی
 لکھتا ہے ہم خط لکھتے لکھتے تھک گئے جواب نہیں آتا۔ کوئی لکھتا ہے ہمارے
 پاس منی آرڈر کی رسید تک موجود ہے۔ بالفعل ہم ایک نظیر اسکی لکھتے ہیں
 ڈاکٹر حاجی حکیم محمد دلاور خان صاحب ناگپوری کے چند خطوط آئے لکھتے ہیں
 میں حضور کی کتب کا مدت سے سچا شائق ہوں اگرہے بھوپال میں آپ کی
 کتب کے لئے چند خط لکھے مگر جواب نہیں آتا بھوپال سے تو ایک دفعہ جواب
 بھی ملا مگر اگرہے سے جواب تک نہ دارو۔ اخبار مفید عام کی مجھ کو ضرورت تھی
 حضور کی کتب کے شوق میں پیشگی قیمت اخبار کی بھی روانگی کہ ہمیشہ
 بذریعہ اخبار کے اشتہار کتب دیکھنے میں آئیگا۔ مگر صوفی صاحب کیے کو
 خاص ایک کتاب مولود کی آپ کی تصنیف سے گلی گلی بکتی ہے المبدعت
 کے دشمن ڈاکٹر صاحب کا خوش عقیدہ ہونا سنا اخبار بھی بند کر دیا پیشگی قیمت
 بھی نہیں دے گئے۔ ہمارے خیال میں یہی وجہ آتی ہے کہ ہم کتب
 تقسیم کنندہ و صاحب مطبع اکثر جنکے بیان کتب طبع ہوتی ہیں وہ خفی مولود
 بدعتی ہیں۔ ظاہر میں حضور کی پے سے کی خوشامدی لالو چکر نیوالے۔ ہاں
 میں کچھ دشمن۔ اکثر تو یہ لوگ عداوت سے کتب ضائع کر دیتے ہیں جیسا کہ
 بعض ثقات سے معلوم ہوا یا ایسے غیرے کو دیا لیتے ہیں بیچارے شائقین
 پہلی کی طرح ٹرپتے رہ جاتے ہیں۔ ایک ہفتہ کتاب طبع ہوئے نہیں

ضمیمہ قابل توجہ حکام

عرصہ تین سال سے قرآن محرم و دسمبر کا ہوتا ہے اکثر مختلف شہروں سے فساد کی خبریں چلی آتی ہیں پچھلے سال دہلی وغیرہ شہروں میں کیسا کچھ فساد ہوا اس سال بھی جیلپور وغیرہ میں فساد نے جلوہ دکھایا یہ ساری نزاع بچا کارروائیوں میں ہو رہی ہے باوجود اس کے باعث سے ہوتی ہے یہ شہر بنارس باوجودیکہ منہود کا سہجہ ہے کثرت سے منہود و بڑے بڑے مہاجن بالواس شہر میں بستے ہیں یہ شہر فساد سے کیوں بچ رہا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جبکہ عہد انتظام ہوتا ہے حکام سعی و کوشش کرتے ہیں اپنے آرام کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں ان فساد کا ہونا ممکن نہیں اس شہر کے مجسٹریٹ جی آڈمس صاحب کا ایسا عمدہ انتظام ہے کہ سجان التوندگہ و فساد کا کیا۔ قدموں کے اس شہر کو جانب رخ کر کے منتظم کار اس شہر کے تین تین ہیں۔ اول انسپکٹر شہر محمد یوسف علی صاحب انکا تو یہ حال ہے کہ آرام کرنا تو جانتے ہی نہیں جس جگہ ذرا سا بھی ٹھکا معلوم ہوا جھٹ پٹ خود ہی دوڑے پولیس کو تعینات کر کے اسکا انتظام کیا ہی وجہ ہے کہ جب سے یہ صاحب کو تو ال مقرر ہوئے ہیں دنگہ و فساد شہر کا بالکل اٹھ گیا ہے بڑے بڑے گنڈے بد معاشوں کے پتے آپ کے نام سے پائی ہوئے ہیں آپ شہر کے جسٹریٹ یا رین صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر۔ وجی آڈمس صاحب مجسٹریٹ بہادر کو بھیجائے ہیں یہ ہر دو صاحب کا اپنے کام میں نہایت ہی ہوشیار ہیں دن ہو یا رات خود موقع پر پہنچ کر انتظام کرتے ہیں۔

مسجد لاٹ بھیرو میں ۲ بجے دن سے شام تک بلکہ جب تک میلہ رہا یہ دھنا معہ کو تو ال صاحب کے برابر موجود رہے کسی طرح کا دنگہ نہ اڑا۔ شکر ہے کہ یہ سینوں سال نہایت حسن انتظام سے باامن امان گذر گئے۔ ہماری

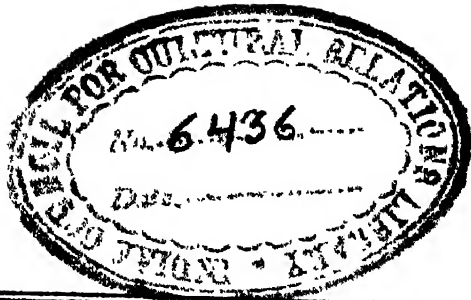
ضروری ہے۔ کہ یہ جو کچھ مین نے لکھا ہے محض برائے خیر خواہی برادران
الہدیت بموجب حدیث صحیح مسلم وغیرہ النصہ لکل مسلم کے لکھا، اس تحریر سے
نہ مقصود کسی کی دشمنی۔ نہ کسی سے حسد کہینہ بلکہ محض خیر خواہی اخوان ^{حدیث} تو
و خیر خواہی حضور ہے واللہ علی ما اقول شہید و کفی باللہ شہید فقط

ر ا ق

خیر خواہ الہدیت ادبیر نصرۃ السنہ بنارس

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰

در طبع سعید المطبع واقع بنارس طبع گنبد
محرم ۱۲۵۵ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي فضل علينا بأمر سال خاتم المرسلين ﷺ الذين
تبعه كان من المهتدين ومن تولى عنه كان من المضلين
صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه الذين هم بإتباعه كانوا من
المتسوعين وعلى إتباعه الذين ينفون عن سنته تحالف
الغالين وتآول الجاهلين انتحال المبطلين المبالج بالاجبي الى رحمة
المجيد محمد سعيد بنارسى بخد مت آن احباب کے جو عمل سنت کے دل و جان
سے شایق ہو رہے ہیں گذارش کرتا ہے کہ یہ زمانہ عجب پرفتن ہے اس دور
میں سنت پر چلنا گویا تھو خیم آگ کی چنگاری لے لینا ہے بلکہ اس سے بھی
زائد مصیبت ہے چون چون یہ چرخ نیلگون دور کرتا ہے زبانی کا رنگ و عتک
نرالا ہی ہوتا جاتا ہے جدھر نظر اوٹھا کر دیکھو سوائے فساد شرک و بدعت کے
کوئی دوسری بات نظر نہیں پڑتی کہتین محمد بن اپنا اکا و پھیلا رہے ہیں کہتین

گورنمنٹ پر لازم ہے کہ ایسے منتظمین کی ضرورت قد مشناسی کرے۔
مسجد محلہ راجہ پورہ میں بھی درمیان المجدیث و بعض شیعہ کے لغزیرہ رکھنے میں
نزاع تھی ہمارے منصف مجسٹریٹ صاحب نے بعد معاینہ موقعہ و تحقیقات
واقعی کے وہ انصاف کیا اور ایسی عمدہ تجویز لکھی کہ بالکل نزاع کا باب مسدود
ہو گیا ترجمہ آپ کی تجویز کا۔ نصرتہ السہ نمبر ۲۔ ص ۳۳ و ص ۳۴ میں درج
ہو چکا ہے۔ باقی حال لوکل اور ایک آرٹیکل ضمیمہ آئندہ میں لکھا جاوے گا۔
سچے مصنوعی و دین شیعہ نے باغات بعض مختاروں کے گورنمنٹ کو ارجی
حکام کی شکایت بھی کی مگر اپنا سامنہ لیکر بیٹھ رہے کیا ہوتا تھا انتظام ضلع کا
مجسٹریٹ کے متعلق ہے نہ گورنمنٹ کے۔

لوکل تھانہ جیت پورہ کا انتظام خراب چند چور میں ہو گئیں شکوئیں
اچھی طرح گشت نہیں دیتے نہ ہیڈ کنسٹبل شکوگشت کرتے ہیں کبھی حد
کنسٹبل کان میں نہ پڑی۔ قمار بازی کھلے بند ہوتے ہیں۔ تھانہ میں
کسی سپرنٹنڈنٹ ہوشیار کا ہونا بہت ضرور ہے۔ بغیر افسر کے کام نہیں چلتا
ان پکٹر صاحب غازی پورہ ایک مقدمہ کی تحقیقات کو گئے تھے واپس آئے
ریل سٹیشن پر جاری ہو گئی۔ انتظام اچھا نہیں۔ مسافر و کمو کال
تکلیف ہے۔

دورات دن بارش خوب برسی۔ سب طرح سے خیریت رہی فقط

درمطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید

بیان پر بالفعل و مسئلو کی تفصیل منظور ہے کہ آنحضرت صلعم و آپ کے یار و مکان و دولتوں
 کیا طریقہ تھا اول تو یہ کہ عید گاہ کا پختہ یا خام بنانا یا منیر اس میں لگانا کیسا ہے
 آیا آنحضرت صلعم یا آپ کے بڑے رفقا و خلفاء راشدین مہدیین جنگی راہ کو پورا
 سے پکڑ لیا حکم آنحضرت صلعم سے ہوتا ہے اس مسئلہ میں ان حضرات کا کیا عمل اور
 وہم نماز عیدین میں تکبیرات زوائد کتنی کہنا آنحضرت صلعم سے ثابت ہیں ان
 و مسئلو میں ہمارے بھائیوں میں بڑا اختلاف ہو رہا ہے چاروں طرف سے استفادہ
 طلب کئے جاتے ہیں اسلئے اس خیر خواہ موحدین متبعین نے ضروری سمجھا
 کہ ان و مسئلو کی تحقیق اچھی طرح سے لکھی جاوے کہ کسی منصف مزاج کو لیدر
 اس تحریر کے شک و شبہ باقی نہ رہے راہِ ماجد لے خاصہ محتاج ہوا نفس
 اسے میں مجبور ہوں ایسے لوگوں کو تو اگر پورا قرآن سنایا جاوے صحاح کی تمام
 احادیث اورین انکے خیال میں ایک بات نہیں آتی یا اللہ تو ہمارے
 بھائیوں کو راستہ دکھلائی بات سمجھا اب میں اس تحریر کو ایک مقدمہ و
 چند فصول میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے استعانت و توفیق رفیق ہوتا
 اویسی پر بھروسہ کرتا ہوں و علی اللہ یتوکل المتوکلون مقدمہ غریب
 و تحریریں اتباع سنت و اجتناب بدعت و تحقیق معنی بدعت میں
 جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی خاص عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اس
 ضعیف البنیان سے محض غرض عبادت کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے
 اس کے سامنے سب جھکاوے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و ما خلقت الجن
 و الانس الا ليعبدون۔ سورہ زاریات پارہ ۲۷۔ یعنی سب

نیچیری اپنی سی باتیں بنا رہے ہیں نیچیر پوچھنا کہون بدن زور ہوتا جاتا ہے عمل
 قرآن وحدیث کا اٹھا جاتا ہے۔ غور کرنے متبع سے معلوم ہوتا ہے کہ یوافینو ما خیال
 لوگوں کے بدلے جلتے ہیں بعض وہ صاحب جوا ابتدا میں بڑے متبع سنت قیاس
 کے منکر مولین کے دشمن تھے اب انھوں نے ہی قرآن و احادیث کی وہ وہ
 تاویلات رکھ لیکر شروع کر دی ہیں کہ الامان کفار کی محبت مبتدعین سے بڑھتی
 سبکو جائز کر دیا الہدیت کو حکم دیا کہ کسی بدعتی مشرک کافر کو بدعتی مشرک کافر
 نہ کہو گو وہ تمکو کافر کہا کریں مسجد و مسے نکالیں دلیل کریں مگر تم انکو متقی پرستہ گاری
 جانو حضرت علی عبداللہ بن مسعود ابن عمر وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم و حبلہ
 ائمہ الہدیت نے جو بدعتی کو بدعتی کہا تو اسکو اور معنوں پر محمول کروا سلام کا
 شیرازہ نہ کھولو۔ حالانکہ اسلام کا شیرازہ تو اسی زمانے سے کھلا جب سے تھلک
 ناسد پدید ہوئی میرے تیرے جیسے جیسے مذاہب نکلے طریقہ انقیہ سنت نبوی
 چھوٹ گیا یہ نیچیریوں کے چیلے بہتر اچاہتے ہیں کہ بدعتی مشرک الہدیت سب ٹھٹھ
 ہو کر ایک ہو جاویں اقتدا نبی صلعم کا چھوٹ جاوے یا بی اللہ الا ان یتقر
 لغیرہ اولو کیرہ الجاکھلون بعض وہ صاحب ہیں جو باوجود اتباع سنت
 طریقہ نبوی چھوڑے بیٹھے ہیں آپ کے افعال کی وہ وہ تاویلات کرتے ہیں کہ
 سننے والے کو تعجب پر تعجب آتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں کو توفیق اتباع
 دین خاتم المسلمین صلعم کی عطا کرے آمین اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہدایت
 میں پیغمبر صلعم کی اسوہ حسنہ کی تاکید فرمائی ہے آپ کا قول ہو یا فعل سب ہی تو
 عمل کے لائق ہیں آپ کے راہ سے منہ موڑنا گویا جہنم کا رستہ کھولنا ہے مجھکو

انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی جسکے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے قسم ہے کہ کوئی مجھ کو اس امت دعوت سے نہیں سنے گا گو وہ سننے والا ہو یہودی ہو یا نصرانی پھر مر جاوے اور ایمان نہ لاوے ان باتوں پر جو میں نے کر آیا ہوں مگر وہ دوزخی ہوگا ایسا ہی مشکوٰۃ میں ہے اور آپ تمام لوگوں کے لئے گو وہ مشرق میں ہوں یا غرب میں رسول معین ہوتے جیسا کہ آیت و ما ارسلناک الا کفۃ للناس یعنی مجھے تم کو نہیں بھیجا مگر کل لوگوں کے لئے۔ سے معلوم ہوتا ہے اور اسکی مؤید حدیث بخاری کتاب التیمم کی ہے۔

قال اخبرنا جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اعطيت خمساً لم يعطهن احد قبلى نصرت بالهيب مسيرة شهر وجعلت لى الارض مسجداً وطهوراً فایما جئت من اهلها ادركته الصلوة فليصل واحلت لى اللعانم ولم تحل لاحد قبلى واعطيت الشفاعة وكان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعث الی الناس عامة۔ بخاری صفحہ ۴۴ ترجمہ راوی نے کہا مجھ کو جابر بن عبد اللہ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسی پانچ چیزیں دیکھا ہوں کہ میرے پہلے کسی کو وہ نہیں ملیں ایک اہل کے رستہ پر میرا رب پڑتا ہے زمین میرے لئے جگہ نماز کی اور پاکی حاصل کرنے کی مقرر کی گئی میری امت سے جس آدمی کو جس جگہ نماز کا وقت آجاوے تو وہیں نماز پڑھ لے وہ مال غنیمت کا بھی میرے لئے حلال کیا گیا میرے پہلے کسی کے لئے نہیں حلال ہوا شفاعت کہ نہ کیا رتبہ بھی مجھ کو ملا۔ پہلے میرے نبی فاطمی قوم کو کس طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سب آدمیوں کی طرف

جن اور آدمی کو نہیں پیدا کیا مگر خاص اپنی عبادت کیلئے اس آیت سے واضح
ہو کہ انسان کی پیدائش عبادت کے لئے ہے کہ اعمال صالحہ بجا لاکر فوز عظیم حاصل
جس سے جنت ہے حاصل کرے جیسا کہ آیت (ان الذین امنوا و
عملوا الصالحات لهم جنات تجری من تحتها الانهار) ذلک الفوز الکبیر
سورہ بروج پارہ - ۳۰ - ترجمہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے
عمل اچھے کئے انکے واسطے باغین ہیں کہ بہتی ہیں نیچے انکے نہرین ہیں بڑی مرو
پہنچا ہے) سے مفہوم ہوتا ہے وہ طریقہ عبادت کا جس سے آدمی اپنی مراد کو
پہنچے بجز اتباعِ رسولین کے نہیں معلوم ہو سکتا کیونکہ کتبِ احکام الہی سے یہی
کے گئے ہیں ما علی السبل الا البلاغ المبین یعنی نہیں ہے رسولوں
مگر پہنچا ناچار۔ تو اب بجز اتباعِ رسولوں کے چارہ نہیں۔ جبکہ ہمارے پیغمبر
المرسلین صلعم مبعوث ہوئے تو سب رسولوں کی شریعتیں آپ کی شریعت سے
منسوخ ہو گئیں اگر کسی بھی زندہ ہوتے تو بھی آنحضرت صلعم کی ہی پیروی
بجائے لو کہ ان حیا وادراک نبوتی لا تتبعنی سواہ الدار ہی مطوع
کہا گیا ہے کہ یہی معنی ہیں بعد مبعوث ہوئے سرور کائنات صلعم کے کل جن
وائس گو وہ نصاریٰ ہو یا یہود سب پر آپ کی اطاعت واجب ہو گئی اس معنی
میں یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
و الذی نفس محمد بیدہ فلا یصلح علی احد من ہذا الامۃ
یہودی یا نصاریٰ غیر یہودی و لم یمن بالذی اسلمت بلہ الا
من اصحاب الناس کذا فی مشکوٰۃ ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

تمکو منع کرے اس سے باز آؤ تفسیر معالم میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے
 و هذا انما نزل في اموال الفئ و هو عام في كل ما امر به النبي
 صلى الله عليه وسلم و نفى عنه یعنی یہ آیت اموال فی میں نازل
 ہوئی ہے اور یہ عام ہے ہر امر میں جبکہ لے آؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم
 فرماوین یا اوس سے منع کریں۔ تفسیر ترجمان القرآن بطائف البیان
 صفحہ ۷۷ میں ہے۔ اکیار شافعی نے مکہ معظمہ میں یہ بات کہی تھی کہ اے لوگو
 تم جو چاہو مجھ سے پوچھو میں ہر بات کا جواب قرآن سے دوں گا کسی نے کہا بھلا
 بتاؤ محمد کو زنیور کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں انھوں نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم
 قال الله تعالى و ما اتاكم الرسول فخذوه و ما نهلكم عنه فانتهوا
 پھر اپنی سند سے یہ حدیث حذیفہ کی روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے اقتدوا بالذین من بعدی الی بک و عمری
 تا بعد اری کرو ان دو کی جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے ابو بکر و عمر۔ پھر ایک
 دوسری حدیث بسند خود ذکر کی جس کا مضمون یہ تھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ
 عنہ نے محمد کو حکم قتل کرنے زنیور کا دیا ہے بخاری نے ابن مسعود سے روایت
 کیا ہے کہ انھوں نے یہ حدیث پڑھی لعن الله الواشحات و المستنق
 الخ یعنی لعنت کرے اللہ گوہنے والی اور گوہلنے والی کو آخر حدیث تک
 ایک عورت نے اوسین گفتگو کی انھوں نے کہا بھلا جب رسول خدا صلعم نے
 لعنت کی ہو اور وہ بات قرآن میں بھی موجود ہو میں اس پر کس طرح لعنت
 نہ کروں اوس نے کہا میں نے تو سارا قرآن جو درسیان ان دونوں کو جوئے

بھیجا گیا اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔ بھلا اب انصاف سے کہو ایسے رسول کی
 اطاعت کیوں نہ کیا دے اوسکو چھوڑ کر کسکا دامن پکڑا جاوے شیطان نے
 کیسی اُن لوگوں کی راہ ماری ہے جو ایسے رسول کو چھوڑ کر میرے تیرے دامن میں
 پناہ لیتے ہیں اس کے ٹکڑے پر جان دیتے ہیں طر فوجا یہ ہے کہ جس تقلید پر
 یہ لوگ اڑے ہوئے ہیں اسی تقلید سے خود مجتہدین نے جنکی تقلید کرنے نہیں
 منع کیا ہے اقوال چاروں مجتہدوں کے امام شیعرائی نے اپنی کتاب میں ان میں
 درج کئے ہیں چھوٹے موٹے بہتیرے رسالوں میں لکھے جا چکے ہیں معلوم نہیں
 یہ لوگ باوجود اس مخالفت کے کس برے پرانے مقلد کہلاتے ہیں۔ نہ تو لوگ
 متبع ہیں نہ پورے پورے مقلد۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے
 رہے نہ او دھر کے رہے۔ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر
 اپنے کلام پاک میں رسول کہیم کے اتباع کی تاکید کی ہے اسکی مخالفت پر
 کیسی وعید فرمائی ہے اب اس مقام پر چند آیات و احادیث لکھی جاتی ہیں
 جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تاکید سمجھی جاتی ہے آئے جائو
 آیات کو پڑھ کر اتباع نبوی ہر بات میں اختیار کرو دیکھو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے بنائے بنوائے وغیرہ مسائل میں کیا ڈھال چال تھی جبکہ سہلوں
 آئیے نام لیا اٹھو تو تمکو قہر مقدم آپ کے چلنا چاہئے ورنہ ہمارے اور
 مبتدعین میں کیا فرق ہو گیا۔ اب آیات اللہ تعالیٰ کو سنو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 حشر میں فرمایا ہے و ما اتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه
 فانتهوا ترجمہ جو تمھارا رسول تمکو دلوے اسکو لو اور جس سے

سورہ حشر ۱۰۱

ترجمہ اگرچہ اس آیت کا ایک سبب خاص ہے مگر یہ عام ہے ہر شئی میں مثل اسکے یہ آیت جسکا مطلب یہ ہے کہ جو تمکو تمھارا رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور یہ آیت جسکا مطلب یہ ہے تو کہہ دے اگر تم اللہ کے دوست بنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تمکو اللہ اپنا دوست بنا۔ ابن عمر نے اس آیت میں یہ کہا کہ یہ بھوکھ میں آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم کی ہے اس آیت سے ایک جماعت صحابہ نے بہت سے مسائل پر دلیل کیڑی ہے جو کتب حدیث میں مذکور ہیں اور بیان کے مطلب سے جکے ہم درپے ہیں وہ مسائل غلط ہیں ان اس آیت میں سنت کی پیروی اور ترک تقلید نو پیدا کی جس سے اسلام کو ایک بڑی مصیبت پہنچی ہے بھی تاکید ہے اور یہ پیروی جسکا ذکر اس آیت میں ہے واجب ہے یا مستحب اس میں دو قول ہیں قرطبی نے کہا ایک اہل اہل یہ بھی ہے کہ امور دین میں تو حمل و جوب پر کیا جاوے اور امور دنیا میں استحباب پر ختم ہوئی عبارت فتح البیان کی۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب اعتصام بالسنة میں لکھا ہے قوله تعالى لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة وقد ذهب جمع الی وجوبه لدخوله فی عموم الامر لبقول الله تعالى و ما اتاكم الرسول فخذوه و لبقول الله تعالى فاتبعونی يحبکم الله و لبقول الله تعالى فاتبعونی فی فعله كما یجب فی قوله حق یتقوا دلیل علی النذر او الخصیصة ترجمہ اللہ تعالیٰ کا قول تمھارے لئے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی پیروی کرنا اچھی ہے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ پیروی کی

کہ جو تم کہہ رہے ہو وہ اس میں کہیں نہیں پایا انہوں نے کہا اگر تو قرآن پڑھتی
 تو ضرور پاتی کہ اتوں نے یہ آیت نہیں پڑھی ما اتاکم الرسول فخذوا وما
 نہاکم عنہ فانہووا اسنے کہا ہاں پڑھی ہے کہا تو پھر رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کا مونہ منع فرمایا ہے۔ ابن برجان کہتے ہیں جو بات رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے وہ یا تو قرآن میں موجود ہے یا قرآن میں اسکی اصل
 ہے قریب ہو یا بعید جسے سمجھا اس نے سمجھا جو انداز بارادہ انداز اس کی
 ہر حکم ہر فیصلہ آپ کا قرآن میں ہے ختم ہوا مضمون ترجمان القرآن کا سورہ
 اخرا ب میں ہے لقد کان لکمی رسول اللہ امیۃ حسنة یعنی
 لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کرنا اچھا ہے تفسیر فقہ البیان میں تحت اس آیت
 یون لکھا ہے وھذہ الایۃ وان کان سیدھا کا صافھی عامۃ فی کل
 شیء ومثلھا وما اتاکم الرسول فخذوا وما نہاکم عنہ فانہووا
 وقالہ ان کنتم تحبون اللہ فانتم تعبدون لیحبکم اللہ عن ابن عمر
 قال فی الایۃ ھذا فی جمیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وقد استدل بھذہ الایۃ جماعۃ من الصحابة فی مسائل
 کثیرۃ اشتملت علیھا کتب السنۃ وہی خارجۃ عما نحن بصدد
 نعرفہ دلالت علی لزوم الاتباع وترك التقليد الحادث الذی
 اصیب بہ الاسلام ایہ مصیبت تھو ھذہ الاسوۃ علی الایجاب
 او علی الاستحباب فیہ قولہ ان قال القزطبی یحتمل ان یحمل علی
 الایجاب فی امور الدین وعلی الاستحباب فی امور الدنیا انتہی علیہ

۱۰
 آیت سورہ اخرا ب
 رکوع ۳ میں ہے

اس آیت میں جیسی بشارت اتباع سنت کی ہے ویسی ہی وعید رشد یا غفلت
 صلعم کی مخالفت پر بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین آنحضرت صلعم کو لفظ کافر
 سے تعبیر کیا ہے ہمارے وہ نام کے مسلمان جو آنحضرت صلعم کی سنتوں سے منہ
 چڑھاتے ہیں آپ کے متبعین سے دشمنی رکھتے ہیں اس آیت کو تلاوت کر کے
 کچھ سوچ بچار کریں کہ ہم کس و صو کے میں پڑے ہوئے ہیں یہ لوگ جھوٹھی
 جھوٹھی تہمتیں تو متبعین سنت کے ذمہ لگاتے ہیں کہ ان کو کو محبت رسول
 کریم کی نہیں حضرت کو معاذ اللہ بڑے بھائی کے برابر جانتے ہیں مگر اپنے کام
 کچھ غور نہیں کرتے کہ ہم لوگ کیا کر رہے ہیں متبعین تو خاتم الرسل کی سنتوں
 جان نثار آپ کے نام لبوا ہیں پھر ہم کیوں ان سے دل بکریں اللہ تعالیٰ تو
 رفیق ان بھائیوں کو عطا کرے تفسیر فتح البیان میں تحت اس آیت کے لکھا ہے
 اخراج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن الحسن بن
 طریق قال قال اقوام علی عهد رسول اللہ صلعم یا محمد انما لنب
 سبنا فانزل اللہ هذه الآية ترجمہ ابن جریر اور ابن منذر اور ابن
 ابی حاتم نے بواسطہ حدیث طریق حسن سے روایت کیا ہے کہ چند قوموں نے آنحضرت
 صلعم کے زمانہ میں کہا کہ اے محمد ہم اللہ کو دوست رکھتے ہیں پس اللہ نے
 اس آیت کو اتارا۔ نیز فتح البیان میں یہ بھی ہے فیہ حث علی اتباعہ صلعم
 وانشاء الی ترک التقليد عند وضوح النص من الكتاب والسنة
 یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو پیروی آنحضرت صلعم کی تاکید
 فرمائی ہے انکو اس پر لکھنے کیا ہے اور اس آیت میں یہ ہی اشارہ ہے

واجب ہے باعث داخل ہونے عموم امر میں جو اللہ تعالیٰ کے قول **وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ** اور قول **وَاتَّبِعُوا** اللہ تعالیٰ فاتبیعوا فی حبیبکم اللہ اور قول اللہ تعالیٰ فاتبیعوا میں آپ کے فعل کی اطاعت واجب ہے جیسے آپ کے قول کی جیت تک کوئی دلیل استحباب یا خصوصیت پر قائم نہ ہو فقط اسوہ آل عمرہ میں ہے قل انکم تمحبون اللہ فاتبیعوا حبیبکم اللہ وایضاً کم ذلوا بکم واللہ غفور رحیم **قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فأن تعولوا فان اللہ لا یحب الکافرین** ترجمہ تو کہو اگر تم اللہ کی دوستی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو اپنا دوست بنالیا گا اور تمھارے گناہوں بھی بخش دیا گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ تو کہہ دے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرو اور اس کے رسول کی اگر اس سے منہ پھیریں تو اللہ کا فر و کفر دوست نہیں رکھتا **ف سبحان اللہ** اس آیت میں متبعین سنت کے لئے کیا برسی بشارت ہے مبارک ہو تمکو اے زمرہ محمدیہ اے عاشقان سنن احمدیہ۔ اتباع نبوی پر دیکھو تو ہی اللہ تعالیٰ تمھارے لئے اپنی دوستی کا کس و کس سے وعدہ فرما رہا ہے پھر فقط دوستی ہی نہیں بلکہ تمھارے گناہوں کے بخشش وعدہ ہو رہا ہے قربان جائے حضرت صلعم پر جنکی بدولت ہم لوگوں کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہو رہی ہے اے مومنین غنیمت سمجھو چند روز کی زندگانی دیکھو حضرت کی سنت کو مت چھوڑو اگر چہ مخالفین تمکو دہائی بناوین لاؤ کہیں مگر تم اپنے کام سے کام رکھو اللہ تعالیٰ ہم تم سب مومنین مومنات کو غنیمت حاصل کی اتباع نصیب کرے کہ ہمارے تمھارے گناہ بخشے جاوین آمین اس

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَاتَّبِعُوا
اللہ تعالیٰ فاتبیعوا فی حبیبکم اللہ
وایضاً کم ذلوا بکم واللہ غفور رحیم
قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فأن تعولوا فان اللہ لا یحب الکافرین
ترجمہ تو کہو اگر تم اللہ کی دوستی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو اپنا دوست بنالیا گا اور تمھارے گناہوں بھی بخش دیا گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ تو کہہ دے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرو اور اس کے رسول کی اگر اس سے منہ پھیریں تو اللہ کا فر و کفر دوست نہیں رکھتا
ف سبحان اللہ اس آیت میں متبعین سنت کے لئے کیا برسی بشارت ہے مبارک ہو تمکو اے زمرہ محمدیہ اے عاشقان سنن احمدیہ۔ اتباع نبوی پر دیکھو تو ہی اللہ تعالیٰ تمھارے لئے اپنی دوستی کا کس و کس سے وعدہ فرما رہا ہے پھر فقط دوستی ہی نہیں بلکہ تمھارے گناہوں کے بخشش وعدہ ہو رہا ہے قربان جائے حضرت صلعم پر جنکی بدولت ہم لوگوں کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہو رہی ہے اے مومنین غنیمت سمجھو چند روز کی زندگانی دیکھو حضرت کی سنت کو مت چھوڑو اگر چہ مخالفین تمکو دہائی بناوین لاؤ کہیں مگر تم اپنے کام سے کام رکھو اللہ تعالیٰ ہم تم سب مومنین مومنات کو غنیمت حاصل کی اتباع نصیب کرے کہ ہمارے تمھارے گناہ بخشے جاوین آمین اس

مولود کی ہو یا تقلید جام کی عالمین سنت کو دیکھتے نہیں سکتا ان پر ہمیشہ لعن طعن
 کرتا ہے تو جانلو کہ یہ شخص سخت دشمن آنحضرت صلعم کا ہے اگرچہ ظاہر میں کسی
 محب بنے لیون تو ہر فرقہ محبت آنحضرت صلعم کا دم بھرتا ہے مگر محبت و عداوت میں
 امتحان کے معلوم ہو جاتی ہے ایک علامت نہایت ظاہر ہر بار میں عرض کرتا تھا
 میں جانتا ہوں جو صاحب صدق دلسے اسکو ملاحظہ فرمائیں یقین کر لیں کہ محب
 آنحضرت صلعم کو کون لوگ ہیں ہم یا مخالفین الہی دین اپنے کو بلقب محمدی
 پکارتے ہیں اور کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ جسکا کھانے اسکا گائے قبر حشر نشر
 سب میں تو واسطہ آنحضرت صلعم سے پڑے یعنی قبر میں آپکا سوال ہو کہ تمہارا
 نبی کون ہے قیامت میں آپکی شفاعت سے کام چلے بغیر آپکے پلائے پالی خوا
 گو تر کے پیاس نہ تجھے بھلا تم ہی انصاف سے کہو کہ ایسے ایسے مشکل و قویین
 تو آپ کام آوین بغیر آپکی طرف نسبت کے چھٹکارا نہو دنیا میں ہم کیون
 آپکو زید و عمر کی طرف نسبت کریں حنفی شافعی کہلائین الہی دین کے مخالف
 اپنے آپکو محمدی کہنے سے بہت ہی عار کرتے ہیں اپنے کو محمدی کہنے سے چہرہ
 ایک ماجرا میرا دیکھا بھالا ہوا ہے کہ بنارس میں ماہین الہی دین و حنفیہ کے ایک
 مقدمہ دائر عدالت ہوا کو تو ال تحقیق حال کے لئے آیا کہا کہ محمدی کون لوگ
 ہیں الہی دین نے کہا کہ ہم لوگ حنفیہ سے پوچھا تو انھوں نے صاف انکار کیا کہ
 ہم محمدی نہیں کو تو ال نے کہا اچھا جو محمدی ہیں وہ اکیطرف ہو جاویں اور
 غیر محمدی اکیطرف یہ سنتو ہی کل نام کے حنفی علیہ ہو گئے افسوس کا مقام محمد کا
 کلمہ پڑھیں مگر محمدی کہنے سے یہ چڑھے۔ اب اہل انصاف اسی علامت چہرے

کہ جب کتاب و سنت کی دلیل ظاہر ہو جاوے تو تقلید کو چھوڑ دینا چاہئے
 معاًلہ التنزیل میں بھی تحت اس آیت کے اتباع سنت کی بہت سخت
 تاکید لکھی ہے آنحضرت صلعم کی محبت کو سمجھ لینا چاہئے کہ محبت کیا چیز ہے آیا
 یہ محبت جسکا دعویٰ یہ اہل ہوا مولود خوان کرتے ہیں وہی ہے یا کوئی دوسری
 طرح کی سو اس محبت کی تفسیر بھی خود آنحضرت صلعم خیر قرآن مجید نازل ہوا
 کر دی ہے ترمذی کی روایت میں یوں آیا ہے عن انس قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی ان قد سرت ان تصبح و تمسی و
 لیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یا بنی وذلک من سنتی
 و من احب سنتی فقد احبني و من احبني کان معی فی الجنة
 کذا فی مشکوٰۃ ترجمہ حضرت انس سے روایت ہے کہ انھوں نے
 کہا اے بچے میرے اگر صبح و شام اس طرح کہنے پر قدرت پاوے کہ تیرا سینہ
 بے کمینہ نہ دلتے ہو تو کر پھر فرمایا اے میرے بچے یہ طریقہ میری سنت کا
 ہے اور جس نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جو مجھ کو
 محبوب رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا یہ روایت مشکوٰۃ میں اس طرح
 ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت کی محبت یہی ہے کہ آپ کی سنتوں کو
 دوست رکھا جاوے عالمین سنت سے برتاؤ کیا جاوے یہ حدیث کو یا کسی
 محب و مبغض کی ہے جبکو دیکھو کہ شخص سنتوں کو محبوب رکھتا ہے بدعتوں
 پر ہنر کرتا ہے پس جانلو کہ یہ سچا محب آنحضرت صلعم کا ہے اور جبکو دیکھو کہ
 سنتوں سے جلا کٹا جاتا ہے بدعتوں کے پیچھے جان دیتا ہے گو وہ بدعت

منافق تھا بیشک یہ منافق ہی ہوگا بھلا کوئی مومن ایسا کر سکتا ہے جب واقعہ
 تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا بخاری وغیرہ کتب حدیث میں یہ قصاصیکہ
 قریب قریب ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں
 اول یہ کہ جو فیصلہ ہو خواہ دینکا یا دنیا کا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ دینا چاہئے
 ماسوا آپ کے کسی امام بزرگ کو اپنے فیصلہ میں حکم نہ معین کرے و و حکم جو آپ
 فیصلہ کی جگہ پر کر دیوین اس سے ولین تنگی نہ لانی چاہئے سو ہم ظاہر
 اسکو تسلیم بھی کر لینا چاہئے مثلاً آمین باجگر کا فیصلہ ہے اس میں آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم معین کیا تو معلوم ہوا کہ آپ آمین باجگر کہتے آہستہ کہنا آپ سے ثابت
 نہیں ہوا تو اب مسلمانوں کو چاہئے کہ آپ کے اس حکم سے جو صلوا امکا
 سہا یتموی تا صلی سے معلوم ہوتا ہے سرگز روگردانی نہ کرے اس حکم سے ولین کچھ
 تنگی نہ لاوے اور ظاہر میں بھی اسکو تسلیم کر لیوے یعنی اسکا عامل بھی ہو جاوے
 یہ نہیں کہ مصلحت دنیاوی کی نظر سے اسکو چھوڑے رکھے اس ضمن میں ہمارے
 وہ بھائی مصباحی جو آمین رفع الیدین وغیرہ سنن کے معقد تو ہیں مگر عامل نہیں
 خوب غور سے دیکھیں اور یاد رکھیں کہ یہ ساری مصلحت اللہ تعالیٰ کے سامنے
 رکھی رہ جاوے گی یہ نکتہ عذر رواں کچھ بھی نہ چل سکیں گے میری دانست میں جو کہ
 ان افعال کا سنت ہونا جانکر پھر عمل نہیں کرتے انہیں زیادہ مواخذہ کا خوف
 ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنکو ان افعال کی سنت ہی معلوم نہیں ہے بخاری
 ہم لوگوں کو بوجہ قلت کے حقارت کی نظر دینے دیکھتے ہیں طعن تشنیع کرتے ہیں
 کہ تم مشت بھر ہو چنانچہ اویٹ مشیر قریص وغیرہ نے چند بار لکھا ہے اگر یہ ہمارے

لقب محمدیت سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کون دعویٰ محب خاتم المرسلین میں
صادق ہے اور کون کاذب سید عالم الذین ظلموا ای منقلب یتقلبون
یعنی قریبیج کہ جان جاوینگے ظالم کہ کونسی جگہ پہلے پہلے ہیں اللہ تعالیٰ کل
وسلمات کو اتباع آنحضرت صلعم کا عطا فرماوے سورہ نسا میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا فلا وربک لایومنون حتی یحکموا فیما شجر بینہم ثم لایحبذ
فی انفسہم حرا یا مما قضیت و لیسلموا التسلیما ترجمہ قسم ہے تیرے
رب کی نہیں مومن ہونگے جب تک تجکو حکم نہ معین کریں اپنے فیصلوں میں
پہر اپنے دلوں میں تیری حکموتی سے کچھ ٹھکانہ لاویں اور ان لیوں حکم تیرے کو مانا
فی معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر و کتب حدیث میں شان نزول اسکا قصہ حضرت
زبیر و ایک انصاری میں ہے وہ قصہ یوں ہے کہ زمین کی نالیوں سے جو پانی
آتا تھا حضرت زبیر کہتے تھے کہ ہم پہلے اپنے کھیت کو پانی سیچیں گے انصاری نے
کہا نہیں پہلے پانی ہم پیاونگے دو نو نکا میرا آنحضرت صلعم کی خدمت میں پہنچا اپنے
حضرت زبیر کے لئے حکم فرمایا کیونکہ اونکا کھیت اوپر کی جانب کو پہلے پڑتا تھا اس حکم کو
سکر انصاری نے بڑا مانا اور کہا کہ چونکہ یہ آپکا چھپیرا بھائی ہے اسلئے اس رعایت
سے اپنے پہلے پانی پٹانیکا اسکو حکم دیا یہ سکر آنحضرت صلعم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا
اور زبیر کو فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کھیت کو خوب پانی پٹالے یہاں تک کہ دیواروں
کے برابر پانی آ جاوے پھر اسکے کھیت کے لئے پانی چھوڑ کیونکہ پہلے اپنے کچھ رعایت
کر کے حکم دیا تھا جب انصاری نے تیوری چڑائی نہ مانا تو زبیر کو پورا حق دلایا
اس انصاری کے بارے میں اختلاف ہے کہ کون تھا اکثر روکا یہ قول ہے کہ یشیر

سنا نہیں جاتا تو مولانا محمد اسماعیل صاحب کا قول کس گنتی میں ہے بعضے منا
 کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کا علم بہت بڑا چڑا تھا ہمارے نزدیک یہ بات تحقیق کے
 خلاف ہے مولانا صاحب کو جہاد وغیرہ سے فرصت نہ ملی اسلئے آپ کو نظر عالی نہ ہو
 اگر نظر جناب کی ان روایات پر ہوتی جنہر اجل کے علماء حدیث کی ہے تو آپ
 ایسی بات ہرگز نہ فرماتے دیکھو ابن عمر رضی اللہ عنہما کیسے جلیل القدر صحابی اور کیسے کچھ کہ
 جنکا اتباع ضرب النثل ہو رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے شرح موطا
 میں نافذ فرمایا ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ لو سرائت عبد اللہ بن عمر یلتج اثار
 رسول اللہ صلعم لقلت انہ مجنون یعنی تو اگر اسے مخاطب عبد اللہ بن
 عمر کو دیکھنا کہ پیروی کرتے ہیں سنتوں رسول اللہ صلعم کی تو کہنا یہ تو دیوانے
 ہیں ایسے متبع اگر کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ اپنی نماز میں رفع الیدین نہیں
 کرتا تو اسکو کنکر مارتے اس اثر کو امام بخاری نے جہد رفع الیدین میں لیسندہ
 صحیح روایت کیا ہے اور امام بخاری نے بسند صحیح حسن بصری سے نقل کیا ہے
 کہ صحابہ رفع الیدین کرتے تھے گویا کہ ہاتھ اٹھانے کثرت حرکت سے پٹکھے تھے
 حسن نے کسی صحابی کا استئذان نہیں کیا کہ فلاں صحابی تو رفع الیدین کرتے
 اور فلاں نہ کرتے بلکہ بالعموم سب صحابہ کو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 اے لوگو! زمین تمکو وہ نماز پڑھکر تبادون جبکو آنحضرت صلعم پڑھا کرتے
 اور اسکا امر فرماتے کہ ایسی ہی نماز پڑھا کرو حضرت عمر نے یہ فرما کر نماز پڑھکر
 دکھائی اور اس میں رفع الیدین کیا اسکو بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا ہے
 ایسے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا کہ وہ بھی برابر

بجائی مصلحتی بھی ہم لوگوں کی طرح عالمین سنن کے ہو جاتے تو ہمارا گروہ بھی
 کے لگ جگ ہو جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انصر احوال ظالما و مظلوما
 یعنی اپنے بجائی کی مدد کر خداداد ظالم ہو یا مظلوم خیال کرو ظالمین سنت سے
 اور مظلوم ہو گا و نہایت سیکڑوں ملعون کی بوجھاڑ انپر پڑتی ہے کوئی دہائی
 کہتا ہے کوئی لامذہب بناتا ہے کاش ہمارے بجائی مصلحتی انکی مدد کرتے تو
 حامل اس حدیث کے بھی ہوتے۔ اتنا اور بھی خیال کر لینا چاہئے کہ اگر کوئی
 ظالم کسی مال چھینے تو اس مظلوم کی مدد یوں کیجاو گی کہ ظالم کو مال چھیننے سے
 روکا جاوے گا اگر کوئی کسی کو مارے تو اسکو مارنے سے باز رکھا جاوے گا اسطرح سے
 عالمین بالسنت کی مدد یوں ہوگی کہ علی بالسنت شروع کیا جاوے کیونکہ یہ لوگ
 قلیل ہیں اسلئے مخالفین ملعون کرتے ہیں جب یہ بھی انکے قریب قریب ہوتے
 تو سارا ملعون و لعن اٹھ جاوے پھر تو دعویٰ برابر کیا ہونے لگے یا اللہ تو ہمارے
 ان مصلحتی بھائیوں کو جو طرح طرح کے نکتے عذر بیان کرتے ہیں سمجھو دے
 ہمارے مصلحتی بھائیوں کا ایک عذر یہ بھی ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید
 نے رسالہ تنویر العینین میں لکھا ہے کہ جنہو رفع الیدین ساری عمر نہ کیا آپس
 کچھ ملامت نہیں ہے جو کر گیا اسکو ثواب ملیگا تاکہ کو ملامت نہیں میری کہنت
 میں یہ عذر کا بہت ہی کتا ہے ترک تعلیمی دعویٰ اور پھر یہ عذر بھائیوں کا
 ابو حنیفہ یا امام شافعی کی تقلید نے کیا قصور کیا ہے جو مولانا مولوی محمد اسماعیل
 صاحب کی تقلید کی جاتی ہے بھلا تم ہی انصاف کرو مولانا کا مجرد قول شرح میں
 محبت ہے میکہ قول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ میں حدیث کے

مصلحتی بھائیوں کے اس عذر کا جواب مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید نے فرمایا کہ نفع کو غیر لازم کہا ہے

یہ جواب تو مولانا کے قول کا تحقیقی ہوا ایک جواب الزامی بخیریت اپنے مصلحتی
 گزارش کرتا ہوں اگر کوئی حقیقی آپسے کہے کہ اس فعل کو امام ابو حنیفہ نے مکروہ
 فرمایا امام کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے آپ صاحب اس قول امام کا کیا جواب دیں گے
 جو جواب اس قول امام کا ہے وہی جواب ہم مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم کے
 قول کا دینگے خلاصہ کلام و سلاہ مقام کا یہ ہے کہ ہمارے مصلحتی بھائیوں کو اللہ
 تعالیٰ کا خوف چاہئے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں،
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اس بات پر کہ حق بات کہیں اور اللہ رسول کے حکام
 افعال میں کسی طاعت کی طاعت کا خیال نہ کریں اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا
 قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ احق ان تخشی کہ اللہ ہی زیادہ مستحق
 ہے کہ اس سے انسان ڈرے ایک حدیث ابن ماجہ وغیرہ میں ہے خلاصہ مضمون
 اسکا بیان لکھا جاتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہیگا کہ
 معروف کے بارے میں تم لوگوں سے ڈر گئے اور میرا کچھ خیال نہ کیا حالانکہ میں
 لائق تر تھا کہ مجھ سے ڈرتے۔ اے لوگو مصلحت کو بالائے طاق رکھ دو علی الاست
 شروع کرو ووالسالمون فی طریق السدا واللہ ہی ٹھیک راہ کی توفیق بخیر
 ہے یا مقلب القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک حضرت صلعم اس دعا کو ہمیشہ
 پڑھتے اسکا وظیفہ رکھتے معنی اسکا یہ ہیں کہ اے دلون کے پھیر نیوالے ہمارے
 دلوں کو اپنی عبادت کی طرف پھیر۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اکثر اسکو پڑھ کرین اس آیت کا
 فائدہ بہت طول ہو گیا اب وہ سری آیت لکھی جاتی ہے۔ سورۃ نسا میں ہے
 ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم

یہ روایت
 صحیح ہے
 حدیث

رفع الیدین کرتے اور نیز بہتی نے لبند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ کی
 شانزہمیشہ رفع الیدین کے ساتھ رہی یہاں تک کہ آپ نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا
 اب کہو صاحبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقدار کیا جاوے اور حضرت ابو بکر صدیق و عمار
 و ابن عمر وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات مانی جاوے یا مولانا اسمعیل صاحب
 شہید کی اگر رفع الیدین کے تارک پر کچھ ملامت نہ ہوتی تو عبد اللہ بن عمر کیوں
 تارک رفع کو نکلا کرتے عمر بن عبد العزیز جو مشہور تابعین سے ہیں مانع رفع الیدین
 سے ملاقات کیوں ترک کرتے اور یہ کیوں کہتے کہ ہم لوگوں میں رفع الیدین کے ترک
 مارے جاتے تھے اسکو امام بخاری نے جہاں رفع الیدین میں روایت کیا ہے اگر تارک
 اسکا غیر ملام ہو تا تو علی بن مدینی و شافعی وغیرہما سن الحدیث کیوں کہتے کہ حق ہے
 مسلمانوں پر رفع الیدین کہیں کیونکہ اس مسئلے کی حدیث بہت صحیح ہے ہمارے نزدیک
 اگر یہ روایات مولانا مرحوم کو پہنچتی تو ہرگز یہ نہ فرماتے کہ تارک اسکا غیر ملام ہو گا
 مولانا کے قول کی ایک توجیہ شیخنا و شیخ الكل خاتمة الحدیثین رافع لوائے سنت
 خاتم المرسلین مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی متغلا اللہ بطل بقا
 نے یوں فرمائی کہ مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید نے جب رسالہ رفع الیدین لکھا
 تو زمانہ نازک تھا لوگ اس فعل سے محض اجنبی تھے اگر شروع شروع میں مولانا اس مسئلے
 میں تشدد فرماتے تو قلوب عوام کے متنفر ہو جاتے لہذا مولانا نے پہلی مرتبہ نرمی
 سے کام لیا پھر مولانا کو فرصت نہ ملی کہ تکمیل اسکی کرتے اگر آپ اسکو سن نہ فرماتے
 خیال فرماتے تو اسپر داومت خود کیوں کرتے انتہت خلاصہ کلامہ ختم ہوا خلاصہ
 کلام آپ کا - ہمارے نزدیک یہ توجیہ شیخنا کی قرین قیاس ہے واللہ اعلم بحقیقۃ

مسکینین جاتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو مجھ کو صبر نہیں رہتا مکان سے آکر
 آپ کو دیکھ لیتا ہوں اور جبکہ اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو یقین ہوتا
 کہ آپ تو نبیوں کے ساتھ بلند ورجہ میں ہونگے میں ڈرتا ہوں کہ آپ کو میں
 شاید نہ دیکھوں کیونکہ میں ادنیٰ مرتبہ میں ہوں گا یہ سنکر اپنے اسکو کچھ جواب دیا
 یہاں تک کہ جبریل اس آیت کو لیکر نازل ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ثواب
 مولیٰ آنحضرت صلیم کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ کو وہ بہت محبوب کھٹا
 آپ کی مفارقت پر اسکو صبر کہ مخاف اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
 کہ محبت اللہ و رسول کی یہ ہے کہ اطاعت اللہ و رسول کی کیا وے اور اطاعت
 وہی کریگا جسکو محبت ہوگی اور آدمی قیامت میں انھیں کے ساتھ ہوگا
 جبکہ دنیا میں چاہتا تھا عن انس ان سرجا لسال النبی صلی اللہ
 علیہ و علی آلہ وسلم عن الساعة فقال متى الساعة قال و
 ما اعدت لها قال لا شئ الا انی احب اللہ ورسولہ فقال انت مع
 من احببت قال انس فما ضحنا بشئ اشد فمرحاً بقول النبی صلیم
 انت مع من احببت قال انس فانما احب النبی صلیم وایاکم و عمر و
 اسرجی ان اکون معهم بحبی ایاہم وان لم اعمل باجماعکم اخرجہ
 الشیخان۔ قال العبد الضعیف الراعی الی رحمت اللہ العجید ^{سعد} محمد
 وانا ایضاً احب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حباً شديداً
 وایاکم و عمر و سائر الصحابۃ واتباعہم و سلف الامۃ سیمما
 المحمدین رضوان اللہ علیہم اجمعین فارجو ان الکن معہم

من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن
 اولئک سرفیقاً ترجمہ جس نے اللہ رسول کا کہا مانا وہ ان لوگوں کی ہمراہ
 ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین
 ہیں کیا اچھے یہ لوگ ساتھی ہیں تفسیر فتح البیان وغیرہ میں اس آیت کا شان
 نزول یوں لکھا ہے اخرج الطبرانی وابن مردودیه والبیہقی فی الحلیۃ
 والضیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ وحسنہ عن عائشۃ قالت
 جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 فقال يا رسول الله انك لاحب
 الى من نفسي وانك لاحب الى من ولدي والى لاكون في البيت
 فاذا كنت فما اصبر حتى اتى فانظر اليك واذا ذكرت مولتي وموتك
 عرفت انك اذا دخلت الجنة سرفت مع النبيين والى اذا
 دخلت الجنة خشيت ان لا اساك فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم حتى
 نزل جبريل بهذه الاية وقيل تزلت في ثوبان مولی رسول
 الله صلى الله عليه وسلم كان شديدا لاحب لرسول الله صلى الله
 عليه وسلم قليل الصبر عنه ترجمہ طبرانی ابن مردودیه والبیہقی
 علیہم ضیاء المقدسی نے سخت کی صفت میں حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت کیا
 اور حسن بھی کہا کہ ایک آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے رسول اللہ آپ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ پیار
 ہیں اور میری اولاد سے بھی آپ مجھ کو زیادہ پیارے ہیں اور میں جب انہی

عمل کر نیک شوق غایت کرے یا اللہ تو میرے اور میرے بھائیوں کے دلوں سے
 تاویلات بارودہ رکیکہ کو اٹھاوے عظمت اپنے کلام و کلام رسول کی عظمت
 فانک علی ما تشاء قد میرا بالاجابة جدید سورہ نسا میں اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان
 تنازعتم فی شئ فرددوہ الی اللہ و الی الرسول انکم تم تو مصوفین
 باللہ و الیوم الاخر ذلک خیر و احسن تاویلا ترجمہ اے ایمان
 کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور جو حاکم ہیں تم میں پھر اگر جھگڑو تو تم کسی
 چیز میں تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ
 اور تم پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے۔ شان نزول اس آیت کا بخاری
 وغیرہ میں یوں ہے عن ابن عباس قال نزل قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین
 امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فی عبد اللہ
 بن حذافۃ السہمی بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سرایت یعنی بن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قول اللہ تعالیٰ کا اے ایمان والو کہ مانو اللہ کا
 اور رسول کا اور صاحب حکومت والو کا بارے میں عبد اللہ بن حذافہ سے بھی
 نازل ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک چھوٹے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا فصل
 مقتلہ سکا بخاری سے ابن القیم نے زاد المعاد میں یوں نقل کیا ہے وینا غیر زاد
 مطبوعہ مطبع نظامی صفحہ ۱۰۴ میں ہے و ثبت فی الصحیحین ایضا من
 حدیث الاعمش عن سعید بن عبدیۃ عن ابی عبد الرحمن السلمی
 عن علی رضی اللہ عنہ قال استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذافہ

بھی ایاہم ترجمہ حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے
 آنحضرت صلعم سے قیامت کا سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی آپ نے فرمایا تو نے
 اسکے لئے کیا سامان تیار کیا ہے اوسنے کہا میں نے تو کوئی شے بڑی نہیں تیار کی مگر
 میں اللہ رسول کو چاہتا ہوں محبت رکھتا ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ تو انکو سامان
 ہوگا جنکو تو چاہتا ہے انس نے کہا کہ ہم اس سے بڑھکر کبھی خوش نہ ہوئے جسقدر
 آپ کے اس فرمان سے خوش ہوئے کہ تو انکے ساتھ ہوگا جنکو تو چاہتا ہے حضرت
 انس نے کہا کہ میں حضرت صلعم والو بکرو عمر کو چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں
 کہ میں انکے ساتھ قیامت میں بیعت انکی محبت کے ہوں اگرچہ انکو برابر
 اعمال نہ کھئے ہوں اس حدیث کو بخاری مسلم لائے ہیں۔ یہ بندہ ضعیف امیدوار
 رحمت اللہ بزرگ کا محمد سعید مولف اسکا کہتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم والوں
 و عمر و کل صحابہ و آپ کے تابع داروں اور پہلے لوگوں اس امت کو بہت چاہتا ہوں
 خصوصاً سلف امت سے ائمہ محدثین کو اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو میں بھی
 امید کرتا ہوں کہ بیعت انکی محبت کے انکی ہمراہ ہوں اگرچہ میرا عمل انکے عمل کے
 موافق نہیں ہے یا اللہ تو اس بندے گناہگار کا خاتمہ بالآخر کجیو انہیں لوگوں
 کے ساتھ شکر کرنا تجکو شرم ہے اگرچہ تجکو شرم نہیں ہے مگر تو بڑا مہربان ہے تیرے
 سامنے میرے گناہوں کی کیا ہستی ہے یا اللہ تو میرے گناہوں پر خاک ڈالو میں ہر
 اس صاحب سے جو اس رسالیکامطالعہ کرین امید رکھتا ہوں کہ میرے لئے شرف
 و کارہین کہ اللہ تعالیٰ میرے حائل کو قال کے موافق کر دے پس اسی اتباع
 سنت پر میرا خاتمہ کرے آفت تقلید و حیرت سے بچا دے ظاہر قرآن و حدیث پر

چھی بات میں ہے یہ رجل انصاری وہی عبداللہ بن حذافہ سہمی ہیں تمام ہوا
 مضمون زاد المعاد فی ہدی خیر العباد کا۔ یہ حدیث جو بواسطہ زاد المعاد کے
 ہوئی بخاری شریف کی کتاب المغازی باب سیرۃ عبداللہ بن حذافہ السہمی
 نیز بخاری نے اسکو کتاب الاحکام میں بھی ذکر کیا ہے مگر اس روایت میں ایک
 شبہ یہ وارد ہوتا ہے کہ روایت ابن عباس سے جو بخاری کی پہلے گزری
 یہ معلوم ہوا کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ سہمی کے بارے میں نازل ہوئی گا
 حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ میں یہ لفظ ہے کہ استعمل علیہا سر جلا من الانصار
 یعنی آپ نے اس لشکر پر ایک انصاری کو امیر بنایا۔ یہ حدیث پہلی روایت کے
 معارض ہوئی کیونکہ عبداللہ سہمی ہیں اور یہ مرانصاری اسکا جواب حافظ
 ابن حجر نے فتح الباری میں یوں دیا ہے قوله و يقال انها سارية الانصار
 فاشارة لک الاحتمال تعدد القصة وهو الذي يظهل للاختلاف
 سياقتهم واسم اميرهم والسبب في امره يدخلهم الناس ويقتل الجمع
 بينهم بضرب من التاويل ويبعد وصف عبد الله بن حذافه
 السهمي القرشي المهاجري بكونه انصاريا فقد تقدم بيان نسب الله
 بن حذافه في كتاب العلم ويقتل الحمل على المعنى الاصح اى انه نصراني
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في الجملة والى التقدير جزم ابن القيم
 واما ابن الجوزي فقال قوله من الانصار وهم من بعض الرواة
 وانما هو سهمي قلت ويؤيداه حديث ابن عباس عند احمد في قوله
 تعالى يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا لسول واولي الامر

من الانصار علی سرایتہ بعثہم وامرہم ان یسمعوا لہ ولیطیعوا
 فاغضبوا فی شئ فقال اجمعوا خطبا فجمعوا فقال او قد واناسا فاقول
 ثم قال الم یامرکم رسول اللہ صلعم ان تسمعوا لی واطیعوا قالوا
 بلی قال فادخلوها فنظر بعضهم الی بعض وقالوا انما امرنا الی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الناس فسکن غضبہ
 وطفیت الناس فلما قدما علی رسول اللہ صلعم ذکر فی ذلک
 فقال لو دخلوها ما خرجوا منها انما الطاعة فی المعروف وهذا ^{اللعن} اللہ
 بن خذافۃ السہمی ترجمہ صحیحین میں بروایت حدیث اعمش یون
 ثابت ہوا وہ سعید بن عبیدہ سے روایت کرتے ہیں وہ ابی عبد الرحمن ^{سہمی} سے
 وہ حضرت علی رضی عنہ سے حضرت علی رضی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
 آدمی کو انصار سے ایک چھوٹے لشکر پر عامل بنایا اور ان لوگوں کو حکم کیا کہ اسکا ہا
 سنیں اور طاعت کریں ان لوگوں نے کسی بات میں اسکو خفا کیا اس نے
 حالت غصہ میں کہا کہ میرے لئے لکڑیاں جمع کرو انہوں نے جمع کر دیں پھر کہا کہ آگ
 جلاؤ انہوں نے آگ جلا دی پھر کہا کیا تم نے آنحضرت صلعم نے حکم نہیں کیا کہ میری
 اطاعت کرو کہا مانو انہوں نے کہا ہاں کہا پس اس آگ میں گر پڑو یہ نہ کر بعض نے
 بعض کی طرف دیکھا اور کہا ہم تو آنحضرت صلعم کی خدمت میں اسی آگ سے ڈر کر
 آئے ہیں اسی حیصہ میں او سکا غصہ بھی فرو ہو گیا اور آگ بھی بجھ گئی جبکہ
 آنحضرت صلعم کی خدمت میں لوگ واپس آئے تو آپ سے یہ باخبر بیان کیا آپ نے
 فرمایا اگر آگ میں جلا کر مرے تو کبھی اس سے نہ نکلے کیونکہ طاعت امام کی کبھی

تہذیب قول ابن جوزی کے ہے کہ عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی جسکو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے لشکر کا امیر کر کے بھیجا اوسکے بارے میں یہ آیت نازل
 ہوئی سورہ نسا رک تفسیر میں اگر چاہا اللہ نے تو یہ قصہ آویگا اور اسکو شعبہ
 نے زبیدی اجمعی سے روایت کیا ہے وہ سعد بن عبدیدہ سے روایت کرتے ہیں
 پس آنحضور نے رجل کا لفظ کہا من الانصار کا لفظ نہیں کہا اور نہ نام اوسکا
 بیان کیا اور مصنف نے بھلی اسکو کتاب خبر الواحد میں روایت کیا ہے خلاصہ
 کلام یہ ہے کہ یہ تو وصف انصار کیو عام معنی پر چل گیا جاوے اور کہا جاوے کہ
 لفظ انصاری سے عام مراد ہے کہ جو مددگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو
 وہ انصاری ہے گو وہ قبیلہ انصار سے ہو یا نہ ہو تو اس تاویل سے عبد اللہ بن
 حذافہ بھی انصاری ہوئے اور دونوں روایتوں میں موافقت ہوگئی۔ یا یون
 کہا جاوے کہ یہ قصہ ہی متعدد ہے عبد اللہ بن حذافہ کی امارت میں بھی یہ قصہ
 پیش آیا اور انصاری کی امارت میں بھی پیش آیا تو بھی تعارض رفع دفع
 ہو جاوے گا یا یون کہا جاوے کہ ہر انصاریہ بعض راویوں کا وہم ہے اس
 صورت میں بھی دونوں حدیثیں موافق ہو جاوے گی تعارض جاتا رہے گا اس آیت
 سے معلوم ہوا کہ ہر امر میں پیروی اللہ و رسول کی کرنا چاہئے اور جو صاحب
 حکومت کسی بات کو جو وہ خلاف قرآن حدیث کے نہ ہو کہہیں تو اوسکو بھی مان لیا
 چاہئے اس آیت سے اس زمانہ کے مقلدین نے تقلید کے وجوہ کی دلیل نکالی ہے
 حالانکہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھ بھی علاوہ نہیں تفصیل اس اجمال کی نظر
 ہے کہ اس آیت میں لفظ اولی الامر کا واقع ہوا ہے اہل تقلید اسکے یہ معنی بیان کرتے

الایۃ نزلت فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قلیس بن عدی بعثہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ساریۃ و سیائی فی تفسیر سورۃ النہام
 ان شاء اللہ تعالیٰ و قد سواہ شعبۃ عن شریذ الیامی عن سعد
 بن عبیدۃ فقال ساجد و لم یقل من الانصار و لم یسمہ اخرجه
 المصنف فی کتاب خبر الواحد - ترجمہ قول مصنف کا (و یقال انہا
 ساریۃ الانصار) یعنی کہا جاتا ہے کہ وہ ساریہ انصار کا تھا مولف نے اس
 قول سے طرف تعدد قصہ کے اشارہ کیا ہے اور محلو بھی یہی ظاہر معلوم ہوتا ہے
 باعث مختلف ہونے روانگی کلام اور نام امیر ان دونوں کے اور آگ میں خلل
 ہونے کا سبب بھی مختلف ہے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونوں
 میں کچھ تھوڑی سی تاویل کر کے موافقت دیکھا وے اور باعث ہونے عبد
 بن حذافہ کے سہمی قرشی مہاجر انصاری ہونیکا وصف بعید معلوم ہوتا ہے
 اور کتاب علم میں عبد اللہ بن حذافہ کے نسب کا حال بیان ہو چکا اور یہ محال
 ہے کہ وصف انصار کو عام معنی پر چل کیا جاوے یعنی کچھ تو مدد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی عبد اللہ بن حذافہ نے کی اسی معنی کہ انصاری کے وصف
 تعبیر کیے گئے ابن القیم اس قصہ کے مستعد ہونے کی طرف مائل ہوئے ہیں اور
 ابن جوزی نے کہا کہ قول مؤلف (من الانصار) بعض راویوں کا وہم ہے عبد
 بن حذافہ تو سہمی ہی ہیں میں کہا ہوں کہ حدیث ابن عباس جسکو احمد
 اللہ تعالیٰ کے قول (اسے ایمان والو کہا، انوالہ تک) اور کہا، انور رسول کا اور
 جو قوم میں سے صاحب حکومت ہوں آخر آیت تک) میں روایت کیا ہے

معنی پر محمول ہوتا ہے تو اس مقام پر اسکو اصلی معنی سے بھیرنا نہایت بعید ہے
 پنجہسم محققین مفسرین نے تفسیر اولی الامر کی امر اسے کی ہے چنانچہ امام بخاری
 اپنی جامع میں تفسیر اس آیت میں فرماتے ہیں بخاری جلد ثانی تفسیر سورہ
 نسا میں ہے باب اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
 ذوی الامر یعنی یہ باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہا ماواللہ کا کہا ماواللہ
 اور صاحب حکومت کا یعنی صاحب امر کا فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے
 کذا ابی ذر وغیرہ اولی الامر منکم ذوی الامر وھو تفسیر ابی
 قال ذلک فی ہذہ الایۃ وخراد والدلیل علی ذلک ان واحداً ذوی
 واحد اولی لانھا لا واحد لھا من لفظھا یعنی ابی ذر کی روایت میں یہ
 واقع ہوا ہے اور غیر کی روایت میں یوں ہے (تم سے جو اولی الامر یعنی صاحب
 حکومت ہوں) یہ تفسیر اصل میں ابو عبیدہ کی ہے جو اس آیت کی انھوں نے
 تفسیر کی ہے اور یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ دلیل سپر یہ ہے کہ واحد اولی کا ذو ہے
 کیونکہ واحد اسکا اسکے لفظ سے نہیں آیا غرض ابو عبیدہ کی یہ ہے کہ اصل اسکی
 ذو ہی ہے اور ذو کے معنی صاحب کے ہیں۔ دوسری جگہ فتح الباری میں
 لکھا ہے واختلف فی المراد باولی الامر فی الایۃ فعن ابی ہریرۃ قال
 ھم الامراء اخرجہ الطبری باسناد صحیح واخرج عن میمون بن مہران
 وغیرہ نحو الیہ ترجمہ اس میں اختلاف ہے کہ اولی الامر سے اس آیت میں
 کیا مراد ہے طبری نے ابو ہریرہؓ سے اسناد صحیح روایت کیا ہے کہ مراد اس سے
 امیر لوگ ہیں اور میمون بن مہران وغیرہ سے بھی مثل اسکے روایت کیا ہے۔

تقلید کرو علما کی یعنی اولی الامر سے مجتہدین مراد ہیں کیونکہ دین کے سردار وہی
لوگ ہیں چونکہ اول صیغہ امر کا ہے اور مقتضی امر کا وجوب ہے اسلئے اس آیت سے
وجوب تقلید ثابت ہوا۔ جواب اسکا میں چند وجہوں سے گزارش کر کے اُن باتوں
سے جسکو تحقیق حق کا شوق ہے انصاف چاہتا ہوں کہ تعصب کو چھوڑ دین اگر میرا
جواب مجھ میں آوے تو تقلید کو چھوڑ کر اتباع سنت اختیار کرین وجہ اول
اس آیت میں لفظ اولی الامر کا واقع ہوا ہے اس سے علما مجتہدین کی صورت
سے مراد نہیں ہو سکتے چچہ وجہ سے اول یہ کہ شان نزول اس آیت کا جو مذکور
ہوا خود دلالت کرتا ہے کہ مراد اولی الامر سے امیر رئیس ہیں نہ علما مجتہدین
و وہم لفظ اولی الامر جسکے معنی صاحب حکومت کے ہیں علما مجتہدین مراد لینے سے
انکار کرتا ہے وجہ انکار کی ظاہر ہے کہ اولی کے معنی صاحب امر کے معنی حکم کرنے کے
مصدر کا محل تو ذات پر ہونہیں سکتا یا تو معنی اسم فاعل کے ہوتا ہے یا اسم مفعول
کے یہاں پر معنی اسم فاعل کے ہیں یعنی صاحب حکومت سو ہم اہل اصول کا
اتفاق ہے کہ جب تک معنی حقیقی یعنی اصلی اوس لفظ کے مراد ہو سکیں اوسوقت
تک معنی مجازی یعنی اصلی کے خلاف مراد نہیں لئے جاتے اس مقام پر معنی حقیقی
اچھی طرح سے بن سکتے ہیں لہذا معنی مجازی مراد نہیں لئے جاویں گے چہاں ہم
قرآن میں اور جس جگہ اولی کے ساتھ اور لفظ آیا اوسکے اصلی معنی مراد لیں گے
جیسے سورہ نمل میں ہے قالوا نحن اولی قوۃ واولی باس شدید یعنی
ہم لوگ صاحب قوۃ اور صاحب سخت لڑائی کے ہیں جسے محاورات قرآن و
حدیث کو دیکھا بھالا ہے اسپر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے جبکہ اور جگہ یہ لفظ اپنی

اور دن پچھلے پر پکھتو ہو اسکے کچھ معنی نہ بن سکیں گے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب مراد
 لفظ اولی الامر سے علماء مجتہدین ٹھہرے تو تنازع کی صورت نہیں ہو سکتی کیونکہ
 عامی کی شان نہیں ہے کہ مجتہد سے مباحثہ کرے اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ
 اے مجتہد اگر تم آپس میں جھگڑا کرو تو اسکو اللہ رسول کی طرف پھیرو حالانکہ یہ معنی
 نہایت بعید ہیں نیز شان نزول بھی اس آیت کا اس معنی سے انکار کرتا ہے
 اور جب معنی اولی الامر کے امراء کے لئے جاتے ہیں تو معنی میں کچھ خرابی نہیں
 پڑتی اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ اے لوگو اگر تم کو تمھارے صاحب حکومت
 کوئی حکم کریں اور تمھارے نزدیک وہ خلاف اللہ و رسول کے ٹھہرے تو تم انکا
 کہنا نہ مانو بلکہ اسکو اللہ و رسول کی طرف پھیرو کیونکہ طاعت کسی مخلوق کی خالق کی
 معصیت میں نہیں ہے چاہے امیر ہو یا فقیر عالم ہو یا عامی اسدیاصلے امام بخاری
 نے اپنی جامع میں اسکا ایک باب معین کیا ہے بخاری جلد ثانی کتاب الاحکام میں
 ہے باب السمع والطاعة للامام ما لم تکن معصية ترجمہ یہ باب ہے
 امام کی اطاعت کا اسکا کہا سنے کا جبکہ وہ گناہ کی بات نہو اسی باب میں حدیث
 عبد اللہ بن عمر کی امام بخاری لائے ہیں لفظ اسکا یہ ہے عن نافع عن عبد
 رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعة
 علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم تکن معصية فاذا امر بمعصية
 فلا سمع ولا طاعة ترجمہ نافع سے روایت ہے وہ عبد اللہ بن عمر
 سے روایت کرتے ہیں وہ آنحضرت صلعم سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا امام کی بات
 سنا اسکا کہا مانا ہر مسلمان مرد و عورت ہے خواہ وہ بات اسکو جہلی معلوم ہو یا بیری

تفسیر ابو ہریرہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوا ہے۔ کہ مراد اولی الامر سے امیر لوگوں میں
 نہ علماء مجتہدین اس مقام میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ غیر عموم
 الفاظ کی ہوتی ہے نہ خصوص موارد کی تو ہو سکتا ہے کہ عموم الفاظ سے عام مراد
 لیا جاوے یعنی علماء امر مجتہدین وغیرہ۔ جواب اس سوال کا یہ ہے کہ یہ قاعدہ
 بیشک ٹھیک ہے مگر اس لئے اس کا مطلب نہیں سمجھا عموم الفاظ اس کے افراد میں ہوتا،
 نہ دوسرے افراد مثلاً کہنے کا انسان یعنی آدمی تو عموم اس کا یہ ہو گا کہ جس قدر افراد
 انسان کے ہیں وہ مراد لئے جاوین نہ یہ کہ اس عموم سے حیوان کے کل افراد
 گائے گھوڑا وغیرہ بھی اس سے مراد ہوں اس جگہ اولی الامر کے جس قدر افراد ہیں
 خواہ مصداق ان کا زیادہ ہو یا عمر و مراد ہو سکتے ہیں نہ فرد علماء مجتہدین کے
 ان پانچ وجہوں سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ مراد اولی الامر سے امرائین نہ علماء مجتہدین
 بجلال اب تم ہی کہو امام صاحب کس ملک کے حاکم تھے یا امام شافعی و مالک کہاں کے تھے
 امیر تھے یہ صاحب تو عالم کامل تھے ان کا کام فتوہ دینے کا تھا تم زبردستی ان کو اولی الامر
 داخل کرتے ہو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی میں جانتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے
 فرہم سلیم عطا کیا ہے وہ اس آیت کے معنی کو خیال کر کے صاف کہے گا کہ بیشک مراد
 اس آیت سے امرار رؤسا ہیں نہ علماء فقہار۔ بعد تمام کرنے ان پانچ وجہوں
 اللہ تعالیٰ نے ایک اور وجہ القاری کی لہذا اس کو وجہ ششم قرار دیا جاتی ہے۔
 وجہ ششم اگر اس آیت کے لفظ اولی الامر سے مراد علماء مجتہدین لئے جاوے
 تو آیت آخر فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والی رسول الہم یعنی اگر
 آپس میں اگر تم جھگڑا کرو تو اس کو رد کرو طرف اللہ اور رسول کے اگر تم ایمان اللہ

ذرا ان وجہوں کو خوب غور سے ملاحظہ کرو اس تحقیق سے ثابت جب یوں ہوا
 کہ اولی الامر سے مراد امرار رؤسا ہیں کہ انکی طاعت امور سیاست و انتظام میں
 ضرور کرنا چاہئے تو اب تو یہی کہو کہ تقلید ائمہ اربعہ سے اس آیت کو کیا علاقہ رہا
 کوئی ہٹ دھرم اب بھی نہ لے یہود کا ساتھ دیوے تو او کو سواے اللہ کے کوئی
 ہدایت نہیں کر سکتا وجہ ثانی یہ ہے فرض کیا کہ مراد لفظ اولی الامر سے علماء مجتہدین
 ہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے بعد اسکے بھی پوچھا جاتا ہے کہ علماء مجتہدین
 اس امت میں سیکڑوں گذر گئے ہیں قبل آئمہ اربعہ کے بھی جیسے حضرت ابوبکرؓ
 حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہم اربعہ متعاضدین جبل ابوموسیٰ اشعری
 خالد بن ولید ابو عبیدہ زید بن ثابت سعد بن عبادہ سعد بن معاذ سعید
 بن زید عبد الرحمن بن عوف وغیرہم من الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
 و تابعین سے زہری ابن مسیب سالم بن عبد اللہ نافع محمد بن اسحاق وغیرہم
 ائمہ اربعہ کے ہمران جیسے سفیان ثوری امام اوزاعی امام اسحاق اور انکے بعد
 بہت سے محدثین۔ امام شوکانی نے یہ رطالع میں نام انکے گئے ہیں از انجملہ صحابہ
 سے اس مقام پر لکھو جاتے ہیں داؤد بن علی بن خلف امام ظاہریوں کے اسکا
 معنی یہ میں بھی بسط سے لکھا گیا ہے امام الدنیا محمد بن اسمعیل بخاری صاحب الصحیح
 امام مسلم صاحب الصحیح امام ابوداؤد صاحب السنن امام ابو عیسیٰ ترمذی امام
 نسائی امام ابن ماجہ امام دارمی امام حمیدی صاحب مسند امام ابوبکر بن ابی شیبہ
 صاحب مصنف کے جنہوں نے اپنی کتاب میں ایک باب ہی مستقل امام ابو حنیفہ
 کے رو میں وضع کیا ہے عنوان اسکا یوں ہے کتاب الرد علی ابی حنیفۃ یعنی یہ

یہ تک وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اور جب امام بنی بات کا حکم کرے تو اس میں اس کی طاعت
 نہیں ہے نہ اس کا ہر سنا قافلہ ابن حجر فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں
 یوں رقم فرماتے ہیں قولہ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع و لا طاعة الا للہ
 ذلک بل یحکم علی من کان قادرا علی الامتناع و فی حدیث معاذ عند
 احمد لا طاعة لمن لم یطع اللہ و عندہ و عند البراء فی حدیث
 عمران بن حصین و الحاکم بن عمر و الغفاری لا طاعة فی معصیۃ اللہ
 و سندہ قوی و فی حدیث عبادة ابن الصامت عند احمد و الطبرانی
 لا طاعة لمن عصی اللہ تعالیٰ الخ ترجمہ قول آپ کا جبکہ معصیت کا حکم
 کیا جاوے تو نہ سنا ہے نہ کہا ماننا یعنی یہ واجب نہیں ہے بلکہ جو منع کرنے پر
 قادر ہو اس پر تو حرام ہے۔ معاذ کی حدیث میں جو سند احمد میں یوں ہے
 جو اللہ کی طاعت نہ کرے اس کی طاعت نہیں ہے اور حدیث احمد اور بن ابی مرثد
 جو عمران بن حصین اور حکم بن عمر و غفاری سے مروی ہے یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 کی معصیت میں کسی کی طاعت نہیں ہے نہ اس کی قوی ہے اور حدیث عبادة میں
 جو سند احمد و طبرانی میں ہے یوں ہے کہ اس کی طاعت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی
 نافرمانی کرے آخر تک ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کی گو وہ امام ہو یا
 امیر یا رئیس یا عالم یا عامی طاعت معصیت اللہ میں نہیں ہے تو جب امام کسی
 امر کی نسبت حکم کیا اور وہ خلاف معلوم ہوا بوقت عرض کے تو اس کو چھوڑ دینا
 ہے اب معنی آیت کے بھی ٹھیک ہو گئے اول سے آخر کو رابط بھی ہو گیا ان جہے و جہوں
 سے وجہ اول تمام ہوئی۔ اے بھائیو انصاف کرو کہ اولی الامر مرد متہد کسی ہو سکتے ہیں

اگر وہ جواب با صواب ہونگے تو تسلیم کئے جاویں گے ورنہ انکی غلطی سے مجیب کو
 اطلاع دی جاوے گی **سوال اول** خلفا رابعہ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و
 عمر فاروق رضی اللہ عنہما بن عثمان و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اولی الامر تھے یا
 نہ تھے اگر یہ صاحب بھی اولی الامر تھے تو پھر کیا وجہ کہ انکی تقلید نہ کی گئی اور اگر انکی
 کی تقلید اختیار کی گئی اور اگر نہ تھے تو یہ بتاؤ کہ اولی الامر کس کہتے ہیں اور یہ صاحب
 کس وجہ و دلیل سے اولی الامر نہیں ہیں کسی کتاب معتبر کے حوالہ ثبوت دو۔
سوال دوم خلفا رابعہ مجتہد مستقل تھے یا نہ تھے اگر تھے تو انکی تقلید کیوں نہ
 کی گئی لوگ عمری علوی عثمانی کیوں نہ کہلائے حنفی شافعی کیوں ہوئے اگر مجتہد
 نہ تھے تو بتاؤ کہ مجتہد مستقل کسے کہتے ہیں اور وہ تعریف انہیں پائی جاتی ہے یا نہیں
 اور مجتہد مستقل ہونا انکا کسی کتاب معتبر اپنی سے لکھو یا بتاؤ کہ فلان مجتہد
 یا متوفی حنفی شافعی نے انکو مجتہد مستقل نہیں لکھا۔ **سوال سوم** یہ آیت حسین
 لفظ اولی الامر ہے جب نازل ہوئی تو اسوقت بھی اسپر عمل کرنا ضروری تھا
 یا ائمہ رابعہ کے زمانے کے بعد اسپر عمل ضروری ہوا اگر اسوقت بھی اسپر عمل ضروری
 تو ائمہ رابعہ کے زمانے کے قبل کون اولی الامر تھے جنکی تقلید ضروری تھی اب انکی
 تقلید کیوں جاتی رہی لوگوں نے کیا وجہ سمجھی کہ پہلے اولی الامر کی تقلید کو چھوڑا
 اور پچھلو کی تقلید کو اختیار کیا اور اگر اسوقت اس آیت پر عمل ضروری تھا تو
 اسکی دلیل بتاؤ کہ کس دلیل سے عمل ضروری تھا۔ **سوال چہارم** پہلے اولی
 تقلید چھوڑ کر پچھلوں کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو پہلے
 اولی الامر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و شریح

کتاب ہے روین امام ابو حنیفہ کے پیرو ایک ایک مسئلہ امام صاحب کا ذکر کیا ہے اور کیا
 حدیث خلاف کو۔ امام حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک امام ابن خزمیہ صاحب
 صحیح امام ابن حبان صحیح امام بیہقی صاحب السنن امام سیوطی مشہور امام ابی السکن امام ابن
 خزم کاہری امام ابوالحسن بنیزار امام حافظ ذہبی امام واقظنی امام سید محمد بن ابیہم
 ابوزیر صاحب عواصم امام سید محمد اسماعیل میر صنعانی سید عبدالقادر ابن احمد
 شیخ علامہ عصر محمد الدین بن عبدالسلام المعروف بابن تیمیہ صاحب منتقی۔
 احمد بن عبدالحلیم الحمرانی المعروف بابن تیمیہ۔ اور شاگرد رشید آپ کے ابن قیم
 مین کہا تک علماء مجتہدین محدثین کے نام لکھوں سد ماشافعیہ و حنفیہ و مالکیہ
 سے علماء مجتہد گذر گئے ہیں جنکی اسمعی کتب طبقات میں کیو۔ ہیں انشاء اللہ
 تعالیٰ بوقت فرصت کبھی علمہ انکا ذکر لکھنا جاوے گا خیال کر نیکا مقام ہے کہ جب
 اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیہ میں اس قدر علماء مجتہدین گذر گئے
 تو پھر کس دلیل سے لفظ اولی الامر سے ہی چار مراد ہو سکتے ہیں اور باقی میں
 کیونکہ لفظ اولی الامر کا اپنے اطلاق پر مجتہد کو شامل ہے مجتہدین ماقبل و
 مابعد ائمہ اربعہ کو مراد نہ لینا اور ائمہ اربعہ کو ہی مراد لینا اسکی وجہ مجہد میں نہیں
 آتی اور نہ کوئی قاعدہ بھی معلوم ہوتا ہے اگر کوئی صاحب کوئی وجہ عمدہ لائق
 قبول کے رکھتے ہوں تو پیش کرین اسوجہ کے متعلق کچھ سوال علماء متقدمین
 سے جو اس لفظ اولی الامر سے مراد ائمہ اربعہ لیتے ہیں لے جاتے ہیں یا نظر
 نمبر نصرة السنہ سے گذارش کرتا ہوں کہ ان سوال کو علماء متقدمین سے
 دریافت کرین اور رائے کہیں کہ جواب انکا بہتم نصرة السنہ کے پیش نظر کرین

ایک کی ائمہ اربعہ سے واجب ہے جو نہ مجتہد و نہ کی تقلید کریگا یا مجتہد و غیر مجتہد
 کی تقلید کریگا وہ مخالف اس آیت کے ہوگا کہ ہے اب آپ صاحب کبھی تو امام محمد
 کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں جیسے پانی مستعمل میں یعنی جو پانی و سنو کا یا غسل کا
 اعضا سے ٹپکے اسکے بارے میں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے اور کبھی قول امام
 ابویوسف پر جیسے مسائل قضائین کبھی ابن ابی لیلیٰ کے قول پر جیسے گواہوں کے
 قسم دینے میں جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے اور کبھی متاخرین کی رائے پر
 جیسے تعلیم قرآن و وعظ الضحیت و اذان کہنے و امامت کرانے پر اجرت لینا چنانچہ
 کتاب شامی حاشیہ و منتخب کتاب اجارہ میں موجود ہے کبھی امام زفر کی
 رائے پر اب تم ہی انصاف کرو کہ اب تنخواپنے امام کی تقلید چھوڑی یا نہ چھوڑی
 اور مخالف آیت کے بنے یا نہ بنے کہوا بتو اچھے غاص غیر مقلد بن گئے۔ ہماری سمجھ میں
 کوئی وجہ نہیں آتی کہ ان سب کی تقلید جائز ہو اور امام شافعی و مالک واحد
 و اوزاعی و نجاشی وغیرہم کی تقلید نہ جائز ہو اگر یہ کہو کہ امام محمد و ابویوسف
 وغیرہم شاگرد امام صاحب کے ہیں اول تو یہ عذر بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ
 متاخرین تو شاگرد امام کے نہیں ہیں اور اگر بھی قاعدہ ہو تو پھر امام مالک
 و شافعی و احمد یہ سب آپس میں استاد شاگرد ہیں شافعی کو امام مالک و احمد
 کی تقلید جائز ہوگی حالانکہ یہ تہا رہے خلاف مسلمات کے ہے کوئی وجہ
 محمد و تبا و اگر یہ کہو کہ صاحبین و امام کا اصول ایک ہے تو ہم دریافت
 کرتے ہیں کہ اصول سے کیا مراد ہے اگر کہو کہ اولہ اربعہ اس میں تو سب
 ائمہ موافق ہیں سب کا اصول ایک ہو انہیں کی کیا خصوصیت ہے اگر کہو

وسعید بن المسیب وغیرہ صحابہ تابعین میں سے جو اولی الامر تھے انکی تقلید
 کیون ترک کر کے ائمہ اربعہ کی جو متاخر انکے تھے کی گئی اور اگر پہلوں کی تقلید
 ترک کرنا اور پچھلوں کی تقلید کرنا جائز ہے تو امام بخاری و مسلم و انکے پچھلوں کی
 تقلید حتی کہ اس زمانے کے اولی الامر کی تقلید کیون جائز نہیں ہے اسکی وجہ
 عمدہ و دلیل علی بناؤ سوال پنجم لفظ اولی امر سے ائمہ اربعہ ہی کی
 تقلید کا حصر ہے یا نہیں اگر ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کا حصر ہے تو پھر امام محمد و ابو یوسف
 وغیرہما کی کیون تقلید کیجاتی ہے اور اس حصر کو توڑا جاتا ہے اور اگر ائمہ اربعہ
 کی تقلید کا حصر نہیں ہے تو پھر اور کی کیون تقلید نہیں کیجاتی اور اگر کوئی اور کی
 تقلید کرے تو اسکو کیون لافذہب بنایا جاتا ہے فقط اسسوالات خمسہ پر بالفعل
 اکتفا کیجاتی ہے اگر کوئی صاحب اسکا جواب عنایت کرے گئے تو پھر ہم اور رسالات
 پیش کریں گے۔ وجہ ثالث اگر بالفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ لفظ اولی الامر
 بھی ائمہ ثلاثہ اور دین تو پھر تخصیص انہیں سے ایک کی کہان سے آگئی کہ ان ائمہ اربعہ
 میں سے ایک کی تقلید واجب ہے جیسے یہ آیت قطعی الثبوت ہے اسیکے ہم پیکر کا
 کوئی شخص اسکا بیان فرمائے اور یہ بھی یاد رہے کہ مجر و آپ صاحبون کے رائے
 قیاس سے کام نہیں چلیگا کیونکہ آپ صاحبون کے نزدیک قاعدہ معین ہے کہ
 تخصیص قرآن خبر واحد سے درست نہیں ہے جبکہ تخصیص کتاب التذکی خبر
 واحد سے جائزہ ٹھہری تو مجر و قیاس سے کیسے جائز ہوگی بنیوا تو جروا —
 وجہ رابع ہے مانا کہ اس آیت کے لفظ اولی الامر سے تخصیص ایک کی ہی معلوم
 ہوتی ہے اسپر ہم یہ گذارش کرتے ہیں کہ بس مطلب آپ صاحبون کا یہ ہوا کہ تقلید

سلیم من اہل مکہ لیجان را الحجاج بن علاط مقب بیتی فقط علیہ حجر
 فلم یستطیع ان یدخلہ لالا ان یخرج حتی اصبح فاقذ بیقطن فقال بعضهم
 دعوہ فانہ قد ہجار الیکم فترکوه فاضربوه من مکہ فخرج مع تجار من
 قضاعہ نحو الشام فترکونہ لافرق بعض تساعیم وہرب فطلبوہ
 فاخذوہ ودرموہ بالجحارۃ حتی قتلوہ فصار قبرہ ملک الحجارۃ وقیل انہ
 رکب سفینۃ لے جدۃ فمدق فیہا کیسافیہ ونامیہ فاخذوا لقی فی البحر
 وقیل انہ نزل فی حرۃ بنی سلیم وکان یعبد صنالمہم ان مات تشرحبہ
 یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی ہے قصہ اسکا یوں
 ہے کہ جب طعمہ پر چوری ثابت ہوئی تو قطع پدا وخصیحت سے ڈر کر مکہ کی
 جانب بھاگ گیا اور دین سے تردد ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اسکو حقین
 یہ فرمایا جسے مخالفت کی رسول کی یعنی بعد ظاہر ہونے ہایب تو مہیہ
 اور حدود کے مخالفت کیا اور چلا سب مسلمانوں کے خلاف راہ یعنی
 مسلمانوں کے طریقہ کے خلاف دالی کرینگے ہم اسکو جب کاود والی ہوا
 یعنی ہم اسکو آخرت میں اسکا مالک کریں گے جبکا دنیا میں مالک ہوا
 تھا اور جنہم میں داخل کریں گے اور بہت برسی وہ جبکہ ہے حال طعمہ
 ابن ابیرق کا یوں ہوا کہ وہ بنی سلیم ایک آدمی کے یہاں جا کر مکہ میں اتر آجکے
 مکان میں جا کر شہر انام اسکا عجیب علاط تھا جاتے ہی اسکے گہر میں
 نقب چوری کے ٹوکائی اسکے اوپر ایک تپیر گر پڑا نہ تو اندر جا سکا نہ
 باہر نکل سکا یہاں تک کہ صبح ہوئی پس قتل کے ٹوکیدہ گیا بعض اہل مکہ نے کہا

کہ اصول سے مراد اصول فقہ ہے تو یہ بھی تمہاری بات غلط ہے اصول
 فقہ میں بھی امام اور صاحبین کا بہت اختلاف ہے ایک مسئلہ حقیقت
 مبارک کا چھ دیکھو امام کے نزدیک واحد ترقیب کے لئے نہیں ہے صاحب
 کے نزدیک ترقیب کے لئے ہے اور بہت سا اختلاف ہے غرض کوئی
 بات تمہاری بنائی بنی نہیں ہے ان چار وجہوں سے معلوم ہوا
 کہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھ علاقہ دلگاہ نہیں ہے زبردستی
 بغیر سبب کے ہمارے یہاں اس سے تقلید کو ثابت کرتے ہیں فقط
 اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں فرمایا ہے ومن یشاقق الرسول
 من بعد ما تبین لہ الہدے ویتیغ غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتوے واصلہ
 جہنم وسات مصیرا تخرجہ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب
 گہل چکی اسپر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے سوا ہم
 اسکو حوالہ کریں وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالیں اسکو دورخ
 میں اور بہت بری جگہ پہنچا نشان نزول اس آیت کا سوا کم التذلیل
 میں یوں لکھا ہے۔ نزلت فی طعنے بن ابیرق وذلک انہ لما ظہرت علیہ
 السرقۃ خاف علی نفسه من قطع الید والقضیۃ فہرب الے مکہ وارتد
 الدین فقال تعالیٰ ومن یشاقق الرسول ایضا لاف من بعد ما تبین
 لہ الہدے من التوحید والحدود ویتیغ غیر سبیل المؤمنین آخیر
 طریق المؤمنین نولہ ماتوے اور کلمہ فی الاخرۃ انک لانی الدنیا واصلہ
 جہنم وسات مصیرا وروی عن طعنے بن ابیرق نزول علی رجل من بنی

امر ضروری سر کو بی شرک اہل دُوندی پاتوری

{ بفرمائیں قاطع اعناق مشرکین بسیف موحدین شیخ
محمد عبدالوہاب صاحب ڈاکٹر ضلع ایوٹ محل ملک برار }

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارین بین امان ہے توحید کبریا +
وہ ذی علو شان ہے توحید کبریا
جس دل میں بے نشان ہے توحید کبریا
ورد دل و زبان ہے توحید کبریا
اُس قرب کا مکان ہے توحید کبریا
اُور اُس کا آسمان ہے توحید کبریا
اور عاربے گمان ہے توحید کبریا
اُن سینوں میں سنان ہے توحید کبریا
وہ نور جسم و جان ہے توحید کبریا

ایمان انس و جان ہے توحید کبریا
لبریز ہو زمین جو گناہوں سے عفو ہیں +
پُر ہو عبادتوں سے زمین بے نشان ہیں سب
آسان رود کو فر محشر ہے جن کو بھان
وہان جز موحدین کسی کا گزر نہیں
دل اپنے ہیں زراعت اخلاص کی زمین
لے مشرک کو یہ مشرک تو عزت بہتاری ہے
جو سینے مشرکوں کے ہیں لبریز شرک سے
سب مشرکوں کے عیب نظر آتے ہیں فقیر

بیانِ ملح اور خوبی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

رضائے رب عزت ہے رسول اللہ کی سنت
تو کافر کو جرات ہے رسول اللہ کی سنت
ہمیشہ حبیبی عادت ہے رسول اللہ کی سنت
تو کیا یہ فضل بدعت ہے رسول اللہ کی سنت
وہ رحمت ہے رحمت ہے رسول اللہ کی سنت
عبادت، عبادت ہے رسول اللہ کی سنت
وہ زینت ہے وہ زینت ہے رسول اللہ کی سنت

علیہ فضل جنت ہے رسول اللہ کی سنت
مسلمانوں کو راحت ہے رسول اللہ کی سنت
یقینی رحمت حق آئینہ ہر دم عود کرتی ہے
ہمان جو بدعتی بدعت کو سنت کہتے ہیں بدین
لطیف رحمتہ للعالمین ہیں موردِ رضوان
میشہ فرض و واجب میں جو شامل ہو تو کیسی کچھ
ملاؤش اسکے میں نیاز تاج بہت کشور سے

کہ اسکو چوڑو کیونکہ تمھارے یہاں آکر اسنے پناہ لی ہے یہ سنکر لوگوں نے
 اسکو چوڑو دیا اور کہ سے نکال دیا وہاں چند تاجروں نبی قضاہ کے ہمراہ
 جو ملک شام کو جاتے تھے ہو گیا ایک فخرل میں وہ لوگ اترے تو انکا
 اسباب چوراکر بہاگا ان لوگوں نے اسکا پیچھا کر کے پکڑا اور پتھروں سے
 مارنا شروع کیا یہاں تک کہ مر گیا اور وہی پتھر اسکی قبر بنو بعضوں نے
 اسکا حال یوں بیان کیا ہے کہ ایک کشتی میں جو جدہ کو جاتی تھی سوار
 ہوا اور ایک تھیلی حبشین و نیارین تھیں چورایا اور پکڑا گیا لوگوں نے
 اسکو سمندر میں پھینک دیا بعضوں نے کہا ہے کہ نبی سلیم کے میدان میں
 جا کر اترانکے بت کی عبادت کرتا تھا یہاں تک کہ مر گیا۔ فقط اسی طرح
 نشان نزول اس آیت کا باقی کتب تفاسیر میں لکھا ہے۔ باقی آئندہ

بیان سرکوبی مشرکین اہل ڈونڈی پاتوری کا جو ڈونڈی پیٹ کر شرک کرتے ہیں

<p>وہ بدکردار و بد اطوار مشرک اہل ڈونڈی ہیں تو اس میں شک نہیں کفار مشرک اہل ڈونڈی ہیں منادی اسکی ہاں ہر بار مشرک اہل ڈونڈی ہیں یہ ایسے شرک کے بیمار مشرک اہل ڈونڈی ہیں لوگو یا جیتے جی فی انکار مشرک اہل ڈونڈی ہیں تو کیسے پر دخل حیار مشرک اہل ڈونڈی ہیں تو سب دجال کے آثار مشرک اہل ڈونڈی ہیں اب نئے قافلہ سالار مشرک اہل ڈونڈی ہیں وہ فعل شرک کے بدکار مشرک اہل ڈونڈی ہیں مگر یوں برسر انظار مشرک اہل ڈونڈی ہیں سراسر دین کے غدار مشرک اہل ڈونڈی ہیں یہاں گو شرک کے بخوار مشرک اہل ڈونڈی ہیں سو خدا مان لگا تو ار مشرک اہل ڈونڈی ہیں</p>	<p>بڑے بد دین و ناہنجار مشرک اہل ڈونڈی ہیں منادی کرتے ہیں توحید و سنت کی امانت میں نہونے پائے انکے شہر میں توحید کا ارشاد دو توحید کی دیجے تو انکی جان جاتی ہے یہ مرتے ہیں چراغ گور کی آتش پرستی پر جو بازار محمد میں جلاتے ہیں یہ کھوٹے دام مسلمانوں کو یہ شرک بناتے ہیں فریبوں سے ہنیں اب طاعت اہلس کی حاجت شیاطین کو جہان کا فعل بد با سنگ ہے انکے ترازو کا منادی دین کا قرآن ہے اور حضرت احمدؑ کہ ان دونوں سے وہ ہرگز علاقہ کچھ نہیں کہتی آتر جائیگا ہاں غیبیں سے سارا فناء ان کا فقیر اب نگو تو سیف زبان سے دم نہ لینے دے</p>
---	--

بیان عقائد فریق مشرکین اہل ڈونڈی پاتوری کا۔ پہلے عقیدہ کا بیان یہ ہے

<p>یہ دیکھو افضل گہوڑے کا بنا کر بجھان باقی رہا انکے لئے دین یہ مشرک ہیں شدید ایسے خطا کا اتھی اسکا سر جلدی قلم ہو پیرا پیر ہے یہ انکا قول ظاہر یہ تیرہ بن حسین امین ہیں موجود یہ ملکر تفریوں پر مرد و عورت کبھی جی بانس کی حاجت روا ہے کہ کرتے ہیں بہت لوگوں کو بیہوش</p>	<p>تلاوت انکی شغل مرثیہ ہے ہمیشہ پو جتے ہیں اسکو بتیر کوئی مارے وہی ڈنڈا بنا کر یہاں سجدے میں جو پیش علم کوئی سمجھا لے تو کب مانتے ہیں براق اور تغریہ میں سب مرد یہاں پے اوپر پڑے صرتے بیچ بس انکا تغریہ مشکل کٹا ہے شراب کفر کے میں یہ ساتی</p>	<p>بڑا عبودان کا تغریہ ہے بنایا آگ میں جس کو تپا کر یہ پوجا کرتے ہیں جھنڈا بنا کر کشدے پوجتے ہیں یہ جھاکار یہ پوجا فرض دو واجب جانتے ہیں کہ جو سکر ہے اسکا ہے وہ کافر طواف اور سجدہ اسکو کرتے ہیں یہ ہمیشہ کرتے ہیں اس کی عبادت پہر انکے کفر میں کیا شک ہے باقی خدا توحید کا بھی انکو لے بیہوش</p>
--	--	--

دوسرے عقیدے کا بیان یہ ہے

فقیری میں ہمارا دل غنی ہے ساری دنیا سے
جو سنت کے عدو ہیں اسے فقیر ایمان کی دشمن میں
وہ نعمت ہے وہ نعمت ہے رسول اللہ کی سنت
حبیبِ اہل سنت ہے رسول اللہ کی سنت

بیان کفار و شرک کی مذمت کا اور سرکوبی مشرکین کا فرین فاجرین کا

بیزار ہے وہ قاہر و جبار شرک سے
بچتے ہیں جو کہ ہوتے ہیں بیزار شرک سے
یہ وہ گناہ ہے کہ جو موبائے ایک بار
یہاں گرجے عیش گلشن شاد ہو نصیب
توحید پر جو مرتے ہیں بس زندہ دل ہیں وہ
یہ آجکل کے پیر جو بے پیر لوگ ہیں
قبروں کو تعزین کو جو یہ سجدہ کرتے ہیں
ہر مردوزن مرید سے کرواتے ہیں یہ شرک
شہروں میں اہل دین کے ہتھکنے نہ پائیں یہ
تہج عمر ہو آج اور ان سرکشوں کا سیر
ترج زبان سے اب یہ نہیں ڈرتے اسے فقیر

مغفور وہ ہے جو کہ ہے بیزار شرک سے
ڈرتے نہیں مگر کبھی کفار شرک سے
لازم یہ ہے کہ توبہ ہو سو بار شرک سے
شرک ضرور ہوئیگے فی الٹا شرک سے
ہشیار ہیں جو خفتہ و بیدار شرک سے
آلودہ ہیں ہمیشہ یہ بدکار شرک سے
توبہ نہیں نصیب نہیں زہار شرک سے
بچتے بچاتے کب ہیں یہ کفار شرک سے
بیز خدا کی ایسی ہو ہٹکار شرک سے
تب یہ جہاں پاک ہو بیکار شرک سے
کر منع لینے ہاتھ میں تلوار شرک سے

امیر مولود خواں کی شرکیہ غفلت کا رد

دوستو سیف زبان کو مجھے چمکانے دو
اہل توحید کی شمشیر ہے دیکھو عریان
کہتے ہیں روح محمد کو جو حاضر ہر جائے
حسرت حضرت فاروق سے انشاء اللہ
جو یہ کہتے ہیں تبرک ہے یہ شرکیہ طعام
بشر کو جنکو کہلاتے ہو یہ شرکیہ طعام
جو وہ کہتے رہیں پڑ سکوی وہ کھائے رہیں بس
جبکہ وہ جزدن ہو کے نہ کھلے کچھ بھی
کیونکہ تعظیم تبرک تو جہی ہو نیکی یاں
کیون نہ ہر نیک عمل کا ہوداں مرغ حرام
اسے فقیر اسن و اماں کیوں نہو ہر جائے ہمیں

دہن تیغ سے کفار کو سمجھانے دو
مشرکوں کے سر بدخواہ کو کٹ جانے دو
مجھ کو اس محفل شرکیہ میں مان آنے دو
اسکڑے ایک ایک کے دو دو مجھے دکھلانے دو
اسکڑے متبدع کچھ مجھے سمجھانے دو
کئی دن تک اہنین تم اور نہ کچھ کھانے دو
آنکھ چرکین کروں آنے دو اور جانے دو
اور کچھ کھانے کی نوبت اہنین تب آنے دو
کہ وہ چرکین بھی بن جائے تو ان کہانے دو
بد عقیدے کے جہاں مل گئے تلانے دو
ساتھ میں سنت و توحید کے پروانے دو

وہ فاجر ہے وہ فاجر ہے وہ فاجر کھلا کر گندگی جو مرغ بالا نکلتی ہے اگر بچوں کے چپک اٹھاتے ہیں وہ ناز حضرت مرغ یہ سمجھا ہو یگانا ان مشرکوں نے تو یہ چپک بھی کھا جائیگا ساری معاذ اللہ توبہ ہے خدایا یہ تجھے کیوں ہنیں کرتے مناجات	سائون عقیدہ کا بیان یہ ہو کیا اس مرغ کو بھی اپنا معبود یہ مشرک یوں عمل کرتے ہیں مشک تو بچا اٹکا ہو جاتا ہے اچھا جو ٹھیرا عقیدہ احمقوں نے یہ کھانا بہتر ہے ہریک کے دانے عقیدہ کفر بیرون استخوان یہ ٹوسن کیوں ہنیں ہو جاتے لہجہ	یہاں مشرک اور ایک گھڑ کر نکالا کہ سنت مانتے ہیں اسکی مردود کہ کرتے ہیں نیاز حضرت مرغ ارے غافل خدا کرتا ہے اچھا کہ عادت مرغ کی ہے گندہ خواری تو کھا جائیگا سب چپک کے دانے بنایا مرغ کو قاضی حاجات یہ کاش ایمان تجھ پر لائے خالص
---	--	---

حکایت ایک دہلی کے تغزیہ پرست مشرک کی جسکی حاضری قبول ہو گئی تھی

یہ دہلی کی حکایت بھی عجیب ہے وہ مشرک نام ہی کا تھا سلمان کہڑے تھے منتظر سب گھر کو مدین نظر آئیگی بان حضرت سلامت یکایک آخری شب میں یہ دیکھا چڑھاوا ہو گیا مقبول بالکل نکلے بھر بھڑائے کان اس نے وہ سارے کھا گئے حلوی کو کوٹے ہوئی مقبول اسکی حاضری خوب کڑا لائے دل میں گہاوا ایتنا	گر بے دینوں کو عبرت ہی کیسے بجھے جو حاضری پر اس نے ٹوٹتی جو کوٹے رکھ چکے ہر گھر بیدین بہت دیر انتظار میں گزاری کہ سارا تغزیہ ملتا ہے آن کا پہراک موٹا سا کتا وہاں سنکلا اور آنکھ کھوئیے اوسان اسنے کچھ ایسے رنگے حیران سارے شکم میں اپنے کتے نے ہری خوب مگر مشرک بھی وہ نایاک سگ ہیں	کہ تھا اک تغزیہ کا بندہ شیطان وہ رکھی تغزیہ کے نیچے کوٹھی کہ اب مقبول ہونے کی علامت ہوئی وہ رات انخوسل سے بھاری سار کبا دکا گھر میں مچا غل وہ آنکھ غل کو کتے دور سمجھا نہ پائے کتے جی پہر وہانے ڈھونڈ کر کیسا بس نہ تھا کتے کو مارے عجب کتے نے مارا داؤا اپنا کہ اس مرنار سے پہر بھی لگن ہیں
--	---	---

عقیدہ تغزیہ کا پھر دہلی ہے

و خلیفہ مرثیے کا پھر دہلی ہے

مشرکین اہل ٹوڈی کے اعمال کا بیان

عمل انکا پرستش قبر کی ہے بناتے ہیں مسلمانوں کو بیدین تو اس داماد کے دشمن ہیں بدو نکاح اسکا نہیں کرتے یہ اکثر	یہ طرزان مشرکوں میں گبر کی جو داماد ایسے ملتے ہیں سلمان یہ ایسے دین کے رہن ہیں بدو جو اسکو پیٹ رہا لے تو کیا ہے	یہ اپنی اڑکیاں دیکر بد آئین کہ زوجہ کو بھی سکھلاتے ہیں ایمان جوان ہو جاتی ہے گو آنکی دختر کہ فحش ان فاسقوں میں برطاہن
---	--	--

محرم میں بناتے ہیں یہ اگر غا
وہ ان رکھتے ہیں بیت کر چید

یسرے عقیدہ کا بیان یہ ہے

پہرہ پہرہ ماروے کے چڑھا کر

بشکل فرج گوری وہ بنا کر

پہرہ انکے قاضی ملائے سب آکر

چڑھاوا انکا سب لیتے ہیں بدذات

پہرہ اس مومن کو جو ہندو سے کیا فر

اکہی الا ان کفران ہے یہ

یہ مشرک کرتے ہیں اسکی عبادت

پہرہ ہاروٹ مالیدہ کا ہے ہوگ

یہ اس عجمان کے ہیں بھاٹ فرود

ادا کرتے ہیں سجدہ کیا غضب ہے

کہ یہ کافر ہیں سارے یا مسلمان

پانچویں عقیدہ کا بیان یہ ہے

اگرچہ کفر و شرک ایسا کرے وہ

اگرچہ بہیم کو احسن کو بلوے

غلط ہے انکا ہر دعوے غلط ہے

کہو روزے کی حاجت کیا رہی پھر

تلاوت اور عبادت کس لیے ہے

یہ حال اور قال کی پہرہ کیا ضرورت

کہ بعد ایمان کے سب نیک اعمال

عقیدہ کافروں کا اس خط ہے

چھٹے عقیدہ کا بیان یہ ہے

اسی کے کہنے پر ہے عید انکی

نجومی کی خبر کو مانتے ہیں

کہ علم غیب سے ان اس غذا کو

پہرہ اس طاق رکھ کر سب جھکا

طواف اس غار کا کرتے ہیں مردو

پہرہ اک لکڑی کی دھن سی بنا کر

پہرہ اسکو خوب زینت میں بڑھا کر

عبادت اسکی کرتے ہیں شاپین

چڑھاوے پرو مان کے ہات ٹھکا

جو تھانوں میں ہیں لنگ و راجہ

نہو کچھ جسکی یو جابین ذرا فرق

چوتھو عقیدہ کا بیان یہ ہے

پہرہ اس پر دیاں تلوار میں لگا کر

پہرہ اس پر ڈالتے ہیں بیوہ لوگ

اسے کہتے ہیں مولا کی سواری

یہ ان پر سخت مولا کا غضب ہے

بڑائی کفر کی ہے اسنے ظاہر

یہ کہتے ہیں جو کلڑے یکبار

کہ آخرت پرستی میں مرے و

وہ کافر ہو نہیں سکتا کی طور

جو یہ بکتے ہیں سرتاپا غلط ہے

زکوۃ اور حج بھلا پہر کیلے ہے

ریاضت اور یہ محنت کس لیے ہے

معاذ اللہ یہ قول ایسا بد ہے

ضروری ہیں مسلمان پر بہر حال

عقیدہ جنکا ہے رد و شریعت

یہ کرتے ہیں ہمیشہ کافر سے

اسی کافر سے ہے تائید انکی

معاذ اللہ عقیدہ کفر کا ہے

جو جسے غیر میں اسکو یہ کہہ دو

بنا کر لنگ کی صورت کے ڈھیلے

جہاں یہ لنگ کی صورت ہے موجود

پہرہ اسکو سرخ کپڑے سے چپا کر

پہرہ اس پر نعل چاندی کا لگا کر

اور ان باتوں پر مرتے ہیں شاپین

اوپر سے فاتحہ دیتے ہیں بدذات

یہاں ہی شکل ہے فرج و ذکر کی

یہ سمجھے ہوئیگی ایمان ہے یہ

بنا کر جنیس کے بچے کی صورت

پہرہ اس پر ہار پھولوں کے چڑھا کر

پہرہ اسکو کہتے ہیں لولاٹ مردود

پہرہ اس کے آگے یہ سارے بھاری

بھلایا یہ تو کہو اسے اہل ایمان

جو بت ایسا بڑا گھڑتے ہیں کافر

رہے گو عمر بھر پورا خطا کار

اگرچہ رام کو بھین کو بلوے

عقیدہ نیت ہے انکا اسطور

نمازوں کی ضرورت کیا رہی پھر

یہ شغل ذکر غافر کس لیے ہے

یہ نیک اعمال کی پہرہ کیا ضرورت

کہ گو یا سب شریعت اس سے رد ہے

مگر یہ قول انکا سب غلط ہے

وہ کافر ہیں وہ کافر اپنے لعنت

عم و شادی برہمن کی خبر سے

یہ اس کافر کو سچا جانتے ہیں

ہنہیں یہ کفر تو بھراؤر کیا ہے

وہ کافر ہے وہ کافر ہے وہ کافر

ت جیسے برہمن کا ہے محمود کہتا تھا حسین ابن علی خاص کڑی تھی تعزیر کے گرد بد ذات مبارکباد کا گہر میں ہوا غل کوئی بدکار مشغول زنا ہے وہ جنبش ساری تھی جنبش زنا کی جو عورت گہر کی یون یا روٹے مجاڑ وہ خود دیوٹ بھڑوا بھی نہ بولا ادا تو ہو گئی مؤمن کی منت تو بس ایسے ہی یہ سب بیجا مین ہمیشہ اُسکے عابد ہیں یہ مردود ہمیں محفوظ ایسے یا خدا رکھ	وہ ہر دم منتظر رہتا تھا مردک بلانے اسکو مین لے اہل خلاص ہلا وہ تعزیر شدت سے ایسا کسی نے جانے اُس کو پے تار وہ زانی مرد کوئی شہر کا تھا کہ آخر ہے بڑی کوشش زنا کی یہ سب کچھ دیکھ کر جمع شیاطین جو سنہ کھولا تو بس ہاں آنا کھولا میان یہ آجکل وہ روزِ شب ہیں سب اپنے نفس کے یہ آشنا ہیں خدا بید نیوں کے شر سے بچائے مطیع سنت خیر الورے رکھ	کہ جب کچھ تعزیر ہوتا تو بیشک ہو واجب اتفاق ایسا کہ ایک رات کبھی ہوتا تھا شدت سے ایسا جو زیر تعزیر دیکھا تو کیا ہے وہ زن وہ تھی کہ جس کا تعزیر ہوتا بہلا وہاں تعزیر ہی کیوں بل جائے نہ ارادہ رہے خاموش بیدین یہانی ہوگی ہاں اس کی منت معافی مین یہ تفصیرات سب ہیں بنا کر نفس کی خواہش کو معبود خدا شیطان کے فکر سے بچائے تَقَبَّلْ یا اَلّٰہِی بِمُحَمَّدٍ
دُعائی بِنک صَلَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ		

تنبیہ بھائی مسلمانوں کو کہ ان مشرکوں کا فریٹ کھائیں اور انکی صحبت اپنی نفس کو بچائیں

خبردار اے مسلمانوں سبھی تم تم ان مین رہے مشرک ہونا جانا یہ مشرک مین یہ مشرک مین مشرک کہ تو بہ ہو گئی انکو ستر وگرنہ ایسے بد کردار ہیں یہ جو یون شیطان سے انکی دوستی ہو کہ یہ دشمن مین شانِ کبرا کے کبھی تم ہم سلام ان سے نہونا اگر بیمار ہو جائیں نہ بوجھو نہ جاؤ مشرکوں کی قبر کے پاس اگر تم مہربان انکے رہو گے محبِ اہل ایمان سب رہو تم	فریبِ اٹکانہ کھا جانا کبھی تم مسلمان کے تارک ہونا جانا لگا ہے یہ مرض انکو وہ مہلک تو گویا ہوئی گئے زندہ یہ مرکز کہ مرکز فی عذابِ النار مین یہ تو تمہیں فرض انکی دشمنی ہے عدو ہیں حضرت خیر الورے کے کبھی تم ہم کلام ان سے نہونا جو مہربان جاز سے پر نہ جاؤ کہ وہاں نازل ہے قہر خالقِ اناس تو انکے ساتھ دوزخ مین جلو گے نو سارے لکے بنت ہی چلو تم
--	--

لعلی
دہلوی
بہار

یہ کہتے ہیں کہ ہر شے میں خدا ہے کہ جس سے دین و ایمان انکار ہڑا کر غوثِ اعظم کی کرامات + یہ سارے کرتے ہیں تکفیر بپاک تشریف و توحید وہ تھے زبان کھل جاتی ہے یوں اُس شفیق کی یہ ہر شادی غمی کے بدعتی ہیں ہنہین کوئی عمل اللہ فی اللہ فقط انکار کا ہی کا ہے مذہب	ہنہین مان بلکہ ہر شے کبریا ہے مسلمانوں کو جو کہتے ہیں کافر خدا سے کم ہنہین رکھتے یہ بدعت جو تھے علامہ دین محمد سمانے وعظ کے خورشید وہ تھے مرا آجائیگا مرکز زبان کا یہ ہر بیشی کمی کے بدعتی ہیں نیکچہ انکا وہابی کا ہے مذہب بس اپنی کاسیابی کا ہے مذہب نہ سمجھو تم کہ بس لیرہی ہیں یہہ	معاذ اللہ یہ قول انکا وہ بد ہے مسلمان خود وہ کب ہتے ہیں کافر شہید دہلوی کو گلے نا پاک خدا سے رسم و آئین محمد جب انہیں پہوٹ جاتی ہیں کسی کہ ہم نے ہائے کیسا کفر پہانکا عبادت انکی ہے اشراک باللہ نیکچہ انکا ہابی کا ہے مذہب یہ جس سے گلے ویسے ہی ہیں
--	--	---

حکایت تحصیل درصا کی کہ دانکے محسن ہیں اور یہ لوگ انکے جانی دشمن ہیں

کوئی نیک ایسے ہیں وہاں اہل تحصیل بہت کرتے ہیں جہان کی مارات سنا ہے میں نے ان لوگوں پر احسان کہ دشمن ہو گئے اُنکے ہی یکھنت غرض دنیا کے کتے ہیں یہ نا پاک ہمیشہ گیارہویں میں ہے کرم معاذ اللہ باطل میں یہ باطل نہ انکو غوث سے کچھ دلیمن آرام وہ گو ایمان جانے سے بھی آئے وہ گو دیون کھلانے سے آجائے وہ قول و فعل بد میں انکے سجد پہر اس تحریر سے اب محکوم نصرت	کہ نیکی سے ہنہین کرتے وہ تعطیل فراخ انکا ہمیشہ ماہدہ ہے بہت کرتے رہے وہ مرد ذی شان یہ وہ بد خلق ہیں احسان و فراموش یہ بے اسلام اب ہو گئے کیا پاک یہ کہتے ہیں جہان بوتا ہے مولود سزا دینے کے قابل میں یہ باطل یہ وہ دنیا کے بندے ہیں سرا پا وہ انکو کفر آنے سے بھی آئے غرض گوانسے کچھ موکفر و عصیان جو باہر ہے مری تحریر سے حد یہ کافی ہے اگر ہو فہم و ادراک	وہ ایسے کچھ ہیں نیک خلاق عدا بہت سکینوں کو دمان فائدہ ہے گر یہ نا بکار ایسے ہیں کبخت + ہمیشہ شکر نعمت سے میں خاموش یہ کہتے ہیں کہ روح غوثِ اعظم وہ میں ہیں خود رسول اللہ موجود نیکچہ انکو رسول اللہ سے کام کسی بدیر سے لمجائے دنیا وہ گو بدکار ہو جانے سے آجائے کہ انکی نیکی جنتی میں ہو نقصان حکایت آخری سن بھی حضرت چہ نسبت خاک را با عالم پاک
---	--	---

حکایت ایک تفریہ پرست لکھنؤ کی کہ باوجود فحش کے زوجہ سے حسن ظن رہا

عجب اک ماجرا ہے لکھنؤ کا + کہ تھا اک شیعہ نا پاک ایسا ہمیشہ تفریہ تھا اُس کا سہو
--

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سیدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين
 اما بعد شیخہ منبر مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۳۸۷ء میں ایک تحریر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
 کی جو نام سے مولوی احمد کے طبع ہوئی ہے دیکھنے میں آتی مولوی صاحب نے اپنے خیال
 میں سوالات اربعہ کے جواب دئے ہیں میں نے جو نظر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی
 جواب مولوی صاحب کا سفید سائل نہیں کیونکہ سائل کی غرض تو یہ ہے کہ جواب آیت یا حدیث
 صحیح سے دیا جاوے بعض میں تو مولوی صاحب نے احادیث ضعیفہ سے کام لیا ہے
 بعض میں ایسی آیت یا حدیث کو نقل کیا ہے کہ جسکو جواب سے علاوہ لگاؤ نہیں۔
 لہذا اس عاجز خیر خواہ المحدث نے بموجب حدیث صحیح مسلم وغیرہ النصہ لکل مسلم
 کے جواب تحریر مولوی صاحب کا مساجدنا ما توفیق الا باللہ فی حسبہ نعم الوکیل
 سائل کا سوال اول یہ تھا قرۃ خلف الامام کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے۔۔
 قال المجیب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قرء فالنستقر رواہ
 مسلم اور جرح ابو داؤد و بعد صحت طریق مسلم فضر نہیں کیونکہ ابو داؤد اور

رویدعاتِ محرم و شرکِ تعزیه پرستان ہدایم اللہ تعالیٰ الی الایمان

ہمیشہ اُنہی ہے اللہ کی رحمتِ محرم میں
کہ کیا سنت ہے اور کیا کام ہو بدعتِ محرم میں
گناہِ سالِ رفتہ کی ہو کفارتِ محرم میں
رہی باقی جو میری زلیست کی دنِ محرم میں
ہوئے یہ دونوں روزے سنتِ حضرتِ محرم میں
اگرچہ بدعتوں کی ہے بڑی شہرتِ محرم میں
جو کہلاتے ہیں سنی شیعہ کی صورتِ محرم میں
بڑا اندھیرا ہے اور دین سے غفلتِ محرم میں
ہمیشہ مردِ حقے اب بنگلے عورتِ محرم میں
عجب کیا اُنہی ہو اللہ کی لعنتِ محرم میں
اگرچہ ہیں وہ سنت اُنہی ہے نفرتِ محرم میں
کریں وہ اس نیریدی قوم کو غارتِ محرم میں

بجالاتین رسولِ حق کی جو سنتِ محرم میں
مگر یہ جاننا لازم ہے سب کو اسے مسلمانوں
یہ سنت ہے جو روزہ روزِ عاشورہ میں رکھو تو
اسے حضرت نے رکھا اور یہ فرمایا کہ لگے سال
تو تاریخِ نہم کو بھی ملاؤ نگاہ میں اس کے ساتھ
سو اس کے ہنہیں کچھ اور سنت اسے مسلمانوں
یہ سارے تعزیے والے علم والے نیریدی ہیں
بانا ہندوؤں کا اور چراغِ اُنہی جلانا یہ
جو شیل بیوہ ہو کر مردِ ماتم کرتے ہیں دیکھو
یہ ایسے کام کرتے ہیں جو طاعتِ جانکر ہر سال
لکاحوں کا کرنا اندھوں میں اور کام اکثر
حسین ابن علیؑ آجائیں لیکر ذوالفقارِ یکاش

تو شاید اسے فقیرِ اسوقت ہو تو بہ نصیب اُنکو
نہ چوڑی بنگے و گرنہ اپنی یہ عادتِ محرم میں

خاتم الطبع

الحمد لله والصلوة على رسول الله
اس ضرورت کے لئے تالیف ہو کر کہ مشرکین نئے نئے شرک
ایجاد کرتے ہیں اور ہندوؤں کے شرک پر صا در کرتے ہیں
مبلغ قدوسی دہلی میں اہتمام سے محمد عبدالقدوس
قدوسی و شیخ محمد دین کے تصنیف مولوی
حبیب الرحمن صاحبِ بلف حضرت
مصنفِ مبلغ ہو کر نکلا
ہوا

وروی سلیمان التیمی عن قتادة عن یونس بن جبیر عن حطان عن موسی
 فی حدیث الطویل عن النبی صلعم اذا قرأ فالنصتوا ولم یدکر سلیمان
 فی هذه الزیادة سماعا من قتادة ولا قتادة عن یونس بن جبیر وروی
 هشام و سعید و همام و ابو عوانة و ابان بن یزید و عبد الله عن
 قتادة ولم یدکر (واذا قرأ فالنصتوا) فقط **ترجمہ** بخاری نے کہا سلیمان
 تیمی نے قتادہ سے روایت کیا وہ یونس بن جبیر سے روایت کرتے ہیں و حطان
 سے وہ ابو موسیٰ سے ایک لنبی حدیث وہ نبی صلعم سے کہ جب پڑھے امام پس چکے
 سلیمان تیمی نے نہیں ذکر کیا کہ اس نے اس زیادتی کو قتادہ سے سنا یا نہیں اسے
 ہی قتادہ نے یونس بن جبیر سے سماع کو نہیں ذکر کیا حالانکہ ہشام و سعید و ہمام
 و ابو عوانہ و ابان بن یزید و عبدہ نے قتادہ سے اس حدیث کو روایت کیا مگر
 کسی نے اذا قرأ فالنصتوا کو نہیں ذکر کیا فقط **مین** کہتا ہوں یہ اعتراض امام بخاری کا
 اور جمیع حفاظ کا دو طرح سے اس زیادتی پر ہے اول یہ کہ یہ لفظ شاذ ہے کیونکہ بہت
 سے اصحاب قتادہ کے جو سلیمان تیمی سے اخذ ہیں وہ بھی اسی حدیث کو قتادہ
 سے روایت کرتے ہیں مگر اس لفظ کو نہیں ذکر کرتے فقط سلیمان تیمی نے اس
 لفظ کو ذکر کر کے جمیع اصحاب کا خلاف کیا اسلئے یہ لفظ اقسام سے شاذ کے ٹھہرا اور
 شاذ اقسام ضعیف میں داخل ہے کما هو مصرح فی کتب اصول الحدیث -
 دوسری وجہ یہ ہے کہ قتادہ ملس ہیں ملس کی روایت بغیر حدیث او را خبر کے
 معتبر نہیں حالانکہ قتادہ نے یونس سے روایت معنعن کی ہے لہذا یہ زیادتی
 معتبر نہوتی ان دو وجہوں و اتفاق اس قدر حفاظ سے معلوم ہوا کہ یہ زیادتی
 محض وہم یا وکیا ہے صحت اسکی ثابت نہیں ہوتی بغیر تحقیق اس زیادتی کے
 مجیب صاحب اسکو معرض استدلال میں لانا محققین کے نزدیک نہایت نازیبا ہے

مسلم کی سند روایت میں تفاوت ہے اہل قول معلوم نہیں اپنے اس کلمے کو صحیح مسلم سے تحریر کیا ہے یا یوں ہی سنئے سنائے لکھ دیا ہے اگر صحیح مسلم کو دیکھ لکھا تو امام نووی کا کلام بھی متعلق اس جملہ کے دیکھ لیا ہوتا کہ جمہور حفاظ حدیث کے نزدیک یہ جملہ ثابت نہیں ہوا آپ کی خاطر سے میں ہی عبارت نووی کی نقل کر دیتا نووی شرح صحیح مسلم مطبوعہ افضل المطابع دہلی مدعیین ہے واعلم ان ہذا الزیادۃ وہی قولہ واذا قرأ فانصتوا لکلمات الخلف الحافظی صفحہ فروی البہقی فی السنن الکبریٰ عن ابی داود السجستانی ان ہذا اللفظ لیس بحفظ وکذا لکروا عن یحییٰ بن معین والی حاتم الرازی والدارقطنی والی حافظ ابی علی النیسابوری شیخ الحاکم ابی عبد اللہ قال لیبہقی قال ابو علی الحافظ ہذا اللفظ غیر محفوظ قد خالف سلیمان النبی فیہا جمیع اصحاب قتادہ واجتماع هؤلاء الحفاظ علی تضعیفہا مقدم علی تصحیح مسلم لاسیما ولم یروہا مسندۃ فی صحیحہ واللہ اعلم ترجمہ تو جان کہ یہ زیادتہ وہ قولہ (واذا قرأ فانصتوا) یہ ان اشبار سے ہے جنکی محنت میں حفاظ نے اختلاف کیا بہیقی نے سنن کبیر بن ابی داود و سجستانی سے روایت کیا ہے کہ یہ لفظ محفوظ نہیں ہے البیہقی یحییٰ بن معین والی حاتم الرازی و دارقطنی و حافظ ابو علی ثمالیو شیخ حاکم ابو عبد اللہ سے بھی بہیقی نے روایت کیا ہے ابو علی حافظ نے کہا کہ یہ زیادتہ غیہ محفوظ ہے سلیمان تیس نے تمام اصحاب قتادہ کا اسمین اختلاف کیا ہے ان تمام حفاظ حدیث کا اس لفظ کی تضعیف پر اتفاق کرنا مقدم ہے اکیلے مسلم کی تصحیح پر خاب لکڑیں صورت میں کلام مسلم نے اس لفظ کو مرفوعاً نہیں روایت کیا بلکہ یوں کہہ دیا کہ سلیمان نے یہ لفظ بٹرایا ہے فقط امام بخاری نے بھی اپنے رسالے خبر قراۃ میں اس لفظ کی تضعیف بیان کی ہے خبر قراۃ میں ہے قال البخاری

لکھے جاتے ہیں اول یہ کہ اذا قرأنا الصلوات میں اذا قرأوا الحمد عام ہے شامل ہے
 فاتحہ وغیرہ فاتحہ کو اور حدیث عبادہ کی خاص ہے فاتحہ کے ساتھ عام اور
 مخصوص بعض میں کچھ تعارض نہیں بعض لوگوں نے اسکو مطلق کہا ہے تو
 مطلق کی تفسیر خیر واحد سے جاتر ہے اس صورت میں بھی تفسیر اسکی حدیث
 عبادہ سے کی جاوے گی مجمع بین الاولیہ - تو وہ یہ انصاف و سکوت منافی ہے
 قرآن کے نہیں اذا قرأنا الصلوات کے یہ معنی ہیں آہستہ پڑھو اطلاق سکوت کا
 آہستہ پڑھنے پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں جسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے
 موجود ہے چنانچہ مسلم طبرانی ۱۱۹ میں موجود ہے عن ابی ذر عن ابن عباس
 قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر فی الصلوۃ سکت حنیۃ
 قبل ان یقرئ فقلت یا رسول اللہ بالانت واما ہی اسریت سکوتک بین التکبیر
 والقراءة ما تقول قال اقول اللهم باعد الہم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
 کہ سکوت کا اطلاق خفیہ پڑھنے پر بھی آتا ہے تو یہی معنی اس حدیث میں بھی
 معین ہونگے مجمع بین الاولیہ فقط زیادہ تفصیل اسکی الدلیل القوی کے جواب
 میں ملاحظہ کرنی چاہئے جسکے چار شرطیں مرقمہ ہو گئے ہیں پہلی حدیث کا خوا
 تام ہوا و لہ الحمد - **قال المحب** اور ابن ابی شیبہ مصنف میں اور الطحاوی
 شرح معانی الآثار میں روایت فرماتے ہیں سئل عبد اللہ بن عمر بن سید
 بن حارثہ وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقر خلف الامام فی شئ الا -
اقول پہلے اس اثر کی سند بیان فرماتے کہ یہ اثر صحیح ہے یا غیر صحیح کیونکہ جن کتب کا
 اپنے حوالہ دیا ہے انکے مولفون نے اپنی کتب میں صحت کا التزام تو کیا ہی نہیں
 جس سے فقط حوالہ دینے سے کام چل سکے آپکو مناسب ہے کہ پہلے سند نقل کیجئے
 پھر روایت کی ثقاہت و قبا و سماعت آپس میں ثابت کیجئے بعد اسکے جواب ہے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عجیب صاحب کی نظر سنو زہیت کو تاہ ہے کتب محققین کے دیکھنے کا
 عجیب صاحب کو اتفاق نہیں ہوا فقط شائقین تحقیق کے لئے دو کتاب کی عبارت
 نقل کی جاتی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی مولف تقریب و فتح الباری نے و رایہ فی تخریج
 احادیث البدایہ میں فرمایا ہے قال البزار لا نعلم احدا قال فیہ واذا قرء
 فانصتوا لاسلیمان التیمی ترجمہ بزار محدث نے کہا کہ میں کیسے نہیں
 جانتا ہوں کہ اس حدیث میں (واذا قرء فانصتوا) کہا ہو مگر سلیمان تیمی حفظہ
 زلیعی نصب الراية میں فرماتے ہیں و لاخرج مسلم هذه الزیادۃ فی صحیحہ
 فی حدیث ابی موسیٰ الأشعری من حدیث سلیمان التیمی عن قتادۃ و
 ضعفها البودائی و الدارقطنی والبیہقی وغیرہم لتقرء سلیمان التیمی
 بها قال الدارقطنی و قد رواه اصحاب قتادۃ الحفاظ عنه منهم هشام
 الدستوائی وسعید و شعبۃ و ہمام و ابو عوانہ و ابان و عدایہ
 ابن ابی عماسۃ فلم یقل احد منهم واذا قرء فانصتوا قال واجماعہم
 یبدل علی و ہم ترجمہ مسلم نے اس زیادتی کو اپنی صحیح میں حدیث ابو موسیٰ
 اشعری سے جبکہ سلیمان تیمی نے قتادہ سے نقل کیا ہے روایت کیا ہے ابو داؤد
 اور دارقطنی بیہقی وغیرہم نے بسبب تفرق سلیمان کے اسکو ضعیف ٹھہرایا ہے۔
 دارقطنی نے کہا کہ اسکو اصحاب قتادہ نے جو سلیمان سے حفظ ہیں روایت کیا ہے
 انہیں سے ہیں ہشام دستوائی وسعید و شعبۃ و ہمام و ابو عوانہ و ابان و عدایہ
 بن ابی عمار کسی نے ابھی انہیں سے نہیں کہا (اذا قرء فانصتوا) دارقطنی نے
 کہا کہ اجماع انکاد لالت کرتا ہے سلیمان کے وہم پر اللہ زیادہ جانتا ہے۔ ان
 نقول سے معلوم ہوا کہ حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ یہفظ وہم سلیمان سے ہے
 یہ کلام تو اس لفظ پر تھا۔ اب دو جواب مختصر یہ تقدیر صحت اس زیادتی کے

وہ صحت اسکی ثابت کرے اس حدیث پر مفصل کلام اور اسکے ہر سہ طریق پر چرچ
قدح البرہان اعلیٰ جواب الدلیل القوی میں کی گئی اور مختصر جواب ہدایت القلوب
بھی لکھا گیا ہے بیان ہدایت القلوب کی عبارت نقل کی جاتی ہے ہدایت القلوب
صلیٰ میں ہے یہ حدیث سخت ضعیف ہے کیونکہ ایک راوی اسکا جابر جعفی ہے وہ واضح
حدیث کا ہے خود امام ابو حنیفہ رح نے اس پر چرچ کی ہے جیسا کہ بیان شرح مشکوٰۃ
الرحمن میں مذکور ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا ہے حدیث میں
کان لا اصار مشہور عن حدیث جابر لہ طرق عن جماعۃ من الصحابہ
کلہما معلولان ترجمہ حدیث میں کان لا امام مشہور ہے حدیث جابر سے
اور واسطے اسکے طریقے میں صحابہ کی ایک جماعت سے کل معلول یعنی ضعیف ہیں
اور منتقی میں ہے روایت کی گئی ہے یہ حدیث کل طریقوں سے کہ وہ ضعیف ہیں
صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے ایسا ہی بیان میں اسکے مرسل ہونے کو صواب
کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو بھی کچھ قیامت نہیں کہہ سکتے
یہ عام ہے اور حدیث عبادہ کی خاص انتہے مافی ہدایت القلوب۔ آگے چل کر جو
بعض جہلا کی جانب سے آپ نے جواب اس حدیث کا نقل کیا ہے وہ آپ کی خانہ
ہے بھلا الحدیث ایسے پوچھ لپچ جواب کیوں دینے لگا حاصل میں یہ جواب دوسرے
ڈھنگ سے بعض الحدیث سے مولوی محمد قاسم مرحوم کی تقریر کا دیا تھا یہ بات
قتضیٰ طلب ہے قصہ اسکا یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ایک کانوینشن
لیگے وہاں پر مولوی عبد اللہ صاحب کے ایک خالص صاحب مرید تھے ناز کا وقت گیا
مولوی محمد قاسم صاحب و خالص صاحب نے اکیہی جماعت میں ناز پڑھی خالص صاحب
سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھی مولوی محمد قاسم صاحب نے بعد فراغت ناز کے
خالص صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خالص صاحب آپ جو سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھتے ہیں

لیجئے بغیر اس مرحلے کے طے کیے ہوئے استدلال آپکا ٹھیک نہیں ہے خیر نفس
 صحت بھی ہم کہتے ہیں کہ آثار صحابہ جو مخالف احادیث مرفوعہ کے ہوں کسیکے نزدیک
 حجت نہیں ہیں شیخ ابن السہام حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں علی
 الصالحی حجة عندنا اذا لم ينفیه شیء من السنة یعنی قول صحابی کا ایمان
 نزدیک حجت ہے جب تک کوئی شیء اسکو مست سے نفی نہ کرے میں کہتا ہوں یہ
 سنت مرفوعہ حدیث عبادہ کی اسکو نفی کر رہی ہے لہذا یہ اثر حجت نہوگا۔
قال المجیب اور صحاح میں یہ روایت موجود ہے من کان له امام فقرأ
 الامام قراءة له **اقول** صحاح میں سے فقط ابن ماجہ میں یہ روایت موجود
 ہے اس میں جابر جعفی راوی ہے جو محدثین کے نزدیک جھوٹا ہے اور امام
 ابو حنیفہ نے بھی اسکو کاذب ٹھہرایا ہے زلعیمی تخریج ہدایہ بحث حدیث ادا صلی
 حالسا فصلوا جلیوسا میں لکھتے ہیں سمعت ابا حنیفة یقول ما ساریت فمیں
 لقیت افضل من عطاء ولا لقیته فی من لقیته الکذب من جابر الجعفی
 یعنی راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہ کہتے تھے نہیں دیکھا میں نے
 زیادہ افضل جن سے میں نے ملاقات کیا عطا سے اور نہیں دیکھا میں نے جن
 ملاقات کیا زیادہ جھوٹا جابر جعفی سے فقط تافط ابن حجر عسقلانی تقریب میں
 فرماتے ہیں جابر بن نیرید بن الحارث الجعفی ابو عبد اللہ الکوئی ضعیف
 سرافضی **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ بن حارث جعفی ابو عبد اللہ کوئی ضعیف
 حدیث میں رافضی ہے۔ وہی نے نیران الاعتدال میں مفصل ترجمہ کیا
 لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبی و یحییٰ بن معین و امام ابو حنیفہ و زیادہ
 وغیرہم نے اسکو کاذب کہا ہے یہ بڑا بکا رافضی تھا ایمان رجعت علی پر رکھتا تھا
 ایسے جھوٹے کی حدیث کچھ حجت نہیں جو شخص اس حدیث سے حجت پکڑنا چاہے

وہ محض کما پوچ ہے کیونکہ اس حدیث میں ممانعت پیشاب وغسل جنابت کی پانی
ٹھہیرے ہوئے میں ہے یہ اس حدیث میں نہیں کہ وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے
یا نہین ہوتا اس سے حدیث کو جو آب سے کچھ علاوہ نہیں ہے نظر اس کے
احادیث میں موجود ہیں لائبر بن احمد منک قام متفق علیہ - لایبولن
احکم فی الخمر - نہی رسول اللہ صلی علیہ وسلم عن الشرب من فی السقاء
پہلی حدیث میں اپنے کلمہ فرمایا کہ کوئی تم سے کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے - دوسری حدیث
میں ارشاد ہے کہ سوراخ میں پیشاب نہ کرے - تیسری حدیث میں حکم ہے کہ مشک
کے دمانہ سے پانی نہ پیئے اسی قسم کی وہ دونوں حدیث ہیں جنکو آپ نے نقل
کیا ہے اسنے فقط نہی کھڑے ہو کر پیئے اور سوراخ میں پیشاب کرنے کی معلوم ہوئی
ہے پانی سوراخ کا کوئی حکم نہیں ہے ایسے ہی مارا کہ میں پیشاب کرنے اور
غسل کرنے کی نہی ہر دو احادیث سے معلوم ہوتی ہے پانی کا کچھ حکم معلوم نہیں ہوتا
اور اس نہی کی وجہ بھی والد اعلم یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگوں کو گھن نہ معلوم ہو نیز
ایسے پانی سے طرح طرح کی بیماریاں ناخوف ہوتا ہے محض لطافت و لطافت کی وجہ
سے اپنے ممانعت کی اگر ان احادیث سے ناپاکی پانی کی بھی قرار دینا چاہیے تو آپ کو
پڑی مشکل پڑیگی جو پانی ہزار و ہزار یا کم سے کم سو و سو یا وہ درود ہو گا اسکو
بھی غسل جنابت یا پیشاب سے آکھونا پاک کہنا پڑیگا کیونکہ حدیث میں تعین قید تو
ہے ہی نہیں نہی مطلقا پانی را کہ میں وارد ہوئی ہے جو جواب آپ
وہ درود میں دینگے وہی قلتین اور اس قلیل میں ہماری طرف سے مجہدین -
قال المجیب اور حدیث قلتین سے تحدید ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ روایات
مختلف وارد ہیں کہین تین کہین دس کہین چالیس سو اس سے تحدید ہرگز ثابت
نہیں **اقول** تین قلد تو کسی حدیث میں نہیں ہے ان ایک روایت میں چالیس

اسکے باریں ہم ایک بات آپ سے دریافت کرتے ہیں خالص صاحب نے کہا بہت اچھا دریافت
 کیجئے مولوی صاحب نے فرمایا بھلا خالص صاحب اگر آپ کسی مقدمہ میں اپنا وکیل کرتے
 ہیں تو پھر آپ کو عدالت میں بولنے کی حاجت رہتی ہے خالص صاحب نے کہا نہیں
 مولوی صاحب نے فرمایا کہ بس جب امام کو آپنے اپنا وکیل بنا دیا تو اب حاجت آپ
 کے پڑھنے کی نہ رہی خالص صاحب نے کہا کہ واہ مولوی صاحب بات تو آپنے بہت عمدہ
 فرمائی میں آجکل تاریخ سے رکوع جو دو میں تسبیحات و نیرالتحیات کا پڑھنا
 چھوڑ دوں گا کیونکہ جب میرا وکیل امام سب کام کر رہا ہے تو اب میری کیا حاجت ہے
 مولوی صاحب سے جب اسکا جواب دین پڑا تو کیا کہتے ہیں خالص صاحب آپ کو کسی
 بڑے کیسے استاد نے پڑایا ہے فقط جابجا یہ جواب بعض لمبریت نے اس موقع پر
 اس تقریر کا دیا تھا نہ حدیث من کان کہ کا جگہ آپ جہلا کہتے ہیں وہ تو ایسے تھے
 کہ آپ کے امام ثانی قاسم العلوم کو نبذ کر دیا تھا فقط الحاصل سکوت عن القراءة
 الا امام کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے پس مجیب صاحب کا یہ کہنا کہ احادیث ثلاثہ سے
 ثابت ہے محض وہو کا ویکر بعض ما الی بہ الرسول کا تارک ہو کر الزام ٹھانا
 ہے فقط آپ کے پہلے جواب کا جواب تمام ہوا ولہذا محمد — سائل کا سوال
 دوم وقوع نجاست سے پانی ناپاک ہوتا ہے اسکی کیا دلیل ہے قال المجیب
 قال رسول اللہ صلعم لا یبولن احدکم فی الماء الا تم الحراک ولا یغسلن
 فی الماء الا تم و هو جب اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی قابل نجاست ہے اور
 تعامل صحابہ بھی اسطوف شیر ہے انہر اقول مجیب صاحب نے سائل کے پورے
 سوال کو نقل نہیں کیا جس سے ہم سمجھیں کہ سائل کی کیا غرض ہے کہونکہ یہ تو کیا
 مذہب نہیں کہ پانی مطلقاً قابل نجاست نہیں ہے شاید غرض سائل یہ ہو کہ پانی
 قلیل وقوع نجاست سے ناپاک ہوتا ہے یا نہیں مجیب صاحب نے جو جواب دیا

اس سے کہ رسول اسکا آدمی ہو کیوں نہ فرشتے کو ہماری طرف رسول کر کے بھیجا
 بیضاوسی میں بھی شان نزول اسکا یہی لکھا ہے اس آیت کا تو یہی مطلب ہے
 کہ جب کو آنحضرت کی نبوت میں جو پہنچے آپ کے رسول بشر کے انکار ہو تو وہ اہل ذکر سے
 اس تشک کو دریافت کر لے اس آیت کو تقلید سے کیا لگا تو کیا علاقہ یہاں تک کہ یہی
 ناشی ہوتا ہے اسکا جواب دینا ضرور ہے وہ یہ کہ اہل ذکر کا لفظ عام ہے گویا اسکا
 مورد خاص ہے۔ اسکا جواب اولاً یہ ہے اہل ذکر کا لفظ عام نہیں ہے اہل ذکر کا
 لفظ عام اس صورت میں ہوتا جبکہ الف و لام استغراق کا ہوتا حالانکہ اہل اصول کا
 اتفاق ہے کہ الف و لام میں اول مرتبہ عہد کا ہے اسکا اقرار آج بھی جواب سوال دوم
 میں کر چکے ہیں اسی فاعدہ سے مراد اہل ذکر سے وہی علماء الکتاب ہیں۔ ثانیاً
 اگر لفظ عام بھی رکھا جاوے تو بھی عمومیت اسکی ایسی کہ افراد میں رہی یعنی کوئی
 عالم الکتاب کا ہو اس سے سوال کرو گو وہ زید ہو یا عمرو۔ اچھا جناب بغض
 محال یہ لفظ عام ہے اور اہل ذکر سے مراد بھی عام ہے اس تقدیر پر بھی کہ اگر
 کیا جاتا ہے کہ اس آیت سے تقلید کا دخل ہے نہ نبوت جو شخص محاورات قرآن
 و حدیث سے آگاہ ہے اس پر مخفی نہیں کہ ذکر سے مراد اکثر کتاب التمدین کا نام ہی
 ہے جیسا ارشاد ہوا۔ انزلنا الیک الذکر تو مطلب یہ ہوگا کہ سوال کرو اہل قرآن
 و حدیث سے جو شخص جسکا اہل ہوتا ہے اس سے اسی قسم کی بات دریافت کیجا
 ہے یہ محاورہ ہر زبان میں ہے بولتے ہیں یہ بات تاجرون سے پوچھ لو یعنی تجارت
 کی بات۔ قانون دان سے پوچھ لو یعنی قانون کی بات۔ اہل فقہ سے پوچھ لو
 یعنی فقہ کی بات۔ ایسے ہی اہل قرآن و حدیث سے دریافت کرو یعنی قرآن
 و حدیث کی بات اور جو بات قرآن و حدیث کی ہوگی وہ تقلید نہ کہلائگی کیونکہ
 تقلید کہتے ہیں بغیر دلیل کے ایسے شخص کی بات ماننے کو جسکی بات حجت نہ ہو۔

قلہ اور دوسری میں دو باتیں یہ دو روایتیں آئی ہیں اور یہ دونوں ضعیف و متروک
قابل اعتبار کے نہیں حدیث قلتین کی صحیح ہے لہذا تحدید کے لئے وہی متعین ہوگی
تحدید اس صورت میں البتہ غیر ممکن تھی جس صورت میں سب احادیث مساوی
درجہ کی ہوتیں حالانکہ سوائے قلتین کے باقی سب ضعیف متروک ہیں تفصیل اس
حدیث کی معیار و سبب زخار جواب انتصار الحق وغیرہ میں موجود ہے اگر آپ کو کچھ
شک ہو تو ان کتب کی طرف مراجعت کیجئے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اس حدیث سے
بیشک تحدید سمجھی جاتی ہے علماء حنفیہ نے محض اپنی رائے سے اس حدیث کا خلاف
کیا ہے ۔ **سوال** سوم سائل کا یہ تھا تقلید شخصی کا کیا ثبوت ہے **قال المجیب**
قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر انکم لاتعلمون **اقول** اس آیت سے
تقلید مجبوت عنہ کا وجوب یا جواز نکالنا مصداق یہی فہم الکلم عن مواضعہ کا
بننا ہے پوری اس آیت و دیکھنے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اس
بات کا منکر ہو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے کہ بشر کو رسول ٹھہراوے اسکو سوال کر لیا
حکم ہوا ہے کہ اگر تم کو اس کا شک ہو تو اہل کتاب سابقین سے دریافت کر لو ۔ ہم
پہلے پوری آیت کو لکھ کر اسکا ترجمہ لکھتے ہیں ۔ **قال** اللہ تعالیٰ فی سورۃ النحل ما اسئلنا
من قبلک الا سراجا لا نوحی الیہم فاسئلوا اہل الذکر انکم لاتعلمون
ترجمہ ہم نے پہلے تیرے نہیں بھیجا کہ آؤ میں کو کہ ان پر بذریعہ فرشتوں کے
وحی بھیجی جاتی تھی اگر تم نہیں جانتے اسکو تو اہل ذکر سے دریافت کر لو باتفاق
مفسرین اہل ذکر سے مراد بیان علماء یہود و نصاریٰ ہیں تفسیر معالم میں لکھا ہے
نزلت فی مشرک مکہ حدیث انک فی نبوۃ محمد صلعم قالوا اللہ اعظم من ان
یکون رسولہ لیشرافھا وبعث الیہا ملکاً یعنی یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل
ہوئی ہے انھوں نے نبوت محمد صلعم کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے

نہیں آتا کہ تقلید غیر معین تو آپ خود کر رہے ہیں کبھی امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا
 کبھی امام ابو یوسفؒ کے قول پر کبھی متاخرین کی رائے پر بحت اسکی آیت اولی الامر
 کے متعلق میں گذر چکی۔ جانا چاہئے کہ اس آیت کو تقلید سے کچھ علاوہ نہیں مجیب صاحب
 نے کچھ سوچتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بس قرآن کی ایک آیت لکھ کر لکھ دیا کہ اس سے
 تقلید نکلتی ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے۔ لا تقریبا لصلوة سے کسی نے فارقی
 مخالفت نکالی تھی ایسے ہی ہمارے مجیب صاحب پوری آیت کو نہیں دیکھتے
 کہ اس میں کیا حکم ہے اب میں پوری آیت کو نقل کرتا ہوں سورہ شوری میں ہے
 ﴿لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وُصِيَ بِهِ لَوْحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيَا بِهِ
 إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ
 مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ مَن يَتَّبِعْهُ يَكْفُرْ﴾ واسطے تمہارے دین سے وہ چیز کہ حکم کیا
 ساتھ اس کے نوح کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو ہے ہمنے طرف تیرے اور جو حکم کیا تھا ہمنے
 اس کے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین اور مت متفرق نہ ہو
 مشرکوں پر پڑی ہے وہ چیز جسکی طرف تو او کو پکارتا ہے خدا سب مفسرین کا
 اتفاق ہے کہ دین سے یہاں مراد توحید ہے یا وہ باتیں جنہیں کل رسول شریک
 ہیں ورنہ اس آیت کے کچھ معنی نہ ہونگے حکم اس آیت میں یہ ہوتا ہے کہ جو ہمنے
 نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ تیرے لئے دین مقرر کیا ہے اس میں تفرق نہ کرو
 حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو پہلے نبیوں کا طریقہ دین ہے اس میں اختلاف نہ کرنا چاہئے
 بھلا آپ ہی بتلائے تقلید کو اس سے کیا علاوہ تقلید کہتے ہیں غیر نبی کی بات
 بغیر دلیل کے ماننے کو اس آیت میں حکم نبیوں کے دین کیڑنے کا ہے دونوں
 میں جو تفرق ہے وہ ظاہر ہے اس آیت سے بھی رد تقلید کا نکلتا ہے جسکی وجہ
 سے دین چار حصوں پر متفرق ہو گیا چار شریعتیں قائم ہو گئیں قرآن کی آیتیں

حالانکہ اس آیت میں حکم قرآن وحدیث کی بات دریافت کرنے کا بغیر دلیل کی بات دریافت
 حاصل کلام کا یہ ہے کہ اس آیت سے تقلید کا رد منطاب نہ ثبوت یہ آیت تو مقلد و پیرو
 محبت ہے اس آیت کے متعلق جناب مجتہد مائنی قاضی شوکانی فتوح القدیرین۔ او
 جناب عمدۃ المفہومین نقاب صدیق حسن خالص صاحب نے تفسیر فتح البیان میں بہت
 عمدہ بحث کی ہے تقلید کو جوڑے سے اوکھاڑ کر پھینک دیا ہے من شار فلیرجع الیہما فقط
قال المحجیب اور بدعت کہنے والا تقلید شخصی کا تارک بعض مائنی بہ الرسول کا ہو گا
اقول تقلید کا بدعت کہنے والا کس دلیل سے تارک مائنی بہ الرسول کا ہو گا بغیر دلیل کے
 ایسی پہل باتیں بولنا آپ ہی کا کام ہے آپ تو بدعت ہونے ہی کو کہتے ہیں مجھے تو
 تقلید کا شرک ہونا ہدایت المراتب بروما فی کشف الاحجاب جواب قاری عبدالرحمن پانی پتی
 میں ثابت کر دیا ہے ملاحظہ کر لیجئے۔ **قال المحجیب** اب رہی تقلید غیر معین وہ فی
 نفسہ جائز بلکہ مستحب تھی لیکن چونکہ مورث فتنہ و فساد بیوہی لہذا ترک اوسکا
 واجب ہے لقولہ تعالیٰ ان اقموا الدین ولا تفرقوا فیہ **اقول** پہلے آپ تقلید معین کو
 ثابت کر لیجئے بعد اسکے غیر معین کا اثبات کیجیگا موجب فتنہ و فساد تو تقلید شخصی
 نہ غیر معین فتنہ کا موجب سچ پوچھو تو بھی تقلید ہے اسی تقلید اباراجداد سے
 یہود و نصاریٰ گمراہ ہو گئے اتخذوا احبارہم و صہانہم اس بابا من دین
 اللہ انہن کی شان میں نازل ہوئی دین محمدی ص سے ایک چلا آتا تھا کوئی تفرقہ
 نہ تھا یہاں تک کہ باعث اس تقلید ناسد یہ کے اس دین میں تفرقہ پڑ گیا چار حصے
 ہو گئے جد سے جد سے منسلک بن گئے ایک ہی وقت بہت اند میں چار چار جاعتین ہو
 گویا کہ یہ چار دین علیہ علیہ ہین دیکھیے اس تقلید کی بدولت کیسا کچھ تفرقہ پڑا
 جواب بموجب اسلئے کے تقلید کا مٹا دینا واجب ہوا۔ یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ
 تقلید غیر معین موجب فتنہ و فساد ہے یہ بھی آپ کی بدگمانی ہے آپ کو اپنا خبا

و سیاتی مزید بیان لذلک فی کتاب الحدود و انشاء اللہ تعالیٰ

ترجمہ اور نزدیک اصحاب سنن کے طریق محمد بن اسحاق سے ہے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے وہ عمرو سے وہ عایشہ سے کہ نبی صلعم نے قائم کیا حد کو ان لوگوں پر جنہوں نے کلام کیا تھا لیکن انہیں عبداللہ بن ابی کا ذکر نہیں ہے ایسی ہے حدیث ابی ہریرہ میں ہے اسپر صاحب بدی نے بنا کیا ہے اور عبداللہ بن ابی کے حد ترک کرنے کے لئے فائدہ ظاہر کیا ہے اسکی وفات کا یہ قول صاحب بدی کا رو کیا گیا ہے کہ خود ہی اس نے عبداللہ کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن پر حد قائم کی گئی تھی واقع ہوا ہے یہ روایت ابی اوسین میں اور حسن بن زید سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر سے نکالا اسکو حاکم نے اکیلل میں اس روایت سے ماوردی پر بھی رد ہے کہ اوس نے اسکو صحیح کہا ہے عبداللہ پر حد نہیں لگائی گئی اس سند سے کہ حد نہیں ثابت ہوتی مگر گواہ یا اقرار سے پھر ماوردی نے کہا کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے انکو حد لگایا حالانکہ جسکو ماوردی نے قیل سے تعبیر کیا ہے وہی صحیح معتمد ہے زیادہ بیان اسکا انشاء اللہ کتاب الحدود میں آئیگا فقط اس روایت حاکم سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ بن ابی کو اپنے حد لگایا اور استغفار سے بھی ہی مراد تھی فقط میرے پاس مصاصم التوحید نہیں ہے کہ دیکھ لوں مولوی علی رضا صاحب نے کیا لکھا ہے اور آریکا لکھنا اونکے جواب میں کس قدر صحیح ہے اسید کرتا ہوں کہ وہ آپ کو بخوبی سمجھا دیونگے فقط سوال چارم سائل کا یہ تھا حومت مصاہر زنا سے کس طرح ثابت ہے قال المجیب قال اللہ تعالیٰ لا تنکحوا ما نکح اباکم

فخاطب صحابہ اور جمیع امت ہے اور مانع میں نکاح عام ہے مشروع ہوا یا غیر مشروع چنانچہ صحابہ کے آباء میں چار قسم کے نکاح تھے ایک مشروع اور

بڑ گئیں حدیثین تقسیم ہو گئیں اللہ تعالیٰ بچاوے مسلمانوں کو اس تقلید سے فقط
قال المجیب اور خود آنحضرتؐ نے بہت سے امور بخوف فتنہ ترک فرمائے ان
اقول اس تقلید سے بھی بہت فتنہ فساد ہو رہا ہے مسلمان متوجہ سنتوں کی
 امانت ہو رہی ہے مساجد سے مسلمان اسکی وجہ سے نکالے جاتے ہیں تو اب
 اسکا بھی ترک کرنا بہت بڑی مصلحت ہے اسکو ترک فرمائے آنحضرتؐ صلعم نے
 جن مصلحت سے کسی کام کو ترک کیا تو آپؐ شائع تھے آپ کو اختیار تھا آپ پر وحی
 نازل ہوتی تھی اب ہم کو اختیار نہیں ہے کہ ہم بھی کسی امر مشروع کو مصلحت سے
 ترک کریں اگر آنحضرتؐ صلعم فرما گئے ہوں کہ بوجہ مصلحت کے تم لوگ بھی امور مشروع
 ترک کرنا تو اسکا نشان دیکھئے فقط **قال المجیب** بہت سے امور بخوف فتنہ ترک
 فرمائے مثلاً عبداللہ بن ابی بکر حد قذف جاری نفرمایا۔ **اقول** اپنے زعم میں تو
 آپؐ بڑے محدث گنگوئی مشہور و معروف ہیں مگر آج تک آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ
 یہ قول اہل تحقیق کا نہیں محققین کے نزدیک یہی صحیح ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر
 اپنے حد قذف لگائی حافظ حدیث ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں
 فرماتے ہیں وعند اصحاب السان من طریق محمد بن اسحاق عن عبد اللہ
 بن ابی بکر بن حزم عن حمزة عن عمر عن عائشة ان النبی صلعم اقام حلاً لقذف
 علی الذین تکلموا لکن لم یدکرفہم عبد اللہ بن ابی وکذا فی حدیث ابی ہریرۃ
 و بنی علی بن ابی طالب صاحب لحدی فابدی الحکمۃ فی ترک الحد علی عبد اللہ بن ابی
 وفاقہ ورنہ ذکر ایضاً فی من اقیم علیہ الحد و وقع ذلک فی روایۃ ابی اویس عن
 حسن بن زرید بن عبد اللہ بن ابی بکر اخبرہ الحاکم فی الاکلیل و فیہ رد علی
 الماویٰ حیث صح انہ لم یجدہم مستنداً الی ان الحد لا ینبت ببلینۃ و اقرار
 ثم قال و قبل انہ حدہم و ما ضعفہ هو الصحیح المعتمد

مگر عقد کے لئے۔ شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں
 الامر الاول مفہوم ماہ لغۃ قیل هو مشترك بين الوطى والعقد
 اشتراكا لفظيا وقيل حقيقة في العقد مجازا في الوطى وقيل لقلبه
 الخ ترجمہ۔ امر اول مفہوم نکاح کا از روئے لغت کے کہا گیا ہے وہ در بیان
 وطی و عقد کے مشترک ہے اشتراک لفظی اور کہا گیا ہے عقد میں حقیقہ ہے
 مجاز ہے وطی میں اور کہا گیا ہے اسکا۔ بعد اسکے شیخ ابن الہمام نے اشتراک
 کو خوب دہرہ سے ثابت کیا ہے پھر کہا ہے الامر الثانی مفہوم ماہ اصطلاح
 هو عقد وضع لتملك المتعنة لاثني قصدا والقيد الأخي لآخر احو
 شراء الامنة للتسري والمراد وضع الشايع لا وضع للتعاقد بين له والا
 وسر عليه ان المقصود من الشراء قد لا يكون الا المتعة واعلم
 ان من الشارحين من يعبر عن هذا بتفسيره شرعا ويجب ان يراد
 عرف اهل الشرع هو المعنى الاصطلاحي الذي عبرنا به ترجمہ اثانی
 مفہوم نکاح کا اصطلاحی وہ ایک عقد ہے وضع کیا گیا ہے واسطے مالک ہونے
 فائدہ مومنٹ کے آزر و قصد کے اور قید آخر واسطے نکالنے اوس لونڈی کے
 ہے جسکے فراش بنانے کے لئے خریدا ہو مراد اوس سے وضع شارع کی ہے
 نہ وضع عاقدین کی نکاح کو ورنہ اسیر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ مقصود و شرار
 سے نہیں ہوتا مگر یہی نفع اٹھانا تو جان کہ شارحین سے بعض وہ ہیں جو اسکو
 تفسیر شرعی سے تعبیر کرتے ہیں واجب ہے کہ عرف اہل شرع سے مراد لیتے جاو
 معنی اصطلاحی جن سے سمجھنے تعبیر کیا ہے ورنہ آثار میں ہے ہو عند الفقہاء عقد
 یفید ملك المتعنة الخ یعنی نکاح نزدیک فقہاء کے ایک عقد کا نام ہے جو ملک
 متعہ کا فائدہ دیتا ہے۔ شامی اسکی شرح میں فرماتے ہیں ای المراد انہ عقد

اور تین غیر مشروع **الحاق قول** اس آیت سے حرمت مصاہرہ پر دلیل لانا عجیب
تفصیل اسکی یہ ہے کہ نکاح کے لغوی معنی وطی اور عقد دونوں کے ہیں اور
معنی شرعی اصطلاحی فقط عقد کے حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری
شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں قال ابوالقاسم الزنجاجی هو حقیقہ فیہما
قال لفاسہی اذا قالوا کم فلا تہ اذنت فلان قالما للعقد واذا قالوا انکم
من وجہہ قالما لوطہ و قال لآخرہ اصلہ لزوم شئ لشی مستعلما
علیہ و یکون فی المحسوسات و فی المعانی قالوا انکم المطر الارض و انکم النعا
عینہ و نکحت القم فی الارض اذا حششتھا و بذرتہ فیہا نکحت الحصاة
اخفاف الابل و فی الشرع حقیقہ فی العقد فجاء فی لوطہ علی الصلح
والحجة فی ذلک کثیر و سادہ فی الکتاب والسنة للعقد حتی قبل انہ لم
یرد فی القرآن الا للعقد **ترجمہ** ابوالقاسم زجاجی نے کہا کہ حقیقت
دونوں میں ہے یعنی وطہ و عقد میں فارسی نے کہا جب بولتے ہیں کہ فلائی سے
یا فلائی کی بیٹی سے نکاح کیا تو مراد و ما نہ عقد لیتے ہیں جب بولتے ہیں کہ اپنی
زوجہ سے نکاح کیا تو مراد وطی لیتے ہیں دوسروں نے کہا کما اصل اسکی یہ ہے
کہ ایک شے نے دوسری شے کو لازم کیرا لوطہ و عذہ کے یہ محسوسات اور معانی دو
میں ہونا ہے بولتے ہیں ایش نے زمین سے نکاح کیا
اونگہ نے اسکی آنکھ میں نکاح کیا (نکحت القم فی الارض) بولتے ہیں جب
تو نے گھیرا تو زمین میں بویا اور یوں بھی بولتے ہیں نکاح کیا کنکری نے
کھوڑا وٹ میں اور شرع میں نکاح کے معنی حقیقی عقد کے ہیں مجازہ وطی کے
موافق نہ سب صحیح کے دلیل اس پر یہ ہے کہ اکثر قرآن و حدیث میں نکاح کا
استعمال عقد میں ہوا ہے حتی کہ یوں کہا گیا ہے کہ قرآن میں نہیں وارد ہوا

گو وہ نکاح شرعی ہو یا غیر شرعی یہ فقط اپنے اجتہاد سے لئے ہیں اس کوئی
 دلیل شرعی کی پائی نہیں جاتی اچھا فرض کیا کہ مراد یہ چاروں نکاح ہیں
 ماسوائے ان چاروں نکاح کے جو زنا ایک شے تھی اس کی حرمت مصاہرہ
 پر کیا دلیل ہوگی اور ان چار نکاح کے سوائے سفاح زنا سے حرمت مضام
 ہرگز کسی دلیل سے ثابت نہ ٹھہریگی اور نہ آپنے اس کی کوئی دلیل بیان کی فقط
 یہ لکھ کر ٹال دیا کہ (جب اوس سے ثابت ہوگئی تو جمیع اقسام زنا سے ثابت
 ہوتی ضرور ہے) جمیع اقسام زنا کے لئے کوئی دلیل قاعہ کرنا جس سے حرمت
 مصاہرہ ثابت ہو آپ کو ضرور لازم تھا لفظ نکح سے تو ہونہیں سکتی تفصیل کی
 اوپر گذری فتوہ کہ **قال المجیب** اور بنت زرعہ کو بوجہ شبہ ہونے ولد کے
 عتہ سے پردہ کا حکم دیا **اسخ اقول** اس حدیث سے حرمت مصاہرہ ہرگز
 ثابت نہیں ہوتی بوجہ شبہ کے آپنے سودہ کو پردہ کرنا حکم احتیاط دیا نہ جو
 فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے قد استدلل به الحنفیۃ علی انه لم
 یلحقہ بنی معہ لانہ لولہ الحقہ بل لکان اخا سواۃ والاخ لا یوثر بالاحتجاب
 منہ واجاب الجہور بان الامر بذلک کان للاحتیاط لانه وان حکمہ
 اخو ہا لقلولہ فی الطرق الصحیحۃ ہوا خوی یا عبد و اذا ثبت انہ اخو
 عبد لابیہ فہو اخو سوادۃ لابیہا لکن لما رای الشبہ بینا جعلتہ
 امرہا بالاحتجاب منہ احتیاطا و انما الخطابی الی ہذا او قال ان فی ذلک
 صریحۃ لامہات المؤمنین لان لہن فی ذلک مالیس لغيرہن ترجمہ
 خفیون نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ آپنے اسکو زرعہ کے ساتھ لمحق نہیں کیا
 کیونکہ اگر آپ اسکو زرعہ کے ساتھ لمحق کرتے تو وہ بھائی سودہ کا ہوتا اور
 بھائی سے پردہ کا امر نہیں کیا جاتا جمہور نے اسکا یوں جواب دیا ہے کہ یہ امر

یقیناً حکمہ بحسب وضع الشریع فقط حاصل کلام کا یہ ہے لفظ نکاح کے
 معنی اہل لغت کے نزدیک عقد و وطی و ونون کے ہیں اور عرف شرع میں
 عقد کے جملہ اہل اصول کا اتفاق ہے الفاظ مخصوص سے حقائق شرعیہ
 مراد ہوتے ہیں کافی المسلم تو اس آیت میں بھی معنی نکاح کے عقد شرعی
 کے ٹھہریں گے اور خود مجیب صاحب نے بھی یہاں پر معنی عقد کے ہی لئے ہیں۔
 اس واسطے کہا ہے کہ صحابہ کے آثار چار نکاح کرتے تھے ثواب اس صورت میں
 معنی نکاح کے اس آیت میں وہی معنی شرعی متعین ہونگے معنی آیت کے یہ ہو
 کہ جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح شرعی کیا ہے ان سے نکاح منع
 اور شان نزول بھی انہیں معنی نکاح سے معاملہ التمنیٰ میں ہے قال لا
 بن سوا سرتی فی البقیس وکان من صلح الانصار فخطب ابنہ قلیل حلاۃ
 ابیہ فقالت انی اتخذک ولدا لوانت من صلح قومک ولکنی اتی رسول
 اللہ صلعم استامرہ فانتہ فاحبرتمہ فانزل اللہ تعالیٰ ولا تنکحوا
 ما نکح آباءکم من النساء ترجمہ اشعث بن سوار نے کہا البقیس کا
 انتقال ہوا اور صالحین انصار سے تھا قبیلہ کے بیٹے نے اسے باپ کی بیوی
 سے پیغام نکاح کا کیا اس نے کہا میں نے تو تم کو اپنا فرزند بنایا تھا اور اپنی قوم
 تو نیک ہے لیکن میں آنحضرت صلعم سے مشورہ دریافت کرتی ہوں آپ کے
 پاس اگر آپ کو اس ماجرے کی خبر دیا اللہ نے نازل کیا کہ ان عورتوں سے مت
 نکاح کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے۔ بیشک جاہلیت میں نکاح
 چار قسم پر تھے مگر تین کو شارع نے باطل ٹھہرایا فقط اسی قسم کو جو آج کے
 یوم ہے معتبر ٹھہرایا کافی الجاری۔ جبکہ شارع نے تین کو باطل کر دیا تو اب
 وہ ہرگز مرد نہیں ہو سکتے مجیب صاحب نے جو لفظ نکح کے معنی عام لئے ہیں

واحد و قال مالك و الشافعي و ابو ثور و غيرهم لا اثر لوطي الزنا بل
 للزاني ان ياتر و ج ام الزاني بها و بنتها بل يزاد الشافعي فجوز نكاح البنت
 المتولد من مائه بالنكاح الواجب لا احتياج به ان سودة امرت بالاحتجاب
 و هذا احتياج باطل و عجب به ممن ذكره لان هذا على تقدير كونه
 من الزنا و هو اجنبى من سودة و لا يحل الظهور له سوا الحق بالزنا
 ام لا فلا تعلق له بالمسئلة المذكورة ترجم بعض حنفيون اور انك
 موافقين لے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ ولى كذا زنا سے اسكلم
 بجی حکم وطی نكاح کا ہے مصاہرہ کی حرمت میں اسكے قائل ہوئے ہیں ابو حنیفہ
 اور زاعی ثوری احمد مالک اور شافعی اور ابو ثور اور سوا انكے کہا کہ ولى زنا کا
 کچھ اثر نہیں ہے زانی کو جائز ہے کہ ماہرینہ سے یا اسکی بیٹی سے نكاح کرے
 بلکہ شافعی نے زیادہ بڑایا اور کہا کہ زانی کو جائز ہے کہ اس لڑکی سے جو
 اسكے لطفہ زنا سے پیدا ہوئی ہے نكاح کرے بعض حنفیون نے کہا ہے
 کہ حجت اس حدیث سے پڑ ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم سودہ کو پردہ کا حکم دیا
 اور یہ حجت ان کو کوئی باطل ہے نہایت تعجب اس سے ہے جس نے اسکو
 معرض استدلال میں ذکر کیا (جیسے ہمارے محیب صاحب) کیونکہ اس تعلق
 جب وہ زنا سے ٹھہرا تو وہ سودہ سے اجنبی ہوا سودہ کو اسكے سامنے
 حلال نہ ٹھہرا خواہ وہ زانی کے ساتھ ملحق ہو یا نہ ہو پس اسکو اس مسئلے سے
 کوئی تعلق نہیں ہے فقط هذا آخر ما اسدناہ والحمد لله على ذلك
 اللهم اجعله خالصا لوجهك الكريم واغفر لي ذنوبي يا رحمن رحيم
 الرافعي رحمت الله المجدية محمد بن ابي سوره الكناهي مولد امير حميد بن اسلام بن ابي سوره

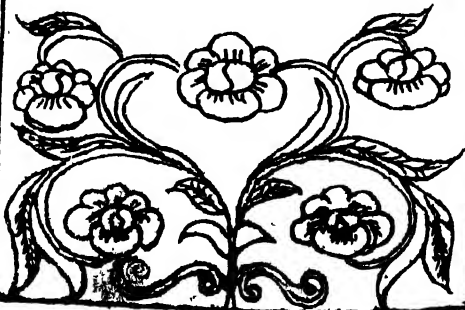
یعنی پردہ کا فقط احتیاطی تھا اس واسطے کہ اگرچہ آپنے یہ حکم کیا کہ یہ سودہ کا بھائی
ہے جیسا کہ صحیح طریقوں سے ثابت ہے کہ اسے عبد یہ تیرا بھائی ہے جبکہ عبد کا
بھائی علانی ٹھہیرا تو سودہ کا بھائی ضرور ہوا لکن جبکہ آپنے عتبہ کے ساتھ مشا
بتین بھی تو احتیاط اس سے پردہ کرنے کا حکم کیا خطابی نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے
اور کہا ہے کہ اس میں امہات مومنین کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کے
لئے پردہ کی وہ تاکید ہے کہ غیر کے لئے نہیں ہے راقم کہتا ہے کہ یہ قول
خطابی کا نہایت عمدہ اور بجا ہے دیکھو امہات مومنین کو آپنے منع کیا کہ ابن
ام مکتوم کے سامنے نہوں اٹھوں۔ لے عذر کیا کہ وہ تو اعمیٰ ہے دیکھتا نہیں
آپنے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو حالانکہ فاطمہ بنت قیس سے فرمایا تھا کہ اعتد
عند ابن ام مکتوم فانہ اعمیٰ یعنی تو اپنی عدت ابن ام مکتوم کے پاس گزار
وہ اندھا ہے تجکو نہ دیکھیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت سلعم کی ازواج کو
تغلیظ پردہ میں زائد تھی دیکھو طحاوی نے معانی الآثار میں آیت فاسلوھن
من وراء حجاب کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کیا ہے اور کہا ہے کہ ازواج
مطہرات پردہ کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھتی ہیں چونکہ ازواج مطہرات پر
پردہ میں نہایت شدت سے مبالغہ تھا اسلئے واسطے آپنے احتیاطاً بوجہ ہونے
شبہ بتین کے پردہ کا حکم کیا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ فتح الباری شرح صحیح
میں اور بھی چند جواب لکھے ہیں من شاء فلیرجم ^{الہ} حاصل کلام کا یہ ہے کہ
پردہ محض عزت خصوصیت و احتیاط سے تھا اس سے حرمت مصاہرہ پر ہرگز
دلیل نہیں ہو سکتی امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے والحق بعض
الحنفیة و موافقیہم بهذا الحدیث علی ان الوطنی بالزنا لحکم الوطنی
بالکساح فی حرمة المصاہرة وبهذا اقال ابو حنیفة والاشعری والشافعی

حصۃ الاول عمدة المضمون من مناظرۃ البرکون

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ سب تقریف ہے واسطے
کے کہ جسے ہدایت کی ہو واسطے رد کرنے
بدعت تقلید اور مقلدون بدعتیوں گراموں
جاہلون کے آور درود اور سلام اور رسول
اوس اللہ کے کہ جسے ہیجا رسول اپنے کو
ساتھ قرآن روشن کے واسطے کھودنے
گرامی تقلید اور مقلدون گراموں جگہ الون
ذلیلون کے آور درود اور سلام اور آل و
اصحاب اوسکے کہ جنہوں نے خراج کی کوشش اپنی
واسطے دور کرنے جہالت تقلید اور مقلدون
خدیون کے

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا ان
والمقلدين المبتدعين المضللين الجاهلین
والصلوة والسلام على رسول الله الذي بعثه الله
بأنقرآن المبين لفتح ضلالة التقليد والمقلدين
المضللين الجاهلین الخاذلین وعلى آله واصحابه
الذين بدوا جهادهم لفتح جهالت التقليد
والمقلدين الجاهلین الجاحدين للماعتدین



آئمہ اربعہ کے پیروئے لکھا ہے یہی نہیں ہے انتہی حد کا محمد عارف حنفی عفی عنہ بتاریخ ۲۰
 ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۱ھ اسامی گواہوں کے یہ ہیں میان ابراہیم سیماں بائت میان
 محمد عمر جی میان ابراہیم اسحاق جی آغا محمد و شیرازی آب کاتب الحروف عفی عنہ حضرات
 ناظرین منصفین و سامعین عادلین کی خدمت و رحمت میں ملتس ہے کہ تحریر مذکور میں
 میان مانجو صاحب حنفی کی اوس حضرت کے فرار ہونے پر بلا انکار دلیل ہے یا نہیں۔
 و علیٰ ذلک القیاس مذہب معین آئمہ اربعہ کے فرض و واجب نہونے پر بھی عبارت النصر
 ہے یا نہیں اسے حضرات سچ تو وہ ہے جو جو ٹھونکے منہ سے ہی سچ ہی نکالتا ہے فللہ
 الحمد علی ذلک نظم

شکیا ہے فتنہ اوسکا امن میں آیا جہاں
 کس لئے ہے گھر میں بیٹھا پردہ میں نشین
 نہ کروں میں لطف اوسکے جہل کا تمہیر عیان
 جو کہ ڈوبا جہل میں تقلید کے اسے مہربان
 کیونکہ جاہل وہ عالم ہے کہاں
 اجتماع اس دو نقیضوں کا حال ہی مہربان
 جو جہل کا باواجاہل جو کہ تھا مانجو میان

جو کہ تھا تان بانی فتنہ کا مانجو میان +
 آئینہ میدان میں نہ کر مناظر وہ میان
 کا شکے میدان میں آوی اگر پردہ ہو کی طوبہ
 جو جہل کا پیشوا ہے وہ تو عارف ہے نہیں
 جو مقلد ہے وہ عارف ہے نہیں +
 معرفت تو علم ہے تقلید ہے جہل تمام
 ہو گیا شہرہ یہ عالم میں بکد اللہ تراب

خط اول بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حامداً و مصلیاً

اما بعد طرف سے خادم السنۃ و الکتاب الدعویابی تراب رحیم بخش محمدی البنجالی
 عفی عنہ کے خدمت خفیت منزلت میں جناب میان عارف عرف مانجو حنفی صاحب
 کے بعد واجب علینا کے واضح و لاخ باد کہ جناب میں بندہ عفی عنہ نے سنا ہے کہ
 آپ طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ اہل السنۃ و الجماعۃ عامل ما انا علیہ و اصحابی رضی
 حدیث کے تکفیر و ایذا پہنچانی میں غب و دوز سرگرم رہتے ہیں سو جناب میں اگر

۱۔ مابعد خادم السنۃ والکتاب المدعو بابی تراب رحیم بخش محمدی پنجابی عفی عنہ وارد حال کلکتہ
حضرت ناظرین منصفین و سامعین عادلین کی خدمت عدلت بشر میں عرض پرداز ہے
کہ ۱۳۳۰ھ بروز ۲۰ ماہ ذالحجہ یوم جمعہ کو کاتب الحروف عفی عنہ ملک مدراس سے وارد
ملک برہاشہ رنگون میں ہوا اور وہاں کے محمدیوں اہل حدیث کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت
بے برکت جہالت منزلت و شقاوت درجہ لکھنا نہ پڑھا نام محمد عارف مانجو سورتی تادیبی
مقلد متعصب مضل اجمل مرجع خفیہ کوفیہ ذات فرعون بے سامان نے آجکل رنگون
میں فتنہ و فساد و غم کا علم ببرکت بدعت ضلالت تقلید بے بنیاد کے برپا کر رکھا ہے
اور طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ عامل مسالنا علیہ واصحابی خالص اہل السنۃ والجماعہ
اصحاب حدیث کثر ہم اللہ جہ جہ کو ایذا اور تکلیف پہونچا کر روح تجاج بن یوسف
و بیہید کو خوش کر رہا ہے اور انیسٹریٹوں میں میان مٹھو بنگرل من مبارزہ دل میں
مناظرہ بول رہا ہے المہاجر السطور عفی عنہ نے خدمت بے برکت جہالت و شقاوت
منزلت میں حضرت ضلالت نمط میان مانجو صاحب خفی ہدایہ اللہ کے واسطے
مناظرہ کے خطوط ثلاثہ مندرجہ ذیل کو روانہ کیا کہ بموجب شروط نامہ ہذا کے مناظرہ
تقریری کر کے فرض اور واجب ہونا تقلید شخصی آئمہ اربعہ خصوصاً تقلید شخصی نبی
کونی امام اہل اسے کو حق میں ہر عالم و عامی کے آپکو ثابت کرنی چاہئے مگر حضرت
مانجو مذکور نے مثل مستورات پردہ نشین کے صحن گھر سے قدم باہر نہ نکالا اور نہ نقلا
و حجاب جہالت کو منہ سے واکر کے میدان مناظرہ میں جلوہ گر ہوا جس میں روئے
عفی عنہ طرف کلکتہ کے آگبوٹ پر سوار ہونے کو تیار تھا اوس روز ایک خط فارسی
مع شہادت و دستخط گواہوں کے بنام بندہ عفی عنہ کے روانہ کیا کہ جبکا بلباب
و خلاصہ یہ ہے قولہ آپ زبان نامبارک سے ارشاد کیجئے کہ مذہب معین کافر
ہو یا میں نے کیسے روبرو کہا ہے اور میرا لکھا ہوا کہاں پایا ہے میں تو کیا بلکہ کسی

بے برکت جہالت منزلت و شقاوت درجہ لکھنا نہ پڑھا نام محمد عارف مانجو سورتی تادیبی

مکان ٹون مال شہر رنگون میں کرنا ہوگا اور کسی مکان میں منظور ہونگا اور خرچ ٹون
 مال کا آپکو اور مجکو نصف و نصف دینا ہوگا۔ شرط سادہ سب دینا
 آپکے اور میرے دو شخص ایسے ثالث ہونے چاہئے کہ جو نہ مقلد آئمہ اربعہ کے ہوں
 اور نہ محمدی اہل حدیث ہو وین شرط سابع مابین تقریر یکدیگر کے نہ تو آپکو اور نہ
 مجکو بولنا مجاز ہوگا وعلیٰ ہذا القیاس نہ کسی اور کو اگر آپ تو لینگے تو وہ ہی دلیل آپکے قابل
 ہونیکی قرار دی جائیگی اور اگر میں بولوں گا تو وہ دلیل میری ساکت ہونیکی شمار کی جائیگی اور اگر کوئی
 اور صاحب بولے گا تو وہ صاحب مکان جلسہ سے خارج کیا جائیگا شرط ثامن ہر ایک مناظر کو اپنی اپنی
 تقریر کوہ امتحان کی عرصہ میں ختم کرنا ہوگا زیادہ عرصہ واسطے ختم کرنے تقریر کے سمیع و منظور ہوگا
 وعلیٰ ہذا القیاس بحث خارجی سے بھی جانین کو ضرور بالضرور احتراز کرنا ہوگا۔
 شرط تاسع اگر بموجب شرط ثالث کے مذہب معین آئمہ البیہ خصوصاً مذہب
 حنفی کا فرض ہونا ہر عالم و عامی کے حق میں ثابت نہ کیسکین تو آپکو مذہب حنفی کو
 رد و رد حضار جلسہ کے توبہ کر کے محمدی اہل حدیث ہونا ہوگا اور اگر ثابت کرینگے
 تو مجکو حنفی ہونا پڑیگا شرط عاشم بعد قابل ہونیکے جو شخص توبہ کر کے
 مذہب جانب ثانی کو اختیار کرے اسکو کل خرچ مکان ٹون مال دینا ہوگا۔
 التماس خاب میان مابجو صاحب اگر آپکو بموجب شرط طنامہ ہذا کے بندہ کو
 مناظرہ کرنا منظور ہووے تو اسپر اپنا دستخط و مہر ثبت کر کے طرف بندہ کے واپس
 فرمائے اور واسطے مناظرہ کے دن معین فرمائیے بندہ واسطے مناظرہ کر نیکی حاضر
 ہے اور اگر آپکو بموجب شرط طنامہ ہذا کے بندہ سے مناظرہ کر نیکا حوصلہ پڑے
 تو جس عالم مقلد حنفی کو آپکا دل چاہے واسطے مناظرہ کے معین فرمائیے آمد و
 حضرت کا دستخط و مہر شرط طنامہ ہذا پر کروا کے طرف بندہ عفی عنہ کے واپس روانہ
 فرمائیے فقط باقی والسلام علی من اتبع الهدی اراکم ابو تراب رحمہ بخش محمدی عفی
 عنہ مورخہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ

درحقیقت آپ عامل عمل مذکور کے ہیں تو بالمشافہ ہو کر فرض ہونا تقلید شخصی آئمہ اربعہ
 خصوصاً تقلید ابی حنیفہ کو فی امام اہل اسے کو ہر عالم و عامی کے حق میں بموجب شرط
 عشرہ مندرجہ ذیل کی ثابت کیجئے ورنہ تقلید شخصی آئمہ اربعہ کی جو درحقیقت بعثت
 ضلالت و احداث فی الدین التین و تضریق فی جماعۃ المسلمین اور بغیر اسے کریمہ
 اتخذوا الجہار ہم و رہبا ظہم اس بابا من دون اللہ کے شرک فی الاطاعت
 اور خذ والنعل بالنعل تقلید اجارہ بین و رہبا بین یہود و نصاریٰ
 کے ہے اسکو دل سے دور کیجئے اور طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ اہل السنۃ و الجماعۃ
 اصحاب حدیث کے ایذا پہونچانے سے جلدی قبل مرئی کے توبہ کیجئے ورنہ بعد مرئی کے
 ضرر بالضرر و مصداق کریمہ ہذا کا بنا پر یگانا ان الذین فتنوا المؤمنین و المؤمنات
 ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق و ما علینا
 الا البلاغ شرط عشرہ بن کو یہ مناظرہ **شرط اول** آپ
 کشر صاحب پولیس سے درخواست کر کے حکم مناظرہ کالائے اگر صاحب موصوف
 حکم مناظرہ کر سیکھا دیوین تو آئے مناظرہ کیجئے بندہ واسطے مناظرہ کر نیکی حاضر
شرط ثانی کا غذا شٹام پر رد و رد کشر صاحب کے آپ تحریر کر دیجئے
 کہ اگر میں یا میرے فریق کا کوئی بھی شخص منکر مذہب کو کوئی سخت بات یا تالی میٹ
 یا آرسے تو میں پانچ ہزار روپیہ کے جرم کا مجرم ہو نگا **شرط ثالث** آپکو
 فرضیت مذہب معین آئمہ اربعہ خصوصاً مذہب حنفی کی عبارت النص قرآن و حدیث صحیح
 مرفوعہ متصل اور اجماع عظیمہ صحابہ سے مثل وحدانیت ذات باری عز اسمہ و نبوت
 رسول صلعم کے ثابت کرنی ہوگی اور ماسوا عبارت النص اولہ ثلثہ مذکورہ کے اور کوئی بات
 واسطے ثبوت مدعی مذکور کے سموع و منظور ہوگی **شرط رابع** یہ مناظرہ آپکو بالمشافہ
 تقریری کرنا ہوگا اور تحریری منظور ہوگا۔ **شرط خامس** یہ مناظرہ آپکو

یہ مناظرہ بالمشافہ ہو کر فرض ہونا
 تقلید شخصی آئمہ اربعہ کی جو درحقیقت بعثت
 ضلالت و احداث فی الدین التین و تضریق فی جماعۃ المسلمین
 اور بغیر اسے کریمہ اتخذوا الجہار ہم و رہبا ظہم اس بابا من دون اللہ کے شرک فی الاطاعت
 اور خذ والنعل بالنعل تقلید اجارہ بین و رہبا بین یہود و نصاریٰ کے ہے اسکو دل سے دور کیجئے اور طائفہ منصورہ محمدیہ ناجیہ اہل السنۃ و الجماعۃ اصحاب حدیث کے ایذا پہونچانے سے جلدی قبل مرئی کے توبہ کیجئے ورنہ بعد مرئی کے ضرر بالضرر و مصداق کریمہ ہذا کا بنا پر یگانا ان الذین فتنوا المؤمنین و المؤمنات ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق و ما علینا الا البلاغ شرط عشرہ بن کو یہ مناظرہ مناظرہ کر سیکھا دیوین تو آئے مناظرہ کیجئے بندہ واسطے مناظرہ کر نیکی حاضر شرط ثانی کا غذا شٹام پر رد و رد کشر صاحب کے آپ تحریر کر دیجئے کہ اگر میں یا میرے فریق کا کوئی بھی شخص منکر مذہب کو کوئی سخت بات یا تالی میٹ یا آرسے تو میں پانچ ہزار روپیہ کے جرم کا مجرم ہو نگا شرط ثالث آپکو فرضیت مذہب معین آئمہ اربعہ خصوصاً مذہب حنفی کی عبارت النص قرآن و حدیث صحیح مرفوعہ متصل اور اجماع عظیمہ صحابہ سے مثل وحدانیت ذات باری عز اسمہ و نبوت رسول صلعم کے ثابت کرنی ہوگی اور ماسوا عبارت النص اولہ ثلثہ مذکورہ کے اور کوئی بات واسطے ثبوت مدعی مذکور کے سموع و منظور ہوگی شرط رابع یہ مناظرہ آپکو بالمشافہ تقریری کرنا ہوگا اور تحریری منظور ہوگا۔ شرط خامس یہ مناظرہ آپکو

دست نامبارک سے دستخط و مہر ثبت فرما کے طرف منبرہ کے راس فرمائے اور اپنے ہتھکڑی
 ہزیمت اتار کر ہمراہ لائیے اور بعد اقرار بطلان مذاہب اربعہ محدثہ معینہ کے جس امر مندرجہ
 استفسار کی بابت آپکو اطمینان و تسلی کر فی منظور ہووے تو کر لیجئے ورنہ مذاہب اربعہ محدثہ
 معینہ کی تقلید شخصی جو درحقیقت بدعت ضلالت ہے واحداث فی الدین المتین و
 تفریق فی جماعۃ المسلمین ہے اور بموجب کرمہ اخذ و اجارہ ہر ہر شخص
 ابراہاماً من دون اللہ کے شرک فی الہا طاعت ہے اور حد و النعل بالنعل تقابیل
 اجاریئین و رہبانین یہود و نصاری کے ہے قبل مرئی کے توبہ کیجئے ہو خیرا لکم یا ایہا الملک
 انکم تم تقلون الراقۃ ابو تراب مرحوم بخش محمدی عفی عنہ مرفوعہ

۳۰ ذی الحجۃ ۱۳۳۰ھ

خط الثالث بسم اللہ الرحمن الرحیم حال و مصلی

اما بعد طرف سے خادم السنۃ و الکتاب المدعو بابی تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ
 کی خدمت جہالت منزلت میں جناب میان عارف مابخو حنفی صاحب و جناب میان ابراہیم بیہف
 حنفی صاحب نزال اللہ عنکما جہل التقلید کے بعد سلام علی من اتبعہم الہدٰی
 کے واضح و لائحہ باد کہ نامہ جہالت شامہ آپکا جو نکالیا اور حضرتین جہالین کی جہالت پر محکو
 کما بین فی مطلع فرمایا چنانچہ کاتب الحروف عفی عنہ حضرت مابخو صاحب اور آپکی جہالت و کما
 کتابت و عبارت سے حضرات ناظرین منصفین و سامعین عادلین کی خدمت مہلت
 منزلت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ حضرتین الجہالین کی لیاقت جہالت پر شاہد باش و درجہ فاضلہ

ترجمہ وہ یہ ہے کہ اول ترک کیا تم

وہو ہذا اذ لا ترکما حد اللہ تعالیٰ

دونوں نے لکنا تعریف اللہ تعالیٰ کا اور وہ

والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

کا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم

وصحابہ وسلم فی حد و الخط و هو خط

کے شروع خط میں حالانکہ وہ خلاف ہے

لسنۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم

خط الثانی بحمد اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد

سے خادم السنۃ والکتاب المدعو بابی تراب رحیم بخش محمدی عفی عنہ کی خدمت حقیقت منت
 میں جناب بیان عارف مانجو صاحب خفی کے بعد سلام علی من اتبع الهدی کے واضح
 ولاحظ باد کہ جناب من بندہ عفی عنہ ہنوز منتظر ہے کہ آپ میری عریضہ مودعہ کا جواب باصواب
 ارسال فرمائیں کیونکہ بندہ اگلوٹ ہذا میں طرف کلکتہ کے روانہ ہونیکا عازم ہے پس اپنے
 دوبارہ عریضہ ہذا کو آپ کی خدمت شریف میں تاکید آروانہ کرتا ہے کہ آپ مہربانی فرما کے
 بموجب شرط و طمانہ رسالہ کے بندہ سے مناظرہ دربارہ تقلید شخصی آئمہ اربعہ خصوصاً دربارہ
 تقلید بابی حنیفہ کو فی امام اہل راسے کے بالمشافہ ہو کر کیجئے اور فساد و عناد میں الناس کو دیکھئے
 اور جو آپ نے استفسار مطبوعہ کو میری طرف بخیال جواب ارسال فرمایا ہے سو وہ جو آ
 باصواب میری عریضہ کا چند وجوہ وجیہ و براہین قویہ سے غذا ولی الالباب بنین ہو سکتا ہے
 اولاً باین وجہ کہ آپ مدعی اس دعویٰ کے ہیں کہ تقلید شخصی آئمہ اربعہ کے ہر عالم و
 عسائی پر فرض ہے پس اب آپکو ضرور پر ضرور ہے کہ بموجب اب مناظرہ کے
 مطابق شرط و طمانہ رسالہ کے اول اپنے دعویٰ مذکور کو ثابت فرمائے بعد اوسکے بندہ یہ
 دربارہ اپنے استفسار جالت آثار کی اپنے تسلی فرمایگا **ثانیاً** باین وجہ کہ بندہ عفی عنہ
 نے بفضلہ تعالیٰ آپکی استفسار ہز میت آثار کا جواب باصواب بطور ایک رسالہ حضرت
 مقال کے تیار کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ طبع کر کے واسطے دور کرنے جالت و ضلالت
 آپکے روانہ کیا جائے گا فلا تعجل ان التعمیل من الشیطان **ثالثاً** باین وجہ کہ
 آپ استفسار ہز میت آثار کو طبع کر داکے رنگوں میں فرار ہو کے بیٹھے ہیں اگر آپ
 ہیں تو کلاکتہ میں جان پر جناب مولوی خدا بخش صاحب محمدی دام غنائہم موجود ہیں
 تشریف لیجائے یا اوکو بیان بلوائے اور استفسار جالت آثار کے ذریعہ سے اپنے جالت
 کو آشکار کر دئے **مرابعاً** باین وجہ کہ شرط و طمانہ رسالہ کو قبول و منظور فرما کے اسیر

يا ايها المقدون وما علينا الا البلاغ المبين الحمد لله رب العالمين والسلام على المرسلين حرره ابو تراب رحيم بخش محمدی معنی عنه فی تاریخ الخ الأول غمرة الحرم المحترم سنة الف وثلاثة مائة وخمسة من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية

ضمیمہ عمدۃ المضمون

بسم الله الرحمن الرحيم حميد بن محمد

حامداً و مصلياً

اما بعد فيقول خادم للسنة والكتب المدعوي ابى تراب رحيم بخش محمد بن محمد المعنى عنه لما وردت في ديار البراهمية في بلد الزنكون سنة اربعة وثلاثمائة والف من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية فقال لي بعض المقلدة الجملة من مقلدين ابى حنيفة الكوفي امام فرج المرجية الكوفية مثل مولود حسن

حاشا انوى وغيره من سكة الزنكون ان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وصحبه وسلم قال في فضيلة الامام عظيم نعمان بن بشير

چونون اندرون پرپس سے دونون مقلد و جابلو تحقیق قول تم دونون کا سطر پانچون میں پس وہ دلیل اور ہبا گئے تم دونون کے سر کے مناظرہ سے اور اگر تم دونون سچی مناظرہ مجھے پس تم دونون موافق شرطین کے حکو بھیجا میں طرف تم دونون کے پہلے و نہ کہ تم توبہ کرو تو خالص اگر اسی تقلید سے وہ بہتر ہے اسطے تمہارے اسی مقلد و بہتر جانتے اور نہیں ہی پیچ کر پیچا ماکہلا اور سب تعریف ہی دے اللہ کے جبریت سے خلق کا اور سلاستی اور رسول کے کلمہ اور ابو تراب رحیم بخش محمدی معنی عنه نے تاریخ پہلے غرة المحرم

المحرم سنة ۱۱۳ھ

ترجمہ لیکن بعد حمد اور درود کے پس کہتا ہے خادم سنت اور کتاب کا جو مشہور ہے ساتھ ابی تراب رحیم بخش محمدی بن محمدی کی معاف کیا جائے او سے گناہ او سکی کرب میں داخل ہوا ملک برہما کے شہر رنگون میں سنہ ۱۱۳ھ ہجری میں ہجرت ہو یہ سے صاحب پر ادس کے درود اور تحیہ پس کہا دے میرے بعض مقلد و جابلو نے مقلدون ابی حنيفة کوفی سردار فرقہ مرجہ کوفی سے مثل مولوی احسان علی چاگانی وغیرہ نے رہنے والوں رنگون سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی فضیلت میں الم اعظم نعمان بن بشیر

وطريقة الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين
 كما لا يخفى على ما هر خطوط النبوية على صاحبها
 الصلوة والتحية والصلابة رضي الله تعالى عنهم
 ثانياً كتبنا دام عنايته بالالف دام
 اناته وهذا دليل قوس على اجهلكما
 كما لا يخفى على المبتدئ والمنتهى ثالثاً
 كتبنا في السطر الثالث لفظ المناظرة بال
 الضاد المعجمة وهو بالنظائر المعجمة ومصدر
 مفاعلة من ثلاث في الزيادة كما لا يخفى على المبتدئ
 القارئين البزان الصرف سابعاً كتبنا
 في السطر الخامس لفظ المنظور وتبديلاً
 فيه حرف الراء وهذا ايضا دليل جلي على
 جهلكما في فن التعمير والتقرير وهذا
 ليس بمخفى على الصغير والكبير فإيها
 المقلدان الجاهلان ان قولكماني
 السطر الخامس هو دليل على فرا سركما
 من معركة المناظرة وانكتما صادقين
 المناظرين متى فتعاليا موافقا للشروط
 التي ارسلت بها اليكما سابقا والآن
 توبوا توبة نصوحا من ضلالة التقليد
 فهو خير لكم ان كنتم تعلمون

سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
 کے اور طریقہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجمعین کے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور
 ہر خطوں نبویہ کے اور صاحب اونکے
 صلوة اور تحیۃ اور خطوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین کے دو سر لکھا تم دونوں نے
 دام غایتہ کو ساتھ الف کے دام اناتہ
 اور یہ مضبوط دلیل ہے جاہل ہونے پر
 تم دونوں کے جیسا کہ یہ امر پوشیدہ نہیں
 ہے اور تبدیلی کے اور منتہی کے تیسرے لکھا
 تم دونوں نے سطر تیسری میں لفظ مناظر
 کو ساتھ ضاد نقطہ والیکے حالانکہ ہے وہ
 ساتھ ظاء نقطہ والیکے اور وزن مصدر اس کے
 کا مفاعلتہ ہے باب ثلاثی مزید سے جیسا
 کہ نہیں ہے پوشیدہ اور مبتدئوں پر
 والوں واسطے میزان الصرف کے چوتھا
 لکھا تم دونوں نے سطر پانچویں میں
 منظور کا اور چوڑو یا تم دونوں نے
 اس میں حرف زار کا اور یہ بھی دلیل
 کہلی ہے جاہل پر تم دونوں کے فن تحریر
 اور تقریر میں اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے

احمد السلمي وثانيهما احمد بن عبد
الجويباري فوضعه احمد هما وايضا
قال محمد طاهر الخفي في مجمع البحار
في الجلد الثالث في الصفحة خمسة
عشر وخمس مائة مطبوعة للكفوي
حديث سراج امتي ابو حنيفة
موضوع وهكذا قال في التذكرة
موضوع وايضا قال الشيخ عبد
الدهلوي في تلخيص التعرف و
قد روي احاديث في فضيلته يعني
ابا حنيفة فحكم المحدثون بوضعها
واسمها ابو حنيفة هو سراج
امتي الى يوم القيامة وايضا قال
الشيخ ابن كورني في شرح سفر السعد
في الصفحة خمس مائة وثلاثة
عشرين مطبوعة النول كشورية
اورادة في تنجية الشريعة عن انس
رضي الله تعالى عنه يكون في امتي
رجل يقال له محمد ادريس هو اضر
على امتي من ابليس ويكون في امتي رجل
يقال له ابو حنيفة وهو سراج امتي

ترجمہ د شاع یقینی بنانے والے حیون
کے ہیں ایک اون میں سے امون بن احمد السلمی
اور دوسرا احمد بن عبد اللہ جو باری ہے پسنا یا
اس حدیث ایک اون دونوں کے نے آؤی
کہا محمد طاهر خفی نے مجمع البحار جلد ۳ کے صفحہ ۵۸
چاپہ لکھنؤ کے میں کہ حدیث چراغ میری
امت ابو حنیفہ ہے جھوٹی بنا دی ہے اور ایسا
کہا ہے محمد طاہر نے تذکرہ میں کہ حدیث
چراغ میری امت کا ابو حنیفہ سے بنائی ہوئی
اور یہی کہا شیخ عبد الحق خفی دہلوی نے تحصیل
التعرف میں اور محقق روایت کی گئی میں حیرت
فضیلت میں اوسکے یعنی ابی حنیفہ کے پس علم کیا
محدثوں نے ساتھ بنا دی ہوئے اوسکے اور بہت
مشہور اوسکے حدیث کہ ابو حنیفہ وہ چراغ
ہے امت میری کا دن قیامت تک اور بھی کہا
شیخ مذکور نے شرح سفر سعادت کے صفحہ ۲۳
مطبوعہ نول کشور کے میں کہ لایا ہے اس حدیث کو
تشریہ الشریعہ میں انس سے کہ ہوگا امت میری
میں ایک شخص کہ کہا جائے گا واسطے اوسکے
محمد بن ادريس وہ زیادہ نقصان کرچکا امت
میری کا نقصان شیطان سے آ رہوگا امیر

يكون في أمي رجل يقال له ابو حنيفة وهو
 سراج امتي فهذه الحديث الصحيح دليل
 صحيح على ثبوت تقليد وانت كيف تنكر
 عن تقليد فقط **فقلت** في جيب
 المقلد الجملته هذا قولكم باطل لا ترو
 بعض المقلد الجملته المرجية المصنفة
 الكوفية في فضيلة امامهم باسمه از
 الحارثي كما ذكرها محدثون الراسخون
 في كتبهم الموضوعات وهذا احد
 احد منها موضوع باتفاق المحدثين
 الناقدين كما قال على القاسري الخنف
 في موضوعات الكبير في الصفحة سبعة
 عشرة مطبوعة المصرية حديث
 ابو حنيفة سراج امتي موضوع
 باتفاق المحدثين وايضا قال الامام
 الشيعة في احوال الرياني في فوائد المجموع
 في الاحاديث الموضوعات في الصفحة
 ثلاثة وعشرين ومائة مطبوعة
 اللاهور حديث ابو حنيفة سراج
 امتي موضوع كان في اسناد
 الامامان الرضاان احمد هما مامون بن

ربهنوا الى كوفه كي كه هوگا امت میری میں ایک شخص
 کہا جائیگا واسطے اوسکی ابو حنيفة درود چراغ ہی
 امت میری کا پس یہ حدیث صحیح دلیل کہلی ہی
 اور ثبوت تقلید اوسکے کی اور تو کیونکر انکار کرتا ہی
 تقلید اوس کے سے پس کہا میں نے جواب
 اون مقلدون جابلون کے کہ یہ قول تمہارا
 باطل ہے اسلئے کہ تحقیق بنائی میں بعض مقلدون
 جابلون مرجون حنفیون کوفیون نے فضیلت
 میں امام اپنے کے ساتھ نام اوسکے چار حدیث
 جیسا کہ ذکر کیا ہی اور کون حدیثوں مضبوطوں
 اپنے کتابوں موضوعات میں اور یہ ایک جھوٹی
 حدیث ہے اون جھوٹی حدیثوں سے ساتھ
 اتفاق محدثون پر کہنیو الوان کے جیسا کہ کہا
 ملا علی قاضی نے اپنے موضوعات بڑی
 کے صفحہ اچھا پر مصر کے میں کہ حدیث ابو حنيفة
 چراغ میری امت کا ہے جھوٹی ہے ساتھ اتفاق
 محدثین کے اور ہی ایسا ہی کہا ہی امام شوکانی عالم
 ربانی فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعات کے
 صفحہ ۲۳ چہا پہ لاہور کے میں کہ حدیث
 ابو حنيفة چراغ میری امت کا ہے جھوٹی
 بناوٹی ہے اسلئے کہ سند میں اسکے راوی

ترجمہ احمد بن عبد اللہ جو باری
 نے کہا اوسنے خبر دی کہ عبد اللہ بن سعدان
 الازدی نے انس سے مرقع ہوگا انت
 میری میں ایک شخص کہہ جاوے گا واسطے اسکے
 محمد بن ادریس زیادہ نقصان کریگا است میری
 کا نقصان شیطان سے اور ہوا گاہت میری میں
 ایک شخص کہہ جاوے گا واسطے اسکے ابو حنیفہ
 وہ پراغ ہے است میری کا تھا یا اس حدیث
 کو مامون یا جو باری نے آورد کہ کیا حاکم
 نے مدخل میں کہہ گیا واسطے مامون کے کہ گیا
 تو نہیں دیکھتا ہے طرف شافعی کے اور اسکی
 جو تابع ہوا اسکا پس کہا مامون نے کہ حدیث
 کی ہے احمد بن عبد اللہ جو باری نے آخر حدیث
 تک پس ساتھ اسکے معلوم ہوا کہ بنایا اس حدیث
 مذکور کا احمد بن عبد اللہ جو باری ہے کہ خطیب
 بغدادی نے حدیث کی ہے ابو عبد اللہ احمد بن
 علی القعمر نے کہا اوسنے حدیث کی ہے ابو حنیفہ
 بن علی بن عامر گندی نے کہا اوس نے حدیث
 کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن سعید مرزنی بوقت
 نے کہا اوس نے حدیث کی ہے سلیمان بن
 جابر بن سلیمان بن یسر نے کہا اوس نے حدیث

عن انس مرفوعاً یكون فی امتی رجل یقال
 له محمد بن ادریس اختر علی امتی من البلیس
 ویكون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة
 هو سلاح امتی موضوع وضعه مامون
 والجو باری و ذکر الحاکم فی البیاض
 ان مامون اقل له الا تری الی الشافعی
 ومن تبعه فقال حدیثنا احمد الی آخر
 فان بهذا انه الواضح له وایضاً فی الا
 الخطیب حدیثنا ابو عبد اللہ احمد
 بن علی القعمر حدیثنا ابو زید الحسین
 بن علی بن عامر الکندی حدیثنا
 ابو عبد اللہ محمد بن سعید المرزنی
 البوری حدیثنا سلیمان بن جابر
 بن سلیمان بن یاسر حدیثنا بشر بن
 یحییٰ ابن ابی الفضل بن موسی الشیبانی
 عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن
 ابی هریرة مرفوعاً یكون فی امتی رجل
 اسمه النعمان وکنیتہ ابو حنیفة موضوع
 امتی قال الخطیب وضعه البوری
 قال ایضاً وحدثت عن الحاکم
 انه قال وضع البوری فی من الناکیر

وقال الشيخ المذكور بعد نقله قال هذا
 تسمية الشريعة ان ارد هذا الحديث
 جواز قاني عن النضر بن ابي نضر
 عنه وفي اسناد احمد بن عبد الله
 الجوزي باري ومأمون بن احمد
 السلي واحد هما وضع هذا الحديث
 وعليه من الله ما يستحقه والاضاً
 قال علي القاري الحنفية في شرح
 شرح عين العلم فورد من طرقت
 يعني حديث سراج امتي ابو حنيفة
 ولكنها كلها واهية وقال الصنعائي
 هذا حديث موضوع والاضاً قال
 جلال الدين السيوطي في الال
 المصنوعة في الاحاديث للوضو
 في الصفحة ۸۰ المطبوعة في الكائنات
 عبد الرحمن بن عوف بن محمد ثنا
 احمد بن ابراهيم بن تركان حدثنا
 محمد بن الحسين بن علي حدثنا محمد
 بن جعفر بن علي التيمي حدثنا مأمون
 بن احمد السلي حدثنا احمد بن عبد
 الجوزي باري ثبتنا عبد الله بن عبد

ایک شخص کہ کہا جاوے گا واسطے اس کے ابو حنیفہ
 اور وہ چراغ ہے امت میری کا اور کہا شیخ
 مذکور نے بعد نقل کرنے اس حدیث کے کہ کہا
 صاحب تنزیہ الشریعہ نے کہ لایا ہے اس حدیث
 کہ جواز قانی انس رضی اللہ عنہ سے اور سند میں
 اس کے احمد بن عبد اللہ جو باری اور مأمون بن احمد
 سلی ہے ایک اون دونوں کے بتایا اس حدیث
 کو اوپر بنانیوں نے اس کے واسطے کی طرف سے غذا
 ہے وہ عذاب کہ جہنم کا ہے وہ اور ہی کہا
 ثلاً علی قاری حنفی نے زین العلم شرح عین العلم
 میں پس وارد ہوئی کہ ایک طریق سے یعنی حدیث
 چراغ میری امت کا ابو حنیفہ ہے اور لیکن وہ
 طریق سب کی سب و اہی میں اور کہا صفائی نے
 کہ یہ حدیث جھوٹی اور بناوٹی ہے اور کہا جلال
 السيوطي في الال المصنوعة في الاحاديث
 الموضوعات کے صفحہ ۸۰ مطبوعہ لکھنؤ کے میں
 روایت ہے عبد الرحمن بن عوف بن محمد سے
 کہا او سننے حدیث کی جسے احمد بن ابراہیم بن
 ترکان نے کہا او سننے حدیث کی جسے محمد بن
 جعفر بن علی التیمی نے کہا او سننے حدیث کی ہم
 مأمون بن احمد السلی نے کہا او سننے حدیث کی ہے

المیر فی الصفیحة ثلاثہ مائۃ و ثمان
وعشرین مطبوعۃ الکھنو مامون
بن احمد سلی الصروی عن ہشام
بن عمارۃ عن الجویاری اتی
بطامات وفضایم قال ابن جبار
جبال و یقال له مامون بن عبد
و مامون ابو عبد اللہ قال ابو جبار
سالته متی دخلت الشام قال
سنة ۲۵۰ خمین و مائین قلت
فان ہشام الذی تروی عنه
مات سنة ۲۳۵ خمس و اربعین و
مائین فقال هذا ہشام بن
عمارۃ آخر و مما علی الثقات
انہ روى عن عبد اللہ بن
مالک بن سلیمان عن سفیان
عن ابن طاؤس عن ابیہ عن
ابن عباس قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یمان
قول و العمل الشریعة و روى
عن المیتب بن و اضع عن
ابن المبارک عن یونس عن الزہری

ف کہتا ہے لکھنؤ الاسطر و کاغذی عنہ
اور نہ پوشیدہ رہے دیکھنے والوں منصفوں
اور مستحقین والوں عادلوں پر کہ تحقیق
وارد ار حدیث سراج امتی ابو حنیفہ
کاتین شخصوں پر ہے ایک او کا مامون
بن احمد سلی ہے اور دوسرا او کا
احمد بن عبد اللہ جو باری ہے اور تیسرا
او کا ابو عبد اللہ محمد بن سعید مروزی
بورتی ہے پس تینوں تھے و متاعین
چھوٹے و جبال جیسا کہ کہا ابو عبد
ذہبی نے بیح میزان الاعتدال نے
نقد الرجال کے جلد دوسری حرف
میمین صفحہ ۳۲۸ مطبوعہ لکھنؤ کے میں
کہ مامون بن احمد السلی ہروی تیسرا
کہتا ہے ہشام بن عمار اور جو باری
یعنی احمد بن عبد اللہ جو باری ہے
بیان کرتا ہے عجائب اور خواب یمن
کہا ابن جبار نے مامون و جبال اور
کہا جاتا ہے واسطے او کے مامون بن
عبد اللہ اور مامون ابو عبد اللہ کہا
ابن جبار پوچھا میں نے او کو کہ

عن الثقات مالا يحصى و
 انحشها هذا الحديث قلت
 قال الخطيب هكذا حدثتني بلاد
 خراسان ثم في العراق وخراسان
 سيكون في امتي رجل يقال له محمد
 بن ادریس فنته على امتي اضر من
 فتنة ابليس قال في الميزان كان
 البورقي لحد الوضاعين بعد
 الثلاثة ثماته والله اعلم ف
 يقول محمد السطور عفى عنه واليخف
 على الناظرين المنصفين والسامعين
 العادلين ان هذا حديث صحيح
 امتي ابو حنيفة على ثلاثة رجال
 احمد هم مامون بن احمد السلمي
 ثابتهم احمد بن عبد الجبار
 وثالثهم ابو عبد الله محمد بن سعيد
 المروزي البورقي فهو الاثر الثلاثة
 كانوا من الوضاعين الكذابين
 الذين قال ابو عبد الله
 الذهبي في ميزان الاعتدال في
 نقد الرجال في الجلد الثاني في

کی جسے بشر بن یحٰی نے کہا اوسنے خردی ہمو
 فضل بن موسے شیبانی نے محمد بن عمرو
 اوسنے ابی سلمہ سے اوسنے ابی ہریرہ
 حضرت تک کہ ہوگا امت میری میں ایک
 شخص کہ نام اوسکا نعمان ہے اور کنت
 اوسکی ابو حنیفہ ہے وہ چراغ ہے امت
 میری کا کہا خطیب نے کہ بنایا اس حدیث کو
 بورقی نے کہا اور بھی خطیب نے حدیث کی گئی
 ہے حاکم سے تحقیق کہا اوس نے یعنی حاکم
 نے کہ بنائی میں بورقی نے منکر حدیث
 نام سے ثقات کے نہیں شمار ہو سکتا اور
 اور ان سب سے جھوٹی بناوٹی یہ حدیث
 ہے کہ ابو حنیفہ ہو سراج اسی کہتا ہوں
 کہ کہا خطیب نے کہ ایسا ہی بیان کیا اس حدیث
 کو شہر و خراسان میں پیرواق میں
 اور زیادہ کیا اس میں کہ قریب ہے کہ ہو
 امت میری میں ایک شخص کہ کہا جائیگا
 واسطے اوسکے محمد بن ادریس فتنة اوسکا
 امت میری پر شد ہوگا فتنة شیطان کہا
 میزان میں تھا بورقی ایک بنایا اولین
 حدیثوں کا پچھتین سو برس ہجرت کے ولید علم

یخرجہا فی کتبہ عنہ فمن ذالک ابن
کرام حدثنا احمد عن یحییٰ المعلم عن
حمید عن انس یكون فی امتی حلب
یقال له ابو حنیفة یحییٰ د الله سنتی
علی یدہ الحدیثنا ابن کرام ثنا احمد
عن فضل بن یحییٰ عن سبی عن محمد بن
عمرو عن ابی سلمة عن ابی ہریرة
الطلبو العلم ولو کان بالصدین وله
عن ابی النخعی وهو شرمه عن
هشام بن عروہ عن عائشة عن
من املتشط قاتلہ ركبہ الدین
قال ابن حبان هو ابو علی الجوعی
دجال من دجاجة سر وای عن
الائمة الوف حدیث ملحد ثوا
بشی منها فمن ذالک عن ابن
عمینه عن ابن طاووس عن ابیہ
عن ابن عباس مرفوعاً الايمان
قول والعمل شریعة لا یزید ولا
ینقص وقال النسائی والد ارقطی
کذاب قلت الجوعی باری صمد
یضرب المثل بکذبه ومن طامثہ

ترجمہ احمد بن عبد اللہ یعنی جو بیار
و جبال سے آؤ سے عبد اللہ بن معدان ازوی
سے آؤ سے انس سے مرفوعاً کہ ہو گا اسے
سیری میں ایک شخص کہ کہا جاوے گا واسطے او
محمد بن ادیس آخر حدیث تک کہتا یعنی وہی
نے اور اس واسطے ذکر کیا میں نے مامون کا
تاکر پہچانا جاوے کہ کذاب ہونا اس کا اسلئے
کہ لکھا او سے صدیقوں کو لوگوں نے خراسا
میں تمام ہوا جو کچھ تھا میزان میں اور بھی
کہا ابو عبد اللہ وہی نے میزان اپنے کے
جلد اول کے صفحہ ۳۴ حرف الف میں مطبوع
مذکورہ کے احمد بن عبد اللہ بن خالد الجوعی
اور کہا جاتا ہے واسطے او کے الجوعی
ضلعون ہرات سے پہچانا جاتا ہے ساتھ
ستوق کے روایت کرتا ہے عینہ یعنی
سفیان بن عینہ سے اور اوس کا ہمسفر
کہا ابن عدی نے کہ تھا جو بیار مذکور
بنا تا صدیقین واسطے ابن کرام کے پور
اوس چیز کے کچھ تھا ابن کرام اور پس
تھا ابن کرام روایت کرتا اوں حدیث کو
کتا بون اپنے میں جو بیار سے پس

عن سعيد بن المسيب عن أبي
هريرة مرفوعاً من رفع يديه في
الصلوة فلا صلوة له وروى عن الثقات
مرفوعاً من قرأ خلف الإمام ملى فو
ناراً وروى عن أحمد بن عبد الله
يعني الجوباري البجلي عن عبد
بن معد أن الأزدى عن انس
مرفوعاً يكون في امتي رجل يقال له
محمد بن أدراس ليس الحديث قال
يعني الذهبي وإنما ذكرته ليعرف
كذبه لأن الأحاديث كتبوا عنه بغير
انتهى ما في الميزان واليضاً
قال أبو عبد الله الذهبي في ميزان
في الجلد الأول في حرف الألف
في الصفحة ثلاثه وأربعين المطبوعة
الذكورة أحمد بن عبد الله بن
خالد الجوباري ويقال الجوباري
من عمل هماً لا يعرف بستیوق عند
البحرینة وطبقته قال ابن عبد
كان يضع الحديث لا ابن كرام
على ما يريده فكان ابن كرام

ترجمہ کب داخل ہوا تھا تو ملک
شام میں کہا اوسنے شمسہ ہجری میں
کہا میں نے آپس تحقیق وہ ہشام کہ جس
روایت کرتا ہے تو مر اسے شمسہ ہجری
میں آپس کہا مامون نے کہ یہ ہشام ابن
عمارہ دوسرا ہے آدراون حدیثوں سے
جوباری میں مامون نے اپوزام ثقات
کے یہ میں تحقیق اوسنے روایت کیا عبد العزیز
بن مالک بن سلیمان سے اوسنے سفیان
سے اوسنے ابن عباس سے فرمایا مروی
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان فقط قول
ہے اور عمل اوسکے نشان میں اور روایت
کیا مامون نے مسیب بن واضح سے
اوسنے ابن مبارک سے اوسنے یونس سے
اوسنے زہری سے اوسنے سعید بن مسیب
سے اوسنے ابی ہریرہ سے مرفوع کہ جو
کوئی رفع الیدین کرے نماز میں پس
نہیں ہے نماز واسطے اوسکے اور روایت
کیا مامون نے ثقات کے نام سے مرفوع
کہ جو کوئی پڑھے پیچے امام کے کہ بہر جا دیکھے
مونہ اور نکالے گا سے اور روایت کیا مامون

ابن ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہی
ما فی المیزان وایضاً قال جلال
الدین السیوطی فی اللآلی المصنوعۃ
فی الاحادیث الموضوعۃ فی کتاب
الایمان فی الصفحۃ ثلاثہ و عشرين
مطبوعۃ الکھنوا بن عدی حدثنَا
احمد بن علی حدثنَا محمد بن کرام حدثنَا
احمد بن عبد اللہ الشیبانی یعنی
الجویری حدثنَا سفیان بن عیینہ
عن الزھری عن سالم عن ابیہ مرفوعاً
الایمان لا ینزل ولا ینقص موضوع
وضعت الشیبا فی الجیم عاری ورواہ الجویری
الوف احادیث الکرامیۃ الجیمی فی
ابن ابی احمد بن نصر احمد الخافض ابی
عبد الرحمن بن عمرو بن محمد حدثنَا
احمد بن ابراہیم بن احمد بن کمال
ابن ابی محمد بن الحسن بن علی حدثنَا
مامون بن احمد السلی حدثنَا
احمد بن عبد اللہ الجویری حدثنَا
سفیان بن عیینہ عن ابن طاووس
عن ابیہ عن ابن عباس مرفوعاً لا یم

ترجمہ حدیثین کہ نہیں بیان کی ہو
نے ایک حدیث بھی اونے پس اوہو
حدیثوں سے ہے روایت کی احمد بن عبد
جویری نے ابن عیینہ سے اوس نے
ابن طاووس سے اوس نے اپنی باپ سے
اونے ابن عباس سے مرفوع کہ ایمان
فقط قول ہے اور اعمال نشان میں او
نہ زیادہ ہوتا ہے او کم ہوتا ہے اور کہا
نسائی اور دارقطنی نے کہ احمد بن عبد
الجویری کذاب ہے کہتا ہوں کہ احمد
بن عبد اللہ الجویری اون لوگوں میں
سے ہے کہ متال و بقاتی ساتھ جوڑی ہو
اون کے آرجاب اوس کے سے ہے روایت
کی اوسے اسحاق بن نجیح کذاب سے
اوسے ہشام بن حسان سے اوس نے
ربال بنے سے کہ حاضر ہونا مجلس عالم
میں بہتر ہے حاضر ہونے ہزار خازہ سے
اور ہزار رکت پڑھنے نماز سے اور ہزار
حج کرنے سے اور ہزار جہاد کرنے سے اور
البتہ روایت کیا ہے بقی نے کہ تحقیق
روایت کیا ہے جویری نے محمد بن

عَنْ اسحاق بن نجیح الكذاب عَنْ هشام
بن حسان عَنْ رجاله قال حضور مجلس
عالم خير من حضور الف جنازة ومن
الف ركعة ومن الف حجة ومن الف عمر
وقد روى البيهقي ان الجوهري
روى عن محمد بن عبد الله الفلستني
عن جوير عن الضمك عن ابن عباس
مسائل عبد الله بن سلام نحو الف
مسألة وقال الفلستني لا يعرف
مترول وقال البيهقي ان الجوهري
فاني اعرفه حق المعرفة بوضع الاحاد
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقد وضع عليه اكثر من الف حديث
وتسمعت الحاكم يقول هذا الكذاب
خبث وضع كثيرا في فضائل الامم
لا تخل رواة حديثه بوجه وقال
البيهقي سمعت الحاكم يقول اختلف
الناس في سماع الحسن من ابي هريرة
فحكى لنا انه ذكر ذلك بين يدي الجوهري
فروى حديثا مسندا الى النبي صلى
الله عليه وسلم قال سمع الحسن من

ترجمہ اور بنائی ہوئی حدیثوں
سے یہ ہے کہا ابن کرام نے حدیث کی
ہم سے احمد بن عبد اللہ جو بخاری نے
اوسنے بھی معلوم سے اوسنے حمید سے
اوسنے انس سے ہوگا امت میری میں
ایک شخص کہا جائے گا واسطے اوسکے
ابو حنیفہ نیا کریگا افسوس میری کو
ہاتھ پر اوسکے کہا ابن کرام نے حدیث
کی ہے احمد بن عبد اللہ جو بخاری نے
اوسنے فضل بن موسیٰ سے اوسنے
محمد بن عمرو سے اوسنے ابی سلمہ بن عبد
الرحمان سے اوسنے ابی ہریرہ سے
طلب کرو علم کو اگرچہ ہووے چین میں
اور واسطے احمد بن عبد اللہ جو بخاری کے
ہے آبی بختری سے جو اوسے ہی دجال
وضاع کذاب ہے ہشام بن عروہ سے
بی بی عایشہ سے مرفوع جو کوئی گنگھی
کرے کہرا ہو کے سوار ہوتا ہے اوسپر
قرض کہا ابن حبان نے وہ ابو علی جو
ایک دجال ہے دجالوں سے روایت
کی ہیں اوس نے امامون سے ہزاروں

عن جویبار عن الضحاک عن ابن عباس
 مسائل عبد الله بن سلام لخواص مسئلة
 والفسطی لا یعرف وجویبار متروک
 وأما الجویباری فانی حق المعرفة بوضع
 الحدیث علی رسول الله صلی الله علیه
 وسلم فقد وضع علیه صلی الله تعالی
 علیه وسلم اکثر من الف حدیث و
 سمعت الحاکم یقول اختلفوا الناس
 فی السماع الحسن من ابی هريرة فحکی
 لنا انه ذکر ذالک بین یدی الجویباری
 فروی حدیثا یسند الی النبی صلی الله
 تعالی علیه وسلم قال سمع الحسن من
 ابی هريرة وقال اوسعید النقاش لا
 أعرف احدا أكثر قضاء منه یعنی من
 احمد بن عبد الله الجویباری وقال
 ابن حبان فی ترجمه اسماعیل بن نجیم
 الملقب بعلق به احمد بن عبد الله الجویباری
 نکان یروی ما وضعه اسماعیل بن نجیم
 علیه ما لم یضیع ایضا انتهی ما فی الا
 المصنوعة والی قال — — —
 المصنوع فی الاحادیث الموضوع

ترجمہ اور ہی کہا جلال الدین سیوطی
 نے بیح المال فی المصنوعة فی الاحادیث
 الموضوعہ کے کتاب الایمان میں صفحہ ۱۲۳
 مطبوعہ لکھنؤ کے میں کہ کہا ابن عدی نے
 حدیث کی جسے احمد بن علی نے کہا او نے
 حدیث کی جسے محمد بن کرام نے کہا او نے
 حدیث کی جسے احمد بن عبد الله الشیبانی نے
 الجویباری نے کہا او نے حدیث کی جسے
 سفیان بن عیینہ نے زہری سے آؤنے سے
 سے آؤنے اپنے باپ سے مرفوع کہ ایمان
 نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم یہ بنائی ہوئی
 ہے بنایا او سکوا احمد بن عبد الله شیبانی
 جویباری نے اور بنائی بن جویباری نے
 ہزاروں حدیثیں واسطے فرقہ کراسیہ کے کہا جو
 قانی نے خبر دی چکوا احمد بن نصر احمد حافظ نے
 کہا او نے خبر دی چکوا عبد الرحمن بن عروبن
 محمد نے کہا او نے حدیث کی جسے محمد بن جبر
 بن علی بن احمد الاصفہانی تیس غرائب
 نے کہا او نے حدیث کی جسے محمد بن علی
 السمی نے کہا او نے حدیث کی جسے
 بن عبد الله جویباری نے کہا جس نے

قول والعمل شریعہ لایین یل یو لا یصل
 من موضوعات الجویباری ومان
 دجال قلت قال ابن عبد الجبار
 کان یضع الاحادیث لابن کرام علی
 ما یرید وکان ابن کرام یضعها فی
 کتبه عنه ولیسمہ احمد بن عبد اللہ
 الشیبانی قال الحاکم سمعت الاستاذ
 ابنا سہل بن محمد بن سلیمان الخفی
 یقول سمعت ابی العباس محمد بن
 اسحاق السراج قال شہدت
 محمد اسماعیل البخاری ورفعه الیہ
 کتاب من محمد بن کرام یسأله عن
 احادیث منها سفیان بن عیینہ
 عن الزہری عن سالم بن ابیہ عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یما
 لایزید ولا ینقص فکتب البخاری
 علی ظہر کتابہ من حدیث بهذا
 استوجب الضرب الشدید والحس
 الطویل وقال حافظ بن حجر فی لسان
 المیزان ذکر البیہقی ان الجویبار
 مروی عن محمد بن عبد اللہ الغطفانی

ترجمہ عبد اللہ فلسطی سے اوسنے
 جوئیر سے اوسنے ضحاک سے اوسنے
 عبد اللہ بن عباس سے سائل عبد اللہ
 بن سلام کو قریب ہزار مسئلہ کے اور کہا
 فلسطی نہیں پہچان گیا اور جوئیر متروک
 ہے اور کہا بیہقی نے لیکن جوئیر سے
 یعنی احمد بن عبد اللہ پس تحقیق میں پہچان
 اوسکو حق پہچانے اوسکے کا ساتھ بنانی
 حدیثوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر پس البتہ بنائی اوسنے رسول صلعم پر زیادہ
 ہزار حدیث سے اور کہا بیہقی نے کہ سنا میں
 نے حاکم کو کہہا تھا کہ احمد بن عبد اللہ جوئیر
 کذاب خبیث ہے بنائی اوسنے بہت جوئیری
 حدیثیں فضائل اعمال میں نہیں حلال ہے
 روایت کرنا حدیث اوسکے کو کسی وجہ سے
 اور کہا بیہقی نے کہ سنا میں نے حاکم کو کہہا
 کہ اختلاف کیا لوگوں میں سنیے حسن ابیہری
 کے ابی ہریرہ سے پس حکایت کیا گیا
 واسطے ہمارے کہ تحقیق نشان یہ ہے
 کہ جوکر کیا گیا یہ سامنے جوئیر سے
 پس روایت کیا ایک حدیث کو سنداً

جلد الثانی فی الصفحہ ۳۸۵
 مطبوعۃ المذکورۃ محمد سعید
 البورق عن سلیمان بن جبلا
 کان احد الوضاعین بعید
 الثلاثۃ راوی عنہ ابوبکر الشا
 قال حمزۃ السہمی کذاب حدث
 بغير حدیث وضعہ قال الحاکم
 توفی سنۃ ثمانی عشر وثلثمائے
 طوله الخطیب انتہی ما فی الدین
 تنبیہ
 یا ایہا المقلدۃ للجمہلۃ فاحذروا
 عن الکذب علی النبی سید الانام
 فی صحیحۃ الہام لانہ ہو من اعظم
 الانام کما قال خیر الانام صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ
 وسلم بعد د من صلی
 وصام وبعد د من قعد و
 قام من کذب علی متعداً
 فلیتواءم مقعداً من النار
 رواہ امام الہمام امام ابو
 عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری

ترجمہ زہری سے آؤسنے سالم سے
 آؤسنے باپ اپنے سے باب او سکے نے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا رسول خدا
 صلعم نے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور
 نہ کم نہیں لکھا امام بخاری نے پیسیر پر کتاب
 محمد بن کریم کہ جس نے بیان کیا ہے ساتھ او سکے
 وہ لایق ہے ماریخت کا اور قید دراز کا اور
 کہا حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں
 کہ ذکر کیا یحقی نے تحقیق جو بخاری نے
 روایت کیا ہے محمد بن عبد اللہ فلسطی
 آؤسنے جو سیر سے آؤسنے اضحاک سے او سنی
 ابن عباس سے مسائل عبد اللہ بن سلام
 کو قریب ہزار مسئلہ کے اور فلسطی بنین
 پہچانا جاتا اور جو سیر متروک ہے اور لیکن
 جو بخاری پس تحقیق خوب پہچانتا ہوں میں
 او سکو ساتھ بنائے حدیثوں کے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر تیس البتہ بنائی آؤسنے
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیثیں زیادہ
 ہزار حدیث سے اور سنائیں نے حاکم کو
 کتا تھا کہ اختلاف کیا لوگوں نے سنے میں
 حسن بصری کے ابی ہریرہ سے تیس حکایت

لعلى القارى فى الصفحة الخامسة مطبوعه
 الدہلی قال ابن جوزى ومن كتب
 الوضأ عين وهب بن وهب القايف
 ومحمد بن السائب الكلبى ومحمد بن سعيد
 الشامى المصلوب وأبو دؤد النخعي
 وأسحاق بن نجيم الملقط وعياث بن
 اهلیم النخعي والمخيرق بن سعيد الكوفي
 ومامون بن احمد السلمى الهروزي
 ولحمد بن عبد الله الجوبارى
 ومحمد بن عكاشة الكرماني ومحمد
 بن القاسم الطائى ومحمد بن يار
 اليشكري وقال النسائي الكذابون
 المعروفون بالوضع اربعة ابن ابى
 يحيى بالمدينة والواقدي ببغداد
 ومقاتل بن سليمان بنجراسان
 ومحمد بن سعيد المصلوب بالشام
 وقيل وضع للجوبارى وابن
 عكاشة ومحمد بن تميم الفاريابي
 اكثر من عشرة الاف انتهى والى
 قال ابو عبد الله الذهبي فى ميزان
 الاعتدال فى نقد الرجال فى

ترجمہ حدیث کی جسے سفیان بن
 عیینہ نے ابن طاؤس سے اوس نے اپنے
 باپ سے اوس نے ابن عباس سے منقول
 کہ ایمان فقط قول ہے اور اعمال اوس کے
 نشان میں نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم یہ
 کل حدیثیں بنائی ہوئی جو بخاری اور ترمذی
 و تہا کی ہیں کتابوں میں کہا ابن عدی
 کہ جو بخاری تہا کتابا حدیثوں کو واسطے
 ابن کرام کے جیسا کہ چاہتا ابن کرام اور
 تہا ابن کرام روایت کرتا اور نکو کتابوں اپنی
 میں جو بخاری سے اور نام رکھتا جو بخاری
 کا احمد بن عبد اللہ الشیبانی اور کہا حاکم نے
 کہ سنن میں نے استاد اپنے کو کہا اوس نے
 خبر دئی ہمکو سہل بن محمد بن سلیمان خفی
 نے کتنا تہا کہ سنن میں نے ابا عباس
 محمد بن اسحاق سراج کو کہ کہا اوس نے کہ حاضر
 ہوا میں خدمت میں محمد بن اسمعیل بخاری
 کے اور سامنے کی گئی بخاری کی کتاب
 محمد بن کرام کے پوچھی گی امام بخاری سے
 اوس کتاب کے سے کہ جن سے ایک حدیث
 یہ ہے کہ روایت کی سفیان بن عیینہ نے

کتاب افادت انساب

مکتوبہ

تسہیل الفہرست

محتوی مسائل فرض متعلقہ مذہب اہل سنت و جماعت

منفید امتحان کالت

تصنیف شریف و افضل و اکابر جناب مولوی حافظ محمد عبد اللہ صاحب تلمیذ مولانا

یہاں جب تک کہ مشقت قائم رہے تو بے کیف اور سفلہ نہ بنیں تاکہ

مسطح نظامی ہینچی

مجلسه اول: ۱۳۰۲/۱۲/۲۵

علیہ رحمۃ اللہ الباری فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم **تجملہ**
 کی گئی ہے واسطے ہمارے کہ تحقیق ذکر کیا گیا یہ سانسے جو باری کے بس روایت کیا ایک
 حدیث کو ساتھ سند اپنے کے اور کہا ابو سعید نقاش نے نین بیچا نئی ہم کسی کو زیادہ بنایا
 حدیث کا احمد بن عبد اللہ جو باری سے ^{ابو سعید بن جب} صحیح ترمذی اسحاق بن نجیح ملطی کے ملا ساتھ اور کے
 احمد بن عبد اللہ جو باری سے روایت کرنا جو بیک اور حدیثوں کو جنکو بنایا اسحاق نے اور بنانا
 اور اسکے اور حدیثوں کو کہ جنکو نہ بنایا اسحاق نے ہی تمام ہو جو کچھ کہ تھا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میں اور بھی کہا حاشیہ میں مصنفوع فی الاحادیث الموضوعہ جو ہے واسطے ملا علی قاری کے
 صفحہ مطبوعہ دہلی کی میں کہا ابن جوزی نے اور بڑی بنایا جو باری حدیثیں کی یہ میں وہب
 بن وہب انصافی اور محمد بن سائب الکلبی اور محمد بن سعید الشامی المصلوب اور ابو داؤد الحنفی اور
 اسحاق بن نجیح الملطی اور غیاث بن ابراہیم الخفجی اور خیرہ بن سعید الکوفی اور یامون بن احمد
 السلی البروی اور احمد بن عبد اللہ جو باری اور محمد بن عکاشہ الکرمانی اور محمد بن القاسم
 الطالکانی اور محمد بن زیاد الشکری اور کہا سانی نے کہ کذاب مشہور ساتھ بنائے جو بڑی حدیثوں کی
 چار میں ابن ابی یحییٰ مدینہ میں اور واقدی بغداد میں اور قتیل بن سلیمان خراسان میں اور محمد بن
 سعید المصلوب شام میں اور کہا گیا ہے کہ بنائی جو بڑی حدیثیں جو باری محمد بن عبد اللہ اور ابن عکاشہ
 اور محمد بن تمیم القایابی فی زیادہ دس ہزار حدیث سے انتہی اور بھی کہا ابو عبد اللہ دوسری
 میزان الاعتدال فی نقد الرجال کی جلد ثانی کی صفحہ ۳۸۵ مطبوعہ مذکور کہ میں محمد بن سعید البوری
 روایت کرتا ہی سلیمان بن جابر سے تھا ایک بنایا لون سی جو بڑی حدیثوں کا بدعتیں دسویں
 جرت کی روایت کیا ادس سی ابو بکر الشافعی فی کما حرمۃ السہمی نے اب ہی بیان کیا ادس سی سوا
 حدیثوں پیچوں کی اور جو بڑی کو کہ جنکو بنایا تھا ادس ہی کہا حاکم فی مرابرتی ۳۸۵ میں بت
 ذکر کیا ہی اسکا خطیب سے تعقیبہ اسی مقلد و جاہلو پس ڈرتی رہو جو ٹھہر بولنی سی اور بڑی حدیثوں

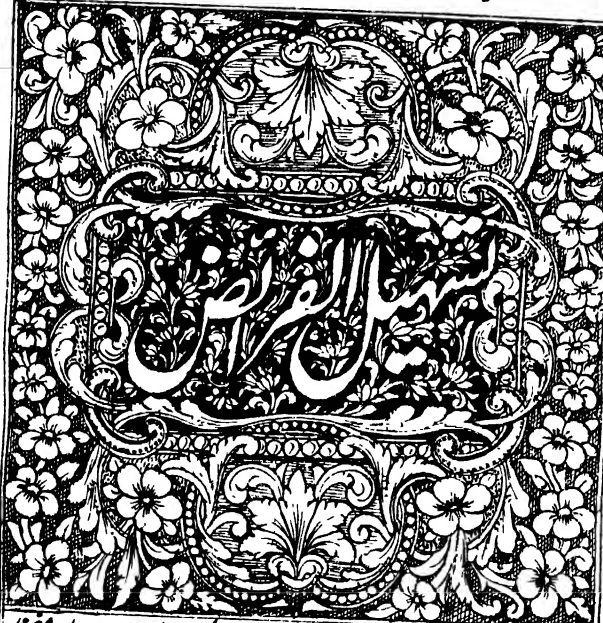
حکام موافق گنتی بر غلام پیر سیدانی اور یوزنہ کہانی والی اور موافق گنتی بر سیدینی والی اور کھڑی ہونی والی کا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي يورث الأرض من عباده وهو خير الوارثين
والصلوة والسلام على سيدنا محمد الذي نطق بفصيحته كلامه يعلمهم
القرآن وضو علمها الناس وهو رحمة للعالمين + و على اہم واصحابہ
الذين صدق فيهم ان الارض يرثها عبادي الصالحين من الخلفاء القشدين
بعد اس کے خاکسار راجی الی رحمۃ اللہ محمد عبد اللہ عفی عنہ گزارش کرتا ہوں کہ بعض احباب نے
فرمایا کہ مسائل فرائض کے دریافت کر نیکی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور اب تک کوئی ایسی کتاب
اس فن کی اردو زبان میں جو ویز اور عام فہم ہو اور شائقین کو یاد دہانہ اور سکا آسان ہو
دیکھی نہیں گئی لہذا خاکسار نے یہ رسالہ مختصر مسمیٰ بشیمل الفرائض کہ اسم بسمیٰ ہی
افرو اسطے رفع انتشار کے صرف مسائل مفتی بہ کو مندرج کتاب اور بنظر اظہار اختلاف مندرج
ایضاح بعض مسائل اختلافیہ کو مع توضیح بعض ضامین اور شرح اکثر مثالوں کی حاشہ پڑھائی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء حكمة وعلما وهدى للناس إلى صراط مستقيم



بإتمامه في شهر ربيع الأول سنة ١٢٩٢ بمكة المكرمة

مطبع زنگنه في كابل

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُوا هَا النَّاسَ فَكُنْهَا
 يَنْصِفُ الْعِلْمُ كَيْدًا رَوَاةُ الْفَقْهَاءِ فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُونُ فَرَضٌ لَكُمْ
 أَوْ سَيَكُونُ أَوْ تَمَّ أَوْ يَبْنِي كَمَا سَوَّاهُ كَمَا عَلِمُوا الْفَرَائِضَ نِصْفَ دِينَ بِرَأْيِ طَرِيقِ رَوَايَةِ كَيْدًا
 حَدِيثُ كَوْنِ فَهْمَانِ عِلْمُ الْفَرَائِضِ أَوْ سَيَكُونُ كَوْنُ بَيْنَ كَيْفِيَّةِ تَقْسِيمِ تَرْكِ طَرَفِ وَارْثُونَ
 مَعْلُومٌ وَهُوَ أَوَّلُ بَنِي وَارْثُونَ مَرَّةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 تَعْلَمُوا الْعِلْمَ وَعَلِمُوا هَا النَّاسَ تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُوا هَا النَّاسَ فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُونُ عِلْمُ كَوْنِ أَوْ سَيَكُونُ أَوْ سَيَكُونُ أَوْ سَيَكُونُ أَوْ سَيَكُونُ أَوْ سَيَكُونُ
 فَرَمَا تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ كَمَا بَنِي طَرِيقِ عِلْمُ كَوْنِ أَوْ سَيَكُونُ أَوْ سَيَكُونُ أَوْ سَيَكُونُ
 الْفَرَائِضَ كَيْدًا وَفَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْصٍ عَنْ تَصْدِيقِ
 الْوَسْائِلِ بِفِكْرِ عِلْمِهِ فَقَدْ نَقَصَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ تَصْدِيقِهِ فِي الْجَنَّةِ يَعْنِي شَوْخِ
 كَمَّ كَرْدِ حَمْدِ وَارْثُونَ سَبَبِ عِلْمِي كَيْدًا بِحَقِّقِ كَمَّ كَرْدِ كَيْدًا بِحَقِّقِ كَمَّ كَرْدِ
 جَنَّتِ مِينَ اس تَا كِيدِ وَوَعِيدِ سَطَا هَرِ كَيْدًا عِلْمُ الْفَرَائِضِ كَا فَرَضِ كَفَايَةِ هَرِ
 عِلْمِ اشْرَفِ وَفَضْلِ عِلْمِ دِينَ هَرِ وَاسْأَلِ عِلْمِ تَمَّ وَاعْلَمُ فَقَطْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی جمیعہ محمدیہ الانبیاء والمسلمین فائدہ واصحابہ
 الطیبین الطاہرین اما بعد خاکسار قلیل البضاعہ حاجی محمد عبد اللہ محمد عبد اللہ جیل اللہ
 انخراہ خیر امن اولاد خدمات اباب علم فضل میں عرض کرتا ہوں کہ میری کتابی قیادت
 نہیں کہ کسی علم و فن میں کوئی کتاب تفسیر فقہ تالیف کرے مگر چونکہ بعض احباب کا
 اصرار بلیغ ہوا کہ اگر کوئی کتاب حاوی مسائل میراث نہ فرائض میں عبارت
 عام فہم اردو میں لکھی جائے تو سب لوگ دوسرے مستفید ہوں آخر کار جسے بجا
 احباب باوقاف مسائل متعلقہ فرائض کتب فقہ سے جو اس فن میں مخصوص ہیں مثل
 راجی اور اسکے شریح خصوص فرائض شریعی کحاوی مسائل فرائض ہر اور بعض بعض
 مقامات میں ہدایہ اور شرح وقایہ اور مختار و علم الفرائض سے استنباط کر کے ان اور
 میں جمع کیا اور نام اس سارے کا **تسمیل الفرائض** رکھا اللہ سبحانہ اپنے فضل سے
 نہ کہ قبول فرمائے اور خاص و عام کو اس سے فائدہ پہنچائے اب ناظرین باتمکین
 سنئے یہ امید ہے کہ جب اس سے فائدہ اٹھائیں تو عاجز کو بدعامی خیر یاد فرماویں +
 اور جس جگہ کوئی خسل و خطا پاویں تو بنظر عفو و کرم اس کی اصلاح کر دیوں
 و ما تو فیقی الا باللہ علیہ تو کلت والیہ انیب فقط

۲

فہرست کتاب تسمیل الفرائض

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	باب ۱ رو کے بیان میں	۴	بیان تعداد حقوق متعلقہ تہذیب کے مع ترتیب
۳۳	باب ۲ منکح کے بیان میں	۵	بیان ترتیب ورثہ
۳۶	فصل ۱ بیان میں طریقہ تقسیم	۷	فصل ۱ موانع ارث کے بیان میں
۳۹	فصل ۲ ترکات کے ورثہ وغیرہ پر	۹	باب ۱ اعداء فروض اور اوقاف و احوالات
۴۰	باب ۳ ذوی الارحام کے بیان میں	۱۰	ذہبی الفروض کے بیان میں
۴۱	پہلی صنف کا بیان	۱۶	باب ۲ حصبات کے بیان میں
۴۶	دوسری صنف کا بیان	۱۸	باب ۳ جب کے بیان میں
۵۰	تیسری صنف کا بیان	۱۹	باب ۴ خارج الفروض کے بیان میں
۵۱	چوتھی صنف کا بیان	۲۱	باب ۵ عمل کے بیان میں
۵۳	فصل خشی کے بیان میں	۲۲	فصل ۱ تامل و تناخل و توافق
۵۴	فصل ۱ حل کے بیان میں	۲۴	وتباین کے بیان میں
		۲۹	باب ۲ تصحیح کے بیان میں
			فصل ۳ تصحیح سهام کے بیان میں

(۴) ادای دیون غیر متعلقہ بشر معین (۴) اجرائی وصیت
 خواہ جن ہر ہوا وہ دوسرا دین ۱۲
 (۵) تہائی سے اوس مال کی جو ادای حقوق بالا سے نجا
 رہے (۵) تقسیم میان رشتہ حسب تہ ذیل (اوس
 مال کو جو ادای حقوق بالا سے بچ چکا (۱) ذوی الفروض
 یعنی وہ لوگ جنکے سهام معین ہیں (۲) عصبہ
 عصبہ یعنی جسے ۱۲
 عصبہ عصبہ یعنی آزاد کنندہ جسے بولی
 (۳) عصبہ عصبہ
 (۴) عصبہ عصبہ کا عصبہ

(۱) مال ذوی الفروض سے پہلے مال عصبہ کا حصہ
 (۲) مال عصبہ کا حصہ
 (۳) مال عصبہ کا حصہ
 (۴) مال عصبہ کا حصہ

(۱) مال ذوی الفروض سے پہلے مال عصبہ کا حصہ
 (۲) مال عصبہ کا حصہ
 (۳) مال عصبہ کا حصہ
 (۴) مال عصبہ کا حصہ

باب تعداد فروض اور تعداد و حالات ذوی الفروض کے بیان میں

(۱) کل فروض (یعنی سہام) چھ ہیں - نصف - ربع - ثمن -
ثمنین - ثلث - سدس (۲) کل ذوی الفروض بارہ شخص ہیں -
از انجملہ چار مرد ہیں - اب (یعنی باپ) جد (یعنی چچا) -
باپ کے باپ کا باپ یعنی دادا پردادا جہانک اور پرہو (یعنی لایم) یعنی
اخیا فی بجائی - نزوج (یعنی شوہر) - اور آٹھ عورتیں - زوجہ - بنت
یعنی مٹی - بنت الابن (یعنی پوتی پروتی جہانک نیچے ہو) - تحت لایم
(یعنی عینی بہن) - تحت لایم (یعنی علاتی بہن) - تحت لایم (یعنی عینی بہن)
- ام (یعنی نان) - جدہ (یعنی عینی نانی) - نانی جو سب سے پہلے جہانک کے علاوہ کہتی ہو

و ثمن افادۃ
و ثمن برکاتہ

کل ذوی الفروض بارہ شخص ہیں - نصف - ربع - ثمن - ثمنین - ثلث - سدس (۲) کل ذوی الفروض بارہ شخص ہیں - از انجملہ چار مرد ہیں - اب (یعنی باپ) جد (یعنی چچا) - باپ کے باپ کا باپ یعنی دادا پردادا جہانک اور پرہو (یعنی لایم) یعنی اخیا فی بجائی - نزوج (یعنی شوہر) - اور آٹھ عورتیں - زوجہ - بنت یعنی مٹی - بنت الابن (یعنی پوتی پروتی جہانک نیچے ہو) - تحت لایم (یعنی عینی بہن) - تحت لایم (یعنی علاتی بہن) - تحت لایم (یعنی عینی بہن) - ام (یعنی نان) - جدہ (یعنی عینی نانی) - نانی جو سب سے پہلے جہانک کے علاوہ کہتی ہو

(یعنی جتنا ہر ایک عورت کو اوس کا دونا ہر ایک دکان کو) جب اس موجود ہو

اولاد الائم (یعنی انبیائی بھائی بہن) کے تین حال ہیں
سندس جب ایک ہوں۔ **ثلث جب** دو یا زیادہ ہوں۔ **اسی** ثلث کو
آپس میں برابر بانٹ لین۔ **محروم جب** ولہ (یعنی بیابھی) یا ولہ
الابن (یعنی پوتا بونی جہا تک نیچے ہوں) یا اب یا جد صحیح موجود ہوں
ترجیح کے دو حال ہیں **نصف جب** ولہ یا ولہ الابن موجود نہ ہوں۔ **ترجیح**
جس میں سے کوئی موجود ہو **زوجہ کے دو حال** ہیں **ترجیح جب** ولہ
ولہ الابن موجود نہ ہوں۔ **ترجیح جب** انہیں سے کوئی موجود ہو **بکے تین حالت** ہیں
نصف جب ایک ہوں۔ **ثلثین جب** دو یا زیادہ ہوں۔ **لذکر** کر **مثل** **خط** **الابن**
یعنی جتنا ہر ایک عورت کو اوس کا دونا ہر ایک (کو) جس میں موجود ہو

اب کے تین حال ہیں فرض مطلق یعنی
 فقط سدس جب میت کا ابن (یعنی بیٹا) یا ابن النہ
 یعنی پوتا یا پوتا ما جہا تک نیچے ہو) موجود ہو۔ فرض و
 تعصیب دونوں جب بنت یا بنت الابن موجود ہو۔
 تعصیب محض جہاں مذکور لوگوں میں کوئی موجود نہ ہو
 حال جدید صحیح جب صحیح در صورت نمونے
 اب کے حکم اب کا رکھنا ہی۔ اور اب کے ہونے مہر و مہر

اب کے تین حال ہیں فرض مطلق یعنی
 فقط سدس جب میت کا ابن (یعنی بیٹا) یا ابن النہ
 یعنی پوتا یا پوتا ما جہا تک نیچے ہو) موجود ہو۔ فرض و
 تعصیب دونوں جب بنت یا بنت الابن موجود ہو۔
 تعصیب محض جہاں مذکور لوگوں میں کوئی موجود نہ ہو
 حال جدید صحیح جب صحیح در صورت نمونے
 اب کے حکم اب کا رکھنا ہی۔ اور اب کے ہونے مہر و مہر

اب کے تین حال ہیں فرض مطلق یعنی
 فقط سدس جب میت کا ابن (یعنی بیٹا) یا ابن النہ
 یعنی پوتا یا پوتا ما جہا تک نیچے ہو) موجود ہو۔ فرض و
 تعصیب دونوں جب بنت یا بنت الابن موجود ہو۔
 تعصیب محض جہاں مذکور لوگوں میں کوئی موجود نہ ہو
 حال جدید صحیح جب صحیح در صورت نمونے
 اب کے حکم اب کا رکھنا ہی۔ اور اب کے ہونے مہر و مہر

اب کے تین حال ہیں فرض مطلق یعنی
 فقط سدس جب میت کا ابن (یعنی بیٹا) یا ابن النہ
 یعنی پوتا یا پوتا ما جہا تک نیچے ہو) موجود ہو۔ فرض و
 تعصیب دونوں جب بنت یا بنت الابن موجود ہو۔
 تعصیب محض جہاں مذکور لوگوں میں کوئی موجود نہ ہو
 حال جدید صحیح جب صحیح در صورت نمونے
 اب کے حکم اب کا رکھنا ہی۔ اور اب کے ہونے مہر و مہر

[illegible]

بنتِ الابن کے چھہ حال ہیں نصیب

ایک ہون۔ تلمشیں جب دو یا زیادہ ہوں۔ تلمشیں

اور ابن یا ابن الابن یا نسبت موجود ہو ۱۲

جب ایک بنت موجدو ہو۔ محروم جب بنت موجدو ہو۔

مثل خط الانشیں جب اس لایعجم وجود ہو۔ محرم جب اس موجود ہو۔

از این مجموع و نهو ۱۳

عنه دروغي بنات الابن كافر و تاري لندا است سلسله التشبيبات لى ابن ۱۲۱۲

[illegible][illegible][illegible]

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

جب بنت یا بنت الاہن موجود ہو۔ محروم جب بن یا بن
 الاہن یا اب یا جد صحیح یا خ لاہ ام یا بنت لاہ دام
 مع انبنت موجود ہوں۔ بنت یا بنت الاہن یا بنت
 محروم یا ام کے تین حال ہیں۔ ۱۔ جب
 ولد یا ولد الاہن یا کسی طرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن ہو
 ہوں۔ ۲۔ ثلث کل جب مذکور لوگ موجود نہ ہوں۔ ۳۔ ثلث
 باقی بعد میں حصہ زوج یا زوجہ کے صرف ان صورتوں میں
 ہے یعنی جو کچھ زوج یا زوجہ کو دیکھ رہے اور ثلث ۱۲

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ

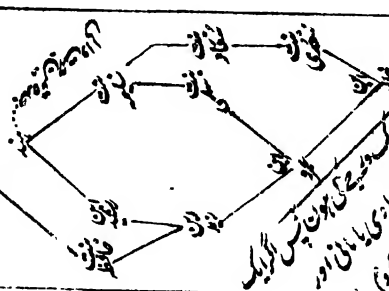
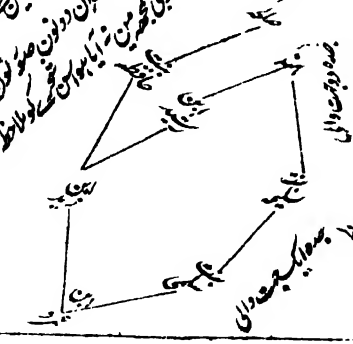
جدہ صحیح کے دو حال ہیں سڈس اگر جہ کستی
 ہی ہون اور کسی ہی ہون بشرطیکہ ایک جے کی ہون۔

دور والیان نزدیک والیوں کے ہوئے اور سب
 (یونیٹ ہون یا یونیٹ) اُنم کے ہوئے اور صرف یونیٹ اب
 یعنی وادیان ۱۲ سڈس یعنی نامیان ۱۲
 کے ہوئے اور جد صحیح سے اوپر والیان جد صحیح کے ہوئے محرم ۱۲

نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ

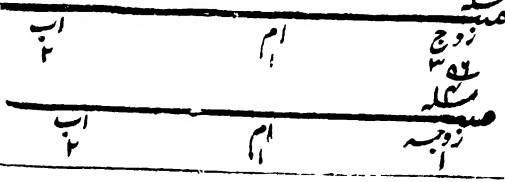
نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ

نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ
 نورانی ہون اور کسی بھی چیز کی ہون خواہ



۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

جب بنت یا بنت الابن موجود ہو۔ محروم جب بن یا بن
 الابن یا اب یا جد صبیح یا اخ لا اب ام یا اخت لا اب دام
 مع ان بنت موجود ہوں۔ ان لا اب بھی اس حالت میں
 محروم ہوا۔ ام کے تین حال ہیں۔ ۱۔ س جس جب
 ولد یا ولد الابن یا کسی طرح کے دو یا زیادہ بھائی بہن ہوں
 ہوں۔ ۲۔ ثلث کل جب مذکور لوگ موجود نہ ہوں۔ ۳۔ ثلث
 باقی بعد فی حصہ زوج یا زوجہ کے صرف ان صورتوں میں
 ہے یعنی جو کچھ زوج یا زوجہ کو دیکھ کر رہے۔ اور ثلث ۱۲



۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

ایک قرابت والے پر مقدم کیا جا تا ہے (۱) عصبہ بغیر (۲) عصبہ
 منوخت جو اپنے بھائیوں کی جہت سے عصبہ ہو جاوے (۳) عصبہ
 غور میں چھینکا فرض نصف و ثلثین (۴) عصبہ منع غیر وہ عورت ہو جو
 دوسری عورت کے ہوئے عصبہ ہو جائے جیسے اخت بنت یاسنت لایین کہ
 (۵) آخر عصبہ عصبہ یعنی آزاد کنندہ بلا واسطہ ہو یا واسطہ مرد ہو یا
 عورت پھر اس کا عصبہ نفسہ حسب ترب (۶) جو شخص کہ اپنے زور محرم کا

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۰۰ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۱ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۲ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۳ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۴ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۵ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۶ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۷ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۸ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۹ قوت نصف درج نصف
 ۱۱۰ قوت نصف درج نصف

۱۰۰ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۱ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۲ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۳ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۴ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۵ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۶ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۷ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۸ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۹ قوت نصف درج نصف
 ۱۱۰ قوت نصف درج نصف

باب عول کے باینین

(۱) جب کبھی سهام نخرج سے بڑھ جائے ہیں تو نخرج کو بھی
 بڑھالیتے ہیں اسٹھالینے کو عول بولتے ہیں (۲) نخرج باینین
 جیسا کہ مثالوں سے واضح ہوگا ۱۲
 چوتیس چار تین عول نہیں ہوتا۔ اور وہ یہ ہیں دو تین چار اٹھ
 اور تین عول ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں چھ بارہ
 چوبیس چھ کا عول دس تک ہوتا ہے طاق بھی اور جفت بھی

۱۰۰ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۱ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۲ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۳ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۴ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۵ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۶ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۷ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۸ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۹ قوت نصف درج نصف
 ۱۱۰ قوت نصف درج نصف

۱۰۰ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۱ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۲ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۳ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۴ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۵ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۶ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۷ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۸ قوت نصف درج نصف
 ۱۰۹ قوت نصف درج نصف
 ۱۱۰ قوت نصف درج نصف

سلامت و رفاه

[illegible]

اور میں نے اس اصول میں "تحقیق" کا نام دیا ہے۔

عقودہ

15

گاہ نصف کہ اوس کا مخرج ثلثین (یعنی دو ماہ و $\frac{1}{2}$ ق) جب ان فردوں
میں سے دو دو یا تین یا آدھین اور سب ایک ہی قسم کے ہوں تو ان کا مخرج ہوا
ہوگا جو ان میں سے چھوٹے کا مخرج ہی جیسے نصف ربع کہ ان کا مخرج اربعہ ہو
اور نصف وٹن کہ اون کا مخرج ثانیہ ہو۔ اور ثلثین وٹن کہ ان کا
مخرج ثلثانیہ ہو اور ثلثین و سدس۔ اور ٹلث و سدس۔ اور ثلثین و
ٹلث و سدس کہ ان کا مخرج ستہ ہو۔ ق جب پہلی قسم میں سے
نصف دوسری قسم کے ایک دو یا کل کے ساتھ ملے تو مخرج چھ ہوگا
و ق جب پہلی قسم میں سے دوسری قسم کے ایک دو یا کل کے ساتھ ملے
مخرج بارہ ہوگا و ق جب پہلی قسم میں سے دوسری قسم کے ایک دو یا کل کے ساتھ

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

کے قول کے مطابق دو عددوں کا مجموعہ
 ایک عدد ہو اور دوسرا عدد ہو جسے
 کہتے ہیں دو عددوں کا مجموعہ

تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ

چار عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں چار عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں چار عددوں کا مجموعہ

کہ ۲ پر دو عددوں پورے تقسیم ہو جائے ہیں (۴) ایسے دو چھوٹے بڑے
 کہ بڑا عدد ۱۲
 عدد دون کو تین بڑا چھوٹا پورے تقسیم ہو سکے نہ دونوں کسی تیس سے عدد
 متباین تین کہتے ہیں اور انکی نسبت کو تباین جیسے ۳ + ۵ طریق
 دریافت کرنے توافیق و تباین کا دو مختلف عدد دون میں یک
 یعنی چھوٹے بڑے ۱۲
 کہ چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے جتنی بار طرح دے سکتے
 ہوں طرح دین۔ اگر کچھ باقی رہے فہماور نہ باقی کو اس چھوٹے
 سے طرح دین۔ پھر اگر کچھ باقی رہے تو اس باقی کو بھی اس باقی
 سے طرح دین اس طرح جانیں سے جہاں تک سکے طرح دیتے جائیں
 یہاں تک کہ کچھ باقی رہے۔ پس جب کو آخر میں طرح دیا جائے تو تباین
 کہتے ہیں

تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ

تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ

تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ
 کہتے ہیں تین عددوں کا مجموعہ

५५

10

روسیں کو اصل مسلمہ میں اور در صورت غول کے غول میں

یازیدہ پر واقع ہوتا ہے اور لاہور جن فریق پر کسر واقع

ہوئی ہو او ان کے سپہام و رؤس میں مثل سبائیں کے نسبت

حائطِ کریم۔ اگر تو افسی ہو تو وفقِ رؤس کو اور تباہی ہو تو کلِ رؤس کو
 یہاں بھی تو افسی سے عامِ مادی جیسا کہ عاشقِ یوسفؑ نے لکھا ہے

محفوظ رکھیں۔ پھر اعداد محفوظہ میں باہم نسبت لحاظ کریں

اگر تامل ہو تو اسے سب سے کسی ایک کو اصل سلسلہ میں اور صورتِ عیسیٰ کے
یعنی سہ ماہی و محفوظہ حقائق میں ۱۲ ائمہ اور صورتِ مذکورہ کے

کونین کونین کونین کونین کونین کونین کونین کونین

من

موضوع

م

[illegible][illegible]

[illegible]

۱۲۰

۱۳۰

۱۴۰

۱۵۰

۱۶۰

۱۷۰

۱۸۰

۱۹۰

۲۰۰

۲۱۰

۲۲۰

۲۳۰

۲۴۰

۲۵۰

۲۶۰

۲۷۰

۲۸۰

۲۹۰

۳۰۰

۳۱۰

۳۲۰

۳۳۰

۳۴۰

۳۵۰

۳۶۰

۳۷۰

۳۸۰

۳۹۰

۴۰۰

۴۱۰

۴۲۰

۴۳۰

۴۴۰

۴۵۰

۴۶۰

۴۷۰

۴۸۰

۴۹۰

۵۰۰

۵۱۰

۵۲۰

۵۳۰

۵۴۰

۵۵۰

۵۶۰

۵۷۰

۵۸۰

۵۹۰

۶۰۰

۶۱۰

۶۲۰

۶۳۰

۶۴۰

۶۵۰

۶۶۰

۶۷۰

۶۸۰

۶۹۰

۷۰۰

۷۱۰

۷۲۰

۷۳۰

۷۴۰

۷۵۰

۷۶۰

۷۷۰

۷۸۰

۷۹۰

۸۰۰

۸۱۰

۸۲۰

۸۳۰

۸۴۰

۸۵۰

۸۶۰

۸۷۰

۸۸۰

۸۹۰

۹۰۰

۹۱۰

۹۲۰

۹۳۰

۹۴۰

۹۵۰

۹۶۰

۹۷۰

۹۸۰

۹۹۰

۱۰۰۰

۱۰۱۰

۱۰۲۰

۱۰۳۰

۱۰۴۰

۱۰۵۰

۱۰۶۰

۱۰۷۰

۱۰۸۰

۱۰۹۰

۱۱۰۰

۱۱۱۰

۱۱۲۰

۱۱۳۰

۱۱۴۰

۱۱۵۰

۱۱۶۰

۱۱۷۰

۱۱۸۰

۱۱۹۰

۱۲۰۰

۱۲۱۰

۱۲۲۰

۱۲۳۰

۱۲۴۰

۱۲۵۰

۱۲۶۰

۱۲۷۰

۱۲۸۰

۱۲۹۰

۱۳۰۰

۱۳۱۰

۱۳۲۰

۱۳۳۰

۱۳۴۰

۱۳۵۰

۱۳۶۰

۱۳۷۰

۱۳۸۰

۱۳۹۰

۱۴۰۰

۱۴۱۰

۱۴۲۰

۱۴۳۰

۱۴۴۰

۱۴۵۰

۱۴۶۰

۱۴۷۰

۱۴۸۰

۱۴۹۰

۱۵۰۰

۱۵۱۰

۱۵۲۰

۱۵۳۰

۱۵۴۰

۱۵۵۰

۱۵۶۰

۱۵۷۰

۱۵۸۰

۱۵۹۰

۱۶۰۰

۱۶۱۰

۱۶۲۰

۱۶۳۰

۱۶۴۰

۱۶۵۰

۱۶۶۰

۱۶۷۰

۱۶۸۰

۱۶۹۰

۱۷۰۰

۱۷۱۰

۱۷۲۰

۱۷۳۰

۱۷۴۰

۱۷۵۰

۱۷۶۰

۱۷۷۰

۱۷۸۰

۱۷۹۰

۱۸۰۰

۱۸۱۰

۱۸۲۰

۱۸۳۰

۱۸۴۰

۱۸۵۰

۱۸۶۰

۱۸۷۰

۱۸۸۰

۱۸۹۰

۱۹۰۰

۱۹۱۰

۱۹۲۰

۱۹۳۰

۱۹۴۰

۱۹۵۰

۱۹۶۰

۱۹۷۰

۱۹۸۰

۱۹۹۰

۲۰۰۰

۲۰۱۰

۲۰۲۰

۲۰۳۰

۲۰۴۰

۲۰۵۰

۲۰۶۰

۲۰۷۰

۲۰۸۰

۲۰۹۰

۲۱۰۰

۲۱۱۰

۲۱۲۰

۲۱۳۰

۲۱۴۰

۲۱۵۰

۲۱۶۰

۲۱۷۰

۲۱۸۰

۲۱۹۰

۲۲۰۰

۲۲۱۰

۲۲۲۰

۲۲۳۰

۲۲۴۰

۲۲۵۰

۲۲۶۰

۲۲۷۰

۲۲۸۰

۲۲۹۰

۲۳۰۰

۲۳۱۰

۲۳۲۰

۲۳۳۰

۲۳۴۰

۲۳۵۰

۲۳۶۰

$\frac{1}{12} = \frac{1}{12}$

[illegible]

عمل کریں جیسے

۱۰	۵
۲۰	۱۰
۳۰	۱۵
۴۰	۲۰
۵۰	۲۵
۶۰	۳۰
۷۰	۳۵
۸۰	۴۰
۹۰	۴۵
۱۰۰	۵۰

مزدوج ۱۰ بنت ۱۰

مزدوج ۱۰ بنت ۱۰

(Faint handwritten Persian text)

۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶

بابہ منشا سخی کے بیان میں

وارثون کی طرف اس کے حصے کے منتقل ہو جانے کو

کے وہی ہوں جو رتہ میت اول تھے اور طریقہ

نہ بے تو ایسی صورت میں ایک ہی تقسیم کافی ہوگی

مجلس افاضات

ضرب دین جیسے لہ زیو سندھ
 بنی بھائی صاحب نوبہ کا
 ابو لکھنوی ۱۲

مشاعرے تاجین مافی اللہ
 ابن کریم ابن عابدہ رحیم کریم

(۹) اور اگر توافق ہو تو وفق تصحیح ثانی کو مل تصحیح اول میں ضرب دین

ضرب دین جیسے لہ زیو سندھ
 ابن کریم ابن عابدہ رحیم کریم

المشاعرے (۱۰) تصحیح تمام ہر وارثیت
 ابن کریم ابن عابدہ رحیم کریم
 اول کو مل تصحیح ثانی میں اور صورت توافق کے وفق تصحیح ثانی

مستند وراثت برکاتہ
 ابن کریم ابن عابدہ رحیم کریم

Handwritten marginal notes in Urdu script, including the number ۱۵ and various religious or legal phrases.

۱۰- اور ماہل فریب کا
 ۱۱- اور ماہل فریب کا
 ۱۲- اور ماہل فریب کا
 ۱۳- اور ماہل فریب کا
 ۱۴- اور ماہل فریب کا
 ۱۵- اور ماہل فریب کا
 ۱۶- اور ماہل فریب کا
 ۱۷- اور ماہل فریب کا
 ۱۸- اور ماہل فریب کا
 ۱۹- اور ماہل فریب کا
 ۲۰- اور ماہل فریب کا

ضرب دین - اور سهام ہر وارث میت ثانی کو مل مافی الیہین
 اور ماہل فریب کو ان میں سے ایک حصہ ملے گا
 اور در صورت توافق کے وقتی مافی الیہین ضرب دین (۸) اگر دو

زیادہ ہوں (جیسے ایک عورت نے زوج اور بنت اور ماہل فریب کو چھوڑا
 قبل نفیسہ کے کے زوج مر گیا اور ایک زید اور ایک ام کو چھوڑا - پھر سطح
 بنت مر گئی اور ایک جہدہ اور دو ابن اور ایک بنت کو چھوڑا

پھر سطح ام مر گئی اور زوج اور دو باغ کو چھوڑا تو ایسی صورتیں
 ہیں کہ اول کے اور شیخ ثالث کو بجای تصبیح ثانی کے یا اگر تیرہ

عمل کریں - اس سطح میت باغ و خامس و سادس وغیرہ میں جہا تک ہوں
 عمل کریں (۹) پھر جب میں عمل کر چکیں تو ایک ایسا کا اس صورت

۱- اور ماہل فریب کا
 ۲- اور ماہل فریب کا
 ۳- اور ماہل فریب کا
 ۴- اور ماہل فریب کا
 ۵- اور ماہل فریب کا
 ۶- اور ماہل فریب کا
 ۷- اور ماہل فریب کا
 ۸- اور ماہل فریب کا
 ۹- اور ماہل فریب کا
 ۱۰- اور ماہل فریب کا
 ۱۱- اور ماہل فریب کا
 ۱۲- اور ماہل فریب کا
 ۱۳- اور ماہل فریب کا
 ۱۴- اور ماہل فریب کا
 ۱۵- اور ماہل فریب کا
 ۱۶- اور ماہل فریب کا
 ۱۷- اور ماہل فریب کا
 ۱۸- اور ماہل فریب کا
 ۱۹- اور ماہل فریب کا
 ۲۰- اور ماہل فریب کا

۱- اور ماہل فریب کا
 ۲- اور ماہل فریب کا
 ۳- اور ماہل فریب کا
 ۴- اور ماہل فریب کا
 ۵- اور ماہل فریب کا
 ۶- اور ماہل فریب کا
 ۷- اور ماہل فریب کا
 ۸- اور ماہل فریب کا
 ۹- اور ماہل فریب کا
 ۱۰- اور ماہل فریب کا
 ۱۱- اور ماہل فریب کا
 ۱۲- اور ماہل فریب کا
 ۱۳- اور ماہل فریب کا
 ۱۴- اور ماہل فریب کا
 ۱۵- اور ماہل فریب کا
 ۱۶- اور ماہل فریب کا
 ۱۷- اور ماہل فریب کا
 ۱۸- اور ماہل فریب کا
 ۱۹- اور ماہل فریب کا
 ۲۰- اور ماہل فریب کا

[illegible]

مثلاً: $\frac{1}{2} + \frac{1}{3} = \frac{5}{6}$ اگر ترکیب میں صحیح اور کسر
 مرکب ہوگی

دو نون ہوں تو عدد صحیح کو اوس کسر کے مخارج میں ضرب دین۔ پھر حاصل

کے ساتھ عدد کسر کو جوڑ لیں۔ اس طرح تصحیح کو بھی منہج مذکور میں

ضربین۔ پھر اس جلالِ اخیر اور جلالِ سابقِ بین باہم نسبت لحاظ

کر کے بہت سے عمل کریں

۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

[illegible][illegible]

[illegible]

(اور اسے یکو تخاب کہتے ہیں) تو تصحیح سے کی بشمول

اوسکے کہے اور اس کے سہام کو تصحیح سے طرح دیدین۔ پھر باقی

ترک باقی ورہ کے شہام پر غسیم کرین۔ یہی حال غسیم کا بھی ہے۔

باب ڈوقی الارحام کے بیان میں

(۱) دوی الارحام بترتیب ذیل یکجا نصف بین -

یعنی وہ قرابت والے جو سب سے اوجھل اور سب سے کم تر ہوں گے۔
فرع میت - (یعنی اولاد و بیٹائے) - اولاد و بیٹائے
 دختران ۱۲

شاخ ۱۲
 (الابن) **جمل میت** - (یعنی اجداد و ناسدین - جملت فاسدہ)

فروع اب میت یا ازم میت

[illegible][illegible]

[illegible]

کوشش بجا رہے امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا ہے اس لیے کہ اس کے قول پر فتویٰ دیا بہت آسان ہے اور اس میں
 سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۱۳: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۱۴: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ولعوارث ہوں یا سب لذوی الارحام و ولون صوبون میں
 یعنی ولایتی و ذوی الارحام ۱۳
 اگر ان کے اصول کے کسی نطن میں اختلاف نہ ہو کہ وراثت و الوث
 نہ ہو تو انھیں فروع موجودین پر باعتبار ان کے صفات کے تقسیم
 کریں (یعنی اگر ان فروع موجودین میں اختلاف نہ ہو کہ وراثت و الوث
 نہ ہو تو سب کو برابر دین جیسے

مسئلہ ۱۵: ورنہ لفظ کرشل خط الانثیین جسے
 یعنی اگر بعض کو بیواں و بعض ناث تو لفظ کرشل ۱۳
 مسئلہ ۱۶: ورنہ ان کے اصول کے
 جس بطن میں اختلاف ہو اس بطن پر لفظ کرشل خط الانثیین
 تقسیم کر کے ہر ایک کے سهام اُس کے فروع موجودین کو دین

مسئلہ ۱۷: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۱۸: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۱۹: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۰: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۲: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۳: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۴: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۶: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۷: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
 مسئلہ ۲۸: سب کو ایک ہی حکم ملا رہے گا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

[illegible]

تقسیم کیا۔ اعلیٰ عدالت نے اس میں بھی ۹ اثاث اور ۳ ذکور میں اور ۳ ذکور بننے لے ۱۱ اثاث کے حصہ میں لے لیا۔ اس سے ۱۵ اثاث کے حصہ میں لے کر پانچ اور ۹ تین ذکور کو۔ پھر ہر ایک طائفہ ذکور واثات کو اپنے شیخ ایک ایک خطوطی چیتے کے ساتھ سہام طائفہ واثات پر اور ہر ایک کو

[illegible][illegible]

مہاراجا کے ایک
ان کو اپنے ایک ایک
کے ایک ایک ایک ایک
کے ایک ایک ایک ایک
کے ایک ایک ایک ایک
کے ایک ایک ایک ایک
کے ایک ایک ایک ایک
کے ایک ایک ایک ایک

توا علی خلاف تقسیم کرنے وقت اوس اصل کو

حسب تعدد جہات فروغ کے متعدد مانکر تقسیم

کریں۔ پھر ہر ایک اصل کے سهام اسکے فروغ کو دیں

موجودین ۱۲

جیسے	۲۸	۳۲	۱۱
بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱

دوسری صنف کا بیان

(۱) اگر سب درجے میں برابر نمونہ تو اقرب اولیٰ ہوگا جیسے

۱	۲	۳	۴
۱	۱	۱	۱
۱	۱	۱	۱
۱	۱	۱	۱

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱

جیسے مسئلہ (۵) اگر اصول کے کئی بطنوں میں اختلاف ہو۔ تو اول اعلیٰ خلاف پر بطریق مذکورہ قسم کریں۔ پھر حسب طریقہ مذکورہ صنف اول عمل کریں جیسے

مسئلہ ۳۵

اب	اب	اب	اب
۱	۱	۱	۱
۵	۵	۵	۵
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۸۵	۸۵	۸۵	۸۵
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰
۹۵	۹۵	۹۵	۹۵
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

اب مسئلہ ۳۵ میں اختلاف ہو تو اول اعلیٰ خلاف پر بطریق مذکورہ قسم کریں۔ پھر حسب طریقہ مذکورہ صنف اول عمل کریں جیسے

مسئلہ ۳۵ میں اختلاف ہو تو اول اعلیٰ خلاف پر بطریق مذکورہ قسم کریں۔ پھر حسب طریقہ مذکورہ صنف اول عمل کریں جیسے

۵۰

ذوی الارحام ہوں۔ اگر اسی صورت میں کسی اصل کے مدفوع
 یا جہات فروع بھی متعدد ہوں تو اصول فقہیم کہتے وقت
 اول اصل کو حسب تعدد ذروع یا جہات فروع کے متعدد مان کر تقسیم کریں

جیسے مسئلہ

اخ لآب	اخ لآب	اخ لآب	اخ لآب
بنت ۳	بنت ۳	بنت ۳	بنت ۳
ابن ۳	ابن ۳	ابن ۳	ابن ۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
صالحہ - جامہ	صالحہ - جامہ	صالحہ - جامہ	صالحہ - جامہ
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

چونہی صنف کا بیان

اگر سب ایک پہ جانب کے نہ ہوں تو فریق اب کو نشین دین اور فریق

ام کو ملت دین جیسے مسئلہ
 (پھر ہر ایک فریق میں اگر کوئی قرابت
 میں آوی ہو تو اسی کو حصہ اوس فریق کا دین) (۲) ورنہ جو قرابت

عالم	عالم	عالم	عالم
عالم	عالم	عالم	عالم
عالم	عالم	عالم	عالم
عالم	عالم	عالم	عالم

اس مسئلہ میں ذہنی صنف کا بیان ہے۔ اگر اسی صورت میں کسی اصل کے مدفوع یا جہات فروع بھی متعدد ہوں تو اصول فقہیم کہتے وقت اول اصل کو حسب تعدد ذروع یا جہات فروع کے متعدد مان کر تقسیم کریں۔

جیسے مسئلہ

اخ لآب	اخ لآب	اخ لآب	اخ لآب
بنت ۳	بنت ۳	بنت ۳	بنت ۳
ابن ۳	ابن ۳	ابن ۳	ابن ۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
صالحہ - جامہ	صالحہ - جامہ	صالحہ - جامہ	صالحہ - جامہ
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

چونہی صنف کا بیان

اگر سب ایک پہ جانب کے نہ ہوں تو فریق اب کو نشین دین اور فریق

ام کو ملت دین جیسے مسئلہ

(پھر ہر ایک فریق میں اگر کوئی قرابت میں آوی ہو تو اسی کو حصہ اوس فریق کا دین) (۲) ورنہ جو قرابت

[illegible]

مجلس

فرقی امین

جانبی فیضی

سیدہ زینب علیہا السلام

باقیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

بیت

(۴) ورثہ جو قرابت میں اقویٰ ہوا اولیٰ ہوگا (۵) پھر فریق
اب میں اگر اس اقویٰ میں کوئی ولد عصبہ ہوا اولیٰ
ہوگا (پھر اگر کسی فریق کے اشخاص میں تعدد ہو تو
خواہ فریق اب ہو یا فریق ام ۱۲
حصہ اوس فریق کا و اول اشخاص ہی باعتبار ان کے صفات کی تفریق کریں

فصل خنثی کے بیان میں

[illegible]

۱۔ جن حضرات کو رات مانو
 ۲۔ جن کو صبح
 ۳۔ جن کو شام
 ۴۔ جن کو عصر
 ۵۔ جن کو فجر
 ۶۔ جن کو زوال
 ۷۔ جن کو غروب
 ۸۔ جن کو طلوع
 ۹۔ جن کو شمس
 ۱۰۔ جن کو قمر
 ۱۱۔ جن کو کواکب
 ۱۲۔ جن کو اجرام
 ۱۳۔ جن کو فلک
 ۱۴۔ جن کو سما
 ۱۵۔ جن کو زمین
 ۱۶۔ جن کو مائیں
 ۱۷۔ جن کو نباتات
 ۱۸۔ جن کو حیوانات
 ۱۹۔ جن کو انسان
 ۲۰۔ جن کو جمیع مخلوق

[illegible][illegible]

یو پښتېن پس میان مکرکې پلرلې نین غنی کما نقضان
 نقضکی اور سله کی کون مول کړه کسا اور ورسین ۱۳ او
 مونږ تزار دین کوهه اخت ایا نې زلف وړا
 ایک جو صاحب فرغش سچ بلخا یو غنی
 میان غنی کوهه تزار دیا پس
 یو پښتېن پس میان مکرکې پلرلې نین غنی کما نقضان
 نقضکی اور سله کی کون مول کړه کسا اور ورسین ۱۳ او
 مونږ تزار دین کوهه اخت ایا نې زلف وړا
 ایک جو صاحب فرغش سچ بلخا یو غنی
 میان غنی کوهه تزار دیا پس

ملے قولہ کثرت عناد سے کہنے ہیں جو عورت کا نکاح کرنا لازم آجائے وقت ردال نکاح کے بسبب خلاف رینہ باطل ملے شوہر کے ایک مدت تک جس میں بعد سے نکاح نہیں کر سکتا اور قطعی کیا فدا کی زبانوں میں کہہ دے قولہ در توبین یعنی اگر جس پہن سے کہہ کر توبہ ملے یعنی اگر جس سے زیادہ جو بیبا ہو یا بیبا ہو نہ ملے اس کے لئے اولیٰ کی ان لئے انقضای عدت کا وقت کر کے اگر کسی اور سے نکاح کرے تو اس سے نکاح باطل ہے اور اگر کسی اور سے نکاح کرے تو اس سے نکاح باطل ہے اور اگر کسی اور سے نکاح کرے تو اس سے نکاح باطل ہے

اور اکثر مدت یا اوس سے کم پر پیدا ہوا اور پیدا ہوئی ہے پہلے اوس کی مان نے انقضای عدت کا اقرار نہ کیا ہو تو اسے یعنی میت کی زہ جہ ۱۲
 اوس میت سے میراث ملے گی اور اوروں کو باعتبار اسن قرار دے گا کہ اوس میت سے میراث ملے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر حمل غیر میت ہو تو اصل یعنی حمل سے بعد اوس کے مرنے کے ۱۲
 مدت یا اوس سے کم پر پیدا ہو تو اوس میت سے میراث پائے گا۔ اور اگر لوگ باعتبار اس قرابت کے اوس کے پائے گئے ورنہ نہیں
 (۴) اگر حمل پیدا ہونے میں گھٹ گیا۔ تو اگر سیدھا پیدا ہوا تھا اور نہ گھٹا ہوا تھا یعنی اگر گھٹا ہوا تھا تو میراث نہیں ملے گا۔ ورنہ نہیں۔ اور جو سینہ نکلتے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اور جو اولٹا پیدا ہوا تھا اور ناف نکلتے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا یعنی پہلے ناف پڑنے تک تھے پھر بانی دھڑ ۱۲

۵۵
 پونہ اوست میت سے میراث ملے گا۔ کسی اور کو باعتبار اس نسبت میت کے اوس سے میراث ملے گی ۱۲
 قولہ در توبین یعنی اگر جس سے زیادہ جو بیبا ہو یا بیبا ہو نہ ملے اس کے لئے اولیٰ کی ان لئے انقضای عدت کا وقت کر کے اگر کسی اور سے نکاح کرے تو اس سے نکاح باطل ہے اور اگر کسی اور سے نکاح کرے تو اس سے نکاح باطل ہے اور اگر کسی اور سے نکاح کرے تو اس سے نکاح باطل ہے
 وملت اخا و اہلہ بر کانہ

بیان اگر کسی کو زنا کرے اور اس کو عیب نہ ہو
 جس سے عیب نہ ہو اور اس کو عیب نہ ہو
 بیان اگر کسی کو زنا کرے اور اس کو عیب نہ ہو
 جس سے عیب نہ ہو اور اس کو عیب نہ ہو
 بیان اگر کسی کو زنا کرے اور اس کو عیب نہ ہو
 جس سے عیب نہ ہو اور اس کو عیب نہ ہو

جمع رت ٹھیکر نیسے کچھ ملے یا کم ملے (ممن غشیای غیر شکل مرد و جھوڑین
 اگر جانب کورت غائب ہے۔ اور عورت ٹھیکر اوپر اگر جانب کورت غائب
 یعنی عورتوں کے برابر جھوڑین ۱۲

فصل حمل کے بیان میں

(۱) حمل کے لیے ایک مرد کا حصہ رکھ جھوڑین اگر اسے مرد و جھوڑین
 زیادہ ملے۔ اور ایک عورت کا حصہ رکھ جھوڑین اگر عورت ٹھیکر
 زیادہ ملے۔ اور دونوں صورتوں میں ورثہ سے ایک شخص اس کا
 کفیل لے لیا جائے کہ اگر حمل ایک سے زیادہ پیدا ہو تو جس قدر
 استحقاق اوس کا زیادہ ہو ورثہ سے واپس کر دیو (۲) اکثریت
 حمل کی دو برس ہو اور اکثریت چھ مہینے (ممن) پس اگر حمل سیکھے ہو

اس صورت میں اگر حمل ان عورت کے لئے
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ

۵۴

ایک شخص کے حمل کی دو برس ہو اور اکثریت چھ مہینے (ممن) پس اگر حمل سیکھے ہو
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ
 اخت لا یجوز اور ان عورتوں میں سے جو ایک کا حصہ

قطعات تاریخ من نتائج طبع مولوی محمد عبدالصمد صاحب تخلص بصدر وکیل
عدالت دیوانی غازی پوٹلمیز رشید جناب فصیح الفصاحی مولوی محمد عبدالعلیم صاحب
تخلص بعاصی سکندر پوری سلمہ اللہ الباری

بنوشت چند خوش رسالہ قلم
گفتیم صمد ز پایی باری
اللہ اللہ کمال تصنیف
صلی اللہ علیہ وسلم سال تصنیف
۱۲۹۴ھ

الصف

بہ فن گرامی سیرت میت
صمد بہ تاریخ و تصنیف و طبع
چند ریاضت غفتم رسالہ ز حافظ
بہ بیہ گفت تم رسالہ ز حافظ
۱۲۹۴ھ

الصف

صمد اس رسالے میں تواریث کے
نہ کیوں سال تصنیف طبع ایک ہے
دکھایا مصنف نے کیا زوہ طبع
ہر تاریخ تصنیف تاریخ طبع
۱۲۹۴ھ

قطعات تاریخ من نتائج طبع مولوی محمد عبدالاحد صاحب تخلص شاد و لکھنوی
مدرس دوم عربی کلاس میں نہ شہرت غازی پوٹ

فی جوہر و اکمال و عالم
ہم حافظ و ہم محدث آمد
تالیف نمود در نشر النض
چون نامہ لشدر عزیر دلہا
عبداللہ باسم و پاک سیرت
محمود زمانہ ہم بہت رات
یک نامہ مختصر عبارت
از حسن بیان و با فصاحت

فکری کردم ہر اسے تاریخ	ہاتھ گفت نہ سال ہجرت
شمشاو بگو شکفتہ بادا	محبوب حدیقہ وراثت
قطعہ تاریخ از سید محمد نقی صاحب متخلص بہ کوکب خلف الصدق جناب	
سید محمد حسین صاحب پولیس انسکریٹر ضلع غازی پور	

ہوئی فرمایش احباب پیسہ	تو مولانا نے لکھا یہ رسالہ
کتاب ارہ ویتن کی ہر خوب تحریر	فرائض کر دے ہین جملہ کیجا
یہ مشکل روزہ و نیت ہر نہ منت	ہر کامل اک نظر جسے کہ دیکھا
خصوصاً صاحبان امتحان کو	تو یہ سرمان غیبی ہاتھ آیا
اسے جو یاد کر لیگا بوشک	فرائض میں وہ پہلے پاس ہوگا
ہوئی کوکب کو فکر عیسوی سال	تو ہاتھ نے وہین یہ قطعہ بھیجا

وہ ہوا ہوا	
یہ اہل امتحان کو رات دن کیوں	عبث ہوتے تحصیل فرائض
نین وہ مژدہ جان بخش مجھے	نہیں ہر جس کو مکمل فرائض
کہ بہر امتحان اک جلد لیکر	چلے ہر ایک تسویل فرائض

۶۱۸۴۵

۲

ک

۶۱۸۴۵

احمدیہ والنہ کہ ابن سارور و ہفت مولوی مانت اللہ صفا غازی پوری

مستفی بہ

الکلام النبأہ فی رد ہفتوات من منہج مساجد

تصنیف عالم اجل فاضل لے بیل ولانا مولوی علی غلام اللہ صفا غازی پوری +

فہرست شخصیات و مرتبہ سید الطالع واقع شہر بنارس طبع
ہند

محرور کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب مدوح نے یا سندا نامتطور فکر اپنی خاص چھٹی کے ذریعہ سے مولوی صاحب سے استفسار فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ حسب استدا حافظ عبداللہ مدرس چشمہ رحمت دریافت کیا جاتا ہے کہ ان کا کونسا عقیدہ یا کون سی باتیں ایسی سمجھی جاتی ہیں کہ مسیحا جاکر نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہیں۔ دفعہ دفعہ کر کے لکھ بھیجیں۔

مولوی صاحب نے جواب میں چھٹی کا جواب لکھا صاحب مدوح نے اس کی نقل باضابطہ ہمراہ اپنے خط باضابطہ کے مولوی حافظ عبداللہ صاحب پاس بھیج دی جن سب کی نقل بعینہ یہ ہے۔

نقل خط صاحب مدوح

عنایت فرماتے من مولوی عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد ما وجب آنکہ۔ حسب درخواست آپ کے مولوی امانت اللہ صاحب سے ایجناب نے استفسار حال کیا۔ اس کا جواب جو مولوی صاحب موصوف نے دیا ہے وہ واسطے ملاحظہ آپ کے بھیجا جاتا ہے۔ اور ایک کتاب چھاپہ جامع الشمولہ بھی ملاحظہ بھیجی جاتی ہے بعد ملاحظہ کے واپس واپس فقط باقی خیریت۔ مرقوم مارچ ۱۹۰۸ء راقم سترولیہ آروین صاحب بہادر کلکٹر ضلع غازی پور

نقل جواب مولوی امانت اللہ صاحب

جناب مستطاب علی القاب بندگان عالی متعالی دام اقبالہ و اعلاہ تسلیم عرض ہے۔ حضور کا سفر از نامہ شام کو سنیچر کو پایا سفر از سی ہوی۔ دفعہ امر واقعی یہ ہے کہ حافظ عبداللہ مدرس چشمہ رحمت سابق میں حنفی المذہب تھے اور کسی قسم کی مخالفت تھی ہر سید و نہیں بلا تکلف آمد و رفت تھی مگر جب یہ دہلی جا کر لاندہب ہو گئے اور مولوی نظیر حسین جو بالفعل سردار اور امام اس فرقہ کے

۲۔ مولوی صاحب مدوح نے اس کی نقل باضابطہ ہمراہ اپنے خط باضابطہ کے مولوی حافظ عبداللہ صاحب پاس بھیج دی جن سب کی نقل بعینہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد سید
 المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین وعلی آلہ وصحبہ واهلبیتہ
 اجمعین اما بعد ارجی رحمۃ المجید محمد سعید کجای مولد و بناری مؤثر انوار
 اہل اسلام کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جب مولوی امانت اللہ صاحب
 غازیپوری نے شہر غازیپور میں گروہ الہدیث کے ساتھ مزاحمت بجا کرنی شروع کی
 اور انکو بلا وجہ خلاف دستور قادیان مساجد میں نماز پڑھنے سے روک ٹوک
 کرنے لگے تو جناب جامع منقول و منقول مولوی حافظ عبداللہ صاحب مدرس
 علی مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور نے کہ زمرۃ الہدیث سے ہیں جناب مستر
 ونیماروین صاحب بہادر کلکٹ سابق ضلع غازیپور سے اس امر کی
 اطلاع کی اور استدعا کی کہ جناب مدد و مولوی صاحب و صوف سے یہ امر و ریا
 فرما دیں کہ وہ ہمکو ہمارے استحقاق اور اسے فرائض مذہبی مساجد سے کسو جہ سے

فرقہ والے مسلمان نہیں جانتے یہ عقیدہ کس قدر مخالفت کا باعث ہے اس لیے جو
سے اکثر اخلاص مشرقی و مغربی میں جنگ و جدال کی نوبت پہنچی اور فوجدار
اور دیوانی میں بکثرت مقدمات دائر ہوئے ناحق حکام وقت کو عرق ریزی کی
نوبت پہنچی حالانکہ مسجدوں سے مخالفت بھی اون لوگوں کو نہ ہو گئی۔ **واقعہ سوم**
چونکہ فقیر کو اکثر اسکا حال پتا رہا ہے کہ شہر میں حتی الوسع کسی قسم کا فتنہ و فساد نہ ہو
ضلع نیکنام رہے جسے مخالفت کر دی کہ جب اسنے تبدیل مذہب کر دیا اور سخت
مخالفت کا عقیدہ اختیار کیا تو مسجد و زمین احناف کی آنے سے ہمیشہ فتنہ و
فساد ہو گا خلاف تہذیب کے کلمات ناشایستہ کا تکرار ہو گا شر و فساد کی ترقی
ہو گی آبرو ریزی کا سامان ہو گا کیا فائدہ آچکے مناسب ہے کہ مسجد بھی اپنے عقاید
کے مطابق تعمیر کر لیں جس میں گنبد اور منارہ نہ ہو اس میں ہلکو کون کو بھی دست
اندازی نہیں ہے ایسے لوگوں کے مسجدوں میں آنے سے عام مسلمانوں کا باعث
عقائد باطلہ کے دل دکھیکا اس میں کوئی شک نہیں۔ **واقعہ چہارم** امام الکند
میں مولوی نظیر حسین دہلوی امام غیر مقلدین و دشنام دہندہ اکابرین بارہ
حج کہ شریف روانہ ہوتے بمبئی میں علماء نے بہت مناظرہ کرنا چاہا مگر نہ کیا جب
کہ میں پہنچے اپنے عقائد فاسدہ کی وجہ سے سترائے قید ہوئے اخراج مسجد کا
حکم ہوا جب توبہ کیا رہائی ہوئی چنانچہ توبہ نامہ مولو لوصاحب کا خاص مطبع
میرٹھ کا چھپا ہوا میرے پاس موجود ہے پھر ہندوستان میں آتے ہوئے توبہ
توڑ دیا بلکہ انکار کیا تب ہندوستان کے علمائے کرام کے علماء و اکابرین سلطنت
سے نسبت توبہ کے استفسار کیا تمام عمال و حکام نے تصدیق توبہ کی اور مہرو
مستطرد کر دیا وہ کاغذ بھی یہاں موجود ہے پس جہاں جیسا موقع دیکھتے ہیں ان
ولیا کرتے ہیں راستی بازی نہیں ہے۔ **واقعہ پنجم** بہت سی کتابیں

بین عقائد و مسائل اونکے سیکھا اور تعلیم یافتہ ہو کر آئے تو چند سے تفتیین میں
 یعنی پوشیدہ اور خفیہ طور سے کچھ خلاف و اختلاف شروع کیا اور بعض بعض
 بازار سی لوگوں میں کچھ اثر نمایاں بھی ہوئے تب چار پانچ برس کے بعد
 ظاہر کر دیا کہ مین مقلد نہیں ہوں اور وقت سے ہر شخص کو نفرت ہو گئی اور
 مخالفت کا آغاز ہوا۔ — وقوعہ دوم حکیم چونکہ عقائد اور مسائل اس فرقہ کے
 ایسے سخت ہیں کہ جس سے تمام ہندوستان اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے
 علماء و فضلاء قاضی و مفتی نے مسجدوں میں جانے سے مانعت کی اور مخالفت
 اور مجالست سے سخت امتناع کیا اور جہانگیر غور کیا جاتا ہے بلا شک عقائد اور
 مسائل اس فرقہ کے ایسے ایسے ہیں کہ ضرور نفرت کرنا پڑتا ہے چنانچہ مجملہ
 مسائل اور عقائد کے ایک ایک بطور نمونہ کے عرض کرتا ہوں حضور بھلی انصاف
 فرماویں ایک مسئلہ یہ ہے اگر حضور پانی بھی ہو اور سین پیشانی اور غلیظ پڑ جاوے
 یا کتا بلی مر جاوے یا کسی قسم کی نجاست پڑ جاوے جب تک ننگ اور مضرہ اور بوبو
 نہ بدلے اونکے نزدیک وہ پانی پاک ہے حالانکہ ہم لوگوں کے نزدیک وہ پانی بالکل
 نجس ہے اور ناپاک۔ پھر ایسے پانی سے کوئی وضو غسل کر کے ہمارے مقام
 مقدس مسجد میں آوے تو کیونکر نفرت نہوگی اور طبیعت کو تغیر نہوگا۔ ایک عقیدہ
 منجملہ صدان کے یہ ہے کہ تقلید شخصی اونکے بیان شرک اور بدعت بلکہ حرام اور
 عام سبکایہ ہی عقیدہ ہے پس ایسے عقیدے کے سبب سے ہمارے بارہ سو
 برس کے تمام علماء اور فضلاء اور پیران عظام ہندوستان اور عربستان کے لاکھوں
 کروڑوں پیشوا سے دین خواہ خفی ہوں یا شافعی مالکی ہوں یا حنبلی سب کے سب
 مشرک اور بدعتی اور حرامکار قرار پاتے کیونکہ سب پابند مذہب معین کے تھے
 اور مین مقلدین مذہب کو گویا خون جگر کھاتا ہے حق یہ ہے کہ ہم لوگوں کو وہ

صدان اصل میں
 لفظ سبکداری سے
 اخذ ہوتا ہے
 جو کہ بدعتی
 مذہب کے
 عقیدے ہیں

ایک شخص بھی شہر کا دیہات کا فقیر نہیں ہوا ہے انا میرا غریب سب حقیقی المذہب
 اور مرام مذہبی کو ایک ہی طور پر یاد کرتے ہیں کیونکہ ابتداء ہی سے خفی المذہب
 کی مسجدوں سے ممانعت رہی اور اس وجہ سے کسی قسم کا معاملہ اور مقدمہ وجود
 اور دیوانی میں نہیں ہوا۔ خلاف بنارس والہ آباد و دہلی و آگرہ وغیرہ دیار
 مغرب اور آرمہ پیرہ و عظیم آباد و صاحب گنج و بھاگلپور و کلکتہ وغیرہ دیار مشرق
 میں کیسے کیسے مقدمات وائر ہوئے حکاموں کو کیا کیا عرق ریزی اور جالفتن
 کرنا پڑا اگر حکم ہو تو سب اضلاع سے مسل مقدمہ منگا دوں گا و فقہ نہج میں آیا
 فرمان بردار دلی است بازی کے ساتھ ہوں مجھ کو جو حکم ہو گا لیسر و حشیہ بجا لاؤں گا
 اگر حکم ہو تو میں اپنی خاص مسجد جو الہ کردون گرد و سری مسجد و زمین آمد و رفت
 ہونے کے ضرور مخالفانہ حجت و تکرار پیش رہیگی آئندہ جیسی مرضی ہو فقیر حاضر ہے
 واجب تھا عرض کیا۔ **واقعہ** و ہم غیر مقلدین میں ایسا نقشہ جاری ہے
 کہ جب تک کمزور رہینگے ہر طرح جبر اپنے ہم عصر علما و ہم مذہب کی کتابوں میں جو خلاف
 حنفیت مرقوم ہے خود بھی پہلے انکار کرینگے جب ان کے ہم مذہب کے علماء کی کتاب
 دکھائی جاوے گی تو اس وقت بھی کچھ تاویل رکھیں گے ایسی کرینگے کہ معلوم ہو گا ایسے
 عقائد و مسائل ان کے نہیں ہیں اور جب زور ہو گا جیسے نواب صدیق حسنان
 اور مولوی ابراہیم آروی وہ بے تکلف برسر بازار چاروں اماموں تبرا اور شہنام
 دیتے ہیں مارے بھی جاتے ہیں قید بھی زمین گر سخت کلامی سے باز نہیں
 آتے فقط تابع دار کو اگر فرماتے تو کسی وقت حاضر ہو کر جواب دینا کہے زیادہ
 آفتاب جمعیت و کامرانی و حکمرانی تابان و درخشان باد فقط
 آپکا سچا تابع دار و دعا گو فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ
 ۷ مارچ ۱۹۰۷ء

اس کا جواب
اس کا جواب
اس کا جواب
اس کا جواب

غیر مقلدون کے فتنہ و فساد کی ہوا یہ علماء نامدار موجود ہے جسوقت حضور چاہیں گے
حاضر کر سکتا ہوں۔ **وقفہ ششم** ۴۔ دست حضور کے معانیہ کی واسطہ ایک
کتاب مختصر مسمی جامع الشواہد فی اخراج الوبابین عن المساجدین مطبوعہ کلکتہ
یعنی وبابیوں کو مسجد خارج کرنے میں یہ رسالہ ہے جسے قریب ساٹھ مہر علی کی موجود
ہے جس میں مختصر طور پر عقائد وبابیوں کے مذکور بقید نام کتاب و نام مصنف و نشان
صفحہ و تعیین مطبع کہ جس سے انکار نہیں ہو سکتا ارسال خدمت ہے اس کے معانیہ
فرمانے سے حالات مخالفت کے معلوم ہو سکتے ہیں۔ **وقفہ ہفتم** اور دوسری
کتاب جس میں بہت لوگوں کے فتوے ہیں کہ ہرگز وبابی مسجد احناف میں نماز نہیں
اور علی کی مہر و دستخط ہے جس کا نام انتظام المساجد باخراج اہل الفتن و المفسد
اوسکے صفحہ ۲ میں یہ عبارت مرقوم ہے کہ اجماع کیا علماء زمانہ نے کہ توہین
کرنا و الانبی کا کافر ہے اور جو شخص شک کرے اوسکے کفر میں وہ بھی کافر ہے بلکہ
اخراج اوس کا مساجد سے واجب ہے ضروری واسطے عام لوگوں کے اور خاص گروہ
علماء کہ فتویٰ دیتے ہیں واجب ہے کہ مسجدوں سے نکال دین فقط اوس کی کتاب کی
سطر و شل میں باین عبارت مرقوم ہے اور علماء و مفتیان کو لازم ہے کہ مجبر و مسموع
ہونے ایسے امر کے اوسکے کفر و ارتداد میں فتویٰ دین کچھ نزدیک نہیں اس لیے واسطے
شہر اندیش کے علمائے ابن حاتم جو ذمی علم اور مجلس مفتی وقت کا تھا مجبر و اطلاق
کرنے لفظ یتیم کے آنحضرت صلعم پر حکام وقت سے قتل کر ڈالا اور عوام اہل اسلام پر
لازم ہے کہ مجبر و وقوع ایسے مفسدہ کے مدعی اور گواہ ہو کر حکام وقت سے نرا بیانیہ
اوسکے کوئی وثیقہ و گواہی نہ کریں اور اوسکے نزدیک جاننے سے لوگوں کو
باز رکھیں یعنی ملاقات اوسکی نہ ہر قائل سے بدتر تصور کریں **وقفہ ششم**
شہر فارمیو پر انھیں وجہوں سے و نیز آپ کے اقبال سے اب تک محفوظ ہے

نقل خلاصہ عرضداشت جو جواب الجواب کے ہمہ جہت جواب میں ارسال کیا گیا
والانامہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۳۵۷ء مع جواب مولوی امانت اللہ صاحب دہلوی
پایا۔ اس کے مضامین سے خاکسار مطلع ہوا۔ جواب کو اول سے آخر تک دیکھا۔
محض بے دلیل ہے اور کسی طور سے یہ امر ثابت نہیں کیا گیا کہ مسجد میں جا کر نماز گزار
پر ہنا ممنوع ہے جو چند باتیں ہماری نسبت لکھی ہیں محض اتہام ہیں کچھ
اصلیت اور کوئی نہیں ہے۔ کیا کوئی آدمی بھی باور کرے گا کہ ہم لاد مذہب ہیں یعنی
ہمارا کوئی مذہب نہیں ہے۔

اگر بالفرض بقول باطل وہ سب باتیں جو ہماری نسبت لکھی ہیں مان بھی لیتے ہیں
تو غایۃ الامر اس سے اس قدر ثابت ہوگا کہ ہم معاذ اللہ فرقۃ الہست سے خارج
ہیں اور مثل شیعہ۔ ناصبی۔ خارجی۔ وغیرہم کے ہیں (جیسا کہ رسالہ جامع الشواہد
کے صنف کاودا ہی) لیکن اس سے کیسے طرح ثابت ہوگا کہ ہم مسجد میں جا کر نماز خوانی کے
قابل و مستحق نہیں ہیں۔

مقام تعجب ہے کہ شیعہ وغیرہ جو اپنے اہل سنت نہونے کے اقرار ہی میں وہ تو سلف
سے آج تک مسجد میں نماز خوانی سے روکے نہایت اور کسی امام و مجتہد سے اس کا
فتویٰ منقول نہوا اور حرمین شریفین (یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں جہاں کلاسلام
کی بنیاد ہے یہ سب مختلف فرقے ایک مسجد میں برابر نماز ادا کریں اور کوئی کسی سے
متعزز و فراعظم ہو اور ہم کہ ہر طرح سے الہست و جماعت ہیں صرف چند تیار
تہمتوں سے مسجدوں سے روکے جائیں یہ کیا انصاف ہے۔

تفسیر السعوی حنفی مفتی روم ۶۶ طبعہ استنبول کے صفحہ ۵۸۶ جلد دوم و تفسیر
منظہری مصنفہ قاضی شہار اللہ حنفی پانی پتی رح طبعہ حصار کے ۳۳۶ جلد اول
دیگر کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے

2224.

چونکہ مولوی امانت اللہ صاحب نے جواب منقولہ صدر میں کوئی بات مطابق

استفسار صاحب ممدوح کے نہیں لکھی نہ کسی آیت یا حدیث کا حوالہ دیا نہ
 امام ابو حنیفہ کے (جنکے تقلید ہونے کا انکو ادا ہے) کسی فتوے کا تہ
 بنایا بلکہ زائد اور فضول باتوں کا ڈھیر لگا دیا دلیل شرعی ایک بھی نہ لکھی صرف زانی

جمع و خراج پر کفایت کی علاوہ بران بچا پرے عالمان حدیث پر بجا اتہاموں کا طعنا مارنا اور متبلیغ بعض مفسدین متعصبین غلط غلط باتیں اور کئی طرفوں سے کر کے متعاطف اور فریب دہی کا طریقہ اختیار کیا۔ اس لئے مولانا مولوی حافظ

عبداللہ صاحب نے جواب مذکور کی مفصل کیفیت لکھا اور اس کے اتہامات بے سرو پا کی قلعی کھول کر صاحب مدوح کی حضور میں تمہارا اپنی عرضداشت کے جیسکا خلاصہ ذیل میں درج ہے بھیج دیا۔ اس جواب کا دوسرا حصہ جس کا نام

ابرار اہل حدیث والقرآن مافی جامع الشواہد من التہمت والبتان ہے (جولوی)
امانت الد صاحب کی دفعہ شکر کا جواب ہے جمین مولوی صاحب موصوف
نے رسالہ جامع الشواہد کا (جو ایک مجموعہ مضامین غلط و فساد انگیز و اتہامات

آپ جواب کجواب کا پہلا حصہ جو بقیہ دفعات کا جواب ہے جس کا نام الکلام النساء فی رؤسوفات من منع مساجد اللہ ہے حسب وعدہ

طبع کیا جاتا ہے۔

[illegible]

کہ ہم امام صاحب کے پیرو ہیں۔ یہ تعصب اور نفسانیت نہیں تو کیا ہے۔
 یہ کیسا ظلم ہے کہ کسی کو بھی تہمتیں لگا کر مسجد و منین نماز پڑھنے سے اور اللہ کی یاد سے روکتے
 ہیں اور اللہ نے جو اپنے کلام مقدس میں فرمایا ہے (کہ اوس سے بڑھ کر کون ظالم ہے
 جو اللہ کی مسجد و منین اوسکی یاد سے روکے دیکھو سورہ بقرہ کو ع ۱۴) اوسکا کچھ
 بھی خیال نہیں کرتے۔

اگرچہ جواب اب جواب میں ہمکو وجوہات متذکرہ بالا کافی و بس ہیں لیکن اس خیال سے
 کہ جو تہمتیں اوسمیں ہمارے ذمہ لگائی گئی ہیں اوسکا بجائے غلط ہونا حضور پر بخوبی
 روشن ہو جاوے ہر ایک دفعہ کا تفصیلی جواب لکھنا مناسب سمجھا گیا۔
 خلاصہ جواب اب جواب اسقدر ہے کہ محیب صاحب یعنی مولوی امانت اللہ صاحب جو
 ہمکو مسجد میں جا کر نماز پڑھنے سے مانع و مداخلت ہوتے ہیں ہماری وافست میں
 محض بیوجہ ہے نہ اسکا ثبوت قرآن سے ہے نہ حدیث سے نہ اماموں کے فتوے
 سے۔ ہمارے خیال میں جہاں تک ہم غور کرتے ہیں یہ کارروائی مولوی صاحب کی
 اپنی ذاتی ہے نہ مذہبی یعنی یہ کارروائی اوصحون نے اپنے مذہب کی ہدایت
 سے نہیں کی ہے بلکہ اوسکی وجہ سے اور جو چند باتیں ہمارے نسبت لکھی ہیں
 محض اتہام ہیں اوسکی کچھ اصلیت نہیں ہے۔

جواب سے پہلے چند امور کی گزارش

- (۱) ہم نے حضور کے روبرو مولوی صاحب کی شکایت ایک بھی ظاہر نہیں کی
 لیکن جب مولوی صاحب نے اپنی تحریر میں بیوجہ اتہامات کا طومار باندھا تو ہم کو یوں
 اسکا حال حضور پر ظاہر کرنا اور امر حق کے اظہار میں معذور سمجھے جائیں۔
- (۲) حضور نے حسب استدعا ہمارے محیب صاحب اس امر کا استفسار کیا تھا
 کہ وہ جو ہمکو مسجد میں نماز پڑھنے سے مانع کرتے ہیں اسکی وجوہات لکھیں لیکن

لوگوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے جو کہ مسلمان بھی تھے لہذا عیسائی مذہب رکھتے تھے اور وہ لوگ معاف ہو گئے۔ نام عبدالمسیح تھا ساٹھ آدمی تھے یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ میں مقام بخران سے سفیر آئے تھے آپ کی مسجد میں داخل ہوئے وہیں ان کی نماز کا وقت آگیا نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے بعض اشخاص حاضرین ان کے مزاحم ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کو نماز پڑھنے کی اجازت دی اور ان پر مزاحمت کرنے والوں کو ان کی اوس بیجا مزاحمت سے روکا۔ انھوں نے حسب اجازت خاص آنحضرت ؐ کے اوس مقدس مسجد میں اپنے طریقہ کے مطابق رومبشرق (یعنی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے) نماز پڑھی۔

اور کتاب پرچینفہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر حنفی چچا پرمصطفائی کے جلد ۲۷۶ میں مرقوم ہے کہ قبیلہ ثقیف کے جو سفیر آئے تھے اور وہ کفار تھے ان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد میں اوتارا تھا۔

اور تخریج ہدایہ مصنفہ امام جلال الدین عبداللہ بن یوسف زریعی حنفی چچا پرمصطفائی کے جلد ۲۷۶ میں اتنا اور بھی لکھا ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ان کو مسجد میں اوتارتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مشرک ہیں تب آپ نے فرمایا کہ زمین نجس نہیں ہے جانی اسیدو جو سے امام ابوحنیفہ رحمہ کافرون و مشرکون کو نجس نہیں دہاتے اور عام مسجد میں ان کو آنکی اجازت دیتے ہیں (دیکھو ہدایہ چچا پرمصطفائی جلد ۳ ص ۴۷۰-۴۷۱ و تخریج معروضات مشہور بہ شامی چچا پرمصطفائی جلد ۲ ص ۷۷۰)

عجیب امر ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غیر ملت والوں کو بھی اپنی مقدس مسجد میں جگہ دیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ بھی اسیدو جو سے کافرون و مشرکون کو نجس نفراتین اور ان کو عام مسجد میں آنکی اجازت دیں اور اب ایک مسلمان دو حشرے مسلمان کو مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے سے روکتا ہے اور پھر دعویٰ کرتا ہے

۲۱
نماز پڑھنے کی اجازت

۲۲
درختہ علامہ
محمدا اللہ بن
حنفہ چچا پرمصطفائی
کی تصنیف ہے

۲۳
درختہ علامہ
سید محمد امین
ابن العابدین
کی تصنیف ہے

علی الخصوص کتب معتبرہ اخلاف پر بہ نشان صفحہ دیا ہے اور کتب مطبوعہ میں بہ
 نشان بھی دیا ہے یہ سب کچھ جتنے اسی امید پر کیا ہے کہ حضور اس غریب کو براہِ راست
 ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور جبکہ محیب صاحب حضور کے استفسار کا جواب قرآن یا حدیث
 یا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول سے جنکا وہ اپنے کو پیروکار قرار دیتے ہیں
 مذہب تو حضور او کو یہ فرما دیں گے کہ وہ ہماری بیجا مزاحمت و اذیارسالی سے باز رہیں
 (۷) اس صورت میں حضور کا محیب صاحب کو یہ فرمادینا ان کے امور مذہبی
 میں کسی طرح دست اندازی نہیں ہے بلکہ ان کو ان کے مذہب پر قائم رہنے کی
 یہ عین ہدایت ہے۔ اسی وجہ سے خود محیب صاحب کے اپنے جواب و دفعہ نہم
 میں استباز کی کہ ساتھ اپنی خواہش کو ہماری خواہش کے مطابق اٹھایا ہے
 اس کے نفاذ کے لئے حضور کی مرضی و اجازت کے خواستگار ہوئے ہیں۔
 (۸) چونکہ محیب صاحب نے دفعہ ۱۱ میں ہمارے طریقہ والوں کی نسبت خلاف واقع
 یہ لکھ دیا ہے کہ اکثر اضلاع میں حکام کی جانب سے مسجد و مین بنانے اور نہ مار چیتے
 سے ممانعت ہو گئی ہے۔ اور دفعہ ۱۲ میں ہمارے استاد جناب مولانا سید
 محمد زید حسین صاحب محدث و ملہوی کی نسبت بہت باتیں خلاف واقع لکھ دی ہیں۔
 لہذا پانچ عدد نقول فیصلجات انگریزی باضابطہ۔ اور ایک خط پاشا کے کہ معتمد
 فوٹو گراف مع ترجمہ اردو جن سے امور مندرجہ ہر دو دفعہ مذکور خلاف واقع ہونا
 بخوبی دریافت ہو سکتا ہے واسطے ملاحظہ حضور کے شامل جواب نہا کیا گیا اور اسے
 فیصلے اور بھی بہت سے پیش ہو سکتے ہیں۔ اور ایک نقل معاہدہ علماء و نقین
 صدقہ عدالت کشنری دہلی باضابطہ واسطے ملاحظہ کے شامل جواب ہذا ہے۔
 (۹) چونکہ ہمارے جواب میں بکرم ضرورت کی سیقت بطوالت ہو گئی ہے اور
 اس کے نقل کرنے میں حضور کو تکلیف ہوتی اسلئے اس کے دو نسخے نقل کر کے حضور

یہ سب کچھ جتنے اسی امید پر کیا ہے کہ حضور اس غریب کو براہِ راست
 ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور جبکہ محیب صاحب حضور کے استفسار کا جواب قرآن یا حدیث
 یا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول سے جنکا وہ اپنے کو پیروکار قرار دیتے ہیں
 مذہب تو حضور او کو یہ فرما دیں گے کہ وہ ہماری بیجا مزاحمت و اذیارسالی سے باز رہیں
 (۷) اس صورت میں حضور کا محیب صاحب کو یہ فرمادینا ان کے امور مذہبی
 میں کسی طرح دست اندازی نہیں ہے بلکہ ان کو ان کے مذہب پر قائم رہنے کی
 یہ عین ہدایت ہے۔ اسی وجہ سے خود محیب صاحب کے اپنے جواب و دفعہ نہم
 میں استباز کی کہ ساتھ اپنی خواہش کو ہماری خواہش کے مطابق اٹھایا ہے
 اس کے نفاذ کے لئے حضور کی مرضی و اجازت کے خواستگار ہوئے ہیں۔
 (۸) چونکہ محیب صاحب نے دفعہ ۱۱ میں ہمارے طریقہ والوں کی نسبت خلاف واقع
 یہ لکھ دیا ہے کہ اکثر اضلاع میں حکام کی جانب سے مسجد و مین بنانے اور نہ مار چیتے
 سے ممانعت ہو گئی ہے۔ اور دفعہ ۱۲ میں ہمارے استاد جناب مولانا سید
 محمد زید حسین صاحب محدث و ملہوی کی نسبت بہت باتیں خلاف واقع لکھ دی ہیں۔
 لہذا پانچ عدد نقول فیصلجات انگریزی باضابطہ۔ اور ایک خط پاشا کے کہ معتمد
 فوٹو گراف مع ترجمہ اردو جن سے امور مندرجہ ہر دو دفعہ مذکور خلاف واقع ہونا
 بخوبی دریافت ہو سکتا ہے واسطے ملاحظہ حضور کے شامل جواب نہا کیا گیا اور اسے
 فیصلے اور بھی بہت سے پیش ہو سکتے ہیں۔ اور ایک نقل معاہدہ علماء و نقین
 صدقہ عدالت کشنری دہلی باضابطہ واسطے ملاحظہ کے شامل جواب ہذا ہے۔
 (۹) چونکہ ہمارے جواب میں بکرم ضرورت کی سیقت بطوالت ہو گئی ہے اور
 اس کے نقل کرنے میں حضور کو تکلیف ہوتی اسلئے اس کے دو نسخے نقل کر کے حضور

اور یہ مذہب (اتباع کتاب و سنت) صرف ہمارا ہی مذہب نہیں ہے تمام سلف
صالحین کا یہی مذہب ہے اسکی تفصیل دفعہ ششم کے جواب میں صفحہ ۱۵ سے
صفحہ ۲۸ تک میں مرقوم ہے۔

اور تفسیر نہ کہنے کیا نہ کرتے ہیں اور نہ ہمارے مذہب میں ایسا تفسیر کرنا آیا ہے
علاوہ اسکے اس زمانہ آزادسی مذہبی میں جو سرکار انگلشیہ سے ہر ایک رعایا کو صل
ہے تفسیر کرنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ اور ہمارا تو عوام کے مرید کرنے کا پیشہ
بھی نہیں ہے کہ انکے پھر جانیکا خوف ہو کہ اسوجہ سے ہمکو تفسیر کرنے کی حاجت ہو۔
— ہاں یہ بات بے شبہ ہے کہ جب سے ہم نے قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھی ہے
اور مسئلہ تقلید کی حقیقت کو خوب سمجھا ہے تب سے کسی مسئلہ کو بدون دستاویز
کامل کتاب و سنت کے قبول نہیں کرتے اور جب کامل طور سے ثبوت ہو جاتا ہے
تو اسکی تسلیم سے دریغ نہیں کرتے۔

مسائل امین باجمہ اور فعیدین وغیرہ میں ایسا ہی عمل آیا ہے اور یہ کوئی تفسیر کی
بات نہیں ہے۔ بلکہ نص قرآن سے بھی ثابت ہے کہ جب کسیکو اچھی بات معلوم
ہو جائے تو اسپر عمل کرے اور اسکو ماسوا کو چھوڑ دے ایسے لوگوں کی خدانے

سنتہ حاشیہ ص ۱۸ نبی اور رسول اسی بات کی ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجے گئے یہ
آل عمران میں فرمایا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ لِلنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّ
يَقُولُ لِلنَّبِيِّ كُونُوا عِبَادًا لِّمَنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّكُمْ عَلِيمِينَ
نہیں لائق ہے کسی آدمی کو کہ اللہ اسکو دے کتاب اور حکم اور پیغمبر بھی چھوڑ دے لوگوں سے
کہہ کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ لیکن وہ کہتا ہے کہ اللہ والے ہو جاؤ یعنی
خدا پرست ہو جاؤ۔ سورہ نحل میں فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ مَلَّةٍ رَسُولًا لَّا اِن
اعْبُدُوا لِلَّهِ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ یعنی بیشک ہر ایک امت میں رسول

اور یہ مذہب (اتباع کتاب و سنت) صرف ہمارا ہی مذہب نہیں ہے تمام سلف
صالحین کا یہی مذہب ہے اسکی تفصیل دفعہ ششم کے جواب میں صفحہ ۱۵ سے
صفحہ ۲۸ تک میں مرقوم ہے۔

۲۸

اور یہ مذہب (اتباع کتاب و سنت) صرف ہمارا ہی مذہب نہیں ہے تمام سلف
صالحین کا یہی مذہب ہے اسکی تفصیل دفعہ ششم کے جواب میں صفحہ ۱۵ سے
صفحہ ۲۸ تک میں مرقوم ہے۔

ایس سال کئے گئے کہ ایک نسخہ جسکے ساتھ نقول شامل ہیں حضور میں رہے اور ایک
محبیب صاحب کے پاس ایس سال فرمایا جاوے۔ - معروضہ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۷ء

جواب دفعہ اول

جو اس دفعہ میں لاء مذہب کا لفظ اور تفتیہ کرنا اور دفعہ ۷۷ میں لفظ وہابی کا
ہماری نسبت لکھا ہے بالکل غلط اور اتہام بیجا ہے نہ ہم لاء مذہب ہیں نہ وہابی
اور نہ تفتیہ کرنا ہمارا شعار ہے۔

ہم لاء مذہب تو اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے یعنی ہم صرف قرآن مجید اور
حدیث شریف کی پیروی کرتے ہیں اور ہر ایک مسئلہ میں انھیں دونوں کو اپنے مذہب
کی کسوٹی جاننے ہیں کیونکہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں
جسکے پڑھنے اور اوس پر ایمان لانے سے ہم مسلمان ہوئے ہیں اوس میں انہیں دونوں
باتوں کا حصہ عہد لیا گیا ہے اسلئے کتاب و سنت کی موافق جس کی بات ہو قبول
کر لیتے ہیں اور انکے برخلاف کسی کا قول و فعل (پیر کا ہو خواہ استاد کا مان باپ کا ہو
یا اور کسی کا) تسلیم نہیں کرتے۔

۷۷۔ قولہ کیونکہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں جسکے پڑھنے اور اوس پر

ایمان لانے سے ہم مسلمان ہوئے ہیں اوس میں انہیں دونوں باتوں کا حصہ عہد لیا گیا ہے اس
اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو صرف اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے اور وہ

کی عبادت سے منع فرمایا ہے۔ سورۃ الذاریات میں فرمایا مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَ وَالْإِنْسَ
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی میں نے جن اور آدمی کو نہیں بنایا کہ اسلئے کہ وہ میری عبادت کریں
- سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ
رَبِّكَ کہ نہ عبادت کرو اوکے سوا کسی کی۔ اس بطرح اور بہت جگہوں میں فرمایا۔ اور سارے

۷۷۔ قولہ کیونکہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میں جسکے پڑھنے اور اوس پر ایمان لانے سے ہم مسلمان ہوئے ہیں اوس میں انہیں دونوں باتوں کا حصہ عہد لیا گیا ہے اس

علاوہ اسکے محمد بن عبدالوہاب نجدی جو بابیوں کا پیشوا تھا خود ضلعی المذہب تھا
 (دیکھو شامی - مبعودہ ولی ص ۲۰ جلد ۴) اور المحدث مذاہب مقلدین سے
 کسی مذہب کے قلم نہیں۔ تو تابع ہوا ہمارا ابن عبدالوہاب نجدی کا مذہب
 عجیب ہے وہابی اور المحدثین میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔
 علاوہ بریں مذہب و اہل بیتؑ سے شروع ہوا۔ اور المحدث تیسویں برس سے
 بلکہ اوسیدین سے جس دن سے اسلام دنیا میں آیا چلتے ہیں پھر کس طرح یہ
 لوگ وہابی ہو سکتے ہیں۔

ہماری سچہ میں نہیں آتا کہ ہم کو یہ اس والی کہا جاتا ہے عہدِ جوانی کا غور کرتے ہیں اسکی کوئی وجہ ہمارے خیال میں نہیں آتی۔ اور یہ اقب ہمارے نزدیک بہت ہی بڑا لقب ہے ہم اسکو کافی ست بھی بدتر جانتے ہیں۔ ہمارا اقب یہ ہے کہ نہ اپنی نہیں ہیں۔ جبکو ہی ہمکو اس اقب سے یا کہ اسے اسکو از سر نہ کہلاوا اسکی وجہ سے سرخوایہ والیوں سے عیساوت اختیار ہے۔

تتمہ جاشیہ ص ۱۸ اوسکے سوا اور کسیکو حکومت منزاوارہ اسلئے کہ اوسکے سوا اور

جتنے لوگ اور چیزیں ہیں سب اسکی مخلوق اور مربوط ہے او۔ وہ سب کا خالق اور رب ہے۔
سورۃ الانعام میں فرمایا خَالِقِ كُلِّ شَيْءٍ فَاَعْبُدْهُ اِنَّہٗ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرٰکُوْنَ
سو تم اسکی عبادت کرو۔ اور سورۃ المؤمنین میں فرمایا لِّلّٰہِ کُلُّ شَیْءٍ
یعنی وہی خدا ہے تمھارا رب ہرچیز کا خالق۔ سورۃ الفاتحہ میں فرمایا اَسْمَدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
یعنی ساری حمد اللہ کی کو سزاوار ہے جو۔ اسے جہاں کا رب ہے۔ اور سورۃ الشعراء
میں فرمایا سُبْحٰنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا یعنی وہ رب ہے آسمان اور زمین کا او
جو کچھ اسکی بیچ ہے۔ اور فرمایا سُبْحٰنَکُمْ وَاَسْمَاؤُکُمْ اَلَّا یَلِیْنَ یعنی وہ رب
ہے تمھارا اور رب تمھارے اگلے باپ دادا کا۔ اور فرمایا سُبْحٰنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

بہت تعریف کی ہے (دیکھو سورہ زمر کو ص ۲) اس سلف صالحین کا ہمیشہ ہی طریقہ مرضیہ چلا آیا جو
چنانچہ مسائل رجوع ائمہ مجتہدین اس پر شاہدِ عدل ہیں۔

ہمارے تفتیہ کے بانیین مجیب صاحب کے کلام میں عجب اختلاف پایا جاتی ہے۔
- دفعہ ۱ میں تو وہ ہم کو نہایت مرتبہ کا کمزور لکھتے ہیں بیان تک کہ شجر کا دیہانت کا ایک
شخص جی بقول اوسکے ہما! ہم مذہب نہیں ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہمارا نوری
ہوگی۔ پھر دفعہ ۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ لوگ جب تک کمزور رہتے ہیں عموماً تفتیہ کرتے ہیں
ان دونوں باتوں کے ملانے سے صاف یہ نکلا کہ ہم اب تک تفتیہ کرتے ہیں۔ اور اس دفعہ
اول میں یہ لکھا کہ چار پانچ برس کے بعد سے تفتیہ چھوڑ دیا ہے اور یہ امر خلاف راستی ہے
اور جب ہم صرف کتاب و سنت کے پیرو ہیں اور ایک نفیس لقب (النجیدۃ والسنن جلا
سے ملقب ہیں اور اس لیے اسے کو کسی انگلی بڑے امام کی طرف منسوب نہیں کرتے نہ انچو
خفی و شافعی کہتے ہیں اور نہ مالکی و حنبلی کہتے ہیں راضی ہوتے ہیں تو پھر محمد بن
عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کرنے پر کب راضی ہونگے۔

تمتہ حاشیہ ص ۱۱ اس مضمون کے ساتھ کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے یعنی غیر اللہ کی
عبادت سے بچو سورہ زخرف میں فرمایا: **وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلَنَا مِنْ قَبْلِكَ مَنْ أَرْسَلَنَا**
أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا نَعْبُدُكَ وَنَعْبُدُ آبَاءَنَا وَنَحْنُ نَحْنُ
ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا کہ کیا ہم نے رحمن اپنی خدا کے سوا اور معبود ٹھہرائے ہیں جنکی عبادت
کیجاوے اور عبادت کے معنی ہیں بندگی کرنا یعنی فرمانبرداری کرنا۔ اور کہہ چیلنا۔ تو آیات
مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آدمی کو صرف اس لیے بنایا ہے کہ وہ اوسکی فرمانبرداری
کریں اور اوسکے حکم پر چلیں اور سارے نبی اور رسول اسی امر کی ہدایت کے لئے دنیا میں
بھیجے گئے ہیں اور **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** جو کلمہ یحییٰ کا پہلا حصہ ہے اوسکا ہی مطلب ہے یعنی
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے اہل نہیں یعنی اللہ کے سوا کوئی اس لائق نہیں کہ اوسکی فرمانبرداری
کیجاوے اور اوسکے حکم پر چلا جاوے اور اس میں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے اور نہ

تو جب اس طرح کے آدمیوں نے بعض لوگوں کو ان حدیثوں پر عمل کرنے دیکھا جبکہ اولا
اون کے مذہب مروہ میں تھا تو گھبرائے اور واسطے منع کرنے عمل بالحدیث اور
ثابت کرنے وجوب تقلید شخصی کے تحریر و تقریر اڑے زور لگائے۔ اور جب کسی
سے کسی دلیل شرعی سے اپنا دعویٰ ثابت نہ کر سکے اور عاجز آکر تھک گئے تو ظلم یہ
کمر باندھی۔ کیونکہ سنت جاہلانست کہ چون بدلیل از خصم دانتہ سلسلہ خصوصت
بجانبانہ چون از ربت تراش کہ بخت بالسر بنیاد بخت برخواست این کوئی نہ
لاست چنانکہ او بڑھ اور زبان اور قلم سے طرح طرح کے ظلم علماں حدیث پر شروع
کئے اور اس معاملہ کو بہت طول دیا۔

ہر چند ہمدرد و خیر خواہان قوم نے باہمی اتفاق و اتحاد کے ہم بیونچائے میں
کوششیں کیں اور اسکے سیلون اور ذریعوں کے حاصل کرنے میں اپنی طاقتیں
حرف کیں۔ لیکن چون وہ اس امر میں کوششیں کرتے گئے تو ان لوگوں میں

میں حاشیہ ص ۱۷ دن کورات بن اور نکالے جتیا مردے سے اور نکالے مردہ جیتے
سے اور تو رزق دیوے جسکو چاہے بے شمار۔ اور جب سارے جہان کا ملک اور
بادشاہ حقیقی وہی ہے تو حاکم اور ملک میں قانون کا جاری کرنیوالا بھی وہی ہے کسی چیز کو
اپنے بندوں کے لئے حلال کرنے والا اور کسی چیز کو ان پر حرام کرنیوالا وہی ہے۔ کسی
چیز کو ان پر واجب کرنیوالا اور کسی چیز کو مباح کرنیوالا بھی وہی ہے۔ سورہ یوسف
میں فرمایا **إِنْ أَحْكَمَ اللَّهُ أَمْرَ الْأَعْبَادِ لَأَتَاكَ ذَلِكَ الْدِّينُ الْقَیْمُ**
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ یعنی حکم الٰہی نہیں مگر اللہ کو۔ اوس نے حکم کیا ہے
کہ عبادت نہ کرو اسکے سوا کیسی بھی استوار دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے
اور سورہ القصص میں فرمایا **وَمَا بِكَ يَحْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ**
الْخَيْرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنی اور تیرا رب پیدا کرتا ہے

نہی از ربت تراش کہ بخت بالسر بنیاد بخت برخواست این کوئی نہ
لاست چنانکہ او بڑھ اور زبان اور قلم سے طرح طرح کے ظلم علماں حدیث پر شروع
کئے اور اس معاملہ کو بہت طول دیا۔

نفاق انکی ان کو ششون کے مٹانے نزع اور فساد کے بڑانے کے حیرے
 ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ بذریعہ تحریر و تقریر کے اس امر کی منادی سننے لگے کہ علما
 حدیث کو (جو کہ اصول میں انکے موافق اور صرف بعض فروع میں مخالف ہیں) دین
 سے غا۔ چھو۔ انکو سجدوں سے نکالو۔ انکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ انکے پاس جائے
 لوگوں کو باز رکھو۔ انکی ملاقات زہر قاتل سے بدتر تصور کرو۔ یہ لوگ کافر و مرتد و
 القتل میں انکے کفر و ارتداد کا باتر و دفتہ سی دو۔ اور کچھ تر و نہ کرو۔ اور داعی و گواہ
 ہو کر حکام وقت سے انکی۔ ترائیابی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرو و علیٰ ہذا القیاس۔
 لیکن جب دیکھا کہ صرف معمولی فروعی اختلافوں پر یہ احکام نہیں لگائے جاسکتے اور
 لگائی جی جاتی ہیں تو عام لوگوں پر و شر نہیں ہو سکتے تو بجا انتہا میں سے کام لیتے
 اور اپنے مسلمان اہل سنت و جماعت بھائیوں کی نسبت ایسی الیہ و باتیں خلاف
 واقع و مافوق شائع کرنے لگے جو انکو دائرہ اسلام سے غا۔ چ کرین یا گروہ اہل
 سنت و جماعت سے نکال دین۔

متمم حاشیہ ص ۱۱ جو پتا تھا ہے اور برگزیدہ کرتا ہے جو پتا تھا ہے۔ انکو برگزیدہ لڑائیں
 پہنچتا ہے۔ وہ پاک ہے اور بہت بدست ہے اس سے کہ وہ اوکا شریک بتاتے ہیں۔ اور
 چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام صرف انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معرفت اپنے
 بندوں پاس بھیجے ہیں۔ اور مینصب صرف انہیں انبیاء و رسل کو عنایت فرمایا ہے تو
 احکام خداوندی بجز انبیاء و رسل کے وسیلے کے اور کسی ذریعہ سے بندوں کو معلوم
 نہیں ہو سکتے ہیں ان احکام کے معلوم کرنا ذریعہ انہیں خاصان خدا میں تخصیص ہے۔ اور
 چونکہ اب منصب نبوت اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا
 اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ اب ہو گا چنانچہ سورۃ الاحزاب میں فرمایا لیکن رسول
 اللہ و خاتم النبیین یعنی او لیکن محمد رسول ہیں اللہ کے اور خاتم تمام نبیوں

جن لوگوں کے دل تعصب اور نفسانیت سے صاف تھے اور قومی اتحاد و اتفاق کا ہونا نہیں چاہتے تھے انکو یہ معاہدہ پسند نہ آیا۔ اور وہ اتفاق و اتحاد جو اس معاہدہ کی تاثیر سے پیدا ہوا تھا انکو بہت برا لگا آخر وہ اس معاہدہ کے فسخ کرنے کے ور پے ہو گئے اور اسکی تدبیریں سوچنے لگے پس پہلے تو انھوں نے یہ تدبیر نکالی کہ ایک خط جعلی بڑے گندے مضامین کا جس میں تمام علمائے دین و ائمہ مجتہدین و مشائخ کرام و اولیاء عظام کو کافر و مرتد و جہنمی لکھا تھا منجانب جناب مولوی سید محمد شرفیہ صاحب خلیفہ رشید جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب - بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب مرحوم حنفی فرخ آبادی روانہ کیا۔ اور اسکی نقلیں جا بجا بلاؤند و پنجاب میں پھیلا یا اور عام لوگوں کو بھڑکایا اور گول بعض جگہوں میں بعض ناواقف مسلمانوں پر کچھ کچھ اسکا اثر بھی ہوا لیکن اکثر بلاد کے عقلاء و رؤسائے دروغ بے فروغ و بھکر اسکی طرف التفات و رخ نہ کیا۔

اور چونکہ اسکو کسی مطبع میں چھپوایا نہ تھا اسلئے ثابت نہوا کہ اس خواہ قوم یہ کیا تھا۔ اور جب دیکھا کہ اس خط کا پورا پورا اثر نہوا تو ایک دوسری تدبیر نکالی۔

تمتہ حاشیہ ۱۷۱۰ عہد کرتا ہے اول کیوں اللہ ہی کی عبادت کرونگا اس کے سوا اور کسی عبادت نہ کرونگا یعنی اللہ ہی کو حکم چلوں گا و سب کو حکم چلوں گا و تم یہ کہ میں صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے حکموں پر چلوں گا و دشمن کے بتائے ہوئے حکموں پر جو آپ کے بتائے ہوئے نہیں ہیں نہ چلوں گا کیونکہ نبوت یعنی احکام خداوندی کے بنیائے کا منصب اللہ نے آپ ہی کی ذات ستودہ صفات پر ختم کر دیا ہے۔ اسی فرمانبردار کا نام ایمان اور اسلام ہے۔ اسکی نسبت فرمایا ہے اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ یعنی بیشک دین اللہ کے یہاں ہی اسلام یعنی خدا کی فرمانبرداری ہے۔ اور مَنْ يَتَّبِعْ خَيْرًا لِّاِسْلَامٍ دُنْيَا فَلَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ اِسْلَامٍ (یعنی خدا کی فرمانبرداری کے سوا

کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ و فساد کو بند کریں اور باہم اتفاق و اتحاد کو قائم رکھیں۔
 تیسری فریقین کے سرآمد علماء کی توجہ سے جو اس وقت مرجع افتاء تھے اس بات پر معاہدہ
 ہوا کہ فریقین ایک دوسرے کے پیچھے ناز ٹپھیں اور ایک دوسرے کے افعال و عین
 طعن و توہین سے پیش نہ آئیں اور مساجد میں ایک دوسرے کے مزاحمت نہ ہوں جیسا کہ
 طریقہ سلف کا تھا اور عمل درآمد متقدمین کا رہا ہے اور ہر ایک شخص اس لئے طور پر پہنچا
 مسیحا میں اپنے عمل کے بجا لائیکا مجاز و مختار ہے۔

یہ معاہدہ علماء و فضلاء فریقین کے دستخطوں و مواہب سے مستعمل و مزین ہو کر صاحب
 کشتربا در و ملی کے حضور میں پیش ہوا۔ صاحب مدوح نے بغرض توشیح
 و تصدیق اس واقعہ کے اوسپر اپنا دستخط فرمادیا چنانچہ اسکی نقل باضابطہ
 ملاحظہ حضور کے شامل ہے۔

اور اس معاہدہ کا اشتہار تمام مند و ستان میں کرایا گیا۔ لاہور۔ بمبئی۔ دہلی
 لکھنؤ۔ کلکتہ۔ وغیرہ میں جتنے چھپوایا گیا۔ اور اخبارات میں بھی درج کرایا گیا۔
 اور تمام علمائے حق نیز وہ دور و نزدیک نے اسکو پسند فرمایا۔

ترجمہ حاشیہ ص ۱۴۱ اَطْعَمُوهُمْ اَنْ كُمْ مَشْرُكُونَ ۱۰ یعنی اور اگر تم انکی فرمانبرداری
 کرؤ گے تو ضرور مشرک ہو جاؤ گے۔ اور سورۃ الفرقان میں فرمایا اَسْرَآئِیْتُمْ مَنِ اتَّخَذَ
 اِلٰهًا حَواً ۱۰ یعنی کیا تو نے دیکھا اوس شخص کو جس نے بنا لیا اپنا معبود اپنی خواہش کو۔
 اور سورہ ص میں فرمایا وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ یعنی اور تو
 پیروی نہ کر اپنی خواہش کی کہ وہ تجھکو اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ اور صحیح مسلم میں
 جو کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ ہے اوسکا یہی مطلب ہے۔ یعنی محمد احکام خداوندی کے پیچھے
 ہیں۔ ثواب معلوم ہوا کہ آدمی جب مسلمان ہوتا ہے یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دو باتوں کا

اس معاہدہ کی
 اصل کتب خانہ
 مجلس اہل بیت
 لاہور

یہ وہی رسالہ ہے جسکا مجیب صاحب نے دفعہ ششم میں حوالہ دیکر ایرامہ خدمت حضور
کیا ہے۔ اس رسالہ میں جن امور کو کفر و ضلالت لکھا ہے اور انکی نسبت الہی ریت
کی طرف کی ہے۔ بیشتر تو انہیں سے الہی ریت پر اتہام عیا ہیں۔ اور کتنی باتیں
ایسی ہیں جو قرآن یا حدیث یا اقوال صحابہ کرام یا تابعین عظام یا ائمہ مجتہدین و
محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے موافق و مطابق ہیں پس ان امور کو
کفر و ضلالت قرار دینا حقیقت میں حضرات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین
رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے پیروان کو کافر و ضال کہنا ہے بلکہ اس سے
بھی بڑھ کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرف رکھنا اور قرآن وحدیث
وہیہ لگانا ہے لغو و بالتد من ذلک کلمہ (اللہ سمکوا ایسے تعصب ہے بچاؤ سے آمین۔
اور طرفہ یہ کہ باوجود اس قدر طوار بندی اتہامات عیا کے جو کہ اصل غرض تھی جسکے لئے
یہ سب طوار باندھا تھا (یعنی اہل حدیث کو مسجد میں آنے نہ دینا یا نکال دینا) اسکا نام کوئی
کوئی ثبوت پیش نہیں کیا چنانچہ ان سب کی تفصیل فیہ ششم کے جواب میں مرقوم ہے۔

تممہ حاشیہ ص ۱۸ صراطی ص ۱۸۰ تا ۱۸۱ آیت سَوَّاهُ اَحْمَدُ وَاللَّسَّائِلُ
وَاللَّاسِ مَعِ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے
سجھانے کو ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر اس خط کے داہنے اور بائیں کئی خط
کھینچے اور فرمایا کہ یہ ایسی راہیں ہیں کہ انہیں سے ہر ایک راہ پر ایک شیطان ہو جو لوگوں کو
اوسکے طرف بلاتا ہے پھر ٹپا اور پشیم میری راہ ہے سیدھی سونم اوسکی پیروی کرو آخر ایک
(دیکھو شکوۃ شریف مطبوعہ مجتبائی ص ۱۸۱) اور یہی فرمانبراری ہے جسکے لئے اللہ تعالیٰ
حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ اَسْلِمْ یعنی تو فرمانبردار ہو جاؤ انہوں نے فرمایا اَسْلَمْتُ
لِرَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی میں فرمانبردار ہوا جہاں کے رب کا۔ اور یہی فرمانبراری ہے جسکی
حضرت خلیل نے اپنے بیٹوں کو اور حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی و فرمایا

ایک فتویٰ بطور رسالہ جامع الشواہد نام اس مضمون کا تیار کیا کہ الحمد للہ اہل سنت و جماعت سے فاسق و گمراہ ہیں۔ انہیں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بعض مروجہ کفر اور بعض مفسد خانہ دہن لوہذا ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا ان کے پیچھے ناز پڑنا۔ ان کو جو دین آئے وہ بنا شرفا نام درست ہے۔

اور اسکے ذیل میں معاہدہ کوئی کی بے اعتباری یوں بیان کی کہ صاحب کشنزدلی نے اس سے صرف دونوں فریقہ باہم ملاپ و اتفاق کرانا چاہا تھا۔ وہ مجھے فتویٰ شرعی نہیں کہ لائق اعتبار ہو۔ اور اسپر تین باطل دلیلین (جو محض مغالطہ و دھوکہ ہیں) پیش کیں (جن سب کا جواب دفعہ ششم کے جواب کے آخر میں صفحہ ۹۸ تا ۹۹ تفصیل سے مرقوم ہے)

اور اس رسالہ کو ایک طالب جو وقت پر طبع کر کر کہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہروں و گاؤں میں بیکرستان تک شہر کیا حتیٰ کہ غازی پور میں بھی اسکے صد ہا نسخے بازار سے عام و خاص میں تقسیم ہوئے اور اسکے ذریعے سے ناواقف لوگوں کو تفرقہ اور مہاجرت کا خوب سبق پڑایا اور ایسی بعض عداوتیں بنیاد کو راسخ و مضبوط کیا۔

تمتہ حاشیہ ص ۱۷ کوئی دوسرا دین تو وہ دین اوس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا دیکھو وہ آل عمران۔ اور یہی فرمانبرداری صراط مستقیم و سبیل اللہ ہے جسکی نسبت فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ یعنی بیشک یہ میری راہ ہے سیدھی سوتھراوکی پیروی کرو اور دوسرا ہونکی پیروی نہ کرو کہ وہ راہیں تمکو اوکل راہ سے الگ کر دینگی (دیکھو سورۃ الانعام) اور اسکی نسبت وارد ہوا ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ خَطَّ خَطًّا عَنِ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ هٰذَا سَبِيلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهُمَا سَيِّطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأَ وَأَنَّ هٰذَا

یہ فتویٰ جو کہ اس کے ذریعے سے پھیلا گیا ہے اس کا اثر ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہروں و گاؤں میں بیکرستان تک شہر کیا حتیٰ کہ غازی پور میں بھی اسکے صد ہا نسخے بازار سے عام و خاص میں تقسیم ہوئے اور اسکے ذریعے سے ناواقف لوگوں کو تفرقہ اور مہاجرت کا خوب سبق پڑایا اور ایسی بعض عداوتیں بنیاد کو راسخ و مضبوط کیا۔

إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْتُورًا — اگر خصوصاً کثرت بہادر و ملی کے ذریعہ سے وہاں کے
اون علماء سے جنگی نغم کی مہرین معاہدہ و رسالہ دونوں پر ثبت ہیں اس رسالہ پر مہرین کی

وجہ دریافت و امتین امید ہے کہ ان مہرین کا حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔

واضح ہو کہ ان دونوں ایک کتاب الفتح المبین نامی آپس کے روکتہ کی خلاف کیفیت
سے شایع ہوئی ہے جس میں قریب دو سو کے مواہیر ہیں۔ مصنف کتاب مذکور نے
۳۲۶ھ میں (بہ تمسک ایک حدیث کے) صاف الحمدیث کے پیچھے برابر اپنا نام
پڑھ لیا کہ نہ لکھا ہے۔ اور جو لوگ اپنے مخالف مذہب کے پیچھے نماز پڑھنے سے ساقی
سے احتیاط کرتے ہیں کہ یہ (اوکی دانست میں) بخش پانی سے وضو کر لیا کرتے ہیں
اوکی اس احتیاط کو محض و علم و تعصب قرار دیا ہے اس کتاب پر یہ مصنف جامع الشواہد
کی ونیز اکثر اون حضرات کی مواہیر ثبت ہیں جنکی مہرین جامع الشواہد پر مہرین ہیں
اس کتاب پر ان حضرات کی مواہیر ثبت کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ان سب نے
الجدیث کے پیچھے نماز کا درست ہونا تسلیم کر لیا ہے اور جب ان لوگوں نے اس
امر کو تسلیم کر لیا ہے اور مجیب صاحب اس باب میں انہیں لوگوں کے قدم بقدم چلتے
ہیں تو مجیب صاحب کو بھی یہ امر ضرور تسلیم ہے اور جب الحمدیث کے پیچھے نماز کا
درست ہونا تسلیم کر لیا گیا تو الحمدیث کا سبب زمین جا کر نماز پڑھنا بطریق اولیٰ قابل
تسلیم ہے۔ اور اسی سے یہ ثابت ہے کہ ایسے سبب ضامین جو رسالہ جامع الشواہد
میں اور نیز اس کتاب میں مندرج ہیں جنہیں الحمدیث کے پیچھے نماز کا درست ہونا
یاسیرون سے اونکو نکال دینا نہ آنے دینا بیان کیا گیا ہے سب محض تعصب
اور نفسانیت سے تحریر ہوئے ہیں نہ نیک نیتی سے۔

۵ یہ ان حضرات کی عجیب دیانت داری ہے کہ اولاً معاہدہ مذکورہ پر اپنی مہرین یکنے۔
پھر جب جامع الشواہد کی باری آئی تو اوپر بھی مہرین یکنے۔ پھر جب الفتح المبین تحریر ہوئی

بہرین کی مہرین

اس طرح کی باتیں تو ایسے متعصب لوگوں سے چند ان محل تعجب نہیں سخت تعجب تو
محبیب صاحب سے ہے کہ انھوں نے کیوں ایسے متعصبوں کی پیروی اختیار کر لی
اور بن سوچے سمجھے انکے لکھے ہوئے پر یقین کر لیا اور بدولت اصل سے مقابلہ کیا
ہوئے ایسے متعصبوں کے بنائے ہوئے رسالہ کو سند میں حاکم کے سامنے مخالط بنیو
پیش کر دیا اور یہ لکھ دیا کہ اسپر قریب ساٹھ مہر علماء کے موجود ہیں اور اس میں انکے
عقائد پر یقین نام کتاب و نام مصنف و نشان صفحہ و تعیین مطبع مرقوم ہے کہ جس سے
انکار نہیں ہو سکتا (یکس درجہ کا مخالط ہے)

اس رسالہ میں پچھٹن مہرین بن جنمیں سے کتنی مہرین تو او نہیں اکابر مولویان
فرقہ اخلاف کی ہیں جنکی مہرین پہلے سے معاہدہ مذکورہ ملی بھی ہو چکی ہیں جیسے
علامہ جلیل جناب مولانا محمد شاہ صاحب و جناب مولوی عبدالحق صاحب و جناب
مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہم ؟
اب اس رسالہ میں انکے نام کی مہرین غالباً جعلی ہیں کیونکہ معاہدہ مذکورہ پر انکی
مہرین صداقت کو پہنچ چکی ہیں۔ اور یہ امر انکی دیانت سے بعید ہے کہ پھر اسکے
خلاف پر بھی مہرین کریں جس سے اپنی صداقت و دیانت میں شبہ لگائیں اور ہرگز
الزام اپنے ذمہ کیوں اور اب تشنہ اشخاص معدودہ سب اگلے پچھلے مسلمانوں
گمراہ اور کافر بنائے اور اپنے مذہب پر بلکہ قرآن و حدیث پر بھی اعتراض کریں۔ اور اگر
انکی یہ مہرین سچی ہیں تو اس عہد شکنی کے مواخذہ سے انکا چھوٹا شکل ہے۔

تَبَّتْ حَاشِيَةُ صَلَاحِيَّتِي اِنْ صُطِفْتُ لِكُلِّ الدِّينِ فَلَا تَعْنِيَنَّ اِلَافِيَّتُمْ
مسلمان ہ یعنی ہائے میرے بیٹو بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین پسند کیا
ہے سو تم ہرگز نہ مریو مگر فرمان بردار ہو کہ اللہم لا تَعْتَنَّا اَلْمُسْلِمِينَ بِحَاجَةِ
بَيْتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ + ۱۲ سنہ

ان صاحب کو
مفسرین رسالہ کے
اسی نام کے
مذکورہ

بلکہ مسند امام اعظم کے صنادید میں ہے کہ ان کے نزدیک پالی کبھی ناپاک ہی نہیں ہوتا
اسطرح اور تین چہرین زمین - کپڑا - بدن -

افسوس کہ عجیب صاحب اپنے مذہبی مسائل روزمرہ کے بتاؤ کے بھی نہیں کہتے
اور بن دیکھے بھالے دوسروں پر تعصبوں کی تقلید سے طعن کرتے ہیں جس سے
وہ طعن خود ان کے مذہب اولیٰ مذہب بلکہ پیشوا سے مذہب پر عام ہو جاتا ہے۔
یہ نہایت تعصب اور بڑی بے انصافی ہے عاقل کی شان سے ایسی بات نہایت
- - - نازیبا اور زلیں عجیب ہے۔

پہان پر ایک بات قابل تحریر ہے وہ یہ کہ عجیب صاحب دفعہ نہم میں لکھتے ہیں کہ میں
فرمان بردار دلی راست یازی کے ساتھ ہوں اگر ظلم ہو تو میں اپنی فائز مسیحی حوالہ کردوں۔
- اس تحریر سے عجیب صاحب کے صاف ظاہر ہے کہ خود عجیب صاحب کو اقرار
ہے کہ جو کچھ اوںھوں نے اس دفعہ ۲ میں ونیز بقیہ دفعات میں نامہ فرسائی
کی ہے اور وجوہات لکھے ہیں خود ان کے نزدیک بھی پاپا اعتبار سے
ساقط اور محض بناوٹ اور تعصبات لکھی گئی ہیں کیونکہ اگر ان کے نزدیک وہ
باتیں صحیح ہوتیں تو ایسا ہرگز نہ لکھتے کیونکہ اوپر لکھ چکے ہیں کہ ایسے لوگوں کے
مسجد میں آنے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے تو کیا صاحب بہادر کے فراموش
اپنی مسجد کو ناپاک کر دینگے۔ یہ تو کوئی آدمی بھی جو اپنے مذہب کا بچا ہو گا کوارا
نہ کرے گا۔ یہ وہی شخص کوارا کرے گا جسکو خدا کا اور مذہب کا کچھ بھی پاس و لحاظ
نہوگا۔ اور ایسا شخص حکام و رعایا کا کیا پاس و لحاظ کرے گا اور کب بچا و فاول
و حق شناس ہوگا۔

اور پھر اسی دفعہ نہم میں لکھتے ہیں (کہ دوسری مسجد ونیز آمد و رفت ہونے
سے مخالفانہ حجت و تکرار پیش رہی) یہ بھی عجیب بات ہے کیا مسجد کسی خاص

جواب دفعہ دوم

اس دفعہ میں جو پانی کا مسئلہ بیان کیا ہے اس مسئلہ کے نہ ہم قائل ہیں نہ ہمارے
استاد جناب مولانا سید محمد زید حسین صاحب قائل ہیں و با اینہم یہ مسئلہ بہت سے
صحابہ و تابعین و اکابر دین کا ہے۔ علی الخصوص امام مالک رحمہ اللہ کا جنکو مجیب الایمان
بیہن ہوا تسلیم کرتے ہیں اور اسکی پوری تفصیل دفعہ ششم کے جواب میں مذکور ہے
— عجیب امر ہے کہ مقام صدر (یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں مالکی طریقہ
والو کا مصلی قائم ہے اور وہ لوگ وہاں نماز پڑھتے ہیں نہ اوں کو کوئی کسی طریقہ والا
مانعت کرتا ہے نہ وہاں کا حاکم بلکہ سب ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اور
یہاں بھی (یعنی ہندوستان میں) آجاوین تو کچھ مانعت نہیں ہوتی ہے۔ اور
مجیب صاحب لکھتے ہیں کہ ایسے پانی سے کوئی وضو یا غسل کر کے ہماری مقدس
مسجد میں آوے تو کیونکر نفرت نہوگی اور طبیعت کو تغیر نہوگا۔

کیا مجیب صاحب کے نزدیک وہ صحابہ اور تابعین و اکابر دین جنکا یہ مسئلہ ہے بھی
مالکی طریقہ کے لوگ اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی مسجد میں یہ سب نجس و ناپاک ہیں
لغویاً باللہ من ذلک اس سے اور زیادہ کیا تعصب ہوگا۔

اور طرفہ تر امر یہ ہے کہ شیعہ لوگ کہ اوں کو ہمارے طریقہ سے کمال مخالفت ہے اور
وہ اوگ ایسے پانی سے وضو و غسل کر کے مسجد میں داخل ہوتے ہیں سلف سے جنگ
کوئی اوں کو مانع و مزاحم نہیں ہوتا اور دفعہ ششم کے جواب میں معلوم ہوگا کہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب بھی اس سے چندان برخلاف نہیں ہے۔

تتمہ حاشیہ ص ۲۷ تو اس پر بھی مواہر شریعت کر دین اور سب زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ایسے کوئی کتاب بنائی ہوئی
کو جو علماء و متعصب بنیکو اوں کو اپنی یکبات پر قرار نہیں دے جو مجیب صاحب نے تسلیم کر لیا اور بے قائل
حاکم کے روبرو سند میں پیش کر دیا۔ ۱۲ منہ

ہندوستان اور عربستان کے سب کے سب پابند مذہب معین کے تھے، یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ مجیب صاحب کتابین دیکھتے تو ایسا کبھی نہ لکھتے اور اذکو معلوم تاکہ معاملہ بالعکس ہے کہ ہمیشہ سے لوگ غیر پابند مذہب معین کے چلے آئے ہیں۔
— اُن قرون متاخرہ میں چوتھی صدی کے بعد سے بلا دلیل شرعی اکثر لوگوں میں اس پابندی کا رواج ہو گیا تھا مگر اس زمانہ میں وہ رواج بھی اٹھتا جا رہا ہے۔

مذہب معین کی پابندی (یعنی تقلید شخصی) کے وجوب کا مسئلہ ہماری دانست میں محض بے دلیل ہے نہ خدا نے کہیں فرمایا ہے نہ رسولؐ نے نہ رسولؐ کے اصحاب و خلفائے اور نہ ائمہ مجتہدین (یعنی امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام احمد و غیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) نے بلکہ دلائل شرعیہ و اقوال ائمہ مجتہدین مذکورین سے اسکا خلاف ثابت ہے اور اصول کی کتابوں میں تفصیل مذکور ہے اور کسبِ قدرد و فضیلت کے جواب میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اور واضح رہے کہ تقلید شخصی کا ضروری نہ ہونا تو یہ ہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ اور امام زفر رحمہ شاگردان امام ابو حنیفہ رحمہ بہت مستان میں امام صاحب کے مخالف ہیں اور پھر انہیں کے مسئلوں پر احناف نے فتویٰ دیا ہے چنانچہ کتب مذہبی احناف اس سے مالا مال ہیں اولیٰ لوگوں پر بھی یہ امر مخفی نہیں ہے۔

بلکہ ان اماموں سے بہت پیچھے کے علمائے بھی بہت مسئلوں میں امام صاحب کا خلاف کیا ہے اور پھر انہیں کے مسئلوں پر احناف نے فتویٰ جاری کیا ہے چنانچہ دو جہان سے اس قسم کے بطور شے نمونہ از خرواری معروض بیان نہیں آتے ہیں۔

مسئلہ ہایہ چھاپہ مصطفائی ۱۲۵۶ جلد ۳۔ و شرح و فتاویٰ چھاپہ نو لکشتہ ۲۹۹ جلد ۳۔ و درختار مع شامی چھاپہ دہلی ۱۲۵۷ جلد ۵ میں مرقوم ہے

شخص کی ملک ہے کہ دوسرے کسی اوسمین کچھ حق نہیں ہے مسجد تو خانہ خدا اور
 اور وقف لوجہ اللہ ہے۔ ہر ایک مسلمان کا حق ہر ایک مسیّدین کیساں ہے (اس
 مقام پر فیصلہ آرٹور میند صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر دہلی واقع تاریخ ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء
 ۱۹۰۸ء جو حضور میں پیش ہے ملاحظہ طلب ہے) تو کیا وجہ ہے کہ خود بدعت
 کی مسجد میں ہمارے جانے سے (باوجودیکہ بقول باطل اونکے ہمارے جانے
 سے مسجد ناپاک ہو جائیگی) حجت و تکرار پیش نہواوردوسری مسجد دن میں
 جانے سے پیش ہو۔

اور محبی مجیب صاحب حسب دفعہ ۷۸۔ اپنے کو اعلیٰ درجہ کا پیشوا بلکہ اہل
 حکومت اپنے پندار میں سمجھتے ہیں تو اس صورت میں کہ مجیب صاحب اپنی
 مسجد میں ہمارا جانا جائز و روا رکھیں گے شہر والے اسکی سند نہ کر سکیں گے اور
 اس سے عام مسجد وغیرہ ہمارا جانا جائز خیال نہ کریں گے۔ پھر ایسی صورت میں
 دوسرے مسجد وغیرہ ہمارے جانے سے حجت و تکرار پیش ہونے کے کیا معنی ہیں۔
 اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ تقلید شخصی انکے یہاں شرک و بدعت ہے بلکہ
 حرام) یہ بھی عموماً صحیح نہیں ہے تقلید کی قسمیں ہیں جس تقلید کو یہ لوگ
 شرک و بدعت و حرام کہتے ہیں اوسمین یہ لوگ متفقہ و نہیں ہیں اوسکو شرک
 و بدعت و حرام سب اگلے علما کہتے و لکھتے چلے آئے ہیں۔ اور اسکی کچھ تفصیل بھی
 دفعہ ششم کے جواب میں مرقوم ہے۔

اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ تمام ہندوستان اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
 علما و فضلاء قاضی و مفتی نے مسجد وغیرہ جانے سے مانعت کی) اسکو حجت
 اور واقعیت سے کچھ سروکار نہیں۔

اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ بارہ سو برس کے علما و فضلاء پر ان عظام

و ترجیح اونکے نزدیک ثابت ہوتی ہے تو اسی مخالف قول کی تصحیح کرتے اور قویٰ
ترجیح دیتے ہیں (— اور روغنا ر کے ص ۳۰ جلد اول میں قلم
ہے کہ ہملو کو نکو پیروی اسی قول کی لازم ہے جسکو علما مثر مجین و متعین نے
ترجیح دے رکھی ہے —

اور صاحب حاوی قدسی نے تو در صورت اختلاف اصحاب مذہب کے صاف صاف
ہر ایک اہل نظر کو وسعت دیدی ہے کہ قوت دلیل کی جس جانب میں دیکھیں اوتی
نموی دلیون (دیکھو روغنا ر مع شامی ص ۳۰ جلد اول)

اور یہی بعینہ تمام سلف صاحبین کے اقوال کا منشا ہے چنانچہ دفعہ ششم کے
جواب میں آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ —

اور جب یہ ثابت ہوا کہ تقلید شخصی (یعنی پابندی اور پیروی مذہب معین کی)
سوائے کتاب و سنت کے واجب نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمیشہ سے لوگ
غیر پابند مذہب معین کے چلے آئے ہیں اور اسی پر تمام اکابر دین کا اجماع
و اتفاق رہا ہے اور یہی وہ سبیل مومنین ہے جسکا خلافت کائنات نہیں تو اسی سے
یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو مجیب صاحب نے اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ ایسے عقیدہ
کے سبب سے بارہ سو برس کے علما و فضلا و پیران عظام سب کے سب مشرک اور
بدعتی اور حرام کا قرار پائے کیونکہ سب پابند مذہب معین کے تھے) محض
مغالطہ اور صحت اور واقعیت سے بے تعلق ہے —

اگر مجیب صاحب اسکا کچھ ثبوت واقعی رکھتے ہیں تو ہم کو اس سے سرفراز فرمائیں
ہم کمال شکر گزاری اور سکون و شہرت قبول کریں گے اور روئین روئین سے
اونکے ممنون احسان ہونگے —

اب ہم مجیب صاحب سے دو سوال کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ انکے

کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا متقدمین (یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کے) نزدیک نہیں درست ہے۔ اور متاخرین کے نزدیک درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ درمختار مع شامی ص ۳۵۵ جلد ۲ و شرح وقایہ ص ۱۹۹ جلد ۳ میں تحریر ہے کہ فقہ کی تعلیم پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک جائز نہیں اور متاخرین نے کہا کہ جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور میں لکھا ہے کہ نازمین امام ہوئے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک درست نہیں اور متاخرین نے کہا کہ درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور میں مرقوم ہے کہ اذان کہنے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک درست نہیں اور متاخرین نے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور میں مرقوم ہے کہ اقامت کہنے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک جائز نہیں اور متاخرین نے کہا کہ جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ درمختار مع شامی کے صفحہ و جلد مذکور میں مرقوم ہے کہ وعظ کہنے پر اجرت لینا متقدمین کے نزدیک جائز نہیں اور متاخرین نے کہا کہ جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس طرح کے مسائل ہم کہاں تک لکھیں۔ صاحب درمختار و شامی نے تو صاف صاف اسکا قاعدہ ہی لکھ دیا ہے اسی سے اسکا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے۔

چنانچہ شامی کے ص ۳۲ جلد اول میں مرقوم ہے کہ متاخرین کو ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ دلائل کی نظر سے متقدمین کا خلاف کر جاتے ہیں (یعنی متاخرین کے نزدیک دلائل کی نظر سے متقدمین کا قول صحیح نہیں معلوم ہوتا اور اسکے خلاف کی صحت

میں سے کوئی شرط ان لوگوں میں مفقود ہے بیان فرمائی جاوے۔ اگر یہ فرمائیں کہ
مجتہد مطلق کسی اصول میں دوسرے مجتہد کا تابع نہیں ہوتا اور یہ لوگ اصول میں
امام ممدوح کے تابع ہیں لہذا مجتہد مطلق نہیں ہیں۔ تو یہ عرض ہے کہ اصول
کیا مراد ہے۔ اگر اصول فقہ مراد ہے (یعنی وہ قواعد اجمالیہ جنکے وسیلے سے قرآن
اور حدیث سے مسائل استنباط کئے جاتے ہیں اور کتب اصول میں مذکور ہوتے ہیں)
تو یہ گزارش ہے کہ اس میں تو یہ لوگ امام ممدوح کے تابع نہیں ہیں بلکہ جلیج
ائمہ ثلاثہ (امام مالک و امام شافعی رحمہما و امام احمد بن حنبل رحمہم) امام ممدوح کے
ان اصول میں مخالف ہیں اسلیح یہ لوگ بھی مخالف ہیں۔ چنانچہ یہ امر واقفین کتب
اصول پر مخفی نہیں ہے۔ اور اگر اصول سے اودہ تفصیلیہ (کتاب وسنت
واجماع امت و قیاس شرعی) یا عقائد اہلسنت مراد ہیں تو یہ التماس ہے کہ جلیج
یہ لوگ ان اصول میں امام ممدوح کے موافق ہیں اسلیح ائمہ ثلاثہ مذکورین
بھی ان میں امام ممدوح کے موافق ہیں۔

اور اگر یہ کہیں کہ یہ لوگ امام ممدوح کے شاگرد ہیں اسلئے مجتہد مطلق نہیں ہیں
تو یہ عرض ہے کہ جب لیح یہ لوگ امام ممدوح کے شاگرد ہیں اسلیح امام ممدوح اور
ائمہ ثلاثہ بھی اپنے اپنے استادوں کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ
امام شافعی وغیرہ کے اور امام شافعی رحمہما امام مالک رحمہما وغیرہ کے اور امام مالک رحمہ
امام زہری رحمہما وغیرہ کے اور امام ابوحنیفہ رحمہما امام حماد بن سلیمان رحمہما وغیرہ کے
جیسا کہ کتب طبقات وغیرہ میں بذیل تراجم انکے سطور ہے بلکہ الفوائد البیہ کے
صومین یہ بھی لکھا ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ امام مالک رحمہما بھی امام ابوحنیفہ رحمہما کے
شاگرد ہیں تو اس صورت میں یہ تیون ائمہ امام ممدوح کے شاگرد ٹھہر گئے بلکہ بعض تو
شاگرد شاگرد بلکہ شاگرد شاگرد شاگرد ٹھہرے۔ پس اگر شاگردی انکے مجتہد ہونے سے

جواب باصواب سے ہماری تشفی فرمائیں گے اسی سے اس تقلید کے وجوب یا عدم جو کچھ حال بخوبی منکشف ہو جائیگا۔

سوال اول

تقلید شخصی (یعنی جمیع مسائل میں ایک ہی امام کی پیروی اور پابندی) اگر واجب تو انہیں چاروں اماموں (امام ابوحنیفہ رحمہ اور امام مالک رحمہ اور امام شافعی رحمہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ) میں سے کسی ایک کی واجب ہے یا اور کسی امام کی بھی واجب ہے۔ اگر انہیں چاروں میں سے کسی ایک کی واجب ہے تو یہ مسئلہ (کہ تقلید شخصی انہیں چاروں میں سے کسی ایک کی واجب ہے) ان چاروں اماموں کا مقولہ ہے یا بعض کا یا انہیں سے کیا یہ مقولہ نہیں ہے۔

اگر ان چاروں کا یہ مقولہ ہے تو کون کون سی معتبر کتابوں میں یہ مندرج ہے اور کیا معاینہ کراوین۔ اور اگر بعض کا یہ مقولہ ہے اور بعض کا نہیں ہے تو کس کا ہے۔ اور کس کا نہیں ہے اس کا بھی کتب معتبرہ سے معاینہ کراوین۔ اور اگر ان چاروں میں سے کسی کا یہ مقولہ نہیں ہے تو اب جبکہ یہ مقولہ ہو اس مسئلہ کے قائلین میں اس مسئلہ میں (جو تمام مسائل تقلید شخصی کی جڑ اور بنیاد ہے) چاروں اماموں کی تقلید سے باہر ہو گئے یا نہیں اور تقلید شخصی ان سے چھوٹی یا نہیں۔ اگر یا نہیں ہوئے اور تقلید شخصی نہیں چھوٹی تو اس کی وجہ و توجہ بیان فرمائیں۔

سوال دوم

امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ اور امام زفر رحمہ شاگردان امام ابوحنیفہ رحمہ جو بہت مسائل میں امام ممدوح کے مخالف ہیں یہ لوگ مثل ائمہ مذکورین (یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ و امام مالک رحمہ و امام شافعی رحمہ و امام احمد بن حنبل رحمہ) کے مجتہد مطلق ہیں یا نہیں اگر نہیں ہیں تو مجتہد مطلق ہونے کی جو شروط ہیں ان

سراج بلقینی رحمہ وغیرہم مذہب شافعی میں۔ اور امام ابن عبد البر رحمہ و امام ابو بکر
العربی رحمہ و امام ابن القاسم رحمہ و امام اصبح رحمہ وغیرہم مذہب مالکی میں۔ و علی بن القیاس
اسی طرح امام بخاری رحمہ کو بھی بعض لوگوں نے شافعیوں میں شمار کر دیا ہے حالانکہ انکا
مجتہد ہونا خود انہیں کی کتاب (جامع صحیح) سے اظہر من الشمس ہے۔ اور اسکے
سوا صد علماء نے تقدیم و متاخرین نے انکے مجتہد ہونے کی تصریح کی ہے بلکہ
کتنوں نے تو انکو امام احمد بن حنبل رحمہ پر امر اجتہاد میں ترجیح دیدی ہے۔
(و کبھیو النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر ج ۱ ص ۶۹ و ۷۰ و الفوائد
فی تراجم الحنفیہ ص ۹ و التعلیقات النبی علی الفوائد البہیہ ہر دو ج ۱ ص ۶۹ و ۷۰
ص ۱ و مقدمہ عمدة الرعاۃ حاشیہ شرح وقایہ مطبوعہ مطبع الفوارس ص ۹۔
وجہۃ الامد البالغہ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی ص ۵۰۔ و ضمیمہ اشاعت السنہ نمبر ۶
جلد ۲ صفحہ ۴ تا ص ۵ و نمبر ۱ جلد ۱ ص ۶ و نمبر ۱۲ جلد ۲ ص ۹ تا نمبر ۱ جلد ۳
ص ۱ و مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع انصار کوہلی ص ۶ تا ص ۵
و ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مطبوعہ نو لکشور ص ۱ جلد اول)
اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ ہملوگوں کو وہ فرقہ والے مسلمان نہیں جانتے)
یہ بھی علی العموم صحیح نہیں ہے۔ ہاں اسقدر بیشک صحیح ہے کہ اہلحدیث اولیٰ لوگوں کو
مسلمان نہیں جانتے جو نصوص صحیحہ شرعیہ کے مقابلہ میں جان بوجھ کر ایسی او قفل
کی نکالی ہو جو باتوں پر عمل کرتے ہیں اور انکو نصوص مذکورہ پر مقدم رکھتے ہیں
اور یہی تمام سلف صالحین و اکابر دین کا مذہب ہے۔ چنانچہ اسکی تفصیل بھی ذیلہ شرح
کے جواب میں مرقوم ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نام سے کام نہیں چلتا یعنی اگر کوئی شخص
اپنا نام حنفی یا شافعی رکھ لے اور کام حنفی یا شافعی کا نہ کرے تو اس سے حقیقت
میں حنفی یا شافعی نہیں ہو جاتا جس طرح کوئی شخص اپنا نام مسلمان یا اہلحدیث رکھ لے

مانع ہے تو ان چاروں اماموں کے مجتہد مطلق ہونے سے بھی مانع ہوگی بلکہ یہ لازم آئے گا کہ دنیا میں کوئی مجتہد مطلق ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ دنیا میں کسی کو شاگردی سے چارہ نہیں ہے واللہ اعلم بذلک بالضرورة۔

حاصل جب ان تینوں کا بھی مثل ائمہ اربعہ کے مجتہد مطلق ہونا ثابت ہو جاوے تو جو شخص کہ کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ کی تقلید کرے اور کسی مسئلہ میں انکی تو وہ شخص مقلد امام معین کا باقی رہا یا نہیں۔ اگر باقی رہا تو اسکی وجہ مؤثرہ ارشاد ہو کہ باوجود تقلید شخصی کے معنی کے نپائے جانے کے کیونکہ وہ شخص مقلد امام معین کا باقی رہا۔ اگر نہیں باقی رہا تو ایسا حنفی کون شخص موجود یا گذرا ہے جس نے کسی مسئلہ میں امام محدوح کی اور کسی مسئلہ میں انکی تقلید نہ کی ہو اسکا نشان دیا جاوے۔

اور اس تقدیر پر دونوں صورتوں میں یعنی خواہ نشان دیا جاوے یا نہ دیا جاوے اسقدر رتوضو و ثبات ہے کہ لوگ ہمیشہ سے غیر یا بند مذہب معین کے چلے آتے ہیں جس سے عجیب صاحب کے اس قول کا بطلان جبرئیل کر رہے ہیں بخوبی ظاہر ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ بعض مجتہدین بھی کبھی بعض مذاہب کی طرف منسوب ہو گئے ہیں یعنی حنفی شافعی مثلاً کہے گئے ہیں۔ لیکن نہ اسوجہ سے کہ وہ اہل مذہب کے مقلد (یعنی بلا دلیل اوس مذہب کے مسائل کے ماننے والے) تھے بلکہ اسوجہ سے کہ انکا اجتہاد اور استنباط اکثر اور بیشتر اوس مذہب کے موافق پڑ جاتا تھا گو بہت مسائل میں خلاف بھی ہو جاتا تھا۔

اور اسی قسم سے امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ و امام زعفران رحمہ و امام طحاوی رحمہ و امام خضاف رحمہ و امام کرخی رحمہ وغیرہم ہیں مذہب حنفی میں۔ اور امام منزلی رحمہ اور امام ربیع رحمہ اور امام نسائی رحمہ و امام بیہقی رحمہ و امام ابن الصلاح رحمہ و امام ابن قویق العید رحمہ و امام تقی الدین سبکی رحمہ و امام تاج الدین سبکی رحمہ و امام

تحقیقات کے بعد یہی حکم دیا کہ دونوں فریق باہم ملکر ناز پڑھیں کوئی کسی سے فرحت نہ کرے چنانچہ پانچ فیصلوں کو نقول باصابطہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہیں ایسے فیصلے اور بھی پیش ہو سکتے ہیں۔ ان بعض جگہ اس طرف سے ناش ہوئی تھی حکام کو اصل حقیقت سے آگاہی نہیں ہوئی دعویٰ و تمس کر دیا۔

جواب دفعہ سوم

یہ تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ محیب صاحب نے جو چند باتیں ہماری نسبت لکھی ہیں محض اتہام ہیں او کی کچھ اصلیت نہیں ہے اور ہم ہر طرح سے اہلسنت و عبادت میں کسی عقیدے میں بھی ہم اہلسنت و عبادت کے مخالف نہیں ہیں تو اس صورت میں ہماری طرف مخالفت عقیدہ بلکہ سخت مخالفت عقیدہ کی نسبت کرنی محض اتہام ہی ہے۔ ان یہ بات بے شبہ ہے کہ جب سے جتنے قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھی ہے اور مسئلہ تقلید کی حقیقت کو خوب سمجھا ہے تب سے کسی مسئلہ کو بدون دستاویز کامل کتاب و سنت کے قبول نہیں کرتے اور جب کامل طور سے ثبوت ہو جاتا ہے تو اس کے تسلیم میں کوئی عذر پیش نہیں کرتے اور یہ طریقہ صرف ہمارا ہی نہیں ہے تمام سلف صاحبین کا یہی طریقہ ہے اور اسکی تفصیل مفت شرم کے جواب میں مرقوم ہے اگر محیب صاحب اس طریقہ کا مخالف طریقہ اہلسنت ہو کتاب و سنت سے یا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ علیہ کے قول سے ثابت کر دیں تو پھر حوالہ الزام چاہیں ہمیں لگائیں ہم کو کچھ عذر نہ ہوگا۔ تعجب ہے کہ وہ لوگ جو اپنے اہل سنت نہونے کے صاف صاف اقرار ہی ہیں وہ تو مسجد میں بلا تکلف ناز پڑھنے پاون اور کسی امام و مجتہد سے اسکی مانعت منقول نہ ہو۔ اور اللہ پاک ایسے شخص کو جو مسجد و عین اسکی یاد سے روکے سب بڑھکر ظالم فرمائے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رو کو لگو جو سر سے اسلام ہی سے انکاری ہیں ان کے طریقہ کے مطابق ناز پڑھو کی

اور حکام ویسا نہ کرے تو اس سے مسلمان یا اہل بدعت نہیں ہو جاتا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ تمام احناف یا تمام شوافع کو (و علی ہذا القیاس) مسلمان نہ جانتا ہو اور اس امر میں جھوٹے اور سچے میں فرق نہ کرتا ہو علی العموم سب کو کافر و شرک قرار دیتا ہو تو بیشک ہم بھی اوسکو ویسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اؤنکو جانتا ہے۔ ہماری اس بات پر التذکرہ ہے اور ہم زیادہ کیا کہیں۔ اور یہی حال اوس شخص کا ہے جو تمام اہل بدعت یا کافر و مشرک جانتا ہو اور صادق و کاذب میں تمیز نہ کرتا ہو۔ اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ اسید وجہ سے اکثر اضلاع مشرقی و مغربی میں جنگ و جدال کی نوبت پہنچی اور فوجداری و دیوانی میں بکثرت مقدمات دائر ہوئے ناسخ و حکام وقت کو عقر زری کی نوبت پہنچی) یہ بھی صحیح نہیں ہے اسکی وجہ ہرگز یہ نہیں ہے اسکی وجہ صرف بعض احناف متعصبین کی فراحت یہاں ہے کہ ناسخ و اہل حدیث کو مسجد میں نماز پڑھنے میں روکتے تھے اور اؤنکو اس حق سے محروم اور یہ عجب اولیٰ بات ہے کہ خود اؤن بیچارے مظلوموں کو مستائین اور جب وہ اپنے حاکم کے پاس جا کر اپنی مظلومی کا اظہار کریں اور دوسری چاہیں تو اؤن اؤنھیں کو حکام کی تکلیف دہی کا الزام لگائیں۔ بھلا آپ لوگ اؤن بیچاروں کو مستائے تو حکام کو کیوں عقر زری کی نوبت پہنچتی۔ یہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا کہ اہل بدعت نے کبھی احناف کو اپنی مسجد وغیرہ میں نماز پڑھنے سے روکا ہے اور اس مضمون کی نالائش دائر کی ہے کہ یہ لوگ آئین زور سے نہیں کہتے ہیں یا رفع یدین نہیں کرتے ہیں ہماری مسجد وغیرہ میں نماز پڑھنے نہ آئیں۔ اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ مسجدوں سے منافعت بھی ہو گئی) یہ بھی صحیح نہیں ہے کہیں بھی حکام کی جانب سے ہماری دانست میں مسجدوں سے منافعت نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ جہاں کہیں اس قسم کے مقدمات دائر ہوئے حکام نے کل

لیکن چونکہ مجیب صاحب نے اسکو چھیڑا ہے لہذا ہم بھی کچھ اسکی مختصر کیفیت جس سے اسکا اصلی سبب بھی حضور کو دریافت ہو جاوے اشاعت الہیہ نمبر ۱۱ جلد ۱ سے نقل کرتے ہیں —

وہ یہ ہے کہ بعض مفسدین ہندوستانی (جنھوں نے مسئلہ جہاد کے صحیح معنی سمجھنے غلطی کی ہے یا جہالت اور نفسانیت کے دھوکے میں آئے ہوئے ہیں) اگر وہ الہیہ سے عموماً (عمل بالحدیث کے سبب) اور جناب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب سے خصوصاً (انکے سرگروہ الہیہ ہونے اور غدرِ شیعہ میں شریک نہ ہونے اور اسکو بغاوت اور عصیت قرار دینے اور عین اوس مشکل وقت میں گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہی کرنے اور ایک زخمی لیڈی (زوجہ مسٹر لین) کی جان بچانے اور اس کے زخم کے معالج کے بعد سرکاری کمپ میں بچانے اور اس پر گورنمنٹ کی طرف سے قدر دانی ہونے کے سبب) دلی دشمن اور خون کے پیاسے ہیں اور جہان تک اسکا بس چلتا ہے انکی تکلیف دہی اور ایذا رسانی میں ہاتھ سے زبان سے تلوار سے اپنا فرض مذہبی جانتے ہیں اور انکے واجب القتل ہو چکا صاف فتویٰ دے چکے ہیں چنانچہ سالانہ انتظام المساجد جسکا حوالہ مجیب صاحب نے وضع میں دیا ہے اسی غرض سے بنایا گیا ہے —

رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۱ میں صاف لکھا ہے کہ حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ انکو قتل کریں اگر وہ لاعلمی کے عذر سے تو یہ کریں تو انکی قبول نہ کریں۔ اور اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ مدعی اور گرواہ ہو کر دیکھا موقت سے سزا یا بی میں

۱۱ اسکی پوری تفصیل سرکاری کاغذات میں موجود ہے اور یہ صاحب کتبہ ہند دہلی و دیگر صاحبان کی چھپیوں کی نقل سے جو واسطہ ملاحظہ حضور کے شامل ہیں اسکا حال دریافت ہو سکتا ہے ۱۲ امن

اجازت دین اور کفار و مشرکین کو اس مسجد میں اذتارین۔ اور اس لیے جو ہے
 امام ابو نایفہ رحمہ اللہ کہ کفار و مشرکین کو عام مسجد و زمین ان کی اجازت دین (چنانچہ یہ
 سب ہم سابق میں لکھ چکے ہیں) اور مجیب صاحب کی غت سبکو بالائے طاق
 رکھ کر چند ہمتیں لگا کر ہمارے ساتھ یہ کارروائی فرمائیں۔ یہ کیا انصاف ہے
 اور کیا تعصب۔ اور طرہ یہ کہ پھر فخریہ گھن (کہ فقیر کو ناظر بنا،
 کہ شہر میں کسی طرہ کا فتنہ و فساد نہ پھیلے نیک نام رہے جسے ممانعت کر دی)
 کیا فتنہ و فساد کے بند کرنے اور ضلع کے نیک نام رکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ باخ و غلو
 المحدث کے ظلم کی پرستہ ہو کر اون چاروں کو توجہ تہمتیں لگا کر مسجد و زمین اللہ کی
 یاد سے روک دین اور اس میں خدا کا رسول کا امام کا مذہب کا کسی کا بھی پاس و لحاظ
 نہ کریں۔ بھلا جو شخص ایسا ہوگا وہ حکام و رعایا کا کیا پاس و لحاظ کرے گا اور کیا
 اون کا خیر خواہ ہوگا۔

اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے (کہ مسجد و زمین اخلاف کے آنے سے ہمیشہ فتنہ و
 فساد ہوگا) یہ بھی ایک سخن سازی ہے اس لیے کہ جبکہ وہ اپنے کو بقول خود
 (حسب دفعہ ہذا و دفعہ مشتم) ایک اعلیٰ درجہ کا اہل حکومت جانتے ہیں تو الصیوت
 میں شر و فساد ہونے کے کیا معنی ہیں جب تک کہ خود بدولت اسکے بانی مہمانی نہ ہوں گے۔

جواب دفعہ ہمام

اس دفعہ میں جو کچھ ہمارے استاد جناب مولانا قیام محمد نذیر حسین صاحب محدث
 دہلوی کے واقعہ سفر حج کے بارے میں بتقلید بعض مرتضیٰ متعصبین کے لکھا ہے
 محض خلاف واقع ہے اور راستی سے کو سون دور ہے۔

اور گویا اس کا قصہ تو بہت طویل ہے اور خط پاشا کی مکہ عظیمہ (جس کا قول گراف
 واسطے ملاحظہ مضوی کے شامل ہے) اسکے خلاف واقع ہونے کی ثبوت میں کافی دلیل

اور جناب مولانا قیام محمد نذیر حسین

تاکہ کانسل برٹش گورنمنٹ انکے شر و فساد سے مولانا ممدوح کو بچا دے اور انکے رعایا گورنمنٹ ہونے اور زمانہ غدر کی خیر خواہی کی رعایت کرے۔

(یہ چٹھی برٹش کانسل نے جسکے نام کی تھی رکھالی سلتے وہ بعینہ نقل نہیں ہوئی)

مولانا ممدوح یہ دونوں چٹھیاں ساتھ لیکر دہلی سے روانہ ہوئے تو او دھر سے آپ کے حریف بھی جو ہندوستان میں رہتے تھے آپکی خبر لینے کے لئے آمادہ و تیار ہو گئے اور رسالہ جامع الشواہد (یا یون کہتے کہ پیش قبض یا نیچہ) اونچی مانہ میں لکھ لکھا و طبع کر اگر چند اشخاص مواضع مختلفہ کے مانتھون میں دیکر مکہ معظمہ کو روانہ کئے۔

پس پہلے تو انھوں نے بمبئی ہی میں پہنچ کر وار کرنا چاہا اور وہاں کے چند نام کے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا کر رسالہ مذکورہ کے سوالات میں کچھ اور کفریات بڑا کر مولانا ممدوح کی خدمت میں پیش کیا جس سے مقصود ان حضرات کا صرف یہ تھا کہ ان سوالات سے اسرافت زرات کو سنکر مولانا ممدوح آپ کے رفقا کو خواہ مخواہ اشتغال طبع و جوش ہوگا اور اس سے معاملہ طول پکڑے گا۔ لیکن مولانا انکی غرض کو سمجھ گئے اور ان سوالات کے جواب میں بجز اسکے کہ او کو افترا اور کفریات قرار دین کچھ بولنا مناسب نہ سمجھی۔

جب مولانا ممدوح مکہ معظمہ میں پہنچے اور انکے حریف بھی وہاں داخل ہوئے تو مولانا ممدوح کو جام شہادت پلانے یا جس دائم میں پھنسانے کے لئے ان حضرات نے ایک کمیٹی مقرر کی۔ رات دن اس کمیٹی کی کارروائی اور تدبیر آ رہی تھی کہ جس طرح ہو سکے مولانا ممدوح کو یہاں سے جان دین ضرور یا تو شہید کرادین یا جس دائم میں پھنسا دین۔

لیکن چونکہ ایام حج میں تا فراغ حج کوئی کسی سے تعرض نہیں کرتا اسوچے سے اس کمیٹی کی کوششوں کا نتیجہ سوائے اسکے اور کچھ ظاہر نہ ہوا کہ او انھوں نے اپنے

اوسکے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور رسالہ جامع الشواہد جیسے عجیب حسابی تحریر کا رومدار ہے اور دفعہ ششم میں بطور سند کے شامل کیا ہے اوسکا اصلی مقصود بھی یہی ہے۔ یہیں سے الہدیت کے ساتھ انکی عداوت کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے اور بطور یقین کے کہا جاسکتا ہے کہ اگر الہدیت سکان ہند گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ و حفظ و حمایت میں نہ ہوتے تو یہ حضرات اور انکے اعوان و انصاء انکو ایک روز بھی دنیا میں جینے نہ دیتے۔

الفصل جب سید امین مولانا ممدوح نے دہلی سے سفر حج کا ارادہ کیا تو اسی خیال سے کہ مکہ معظمہ میں بھی انہیں مین کے بعض شیخاں مفسدین جو زمانہ غدار سے فراری ہو کر وہاں قیام میں اور وہ ہمیشہ الہدیت کی ایذا رسائی میں سامعی رہتے ہیں اور جناب ممدوح کے زمانہ غدر سے خون کے پیاسے ہیں مولانا ممدوح کو انگریزی چھاپیں ایک تو صاحب کشن دہلی کی جسکا حاصل یہ ہے کہ

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے رہنما (ایانا مور) مولوی بن جھون نے مشکل وقتوں میں اپنی نمک حلائی گورنمنٹ پر ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو کہہ جاتے ہیں۔ میں اسید کرتا ہوں کہ جس کسی فسر پریش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہینگے وہ انکو مدد دیگا کیونکہ وہ کامل طور سے اوس کے مستحق ہیں۔

دستخط

جی دی ٹریملٹ بنگال سول سروس

کشن دہلی

{ وہم گست
۶۷

(اس چٹھی کی نقل بعینہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہے)

دوسری مشرکین کی چٹھی جس میں مولانا ممدوح کے زمانہ غدر کی خبر خواہی کا بیان مفصل تھا اور اس میں مولانا ممدوح کے مخالفین مقیم کہہ کا حال بھی بتایا گیا تھا

نائب مذکور اس حال سے مطلع ہوتے ہی فوراً اپنے وکیل (محمد یوسف نامی) کو پاشا
ممدوح کے حضور میں بھیجا اور یہ دریافت کیا کہ آپ سے رعایا برس گورنمنٹ کو
عدالت میں کیوں طلب کیا ہے۔

پاشا نے ممدوح نے جواب دیا کہ لوگوں نے انکی اس قسم کی شکایت کی ہے۔ وکیل
مذکور نے کہا کہ جن امور کی وہ شکایت کرتے ہیں اوہکے منکب یہ اس حدود میں
نہیں ہوتے ہیں لہذا ان پر ان امور کے سبب اس سلطنت کا مواخذہ ناہی
ہے۔ یہ سنا پاشا نے ممدوح کے لئے سولا کو رخصت کیا اور قیامت مہم ہو۔

یہ آنا اور پانا اور سوال و جواب سب کچھ تقریباً ایک گھنٹہ میں ہوا۔

یہ امر سولا نامدوح کے مخالف کمیٹی کو نہایت شاق گذرا اور انکی ذلت اور ذہانت کا
باعث معلوم ہوا تو انھوں نے اس وقت متعدد وسائل داخلہ و خارجہ میں
اور بہت سے لوگوں کی شہادت پیش کر کے اوسیدین شام کو سولا نامدوح اور
انکے اومنین سابق ہمارا ہیو کو پھر عدالت میں طلب کرایا۔

اس وقت ایک سپاہی اور ایک افسر طلبی کو آتے انھوں نے بھی کیا نام یافت کیا
چار آدمی جو اس وقت موجود تھے انکو اپنے ساتھ لیکر دیوان کا راستہ لیا د و
آدمی جو اومنین تھے انکی تلاش میں کسی قدر راستہ میں دروازہ مرمضہ
اور دیوان پاشا کے قریب توقف ہوا۔

اتنے میں نائب مذکور اس حال سے مطلع ہو کر خود حرم شریف میں پہنچا اور اپنے
وکیل محمد یوسف مذکور کو پاشا کے حضور میں بھیجا اور ایسی سوال و جواب
ہونے لگے۔ اس سوال و جواب میں وکیل مذکور کئی دفعہ پاشا کے پاس گیا اور آیا
آخر الامر پاشا کے طرف سے یہ جواب ملا کہ ہم نے انکو حفاظت کے لئے اور مصلحت اور
احتیاط رکھنا چاہا ہے اس وقت ہم انکو بلا تحقیقات چھوڑ دینگے تو ہم کو کشت

اس خیالی اور جعلی مقدمہ کے لئے گواہوں کو سکھاڑا گیا کہ تیار کر رکھا۔ بعد فراغ حج مولانا
 ممدوح کے بعض رفقاء نے آپ کی خدمت میں باصرار عرض کیا کہ جو کمیشن ہمارے
 ہو رہی ہیں یہ لے اٹھو کھانہ بیگنی آپ فرض حج ادا کر چکے ہیں اب آپ کے لئے یہی بہتر ہے
 کہ بیان سے وطن کو تشریف لیچیں۔ لیکن مولانا ممدوح جو اتباع سنت کے
 عاشق اور مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کی زیارت کے شائق تھے اس امر کو کب مانو گئے۔
 اترا لا مر اس کمیٹی نے محمد عمر مودن وغیرہ کے ذریعہ سے مولانا ممدوح کی نسبت
 مخبری کرادی کہ آپ والی (یا معتزلی) ہیں اور یہ رسالہ جامع الشواہد جس میں
 خنزیر کی چربی اور خالہ سے نکاح حلال ہونے وغیرہ کو لکھا ہے آپ کی تالیف بتایا۔
 جیسے ۲۳ فروری ۱۹۳۷ء کو بروز پچھنبہ دس بجے دن کو پاشا سی مکہ معظمہ کے طیرف
 سے تین سپاہی اور ایک افسر جنکے ماتھے ایک فہرست تھی جس میں علاوہ مولانا ممدوح
 کے اور پانچ اشخاص کے نام درج تھے طلبی کو آئے۔ اوس کا نمین جہان وہ
 پیچھے اس فہرست کا بنجر مولانا ممدوح اور کوئی آدمی تھا اون سپاہیوں نے بنجر
 مولانا ممدوح اور کیا نام نہ پوچھا۔ عدو آسامی مندرجہ فہرست کا اور اشخاص میں
 سے پورا کر لیا اور ان کو سکود دیوان پاشا میں پہنچایا۔

مکہ معظمہ میں برٹش کانسل مقیم جڈہ کا نائب ایک سلمان عہدہ دار (عبدالرزاق نامی)
 رہتا ہے جب مولانا ممدوح مکہ معظمہ میں پہنچے اور ان سے ملے اور ان کو انگریزی
 چٹھیاں دکھائیں اور مخالفین کی تجویزات مخالفانہ سے اطلاع دی تو انھوں نے
 مولانا ممدوح اور آپ کو رفیقوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ آپ طمانینٹ خاطر سے
 اپنے شعار مذہبی ادا کریں اور کسی سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور جب کوئی وقت
 باز پرس پیش آوے آپ فوراً مجھے اطلاع کریں اور خود طلبی پر بلا توقف
 پاشا کے پاس حاضر ہو جائیں۔

و مذہب شریعتی کی پیروی ہے اس وجہ سے بھی میں اسے جدا ہونا نہیں چاہتا۔
اس معذرت و رخصت کے بعد اولیٰ لوگ و بالائے چلے گئے اور مولانا ممدوح اور آپ کے
یہ وفادار تلمیذ اسی دیوان میں رہے۔

۲۵ تاریخ کو بوقت شب اول مولانا ممدوح پاشا کی پیشانی میں بلائے گئے اور آپ سے
پاشا نے چار سوال کئے۔

(۱) آپ مال تجارت میں زکوٰۃ کو واجب نہیں جانتے۔

(۲) خنزیر کی چربی کو آپ حلال جانتے ہیں۔

(۳) بھجھو بھی و خالہ سے نکاح کو آپ حلال جانتے ہیں۔

(۴) حنفی مذہب کو آپ کیسا جانتے ہیں۔

مولانا ممدوح نے بجواب سوال فرمایا کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں کیا میں قائل
نہیں ہوں چنانچہ پہلی میں بھی اس ضمن میں سیرافتویٰ دیا ہوا جو تہ ۹۹ ہجری میں
مطبع حنفی میں چھپا تھا اور ہمارے مخالفوں نے بھی اس مسئلہ کو خاص میری طرف
منسوب نہیں کیا ہے۔ اس بات کو آپ اس گلابی چو ورتہ (رسالہ جامع الشواہد)
سے جس میں یہ مسئلہ منقول ہے بخوبی تصدیق کر سکتے ہیں۔

اور بجواب سوال دوم و سوم فرمایا کہ میں مسلمان ہوں اور اسلامی فرض حج
اور اگر نیکو آیا ہوں اگر میں خنزیر کی چربی کو حلال جانتا اور خالہ بھجھو بھی سے نکاح کو
جائز سمجھتا جسکی حرمت نص قرآن میں وارد ہے تو مسلمان کیوں کہلاتا اور حج نیکو
کیوں آتا۔ اس قسم کا سوال مجھے مسلمان سے کرنا کمال تعجب اور افسوس کا محل ہے۔
اور بجواب سوال چہارم فرمایا کہ مذہب حنفی کو جیسا میں سمجھتا ہوں آپ کو تب معلوم ہو
کہ آپ اس مذہب کی بڑی مشکل وادق اور معتبر کتاب ہدایہ کا مطلب مجھ سے سنیں
اور اپنے علمائے ساکنان حرم شریف سے بھی دریافت کریں پھر ہمارے بیان اور

و خون ہو جائیگا خوف ہے۔

یہ سنکر نائب کانسل اور اسکے وکیل نے ناچار ہو کر مولانا احمد دوح کو یہ کہہ دیا کہ کہ بیان کسی آئین و قانون کی پابندی نہیں ہے لہذا ہم اس سے زیادہ پاشا کو کچھ نہیں کہہ سکتے آپ دیوان میں حاضر ہو جائیں۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنی جگہ کی راہ لی اور ان حالات کی رپورٹ اپنے افسیر مقیم جدہ کو کر دی۔

مولانا احمد دوح مع اپنے رفیقوں کے دیوان میں پہنچے اور رات بھر اوسنی ان کے کمرے میں رہے۔

۲۴ کو جمعہ کا دن تھا وہ بھی اسی دیوان میں بسر ہوا اوس دن مولانا احمد دوح اور آپ کے رفیقوں کا جمعہ و طواف فوت ہوا۔

اوس دن شیخ الہند کی تحریک سے تحقیقات مقدمہ کے لئے وہ لوگ پیش ہوئے۔ جب ان کے نام دریافت کئے گئے تب معلوم ہوا کہ ان میں بجز مولانا احمد دوح اوس فہرست کا ایک آدمی بھی نہیں ہے۔ اوس وقت پاشا نے احمد دوح سے اون پانچ اشخاص سے جو بلا دریافت نام و دفعہ مولانا احمد دوح کے ساتھ بلائے گئے تھے یہ معذرت کی کہ ہماری کانٹونمنٹی غلطی ہے آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی معاف کریں اور ہمارے حق و جائے خیر کریں ہر چند ان لوگوں نے کہا کہ پاشا نے ہمارا انصاف کیا ہے کہ ہم معاف کریں مگر اوس پر وائس بہت اصرار ہوا آخر ان کو معاف کر دیا تب بجز مولانا احمد دوح سب کو رخصت ملی۔

مگر مولوی لطف حسین عظیم آبادی نے (جو مولانا احمد دوح کے خاص رفیق سفر اور شاگرد رشید اور خادم تھے) یہ رخصت قبول نہ کی اور مولانا احمد دوح کو وہاں اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھ کر یہ بات صاف کہہ دی کہ مجھ کو یہاں سے جانا منظور نہیں ہے جب تک کہ میرے شیخ کو یہاں سے رخصت نہ ملے اور یہ بھی کہہ دیا کہ میرا اور ان کا خیال تو تھا

محمد نذیر
بنی منعمین

(س) یہ دیکھو اس رسالہ کے صفحہ میں انکی مہر ہے

(ج) افسوس صد افسوس محمد نذیر معروف نذیر احمد طالب علم دہلی کو سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی قرار دیا جاتا ہے جناب میں یہ نذیر احمد اور شخص سے ہمارا شیخ اور۔ ہمارے شیخ کی مہرتو ہے سید محمد ۱۲۱۰
نذیر حسین جو معیار الحق وغیرہ سالکین ثابت ہے۔ (یہ کتاب اسوقت

(سن) خیر یہ ہمکو بڑا دھوکا دیا گیا مگر ہم تم سے ان مسائل کے بابت سوال کرتے ہیں جو اس رسالہ میں تمہارے شیخ کے ذمہ لگائے گئے ہیں۔

(ج) آپ جس مسئلہ کی نسبت حکم کر رہے ہیں اپنے شیخ کی طرف سے جواب دیتا ہوں۔ (س) مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہ ہو کیا تمہارا شیخ قائل ہے۔

(ج) ہمارا شیخ اس مسئلہ کا قائل نہیں ہے پھر اسکی وہی تفصیل بیان کی جو مولانا محمد وح کے جوابات میں گذری۔

(س) تمہارے شیخ کو نزدیک پھونچی خالہ سے نکاح جائز ہے اور خیر کی چوٹی مال

(ج) جو شخص مسلمان کہلاوے اور حج بیت اللہ کو آجودہ یہ باتیں کہتے۔ کتابت۔ اس جواب کے بعد مولوی تملطف حسین صاحب نے پاشا سے مدوح سے سوال کیا

کہ آپ ہمارے شیخ کو کیا جانتے ہیں۔ پاشا نے جواب دیا لوگ وہابی کہتے ہیں۔ مولو ایسا صاحب موصوف نے کہا کہ وہابی قرآن کو تو نہیں مانتے۔ پاشا نے کہا نہیں

قرآن کو تو وہ مانتے ہیں۔ اسپر مولو ایسا صاحب نے پاشا پر یہ اعتراض قائم کیا کہ بڑا افسوس ہے کہ آپ ہمارے شیخ کو وہابی جانتے ہیں اور وہابیوں کا قرآن کو

ماننا بھی تسلیم کرتے ہیں پھر جن چیزوں کی حیرت نص قرآن میں پائی جاتی ہے انکے حلال جانتے تو آپ انکی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسپر پاشا سے مدوح کو

اون کے بیان میں موازنہ کر کے دیکھیں کہ ہم اس مذہب کو کیا سمجھتے ہیں -
یہ سب سنگریا در شاہ ممدوح کے خیالات تبدیل ہوئے اور اونکو یہ معلوم ہوا کہ
آپ بڑے فاضل ہیں اور اس امر کی مزید تحقیقات کے لئے مولانا ممدوح کو دوسرے
کمرے میں بھجوا دیا - اور آپ کے شاگرد رشید مولوی تلمطف حسین صاحب کو بلا کر
ان سب کا حسب تفصیل ذیل استکشاف حال کیا اور اونکا اظہار لیا -

(س ۱) تم کہان کے رہنے والے ہو (ج) نواح عظیم آباد ٹپہ کے -

(س ۱) مولوی مد محمد ندیم صاحب کے پاس کب سے ہو -

(ج) عرصہ چھ سال سے -

(س ۱) تمہارا بھی وہی مذہب ہے جو اونکا ہے -

(ج) ہاں صاحب وہی مذہب ہے -

(س ۱) تمہارے شیخ کی تالیف کون کون سی کتابیں ہیں -

(ج) فلاں فلاں رسائل و کتب ہیں (جنہیں گلابی چورقہ کا نام آیا)

(س ۱) کیا گلابی چورقہ جس میں خنزیر کی چربی حلال اور خالہ سے نکاح کو جائز
کہا ہے تمہارے شیخ کی تالیف نہیں -

(ج) آپ کا یہ سوال بڑے تعجب کا محل ہے - جناب کو انک یہ

بھی خبر نہیں کہ یہ چورقہ رسالہ کسے بنایا ہے اور اسکا مضمون کیا ہے اور اس میں

کس پلے وے ہے ایسی بخبری ایسے اعلیٰ حکام سے نہایت مستعد ہے -

جناب میں یہ رسالہ تو ہمارے شیخ کے دشمنوں اور مخالفوں نے تالیف کیا ہے میں

ہمارے شیخ پر تہمتیں وضع کی ہیں پھر کیا یہ امر ممکن ہے کہ یہ رسالہ اونکی تالیف ہو

کوئی اپنی مذمت اور رو میں خود ہی رسالہ بنا لیتا ہے -

(س ۱) پھر تمہارے شیخ نے اوپر مہر کیوں کی (ج) بتاؤ تمہارے شیخ کی سپر کہان مہر ہے -

مسلمانوں کی عملداری سے بہتر ہے۔

اس تیزی پر بعض حواشی پاشا کو غصہ آگیا اور اس نے کہا کہ بہن پاشا کے سامنے ایسی گستاخانہ گفتگو۔

پاشا مدوح نے انصاف کی طرف رجوع کر کے تواضع فرمائی کہ اسکو کچھ مت کہو۔ میں غلام ہوں، اسکو کوئی کڑی جوش آوے جبکہ اسکو اور اسکے شیخ کو ناقص تہمتیں لگا کر کافر بنا لیا گیا ہے۔ اور مولو صاحب سے غلطی ہو کر فرمایا کہ مولو صاحب آپ خطا ہوں ہم نے

کسی وجہ سے آپ کی بے تعلیمی نہیں کی اپنے خاص محلِ قامت میں جگہ دی ہے۔ اور یہ باز پرس تھا جو کئی شیعہ القادری مولو کی خبر لوں اور شہادتوں پر ہوئی ہے۔

اسکے بعد پاشا نے مدوح نے مولانا کو اپنے حضور میں بلایا اور خالص اپنے ہاتھ سے قہوہ دیا اور بہت اکرام کیا اور اس باز پرس پر عذر کیا اور عفو چاہا اور آپ سے دعائی خیر کا سوال کیا۔

اسکے بعد یہ دریافت کیا کہ جناب مدینہ طیبہ کے جانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں مولانا مدوح نے فرمایا کہ بیان یہ باز پرس ہوئی ہے خدا جانے وہاں کیا ہو گا مفسدین و مجرمین وہاں جانے کو بھی تیار ہیں۔ اسلئے ہمارے حق میں اب یہی بہتر ہے کہ اپنے وطن کو واپس ہوں۔ جس پر پاشا نے مدوح نے ایک خط بنام پاشا سے مدینہ منورہ لکھوا کر اور اپنی خاص مہر سے مستحیل فرما کر ایک ہجرت کیا (جس کا فوٹو گراف مع ترجمہ واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہے) اور فرمایا کہ اب آپ سے وہاں کسی قسم کا تعرض نہیں ہونے کا۔

یہ خط لکیر مولانا مدوح مدینہ طیبہ میں پہنچے تو وہاں بھی مفسدون نے بہت کچھ شور و غل مچا مگر انکی بات کو وہاں کسی نے نہ سنا۔

یہ خط پاشا نے مدوح کا صاف شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ اس وفد میں مجھ سے

یہ خط پاشا نے مدوح کا صاف شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ اس وفد میں مجھ سے

استفسار فرمایا جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ لکھا۔ کہ یہ کاغذ جس
مضمون کے ساتھ لکھا گیا ہے صحیح ہے بناوٹ نہیں ہے۔ تب سے مجیب صاحب
نے اسکا جعلی کہنا موقوف کیا۔

تو جب ایسے معاہدہ یا ضابطہ کی نسبت جعلی ہونیکا یقین کیا گیا تو اس توبہ نامہ کی
نسبت (جس پر عدالت کی مہر ہے نہ حاکم کا و خط بلکہ کسی جاہل کا بنایا ہوا ہے اور
اگر اصلی اور واقعی ہوتا تو ضرور ایسے کاغذ پر مہر و دستخط ہوتے) کیونکہ جعلی
ہونیکا یقین نہوگا۔ وجوہات مذکورہ بالا سے تو اسکا جعلی ہونا ایسا ظاہر ہے کہ
کسی ہل الارسی سے اسید نہیں کلاسمین کچھ بھی شک کرے بلکہ تمام اہل الارے اسکا
مصنوعی ہونا ضرور کریں گے۔

اور قطع نظر وجوہات مذکورہ بالا کے خود مجیب صاحب کے اقرار سے بھی اس توبہ نامہ
جعلی و مصنوعی ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ مجیب صاحب دفعہ ۷ میں جو کہ کتاب
انتظام المساجد تسلیم کر چکے ہیں کہ ایسے لوگوں کی توبہ مقبول ہی نہیں ہے بلکہ
حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ انکو قتل کریں اور اگر لاعلمی کے غم سے توبہ کریں تو
انکی توبہ قبول نہ کریں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا ممدوح پلاؤنکے بہو طنون نے جس جرم کا اتہام
لگایا تھا اس سے وہ صاف بری تھے۔ ورنہ انکو وہاں کے علماء و اراکین
ضرور قتل کرتے اور صرف توبہ لکیراؤنکو رہا نہ کرتے ورنہ اس تحریر کے روئے نگار
اور مرتکب جرم ترک واجب ٹھہرتے۔ اور جب مولانا ممدوح حسب تسلیم صاحب
اوس جرم سے بری ثابت ہوئے تو پھر اونسے توبہ لینا کوئی معنی نہ رہے۔
پس اب قطع نظر اور وجوہات کے خود مجیب صاحب کے اقرار سے اس توبہ نامہ
جعلی و مصنوعی ثابت ہو گیا فَا تَحْمَدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

نے بیان کیا ہے اور توبہ نامہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے محض خلاف واقع اور راستی نہایت بعید ہے۔ اسکے دونوں کے مضامین صریح باہم مخالف و متناقض ہیں کیونکہ خط مذکور میں تو صاف تصریح ہے کہ مولانا ممدوح اس جرم کے اتہام سے جو اوپر ان کے ہم وطنوں نے لگایا تھا بعد تحقیقات کے بری نکلے۔ اور توبہ کرنے اور کرانے کے یہ معنی ہیں کہ مجرم تھے پیچھے اس جرم سے تائب ہوئے۔ تو خط کا مضمون یہ ہوا کہ مولانا ممدوح پر جرم ثابت نہیں ہوا۔ اور توبہ نامہ کا مضمون یہ ہوا کہ جرم اوپر ثابت ہوا۔ اور ان دونوں میں جو مخالف و متناقض ہے کسی پر مخفی نہیں۔ اور یہ اس توبہ نامہ کے مصنوعی ہونے پر کافی دلیل ہے۔

علاوہ اسکے اس توبہ نامہ کے بعض الفاظ ایسے غلط و خلاف قواعد کلام عرب ہیں جو صاف کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اسکو بنایا ہے انکو عربی زبان سے مٹن نہیں پڑے۔ اس میں مولانا ممدوح اور مولوی سلیمان صاحب سے توبہ لے جانے کو استثنائاً کے لفظ سے ادا کیا ہے جسکو کوئی ادنیٰ عربی دان بھی اس معنی میں استعمال نہیں کر سکتا چ جائے کہ علما سے کہ معظیہ اس معنی کے لئے اُسْتِثْنِیاً کا لفظ مقرر ہے۔ یہ بھی اسکے مصنوعی ہونے کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

علاوہ بریں اس توبہ نامہ پر نہ عدالت کی مہر ہے نہ حاکم کا دستخط اور ایسے دعوئم حاکم کے توبہ نامہ پر حاکم اور عدالت کی مہر و دستخط کا نہ ہونا بھی ایک کامل دلیل اسکے مصنوعی ہونے پر ہے۔ اے میں جب معاہدہ مذکورہ مصدقہ عدالت کشنری دہلی شایع ہوا تھا اور یہاں بھی آیا تھا تو باوجودیکہ ابضابطہ و دستخط صاحب کشنری ہوا تھا لیکن مجیب صاحب نے اس کے جعلی ہونیکا خیال بلکہ یقین کر لیا تھا یہاں تک کہ جمعہ کے دن عین جامع مسجد میں مجمع کشنری میں لوگوں سے کہا کہ یہ معاہدہ جعلی ہے تملوگ ہو کر اسکو باور نہ کرو۔ چپ حضور نے (حسب اشارہ بعض عزیز) صاحب کشنری ہاؤس دہلی سے

اللہ علیہم اجمعین کو دشنام دین اور اونکو گمراہ اور خارج از اہل سنت و جماعت ٹھہرا دین اور قرآن وحدیث پر بھی اعتراض کرین اور مغالطہ آمیز عذر و بہانوں سے عمل بالقرآن کو ممنوع اور عمل بالحدیث کو چاہ ضلالت میں گمراہ فرمائیں وہ لوگ اولٹے دوسروں کو بلا وجہ اکابر دین کا دشنام دینے و قرار دینے کیسی بے بالی اور بے انصافی ہے۔

جواب دفعہ ہفتم

اس دفعہ میں جو رسالہ انتظام المساجد کا حوالہ دیا ہے اولاً تو اسکا بنانیوالا علمائے ذمی اعتبار سے نہیں ہے اور اوسپر مواہیر کا ہونا کچھ حجت نہیں ہے اہل مواہیر علماء مشاہیر و اہل اعتبار سے نہیں ہیں اگر ہم اسوقت چاہیں تو ایک یا تین لکھ کر نہارون ایسی مہرین زید و عمر کی کر اسکتے ہیں کچھ کیا اس سے وہ مہرین حجت ہو جائیں اور جو لکھا ہے کہ جو شخص نبی کی توہین کرے بلا شک اخراج او سکما مساجد سے واجب ہے ایسے شخص کو مسجد میں آنے ہی سے کیا کام۔ جسے کو نسا کہہ توہین کا لغو ذالہ من ذلک صادر ہوا ہے جسکے مقابلہ میں یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔ اور یہ امر ایسا ہے کہ ایک لڑکے کی عقل میں بھی نہیں آئے گا بھلا جو شخص نبی کی توہین کرے گا اونکے قول پر عمل کرے گا یا اوسکو روکے گا۔ ہمارا تو دین و ایمان قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے اسیوجہ سے جو کوئی قرآن وحدیث کے مقابلہ میں جان بوجھ کر دوسروں کے قول پر عمل کرتا ہے اوسکو ہم صرف نام کا مسلمان جانتے ہیں حقیقت میں اوسکو اسلام سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ ایسے لوگ البتہ نبی کی توہین کر دینے ہو سکتے ہیں بلکہ ضرور ہیں۔ اور جو ہم نے لکھا ہے کہ اس سبب کہ بنانیوالا علمائے ذمی اعتبار سے نہیں ہے اسکی وجہیں بہت سی ہیں لیکن بطور شتہ نمونہ از خروایسے اسوقت صرف

اب اگر مجیب صاحب کو اپنی راستبازی کا اثبات منظور ہے تو ہم کو مولانا محمد
اصلی و تخطی تو بہ نامہ یا اوسکا فولو گراف دکھا دیں جیسا کہ ہم نے پاشاے مدوح کے
خط کا فولو گراف پیش کیا ہے ورنہ تحریر اور تقریر ایسی خلاف گوئی سے باز آئیں
ایکے سوا اور کسی قسم کی کارروائی قابل تسلیم نہیں ہے۔

اور جو اسی دفعہ میں مولانا محمد و ح کی نسبت لفظ و شناسامہ مندہ اکابرین لکھا ہے
محض نہام جی ہے۔ ہم کو کتاب معیار الحق میں جو مولانا محمد و ح کی خاص تصنیف ہے
تمام اکابرین خصوصاً ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ کی تعریف و مدح پائیدہ
چنانچہ کتاب مذکور کے اول ہی صفحہ میں امام صاحب کو مع باقی تین اماموں کے دین
اسلام کا عناصر قرار دیا ہے (یکس درجہ کی مدح ہے) پھر کہا ہے کہ ان ہر ایک کے
معاون دین اسلام ہونے سے جبرئیل و کبریٰ کوئی منکر نہیں ہے۔ اور کتاب
مذکور کے ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ امام صاحب لیا ناسنت کا بہت رکھتے تھے اور بخلاف
سنت کے نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح اور مقامات میں جناب مدوح کے کلام میں ان اماموں کی مدح و ثنائیں
ہوئی ہے تو ہمیں و تحقیق کا لفظ تو ہم نے اس کتاب میں دیکھا ہے نہ مولانا محمد و ح
کی اور کسی تالیف میں۔

مجیب صاحب سچے ہیں تو مولانا محمد و ح کے کلام سے کوئی لفظ ایسا نکالیں
جس میں حقیقۃً اکابرین کی توہین پائی جاتی ہو ورنہ ایسے کلمات تو ہمیں کے ایک
مستند کی شان میں (جس کو خود دفعہ ہذا و دفعہ اول میں ایک گروہ کا امام لکھ
آئے ہیں) کہنے اور لکھنے سے سواے اشتعال طبع دلانے اور (خود راضیت
و گیرے راضیت) کے مصداق بننے کے اور کیا منظور ہے۔

تعجب ہے کہ جو لوگ خود تمام اکابرین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و علماء

حق کا کلام کرنا چاہتے ہیں

مدرسوں اور مکتب خانوں میں یہ جگہ پڑھائی جاتی ہے اور مجیب صاحب نے بھی مسیح
کنجے کے ضرور ہی پڑھی ہوگی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح میں
فرمایا ہے ۵ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست نہ کتب خانہ چند ملت بست ۶
اور یہ شخص رسالہ مذکور کے مصنفین بطور سند کے لکھتا ہے کہ علمائے شہر اندلس نے
ابن حاتم کو جو ذی علم اور مجاہد مفتی وقت کا تھا بجز واطلاق کرنے لفظ یتیم کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کا موقت سے قتل کر ڈالا۔ اور مجیب صاحب
نے بھی اسی عبارت کو دو دفعہ ہذا میں سند نقل فرمایا ہے معلوم نہیں کس کو کس کو
قتل کروانا ہے یا تحکم اسلام ہی کو اپنے سمیت دنیا سے ناپید کر دینا ہے یا خدا جانے
کیا منظور ہے۔ معلوم نہیں کیا سمجھ کر نقل کیا ہے۔

اسد پیرج اس چھوٹے سے کہی ورق کے رسالہ میں کتنی سخت غفلت اور بدحواسی
کی باتیں لکھی ہیں۔ چھ شخص کہتے ہیں کہ وہ جہاں غافل اور بدحواس ہو کہ
وہی کتاب میں جس سے ہدایت خلق مقصود ہوتی ہے اس طرح کی غفلت کی باتیں
لکھے اور کس کو سوائے مجیب صاحب کے اور کون ذی عقل علمائے ذی اعتبار سے
شمار کریگا اور اسکے اس رسالہ کو سند میں پیش کریگا۔

اور واضح ہو کہ یہ کتاب بھی اس غرض سے نہیں بنی ہے کہ اس سے ہدایت
خلق ہو بلکہ صرف حفظ امن عام میں فتور ڈالنے اور المیہ دین کے شہید کرانے کی غرض سے بنی
اسکا ثبوت (جیسا کہ اشاعت السنہ نمبر جلد ۳ ص ۲۸۹ و نمبر جلد ۴ ص ۲۸۹
میں مندرج ہے) یہ ہے کہ اسکا بنانیوالا (مولوی محمد ولد مولوی عبدالقادر
لودھیانوسی) انھیں مفسدین ہندوستانی میں سے ہے جو مسئلہ جہاد کے
صحیح معنی سمجھنے میں المیہ دین کے مخالف ہیں اور مسئلہ جہاد کے اوس مخالفانہ اور غلط
معنی کے دھوکے میں انگریز طاقت کے مد میں بشمول اور مفسدین اپنے ہم شر

تین وجہیں بیان کی جاتی ہیں -

وجہ اول یہ ہے کہ یہ شخص اپنے کو حنفی المذہب کہتا ہے اور پھر امام ابو حنیفہ رحمہ کے امام ہونے سے انکار کرتا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ تمام کتب معتبرہ مذہبی حنفی میں یہ مسئلہ مرقوم ہے کہ شراب گندم وغیرہ (سوائے چار شرابوں کے) امام مدوح کے نزدیک مطلقاً قلیل ہو خواہ کثیر سب حلال ہے (دیکھو جامع صغیر مصنفہ امام محمد رحمہ شاگرد خاص امام ابو حنیفہ رحمہ مطبوعہ مصطفائی ص ۱۵۱ و ہدایہ چچا پ مصطفائی ص ۳۹۴ و ۳۹۵ جلد ۴ و در مختار مع شامی چچا پہ دہلی ص ۲۸ جلد ۵ وغیرہ) اور یہ شخص رسالہ مذکور کے ص ۱۲ میں لکھتا ہے کہ اسکی حریت میں کسی امام کو کلام نہیں - تو اگر امام مدوح اسکے نزدیک امام ہوتے تو اس طرح نہ لکھتا اس سے صاف معلوم ہوا کہ امام مدوح کے امام ہونے سے منکر ہے - وجہ دوم یہ ہے کہ یہ شخص امام مدوح اور ان کے تمام پیروکاروں کو صریح کافر کہتا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ وجہ اول میں معلوم ہو چکا کہ شراب مذکور امام مدوح کے نزدیک مطلقاً حلال ہے اور یہ شخص صفحہ مذکور میں لکھتا ہے کہ اسکے حلال کان کر نیوالے پر خوف کفر ہے بلکہ جو شخص غذا منسکراوے اسکے کا پینا جائز اعتقاد کرے کافر صریح ہونا اسکا بعید نہیں -

وجہ سوم یہ ہے کہ یہ شخص تمام دنیا کے مسلمانوں کو بلکہ اگلے پچھلے زندہ مردہ جسکو واجب القتل جانتا ہے اور اسکا فتویٰ دیچکا ہے - اسکا ثبوت یہ ہے کہ قرآن مجید جسکو تمام مسلمان ہر زمانے کے ہر ایک فرقے کے مانتے ہیں اور اسکی سورہ النضحیٰ میں (جسکو بیشتر مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے اور ان پر ہڈ لوگ تک یاد رکھتے ہیں) صاف غلطیہم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اطلاق کیا گیا ہے اور اسی جگہ ہے حضرت شیخ سعدی رحمہ نے بھی بوستان میں (جو ایک درسی کتاب ہے اور

لازم ہے کہ بحیرہ موسوع ہونے ایسے مفسد کے مدعی اور گواہ ہو کر حکام وقت سے نہ رایا جائے اور اسکے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کریں۔

یہ سب انکا لکھنا اور فتویٰ دینا اوسی غلط فہمی معنی جہاد پر مبنی ہے کہ جب کبھی کرا ب سرکار کے مقابلہ میں جہاد نہیں کر سکتے تو مسائل کے چھیڑ چھاڑ کے بہانہ سرکار کے خیر خواہوں پر ہاتھ صاف کرنے لگے اور انکے شہید کرانے کی غرض سے دودو چار چار ورق کے پالے بنا کر اپنے دلون کے پھیلنے والے توڑنے والے
اللہم احفظنا من امثال هذه التخيلات الفاسدة والتوهمات
الواہیة الکاسدة :

یہین سے الہدیت کے ساتھ انکی عداوت کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے اور یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اگر الہدیت ساکنین ہندوستان کو نمٹانے کے لیے زیر سایہ و حفظ و حمایت میں نہ ہوتے تو یہ حضرات انکو ایک روز بھی روئے زمین پر رہنے نہ دیتے کیونکہ انپر الہدیت کا قتل کرنا اور انکی سزایابی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرنا بموجب انکے فتویٰ کے واجب لازم ہے۔

جواب دفعہ ہفتم

یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ جہاں کہیں دیا مشرق یا مغرب میں اس قسم کے مقدمات دائر ہوئے اور حکام کو اس میں عرقریزی یا نہ کرنی پڑی اسکا سبب بحفظ اہمیت بجا بعض احناف متعصبین کے اور کوئی امر تھا یعنی جب اون متعصبین نے الہدیت کو مساجد سے ممانعت کیا اور انکے حق اداے نامانکے مساجد میں نخل ہوئے تب الہدیت اپنے حکام کے رو بہ واسکا استغاثہ پیش کیا۔ اگر متعصبین الہدیت کے اس حق میں نخل نہ ہوتے تو الہدیت ہرگز حکام کی تکلیف دہی گوارا نہ کرتے۔ تو حکام کو جو گویا اضلاع مشرق و مغرب میں عرقریزی یا نہ کرنی و جانفشانی

نہ صرف شامل بلکہ انفسد کے باقی باہر ہیں اور انکے اس مفسدے میں شریک رہنے کا ثبوت سرکاری کاغذات میں موجود ہے۔

اور چونکہ مولانا سید محمد زید حسین صاحب محدث دہلوی مسئلہ جہاد کے معنی ایسے سمجھے ہوئے ہیں جس سے ان مفسدین کو اتفاق نہیں ہے اور اس معنی کے لحاظ سے مولانا ممدوح نے غدر و عداوت کو شرعی جہاد نہیں سمجھا بلکہ اوسکو بے ایمانی و عناد و خیال کر کے اوس میں شمولیت اور اوسکی معاونت کو معصیت قرار دیا اور اوسکے برعکس اوس غدر میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کی اور عین اوس طغیان طوفان بے تمیزی اور اوس مشکل وقت میں ایک مہم صابجہ زخمی یا کراؤ کی جان بچائی۔ اور اپنے گھسٹ بنایا کراؤ کے زخموں کا علاج کر کے جب موقع پایا اور انکو سہ کا سی کپ میں پینچا یا جب گورنمنٹ کی طرف سے بھیجی والی تو جوبہ (اسکی پوری تفصیل سرکاری کاغذات میں موجود ہے اور کچھ اون میں چھپو سے جو واسطے ملاحظہ حضور کے شامل ہیں اسکا حال دریافت ہو سکتا ہے)۔

اسی وجہ سے یہ مفسدین الہدیت سے عموماً اور مولانا ممدوح سے بوجہ کرمہ ہونے الہدیت کے خصوصاً عداوت رکھتے ہیں اور جہاں تک اوسکا بس چلتا ہے اونکی تکلیف دہی اور ایذا رسانی میں اپنا فرض مذہبی جانتے ہیں اور اونکی نسبت جھوٹھی جھوٹھی تہمتیں لگا کر واجب القتل ہونے کا صاف صاف فتویٰ دیکھتے چنانچہ اس سلسلے کے مدعیین لکھ دیا ہے کہ حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ انکو قتل کریں اور اگر لاعلمی کے عذر سے تو بکرین تو اونکی توبہ قبول نہ کریں۔

اور جو عبارت عجیب صاحب نے اس رسالہ کے اسی صفحہ سے نقل فرمائی ہے اوس میں بھی صاف الہدیت کا مرتد ہونا لکھا ہے اور مرتد کو واجب القتل جانتے ہیں۔ اور نیز اوس عبارت منقولہ عجیب صاحب میں موجود ہے کہ عوام اہل اسلام کو

نہ صرف شامل بلکہ انفسد کے باقی باہر ہیں اور انکے اس مفسدے میں شریک رہنے کا ثبوت سرکاری کاغذات میں موجود ہے۔

مجاز لینے طرف کے ہیں راستبازی کے ساتھ اقرار ہے اور اس اقرار میں امر واجب کا اظہار بھی مجیب صاحب نے رقم فرمایا ہے پس مفہوم فقرہ صریحی مجیب صاحب ہوا کہ مجیب صاحب راستبازی سے اپنی مقدس مسجد کو واسطے استعمال عبادت ہمگم وہ المجدیث کے واجب جانتے ہیں جیسکے نفاذ کے لئے مجبٹریٹ ضلع کی مرضی واجازت کے خواستگار ہیں اسلذلیشہ سے کہ عوام الناس شہر و شہر پیدا نہ کریں۔ پس اس اقرار راستبازی و واجب سے جملہ دفعات مقدمہ و موخر از روئے تسلیم مجیب غلط و محض اتہام حیا بخوبی ثابت۔

اور یہ امر بھی تسلیم ہے کہ مجیب صاحب کو کوئی حجت مخالفانہ و نکارہا یہاں سے حقانہ و شرعی میں نہیں ہے، بہ تقدیر جمیت اسلام مجیب صاحب نے اخیر تہہ ہما، او عالمی موافق اور کیا۔ اس امر کی نسبت ہم کہہ نہیں کہہ سکتے کہ مجیب صاحب مطالب مذہبی میں دیگر دفعات میں اپنے عقیدت کے خلاف کیوں ہو گئے۔ مگر اون دفعات میں اقرار راستبازی مجیب صاحب نے درج نہیں فرمایا ہے اسوجہ سے مطالب اون دفعات کا اس دفعہ ہم نہ کرنا راست ہونا مسلم ہے۔

جواب دفعہ ہفتم

جو اس دفعہ میں انکار کیا۔ تاویل مسائل خلاف حقیقت کو لکھا ہے یہ بھی ایک مخالفت ہے۔ جب ہم المجدیث ہیں اور ہمارا مذہب اتباع کتاب و سنت ہے تو ہم کو مسائل خلاف کتاب و سنت کے انکار یا تاویل کی کیا حاجت ہے۔ البتہ مسائل و عقائد خلاف کتاب و سنت سے ضرور انکار کرتے ہیں اور جہاں تاویل کی گنجائش ہوتی ہے وہاں تاویل کر دیتے ہیں (یعنی جب کسی کے کلام کے کوئی مطلب ہو سکتے ہیں اور اس مطلب سے خلاف کتاب و سنت کے ہو جاتا ہے اور دوسرے مطلب نہیں اور اس کے قائل کے ساتھ حسن ظن اسباب کا ہوتا ہے کا و سکی شان سے خلاف کتاب و سنت کہنا

اوٹھانی پڑیں اسکا سبب صرف ان حضرات متعصبین کی فراحت سچا، نہ کچھ اور۔
 اور اس شہر میں مجیب صاحب بھی مثل متعصبین بلا دگر کے اس سبب (یعنی شہر
 بیجا) کے عمل میں لائے سے کبھی غافل نہیں رہے۔ بلکہ آحاد امکان اپنے اس
 سبب کو پورے طور پر عمل میں لاتے رہے کہ اس دفعہ میں خود فخر یہ اپنی نسبت
 تحریف فرماتے ہیں۔ کہ ابتدا ہی سے اصناف کی مساجد سے جماعت یہی۔ او
 پھر اس قدر یہ بھی قناعت نہیں فرمائی بلکہ صاحب مدوح کو بھی اس سبب کے
 ارتکاب میں شامل کر لیا کہ یہ لفظ زیب رقم فرمایا۔ کہ وزیر آپ کے اقبال سے
 اور یہ اپنے محسن کا کیا خوب شکر یہ ادا فرمایا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ جس سبب سے دیگر اضلاع میں مقدمات دائر ہوئے اور حکام کو
 اوسکی وجہ سے عرق نہ یابن کر لی پڑیں اوسی سبب کو مجیب صاحب بھی عمل میں
 لائیں اور پھر رقم فرمائیں۔ کہ اس دیو جہ سے کسی قسم کا۔ عاملہ و مقدمہ فوجداری
 و دیوانی میں نہیں ہوا۔ کیسی اولٹی بات ہے یہ نہیں جانتے کہ اتنے جو
 اس شہر میں کسی قسم کا مقدمہ نہیں ہوا تو اسکا سبب وہ تھا جو مجیب صاحب
 تحریف فرمایا ہے بلکہ اسکا سبب صرف اس شہر کے اہل بدینت کا کمال نخل ہوا ہے کہ اتنے
 مجیب صاحب کے حال پر رحم کرتے رہے اور اونکی راہ دیکھتے رہے کہ اب مجیب
 بیجا سے باز آئیں گے اور حکام کی تکلیف دہی کے باعث نہ ہونگے۔ لیکن اب
 اہل بدینت مجیب صاحب کی بہت راہ دیکھ چکے اور تحمل بہت کر چکے اگر اب بھی مجیب
 صاحب اس سے باز نہ آئیں گے اور خواہ مخواہ حکام کی تکلیف دہی گوارا کر نیکی تو
 اہل بدینت کو اب معذور سمجھیں۔

جواب دفعہ ۳

فقہہ دفعہ ۳ میں مجیب صاحب کو رو برو صاحب مجسٹریٹ ضلع کے جوتاکم

میں رہتے ہیں بخوبی نواب صاحب کا حال سن چکا ہوں اور او کی تصنیفات بھی میں بہت دیکھی ہیں اور یہ سب کتا بن چھوٹی بڑی او کی تصنیفات سے میرے پاس موجود ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا اور نہ او کی کسی تحریر میں دیکھا کہ اونھوں نے چاروں اماموں پر کیا کسی ایک امام پر بھی تبرا اور دشنام دیا ہو بلکہ جہانگیر او کی تحریرات دیکھیں اونھیں چاروں اماموں کی خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ کی نہایت ادب کے ساتھ مدح و ثنا ہے بیان پائی اور کہیں بھی سب و شتم کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ ان بزرگواروں کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کی سخت مذمت و براہی کی ہے چنانچہ بطور مشتمل نمونہ از خروارے او کی بعض تصانیف سے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ واضح ہو جاوے کہ وہ الحدیث ائمہ اربعہ و دیگر مجتہدین سلف صالحین کی جناب میں وہی عقیدت رکھتے ہیں جو محمد بن سلف صالحین کے جناب میں رکھتے ہیں اور ان کے اور اعلیٰ طاعن و لاعن و نوک و وہ کیساں ملعون و مردود و خبیث نواب صاحب اپنی کتاب التاج الکمل مطبوعہ بھوپال کے ص ۱۱۱ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کے حال میں لکھتے ہیں کان عالماً عاملاً نہ اھلاً عابداً و عیالاً کثیر الخشوع دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اور اسی صفو میں لکھتے ہیں و کان ابو حنیفہ رحمہ حسن الوجه حسن المجلس شدید الکرم حسن المواساة لا ھل نہ احسن الناس منطقا و احلاہم نعماً۔

ع ترجمہ امام ابو حنیفہ رحمہ عالم باعمل دنیا سے بے رغبت عابد بڑے پرہیزگار خدا سے بہت ڈرنیوالے بہت خشوع کرنیوالے ہمیشہ اللہ کی طرف تضرع کرنیوالے تھے +

ع ترجمہ اور ابو حنیفہ رحمہ اچھی صورت والے - نیک مجلس بہت خفی - اپنے بھائی مسلمانوں کے بڑے ہمدرد گفتگو میں سب سے اچھے آواز میں نہایت شیرین تھے +

بعید ہے تو اس کے کام کا وہی مطلب کہتے ہیں جس سے خلاف نہو (اور کوئی
 بری بات نہیں ہے بلکہ ہر ایک اہل انصاف اس طریقہ کو پسند کرتے اور محمود
 جانتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں چنانچہ امام ابو حنیفہؒ نے اشتراک
 جو سنت صحیحہ اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے مکر وہ اور
 بدعت فرما دیا تھا تو علمائے احناف با انصاف نے کیا خوب اسکی تاویل کر دی ہے
 جس سے امام ممدوح کا کلام خلاف سنت ہونے سے نکل جاتا ہے (دیکھو ہدایہ
 جلد اول و ثانی صفحہ ۱۹۷ جلد ۲ و نور الہدایہ صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ و نووی شرح
 صحیح مسلم صفحہ ۲۷ جلد اول)

اور جو اسی دفعہ میں لکھا ہے۔ کہ نواب صدیق حسن خان و مولوی ابراہیم رحیمی
 بے تکلف برسرِ بارِ چارون اماں پر تیرا اور دشنام دیتے ہیں۔ کس ورجہ کی
 خلاف بیان ہے۔

مولو محمد ابراہیم صاحب آروسی کے حال سے مین بخوبی واقف ہوں وہ میرے بڑے
 دوست ہیں میرے اونکے برابر خط و کتابت جاری رہتی ہے اور مین بارہ بار آ رہے
 جا کر ان سے ملا ہوں اور وہ بھی میرے غریب خانہ پر کئی بار تشریف لاتے ہیں
 اونکو اماں پر تیرا اور دشنام دینے سے کیا سوکار وہ تو ایک نہایت مہذب
 اور متین اور صاحب آدمی ہیں۔ مولو بصاحب ممدوح سے جسکو تھوڑی دیر کی
 صحبت بھی رہی ہوگی اور وہ اونکے چال چلن سے واقف ہوگا ایسی بات کی نسبت
 اونکی طرف سن کر فوراً پٹھہ دیکھا سنبھا نکا ھلکا بھٹکا عظیم۔ اور صاف کہہ گیا
 کہ ایسے مہذب و صاحب آدمی کی طرف ایسی فحش بات کا انتساب سرتا پاکذب ہے
 اور جناب والا جاہ امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہاول
 سے گو میری ملاقات نہیں ہے مگر اپنے احباب سے جو نواب صاحب ممدوح کی ریت

اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں وکان لا یرکب فی الدنیا مع ضعفہ وکبر سنہ
و یقول لا یرکب فی مدینہ خفیہا جثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم -

ترجمہ حاشیہ ۶۴ قلیل الخو ہونا کوئی عیب نہیں ہے چنانچہ نواب صاحب مدوح
کے کلام میں غصہ قریب آتا ہے اور نواب صاحب کماں کلام کی ایک نظیر نابغہ کاوشگر ہے
جو اس نے ایک قوم کی مدح میں کہا ہے ۵ لَاعْتَبِرْ فِیْہُمْ عِزَّ اَنْ سَمِعُوا قَوْلَہُمْ
یَہُنَّ فُلُوکٌ مِّنْ قِطَاعِ الْکِیْثِ ۶ یعنی اس قوم میں بجز اس کے کوئی عیب نہیں ہے
کہ انکی تلوار زمین اعدائے لشکروں کی مار کاٹ سے رخنے پڑ گئے ہیں یعنی دبا رہیں چھری
ہیں یعنی اونہیں بجز شجاعت اور کوئی عیب نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ شجاعت کوئی
عیب نہیں تو حاصل یہ ہوا کہ اونہیں کوئی عیب نہیں ہے۔ اس طرح نواب صاحب کلام
بھی سمجھنا چاہئے اور گوا اس طرح کلام ظاہر میں اس شخص کی مذمت میں معلوم ہوتا ہے
جس کے حق وہ کہا گیا ہے لیکن فی الحقیقت وہ اسکی کمال مدح پر دل ہوتا ہے اسلئے
اس صنعت کو علم بدیع میں تاکید المذبح بما یشبهہ الذم بولتے ہیں ۱۲ اس

حاشیہ ۶۴ ۵ ترجمہ امام مالک رحمہ اللہ (یعنی مدینہ طیبہ) کے امام ہیں
اور بہت مشہور اماموں میں سے ایک امام ہیں - ۱۲ اس

حاشیہ ۶۴ ۵ ترجمہ اور مالک رحمہ اللہ جب حدیث بیان کرنا چاہتے تو وضو کرتے
اور اپنے صدر فراش پر بیٹھتے اور دائرہ کئی کئی گچھی لیتے اور قار و ہیبت کے ساتھ اچھی طرح بیٹھتے
پھر حدیث بیان فرماتے کتنی اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں اور اسکو نہ بیان کروں مگر طہارت پر متمکن ہو کر نہ
۵ ترجمہ اور مدینہ میں باوجود ضعیفی اور کبر سن کے سوار نہیں ہوتے تھے
اور فرماتے تھے کہ میں ایسے شہر میں سوار ہوں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرم مبارک ہیں

اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں و قال ابن المبارک قلت لسفیان الثوری ۶۷
یا عبد اللہ ما بعد ابا حنیفۃ عن الغیبۃ ما سمعته یغتاب عدوہ
قط فقال صواعقل من ان یسلط علی حسانہ ما یدہبہا۔

پھر صفحہ ۶۸ میں لکھتے ہیں و مناقبہ و فضائلہ کثیرہ و قد ذکرنا الخطبۃ فی تاریخ
منہا شیئا کثیرا ثم اعقب ذلک بذکر ما کان الالیق ترکہ و الاضراب
عندہ فمثل هذا الامام لا یشک فی دینہ و لانی و سراعہ و تحفظہ و لیکن
لشیء سوى قلۃ العربیۃ ۶

اور ص ۶۹ میں حضرت امام مالک رحمہ کے حال میں لکھتے ہیں امام داسر الحجۃ واجد
الائمة الاعلام - اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں و کان مالک اذا اراد ان یجد
لقرضا و جلس علی صدر فراشه و شرّح لحیثہ و تمکن فی حلوسہ
یوقر و ھیبۃ ثم حدّث فقیل لہ فی ذلک فقال احب ان اعظم حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم لا احداث بلہ الا تمکننا علی طہارتہ

۷ ترجمہ اور ابن مبارک رحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ سے کہا کہ
عبد اللہ ابو حنیفہ غیبت سے کس قدر بعید ہیں میں نے کبھی او کو نہ بین سنا کہ اپنے کسی
دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوں۔ تو فرمایا کہ وہ بڑے عاقل ہیں اپنی نیکو نیویر ایسی چیز کو
مسلم نہ بین کرتے ہیں جو او کو زائل کر دیوے۔

۸ ترجمہ اور ابو حنیفہ رحمہ کے فضائل اور مناقب بہت ہیں۔ اور خطبے تاریخ
بعد او میں بہت کچھ آپ کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں (لیکن) چلوں گے بعد اسی
باتیں بھی ذکر کر رہی ہیں جبکہ تک کہ آیا اور ان کے ذکر سے اعراض کرنا بہت نا پسند تھا کیونکہ
ایسے امام کی دینداری اور پیر بنی گاہی اور تحفظ میں کچھ شک نہیں کیا جاسکتا اور انہیں
کوئی غیب تھا خبر قلت عربیت یعنی قلیل النہو ہونے کے (اور ظاہر ہے کہ قلت عربیت یعنی

اور وہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ہاں میں لکھتے ہیں کہ ان کا امام احمد
صنف کتابہ المسند وجمع فیہ من الحدیث ما لم یوفق لہ فیہ -
اور میں لکھتے ہیں کہ امام یکن فی آخر عصرہ مثله فی العلم والوسع -
اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت جنائزہ من الرجال فکانوا
ثمانمائة الف ومن النساء ستین الفا وقل انہ اسلام یوم مات عنہ
الفاصل الضاری والیہو دولہ مجوس -

اور میں طبقات ابن رجب حنبلی سے نقل کیا ہے کہ اس نے اپنی کتاب کے آغاز میں
لکھا ہے - ومن اعظم جہالاتہم یعنی للبتدعہ وغلوہم فی مقالاتہم
وقوعہم فی الامام المرحی امام الائمة وکھف الامۃ ناصرا لاسلام

للعہ ترجمہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے امام تھے - اپنی کتاب (مسند) کو ان کے
نے آپ تصنیف کیا ہے اور اوس میں انھوں نے وہ حدیثیں جمع کیں جو اور وہ کہتے تھے کہ
ترجمہ ان کے آخر زمانہ میں علم پر ہیر گاری میں ان کا کوئی مثل تھا ۱۲ سنہ
ترجمہ اور جو لوگ ان کے جنازہ پر حاضر ہوئے تھے ان کی تخمین کی گئی تو وہ اٹھ
لکھ ہوئے اور عورتیں ساٹھ ہزار - اور کہتے ہیں کہ جس دن ان کا انتقال ہوا تبسین
یہود اور نصاری اور مجوس مسلمان ہوئے ۱۲ سنہ

مع ترجمہ اور المبدعت کی بڑی جہالتوں اور ان کے غلو سے اپنی باتوں میں
ایک ان کا بدگولی کرنا ہے اوس امام پسندیدہ کی شان میں جو سب اماموں کے امام
او یامت کے جاسے پناہ اسلام اویسنت کے ناصر ہیں جبکہ مثل کسی ان کے لئے علم اور زہم
اور دیانت اور امانت میں نہیں دیکھا - وہ امام المحدث احمد بن محمد بن حنبل شہید
ہیں (قدس الدسرہ وبرد علیہ ضریحہ) وہ ایسے امام ہیں جنکی کوئی برابر ہی نہیں
اور ایسے دریا جنکا کوئی مقابل نہیں ہو سکتا - اور یہ وہ شخص ہیں کہ تمام ائمہ دین

اور ۵۹ مین امام شافعی رح کے حال میں لکھتے ہیں و کان الشافعی کثیر المناقب جم
المفاخر منقطع القرین اجتمعت فیہ من العلوم بکتاب اللہ و سنتہ
الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کلام الصحابة رضی اللہ عنہم
و آثارہم و اختلاف افاضیل العلماء و غیر ذلک من معرفة کلام العرب
واللغة والعربية والشعر حتى ان الاصمعي مع جلالة قدره في هذا الشأن
قرأ عليه اشعار الهذليين ما لم يحتم في غيره حتى قال احمد بن حنبل
رضي الله عنه ما عرفت ناسخ الحديث من منسوخ حتى جالس الشافعي
اور ۵۷ مین لکھتے ہیں و قد اتفق العلماء قاطبة من اصل الحديث والفقه
والاصول واللغة والنحو غير ذلك على ثقته وامانته وعلايته وزهده
وقد عرفت منزهته وعفته لنفسه وحسن سيرته وعلو قدره وشفائه

عن ترجمہ اور شافعی رح کثیر المناقب بہت مفاد والے تھے اپنا مقابل نہیں رکھتے تھے
اونہیں کتاب التداویب سے سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے
آثار اور علماء کے اختلافی اقوال کے علوم اس قدر جمع ہو گئے تھے جو اور نہیں جمع ہوئے تھے یہاں
کہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں حدیث کے نسخ منسوخ کو نہیں
بیچتا تھا جب تک کہ شافعی کی ہمنشین نہیں کی اور اسکے سوال کلام عرب اور لغت اور عربیت
اور شعر اس قدر جانتے تھے جو دوسرے لوگ نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ اصمعی نے باوجود اس
فن میں جلیل القدر ہونے کے بنی ہڈی کے اشعار اور نسخے پڑھے تھے ۱۲۰۰

ترجمہ اور بیشیک تمام علماء المحدث اور فقہ اور اصول اور لغت
اور نحو وغیرہ نے او کی ثقاہت اور امانت اور عدالت اور زہد اور ورع اور
نزاہت اور عفت نفس اور حسن سیرت اور علوم تربیت اور سخی ہونے پر
اتفاق کیا ہے ۱۲۰۱

پھر ۳۷ سے ۳۸ تک میں اون عذرون کے اقسام و تفصیل اور اس کے متعلقات بیان کر کے۔ ۳۷ میں لکھتے ہیں و نزد وجود اعدا یحییٰ کی رائیہ سید کہ نبرگان میں و شکیبہ و شمشیر کشد چو ایشان ہرگز ترک عمل بحدیث از راه نفسانیت و عصیت و حسیت باہلیت نکرده اند چنانکہ پس آئندگان ایشان بدون وجود اعدا صحیحہ و اسباب سالفہ میکنند۔

اور اسی ۳۷ میں لکھتے ہیں و علیٰ ہذا جملہ اکابر ملت اسلامیہ مصون اند از طعن و لعن این جاہلان بخیر و سلفہاے شوریدہ سرخواہ ائمہ اربعہ مجتہدین باشند یا عیضاً محدثین یا جماعت صالحہ متصوفین یا طائفہ دیگر از متقدمین خصوصاً آنانکہ پیش از ابصد سال جلوہ گر ہو و نہ زمانہ غیر قرون ایشان را دریافتہ گواہین در یافتہ قلیل باشند اکثر مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اولیٰ ائمہ اربعہ اہل بیت ہست و امام دارالبحر مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد این چارہ بزرگوار علیٰ غنیمت جمعین در قرن ثالث از قرون ہجرت مشہور و کہا بانحیرہ بودند۔

پھر ۳۸ سے ۳۹ تک میں ان ائمہ کا خیر القرون میں داخل ہونا ثابت کر کے فرماتے غرض کہ اس میں چارہ امام مجتہد از مرد زمان خیریت اند و تصنف ہو و بفضل شریفیہ۔

پھر ۳۹ سے ۴۰ تک میں چاروں اماموں کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں۔ اور جو امام ابو حنیفہ رح کی نسبت عربیت سے کم واقف ہونا اور حدیث کی روایت کم کرنا بیان کیا گیا ہے اس کا محمل و مطلب بتایا ہے چنانچہ مثلاً و مثلاً میں لکھتے ہیں و سرکہ و رترجمہ و ذکر قلیت علم نحو یا ضعف اور حدیث نوشتہ مقصود شریان عبارت از اہل طعن و جرح ست بلکہ بیان واقع زیر کہ مطاعن را در ساحت فضل و

۴۰ لفظ ضعف و رترجمہ غالباً از سہو کاتب ست و صحیح لفظ (قلت روایت) چنانکہ سیاق عبارت اعنی قولہ و کریم کہ وہی قلیل النحو بود یا قلیل الروایۃ و قولہ روایت حدیث کم کہ در بیان صریح و لا

والسنة من لم تر عين مثله علما وخرها وديانة وامانة امام
 اصل الحديث احمد بن محمد بن حنبل الشيباني قدس الله سره ويزيد
 عليه ضريحه الامام الذي لا يجارى ولا يحاذى لا يبارى ومن
 اجمع ائمة الدين في زمانه على تقدمه في شأنه ونبله وعلو مكانه
 والذى له من المناقب ما لا يعد ولا يحصى —

اور اپنی کتاب **جلب المنفعة في الذب عن الائمة المجتہدین** ^{الاصح} **الاربع**
 جسکو خاص اسی غرض سے تالیف فرمایا ہے کہ ائمہ اربعہ سے طعن طاعنین کو دفع کریں
 چنانچہ اسکا نام ہی اسکے اس ضمن پر شہادت دے رہا ہے (کے مابین فرما
 ہیں کہ واجب برمسلمان آنست کہ بعد از سوالہ خدا و رسول موالاة مومنین از علما و
 مجتہدین و اولیاء صالحین گزیند خصوصاً ولای آن علما و ائمہ کہ ورثہ پیغمبر اند
 و بمنزلة نجوم آسمان کہ در تاریکی بر و بجز راہ می نمایند و در ہدایت بر سکو خلق گم شانند
 و ہدایت و درایت ایشان اتفاق اسلامیانست۔

اور میں لکھتے ہیں کہ بیچ کیے از امامان دین کرامت سر قبول ایشان آورده است
 ہجو ائمہ اربعہ مجتہدین و خبر ایشان از جہان بحدیث چنان نبوہ است کہ اعتقاد مخالف
 رسول و سنتی از سنن و حدیثی از احادیث و سے علیہ الصلوٰۃ والسلام بدل
 داشتہ باشد چہ دقیق سنت و چہ طویل آن و چہ کثیر حدیث و چہ قلیل آن بلکہ ممکنان
 متفق بودہ اند بر وجوب اتباع رسول و بر آنکہ ہر کسے از کسان است چنانست کہ
 سخن او ما خود و متروک تواند شد الا رسول لیکن اگر یکے را قولے یافته شود کہ حد
 صحیح خلاف اوست پس لابد ویرا در اینجا عذر سے خواہد بود و ترک آن حدیث —

تمتہ حاشیہ ۱۶ او کے زمانے میں لوگوں کی شان اور ذکر اور علو مرتبہ میں او کے پیشوا ہونے
 اتفاق کیا ہے اور یہ وہ شخص ہیں جنکے مناقب گنتی شمار میں نہیں آسکتے ۱۷ منہ

زیور انصاف چنین کرده و گفت باشد جز آنکه نامہ اعمال خود را سیاه کرده چیز نمی گزینست
 اور ۶۵ و ۶۶ میں لکھتے ہیں حاشاکہ در چشم تفاوت و رضا با ائمہ تا دیگر
 مردم خیر القرون کہ فضائل و مناقب آنها معلوم و در کتب صحیحہ مرقوم است باشد
 یا سو ز غنی بجانب این بزرگواران در خاطر گذر و لغو ذبا لله من جمیع ما کثر الله
 اگر ایشان نمی بودند قرآن کریم را تا ما کے میسایند و در اجتهاد بر روی ما
 کہ ام کس میکشاد و چون این خمد علوم نبوت و نقد روایات ملت مطعون و مخبر
 و مظنون اسور باشند پس آن کہ ام است کہ سلف صالح عبارت از و باشد -

اور ۶۷ میں فرماتے ہیں و این گفتگو مخصوص با امام اعظم است کہ اول ائمہ
 مجتہدین باشند و علم و فضل و عمل بلکہ در بارہ جملہ ائمہ از امام شافعی واحد
 و مالک و فخر السیاق از جہا بذہ حدیث و سنت است چه حکم جمیع ایشان حکم
 واحد است و حفظ مراتب و شکا داشت مناصب قد جعل الله لكل شیء قدراً -
 پھر ۶۸ میں فرماتے ہیں و با جملہ این ائمہ اربعہ جماعتی بر خاستہ کہ خود را
 وقف طلب علم حدیث شریف (لبشر و طہا المعرفۃ فی کتب هذا الفن)
 گردانیدہ و حامل ایشان بر جمیع اقوال ہمین ائمہ اربعہ گذشتہ کہ کبریات و مراتب تحریف
 برایشان حدیث و اتباع سنت کردہ اند و از تقلید خود و تقلید غیر خود نمی فرمودہ
 پس اگر نیک بشکافند و ریا بند کہ مقلدان راستگو تابعان حق جو از برای
 ائمہ موصوفین ہمین عصای محمدین است و این احناف و شوافع و غیر جماعہ
 تقلید را در برابر حدیث اختیار کردہ اند و مسائل قیاسیہ و احکام اجتہادیہ
 بر کلام خدا و رسول ترجیح می نہند و حقیقت تارکان تقلید ائمہ و منکرین
 ارشادات ایشانند - خود جادہ ظلاف امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
 می سپرد و ہمیش بر متبعان می نہند و قد خاب من افتری -

گذشت نیست۔ و جرح چنین نیز گویان اگر از راه نفسانیت آید باز تعصب خیر و
 می باشد با خدایه دشمنی اولیای خدا و حب خط و سبزه است و منتهی
 است از کسیکه بظرف استخفاف یا استکراه یا سونطن یا بے ادبی بسوس و سوسه
 و سوسه نظر میکند۔ و گرفتیم که سوسه قلیل الخوب و یا قلیل الروایه انیمینی ماحی و دیگر علوم
 و فضائل و سوسه که متفق علیه جماع اهل اسلام است نمیتواند شد آن کیست که در
 خطبه یا نقض من وجه نبوده است صحابه که افضل است اند با جماعت امت و ایشان
 هم کسی گذشت که قلیل العلم بود و از بسیاری احادیث خبر نداشت پس اگر امام
 اعظم دور بنگازان اصحاب که از ایشان جز و سوسه یا چند حدیث مروی نشده
 روایت حدیث کم کرد کدام قباح است۔ و علم غماز ایجادات مرتضوی است
 رضی الله عنه همگی صحاب جز اولت این علم بر وجه حادث نکرد و ماند بلکه خود آنرا بر نام
 و نشان این علم و قوف دست بهم نداده۔

او را وی صفه من لکته بن سهر که امثال این امور را محمول بر از و را بر آن امام
 مقبول می کند سخت نامعقول است و سوسه قد خبر قرون نشاخت و قیاس
 غائب بر حاضر ساخت و تقلید و سوسه یا تقلید دیگر و اختار بر آن لاسیما نزد
 مصداق است سنت صحیح و خلاف حدیث محکم امر و دیگر است و انتفاص بر آن
 عالیقدر امر و دیگر اول حق صریح است و ثانی باطل و قبیح۔ با آنکه عذر را
 صحیح از طرف ایشان و دیگر ائمه مجتهدین و ماول کتاب از زبان شیخ الاسلام
 سابق شده و با آنهم معاذیر حالا کنجایش که ام تقصیر و فضل کبر ایشان با
 شک نیست که بعض تقلیدین حنفیه و رین باب چنان زعم میکنند که منکر تقلید
 ایشان ضروری ایشان است حالانکه چنین نیست و لازم مذهب مذنب
 نباشد۔ و اگر جالبه که غافل از مزایای حضرات امام بهام است و غافل از

یا متاخرین متبعین اقرار محض و سنو رظنی بحق خاص مومنین ست و در تقدیر
و منزلت ایشان چند آنکہ در نظر زمرہ مومنین بودہ است و مغشاران در
حاکف مقلدین ثابت نمیشود -

اب کہا نکہ اقوال اسباب میں نقل کرین اسبقدر پلپس کرتے ہیں -
بھلا کسی عاقل کی عقل میں یہ آسکتا ہے کہ جسکا اعتقاد ائمہ مجتہدین کی
شان میں الیا ہو اور وہ اپنے اس اعتقاد کو بذریعہ اپنی تالیفات کے
تمام بلاد و امصار میں شائع کرتا ہو پھر وہ برسر بازار اون بزرگان و بزرگ
تیرا اور دشنام دیتا پھرے گا -

اور جو اسی دفعہ میں نوالہ صاحب ممدوح اور مولوی ابراہیم صاحب آروی
کی نسبت لکھا ہے کہ مار سے بھی جاتے ہیں قید بھی ہوتے ہیں مگر سخت
کلامی سے باز نہیں آتے - کس درجہ کی خلاف بیانی ہے - بھلا نواب
صاحب ممدوح و مولوی ابراہیم صاحب آروی کو کس نے مارا ہے او
کہاں کہاں قید ہوئے ہیں مجیب صاحب کہ چاہئے کہ نشان دلیوں فقط

۲

پھر اسکی تائید میں ۹۷ سے ۱۰۰ تک میں چاروں اماموں کے اس مضمون کے اقوال نقل کئے ہیں کہ کتاب وسنت کے مقابلے میں ہمارے اقوال کو چھوڑو اور نص کے ہونے کیسی تقلید نہ کرو اور جب تک بخان کو کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے قول پر فتویٰ نہ دو اور سمجھنے جہاں سے احکام لئے ہیں وہاں سے تم بھی لو — پھر ۱۰۱ میں لوگوں کے اس خیالی اور ادعائی اجماع کی حقیقت بیان کی ہے جسکا لوگ ہر باب میں بلا تحقیق وثبوت دعویٰ یا کرتے ہیں پھر ۱۰۲ و ۱۰۳ میں ائمہ محدثین و اصحاب صحاح ستہ کے حالات و فضا بیان کر کے فرماتے ہیں و علی کل حال اصحاب صحیح ستہ لاحق ائمہ اربعہ اندر دخول در زمن خیر و قبول ہر چند کہ بعدیت از منہ و امنگی ایشان باشد و فائق اندبہ بر طوائف مسلمین و حکم طاعن و مستحق ایشان بلکہ جملہ محدثان حکم سنی ادب و و تارک حفظ مرتب بحق ائمہ اربعہ است بلا تفاوت و فرق پس چنانکہ ہے ادب با ائمہ اربعہ محرومیت از سعادت و ارین ہجرت گستاخ و رقی ایشان موقوف از درگاہ عالیجاہ خداوند کونین چہ بگننان ازین جماعت مبارکہ اصحاب قرون مشہور بالخیر بودہ اند — پھر ۱۰۴ میں بیان کیا ہے کہ جو نفسانی اختلاف مسلمانوں میں آجکل پھول رہا ہے صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین میں اس قسم کا اختلاف تھا۔ پھر ۱۰۵ سے ۱۰۸ تک میں باہمی تکفیر سے روکا ہے اور اسکے ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک تقلید بمقتابلہ نص حرام و شرک ہے و معہذا اس فعل کے مرتکب پر بالخصوص شرک و کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے ہیں —

اخیر رسالہ میں بصفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ لکھتے ہیں و بالجملة مقصود از خامہ فرسائی درین رسالہ بیان ہمین معنی است کہ گان سور ادب از عصائب حدیث و تحقیق ائمہ مجتہدین و غیر ہم از علماے دین خواہ متقدمین از سلف صالحین باشند

یہ مقدمہ مقدمہ نمبر ۱۸۳۷ء سے اس درجہ متعلق ہے کہ سمجھنا اپنی تجویز اس مقدمہ کے حکم پر ملتوسی رکھی مدعیان مقدمہ مذکور مدعا علیہ بھول والی مسجد کے قریب کچے رہنے والے ہیں جو شہر وادی میں اجمیری دروازہ کے قریب واقع ہے مدعیان اعلیٰ طور پر اصلاح دینے والے فریق مسلمانان میں سے ہیں اور وہ لوگ جنکو مسائل مذہبی میں ان کے ساتھ اتفاق نہیں ہوا کو وہابی لاندہب یا غیر مقلد کہتے ہیں مدعا علیہ اپنے تین مقلد سنت جماعت فرقہ حنفی کا بیان کرتے ہیں انہیں اکثر موجی لوگ ہیں اور انکا مذہب اسلامیہ عموماً ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تم تعلیم یافتہ فرقہ اے ہندوستان خاص کا ہے۔ لفظ لاندہب سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ فریق مدعیان جو یا بنداون قوا عد کے ہیں جو خاص قرآن سے ہیں اپنے تین کسی خاص قاعدہ اور ملت میں شمار کرنا نہیں چاہتے جسکو عرف عام میں مذہب یا فرقہ اسلام کہتے ہیں لفظ غیر مقلد ایسی ہی صورت میں مستعمل ہے مگر اسکا ترجمہ فی الجملہ کچھ اور ہے اور استعمال اسکا برعایت معنی اصطلاحی ہے نہ کہ نجیال قربانہ یہ لفظ ہم معنی لفظ انگریزی انڈی پیڈینٹ یعنی آزادگی ہے جسے تاریخ انگریزی سے معلوم ہوا آزاد فرقہ کہتے ہیں یعنی وہ لوگ جو جملہ قواعد معروف سے بڑھکر ہوں اور حاکم کو مدار انصاف محض قول زبانی پر کرنا مناسب نہیں مدعیان کا بیان ہے کہ مدعا علیہ مسجد بکور میں دست انداز ہو کر ہماری حق او اے نماز میں خلل اور ستدعی اصدار حکم متاعی بنام مدعا علیہ ہم ہیں کہ وہ اس دست اندازی اور ظلم زیادتی سے باز رہیں۔ مدعا علیہ ہم کا جواب ہے (۱) مسجد ہماری ملکیت ہے اور ہم کو حق یہ دخل مدعیان کا ہے۔ (۲) چونکہ مدعیان فرقہ حنفی کے خلاف ہیں انکو استحقاق نماز خوانی اس مسجد میں کہ جو صرف واسطے

بعد ختم ہونے رسالے کے اب فیصلجات باضابطہ کے
تراجم حسب عددہ ورج کئے جاتے ہیں

منہ منہ ترجمہ
ترجمہ فیصلہ انگریزی عدالت دیوانی اجلاس مسٹر جی ویمینڈ
صاحب بہادر جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع دہلی

شہر دہلی ۱۶ نمبر جبر عام دیوانی منصفہ جنوبی سنہ ۱۳۲۶ء

چودہری محمد حسین ولد خدا بخش و مولانا بخش ولد شیخ اسونڈی و عبداللہ ولد
حسین بخش سپران منی و رحمت اللہ ولد نبی بخش و احمد ولد اللہ بخش و عبدالغفور
ولد عبداللہ و فخری ولد احمد و کریم بخش و ولد غلام رسول و عبدالکحیم ولد غلام علی
سکنائے دہلی بازار اجمیری دروازہ مدعیان -

بنام
عبداللہ ولد رضائی و محمد ولد جمال و غلام بخش و غلام نبی و اسحاق ولد
اسمعیل و اسمعیل ولد حسن و بخش و محمد حسین بخش و ولد امیر و خواجہ و ولد بہادر
و رحمان و عثمان و حسن و ولد رضائی و محبوب بخش و ولد اللہ بخش و ابراہیم
و عبدالرحیم سپران محمد و اصل سکنائے دہلی مدعا علیہم
دعویٰ اصدار حکم امتناعی بنام مدعا علیہم کہ
وہ مدعیان کو مسجد واقعہ قریب اجمیری دروازہ
شہر دہلی میں جاتے اور نماز خوانی کے مانع نہوں

لینا جدا گانہ امر ہے۔ ایک حوالہ وہ بھی کہ اعتبار کی لائق ہے مدعا علیہ ہم نے
 تردید میں مدعیان کے دیا نسبت تنفیج دویم کے کسی کتاب کا کبھی حوالہ نہیں
 دیا کیا کہ بوجہ اختلاف مذہب کے ایک فرقہ دوسرے کو استعمال مسجد سے محروم کر دے
 ضرور چند فقرہ مدعا علیہ کے طعنے سے باظہار اسکے کہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے
 کہ چار فرقہ نمین سے کسی ایک میں وہ ضرور ہو حوالہ دیا گیا ہے مگر چین کتابوں
 کے یہ فقرے ہیں وہ سب ایسی ہیں جو رد و کد کی کتابین ہوتی ہیں کوئی کتاب
 مسلمہ نہیں ہے اور نہ اون میں کوئی ایسا ہے جس سے پایا جاتا ہو کہ کسی مسلمان کو
 مسجد عام میں آنے کی ممانعت اسوجہ سے ہو سکتی ہے کہ وہ چاروں اماموں کو
 برا سمجھتا ہو اور ان چاروں کو پابند قرآن شریف جانتا ہو۔ جو کچھ شہادت
 بہ ثبوت اخراج کے گذری ایک حکم ہے جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ بادشاہ
 دہلی نے جاری کیا تھا کہ والی لوگ اپنی ہی مسجد میں پرستش کریں لیکن میں
 نہیں خیال کر سکتا کہ اس قسم کا حکم اگر کبھی صادر بھی ہوا ہو ایک نظیر معاملہ شریف
 شریف میں سمجھی جائیگی۔ مدعیان اوس نام کو جس سے مدعا علیہ ہم کو
 پکارتے ہیں اور اپنے میں اور اون میں تمیز کرتے ہیں قبول نہیں کرتے اور
 کہتے ہیں کہ ہم سنت جماعت ہیں اور مدعا علیہ کے گواہان نے کئی مواقع پر یہ
 تسلیم کیا ہے کہ اول مسجد عام میں ہر ایک مسلمان کو اختیار ہے کہ نماز پڑھے
 دویم کوئی امر بیرونی ایسا نہیں ہے جس سے مدعیان اور مدعا علیہ میں
 تمیز کی جاوے مسجد متنازعہ میں حق نماز پڑھانے کا اور اسکا کہ کون شخص حق
 ہو سکتا ہے امور تنفیج طلب مقدمہ ہذا میں نہیں ہے۔ تنازعہ صرف یہ ہے
 مدعیان کو منصب مسجد میں جانے اور نماز ادا کرنا بطور عام رسوم مذہب
 اسلام کے حاصل ہے یا نہیں۔ اگر مدعیان بہ استعمال اس حق کے کتنی معمولی

استعمال فرقہ خفی کے ہے نہیں ہے اس صورت میں تنقیحات ذیل تصفیہ میں
 اول کیا مسجد متنازعہ کیسی بیچ کا مکان ہے اور اگر ہے تو کیا ملکیت خالص مدعا علیہم
 ہے یا ثبوت ذمہ مدعا علیہم۔ کیونکہ قیاس مسجد کی نسبت یہ ہے کہ وہ
 پرستش گاہ عام ہے جو اوسمیں جانا چاہیے (۳۴) بالفرض مدعیان باقا
 پرستش کنندگان مسجد متنازعہ کے مختلف نہوتے تو کیا وہ عبادت کے لئے
 مسجد میں جانے سے ممنوع ہیں یا ثبوت ذمہ مدعا علیہم۔ مدعا علیہم نے
 جو جاحن کو پیش بہ ثبوت اس امر کے نہیں کی کہ مسجد متنازعہ اونیکی جائداد
 خالص ہے یا یہ کہ ایسی عمارت کے نسبت اطلاق ملکیت خالص ہو سکتا ہے
 مدعا علیہم کا بیان ہے کہ مسجد مذکور مسجد موجیان مشہور ہے کتبہ میں پھول والی
 مسجد لکھکر مدعیان نے حال میں مجلس سازی کی ہے لیکن صرف نام سے ایسی
 عمارت کیسی ملکیت ثابت نہیں ہوتی ایک مسجد اس شہر میں علوانیوں کی مسجد مشہور
 ہے حالانکہ سلمان علوانی کوئی نہیں ہے قیاس یہ ہے کہ مسجد موجیان
 اسوجہ سے مشہور ہے کہ اوسکے گرد و پیش میں موجیوں کی دوکانیں ہیں
 ہیں۔ مدعا علیہم حصر کرتے ہیں کہ ہم نے ہی براہ مسجد کی مرمت کی مگر
 امر غیر متعلق مقدمہ ہے مرمت کرنے یا ایسی تعمیرات قائم رکھنے سے مسلمانوں
 میں کوئی حق ملکیت پیدا نہیں ہوتا اور نہ کسی حق کی تائید ہوتی قانون
 اس بارہ میں صاف ہے مگور لال کیپر ۱۷۷۷ء جلد دوم صفحہ ۱۲۹ طبع ۱۷۷۹ء
 اور یادداشت نامہ صفحہ ۱۱ فتاویٰ عالمگیری خلاصہ محولہ از فتاویٰ عالمگیری
 جلد دوم صفحہ ۵۴۶ لغایت ۴۸ طبع ۱۷۸۲ء صفحہ ۵۱۔ اوس کتاب
 سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی حق خالص مسجد میں جو عبادت گاہ کی طرح ہو
 نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ خاص کسی محل کی واسطے ہے کیونکہ نہوا ورامانی و

العبد
لچھی نراین نقلویس سررشتہ دیوانی ضلع دہلی -

ترجمہ فیصلہ انگریزی محکمہ کمشنری قسمت دہلی باجلاس
مسٹر جی ڈی ٹریملٹ صاحب بہادر کیشنر واقعہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۷ء

عبداللہ ولد رمضان وغنہ کس دیگر ذات موچی ساکن دہلی علیہم السلام
بنام محمد حسن خلف خدا بخش ولعہ کس دیگر ساکنان پہاڑ کچ واقعہ تھر دہلی
مدعیان رسپانڈنٹیان -

اپیل بناراضی حکم مسٹر جی آر ڈرنہند صاحب بہادر قائم مقام جوڈیشل
اسسٹنٹ کمشنر دہلی مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۷ء جسکی رو سے مدعیان
برائے اجراء حکم امتناعی بنام مدعا علیہم دربارہ نزو کئے نماز مدعیان
مسجد موجیان واقع متصل الحمیری دروازہ ڈگری ہوا۔ اپیلایان نے
آغاز مقدمہ کا اس عذر کے پیش کرنے سے کیا کہ مدعا علیہم نے مدعیان
کی مسجد میں داخل ہونے سے کبھی مزاحمت نہیں کی۔

لہذا انکو منصب دعوی حاصل تھا۔ تاہم اپیلایان فیصلہ عدالت
ماتحت میں رد و بدل کرتے رہے اور یہ اظہار کرتے رہے کہ مدعیان کو
مسجد میں داخل ہونیکا حق حاصل نہیں ہے۔

باوجودیکہ عدالت ماتحت نے بحق مدعیان ایک ڈگری بنام مدعا علیہم
بدین مضمون صادر کرتی ہے کہ وہ مدعیان کو مسجد میں برائے اغراض
داخل ہونے سے منع نہ کریں (جسکے بابت منازعت ہے) کوئی خریچہ نہیں

رسم کے اوامین درگذر کرین یا خلاف رواج اوس مسجد کے جماعت معمولی نمازیں کو
 رنج پہنچاویں تو اوس صورت میں باقاعدہ نمازیں کو منصب چارہ جوئی
 دیوانی و فوجداری عدالتوں میں ہوگا بشرطیکہ ارتکاب ایسے فعل کا ہوا ہو
 جو باعث فتوایں عامہ یا تکلیف عامہ کی حد کو پہنچا ہو لیکن مدعیان اسوجہ سے
 کہ انکی رائے اصول مذہبی اور ادا سے رسوم میں مدعا علیہم مختلف ہے
 مسجد میں آنے اور شریک عام نماز ہونے سے محروم نہیں کئے جاسکتے۔ بیان
 نہیں ہوا کہ مدعیان کے طریقہ ادا سے نماز میں مدعا علیہم کبھی مانع ہوئے ہوں
 غرض اس سے تسلیم ہے کہ کبھی مانعت یا سبکداری کا لہذا ظہور میں نہیں آیا۔ لیکن
 یہ امر صاف ہے کہ مدعا علیہم مدعیان کے مسجد میں آنے سے اسوجہ سے روکتے ہیں
 کہ باہم انکے بعض مسائل شرعی میں اختلاف ہے۔ عدالت تجویز کرتی ہے کہ
 مدعا علیہم کو کوئی حق قانونی مدعیان کو منع کر سکیا نہیں ہے اور فیصلہ و ڈگری
 بموجب استدعا مدعیان کے صادر کرتی ہے۔ اس مقدمہ میں ختم چہ نہیں ہوا
 چاہئے مدعا علیہم جو عذر دار ہوتے وہ بیشک اسوجہ سے ہوئے کہ مدعیان
 نے امام کو اپنے طرف کر لیا تھا اور جب مدعا علیہم نے اوسکے برخواستگی کی درخواست
 کی تو مدعیان نے یہ دعویٰ بطور جواب کے کر دیا چنانچہ ڈگری صادر ہو گئی
 چنے یہ فیصلہ کام سپرد کرنے سے پیشتر لکھا تھا کہ اوسکو صحیح نہیں کر سکتا اسلئے
 ہم اپنے جانشین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اوسکو سنا دین فقط
 تحریرہ مارٹوسمبر ۱۸۷۸ء اجلاس مسٹری ٹر اور ڈ صاحب بہادر جوڈیشل
 اسسٹنٹ کمشنر دہلی۔

آج چنے یہ فیصلہ سراجلاس وکلاء و قیقین کو سنا دیا۔ تحریرہ جنوری ۱۸۷۸ء

نذیر علی اہلہ

دستخط حاکم

مقابلہ کیا گیا۔

مسلمان نے نتیجہ نکلتا قرار دیا ہے کہ کفار لوگوں کو نکو خارج کرنا فرض ہے۔ اب بھلا یہ راسے پیدا کرنے کے کہہاں تک یہ صحیح بغیر روایت مذکور کے ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ مدعا علیہ نے مسجد پر ایسا حق ذاتی ثابت نہیں کیا ہے جسکی رو سے اوکو کافر لوگوں کے خارج کر نیک جائزاً منصب حاصل ہوتا ہو۔

یا ثانیاً اوخون نے یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ مدعیان کو کافر گردانا چاہئے ہماری راسے میں خیال اسلام نسبت مسجد یہ ہے کہ جب مسجد باغراض پرستش (بذریعہ عام نماز و عین پر سے جائیکے) مخصوص کر دی جاتی ہے تو انسانی ملکیت آدمین سے بالکل جاتی رہتی ہے اور زمین اور عمارت متعلق خدا کے ہو جاتی ہے اور تا دوام برائے عبادت ایزدی مخصوص رکھی جاتی ہے پس اب اس امر سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسی عمارت اون لوگوں کے لئے (جو اپنے تئیں نیک مسلمان سمجھتے ہیں) جیسا کہ بالمشک مدعیان اپنے تئیں سمجھتے ہیں، داخل ہونے اور روان اپنی سنا جات کران کی عام ہوتی چاہئے۔

یہ امر کہ مسجد ضرور عوام الناس کے لئے ہوتی ہے نیز ایک قاعدہ شرع محمدی سے بھی پایا جاتا ہے۔ جو قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کسی عمارت کو برائے مسجد اس شرط پر مخصوص کرے کہ وہ برائے پرستش باشندگان محلہ ہے تو ایسے مکان کا مخصوص ہونا قائم رہیگا لیکن شرعاً کالعدم ہو جائیگی۔ لہذا ہم یہ دریافت کر رہے ہیں معذور رہے کہ کس طرح مدعا علیہ ہم ایک عمارت میں ایسا حق یا متمتع کے حصول کا دعویٰ کر سکتے ہیں جس سے اوخون مدعیان کے۔ نیز وہی کافر بھی ہوں خارج کر نیک مجاز حاصل ہو جاوے۔ وکیل مدعا علیہ ہم عذر کرتا ہے کہ ہر ایک مسجد کے پرستار مسجد سے اون شخصوں کو جسکے طریقہ عبادت اور مطابق نہ ہوں خارج کر سکتے ہیں اور چونکہ مدعیان اوس فرقہ سے ہیں جو عموماً

تاہم حضور انجانب یہ علم دیکھ کر کہ کس طرح عوام ایک ڈگری کی نسبت جو بنام رکھے
 ہوا ایسے معاملہ میں جس میں وہ نہایت سرگرم ہیں۔ عقل رکھتے ہیں۔ بالکل
 اس امر کے غور کرنے پر آمادہ ہو جاتے اگر مدعا علیہم ڈگری کی نسبت حق
 مدعیان داخل ہونے مسجد۔ منظور کر لینے مگر انہی و عدالت ماتحت کی تفسیر اوقاف
 ایسے خفیف مذہبی معاملہ میں کہ آیا مدعا علیہم نے مدعیان کی مزاحمت کی یا نہیں
 ہم نہیں کرتے جبکہ وہ ایسے ضمیمہ میں بیان کرتے ہیں کہ اگر مدعیان نے اب
 مسجد میں داخل ہونے کا قصد کیا تو وہ اوکو بند کر دینگے اور کہ اوکو اسکا
 حق حاصل ہے۔ اندرین حالات یہ بالکل صاف ہے کہ آیا مدعیان کو فی الواقع
 روک دینے سے کسی اور مساوی ذریعہ سے مدعا علیہم نے مدعیان پر یہ مہر بن
 کر دیا ہے کہ وہ اوکی مسجد میں داخل ہونے کے حق کو تسلیم نہیں کرتے اور
 کہ وہ حق مذکور میں مداخلت۔ واوکی باعث سے کہیں پیدا کرینگے۔ یہاں یہ
 ہم یہ غور کرینگے کہ آیا حکم صاحب جوڈیشل ماسٹرن کمنشنر بحال رہنا چاہتے
 یا نہیں۔ اس موقع پر ہم اس اندراج سے آغاز کرینگے کہ بروہی ڈگری حق
 داخل مسجد مدعیان باغراض عبادت صرف تسلیم کیا گیا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص
 مسجد میں عبادت کرینگے حلیہ سے داخل ہو کر برعکس پریش ایسا رویہ ظاہر کر
 جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ اوکی نیت عبادت کرنیکی تھی بلکہ اون لوگوں کو
 جو وہاں عبادت کرتے ہیں چیلنے وایذا پہنچانیکی تھی۔ تو ایسا رویہ بموجب
 تعزیرات ہند قابل سزا کے ہوگا اور ایسا فعل ڈگری حال سے کسی طرح سے
 محفوظ یا مستثنیٰ نہیں ہے۔

تاہم مدعا علیہم مذکر کرتے ہیں کہ روایت جس میں یہ بیان ہے کہ کس طرح مسجد نے
 مشہر کیا کہ ناپاک لوگوں کو مسجد میں داخل ہونا چاہئے اوس سے اونکے مذہب کا

لہذا اپنے متین مستحقاً۔ ہر ایک مسجد میں جو برے پیتش ایزوسی (جس کا وہ اپنے متین خادم ہونا قرار دیتے ہیں) مخصوص کنگینی ہو داخل ہونے وقت کرنیکا مستحق خیال کرتے ہیں۔ پس ایسے آدمیوں کا خارج کرنا عدالت ہذا کو نہایت بیجا نظر آتا ہے اور یہ کارروائی ظاف اور اصول قواعد سرکاری کے ہے جو اصول ملکہ معظمہ کے اسل شہار کے اجراء سے بھی جو بروقت ان کے ہندوستان پر خود تسلط ہونے کے جاری ہوا تھا۔ نہایت قدیمی ہے۔ ہم کو درج کرنا چاہئے کہ تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ مدعیان مسجد کے قریب میں رہتے ہیں اور پس واجب طور پر مسجد مذکور میں عبادت کرنا چاہئے۔

لہذا ہم بائین وجوہات راے عدالت ماتحت سے متفق ہیں اور اپیل کو مندرجہ عدالت ہذا خارج کرتے ہیں۔
(خس وکیل مبلغ ۳۵۰۰۰۰) کیونکہ ہم خیال کرتے ہیں کہ مدعا علیہ ہم کو فیصلہ عدالت ضلع پر رضامند ہونا چاہئے تھا۔

نیز ہم کوئی وجہ راے صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ میں خرچہ ابتدائی دینے کے انکار میں۔ مداخلت کی نہیں دیکھتے۔ اور بائین وجہ عذر داری بالمقابل بھی خارج کرتے ہیں فقط

وتخط حاکم

ترجمہ فیصلہ انگریزی عدالت دیوانی ضلع دیوبند باجلا میں مسٹر
آرمیکا کی صاحبزادہ جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر واقعہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء
نمبر ۱۴ رجسٹر اصلی ۱۸۰۷

جو مدعی عبد اللہ ولد رمضان و محمد بخش ولد شیخ جمال ساکن گلی شاہ تاراہلی

والی کہلاتے ہیں لہذا وہ قابل خراج ہیں۔
 لیکن چنے کو کیل منکورو کو یہ بتلایا کہ چونکہ بروے اصول متذکرہ بالاملکیت کل مساجد
 کی ایک ہی ہے پس اگر اوسکا اعتراض صحیح ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی
 والی کسی مسجد میں جو اوسکی قوم کے لوگوں نے تعمیر نہ کی ہو یا اوسکے قضاہ
 میں نہ مستحق عبادت کرنے یا داخل ہو نہ کیا ہوگا۔ اور چونکہ ایسی صورت معلوم
 نہ امین ہوئی ظاہر نہیں کی گئی ہے لہذا اوسکا مسئلہ بلاشک نادرست ہے۔
 یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ شہر کا کل مذہب و فرقہ جامع مسجد شہر نہ امین پرستش
 کرتے ہیں۔ مگر یہ غدر پیش کرنا فضول ہے کہ یہ ایک خاص صورت اسوجہ
 ہے کہ سرکار نے عمارت مذکور کو حوالہ مسلمانان کردیا کیونکہ بیشک سرکار کا عمارت
 کے واگداشت کرنے سے یہ منشا تھا۔ اور یہ موبہوب ہم نے یہ منشا سمجھ لیا تھا
 کہ مسجد مذکور بطور مسجد مسلمانان بشرط عمل میں لانے کل حقوق و پابندی
 جو بموجب شرع محمدی جائز ہیں۔ استعمال میں آنے چاہئے۔
 حق جواہل یورپ کو مسجد مذکور میں اندر جانیکا حاصل ہے۔ ظاہر اشعلق تو تاریخ
 گذشتہ عمارت کے ہیں اور یہ امر نہا سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔
 پھر جیسا ہم تحریر کیے چکے ہیں ہماری راے میں مدعیان کا۔ نیز اگر وئے والی
 بھی ہوں۔ ایسا منحرف ہونا ثابت نہیں ہوا ہے کہ اگر مدعا علیہ کم کفار
 کو گونگو خارج کر سکیں۔ وہ مدعیان کو خارج رکھ سکتے ہیں یہ مشہور ہے
 کہ وہاں یہ اقرار کرتے اور یہاں عقائد رکھتے ہیں کہ اوسکے عقائد مذہبی
 حقیقہ اونکے نبی کے عقائد سے مطابق ہیں اور کہ اسلام کے برگشتہ کر سوا
 وہی لوگ ہیں جو ایماندار کہلاتے ہیں۔ آیا وہ اپنے اس اعتقاد میں راست
 ہیں یا غلط۔ وئے بلاشبہ اس پر اپنے صدق دل سے یقین رکھتے ہیں اور

صاف معلوم ہوتا ہے اور صاف فیصلہ ہونا چاہئے مشربا کر صاحب نے تین نوئی
تنقیحات قرار دی ہیں (۱) دعوی سماعت ہو سکتا ہے (۲) آیا
کافی اسٹام عارضہ عوی پر چپان ہے (۳) مدعیان کو منصب و عوی ہے
ہم مشربا کر صاحب سے ان تینوں امور کے اثبات میں فیصلہ کرنے میں اتفاق
کرتے ہیں اور کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اب واقعات ساری شہادت
سماعت کرنے سے صاف ہو گئی اور یہ لکھنا ضرور ہے کہ کم سے کم ۲۰ لاکھ
زیادہ مدعیان نابالغ ہیں کوئی کارروائی اوکی ولی دوران مقدمہ کرنے کے
نہیں ہوئے ہیں ہم ہر ایک حکم صادر کرتے ہیں اور مدعیان کو از سر نو کارروائی
کرنے کو مجبور کرنے میں قانوناً غالباً غلطی نہ کرینگے اور ایسی صورت میں سارا خرچہ
زیر مدعیان عائد ہوگا مگر ہماری دانست میں لفظ اختیاری جو اس دفعہ میں
متعل ہو اسے ایسے مقدمات کے فیصلہ کرنے کے لئے اجازت دیتا ہے اور مجبور
نہیں کرتا اور چونکہ فریقین رویداد فیصلہ کرنا چاہتے ہیں ہم فیصلہ کرنا مناسب
سمجھتے ہیں اور ترجیح طلب امر یہ ہے کہ آیا مدعیان یا اور اشخاص عدلی طرف سے وہ
اختیار رکھتے ہوں متولی مسجد اور تحقق تقرر یا بطرفی امام کے ہیں بیان کو
مدعیان یہ ہے کہ ۱۷۷۱ یا ۱۷۷۲ سال ہوئے کروہ موجیان سکنا سے قرب
و جوار مسجد قدیم معروف پھول کی مسجد یا شاہ تارائے کچھ زمین جنبہ و کانین بنی
ہوئی تھیں بدھو قصاب سے خریدی اور عمارت مذکور کی مرمت کی اور رو
بڑایا اور قیام مکان کے لئے آمدنی دکانین کو وقف کر دیا خلاف اسکے مدعا علیہم
کہتے ہیں کہ محمد اسمعیل مدعا علیہ نمبر ۱۷۷۱ یا ۱۷۷۲ خریدی اور مسجد کو دیدی
اور مرمت مسجد کی کری اور خود منظم رہا بعد سماعت شہادت پیش کروہ مدعا علیہم
کے ہمارے نزدیک ان دونوں بیانات میں پچھلا بیان بہت قرین قیاس ہے

مدعیان و بدیعہ ولد سپرو و فسد کس دیگر سکناے اجیری دروازہ شہر دہلی تھی

بنام
جمال الدین ولد محمد اکبر و محمد اسمعیل ولد نبی بخش سکناے اجیری دروازہ
شہر دہلی مدعا علیہم

دعوی اثبات حق تولیت مسجد شہور پھول کی مسجد

واقعہ قریب اجیری دروازہ شہر دہلی و امتناع

مدعا علیہم امام و مدعا علیہم نسبت خاص

نا جائز افعال و علی کی مدعا علیہم نسبت عہدہ اہمیت

آج مقدمہ بخاضری بابو سر پرام وکیل مدعیان اور مسٹر سرل کرک پرکھ صاحب

وکیل مدعا علیہم پیش ہو کر سماعت ہوا دعویٰ ہذا ایک مسجد

چند نمازیوں نے اپنا حق انتظام کرتے ہوئے اس مسجد کا اور مدعا علیہم کے

اوسکے عہدہ امامت سے برخاست کرینکا اور مدعا علیہم کے عہدہ کو

چند افعال کے عمل میں لانے سے امتناع کرینکا جو افعال حسب بیان مدعیان

اوسکے مذہبی خاص حق متعلقہ مسجد ہذا کے خلاف ہیں وائے کیا۔ پہلے مقدمہ

مسٹر ایر کر صاحب نے سماعت کیا اور مقدمہ سپرو و نبی بخش کیا اور فیصلہ نچان

جواونکے حکم سے داخل ہوا تھا استحکام دیا اپیل میں صاحب کشنر بہادر نے

ہدایت تحقیقات نچان کی یا افعالی کی وائے مسٹر ورمیٹ صاحب تحقیقات

کر کے فیصلہ نچان کو منسوخ کرو یا بعدہ شہادت رویدا و مقدمہ کی نسبت

سماعت ہوئی ایسے معاملات پر جیسے اس مقدمہ میں پیش ہوئے ہیں

بہت طویل طویل تحریر کرنے اور جوڈیشل طولانی وقت کے واجب حد سے

بڑھانیکا لحاظ نہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوگا اصل امر ترقی طلب حسب مندرجہ بالا

یعنی ہاتھ کو پھیلا کر اٹھانا (۳) بالورگرے ہوتے خراب شدہ پانی سے
 وضو کرنا۔ قیصر العجیب ہے اور کیس طرح ثابت نہیں ہوا کچھ شہادت پیش
 کی گئی ہے مگر ہم کو بالکل قنبا نہیں ہے اور نہ مطابق ہے دیگر دو امور کے
 نسبت جب ہم جو ڈیشیل طور پر غور کرتے ہیں تو جہاں تک عام مسلمانان دہلی
 کے عقیدہ اور دستور سے معلوم ہوتا ہے کہ زامین باواز بلند کہنا اور نہ
 رفیع دین کرنا خلاف راست طریقہ اسلام کے ہے رانسی نامہ دستخطی اعلیٰ درجہ
 کے مسلمانان مولو کو نکاح مقامی طور پر دیکھا جاوے ایسا ہی ثابت کیا ہے
 اور بطور امر متنازعہ قانونی کے بھی ایسا ہی صاف ہے پس ہم تجویز کرتے ہیں
 کہ مدعیان کو کچھ اختیار مداخلت کا نہیں ہے اور کچھ ہوتا تو بھی کوئی وجہ
 مداخلت کی نہیں ہے اور ہم تجویز کرتے ہیں کہ محمد اسماعیل متولی مسجد کا
 تصور کیا جاوے اور جمال الدین کا امام ہونا قانوناً درست ہے قرین قیاس
 معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ مدعا علیہ ہم کہتے ہیں کچھ ناراضی اسوجہ سے
 ہو گئی ہے کہ جمال الدین نے گرم پانی حمام کا خالی کام کیلئے لیجا نیکون کیا لہذا۔
 حکم ہوا کہ

وعوی مع خرچہ خارج ہو فیس وکیل نہ محسوب ہو فقط
 دستخط حاکم

دستخط انگریزی مقابلہ کیا گیا چیمبر نرائن پٹنویس
 سرشتہ دیوانی ضلع دہلی

ہم تجویز کرتے ہیں کہ خرچِ مرمت اور زیادہی زیادہ تر محمد اسماعیل نے لگایا تھا وہ
 اس لحاظ اور دیگر لحاظ سے متولی کے طور پر عمل کرتا رہا اور کوئی چار برس
 ہوئے جمال الدین مدعا علیہ نے لاکر رکھا اور اسے امام کے عہدہ پر
 مقرر کیا۔ ہماری دانست میں کسی شہادت سے قابلِ طہنہان طور پر ظاہر نہیں
 ہوتا کہ مدعیانِ متولی ہیں یا انکو کچھ اختیار اس عمارت پر ہے ظاہر ہے کہ وہ خود
 اپنے مقدمہ کو ضعیف سمجھتے ہیں اور انکے گواہان کہتے ہیں کہ کوئی خاص
 شخص یا چند اشخاص متولی مسجد کے نہیں ہیں سارا اگر وہ قوم چوہن کا اسکا منتظم
 ہے خلاف اسکے مدعا علیہ کی طرف سے جو شہادت پیش ہوئی اور بالخصوص
 محمد حسین گواہ کا بیان قابلِ طہنہان شہادت اس ثبوت کے ہے کہ فی الحقیقت
 محمد اسماعیل نے اس مسجد کی مرمت اور توسیع میں روپیہ صرف کیا اور ان کے
 نسبت زیادہ تر وہ بہ حیثیتِ متولی عمل کرتا رہا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ مدعیانِ
 دعویٰ تولیت یا جوازِ مداخلت کا دعویٰ نسبتِ خدماتِ مسجد کے نہیں کر سکتے
 اور ہماری دانست میں اصل واقعات کی یہی صورت ہے اکثر مدعیانِ قوم چوہن
 ہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے اور اپنے حاضر و کفر نے میں سامعی ہیں مگر کوئی شہدہ
 نہیں ہے کہ مسجدِ اصل میں بھول کی مسجد شہور تھی اور ہمارے نزدیک اس
 زیادہ لحاظ کے قابلِ حق انکو حاصل نہیں ہے کہ وہ کثیر التعداد ہیں۔ پس ہم
 تجویز کرتے ہیں کہ مدعیانِ متولی مسجد کے نہیں ہیں نہ متولیوں کی طرف سے
 اختیار رکھتے ہیں مدعیانِ اپنے دعویٰ میں بسبب نہ ہونے کسی وجہ کے ناکام
 رہے مگر اب دیگر امور واقعات کا فیصلہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تنبیہ بقاعدہ
 افعال جنکا ارتکاب مدعا علیہ نے اور اسماعیل مدعا علیہ نے کرتا ہے حسبِ بیان
 (۱) خانہ کے آخر میں باواز بند آمین کہنا بجائے آہستہ کے (۲) فحش

لیکن یہ ارکان جو سنت جماعت لوگ ادا کرتے ہیں خاص سنت جماعت لوگوں کے
عقائد کے موافق ہیں۔ ۲۸ جولائی کو صرف یہ حکم صادر کیا گیا کہ مسلح فوج
سالانہ متعلقہ تکرار مذہبی محافظ خانہ اجمیر سے طلب ہو۔

۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو اطلاع ہوئی کہ مسلح مقدمہ بموجب قواعد ترتیب فقرہ
میں ڈال دی گئی چنانچہ بنا برپیشی مقدمہ کے عدالت سے بنام فریقین مقدمہ
۸ ستمبر اطلاع نامہ جاری ہوا۔ اوس روز دونوں فریق کے مختار مجاز
حاضر ہوئے اور کتابین اور کو اغذات ہمارے روبرو پیش کئے گئے۔

ہر ایک فریق نے اقرار کیا تھا کہ وہ اپنا اپنا ثبوت اور وجہ تردید کے لئے
نقول کار روائی عدالت کے پیش کرینگے۔ چنانچہ مقدمہ ۷ اکتوبر تک
ملتوی کیا گیا سرگروہ سنت جماعت مسلمانوں کے اس عدالت میں نوکر ہیں
تأصفیہ مقدمہ کے وہ سنی لوگوں کی مساجد میں نماز پڑھنے سے روکے گئے۔

قبل ۷ اکتوبر کے فرقہ سنت جماعت کی جانب سے درخواست بنا برپیشی
تاریخ پیش ہوئی چنانچہ مقدمہ ۳ اکتوبر تک ملتوی کیا گیا اور فریقین کو اطلاع
آج مرزا محمد بیگ منجانب سنی لوگوں کے۔ اور قریب پندرہ آدمی منجانب
فریق سنت جماعت کے عدالت میں حاضر ہوئے ہم اون کو اغذات مقدمہ اور نیز
مصدقہ کا حوالہ دینا ضروری خیال نہیں کرتے جو کہ فریق سنت جماعت اپنی
اس تائید کے لئے پیش کرتے ہیں کہ ہملوک کل مساجد میں جو کہ سنیوں کی ہیں
جاتے ہیں اور عدالت ہاے دیوانی سے احکامات بھی جاری ہو چکے ہیں۔

عبادت گاہ مسلمانان یعنی مسجدین وقف ہیں واسطے تمام مسلمانوں کے
لیں یہ صاف ظاہر ہے کہ ثبوت بنا برپیشی تائید عرضی ۲۸ جولائی کا اوپر سنیوں
کے ہے کہ جنھوں نے استغاثہ پیش کیا تھا۔

سیرجہ حکم عدالت فوجداری نصیر آباد اجلاس ایم امر صیبا بہاول
کوٹھنٹ مجسٹریٹ و جہاں چھاؤنی نصیر آباد واقعہ اسم الکتوبر ۱۹۸۲ء
مرحومہ ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء

مرزا محمد بیگ بنجانہ بنیان سکنا ے نصیر آباد مستغنیث -

بنام
محمد شیر خان معدوگیر محمدیان سنت جماعت سکنا ے نصیر آباد مستغنیث الیہم -
دعوی استدعا رانظام رفع شرابہ بنیان سنت جماعت -

حکام خیر

تاریخ ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء کو سنی مسلمانان اس جگہ نے بذریعہ مرزا محمد بیگ کے
عضو استغنیث پیش کی مضمون عرضی یہ ہے کہ نصیر آباد میں مسلمانوں کے دو فرقہ
ہیں کہ مروان متعلقہ فرقہ سائل سنی اور مروان فرقہ ثانی وہابی کہلاتے ہیں
بیان اختلافی عقائد مذہبی جو درمیان ہر دو فرقہ کے واقعہ ہے درج ہے -
اور اس میں استدعا کی گئی ہے کہ بذریعہ عدالت کے انتظام کیا جاوے کہ
سنت جماعت لوگ ہم نئیوں کی مساجد میں نماز نہ پڑھیں اور وجہ
انتظام کی سالکان نے اپنی درخواست میں تحریر کیا - اولاً یہ کہ مسلمانان
سنت جماعت جن مساجد میں ہم سنی لوگ جاتے ہیں بالکل وہاں جانے سے
روکے جاویں - دوم یہ کہ مسلمانان سنت جماعت اگر مساجد میں جاوے
تو وہ اولن خاص ارکان و طہریقہ نماز سے پرہیز کریں کہ جنکو سنی ناپسند کرتے ہیں

نقل و بکاری ضلع امرت سر با جلاس لیل کرن صاحب

مجسٹریٹ بہادر ضلع امرت سر

واقعہ ۲۷ اگست ۱۸۶۸ء

۲۹

مقدمہ

رجسٹر ۶۳۲

نقل مطابق اصل

ہر ایڈاس

عزیز الدین و غلام قادر و نبی بخش و نظام الدین - بنام مولوی احمد
ساکن امرت سر ساکنان امرت سر مدعیان کمرارہ و والیان علت مجمع مذہبی کو
ایذا پہنچانا اور مذہب کی تحقیر کی نیت کے سبب سے آواز منہ سے نکالنا صاحب
دفعہ ۲۹۶ و ۲۹۸ تعزیرات ہند

آج یہ مقدمہ ہمراہی ایک اور مقدمہ سمیت چون قسم جانی و عمر الدین و غیرہ ساکنان
امرت سر مدعیان بنام میان اسد اللہ و عزیز و غیرہ مدعا علیہم اور ایک
مقدمہ ملا خلت بیجا میان اسد اللہ مدعی بنام جانی تیل مدعا علیہ جاضری
متعلقین مقدمہ پیش ہوا مسٹر ڈالی صاحب وکیل از طرف مدعیان - ولالہ
سویں لال وکیل از طرف مدعا علیہ - مولوی احمد اللہ کو مدعیان
وہابی کہتے ہیں اور اسکی نسبت سے ایک گروہ قوم تیلیان الزام از کتاب
جرائم مندرجہ دفعہ ۲۹۶ و دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند لگاتے ہیں ان تیلیوں
نام مدعا علیہم میں لکھا نہیں گیا یعنی مدعیان یہ الزام لگاتے ہیں کہ مدعا علیہ
مجمع مذہبی کو بجا لٹیکہ وہ عبادت میں مصروف تھے وائے انڈیا پہنچائی اور
بنیت تحقیر مذہب مدعیان منہ سے الفاظ بولے اور وضع بنائی عدالت بعد
از تحریر بیان مدعی خاص یعنی غلام قادر و اسے تفسار مولوی احمد اللہ کو مدعی

صرف مقدمہ نقل جو اوٹھون نے پیش کی ہے وہ ایک نقل روکار موجودہ امر
 وسمبر ۱۹۸۷ء منجانب صاحب اسسٹنٹ کمشنر اجیر نام صاحب ٹی مجسٹریٹ
 لکیری اس مضمون کی ہے کہ مقدمہ تنازعہ فرقہ سنی و سنت جماعت کے
 یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ دونوں فریق باقواً آپس میں تصفیہ کر لیں یا سنت جماعت
 سنیوں کی ساجدین اپنے تئیں آنے سے اور سوقت تک باز رکھیں جب
 عدالت دیوانی سے چارہ جوئی نہ ہو جاوے۔

ایک دستاویز پیش ہوئی جسکے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ اقرار نامہ ۱۹۸۷ء
 ۱۹۸۷ء کو اس عدالت میں درمیان سنیوں اور وہابیوں نصیر آباد کے ہوا
 اوس میں یہ امر ٹھہرایا گیا تھا کہ فرقہ سنت جماعت آمین رفیع دین سنی لوگوں کی
 مساجد میں نہ کریں لیکن اون لوگوں کو اپنے گھر وغیرہ کنیکا اختیار حاصل ہے
 یاد دہانی سے بدین — یہ دستاویز غیر مصدقہ اور بلا ٹکٹ بے ضابطہ
 اور ظاہر انہی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے عدالت نے اونسے اصل قرار نامہ
 یا نقل مصدقہ باضابطہ طلب کی اسکی بابت کہا گیا کہ نقل نہیں ہے لیکن اقرار نامہ
 ایک خانگی یادداشت سے تحریر ہوا ہے۔ عدالت نے اوس مقدمہ کا حوالہ
 پوچھا کہ جس میں یہ دستاویز شامل ہونا بیان کی گئی ہے لیکن اسکی ثبوت وہی
 بھی وہ معذور ہے۔

بدین وجوہات ہم خیال کرتے ہیں کہ سنی فرقہ نے کوئی سبب معقول واسطے
 ثبوت اپنے دعویٰ اور وجہ روکنے فرقہ سنت جماعت کے عدالت میں پیش
 نہیں کئے ہیں اگر وہ خیال کرتے ہیں کہ انکو کچھ اونسے درہنچیا ہے تو انکو
 چاہئے کہ اسکے لئے عدالت دیوانی سے چارہ جوئی کریں مقدمہ سمن ہو۔ اس کے نتیجے
 مستحق ایم راہری صاحب مجسٹریٹ نصیر آباد

تشریح مفصل لمجاظ اس دفعہ کے کی ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی منشأ قانون ہے وہ مسجد جہان مدعیان کرنا امورات بجا کا نسبت مدعا علیہ کے الزام لگاتے ہیں میان صمد و نے بنائی تھی میان صمد و و علام قادر مدعی و مدعا علیہ کا بزرگ تھا یہ جو بیخ کی نہیں ہے بلکہ عام ہے اور سب کے لئے وقف واسطی امورات مذہبی کے ہے اور اس واسطی تمام مسلمانوں کے لئے کھلتی ہے نسبت مدعا علیہ اور اس کے طریق کے مزان کے مدعیان استغاثہ یا صمد و جو تخت کرتے ہیں اول مدعی منظر ہے کہ مدعا علیہ آمین باواز بلند کہتے ہیں حالانکہ اصلی مسلمان آمین باواز آہستہ بولتے ہیں۔ دوم مدعی منظر ہے کہ مدعا علیہ رفعی دین برعکس رو یہ اصلی مسلمانوں کے کرتے ہیں۔ سوم مدعی منظر ہے کہ برعکس مسائل اصلی مسلمانوں کے مدعا علیہ و عطا کرتے ہیں چہارم پیغمبر و ن اور علی الخصوص پیر صاحب کی توہین کرتا ہے۔ پنجم مدعی منظر ہے کہ ایک کتاب موسوم بہ حارق الاشرار مدعا علیہ مسجد میں پڑھتا ہے اور اس میں ایسے مسائل ہیں جو سچے مسلمانوں کو رنج دیتے ہیں۔ کیونکہ اون سے بزرگوں کی کلمات و وسیلہ سے انکار ہے۔ اور ایسے مضمون کے بیان مدعا علیہ نے کی ہے بابت و استغاثہ ان کے عدالت کچھ حکم نہیں دیتی کیونکہ ایسے امورات کی ممانعت عدالت کے حیطہ اختیار میں نہیں ہے کیونکہ آمین باواز بلند اور رفعی دین علاوہ و مامون کے کئی فرقہ مسلمانوں کے کرتے ہیں یہ امر توہین اور باعث اصلی استغاثہ کسی اور فریق کا تصور نہیں ہو سکتا۔ بابت و سوم امورات استغاثہ کے عدالت صاف حکم دیتی ہے کہ میان صمد و کی مسجد میں گالی یا حقارت یا توہین کسی پیغمبر یا پیرو یا خصوصاً پیر صاحب حضرت عبدالقادر جیلانی کی نہ کیا وے بہت سے نازبان مسجد میان صمد و جو پیغمبر و ن او اولیائے کرام کو عزت سے لیتے ہیں ایسی گالی اور

دفعہ ۲۵۰ - ایکٹ ۲۵۱ء بلا سماعت شہادت طرفین مقدمہ کو
 وجوہات مندرجہ ذیل خارج کرتی ہے - دفعہ ۲۹۸ - تفریات ہندی
 صرف مقدمہ ہذا کے حسب حال ہوتی تو ہوتی مگر واضح رہے کہ اس دفعہ میں
 یہ بات مطلوب ہے کہ یہ امر ثابت ہو جاوے کہ مدعا علیہ کی نیت سوچ بچار کی
 دوسرے نکات بابت مذہب کے دکھانے کی تھی مقدمہ ہذا میں ایسی نیت ثابت
 ہونی امکان میں نہیں ہے - مدعا علیہ بیان کرتا ہے کہ میں وہابی نہیں ہوں
 بلکہ میں وہابیوں کو ایسا سمجھتا ہوں کہ جیسا کافر و نکو - مدعیان مجھ کو وہابی نیت
 میری اذیادینے اور بدنام کرنے کے کہتے ہیں میں نے کبھی توہین کسی پیغمبر
 نہیں کی بلکہ وہ میرے پیشوا بزرگ ہیں اگرچہ مسائل وہابیہ کو مدعا علیہ ماننے
 یا نہ ماننے لیکن بیشک وہ بہت کچھ مسلمانوں میں سے ہے جو ایسے مسائل کے
 قائل ہیں اور بعض ایسے کام کرتے ہیں جو عوام الناس مسلمانوں میں رائج نہیں
 بڑی خواہش ان لوگوں میں یہ ہے کہ اور مذہب کے لوگوں کو مسلمان کریں اور
 وہ یہ طلب پذیر ہے و غلطی نہ کرنے کے ٹھہرتے ہیں - اب بموجب دفعہ ۲۹۸
 کے ایسے آدمی کو سزا دینی جائز نہیں ہے - جو وعظ مسائل کا کر رہا ہو اگرچہ
 وہ مسائل دوسرے کو تہیے لکھیں اگر ایسی وعظ سوچ بچار کی نیت توہین کے
 نہ کیا وے اگر وہ وعظ ایسی جگہ میں کرے جہاں احتمال ہے کہ اس کے مسائل
 سے فساد و دنگ ہو گا تو قانونی مداخلت بہرادر وکنے وعظ اور حفظ امن عام ہو سکے
 لیکن وہ صرف ایسی وعظ کرے جو وہ اپنا فرض سمجھتا ہے اور اس کی نیت
 سوچ بچار کسی کے توہین کرنے کی نہ ہو تو اس نے ارتکاب کسی جرم کا نسبت
 کسی آدمیوں کے نہیں کیا اگرچہ اس کو بخوبی معلوم بھی تھا کہ میرے مسائل
 سامعین یعنی سنی والوں میں بہتوں کو تہیے لکھنے کے واضعان قانون

تحقیق کسی کی ثابت ہو ضمناً مفہوم ہوئی اور سوائے اسکے یہ کلمات غیر متدین
یا غیر شرع یا جھوٹے بھی معلوم نہیں ہوتے کیونکہ قرآن میں صاف لکھا ہے
یا ایہا الذین آمنوا اکلو من طیبات ما سرزقناکم والشکر واللہ انکم تم ایاہ
تعبدا وانما حکم علیکم المیتۃ والدام ولحم الخنزیر وما اهل بہ لغیر اللہ
یعنی ہاے ایمان والو کھاؤ و شہری چیزیں جو ہمیں دی روزی تمکو اور شکر کرو اللہ
اگر تم اوسکے بندے ہو یہی حرام کیا ہے تمہارے لیے مردہ اور لہو اور گوشت سورا
اور جیسے نام پکا یا جاوے اللہ کے سوائے کا (دیکھو پارہ سلیقول یعنی دویم کوع)
مسئلہ چونکہ بہت سے آنیوائے مسجد صمدو کے ان بندوں کے پڑھنے کے
معتض ہیں اس واسطے یہ بند اس مسجد میں پڑھے بخاویں کتاب حارقہ لائشر
سے اور کوئی بند بھی جس میں حقارت پر و پیغمبر کی ہو اس مسجد میں پڑنا بخاویں
اس بات سے مدعا علیہ پر بھی کچھ تکلیف نہوگی کیونکہ شہر میں مساجد بکثرت استعمال
مدعی علیہ کے طریق کے لوگوں کی ہدین علاوہ سب اسورات مندرجہ بالا کے
عدالت اپنی رائے تجویز کرتی ہے کہ مقدمہ ہذا کسی اور باعث اور لحاظ سے برپا
نہیں کیا گیا بلکہ باعث خصوصیت ذاتی اور عدالت خاندانی کے برپا ہوا ہے
لہذا عدالت نے ایسا حکم دیا ہے جو رحم والا ہے تاکہ وہ خصوصیت زیادہ
نہ بڑھ جاوے۔ مگر اب فریقین کو بخوبی تنبیہ کیا جاتا ہے کہ اسمد کو مدعیان
مدعا علیہ کے لئے ضرور خارج ہونگے اور اوسکو اذیاد و رنج و نیکی یا اوسکو اول و کھانا
اور برعکس اسکے اگر مدعا علیہ یا پہلے ہی اوسکے ایسے نہر کو کو جنکی مدعیان عزت
اور تعظیم کرتے ہیں گالی دین یا توہین و تحقیر کرنے کے تو شخص قصور کنندہ
یا فریقین اگر قصور و کوتاہی ہوگا سخت سزایاب ہون گے اور نیز اوس سے
یا اونسے ضمانت گیر واسطے چال چلن یک و حفظا من آئندہ کے لئے جاوینگے

اور حقارت کو با سمجھتے ہیں اور فی الواقع اگر گالی اور حقارت پیغمبروں اور اولیاء
 کی کئی جاوے تو یہ استغاثہ حاجبی ہے کتاب حارق الاشترار جو عدالت میں پیش
 ہوئی مدعی بیان کرتا ہے کہ اس میں اٹھ رسا ئل و بابۃ کا ہے مدعی جو خود ایسے ملاح
 کو خندان نہیں سمجھتا ہے بیان کرتا ہے کہ اس کتاب کو خود عبدالوہاب نے بنایا ہے
 لیکن فی الحقیقت یہ کتاب ایسی ہی ہے جس سے کسی کو انداز یا نقصان نہیں پہنچا
 اس کتاب کو موسیٰ فتح اللہ نے تصنیف کیا تھا عدالت کو اس کتاب کے مسائل صحت
 معلوم ہوتے ہیں نہ وہابی۔ اور یہ مسائل تعصب والے بھی نہیں ہیں مدعی اس
 کتاب کے بند نمبرہ اور نمبرہ پر اعتراض کرتا ہے نمبرہ مندرجہ ذیل ہے
 آجکل کے جتنے ہیں مسائل گناہ مانگتے ہیں کہتے نام اولیاہ بنقشبند و غوث
 اعظم مرتضیٰ و ناروا آواز ہی اونکی صدا و منتون سے اولیا بنیاد میں
 بیشک اونکے لئے شبہ مراد ہے و مراد اس بند کی عیان ہے یعنی فقیر و نکاح
 نیرگون کے نام سے خیرات مانگنا کچھ فائدہ نہیں رکھتا جیسی کہ فقیر و کی عادت ہے
 کیونکہ ایسی بدعت بجا اور ناخوش ہے۔ بند مندرجہ ذیل ہے۔
 تو کیا بکرا سر ہے حرام و اوسکا کھانا مومنوں کا کب ہے کام و یا وہ بکرا
 جس پر پیغمبر و نکاح ہوئے نام و جس طرح کرتے ہیں اکثر عقل خام و صاف و غلط
 بے تکرار ہے و مدعی منظر ہے کہ مدعا علیہ نے الفاظ اسی مضمون کے بولے
 یعنی یہ کہا کہ بجائے مگرہ نیاز سور و لفظ نیاز کی بابت مابین علماء اہل اسلام
 کے تنازعہ ہے لیکن فقرہ مندرجہ بالا کی مراد فی الحقیقت یہ مفہوم ہوتی ہے
 کہ نیرگون کے مکانات مقبرہ وغیرہ مذہبی پر جیسا سور چڑھانا ہے ویسا ہی بکرا
 چڑھانا ہے یعنی یہ مراد ہے کہ ایسے چڑھاوا بیہودہ ہیں ان کلمات میں سے ایک
 میں بھی عدالت کوئی وجہ نہیں دیکھتی جس سے بہت سوچ بچار کر تو ہیں

اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل سنت و الجماعت تقریراً و تحریراً کہنے لگا اور باہم فساد اور عناد بڑھتا گیا۔ اور یہاں کے فساد سے اور بلاد و قصبہ میں بھی انشراح و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی۔ اور نوبت بغوجداری پہنچی۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالح سے چلا آیا ہے۔ اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام میں فروعی مسائل میں اختلاف رہا ہے۔ لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات میں بغض و عناد و فساد نہ تھا۔ ایک دوسرے کو خارج از اہل سنت و الجماعت نہ سمجھتا تھا۔ اور آپس میں محبت و اتحاد تھا۔ اور آجکل لوگ انہیں فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب اتفاقی حزب و جماعت میں مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ ضد۔ اور کینہ۔ اور غیبت۔ اور عداوت۔ اور فساد بالاتفاق حرام ہے۔ جن مسائل مختلف فیہ میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔ نجاست آب۔ آمین بالجہر فی الصلوٰۃ۔ رفع الیدین فی الصلوٰۃ۔ رفع سبابہ و دیگر مسائل اختلافیہ۔ بعض نے انکو حرام سمجھا۔ اور بعض نے مثل موکدہ۔ غرض کہ جاوہ اعتدال سے گذر گئے ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز میں طعن و توہین سے پیشینہ آ کر اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم فسادات جائز ہے۔ پس جو شخص کرے اسکو منع نہ کیا جاوے اور اسکو پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہئے۔ اور جو نہ کرے اس پر اعتراض نہ ہو۔ اور فاعل افعال مذکورہ اس کے پیچھے نماز پڑھے۔ اور آپس میں محبت و اتحاد رکھیں۔ کوئی کسی کو برا اور بد مذہب نہ جائے۔ مساجد میں کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مداخلہ نہ ہو جیسا کہ طریق سلف کا تھا۔ اور عملدرآمد متقدمین کا رہا ہے۔ عامل الحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر۔ ہر ایک مسجد میں ہر ایک اپنے محلہ کا مجاز و مختار ہے۔ پس ہم سب اس بات کو

لہذا حکم ہوا
کہ اجراء میں احکام ضابطہ مقدمہ داخل دفتر ہو اور چٹھہ انگریزی شامل ہو

نقل معابدہ علما البدریث وقفہ مذکورہ عدا کشتری پہلی

تیار کیا گیا
الحمد للہ ان شاء اللہ تعالیٰ
نقل مطابق اصل
العدالت شہادت سرحد دار



احمد تدریب العین والصلوة علی رسولہ فحمدہ والہ وصوبہ جمیعین المایعہ چونکہ وہی و
وکیہ اسرار میں اکثر نا فہم لوگوں نے مسائل فروعیہ میں تنازعات جمعی برپا
کر کے طرح طرح کے اشتہار و مسائل منتشر کئے ہیں بار اوہ اشتہار و مسائل
ہماری نظر سے گذرے۔ ہر خیر بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان
لوگ باز نہ آئے۔ اور خفیف امور پر نوبت بعد اوت پہنچائی۔ ہر ایک فریق

اشتہار دیتے ہیں کہ ہر واعظ اپنے وعظ میں دلائل تکراری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نہ فرماویں۔ البتہ وقت تدریس حدیث شریف کے اسکے دلائل۔ اور کتب فقہ کی تدریس کی وقت اسکے دلائل بیان کئے جاویں۔ اور طعن و تشنیع نہ کیا جائے علیٰ ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوے۔ اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے مضمون کا شایع کرے جس میں مذہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم السلام کی توہین شرعی ہو او اسکی تدارک کی حکام والا نشان سے استدعا کیجائے غرض کہ جو اخلاقیات و افساد اشتہارات و رسائل اور تکرار امانت و اقامت اسے ہوتا ہیں اسکا انسداد بخوبی ہونا چاہیے کہ آئندہ ایسے تنازعات پیدا نہ ہوں۔ اور مسلمانوں کے قلب سے کینہ و عداوت بالکل جاتا رہے۔ اور جس شخص کو کسی مسئلہ کا دریافت کرنا منظور ہو او اسکو اختیار ہے کہ خلاف وقت و عظم مولوی صاحب سے اسکو عقیدت ہو دریافت کر لے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی دوسرے مولوی سے بھی دریافت کرے لیکن منازعت و تکرار نہ کرے نقد

تحریر تباریخ بست و ششم ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۹۸ھ ہجری

امام فن ناظرہ

۱۲۸۶ھ
محمد یعقوب

الوابدین
ابو محمد زین
۱۲۹۸ھ

محمد حبیب اللہ
ابو انجرات
۱۲۹۵ھ

منصور
ابن کان
۱۲۹۵ھ

محمد غلام اکبر خان
محمد علی السنی
۱۲۹۵ھ

محمد عبد الحق

مدرس مدنی و فقہی

۱۲۹۱ھ
شرع رسول اللہ
محمد ابراہیم خان غلام
قاضی القضا

محمد علی السنی
محمد حیات اللہ
جلیسری
۱۲۹۳ھ

ترجمہ لفظی

مدینہ منورہ کے محافظین علیہ کو - سعادت مآب حضرت صاحب من
ہند کے علما سے نذیر حسین اور ان کے شاگردوں سے ایک شخص کے حق میں جو
ان کے ہموطنوں کی طرف سے اسناد اعتزال ہوا تھا سو مکہ مکرمہ میں وہ مواخذہ
ہو کر ضروری تحقیقات انکی کی گئی لیکن چونکہ اسناد واقع مذکور سے موسیٰ الیہا کی بری
الذمتی ثابت ہوتی ہے اسلئے اسجگہ بھی اگر ان کے حق میں اس قسم کی کوئی بات
کہی جاوے تو بری الذمتی انکی معلوم ہونے کے لئے اس کیفیت کے بیان کو
ابتدا کر کیا گیا اسباب میں امر وارادہ حضرت صاحب من کا ہے -
سید عثمان نوری گورنر کانڈرا نجیف عربستان از مکہ مکرمہ تاریخ ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۲
۱۶ تشرین اول ۱۹۰۹ء -

ترجمہ بالمجاورہ

بجناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب حضرت صاحب من
ہندوستانی مولویوں سے نذیر حسین اور ایک شخص ان کے شاگردوں سے
ان دونوں پر ان کے ہموطنوں کی طرف سے جو معتزل ہونے کی تہمت لگائی گئی
اسکی (ان دونوں پر مواخذہ کر کے) ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت
سے ان دونوں کا بری ذمہ ہونا ثابت ہوا وہاں بھی اگر ان کے حق میں اس قسم کا
کوئی الزام لگایا جاوے تو اس سے انکی براءت ذمہ معلوم ہونے کے لئے
یہ تحریر کی جاتی ہے -

قاوونخیش

تعلیم خود

محمد عبد القدوس غفر الله عنه

مولانا محمد رفیع الدین صاحب

قاوریخس

بغلام

محمد عبدالرشید

ولدت في كوتاي أبا بكر

محمد سليم الله

بدایونی بقلم خود

Signed and attested in my
presence and approved by all
19/11/80 (Ad) E. E. Young Comm
(در مطبع فاروقی دہلی مطبوع گردید)

نقل قول گوگراف خط پاشاے مکہ مکرمہ مع ترجمہ لفظی و ترجمہ یا محاورہ

مدینہ منورہ محو ظین علیہ سندن

سَعَادَتُلُوْا اَفْنِدِيْم حَضَرَ تَلْرِ مٰی

علمای هندیه در نذیر حسین ایله تلامیذ ندن بیر نفره حقیقه
 کند ی محشهری لری طرفند ان اسناد اعتزال و لغله مکمل
 چه کند لری بالمو اخذه تحقیقات ایجاب اقرار اقلمش و فقط
 اسناد واقع مذکور دن مرمی الیه هاکن میراث لری ثابت او
 لمش اولد یفند ان او را چه ده شاید حق لری نده یو بولده میر
 سزاید یله جاک اولور الیسه برائت ذمت لری معلوم اولق
 او ذره بیان کیفیت ایتد اسر قلندی اولباید اصر و اسراء اخذ
 حضرت لری ندر فی ۲۶ ذی الحجه سنه ۱۰۷۱ فی ۶ اشرین اول سنه
 والی و قوما ندر حجاز
 عثمان لری سید

Rs 200/. compensation for the
demolition of houses bestowed
upon them.

The family all deserve
consideration & kindness at
our hands.

Sd/- W. G. Watterfield
offg. Commissioner.

— o —
Maulvi Aziz Hoosain
is a leading Maulvi in Delhi
who in difficult times has proved
his loyalty to the British Government
in his pilgrimage to Macca.

I hope any British officers whose
help or protection he may need
will afford it to him as he most
fully deserves it.

10th August
1883.

Sd/- J. D. Tremblet
Comms & Supdt
Delhi Division

Dehli 27th Sept 87

Maulvi Nazir Hussain
and his son Sharif Hussain were
with other members of their family
instrumental in saving the life of
Mrs Leesons during the mutiny, they
tended her when wounded kept her
in their house for 3½ months and
finally sent her into the British
camp at Dehli. He says that he has
lost in a fire which took place
in Dehli, all his English cer-
tificates. I think this is extremely
probable, he probably had certificate
from General Nevell Chamber-
lain and General Burnard Colmer
by Her & others.

I recommended the
fact well & Mrs Leesons coming
into the camp. The family received
a handsome reward Rs 200 & 40/-

خاتم الطبع



یہ کتاب لاجواب آخری نسخہ ہے جو مین چھپنا شروع ہوئی۔ الحمد للہ اللہ
کہ شروع ماہ محرم الحرام ۱۳۳۷ء مین چھپکرتیا۔ ہوئی۔ فقط

قصیدہ

و درج عالم فیاض جلیل خاتم المیثین حامی بن متین حضرت مولانا
و مرشدنا سید محمد زید حسین صاحب ہدای و امت برکاتہ شعیبہ
طبع جامع معقول حاوی منقول سخور فصیح اللسان نکتہ سیخ تلخ
البيان جناب مولوی حافظ محمد عبد الرحمن صاحب قبا غازی پور سرائے

چھلکتے ہی جو کھلے ازمائے نہانی
بزرگ آئندہ سرتا بیاہون نورانی
نہیں ہے آرزوئے ستر صفائی
کہ سننے والوں نے طرز سخن پہچانی
کہ ہوتی تھی نور نگاہ ایمانی
بجہ صوت سنا تا ہوں مطلع ثانی

بغل مین دل ہے کہ جام شراب و حانی
جمال شاید بزم ازل و عکس افکن
فروغ بخش نظر ہے جو نور جلوہ ناز
سناؤن معنی بی لیمع و بی بیجہا
اوٹھاؤن پردہ راز فرستہ المؤمن
خزینہ ہے معانی ہو چپ ہون کتبیک

مطلع دوم

وہ مور ہوں جو کرے دعوی سلیمانی
بزرگ ہستی موبہوم عالم فانی
بزرگ یاد علیہم علوم یزدانی

وہ قطرہ ہوں جو ہو سرگرم لاف عمالی
بقا ہوں پنہین نام و نشان مابقی
سہو کر دین ہوں مخفی ہوں گو کہ نظر و

I have seen the original of
 their certificates & also learned
 from Mrs. Leeson's life the facts
 herein mentioned. It is probable
 that the fact taken by the Maulvi
 Nazir Hussain & Sharif Hussain
 has made them enemies disaffected
 persons.

16/9/81.

Sd/- G. E. Young.

<p>ہزار حیف نہ بین کرسکاتری تعریف ہنوز حوصلے فکر سخن کے باقی ہیں ذرا مبالغ شاعرانہ اسمیں نہیں دعا پر اب میں قصیدہ تمام کتابوں</p>	<p>سمند فکر میں اب تک ہر گو کہ جولا نی مگر تعلق دنیا سے ہے پریشانی مرے کلام سے ظاہر ہے صدق قبلی ہے وقت تنگ نہیں فرصت بخوانی</p>
<p>ہمیشہ سایہ فضل خدا رہے ہمیں ادھر تھا کو مبارک تیری ثنا خوانی</p>	
<p>تواریخ طبع کتاب ہذا از مصنف قصیدہ</p>	
<p>رباعی</p>	
<p>ابن ست مقالہ ہدایت پیرا مطبوع چو شد یقیناً نو ششم تاریخ</p>	<p>تفویہ حق از سوا و فرشت پیدا تقریر لطیف رتو باطل زیبا ۱۳</p>
<p>عالم نخریر و جبر و لوز پرعی خوش رقم زد این جوابات شکوف مصرع تاریخ طبعش از لقا است</p>	<p>سعی کامل کرد و رتایید حق کرد بے غش خطا تقید حق حوزہ جان منصفان تحریک حق ۱۴</p>
<p>قطعہ</p>	
<p>حافظ و عالم قرآن و حدیث مصدق حسن عمل عبد اللہ این سچل بر زود چون با تنقیح</p>	<p>ساک راہ خدا روشن دل منبع فیض و بہار و فاضل محو شد نقش خیال باطل</p>

جناب سید عالی نسب نذیر حسین
 درمخازن اسرار علم مصطفوی
 ہمیشہ کو بتسلیمین وہ سجدہ گزار
 وہ خضر راہ ہدایت کہ ہے نگہ جسکی
 فروغ علم و یقین و ہدیٰ ہر تار
 نظر ثبی جو کسی پر ذرا توجہ کی
 صحاح ستہ کہ پوشش جہتین جنگا
 صحیح و منقطع و مہر مغرب حسن
 دیا جو سرور عالم کی سنتوں کو و اج
 مٹا کے ظلمت و بدعات و شرک و فسق
 اگرچہ بد نظر بس کتاب و سنت ہیں
 کبھی ہے بحر علوم ریاضی و طبعی
 نمکین ہوا و سکو تو عل حدیث و قرآن
 نجات بس انھیں و نو نمین شخص جو
 جنھیں ہے شوق عروج معارج تحقیق
 او سکو دین میں سب پیشوا سمجھتے ہیں
 تسلی دل بتیاب ہے حدیث شریف
 فروغ پائے و ان کیا کیسی راخزنی
 خدا جزا دے تجھے اے محدث اعظم
 دیا حدیث کو اس و ہر یقین میں و اج
 ہون حدیثین رسول کریم کی غالب

درمخازن اسرار علم مصطفوی
 نذیر حسین

چراغ انجمن عالمان ربانی
 کلید باب رموز لطیف قرآنی
 کہ نور ماہ و دہفتہ ہوا غیشانی
 پناہ لطمہ امواج بحر طغیانی
 ہے اسکی خاک قدم نہر صفائی
 وہ فضل حق سے ہوا ہمعنان کافی
 ہزاروں لاکھوں کو مہیا چکا آسانی
 یہ مغفلات احادیث کروئے پانی
 دکھائی راستی دعویٰ مسلمانی
 کیا جہان کو ہر یقین سے نورانی
 ہے پھر بھی واقف اسرار علم یونانی
 کبھی محیل شکات لطیف فرقانی
 انھیں سے ہوتی ہی تذلیل کثیف طانی
 ہوا ہلاک نہ جس نے یہ راہ ہجانی
 ہمیشہ کرتے ہیں وہ او سکے درگاہی
 جو دلمین رکھتے ہیں پاس لحاظ یانی
 کلام غیر ہے سرمایہ پریشانی
 جہان ہو جلوہ قول رسول عدائی
 رہے تو مور و الطاف خاص جانی
 مٹائی ظلمت و شرک و نفاق طانی
 عدو جو تھے انھیں حاصل ہوئی چانی

صحت نامہ الکلام النبایہ فی ردہ فوات من منع مساجد اللہ

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
اگر باہر نہیں ہوئے کسی پانچویں کے	اگر باہر نہیں ہوئے کسی پانچویں کے	اپنے جواب کے	اپنے جواب کے	۱۳	۸
اور تقلید شخصی نہیں جس کا یہ مقولہ ہے	اور تقلید شخصی نہیں جس کا یہ مقولہ ہے	یہی	یہی	۱۵	۱۳
چھوٹ تو اس کی جو مقلد ہو گئے یا نہیں	چھوٹ تو اس کی جو مقلد ہو گئے یا نہیں	سال گذشتہ	اس سال کے	۱۶	۱۵
موجہ بیان فرماتے ہیں۔ اگر چاروں کی تقلید	موجہ بیان فرماتے ہیں۔ اگر چاروں کی تقلید	سنت و جماعت	سنت جماعت	۱۶	۹
سے باہر نہیں ہوئے	سے باہر نہیں ہوئے	۳۰۹	۲۰۹	۱۷	۲
اور تقلید شخصی تھے	اور تقلید شخصی تھے	مرو ب ہیں	مرو ب ہے	۱۸	۱۰
نہیں چھوٹا اور	نہیں چھوٹا اور	۲۰ تک	۲۰ تک	۱۹	۲
پانچویں کے مقلد	پانچویں کے مقلد	تیرے ہی ہاتھ	تیرے ہی ہاتھ	۲۰	۱۸
نہیں ہوئے تو دوسرے	نہیں ہوئے تو دوسرے	مرو ب	مرو ب	۲۱	۲
مسائل کا بھی یہی حکم	مسائل کا بھی یہی حکم	اور نزاع	نزاع	۲۲	۱
ہے یا نہیں۔ اگر باہر نہیں	ہے یا نہیں۔ اگر باہر نہیں	رسولوں کا	رسولوں کا	۲۳	۱۳
ہے تو اس مسئلہ میں	ہے تو اس مسئلہ میں	محمدؐ	محمدؐ	۲۴	۱۹
اور دوسرے مسائل میں	اور دوسرے مسائل میں	کہ ایک	ایک	۲۵	۱
فرق کی وجہ سے	فرق کی وجہ سے	اَن	اَن	۲۶	۱۵
و علیٰ ہذا القیاس	و علیٰ ہذا القیاس	اِنَّ اللہَ اصْطَفٰ	اِنَّ صْطَفٰ	۲۷	۸
پڑھنے سے	پڑھنے سے	تقلید شخصی انہی	تقلید شخصی انہی	۲۸	۱۵
مخالف	مخالف	چھوٹا یا نہیں اور	چھوٹا یا نہیں	۲۹	۱۶

طبع کردند و بقا تاریخش	گفت تحقیق شریف و کامل
------------------------	-----------------------

۲	۳	۴
---	---	---

الحمد لله والمنه لله
في رسالة هدايت كامقاله
مستقى به

الطهاره الصادق
في
البطلان الكذب والفسق

بحواب رسالة الفضل حسين واعظ
مطبع سعيد المطابع واقع بنارس من طبع
هـ

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
اون کے	اوسکے	۸۶	۱۸	پاشاے	پادشاہ	۴۸	۲
ترتیبی عین	ترتیبی	۸۳	۱	پایا	فرمایا	۴۳	۶
x	بتائید	۸۹	۲۰	الکتاب	الکتاب	۶۵	۷
استغاثہ	استغاثہ	۹۳	۶	آئمہ دین کے	آئمہ دین	۶۷	۲۱
لیکے	کہتے	۹۴	۹	+	لیکے	۶۹	۱۵
بیشک اونکی لکے	بیشک اونکی لکے	"	۱۱	خیر	خبر	۷۰	۱۳
		"	۱۵	کے	کے	۷۱	۵
چڑھاوے	چڑھاوا	"	۲۰	گشتہ	گذشتہ	"	۱۴
رکوع (۴)	رکوع (۴)	۹۵	۸۰	آزاد کے	آزادگی	۷۵	"
کہ اگر آئندہ	کہ اس حد کے	"	۴	(۲)	(۳)	۷۶	۴
نزاع	انزاع	۹۷	۳	ہوئے	نہوئے	"	۵
ظلمت بدعا	ظلمت و بدعا	۱۰۶	۱۰	کی	کرتی	۷۹	۱۷
ظلمت شرک	ظلمت و شرک	"	۲۰	عذر	عذر	۸۰	۲۰

رو میں عجب عجب طرح کا ڈھنگ نکالا ہے کسی نے محض فترا بند کیا جال بھیلایا۔
 کسی نے سب و شتم لکھ کر الہی ریت کا دل دکھایا۔ غرض ایسی ایسی شرارتیں کرتے
 ہیں جن کا کچھ حد و حساب نہیں اللہم! حفظہا من شر و ما ہم اور سنت
 محمدیہ و طریقہ احمدیہ کے مٹانے میں بڑے بڑے زور لگاتے ہیں لیکن بجز یہاں کونے اپنے
 نامائے اعمال کے انگو اور کچھ نصیب نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عالمین
 بالکتاب والسنة کی روز بروز ترقی ہوتی چلی جاتی ہے اللہم! سر فخر و شہ نرد
 اور قیام قیامت تک یہی ایک طریقہ محمدیہ ناجیہ جو مانا علیہ و احبابی کا پورا پورا
 مصداق ہے جاری رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور کل فرق ضالہ مٹ جائیں گے حضرت امام
 محمد مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے فقط آنی کی دیر ہے اس وقت میں ہر
 مذہب محمدی و طریق احمدی کا ڈنکا بجے گا اور تمام مذاہب باطلہ کے لوگ اپنے اپنے
 عقائد فاسدہ سے توبہ کر کے مذہب محمدی اختیار کریں گے لیکن جو کہ شقی ازلی ہیں
 انکو نعمت عظمیٰ جسکے ذریعہ سے دیدار الہی حاصل ہوا اور جنات نعیم میں ٹھکانا
 ملے ہرگز حاصل نہ ہوگی اور اخیر کو وہ خالدین فی النار ہو جائیں گے الغرض اس فتح حق
 مرجعہ کو فیہ مبتدعہ ضالہ نے حد سے زیادہ فتنہ برپا کر رکھا ہے چنانچہ چند ماہ کا
 عرصہ ہوا کہ ایک شخص نے فدوی کے استاد جناب مولانا مولوی محمد سعید صاحب
 سے جو کہ علم قرآن و تفسیر و حدیث میں بڑے ماہر ہیں اور صرف و نحو و معانی و
 بیان و بدیع و اسنطق و معقول و فہم و اصول و غیر علوم کے جامع ہیں یہ مسئلہ
 دریافت کیا کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے یا نہیں مولانا صاحب موضوع
 نے فرمایا کہ ضرور فاتحہ پڑھنی چاہئے اسکے سوا نماز جائز نہیں ہوتی یہ مسئلہ بہت
 احادیث صحیحہ مرفوعہ و غیر منقولہ سے ثابت ہے۔ پس سائل نے یہ مسئلہ مولانا صاحب
 سے سن کر اپنے چند احباب کے آگے بیان کیا انھوں نے اسکے جواب میں کہا کہ ہمارے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا الَّذِي لَهُ
 مَلَكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَكَانَ وَكَفَىكَ اللَّهُ شَرِيكَ فِي الْمُلْكِ
 وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ سَاءَ ثَقَدِيرًا هِ الْصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِهِ
 مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَشَفِيعِ الْمَذْنُوبِينَ الَّذِي
 بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لِبَشَرِاقِ نَذِيرًا هِ وَ عَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ فَاتَرُوا مِنْهُ قُوًّا
 كَبِيرًا هِ اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَا دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا
 مِنْهُمْ وَأَخْذَلْ مَنْ خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ هِ آمِينَ ثُمَّ آمِينَ يَا سَرَّابَ الْعَالَمِينَ - ا م ا ل ع
 فقیر ترقی محض فضل الرحمن عفا عنہ رب المنان خدمت میں صاحبان دینی انصاف و قوت
 و اور از انصاف کے عرض پر دانہ کہ اس زمانے میں اہلبیت سے جو کہ خارج
 از انصاف اور راہ ضلالت میں گرفتار ہیں عالمان سنت نبوی کریم علیہ السلام کے

اپنے استاذ یا کسی صاحب تحصیل عالم کو ملا لائیں تو وہ اگر مباحثہ کرین اس وقت
 تو ان طلباء اور ان کے ہمراہیوں کو بڑی شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی اس لئے
 کہ فی الحقیقت بے علم سے مراد تھے اور بظاہر پیرایہ علماء میں آئے تھے اب ان
 انگریزی کھل گئی آخر لاچار ہو کر انہیں سے ایک شخص مسمیٰ کہیم بخش طالب العلم کو
 جو نسبت اور اپنے ساتھیوں کے ذرا زیادہ پڑھا ہوا تھا بولا کہ بیشک ہمارے
 میں کوئی مولوی اور عالم نہیں ہے ہم سب بیچارے طالب العلم ہیں لیکن میں
 بہت علماء کی صحبت میں رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے گفتگو کروں تب
 مولانا مولوی محمد سعید صاحب موصوف نے فرمایا کہ صرف علماء کی مصاحبت
 سے آدمی بحث علمی کر سکیے قابل نہیں ہوتا جب تک علماء سے علم حاصل نہ کر لے
 تب ان صاحبوں نے جوابی مجلس تھے مولانا صاحب سے عرض کیا آؤ
 یہ لوگ آگئے ہیں اور یہ کچھ سوال کیا چاہتے ہیں انکو اجازت دیجئے تاکہ
 وہ سوال کریں اور کہیم بخش مذکور نے بھی اس بات کا دعویٰ کیا کہ اگرچہ ہم
 عالم نہیں ہیں لیکن اس مسئلہ خاص یعنی سورہ فاتحہ کے بارہ میں ہم گفتگو
 بنجھ کر کر سکتے ہیں ہمارے استاذ نے اس مسئلہ کو ہمیں خوب سمجھایا ہے
 اور دلائل بھی بتلائے ہیں اس وقت مولانا صاحب موصوف نے انکو سوال
 کرنے کی اجازت دی تب کہیم بخش طالب العلم نے سوال کیا کہ قرآنہ فاتحہ نماز
 اور سر یہ میں فرض ہے یا واجب بہر تقدیر ہر ایک نمازی یعنی امام و مقتدی
 اور منفرد پر ہے یا صرف امام و منفرد پر ہے مقتدی پر نہیں مولانا صاحب
 موصوف نے جواب میں فرمایا کہ قرآنہ فاتحہ ہر ایک نمازی منفرد امام مقتدی
 پر نماز سر یہ ہو خواہ جہر پر فرض ہے اور فرضیہ اسکی احادیث صحیحہ صریحہ و
 مشہورہ غیر منسوخہ سے ثابت ہے اور خاص کر مقتدی کے حق میں سورہ

خفیہ فرقہ کے لوگ قراۃ ظف الامام سے منع کرتے ہیں اب ہم بے علم لوگ ہیں کس طرح
 معلوم کریں کہ کون حق کہتا ہے خیر انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ مدرسہ عالیہ
 سے مولویوں کو بلا کر ان مولوی صاحب سے جو کہ امام کے پیچھے مورہ فاتحہ
 پڑھنے کا فتویٰ دیتے ہیں مباحثہ کر انہیں ناکہ معلوم ہو کہ کسکے پاس دلائل قوت
 ہیں اور تقریب میں کون غالب رہتا ہے حق و ناحق اسی سے ثابت ہو جائیگا پھر
 وہ اشخاص استاذ صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ
 ہماری یہ صلاح ہے کہ مولوی صاحبان کو مدرسہ عالیہ سے بلوائین اور آپاؤ سے
 اس مسئلہ میں گفتگو کریں مولانا صاحب نے فرمایا بیشک بلوالو لیکن ایک شرط ہے
 کہ جو شخص اسے مناظرہ کرے نیکو و قرآن و حدیث و فقہ و اصول سے خوب واقف ہو
 تاکہ ثمرہ بحث مرتب ہو ورنہ لائق خطاب نہ ہوگا۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ چند اشخاص مسیما
 کریم بخش و امام الدین و عبدالغنی طلبہ جو منور اہل علم کے روبرو ابجد خوان
 محسوب ہوتے ہیں مع اپنے چند رفقاء کے بتاریخ ۲۲ ماہ جب المرجب
 سنہ ۱۳ ہجری کو بازار چاندنی واقع شہر کلکتہ میں مولانا موصوف کے پاس مسئلہ
 مذکورہ میں مناظرہ کر نیکو آئے۔ جو صاحب ان اشخاص مذکورہ سے واقف
 تھے اُن سے دریافت کیا گیا کہ یہ صاحب جو تشریف لاتے ہیں کون ہیں مدرسین
 میں سے کوئی مولوی صاحب ہیں یا دوسرے انھوں نے جواب دیا کہ انہیں تو کوئی
 مولوی ہے نہیں اتنا ہم جانتے ہیں کہ یہ طالب العلم ہیں وہ بھی منتہی نہیں بعض
 تو کچھ اردو فارسی پڑھتے ہیں اور بعض فقہ و اصول کی ابتدائی کتابیں پڑھتے ہیں
 تب مولانا صاحب نے علانیہ برسر مجلس فرمایا کہ یہ صاحب جو بقصد مناظرہ آئے
 ہیں انہیں کوئی عالم تو ہے نہیں یہ بھی مبتدی طالب العلم ہیں یہ کیا مناظرہ کر سکیں
 یہ تو ابھی طفل کتب ہیں ابھی تو یہ جا کہ علم تحصیل کریں پھر مناظرہ کر سکیں یا نہیں

کسی سنی محدث محمد بن اسحق راوی شیعہ ہے یہ حدیث حجت کے قابل نہیں اپنے
 اسکو کیوں پڑا جواب میں اس کے کہا گیا کہ سبلاؤ اس سنی محدث محمد بن اسحق کہاں
 ہے اور کتاب پیش کی گئی تو اس طالب العلم مذکور نے نہایت زحمت اٹھائی
 ایک مجمع کثیر میں پھر سائل مذکور نے شعور کئے کہا کہ لاصلوۃ میں نفی کمال کی ہے
 پس حدیث کا یہ معنی ہوا کہ نماز کمال نہیں تو اس وقت سائل مذکور کو قاصد ہوا
 سنا گیا کہ لائے نفی جنس حقیقۃً ذات کی نفی کے لئے آتا ہے اور مجازاً نفی
 صفت کے لئے اور حقیقی معنی جب تک ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہیں
 پس جب نفی ذات صلوۃ شرعی بیان ممکن ہے تو وہی مراد ہے حدیث کا
 ترجمہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا
 اسکی نماز نہیں ہوتی تب اس نے کہا کہ اچھا حدیث لاصلوۃ تہلک الممسجد
 الا فی المسجد کا کیا جواب دو گے مولانا صاحب موصوف نے جواب میں فرمایا
 کہ یہ حدیث موضوع ہے تمہارا تمثیلاً اس حدیث کو ذکر کرنا لغو ہے بلکہ تمثیل
 اس حدیث کے ساتھ دیتے تو ٹھیک تھا لاصلوۃ الا یطہق پر یعنی بغیر وضو
 نماز نہیں ہوتی کیونکہ جیسے وضو ایک شرط ہے شرائط نماز سے اسکے سوا
 نماز نہیں ہوتی ایسے ہی قرآن فاتحہ بھی ایک فرض ہے فرض نماز سے چنانچہ
 ہم فرضیت اسکی ثابت کر دکھائیں گے اسکے بغیر بھی نماز نہ ہوگی آخرش طالب العلم
 مذکور نے کہا کہ میں مانتا ہوں مانتا ہوں کہ حدیث لاصلوۃ ملن
 لم یقبل بفتح الکتاب صحیح ہے اور لاصلوۃ میں نفی ذات ہے نفی کمال نہیں
 لیکن یہ حدیث آتہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ اَلْهٰکَ کے مخالف ہے تب مولانا صاحب
 موصوف نے فرمایا کہ تمہارے اصول کی کتاب نور الانوار میں لکھا ہوا ہے
 کَرِیْمٌ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْمِعُوْا لَہٗ وَانصِتُوْا لَہٗ فَاقْرَءُوْا مِمَّا یُحْیِی

فاتحہ پڑھنے کے بارہ مہینہ احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ نبی کریم علیہ السلام سے وارد
ہوئی ہیں اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین کا
اس پر عمل و رزمان نبوی و بعد از زمان نبوی اور فتویٰ اویس کے ساتھ اسانید
صحیحہ کے الی یومنا ثابت اور ایسا ہی اکثر تابعین و تبع تابعین وغیرہم اہل علم رضوان اللہ علیہم
المدینہ علیہم کے فتوے اور عمل ثابت ہیں چنانچہ اس مسئلہ کا ثبوت کہ قراءۃ
فاتحہ کے سوا کسی نمازی کی نماز نہیں ہوتی تو اکثر کتب پہنچایا جیسا کہ فرمایا امام بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ قراءۃ خلف الامام میں جسکو خبر القراءۃ بھی
کہتے ہیں و تو انہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة
الا بقراءۃ ام القرآن ترجمہ اور متواتر خبر بخاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ نہیں ہوتی نماز کے ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے۔ پس سائل مذکور نے کہا کہ وہ
سب دلائل جنکا حوالہ آپ دیتے ہیں ہم لوگوں کو سنا دیجئے لیکن ہر دلیل پر میں
کچھ سوال کروں گا آپ ساتھ کے ساتھ جواب دیتے جائیگا مولانا صاحب نے
فرمایا بہتر ہے اب میں وہ دلائل سنانا ہوں لیکن پیشتر وہ احادیث سناؤں گا جو
عموماً سب نمازیوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ساتھ اسانید صحیحہ کے بعد کو جو بالتخصیص تقدسی کے حق میں وارد ہوئی ہیں
پھر صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین وغیرہم اہل علم رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے اقوال و افعال قراءۃ خلف الامام کے بارہ مہینہ جو آج تک اسانید قویہ کے
ساتھ ثابت و محفوظ ہیں سناؤں گا سو مولوی صاحب مدد و مدد نے یہ حدیث
پڑھ سنائی۔ قال البخاری انبتنا سفیان قال حدثنا الزہری عن محمود
بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا صلوة لمن یقرء بقائتہ الكتاب۔ پس طالب العلم مذکور نے کہا کہ اس حدیث

پھر ان طلباء مذکورہ مفروضہ نے جا کر مشہور کیا کہ ہم تو گفتگو میں غالب رہے اور
مولوی صاحب موصوف مار گئے اور انھوں نے ایک شخص مسمیٰ تفضل حسین خجّام
- عائد - الواعظین راس الشیاطین شاہجہانپوری سے ملکر جو کہ قدر و قلیل
اردو و فارسی جانتا تھا اور مجلس معہودہ میں بھی حاضر تھا ایک رسالہ مسمیٰ بہ
غلطۃ الاسلام مملو فقرات نام شائع کر دیا کہ حسین مناظرہ کا حال بالکل غلط
لکھا ہے اور کلمات ناشایستہ الہدیت کے حق میں عموماً اور جناب سید الخدین
و عہدۃ المفسرین مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب و جناب نواب الالہ آباد
صاحب بہادر وغیرہما کے حق میں خصوصاً کہے ہیں اور وہ رسالہ ایک صاحب
میرے اعتبار سے یہاں لائے اور روبرو موحّد بن محمد میں کے جو طلبہ مذکورہ
میں حاضر تھے وہ پڑھا گیا سامعین موصوفین نے سنتے ہی اس رسالہ کے کہا
کہ اس میں تو بالکل کذب و افتراء معمولی ہے اور یہ عکس معاملہ مسطور ہے اسکا رد
ترکی تہ کی ضرورت ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اگرچہ تفضل حسین خجّام کذاب مشہور ہے
لیکن زندہ کو بھی ہاتھ بار صدق و انبطل اکتب منظور ہے پس باوجود کم فرصتی کے
قدوسی نے بعون اللہ الالک الغفار رد لکھنا شروع کیا اور نام رسالہ ہذا کا اظہار
الصدق فی البطلان الکذب والفسق رکھا تھا انا اشرع فی المقصود
اللہ حسبی و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر غفرانک ربنا و المیک
المصیرہ **قول تفضل حسین** کہ ما بین خفیان اہل سنت و الجماعت و ^{ہیما} اہل
اہل ضلالت کے - اقول چہ خوش میان مٹھو تو ابھی حنفیہ کو جو لوہے پورے
نافرمان الدنعم و رسول کے ہیں اہل سنت و الجماعت سے شمار کرتا ہے اور
محمد بن متبعین الدنعم و رسول کو معاذ اللہ اہل ضلالت سے گناہ کرتا ہے
بلکہ تجکویون کہنا لازم تھا کہ ما بین خفیان اہل ضلالت و محمدیان اہل سنت و الجماعت

الْقُرْآنِ یہ دونوں آیتیں مقتدی کے حق میں متعارض ہیں کیونکہ آیت فَاَقْرَأْ
 اسکو پڑھنے کا حکم ہے اور آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ سے اسکو پڑھنے کی ممانعت
 نکلتی ہے پس مقتدی کے حق میں یہ دونوں آیتیں ساقط ہوئیں تاہم
 اذ انقاسنا فساقطاً سے اب حدیث کی طرف رجوع کیا جائیگا مخفی رہے کہ
 اس الزامی جواب سے مولانا صاحب کے چند مقصود تھے اول یہ ہے کہ
 سالک کو اس کے مذہب کی کتاب سے جواب دینا چاہئے یا تو وہ اسکو مانے گا
 یا انکار کرے گی اگر شق اول سے توفہا اسکی تشفی ہو جائیگی اور ہمارا مطلب
 بھی ثابت اور ایسے بیوقوف کی ساتھ کون زیادہ مغر زنی کرے جب ان
 بات میں مطلب حاصل ہو اور اگر شق ثانی ہے تو یہ الزام اوپر قائم ہوگا
 اور پھر جو بات تحقیقی اسکو دے جائیگی۔ دوم یہ کہ انکا امتحان بھی اس سے
 ہو جائیگا یا کتنی ایک علمیت رکھتے ہیں کیونکہ اگر ہم غش کو تو یہ دعویٰ تھا کہ میں
 اپنے اصول و فقہ سے واقف اور اس مسئلہ خاص میں خوب دست رس
 رکھتا ہوں اور اسکے ساتھ عبدالغنی و امام الدین وغیرہ تھے جو کہ اپنے آپکو مولوی
 کہلاتے ہیں اور حجال میں کھڑے ہو کر اپنا فخر جتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 ہم بڑے عالم ہیں چنانچہ مولانا صاحب نے جب اسکو بیان کیا تو کہ غش
 طالب علم نے اس بات کا صاف انکار کیا کہ نور الانوار میں یہ بات نہیں ہے تب
 انکے آگے کتاب نور الانوار پیش کی گئی اور کہا گیا کہ پڑھو اس عبارت کو اور اسکا
 مطلب بیان کرو کیا ہے اسوقت کسی نے اس عبارت کو نہ پڑھا اور سب کے
 سب اوجھل بھال گئے گانف حرم مستنصر قرأت من قسوسا غرض
 کہ مولوی صاحب نے یہ جواب انکو الزامی دیا تھا نہ یہ کہ وہ تحقیقی جواب تھا
 جیسا کہ بعض نادان لوگ سمجھ گئے جنکو علم سے کچھ مس نہیں اور ہم سے سنیں

جو کہ مولانا صاحب نے
 فرمایا ہے کہ یہ عبارت
 نور الانوار میں نہیں ہے

وکل من یعمل بکتاب اللہ وسنة رسولہ فهو من اهل السنة والجماعة
 الحقۃ ینتجہ الحمد لہ من کلہم من اهل السنة والجماعة الحقۃ۔
 ترجمہ محمدی سب کے سب عمل کرتے ہیں قرآن و حدیث پر اور جو شخص عمل
 کرتا ہے قرآن و حدیث پر پس وہی اہل سنت اور جماعت حقہ سے ہے۔ اب نتیجہ اس
 شکل نے ہی سقوط حد واسطہ کے یہ دیا کہ محمدی سب کے سب اہل سنت اور جماعت
 حقہ سے ہیں بیان صغریٰ یہ ہے کہ محمدی لوگ پورے پورے قرآن و حدیث پر
 عمل کر نیوالے ہیں جیسا کہ اظہر من الشمس پس یہی لوگ فرمانبردار اللہ و رسول کے
 ہوئے اور انھیں کے لئے اللہ طہانہ نے درجات مقرر کئے ہیں چنانچہ فرمایا
 وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
 فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ترجمہ اور جو کوئی کہائے اللہ اور اس کے
 رسول کا داخل کر دیا اسکو بہشت نوین کہ بہتی ہیں نیچے اُنکے نہر ہیں ہمیشہ رہنے والے
 ہیں آسمین اور یہ ہے مراد پابا بڑا۔ اور یہی لوگ امت قائمہ ہیں جنکی شان میں
 انحضرت صلعم کا فرمان وار د ہوا ہے عَنْ معاوية قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ لَا تَبْرَأُ مِنْ أُمَّةٍ قَامَتْ بَاغِرًا لِلَّهِ لَا يَصْرُفُ عَنْهُمْ مِنْ خَلْقٍ لَهُمْ وَلَا
 مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ مُتَّفِقُونَ عَلَيْهِ ترجمہ
 معاویہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
 کہ ہمیشہ رہی امت میری سے ایک جماعت ثابت اللہ کے حکم پر نہ ضرر دیا انکو
 جو شخص جو دلیل کر دیا انکو اور نہ وہ جو مخالفت کر دیا انکو یہاں تک کہ امر اللہ کا
 آجائے یعنی قیامت اور وہ لوگ اوپر اسی طریقہ کے قائم رہیں گے۔ اور یہی
 محمدی اہل حدیث اور طائفہ منصورہ ہیں عَنْ معاوية بْنِ قُرَّةٍ عَنْ أَنَسٍ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا حَتَمَ

کے اسجگہ دو دعویٰ ہیں اول یہ کہ الحنفیوں میں اہل الضلالة ثانی یہ الحمد للہ
 میں اہل السنة والجماعة اب ہر ایک کا ثبوت شکل اول سے جو کہ بدیہی الاناج
 ہے سنا چاہئے ثبوت دعویٰ اولی الحنفیوں المبتدعون کلہم
 لغیر ضمون عن کتاب اللہ و سنتہ رسولہ اذ اکان ساری صاحبہم مخالفاً
 لکتاب اللہ و سنتہ رسولہ و کل من یعرض عن الکتاب و السنة اذ اکان
 لذلک فهو من اہل الضلالة نتیجہ الحنفیوں المبتدعون کلہم من
 اہل الضلالة ترجمہ حنفیین مبتدعین سب کے سب روگردانی کرتے ہیں
 کتاب السداور حدیث رسول اللہ سے جبکہ ان کے امام کی رائے قرآن و حدیث
 کے برخلاف ہو۔ اور جو شخص روگردانی قرآن و حدیث سے کرے جبکہ ہو الباس
 وہ مگر اہل سنت سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ حنفیین مبتدعین مگر اہل سنت سے ہیں صغریٰ
 بدیہی الثبوت ہے کیونکہ ہم ظاہر ظاہر دیکھتے ہیں کہ جب ان اخلاف بے انصاف کے
 آگے قرآن و حدیث پیش کیا جاتا ہے اور وہ اپنے امام کی رائے کو اس کے مخالف
 پاتے ہیں تو بے دھڑل کہہ اوٹھتے ہیں کہ ہم کو قرآن و حدیث سے کیا کام ہم کو
 مقلد امام ابو حنیفہ کے ہیں جو انھوں نے کہا ہے ہم وہی مانیں گے ورنہ ہمارا
 مذہب کاستیاس ہو جائیگا پس اس وقت میں یہ ٹھیک ٹھیک معروضین عن
 الکتاب و السنة ہیں جبکہ صغریٰ بدیہی الثبوت ٹھہیرا تو اس کے ثبوت کے لئے ہم
 برہان قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہ رہی اور گریہ بھی بین الثبوت ہے کیونکہ جو
 شخص قرآن و حدیث سے منہ پوٹنے والا ہے بیشک وہ اللہ و رسول کا نافرمان
 ہے وَمَنْ یَعْصِ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِیْنًا اور جو شخص
 نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی پس البتہ وہ گمراہ ہو گیا مگر اہل سنت و جماعت
 ثبوت دعویٰ ثانیہ الحمد للہ کلہم یعملون بکتاب اللہ و سنتہ

بدل و جان قبول نہ کریں تب تک اللہ تعالیٰ قسم کھا کے فرماتا ہے کہ وہ مومن نہیں اور یہ گنہگار
 انکو ایمان نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی فلاں نبی داری کو اپنی فلاں نبی داری قرار
 دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا مَن لَّيْطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ لَاحِظَ اللَّهُ هُجْرَتَهُ جِسْمِ نَبِيِّهِ
 رسول کا اسنے کہا مانا اللہ کا قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَفَ فِي شَيْءٍ فَعَمِلَ
 إِلَى اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَرَجِمَ اور فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے جسین سب کو
 جھڑپ تو فیصلہ اسکا اللہ تعالیٰ کی طرف اور محمدؐ کی طرف ہے۔ اب فیصلہ نبوی بیان کیا جاتا
 اسکو سنو اور اگر مومن ہوں تو اسے بدل و جان قبول کر لو اور جو اسپر عمل کر نیواؤں
 اونپر زبان سخن مت دراز کرو وَاللَّهُ حَقُّ تَقَاتِهِ۔ اور اللہ سے ڈرو حق نے
 اوسکیا۔ اور خود بھی اسپر عمل کرو اور ناحق اپنی نمازین بر باد مت کرو۔ اور آیت
 خَلَفَ مِنْ بَدَلِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ كَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ يَسْأَلُونَ
 نہ بنوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مقابل میں لوگوں کی قبول
 قائل کو بھیج سمجھو بلکہ بھیج ہی سمجھو کہ فلاح دارین حاصل کرو۔ اور اگر مومن نہیں ہوں تو
 کا ہی کو فیصلہ نبوی مانو گے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ خیر اور بھائی مومنین اس سے
 فائدہ اٹھائینگے اور اسی فیصلہ نبوی سے ہمارا دعویٰ بھی ثابت ہو جائیگا اور وہ
 مدعی یہ ہے کہ قرآن فاتحہ ہر نمازی پر فرض ہے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد
 بشرطیکہ انہیں قدرت قرآنہ فاتحہ کی ہو یعنی سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہوں لیکن اتنی
 بات ہے کہ مقتدی سر یہ اور جہر یہ نماز و نہیں آہستہ پڑھیگا اب پہلے وہ حدیث
 لکھی جاتی ہیں جن سے عموماً سب نمازیوں کے لئے قرآنہ فاتحہ کی فرضیت ثابت
 ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے حدیث بیان کی ہے علی بیٹے عبد اللہ نے
 کہا حدیث کی ہے سفیان نے کہا حدیث کی ہے زہری نے محمود بیٹے ربع
 اوسنے عبادہ بیٹے صامت سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ حدیث اس سے روایت ہے
 ابو ذر غفاری سے روایت ہے
 ابو ذر غفاری سے روایت ہے
 ابو ذر غفاری سے روایت ہے

حدیث اول

فَيَكْفُرُوا لَا يَزَالُ الطَّاغُوتُ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ
 حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِينِ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ سَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 وَقَالَ هَذَا أَحَدُ حَدِيثِ حَسَنٍ صَحِيحٌ **ترجمہ** روایت ہے معاویہ بیٹے قرظہ سے
 وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فوت
 فساد میں پڑیں اہل شام پس نہیں بہتری ہے تمھارے دین اور سہنیشہ نہ ہوگی
 ایک جماعت کے لوگ فتح مند نہ ضرور ہوگا اور انکو وہ شخص جو دولت و انوکھو پہا تک کہ برپا ہو
 قیامت کہا ابن المدنی نے وہ لوگ اہل حدیث ہیں روایت کیا اس حدیث کو
 ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کبریٰ بدیہی الثبوت ہے اس
 بیان کی کچھ حاجت نہیں۔ تمہارا جو دعویٰ تھا کہ حنفیہ اہل ضلالہ اور محمدی اہل
 سنت والجماعت ثابت کر دکھایا۔ **قولہ** بابت قرآن سورہ فاتحہ خلف امام کے
 نزاع ہے **اقول** میان ٹھو کچھ خبر بھی ہے کہ منازعہ یعنی جب آپس میں
 جھگڑا واقع ہو تو کیا کرنا چاہئے اب گوش ہوش سے سن قال اللہ تعالیٰ ذَا
 تَنَازَعَةٍ عَنِ شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالسَّوْلُ إِلَيْكُمْ تَوَقَّعُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
 الْآخِرِ **ترجمہ** پس اگر جھگڑو تم کسی چیز میں تو پھیرو اسکو اللہ اور رسول
 کی طرف اگر ایمان رکھتے ہو تم اللہ اور دن آخرت کے ساتھ۔ وقال تعالیٰ وَلَا
 تَمْلِكُ لَكُمْ شَيْئًا حَتَّى تُخْلُوكَ فِي مَا شِئْتُمْ بِهِمْ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ
 حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلُمُوا إِلَيْكَ **ترجمہ** اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس
 قسم ہے تیرے رب کی انکو ایمان نہ ہوگا یہاں تک کہ تم بھی کو منصف جانیں اور سہین کہ
 جھگڑا واقع ہوا ہے انکے درمیان پھرنپاؤں اپنے دلوں میں تنگی تیرے فیصلہ
 اور قبول رکھیں ماکر۔ **ف** یعنی مسائل اختلافیہ میں رسول صلی اللہ علیہ
 وسلم کو جب تک منصف نہ بناؤں اور آپ کے اقوال و افعال سے جو امر ثابت ہوا

مِنْ غَيْرِهَا لَيْسَ غَيْرُهَا عَوَضًا مِنْهَا سَوْرَةٌ فَاتِحَةٌ أَوْ كَاعَوْضٍ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ
 أَوْ جَزْءٌ مِنْ فَاتِحَةٍ كَاعَوْضٍ نَهْنِمْ يَوْمَئِذٍ - اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کے
 سارے راوی ثقہ ہیں بلکہ اکثر راوی امام ہیں انتہی مافی النیل والتاخیض والنووی
 والبدرد - اور کہا بخاری نے حدیث کی جسے ابو نعیم نے سنا اور سننے ابن عبیین
 اور سننے زہری سے اور سننے محمود سے اور سننے عبادة بن الصامت سے انھوں
 نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا لَا صَلَوَاتَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ نہیں نماز
 ہوتی مگر سورہ فاتحہ کے ساتھ ف لَا صَلَوَاتَ مِیں جانا چاہئے کہ اصل نفی مین
 نفی ذات ہے اور ذات کی نفی بیان ممکن - پس یہی مراد ہے اس لئے کہ ان تمام
 مین نماز سے نماز شرعی مراد ہے نہ لغوی - کیونکہ شارع شریعات کی تعریف
 کرتا ہے نہ امور لغویہ کے اور مرکب جیسے کل اجزاء کے انتہا سے منتفی ہوتا ہے
 ویسے ہی بعض اجزاء کے انتہا سے بھی منتفی ہو جاتا ہے پس جیسے کسی نے نماز
 کے کل ارکان ادا نہ کیے اس کی نماز نہیں ہوئی ویسے ہی جس نے ایک رکن نماز کا مثلاً رکوع
 یا سجدہ یا قراءۃ فاتحہ ترک کیا اس کی نماز بھی نہیں ہوتی اصل مسئلہ لافعی جنس کا
 یہ ہے کہ یہ لاکلام عرب مین دو معنی مین مستعمل ہے اول معنی یہ کہ جس اسم حقیقی
 یہ لانا ہے خود اس کی نفی کرتا ہے اس کو نفی ذات کہتے ہیں اور یہ اس کا حقیقی معنی
 یعنی اصلی معنی ہیں - دوم یہ کہ اس اسم کی صفت کی نفی کرتا ہے اور اس کو نفی
 صفت کہتے ہیں اور یہ اس کا مجازی معنی ہے اصلی نہیں - اور یہ قاعدہ ہے کہ
 حقیقی معنی جنس ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہیں پس لَا صَلَوَاتَ مِیں جب
 حقیقی معنی ممکن ہے جیسا کہ بیان ہو چکا تو مجازی معنی ہرگز ہرگز بیان نہ لیا جائیگا
 یعنی یوں نہ کہیں گے کہ نماز کامل نہیں بلکہ یوں کہیں گے کہ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ
 سورہ فاتحہ کے متالین معنی حقیقی کی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور لَا صَلَوَاتَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ

لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ اور امام بخاری نے رسالہ تقریر خلافت امام میں بھی اسکو روایت کیا۔ اور یہ حدیث مسلم میں بھی ہے۔ جانتا چاہئے کہ بعض روایتوں میں بقاء کتاب کی جگہ بآم القرآن ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کیونکہ فاتحہ کتاب اور آم القرآن یہ دونوں نام الحمد شریف کے ہیں۔ اور عبادہ بن صامت کی حدیث کو دارقطنی نے اس طرح روایت کیا ہے لَا تَجْزِي صَلَوةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ نہیں جائز ہوتی کوئی نماز اسکی جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اور کہا اسناد اس حدیث کی صحیح ہے اور رجال اسکے ثقات ہیں۔ اور صحیح کہا اسکو ابن قطن نے۔ اور کہا بخاری اور حافظ نے کہ روایت کیا ابو بکر بن خرمیہ اپنی صحیح میں ساتھ اسناد صحیح کے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابو حاتم بن حبان نے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم لَا تَجْزِي صَلَوةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ نہیں جائز ہوتی وہ نماز کہ نہیں پڑھی گئی ہے او میں سورۃ فاتحہ۔ اور امام احمد نے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا لَا تَقْبَلُ صَلَوةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِآمِ الْقُرْآنِ وہ نماز ہی قبول نہیں جس میں الحمد شریف نہیں پڑھی جاتی۔ اور اسباب میں ہے انس سے ترمذی میں۔ اور ابو قتادہ سے ابو داؤد و نسائی میں۔ اور عبد اللہ بن عمر سے ابن ماجہ میں۔ ابو سعید سے مسند احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ میں۔ اور ابو الدرداء سے نسائی و ابن ماجہ میں۔ اور جابر بن عبد اللہ سے ابن ماجہ میں۔ اور علی بن ابی طالب سے بیہقی میں۔ اور عائشہ سے مسند احمد و ابن ماجہ میں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد و ابن ماجہ میں۔ اور اس نے اشہب کے طریق سے ابن عیینہ سے اور اس نے زہری سے اور اس نے محمود بن ربیع سے مرفوعاً روایت کیا ہے اُمُّ الْقُرْآنِ عِوَضٌ

معنی نقصان اور فساد ہے اسی سے ہے قول اوں کا اَخَذَتْ النَّاقَةُ جَبْكَ
 بچہ جنے اونٹنی اوں کی مدت پوری ہونے سے پہلے اور بچہ کی پیدائش پوری ہونے
 سے پہلے اور یہ بچہ فاسد ہے **ف** یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ جس نماز میں اچھ نہیں
 پڑھی گئی وہ نماز ایسی ہے جیسے کیا بچہ گرا ہوا کہ ابھی اوں کی خلقت بھی پوری
 نہیں ہوئی اور بیٹا زہ ہے کیونکہ جب نماز کے رکن اعظم کو چھوڑ دیا تو گویا ابھی
 اوں کی صورت پوری نہیں بنی اور ایسی نماز بیکار ہے اور اپنے عمل کو باطل کرنا
 ہے ایسی نماز پڑھ کر اور اس کی سخت ممانعت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَبْطُلُوا
 أَعْمَالَكُمْ (ترجمہ) نہ برباد کرو تم اپنے عملوں کو۔ یہ جو احادیث لکھی ہیں
 صحیح صریح ہیں اس امر میں کہ سورہ فاتحہ کے دو نماز جانے ہی نہیں ہوتی اور ان
 احادیث سے فرضیت قراتہ فاتحہ کی ہر ایک نماز کے لئے ثابت ہو گئی کیونکہ یہ
 حدیثیں عام ہیں پس حکم انکا ہر ایک نماز میں امامت قنوی منفرد و سبکو شامل ہے
 اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جسے خاصہ مقتدا کی حق میں اچھ شریف کا
 پڑھنا ثابت ہوتا ہے **مسلم** میں ہے۔ حدیث کی جسے اسحاق بن ابی اسیم نقلی
 نے کہا خبروی ہما و سفیان بن عیینہ نے علاء بن عبد الرحمن سے اوس نے
 اپنے باپ سے اوس نے ابی ہریرہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے فرمایا مَنْ صَلَّى صَلَاةَ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَهُوَ خِلَافٌ تَلَاوًا
 غَيْرُ تَمَامٍ فَيُجِبُ لِيَ لَا يَحْتَسِبُ أَنَا نَكُونُ وَرَأَاؤُا الْإِمَامَ فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ
 فَإِنْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 قَمِيتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا
 قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَمْدِي وَعَبْدِي وَإِذَا
 قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَمْدِي وَعَبْدِي وَإِذَا قَالَ

حدیث ماحول

جیسے انہیں نفی ذات ہے ویسے ہی لا صلوات الا بفاتحة الكتاب میں بھی نفی ذات
 موافق قاعدہ مذکورہ کے۔ اگر کوئی نادانی سے یوں کہے کہ جب لا و معنی
 آتا ہے کہیں تو ذات کی نفی کرتا ہے کہیں صفت کی پس لا صلوات میں بہین شک
 پر کیا کہو نہ اس معنی لین تو اس کا جواب یہ ہے کہ لا تجزئ صلوات اور لا تقبل
 صلوات نے تیرے اس شک کو بھی دفع کر دیا۔ اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو یہ اسکی
 حماقت اور جہالت اور تعصب مذہبی ہے اور انکار ہے احادیث صحیحہ صریحہ کا
 ۶ مَا عَلَيْنَا اَلَا اَلْبَلَاغُ کہا بخاری نے حدیث کی جس سے عمرو بن علی نے کہا حدیث
 جس سے محمد بن ابی عدی نے محمد بن عمر سے اوسنے عبد الملک بن مغیرہ سے ابی
 ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل صلوات لا یقرأ
 فیہا بِاَمِّ الْقُرْآنِ فَہی خِلَاجٌ جو نماز کہ اوسمین احمد شریف نہ پڑھی جاوے تو
 نماز فاسد ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے جزیر القرارة میں کئی سند سے
 روایت کیا ہے۔ اور بھی روایت کیا بخاری نے جزیر القرارة میں ابی ہریرہ
 سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمَّا صَلَواتُ لَا یَقْرَءُ فِیْہَا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ
 فَہی خِلَاجٌ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے پس وہ نماز فاسد ہے
 ان حدیث میں جو خِلاَج کا لفظ آیا ہے اس کا معنی سنو قال البخاری قال ابو
 یقال اخذت الناقة اذا سقطت والسقط مبيت لا ينفع به (ترجمہ)
 کہا بخاری نے کہ کہا ابو عبید نے بولا جاتا ہے اخذت الناقة جبکہ حجہ گروے
 اونٹنی اور گرا ہوا بچہ مردہ ہے اوس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا انتہی (جزیر القرارة)
 قال بن عبد البر فی الاستدکار الخ لا یجوز النقصان والفساد من ذلك
 قولهم اخذت الناقة اذا ولدت قبل تمام وقتها وقبل تمام الخلق
 و ذلك نكاح فاسد (ترجمہ) کہا ابن عبد البر نے استدکار میں کہ خِلاَج کا

سند سے روایت کیا ہے اور میں سے ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ ابی
 نے جب ابی السائب کے آگے یہ حدیث بیان کی تو ابوالسائب نے یوں کہا
 قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ أَصْنَعُ إِذَا كُنْتُ مَعَ الْأَمَامِ وَهُوَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ قُلْتُ
 وَتِلْكَ يَا مَعْشَرَ أَقْرَبِيهِمْ أَقْرَأَ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَنَّهُ (ترجمہ) کہا میں نے
 سے ابی ہریرہ میں کیا کروں جب میں امام کے ساتھ ہوں اور وہ پکار کر پڑھتا
 کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے افسوس ہے تمہارا یہ فارسی پڑھ لیا کہ تو اسی سو فاعل
 کو آہستہ اسلئے کہ سامعین نے رسول اللہ سے آخر حدیث تک بیان کیا۔
 ف اس حدیث میں جو خداج کا لفظ آیا ہے اُسکا معنی بیان ہو چکا لیکن
 اقْرَأَ بِهَا فِي نَفْسِكَ جو آیا ہے اوسکا معنی یہ ہے کہ پڑھ لیا کہ سورہ فاتحہ کو آہستہ
 ایسے طور پر کہ تو اپنے آپ سنے اور بیان قرآن سے تدبیر (سوچا) ملو لیا
 صحیح نہیں کیونکہ تدبیر کو لغت اور عرف میں قرأت نہیں کہتے فقہانے بھی
 فرق رکھا ہے۔ دیکھو جنہی کے حق میں تدبیر قرآن منع نہیں اور قرآن
 منع ہے۔ علاوہ برین ہم کہتے ہیں قرأت کے حقیقی معنے چھوڑنے اور مجاز
 لینے پر کیا مجبوری ہے حقیقی معنی یہاں ممکن ہے اور امکان حقیقت میں
 مجاز پر عمل کرنا ساقط ہے (دیکھو اپنا اصول) وَالْيَا قَالُ الْأَمَامُ النَّوْصِي
 فِي تَرْجِيهِ عَنِ الْمُسْلِمِ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَقْرَأَ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَمَعْنَاهُ أَقْرَأَ مَا سَمِعَ
 بِحَدِيثِ يَسْمَعُ نَفْسَكَ وَأَمَّا مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهَا أَنَّ لَفْظَ
 أَنَّ الْمُرَادُ تَدْبِيرُ ذَلِكَ وَتَدْبِيرُهُ فَلَوْ يَقْبَلُ لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ لَا تَنْطَلِقُ إِلَّا عَلَى
 حَاكَةِ اللِّسَانِ بِحَدِيثِ يَسْمَعُ نَفْسَكَ وَلِهَذَا اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْجَنْبَ كَوْنُ تَدْبِيرِ
 الْقُرْآنِ بِقَلْبِهِ مِنْ غَيْرِ حَاكَةِ لِسَانِهِ لَا يَكُونُ قَارِئًا مِمَّنْ يَكُونُ الْقِرَاءَةُ
 الْجَنْبَ الْمُحَمَلَةَ تَرْجِمَهُ إمام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ ابی ہریرہ

قرأت سے تدبیر اور تفسیر کا فرق نہیں

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ قَالَ فَجَدَلَنِي عَبْدِي وَيُوقَالَ مَقَرُّ قَوْضٍ إِلَى صَدِيْقِي فَإِذَا قَالَ
 أَيْكَ لَعَبْدٌ وَأَيْكَ لَسْتَعِيْنُ قَالَ هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي
 مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ إِيَّاهُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
 غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ هَذَا الْعَبْدِي وَلِعَبْدِي
 مَا سَأَلَ (ترجمہ) جس نے کوئی نماز پڑھی نہیں پڑھا اور سین سورہ فاتحہ
 پس وہ نماز فاسد ہے تین باتیں کلمہ کو فرمایا پوری نہیں ہوئی پس کہا گیا
 ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے البتہ ہم مہوتے ہیں چھپے امام کے تو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ نے چلے تو اس فاتحہ کو آہستہ آہستہ کہ تحقیق میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کہتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ بآئنا میں نے نماز کو درمیان اپنے
 اور درمیان بندہ اپنے کے آدھوں آدھ اور میرے بندے کیلئے نہ چھو
 مانگے پس جب کہتا ہے بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ
 تعریف کی میری بندہ میرے لئے اور جب کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ فرماتا
 ہے اللہ تعالیٰ بزرگ برتر ثنا کی میری بندہ میرے لئے اور جب کہتا ہے
 مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ فرماتا ہے بڑا ہی کی میری بندہ میرے لئے اور کہا البتہ
 سونپیا مجھ کو بندہ میرے لئے پھر جب کہتا ہے اَيْكَ لَعَبْدٌ وَأَيْكَ لَسْتَعِيْنُ
 لَسْتَعِيْنُ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے
 بندے کے لئے ہے جو وہ مانگے پھر جب کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
 صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
 فرماتا ہے یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو وہ مانگے
 - یہ حدیث مسلم میں کئی سند سے روایت کی گئی ہے - ابو داؤد اور ابن ماجہ
 میں بھی یہ حدیث ہے اور اس حدیث کو امام بخاری نے خبر القراۃ میں کئی

تَقْرَأُونَ قَسْرًا أَمَّا كُمْ فَلَنَا إِيَّيْهِ وَاللَّهُ يَكْسِرُ سُوءَ اللَّهِ هَذَا قَالَ فَلَوْ فَعَلُوا
 إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَواتَ إِلَّا بِهَا (ترجمہ) کہا عبادہ رض نے کہ نماز صبح
 پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آنحضرت پر قرآن جاری ہو گئی پس جب فاسخ
 ہوئے فرمایا تحقیق میں گمگم و دیکھتا ہوں کہ پڑھا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے
 کہا جہنم مان قسم ہے اللہ کی اسے رسول اللہ کے ہم جلدی جلدی پڑھ لیا
 کرتے ہیں فرمایا سوا اسے سورہ فاتحہ کے کچھ نہ کیا کرو اسلئے کہ نماز نہیں ہوتی
 بغیر اس سورہ فاتحہ کے کہا بخاری نے حدیث کی جسے قتیبہ بن سعید نے ۵
 اسمعیل سے اوس نے اور زاعمی سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے
 باپ سے اوس نے عبادہ بن الصامت رض سے قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَا صَلاةَ تَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ إِذَا كُنْتُمْ مَعِيَ فِي الصَّلَاةِ قَالُوا لَعَنَ
 اللَّهُ سَؤْلَ اللَّهِ نَهْدَ هَذَا قَالَ فَلَوْ تَفَعَّلُوا إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ (ترجمہ) کہا
 عبادہ رض نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو تم قرآن پڑھا کرتے ہو جب میرے
 ساتھ ہوتے ہو نماز میں انھوں نے کہا مان یا رسول اللہ ہم جلدی جلدی پڑھ لیا کرتے
 فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا الحمد شریف کے کچھ نہ پڑھا کرو۔ کہا بخاری نے حدیث ۶
 کی جسے شجاع ابن الولید نے کہا حدیث کی جسے فضل نے کہا حدیث کی جسے عمرہ نے
 کہا حدیث کی مجاہد سے عمرو بن سعید نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے
 باپ سے اوس نے اپنے داو سے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ تَقْرَأُونَ خَلْفِي قَالُوا لَعَنَ أَنَا لَعْنُ هَذَا قَالَ فَلَوْ تَفَعَّلُوا إِلَّا بِأَمْرِ
 الْقُرْآنِ (ترجمہ) کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا کرتے ہو تم میرے پیچھے
 کہا انھوں نے مان البتہ ہم جلدی جلدی پڑھ لیا کرتے ہیں فرمایا پس سوا
 سورہ فاتحہ پڑھنے کے کچھ نہ کیا کرو۔ یہ حدیثیں بخاری نے رسالہ قنارت

کہ قولِ اِقْرَأْ لَهَا فِي نَفْسِكَ پس معنی اوسکا یہ ہے کہ پڑھ لیا کہ سورہ فاتحہ کو مستہ
 ایسے طور پر کہ تو خود سن لے اور لیکن بعضے مالکیوں وغیرہ نے (جیسا کہ
 حنفیہ نے) جو محمول کیا ہے اس معنی پر کہ مراد اوس سے سوچنا اور یاد
 اوسکا ہے پس یہ معنی قبول نہ کیا جائیگا کیونکہ قرآنہ نہیں بولی جاتی ہے مگر کثرت
 زبان پر ایسے طور سے کہ وہ خود سن لے اسلئے اتفاق کیا ہوا خونِ اسبات پر کھینچی
 اگر سوچے اپنے دل سے قرآن کو بغیر حرکتِ زبان کے تو نہ ہو گا وہ قاری مرتکب
 جنبی کی قرآنہ کا جو کہ حرام کی گئی ہے۔ کہا بخاری نے حدیث کی ہے عیسیٰ بن
 یوسف نے کہا خبری ہمکو عبد اللہ نے ایوب سے اوسنے ابی قلابہ سے اوس
 انس رضی سے اَن النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَقْضَى
 صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ لَوْحِهِ فَقَالَ اَلْقُرْآنُ فِي صَلَاتِكُمْ وَالْأَمْرُ
 لِقُرْآنٍ فَسَكُّوا فَقَالُوا كَذَبْتَ فَقَالَ فَأَيْلَ أَقْبَلْتُكُمْ إِنَّا لَنَفْعَلُ
 قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا اَلْقُرْآنُ أَحَدًا لَمْ يَفَاتِحْ فِي الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ (ترجمہ)
 تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر مائی اپنے اصحاب کو پس جب پڑھ چکے
 نماز اپنی تو سامنے کیا لوگوں کے چہرہ مبارک اپنے کو پس فرمایا کیا تم پڑھتے ہو
 اپنی نماز میں جس حالت میں امام پڑھتا ہو پس سب لوگ چپ رہے پس
 فرمایا حضرت نے اسکو تین دفعہ چکرایا کہ کہنے والے نے یا بہت کہنے والوں نے
 بیشک ہم کیا کرتے ہیں فرمایا حضرت نے نہ کیا کرو اور چاہئے کہ پڑھ لیا کہ
 ہر ایک تمہارا احمد شریف کو آہستہ۔ اور کہا بخاری نے حدیث کی ہے اسحاق
 نے کہا حدیث کی ہے عبدہ نے کہا حدیث کی ہے محمد نے کھول سے اوس نے
 محمود بن اربیع سے اوس نے عیادہ بن الصامت سے قَالَ صَلَّى رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَّتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِلٰی اِلٰی اِلٰی

۳

۴

نمازون کی کہ پکار کے پڑھا جاتا ہے اونہیں کہا پس ملگئی آنحضرتؐ پر قرأت چھڑ
فارغ ہوئے ہماری طرف کیا چہرہ مبارک اپنے کو پھر فرمایا کیا تم پڑھا کرتے ہو جن میں
پکار کے پڑھتا ہوں پس کہا بعض ہمارے نے بیشک ہم کرتے ہیں یہ بات فرمایا پس
نہ کیا کرو اور میں کہتا ہوں کیا ہے مجھ کو جھگڑا کرتا ہے مجھ سے قرآن پس نہ پڑھا کرو
تم قرآن میں سے کچھ جگہ میں پکار کے پڑھو مگر سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ وارقطنی
نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کب راوی اسکے ثقہ ہیں۔ اور امام بخاری
نے بھی جزء التفریة میں صحیح سند کے ساتھ اسکو روایت کیا ہے **ف** اس حدیث
سے یہ ثابت ہوا کہ جب امام پکار کے پڑھے تو مقتدی الحمر کے سوا اور کچھ نہ پڑھے
۔ اب ایسی احادیث صحیحہ صحیحہ سے مقتدی کے حق میں الحمد کا پڑھنا ثابت ہو گیا
جنہیں کچھ کلام نہیں اور پڑھی گئی کی سندوں سے یہ احادیث روایت کی گئیں ہیں
جنکو خدا ہی تعالیٰ نے کچھ علم علی اور فہم دیا ہے وہ ان کتابوں میں دیکھ لے اور جو جگہ
فقط اردو جانتے ہیں ان کے لئے ترجمہ چھپ گئے ہیں وہ اونہیں دیکھ لیں
اور جو لوگ بالکل کچھ پڑھے ہوئے نہیں ہیں وہ عالم حدیث سے انکو پڑھوا کر
مطلب پوچھ لیں۔ آئے برادران اسلام غور کرنے کی بات ہے کہ اس تقلید نے
تمہیں کیسا حدیث و قرآن پر چلنے سے روک رکھا ہے اور سیکی باعث تہمت
سی سنتوں کو ترک کر رکھا ہے ورنہ اور کچھ بات نہیں حدیثوں میں تو کسی طرح کا
شبہ نہیں اب بھی ہوش کر لو اور پورے عامل قرآن و حدیث کے بنجاؤ اللہ
تعالیٰ سے ڈرو ورنہ پھر خدا کو کیا جواب دو گے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسکی فرمان
بردار کیا میں نے حکم دیا تھا اوسکی فرمان برداری چھوڑ کر غیر کی فرمان برداری
تہمت کیوں کی اسوقت کچا نا کیا کام آویگا۔ اب ہم صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین وغیرہم اہل علم کے فتوے اور اوصاف اعلیٰ قرأت خلف الامام کے بارے میں

بجای

خلف الامام میں روایت کی ہیں اور یہ سب صحیح ہیں ان سے صاف معلوم ہو گیا کہ
مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد ضرور پڑھنا چاہئے ورنہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور یہ
بھی معلوم ہو گیا کہ مقتدی سورہ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کرے ابو داؤد میں ہے
حدیث کی جسے ربیع بن سلیمان از دی نے کہا حدیث کی جسے عبد اللہ بن یوسف
نے کہا حدیث کی جسے ہیشتم بن حمید نے کہہ خبری مجکو زید بن واقد نے مکمل
اوس نے نافع بن محمود بن ربیع انصاری سے قال نافع ابی عبد اللہ عن صلوات
الصبر فاقام ابو نعیم الموقد ذن الصلوة (وكان ابو نعیم اقل من اذن
فی بیت المقدس) فصلی بالناس ابو نعیم و قبل عبادة و انا معه حتی خلت
خلف ابی نعیم و ابو نعیم یجھرا بالقراءة فجعل عبادة یقرء بامر القرآن فلما
انصرف قلت لعبادة سمعتك تقرء بامر القرآن و ابو نعیم یجھرا قال اجل صلی
بناس رسول الله صلی الله علیه و سلم بعض لصلوات التي یجھر فيها القرآن
قال فالتست علیه القراءة فلما انصرف اقبل علينا بوجهه فقال صل قرئ
اذا جهزت بالقراءة فقال بعضنا انا لنسمع ذلك قال فلا تفعلوا و انا
اقول ما لی ینازعنی القرآن فلا تقرئ البتة من القرآن اذا جهزت
الایام القرآن (ترجمہ) کہا نافع نے دیکر کی عبادہ نے صبح کی نماز سے پس
قائم کیا ابو نعیم موزن نے نماز کو (اور ابو نعیم نے پہلے پہل اذان کہی تھی بیت المقدس
میں) پس نماز پڑھائی لوگو کو ابو نعیم نے اور اسے عبادہ رخص اور میں ساتھ ہو
تھا یہاں تک کہ جماعت میں گلتے ہم پیچھے ابی نعیم کے اور ابو نعیم بیکار کر قرار ت پڑھنا تھا
پس پڑھنے لگے عبادہ الحمد شریف کو پس جبکہ فارغ ہوئے وہ کہا میں نے عبادہ
کو سنایا میں نے آپ کو کہ پڑھتے تھے سورہ فاتحہ اور ابو نعیم بیکار کے پڑھ رہے تھے
کہا عبادہ نے ان پڑھائی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوان

ساقی بن دین محمد بن ابو احمد پڑھنے کی جہاں امام کا حکم ہے پڑھنا ہو

م گزیدہ۔ کہانجاری نے حدیث کی مجھ کو محمد بن عبد اللہ کہ حدیث آج سے

ابن ابی حاتم نے علامہ سے اوسنے اپنے باپ سے اوس نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 قَالَ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِآيَةِ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَأَسْبِقْهُ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ وَالضَّالِّينَ
 قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ آمِينَ مَنْ وَافَقَ ذَلِكَ قَسَدٌ أَنْ يُسْتَجَابَ بِهِمْ مَرْجَمُہُ کہ
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب پڑھے امام سورہ فاتحہ پس تو بھی پڑھا اوسکو اور اوس
 چلے پڑھے اسلئے کہ جب کہتا ہے امام وَالضَّالِّينَ کہتے ہیں فرشتے آمین جسکی
 آمین اوسکے موافق ہو تو امید ہے یہ قبول کیا وے اوسکے ساتھ۔ کہا

۵ بنجاری نے۔ کہ کہا ہے ابو نعیم نے کہ حدیث کی ہے حسن بن ابی الحنا
 نے کہا حدیث کی ہے ابو العالی نے فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمَكَّةَ أَقْرَأَ فِي الصَّلَاةِ
 قَالَ إِنِّي لَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّ هَذِهِ الْبَيْتِ أَنْ أَصْلِيَ صَلَاتِي لَا أَقْرَأُ فِيهَا
 وَلَوْ بَاتِمَ الْكِتَابُ مَرْجَمُہُ کہ پوچھا میں نے ابن عمر سے کہ میں کہ پڑھا کروں
 میں نماز میں کہا ابن عمر نے تحقیق میں شرم کرتا ہوں اس کعبہ کے رب سے
 کہ میں ایسی نماز پڑھوں جس میں قرأت کروں اگرچہ فقط سورہ فاتحہ ہی
 پڑھوں ف یعنی میں قرأت فاتحہ تو کسی نماز میں نہیں چھوڑتا اور زیادہ

۶ بھی ہو سکتا ہے تو پڑھ لیتا ہوں — اور کہا عبد اللہ بن عبد اللہ بن سعد
 راضی نے خبر دی کہ ابو جعفر نے عیسیٰ بن جابر سے سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْقُرْآنِ
 خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَالَ مَا كُنَّا نَمُرُّانَ بِأَسَا أَنْ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ
 مَرْجَمُہُ پوچھے گئے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پیچھے امام کے پس کہا وہ
 لوگ کچھ خطرہ ہی نہیں سمجھتے تھے یہ کہ پڑھی جاوے اچھا آہستہ ف
 بیشک اُنکو کچھ خطرہ تھا اور کیوں خطرہ ہوتا جب رسول اللہ نے اُنکو حکم
 دیدیا کہ امام کے پیچھے اچھا آہستہ پڑھ لیا کرو اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمادیا اِنْ

جو صحیح سندوں سے آجنگ چلا آتا ہے تمکو سنائے دیتے ہیں چاہئے کہ غروب
غور سے سنو۔ کہا بخاری نے حدیث کی ہے عثمان بن سعید نے سنا اوس نے
عبد اللہ بن عمرو سے اُس نے اسحاق بن راشد سے اوس نے زہری سے
اوس نے عبد اللہ بن ابی رافع مولیٰ بنی اشتم سے اُس نے حدیث کی علیٰ رض بن
ابطالب سے اِذَا الْمَکْتُوبَةُ الْاِمَامُ فِي الصَّلَاةِ اَوْ قَاۡمَةً بِاَمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَةٍ
اٰخِرٰی فِی الْاَوَّلٰیۡنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفَاِتْحَةِ الْکِتَابِ فِی الْاٰخِرٰیۡنِ مِنَ
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَفِی الْاٰخِرٰیۡنِ مِنَ الْعِشَاءِ
(ترجمہ) جب امام بیکار کے نہ پڑھے نماز و نہیں تو پڑھے الحمد اور کوئی سورہ
دوسری پہلی دو رکعتوں میں نظر اور عصر کے اور وہ پچھلی رکعتوں میں
نظر اور عصر کے او پچھلی رکعت میں مغرب کے اور وہ پچھلی رکعتوں میں عشاء کے
۔ او بخاری نے دوسری سند سے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا۔
اِنَّکَ کَانَ یَاۡحَصِرُ فِی حِجَّتٍ اَنْ یَّقْرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَاِتْمَعَتْ
الْکِتَابِ وَسُوْرَتَا سُوْرَةٍ فِی الْاٰخِرٰیۡنِ فَاِتْمَعَتْ الْکِتَابِ (ترجمہ) تحقیق
حضرت علی نے حکم کرتے تھے اور دوست رکھتے تھے کہ پیغمبر جابو سے امام کے
پچھلے نظر اور عصر میں الحمد اور ایک ایک سورہ اور وہ پچھلیوں میں الحمد۔
کہا بخاری نے حدیث کی ہے محمد بن یوسف نے کہا حدیث کی ہے سفیان
نے ابن جریج سے اوس نے عطاء سے اُس نے ابی ہریرہ رض سے قال یحییٰ
فَاِتْمَعَتْ الْکِتَابِ وَانْ رَّادَ فُھُوْ خَیْرٌ (ترجمہ) جائز ہو جاتی ہے نماز الحمد کے
ساتھ اگر زیادہ پڑھے تو افضل ہے یعنی الحمد سے زیادہ جو پڑھا جاتا
وہ سنت ہے لیکن بہرین نماز میں مقتدی کے لئے تخصیص الگئی ہے کہ
الحمد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے جیسا کہ ابو داود اور دارقطنی کی حدیث میں

- کہا پوچھا میں نے حماد سے قرارت سے پیچھے امام کے ظہر اور عصر میں تو کہا کہ سعید بن جبیر پڑا کرتے تھے پھر کہا میں نے تم کو کیا پسند ہے تو کہا یہ کہ پڑھا کرے تو
- ۱۴ **وَقَالَ حَمَادٌ وَادِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْأِمَامِ مِثْلِي قَدْ سَكَنَ تَرْجُمَهُ**
اور کہا حماد نے مجھے اچھا لگتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے اسکا منہ تنک
- ۱۵ **سَ بَہَا جَاوَسَ۔ وَقَالَ بَنُ حَنْظَلٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَقْرَأَ خَلْفَ**
الْإِمَامِ قَالَ نَعَمْ وَأَكَلْتُ لَسَمْعٍ قَرَأَتْهُ وَأَنَّهُمْ قَدْ أَحَدُ ثَلَاثًا كَمَا
- كَانُوا يُفَعِّلُونَ نَهَ أَنْ السَّلَفَ كَانَ إِذَا أَمَّ أَحَدُهُمْ لَنَاسٍ كَبِيرٍ**
ثُمَّ أَتَتْ حَنْظَلٌ أَنْ مَن خَلْفَ صَفَرٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ شَمَّ قَرَأَ وَ
- أَنصَلَتْ تَرْجُمَهُ** کہا ابن خثیر نے کہ کہا میں نے سعید بن جبیر سے پڑھا کرنا
میں امام کے پیچھے کہا ہاں اگرچہ تو امام کی قرارت سنا ہو تو بھی پڑھا لیا کرتے تھے
ان لوگوں نے ایسی بات سنا لی ہے جو سلف نہیں کرتے تھے تحقیق سلف کا
یہ دستور تھا جب امامت کرتا اونہیں سے کوئی لوگوں کی تو تکبیر کہتا پھر چپ ہوتا
یہاں تک کہ وہ گمان کرتا کہ جو اس کے پیچھے ہے اس نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہوگی پھر
وہ قرارت کرتا اور لوگ چپ ہو جاتے۔ **عَنْ حَمَادٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ**
- ۱۶ **بْنَ عَمْرِو بْنِ لَقِيٍّ خَلْفَ الْأِمَامِ تَرْجُمَهُ عَابِدٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ**
بن عمرو بن کو کہ پڑھتے تھے امام کے پیچھے۔ **عَنْ حَمَادٍ إِذَا السَّيِّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ**
- ۱۷ **لَا يَتَنَدَّى تِلْكَ التَّلَاعَةُ تَرْجُمَهُ عَابِدٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ**
تو وہ رکعت نہ شمار کیا جائیگی۔ **کَہَا بَخَارِی** نے ہم سے کہا مسند دیکھئے کہ حدیث
- ۱۸ **کَہَا بَخَارِی** بن سعید نے عوام بن حمزہ مازنی سے اس نے کہا حدیث کی
ہم سے ابو نضر نے **قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْفَ الْأِمَامِ فَقَالَ**
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تَرْجُمَهُ کہا ابو نضر نے میں نے پوچھا ابی سعید کو قرارت سے

تَطِيعُوا كَقَهْدًا وَاتَّجَمَّهَ الْكُفَّاءُ لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَوْبَةً بِأَيْتٍ بِأَجَاوْغَةٍ -

کہا بخاری نے کہ کہا محمد بن یوسف نے حدیث کی جس سے سفیان نے سلیمان

شیبانی سے اوسنے جواب دیا میں سے زید بن شریک سے قَالَ سَأَلْتُ سَمْعَانَ

الْخَطَّابَ أَقْرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَإِنْ قَرَأْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

قَالَ وَإِنْ قَرَأْتَ تَرْجَمُہ کہ زید بن شریک نے بوجھامین نے عمر بن الخطاب

سے کہ پڑھا کر و نہیں بیچھے امام کے فرمایا اُن کہا میں نے اگرچہ آپ پڑھیں اے

سوامنہن کے فرمایا اگرچہ میں پڑھوں - کہا بخاری نے کہا میں اسماعیل

بن ابان نے کہ حدیث کی جس سے شریک نے اشعث بن ابی الشعثار سے اوسنے

ابی مریم سے سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ تَرْجَمُہ میں نے سنا ابن

مسعود کو کہ پڑھتے تھے بیچھے امام کے - اور روایت کیا سفیان بن حسین نے

زبیری سے اُس نے مولیٰ سے جابر بن عبد اللہ کے قَالَ لِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

أَقْرَأَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ تَرْجَمُہ کہ جابر بن عبد اللہ نے

پڑھا کر تو ظہر اور عصر میں امام کے بیچھے - اور روایت کی سفیان بن حسین

کہ ابن زبیری بھی اس طرح کہتے تھے - عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ

الْإِمَامِ تَرْجَمُہ روایت ہے ابی بن کعب سے کہ وہ پڑھتے تھے امام کے

بیچھے - عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَّادِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي بَنْ كَعْبٍ

أَقْرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ نَعَمْ - تَرْجَمُہ روایت ہے ابی سلمان عبد اللہ

بن ہذیل سے کہا اُس نے کہ کہا میں نے ابی بن کعب کو کہ پڑھوں میں امام کے بیچھے

فرمایا ہاں - اور کہا خلال نے حدیث کی جس سے خطمہ ابی المغیرہ نے قَالَ تَأْتِيكَ

خَمْدًا عَنِ الْقَرَاءَةِ وَخَلْفَ الْإِمَامِ فِي الْأَوَّلِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ سَعِيدُ

بْنِ جَبْرِ يَقْرَأُ فَقُلْتُ أَيْ ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ فَقَالَ إِنَّ تَقْرَأُ تَرْجَمُہ

نَسِيَ الْقِرَاءَةَ قَالَ أَرَى لِعَوْدِ صَلَوَاتِهِ وَإِنْ ذَكَرَ ذَلِكَ وَهُوَ فِي سُرْعَةٍ
 الثَّانِيَةِ لَا أَرَى إِلَّا أَنْ لِعَوْدِ صَلَوَاتِهِ ترجمہ ابن شہاب سے ہے
 کہا حدیث کی مجہ سے محمود بن الذبیح نے عبادہ بن صامت سے کہا فرمایا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں ہوئی اس کی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ اور میں نے
 پوچھا اوس سے اوس آدمی سے جو بھول گیا فاتحہ پڑھنا کہا میرے نزدیک تو یہ
 کہ اپنی نماز کو لوٹاؤ اور اگر اس کو یاد آوے یہ اور وہ دوسری رکعت
 میں ہے تو نہیں ہے میرے نزدیک مگر یہ کہ وہ لوٹاؤ اپنی نماز کو۔

۲۵ عَنْ كَثِيرِ بْنِ حَزْرَةَ الْحَضَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الدَّهْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ حَبْلُ
 مِنَ الْأَنْصَارِ وَجَبَتْ صَلَاةُ ترجمہ کثیر بن مرہ رضی سے ہے کہ میں نے

سنا ابو الدرداء رضی سے کہ کہتے تھے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر
 رکعت نماز میں قنوت ہے فرمایا آنحضرت نے ہاں میں کہا ایک مرد نے انصاری

۲۶ سے فرض ہو گئی یہ۔ قَالَ تَجَاهِدُ إِذَا كُنْتَ بِقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ أَعَادَ صَلَوَاتِهِ

۲۷ وَكَذَلِكَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ ترجمہ مجاہد نے کہا جبکہ نہیں پڑھا امام کے

۲۸ پیچھے تو لوٹاؤ اسے نماز کو۔ اور اس طرح کہا عبد اللہ بن الزبیر نے عن ابی ہریرۃ

قَالَ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأَمْرِ النَّهْأَنِ قَارِئُهَا وَاسْتَفْهَهُ فَإِنَّ الْإِمَامَ إِذَا قَضَى

السُّنَّةَ قَالَ غَيْرُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَتْ الْمَلَائِكَةُ آمِينَ

فَإِذَا وَقَّ قَوْلُكَ قَضَاءُ الْإِمَامِ أَمَّ النَّهْأَنِ كَانَ قِمْنًا يُسْتَجَابُ ترجمہ

روایت ہے ابی ہریرہ رضی سے کہا جبکہ پڑھے امام سورہ فاتحہ پس پڑھا کر تو بھی

اُس کو اور اُس سے پہلے پڑھے اس لئے کہ امام جب ختم کرتا ہے سورہ کہتا علیہ

المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے ہیں فرشتے آمین کو جب موافق ہوگا تو

19

ام کے بیچے تو فرمایا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہے۔ — عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرَيْرَةَ
أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ كَانَ يَقُولُ لَا يَكُونُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ

الکلب قال وكانت عائشة تقول ذلك ترجم عبد الرحمن بن هريرة

تحقیق البوسعید خدری کہتے تھے نہ رکوع کرے کوئی تم میں سے جب تک

سورہ فاتحہ نہ پڑھ لیبے کہا اور ایشیہ بھی یہی کہتی تھیں۔ **بَعْنَ عَطٍ** قَالَ

اِذَا كَانَ الْاِمَامُ يَجْهَرُ قَلِيْلًا دَسِيقًا قَرَأَ الْقُرْآنَ مُرْجَمًا عَطَا سَعِي كَهَابِ

امام پکار کر پڑھتا ہو تو مقتدی کو چاہئے کہ جلدی کرے سورہ فاتحہ کے پڑھنے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ

فِي الْأَوَّلَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الْآخِرَتَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ترجمہ عبدالمدین مغفل سے ہے کہ وہ پڑھتے تھے ظہر اور عصر میں امام

کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سو مرتبہ اور دو سجود

مِنْ سُورَةِ فَاتِحَةٍ -- عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ بَنِي سَعْدٍ يَقُولُونَ

صَلِّعُمْ صَلَوَاتُ الْغَدَاةِ قَالَ فَتَقَلَّتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَهْلُهَا

أَقْرَبُ مَنْ خَلْفَ إِمَامِهِ قَالُوا قُلْنَا أَجَلٌ يَأْتِي سَوَّلَ اللَّهُ قَالَ وَلَا تَعْلَمُونَ

الایات القرآن فانه لا صلوة لمن لم یقرعها - سرجمه عبادہ بن صامت

سے کہا پڑائی سمجھو رسول اللہ کے پیچ لے مار کہا پس جباری ہو گئی آپ

شرارت و فرمایا تحقیق میں محمود جیسا ہوں آپ کے سامنے سے چلے کرے گا

کہا ہے کہ ان یاروں کے عزیمت پر یہ ناکارہ طور پر قبول کیا۔

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ لِيُنذِرَهُمْ يَوْمَ تَأْتِي السُّحُبُ بِالْمَاءِ يَوْمَ يُخَالِطُ فَسَقَتَهُ يَوْمَ يَلْعَزَجُ فِي الْفَجْرِ ذُرِّيَّتَهُ إِنَّهُمْ يَحُلُّوْنَ آلَ إِبْرَاهِيمَ يَوْمَ تَحْشُرُهُمْ فِي الْأَخْصَادِ يَوْمَ هُمَّ مُقَامُونَ

وَسَأَلَ لِرَبِّهِمْ إِسْلَٰمَ لَمْ يَتَمَنَّوْا ۚ ثُمَّ يُعَذِّبُهُمْ عَذَابَ النَّارِ ۚ وَسَأَلَتْهُ عَنْ جِبِلٍّ

بسم الله الرحمن الرحيم

الْكِتَابِ فِي كُلِّ كَعْبَةٍ سِرًّا قَالَ مَكْنُؤُلُ اقْرَءْ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ لِقَائِهِ
 الْكِتَابِ رَسَلَتْ سِرًّا فَإِنْ لَمْ يَسِلْكَ اقْرَءْ بِهَا قَبْلَهُ كَيْ مَعَهُ كَيْ لَعْدَاؤُكَ لَا تَكُنْ
 عَلَى حَالٍ تَرْجِعُهُ كَمُولٍ يُدَاكِرْتَهُ تَحْتِ مَغْرِبٍ أَوْ عِشَاءٍ أَوْ فُجَى نَازِمِينَ سُورَةَ فَاتِحَةٍ
 بِرُكْعَتَيْنِ أَمْ نِسْتَهُ كَمَا كَمُولٍ نَفْسُ بَطْنِي كَرْتُو أَسْ نَازِمِينَ كَمَا أَمَامُ بَكَرٍ كَرْتُو بَطْنِي
 وَهَ فَاتِحَةٍ بَطْنِي كَرْتُو بَطْنِي أَمَامُ بَطْنِي نَهْوُ تُو بَطْنِي كَرْتُو أَسْ سُورَةَ فَاتِحَةٍ
 بِطَلْعِ أَسْ سَ وَأَسْ سَ سَاقَهُ أَوْ لَعْدَاؤُكَ كَرْتُو فَاتِحَةٍ كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 فَمَكْمُولٍ عِبَادَةٍ رَضَى كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 رَوَايَتُ كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 مَرْفُوعًا أَوْ آثَارُ صَحَابَةٍ سَ لَعْدَاؤُكَ بَطْنِي مَسْ كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 بَطْنِي نَهْوُ تُو مَقْدَمِي كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 أَوْ رِبْلِي وَوَرْتُو نَمِينَ سُورَةَ بَطْنِي كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 فَ جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا جَانَا
 سَ ثَابِتٌ هَ أَخْرَجَ ابْنُ عَسَا بَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ
 قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَتِهِ فَقَرَأَ لِقَائِهِ الْكِتَابَ فَقَالَ لَتَعْلَمُوا
 أَنَّهَا سُنَّةٌ - وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ أَنَّهَا سُنَّةٌ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ
 الْفَاتِحَةُ وَحَدَّثَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَا بَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ
 رَوَايَتُ كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 نَازِمِينَ بَطْنِي كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو كَرْتُو
 پھر فرمایا اس لئے کہ جانو تم تحقیق وہ سنت ہے۔ اور کہنا صحابی کا کہ سنت ہے
 مرفوعہ کر دینا حدیث کا ہے پس بخالف ٹھہر گیا یہ فرض ہوئے سورہ فاتحہ کے۔
 اور اس ابن عباس کی حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث

جو کہ میں نے بیان کیا ہے وہ اس کی وجہ سے نہیں ہوئی۔

ساتھ ختم کرنے امام کے سورہ فاتحہ کو امید ہے کہ قبول ہو جاوے۔ عَنْ ابی ہریرۃ
 قَالَ اِذَا اَدْرَسْتَ الْقَدَمَ سَكَوْا كَمَا تَعْتَدُ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ ترجمہ ابی ہریرہ رضی
 سے ہے کہا جب پاؤں سے تو لوگوں کو رکوع میں نہ نہ اعتبار کر تو اس رکعت کے عَنِ
 ابی ہریرۃ اَنَّ سَمْعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَسَ مِنَ الصَّلَاةِ
 سَكَوَةً فَقَدْ اَدْرَسَ الْاِنْ يَقْضَى مَا فَاتَهُ ترجمہ ابی ہریرہ رضی سے ہے
 تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ایک رکعت نماز سے پائی گئی اس سے نماز
 مگر یہ کہ پڑھنا اسکو جو چھوٹ گئی اس سے بھی بعض نادان لوگ ابی ہریرہ رضی
 کی حدیث میں رکعت کا معنی رکوع کا لیا کرتے ہیں اب الا ان یقضی ما فاتہ
 کے لفظ سے اپنی تسلی کر لیں اور اگر بدو ن قنوت رکوع میں شامل ہووین تو حسب
 فرمان نبوی قنوت شدہ کی قضا کر لیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اِنْ نَظَرْتُمْ نَفْسًا فَا
 سَجَّ ہے۔ ہدایت یاب وہی میں جنہوں نے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی
 یہ جو کچھ نقل کیا گیا بخاری کی کتاب جزیر القنوت میں موجود ہے جس حدیث کی پوری
 سند اختصار لکھنے نہیں لکھی وہ اُس میں ہے۔ اَبْنُ مَاجَہِ مِنْ سَمْعِ ابی
 اَبی ہریرۃ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَعُوا اَلْاَمَامَ
 لِقَرَعَةٍ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ كُلَّ صَلَاةٍ حَرَاءٌ
 فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ
 وَجَبَ هَذَا اَتَرْجِمُہ ابی اور ایسے ہے وہ ابی دردار سے روایت کرتے ہیں
 کہا پوچھا اون سے کسی مرد نے کہا میں پڑھا کروں جس حال میں امام بھی پڑھتا ہو تو کہا
 ابو دردار نے کہ پوچھا تھا ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہر ایک نماز میں
 پڑھنا ہے تو فرمایا ہاں پس کہا ایک مرد نے لوگوں میں سے فرض ہو گیا یہ پڑھنا
 ابو داؤد میں ہے فَكَانَ مَكْمُولٌ لِقَرَعَةٍ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِمَا تَعْتَ

کہ چاروں مذاہبِ محدثہ میں سے کسی ایک مذہبِ خاص کے یہ پیرو نہیں تو یہی
 اُسکی سراسر نادانی اور اغراضِ عنِ الحق ہے کیونکہ جو سچا مذہب رکھتا ہے اسکو
 تو اُسنے لاد مذہب سمجھا اور جو مذہب کہ بدعت نکال گئے ہیں۔ اور بدعات سے بچنے کا
 ہر ایک مومن کو حکم ہے اور پڑھنے والیکو مذہبی قرار دیا ہے واسے برین جہالت
 اب رہی یہ بات کہ قنارت فاتحہ خلف الامام فرض ہے بیشک یہ اہلِ حدیث کا دعویٰ
 ہے اور ٹھیک ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت اور دیکھ کیسیا ثابت کر دکھایا
 اور حنفیین مرجعین مبتدعین کا صرف دعویٰ بلا دلیل ہے اور مخالف ہے اتحاد
 صحیحہ صریحہ مرفوعہ غیر منسوخہ کے۔ اب اگر اہل انصاف جانا چاہتے کہ جوڑے سنگم
 حجام شاہ جہان پوری نے مناظرہ کا حال بالکل غلط لکھا ہے جو بات کہ ہوئی تھی
 کیفیت ہم اول رسالہ کے لکھ چکے ہیں ناظرین غور کریں اور اس بد مذہبِ جہان پوری
 مذکور نے چند اہتہام اپنی طرف سے گھڑ کر کئے ہیں اور ہم اُسے بری ہیں۔ اول یہ
 کہ اُسنے لکھا کہ مولانا مولوی محمد سعید صاحب کی نسبت کہ انھوں نے وہ حدیث
 پیش کی جسکا راوی محمد بن اسحق بسو ہذا ابھقان عظیم حاشا لہ اسوقت
 تو اُس حدیث کا ذکر تک نہیں آیا بلکہ مولوی صاحب عوصوف نے تو وہ حدیث پیش کی
 جسکے کسی راوی کیسیکا لچہ کلام نہیں اور بخاری و مسلم وغیرہما نے اُسکو بسند صحیح
 روایت کیا ہے جیسا کہ صدر میں اُسکا بیان ہو چکا۔ اور دوم یہ کہ اُسنے لکھا ہے
 کہ فرض ہوا سورہ فاتحہ کی قراتہ کا بموجب نص قرآنی کے (مَا أَتَاكُمُ السُّؤَالُ
 فَخُذْوهَا مِنَّا نَهَاكُمْ عَنْهَا فَانْتَهُوا) ہے حالانکہ اس آیت کریمہ کا بھی اسوقت
 تذکرہ نہیں آیا تھا باوجودیکہ اس آیت کریمہ کا حکم ہر مومن کو ہے اور جان تسلیم ہے لیکن حنفی
 اسکے از سر تا پا منکر ہیں اگر ان مرجعین کو کبھی یہ آیت پڑھنی بھی پڑ جاتی ہے
 یا وہ کسی سے اُسکو سن لیتے ہیں تو ان پر پڑا خار گزرتا ہے۔ اولیساں حال

حن صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی ساتھ سند صحیح کے روایت کیا ہے۔ قَالَ
 شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ حَدَّثَنِي اَبُو مُرَّةٍ نَزَّاعِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعْدٍ سَمِعَ اَبَا سَعْدٍ سَمِعَ اَبَا سَعْدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ نَفْرًا عَلَى فُجَاءَةٍ الْفُجَاءَةِ الْكُتَابِ مَرَجَمَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ
 نے کہا حدیث کی وجہ سے اس شریک انصاریہ نے کہا حکم کیا سیکو رسول اللہ صلوٰۃ
 یہ کہ پڑھیں ہم جنازہ پڑھو۔ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ كَمَا مَرَّ - لَا صَلَوةَ اِلَّا فَاَتَا
 الْكُتَابِ - اور صلوٰۃ جنازہ بھی ایک صلوٰۃ ہے۔ پس وہ بھی بغیر قرائت
 سورہ فاتحہ کے درست نہوگی۔ **قول** تفضل حسین ملقب: جوڑے سنگ
 - یعنی لامذہب مدعی ہیں کہ قرائت سورہ مذکور (فاتحہ) خلف الامام فرض
 ہے **انہ اقول** اے جوڑے سنگ حجام تجھے کچھ ہوش بھی ہے کہ ہیں بالیخو لیا تو
 نہیں ہو گیا۔ ہملوگ تو ماشا اللہ اہل القرآن و اہل الہدٰی ہیں یہی ہمارا مذہب
 ہے اور یہی مشرب اور یہی مذہب محمدی ہے اور طریقہ احمدی اسکی
 پیروی کیا سیکو حکم ہے کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي سَئْءَالِ اللّٰهِ اُسْفُوٰةٌ
 حَسَنَةٌ الْاٰیۃ اور یہی صراط مستقیم ہے جسکو باری تعالیٰ نے اِنَّ هٰذَا صِرَاطِی
 مُسْتَقِیْمًا فرمایا کہ سیکو بتلایا اور پھر اسکی اتباع کا حکم فرمایا فَاتَّبِعُوْهُ
 کہہ کر اور ہم تمام مذاہب باطلہ سے جو اسوۂ حسنہ کے مساوی ہیں اور مذاہب
 محمدیہ سے جو اس صراط مستقیم کے عین و شمال تکلیف ہیں نہایت بیزار ہیں کیونکہ
 اسکی اتباع کی حق جل و علی نے نہی فرمادی ساتھ قول اپنے کے وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
 فَتَفْشَوْا بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِی - پس اے بدعتی بد مذہب تیرا ایسے لوگوں کو
 لفظ لامذہب سے تعبیر کرنا باطل و غلط ہے اور یہ حماقت تیری ہے اور تیری جہاں
 یہ شمر ہے کیونکہ جو اس لفظ کو بولتا ہے یا تو وہ یہ مراد رکھتا ہوگا کہ ان لوگوں کا
 کوئی مذہب ہی نہیں سو یہ اسکا خیال باطل اور وہم فاسد ہے یا وہ یہ مراد رکھتا ہے

ہی نہیں تو تو یہ چاہتا ہے کہ سیطرح جھوٹ طوفان لکھ کر چار پیسے حاصل ہو جائیں
 کیونکہ کاغذ قلم کچھ کر بھیر اُستردہ قینچی ہاتھ میں لیے شرع آتی ہے اور اور کچھ پیشہ
 آتا نہیں۔ الغرض اس لاکو نفی مطلق کا کوئی نہیں کہتا بسجی لافنی جس کا کہتے ہیں
 لیکن گفتگو اس کے معنی میں ہوا کرتی ہے مفصل حال اسکا ہم بیان کر چکے ہیں
 پھر دوسرا سنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ **قولہ** دلیل ہماری یہ حدیث تمثیلاً ہے
لَا صَلَواتَ إِلَّا الْمَسْجِدُ إِلَّا الْمَسْجِدُ۔ **اقول** جاہل کی بڑی ہی خرابی ہے
 سچ فرمایا سعدی شیرازی نے **سُرِ جاہلان بر سرِ دار بہ** کہ جاہل بخواری
 گرفتار بہ اس قول میں جوڑے سنگ نے تین غلطی فاحش کی ہیں بسبب اپنی
 جہالت کے۔ اول یہ کہ کریم بخش واحد العین کو پہلے مانع قرار دیکھا ہے اب کہتا ہے
 کہ اس نے یوں کہا کہ دلیل ہماری یہ حدیث تمثیلاً ہے لہذا کہیں مانع بھی استدلال ہوا کرتا
 تو یہ کہ تمثیل کو دلیل گردانا ہے حالیکہ تمثیل دلیل نہیں ہوا کرتی وہ تو فرضی مثل
 کی وضاحت کے لئے ہوتی ہے تو یہ کہ **لَا صَلَواتَ إِلَّا الْمَسْجِدُ** کو **لَا صَلَواتَ**
 بجایا مسجد لکھا ہے۔ اور اس طرح ہے نہیں اور ہم اسکو سوہو کا تب بھی نہیں
 کہہ سکتے کیونکہ ترجمہ بھی بجایا مسجد کا ہی اُس نے لکھا ہے اصل بات یہ ہے کہ جوڑے
 نے اسکو سمجھا نہیں **قولہ** سوم دلیل ہماری یہ آیت قرآنی ہے **إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ**
الایۃ۔ **اقول** کریم بخش نے اس آیت کو دلیل نہیں گردانا تھا بلکہ اُس نے
 حدیث پیش کر دے مولو لویا صاحب موف کو صحیح مانکر پھر کہا تھا کہ یہ حدیث آیت **إِذَا**
قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا کے معارض ہے پس جوڑے سنگ کا
 جھوٹ ہے **قولہ** (مولوی) محمد سعید صاحب نے جواب دیا کہ یہ حدیث تمثیلاً
 اپنے پیش کی موضوع ہے **اقول** سچ تو فرمایا کہ ہم تو صحیح حدیث پیش کرتے
 ہیں اور وہ اُسکی مثال موضوع کی ساتھ دینا ہے **قولہ** اور آیت قرآنی متعارض

یہ حدیث صحیح ہے اور اسکو
 دلیل نہیں لیا جاتا کیونکہ
 اس میں کوئی دلیل نہیں ہے
 اور اسکو صحیح نہیں سمجھا جاتا
 کیونکہ اس میں کوئی دلیل نہیں ہے

سے بے دھڑک کہہ اٹھتے ہیں کہ اللہ جلّ شانہ نے مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ كَيْفَ تَكُونُ فَرَادِی
 مَا اتَّكُمُ أَبُو حَنِيفَةَ (معاذ اللہ) کیونکہ فرمایا یہ دیکھیے انکی خیانت کہ خدا
 تعالیٰ پر بھی حرف گیر ہوتے ہیں اور پھر اس فرمان الہی سے اعراض کر کے بکے
 لگتے ہیں کہ ہمیں تو ابو حنیفہ کا قول کافی ہے چاہے وہ صریح صریح آیت حدیث
 کے مخالف ہی ہو اور فی الحقیقت یہ کرتے بھی ایسا ہی ہیں جیسا کہ ارباب علم پر
 یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ **قولہ** مولوی کریم بخش (طالب العلم واحد العین)
 کی جانب سے اسپر منع وارد کیا گیا کہ ایک راوی اسکا محمد بن اسحاق شیعہ ہے
اقول اے بھیا تجھے کچھ شرم بھی آتی ہے وہ واحد العین و جال تو جاہل اور
 بیوقوف تھا لیکن تو اسے خرد جال اُس سے بڑھ کر کو دن اور جاہل نکلا کیونکہ
 اُسکا یہ کہنا کہ اُس حدیث کا ایک راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے محض جھوٹ
 وافر تھا جو محدث مولوی صاحب موصوف نے پیش کی اُسہیں اس راوی کے
 مذکور کا کہیں پتا و نشان نہیں تھا پھر تجھے یہ نہ سوچا کہ اس واہی مرد و دقل
 میں کیوں لکھوں اور اگر لکھنا ہی تھا تو اس کے ساتھ یوں بھی لکھ دیتا کہ یہ کہنا اُسکا
 مقبول نہیں ہوا کیونکہ اُس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق تھا۔ **قولہ**
 لَا صَلَوةَ مِیْن لَّا نَفِیْ مَطْلُوقَ کَا نَہِیْنِ ہِے بَلْکَ لَّا نَفِیْ جَنْسِ کَا ہِے۔ **اقول** اے
 بھیا ڈوم کی طرح یوں ہی گاتا چلا جاتا ہے بھلا تجھے تو کچھ شعور نہ تھا کسی غومیری
 پڑھے ہوئے سے پوچھ لیا سو تا کہ لَا صَلَوةَ مِیْن جُو لَہِے اُسکے بارے میں الحدیث
 اور اہل راے کے درمیان کیا گفتگو ہو ا کرتی ہے مگر شاید اس گھنڈ پر کسی نے پوچھا
 کہ حافظ عبد التکون کو تو میں نے یہ رسالہ دکھایا ہی ہے اور اُس سے باتیں پوچھی
 پوچھ کر لکھی ہیں اگر کہیں غلطی ہوگی تو وہ بتلایا ہی دے گا لیکن بیچارہ عبد التکون تو
 خود علم سے بے بہرہ ہے وہ کیا بتلاتا۔ علاوہ برین کچھ حق گوئی سے تجھے غرض

اور چھپوانے میں بھی مفت چھپ گیا کیونکہ اسکے واسطے لوگوں سے سوال کیا کہ کتاب
 کے چھپنے میں کچھ معاونت کرو سو گون نے دیکھا کہ کتاب بھی چھپ گئی اور کچھ بیچ بھی ہوا۔
قولہ لہذا اس رسالہ کا نام غلبۃ الاسلام علی قراءۃ فاتحۃ الكتاب خلف الامام
 رکھا۔ **اقول** سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کیسے کیسے وعدائے دین سے کلمہ سختی بکلا
 دیتا ہے اگرچہ اُس شیطان کی وہ مراد نہ ہو۔ بیشک امام کے پیچھے فاتحۃ الكتاب
 کے پڑھنے پر اہل اسلام کا غلبہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اسکے لئے بار بار ارشاد فرمایا ہو اور بڑے بڑے صحابہ کرام تابعین
 و اتباع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اوس پر عمل کیا اور قوموں
 سے اور محدثین آج تک عمل کرتے چلے آئے اور کرتے ہیں اور کر نیکی انشاء
 اللہ تعالیٰ۔ اور جب اہل حدیث اور اہل بدعت کا مباحثہ تحریری یا تقریری ہوتا ہے
 تو بھی اہل حدیث جو کہ اہل نبی ہیں یا شار اللہ غالب رہتے ہیں۔ اور اہل بدعت جو کہ
 اہل شیطان ہیں مغلوب ہو جاتے ہیں اس وقت ایک شعر یاد آیا جو کہ ملا علی قاری
 نے اہل حدیث کی مدح میں کہا ہے اَظْهَلَ الْحَدِيثُ هُمْ أَهْلُ السُّنَنِ وَإِنْ
 كَمْ يَصْحَبُوا نَفْسًا نَفْسًا صَحْبًا اب ہم اپنے اس مدعی پر ایک بیان بھی نقل
 کرتے ہیں قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ وَكُلُّكُمْ
 الرَّسُولُ اسلوا۔ نتیجہ بیان قطعی سے یہ آیا قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام اسلوا
 اور چونکہ اسلام اور مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ مساوی ہیں اور قراءۃ فاتحۃ خلف الامام جزو ہے
 مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ کی لہذا قراءۃ فاتحۃ خلف الامام اسلام کی بھی جزو ہے اور اسلام
 کل ہے اور کل جزو پر غالب اور حاوی ہوتا ہے پس ہمارے جوڑے سنگہ تیرے ہی قول
 سے ثابت ہو گیا کہ اسلام والے امام کے پیچھے اہل حدیث پڑھتے ہیں اور انھیں کو
 اس امر میں غلبہ ہے لیکن میان مٹھو یہ تو بتلا کہ جس تیری نظر سے لفظ عربی بھی

ایۃ فَاَقْرَأْ مَا تِلْكَ اَمِّنَةً کے اخیر اقول یہ جواب اُسکو لازمی دیا تھا چنانچہ پاس
وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ بھاگتا نظر آیا **قولہ** چنانچہ اسی امر پر عرصہ دراز تک گفتگو ہی
اقول وہ تھوڑی سی ہی دیر میں اٹھکر بھاگ گیا تھا کتاب نور الانوار کو دیکھتے
پھر عرصہ دراز زبان ہوا مگر تیرے جھوٹ و افترا بندی کی خصلت جو تیرے سرگ
ریشہ میں سا رہی ہے وہ کہاں جاتے لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ **قولہ** نتیجہ گفتگو
برآمد نہوا **اقول** برآمد تو ہو گیا کیونکہ جن صاحبوں کو اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی فہم
دیا تھا اور قلب سلیم عطا فرمایا تھا انکے قلب پر تو حدیث کا اثر پڑ گیا اور انھوں
نے اُسی شب کو سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھا اور وہ جو میں پچیس شخص تھے
قولہ بانیوجہ عوام استفادہ سے محروم رہے **اقول** جو عوام کا لانعام تھے
وہ اگر استفادہ سے محروم رہیں تو ربا کرین۔ ظاہر ہے کہ اگر چہ یابیوں کے
پاس کوئی تمام عمر ہی قرآن و حدیث پڑھا کرے تو بھی انکو کچھ فائدہ نہیں ہوگا
نظر بریں مناسب معلوم ہوا کہ ہر دو فریق کے دعوے کا نتیجہ دریافت کیے کس ثابت
کیا جاوے کہ صراط مستقیم پر کون ہے **اقول** الحدیث صراط مستقیم پر ہیں جیسا
ثابت ہو چکا **قولہ** اور ضلالت اور بطالت میں کون مبتلا ہے **اقول** اہل ہوا
اور اہل بدعت مثل حنفیین مبتدعین وغیرہم کے ضلالت اور بطالت میں گرفتار ہیں
قولہ عاجز بنے اوپر اذعائے فریقین کے کمال غور و خوض سے تحقیقات کی انہ
اقول تو نے نکاح بھی تحقیقات نہیں کی کیونکہ ہر ذی علم محقق تیرے رسالہ کو
دیکھ کر کہتا ہے کہ اس شخص (جوڑے سنگ) نے محض افترا و بہتان کہنے میں
خدا تعالیٰ کا اسکو خوف نہیں اور نہ عاقبت کا اسکو اندیشہ اور حقیقت میں بات
نہی ہے۔ تجھے تو ایک ہلیہ ماتھے آیا ہے روزی کمانیکا کہ جھوٹ طوفان لکھا کہ
چھپوا دیا کیونکہ ڈیڑھ آنے کو تو فی جلد یک ہی جائیگی بس مطلب حاصل ہوئی جائیگا

جو ہے غلطی میں یہ ہے کہ اگر خفیہ سے امام ابو حنیفہ مراد ہیں جیسا کہ ترجمہ بھی
اسکا یہی لکھا ہے تو اس عبارت میں دو خرابی ہیں۔ اول یہ کہ خفیہ نہ انکا نام
ہے نہ لقب نہ کنیت کیونکہ کنیت اب وابن کے ساتھ ہوتی ہے دوم یہ کہ ذوالافہام
اسکی صفت ہے اسکو محجور نہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ موصوف بھی محجور ہے پس
اگر صحیح عبارت ہوتی تو یوں ہوتی **عند ابی حنیفہ ذی الافہام** اور اگر اس سے
حنفی لوگ مراد ہیں جیسا کہ تمسک کلام کا لفظ اسکی طرف مومی ہے تو بھی اس میں
دو غلطیاں ہیں پس صحیح یوں ہوتا **عند الحنفیۃ ذی الافہام** **قولہ**
وتمسک کلام یہذا المرام ماسوی من الصحابة الکرام مثل جابر بن عبد
اللہ **اقول** جتنے صحابہ کرام کے نام اس عبارت میں درج ہیں سب سے قرارہ
فاتحہ خلف الامام ثابت ہے صحیح سند و کئے ساتھ اور جو آثار منع قرارت خلف امام
میں وارد بھی ہوئے ہیں اول تو وہ سب کے سب صحیح نہیں ان بعض میں کچھ
قوت ہے بھی تو سورہ فاتحہ کے منع کی اوس میں تصریح نہیں اور اگر اوس میں
فاتحہ کا منع مراد بھی ہیں تو وہ آثار مثبتہ قرارت فاتحہ الکتاب سے متعارض ہو
اور آثار متعارضہ حجت نہیں ہوتے اپنا اصول کھول کر دیکھو۔ علاوہ بریں وہ
آثار احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ کا مقابلہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ پس خفیہ کا
تمسک صحیح نہیں بلکہ غلط ہے **قولہ** کما قال لعینی فی شرح البخاری وغیرہ
قد روی منع القراءة عن ثمانین لفظاً من کبار الصحابة **اقول** عینی کا
فقط یہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے کہ منع قرارہ اسی صحابہ کبار سے روایت کیا گیا ہے
عینی تو تا دم مرگ اسکا ثبوت نہ دے سکا اور نہ اس کے کسی حمایتی نے آج تک یہ ثابت
کر دکھایا اب بھی اسکی حمایت میں اگر کوئی ہو تو تبادلوے کہ وہ آثار اور روایتیں ہیں
ہیں کسے مروی ہیں آثار کی کون کون سی کتابوں میں ہیں و آئی لے اور یہ جو

گذرا تھا او کس طرح گذرتا ساری عمر تو بغداد میں ہی لوگوں کی موڑتے گذر گئی خیر بھی
 تو پیر نابالغ ہے کسی مدرسہ میں داخل ہو کر کچھ سلیقہ حاصل کر لے لیکن پہلے اس
 جوڑے کو کٹالیمیو ورنہ کوئی سکھ نہ جھکے مدرسہ میں گھسنے نہ دیکھا۔ قولہ راہبوں جلد
 حال دہلوی نے اپنے ایک رسالہ میں انہی اقوال تو نے جہاں خرد جال مولوی
 محمد اسماعیل صاحب کے رسالہ سے واسطے ثبوت عدم قراۃ فاتحہ خلف امام
 ایک عبارت نقل کی ہے تجھے یہ نہ سوچا کہ یہ آثار صحیح ہیں یا ضعیف ان سے ثبوت
 مدعی ہو گا یا نہ طرفہ یہ کہ ان آثار میں کہیں فاتحہ کا نام تک بھی نہیں علاوہ برین
 اس عبارت کا جناب مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دام فیضہم کی
 طرف نسبت کرنا یہ خرد جال جوڑے سنگ کی کمال حماقت اور جہالت ہے کیونکہ اس
 عبارت میں کئی غلطیاں ایسی ہیں کہ وہ انکی شان سے بعید ہیں اور جوڑے
 کو لائق۔ مان۔ اگر اس مضمون کو میان صاحب موصوف نے کہیں تحریر بھی کیا ہو تو
 اس سے یہ نہیں ثابت کہ یہ دلائل قوی ہیں کیونکہ اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ
 نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آثار ٹھیک ہیں پس اس سے یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ ان کے جواب میں صاحب مدوح نے ضرور دئے ہونگے اور یہ قاعدہ ہی ہے کہ
 جب کوئی کیا رو کرنے لگتا ہے پہلے اُس کے قول کو نقل کر کے بعد کو رو کرنا ہے
 خیر اب ہم اس عبارت میں سے ایک ایک دو دو قول نقل کر کے اُس کا جواب صاف
 دیتے ہیں انشاء اللہ العزیز قولہ وَ هُوَ هَذَا اَعْلَمُ اَنْ قِرَاءَةَ الْقَائِدَةِ فِي
 حَقِّ الْمُتَقَرَّرِ وَالْإِمَامِ وَاجِبٌ أَمَا فِي حَقِّ الْمَأْمُومِ أَقُولُ فِي الْحَقِّ الْمَأْمُومِ غُلَط
 ہماز و سے قاعدہ نحو کے کیونکہ حق مضاف ہے اور مأموم مضاف الیہ اور
 مضاف پر العالم تعریف کا نہیں آتا قولہ فَمَنْ تَدْعُ عِنْدَ حَلِيفَةٍ كَذِبُ الْأَقْلَامِ
 اقول یہ عبارت بھی غلط ہے اور کیوں نہ غلط ہو جوڑے سنگ کی مانی بڑی بھی

اس عبارت میں کئی غلطیاں ایسی ہیں کہ وہ انکی شان سے بعید ہیں اور جوڑے کو لائق۔ مان۔ اگر اس مضمون کو میان صاحب موصوف نے کہیں تحریر بھی کیا ہو تو اس سے یہ نہیں ثابت کہ یہ دلائل قوی ہیں کیونکہ اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آثار ٹھیک ہیں پس اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جواب میں صاحب مدوح نے ضرور دئے ہونگے اور یہ قاعدہ ہی ہے کہ جب کوئی کیا رو کرنے لگتا ہے پہلے اُس کے قول کو نقل کر کے بعد کو رو کرنا ہے خیر اب ہم اس عبارت میں سے ایک ایک دو دو قول نقل کر کے اُس کا جواب صاف دیتے ہیں انشاء اللہ العزیز قولہ وَ هُوَ هَذَا اَعْلَمُ اَنْ قِرَاءَةَ الْقَائِدَةِ فِي حَقِّ الْمُتَقَرَّرِ وَالْإِمَامِ وَاجِبٌ أَمَا فِي حَقِّ الْمَأْمُومِ أَقُولُ فِي الْحَقِّ الْمَأْمُومِ غُلَط ہماز و سے قاعدہ نحو کے کیونکہ حق مضاف ہے اور مأموم مضاف الیہ اور مضاف پر العالم تعریف کا نہیں آتا قولہ فَمَنْ تَدْعُ عِنْدَ حَلِيفَةٍ كَذِبُ الْأَقْلَامِ اقول یہ عبارت بھی غلط ہے اور کیوں نہ غلط ہو جوڑے سنگ کی مانی بڑی بھی

بہر حال خفیہ کا مدعی اس سے کچھ بھی ثابت نہوا اگر کچھ بھی شرم رکھتے ہونگے تو
 اسکو پھر کبھی پیش نہ کرینگے **قولہ** واخرج الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن
 عبد اللہ بن مقسم انه من سئل ابن عمرؓ وزید بن الثابت و جابر بن عبد
 اللہ **اقول** ابن عمر کے قول کا وہی جواب ہے جو پہلے گذرا اور جابر بن عبد اللہ
 سے قرارت خلف الامام ثابت ہے علاوہ ہین صریح منع فاختہ الکتاب کا یہاں بھی
 نہیں پھر ہم کہتے ہیں آثار صحابہ کرام نہ مرفوع کے مقابلہ حجت نہیں اور فاختہ
 الکتاب خلف الامام کا مسئلہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے **قولہ** وسئل البیهقی
 فی سنن الکبیر عن محمد بن الحسن الشیبانی فی موطاہ عن وائل قال سئل
 عبد اللہ بن مسعود عن القراءة الفاختہ خلف الامام **اقول**
 عن القرارة خلف الامام ہے الفاختہ کالفاظ میان جوڑے سنگہ نے اپنی طرف سے
 بڑایا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود سے قرارت خلف الامام ثابت ہے
 جیسا کہ گذر چکا اور پھر ہم اسکے جواب وہی دینگے جو اوپر گذرے **قولہ** و فی
 نہوایۃ البیهقی عن ابن عمرؓ کان یقول من صلی وراء الامام کفاح قراءۃ
 الامام **اقول** اس اثر کے بھی وہی جواب ہیں جو ابن عمر کے پہلے اثر میں
 دئے ہیں آنکھیں کھولو لکھو **قولہ** واخرج البکر بن ابی شیبۃ فی المصنف
 عن زید بن ثابت قال من قراء خلف الامام فلا صلوة له **اقول** زید
 بن ثابت کے اثر کے بابت بخاری نے کہا ولا یعرف لهذا الاسناد سماع بعضہم
 عن بعض ولا یصح مثله یعنی اس سند میں بعض کساع بعض سے پہچانا
 نہیں جاتا اور ایسی حدیث صحیح نہیں ہوا کرتی - و قال ابن عبد البر قول
 زید بن ثابت من قرأ خلف الامام فصلاۃہ تامۃ ولا اعادۃ یدل علی
 فساد ما روی عنہ اتھی اور کہا ابن عبد البر نے کہ زید بن ثابت کا قول

۲۰
 یہ ایک اثر مرفوع
 ہے اور فاختہ الکتاب
 ابن عمر بن ابی
 شیبہ کا کتاب ہے

اوسنے کہہ دیا کہ نام اُنکے الحمد للہ وَاَنَا رَکْعَ یَاسَ بِنِ یَہْجُو ثَہْ مَن اَدْعٰی فِیْہِ
 البیان **قولہ** قال مالک فی مو طاعہ عن نافع عن عبد اللہ بن عمر کان اذا سئل
 هل یقرأ خلف الامام قال اذا احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام الخ
اقل اسکے کئی جواب ہیں اول یہ کہ امام ملک نے اس حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص
 کیا ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر اسکے وہ جو روایت کیا عبد اللہ زراق نے سالم سے
 اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُثَبِّتُ لِلْاِمَامِ فِیْمَا جَہَرَ فِیْہِ وَ لَا یَقْرَأُ مَعَهُ تَرْجُمَہُ تحقیق
 ابن عمر چپ رہتے تھے امام کے لئے جس وقت میں وہ پکار کے پڑھتا تھا اور اُسکے
 ساتھ نہیں پڑھتے تھے تو ہم جواب یہ کہ یہ اثر عام ہے اور خاص کر الحمد آہستہ پڑھنا
 عبد اللہ بن عمر سے ثابت ہے عن یحییٰ البکاء سئل ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ
 الْاِمَامِ قَالَ مَا کَانَ اَمْرًا بَاسًا اِنَّ لِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ الْکِتَابَ فِیْ نَفْسِہِ تَرْجُمَہُ
 یحییٰ بکار سے روایت ہے کہ پوچھ گئے ابن عمر قنارت سے پیچھے امام کے پس کیا
 نہیں جانتے تھے کچھ خطرہ یہ کہ پڑھ لیا اور۔۔۔ فاتحۃ الکتاب آہستہ۔۔۔ پس ان تینوں میں
 کے تطبیق دینے سے صاف معلوم ہو گیا کہ آہستہ احمد پڑھ لیا کرے اسکی کسی حال
 میں ممانعت نہیں اور جسکو کہا کہ کافی ہے اُسکو قنارت امام کی وہ قنارت تاسو
 فاتحہ کے ہے اور وہ جہری نماز میں نہ سری میں۔ اور اس سے ایک عمدہ بات
 بھی نکل آئی کہ صحابہ میں کوئی آہستہ احمد پڑھنے کو برا نہیں جانتا تھا کیونکہ اگرچہ
 مَا کَانَ اَمْرًا بَاسًا لَہِ فِیْ لَعْنِی صَاحِبِ کَیْفِی خُوفِ نَہِیْنِ سَمِجْتِہِ تَحْتَ الْحَمْدِ آہستہ پڑھنا
 یہ جواب دوسرے بہت جگہ کام دیا اگر انصاف سے کوئی دیکھے۔ تو ہم جواب یہ ہے
 کہ ابن عمر کہتے ہیں فحسبہ قراءۃ الامام یعنی پس کافی ہے اُسکو امام کی قنارۃ
 اب دیکھ لینا چاہئے کہ کافی ہونیکا حکم دیا نہ یہ کہ منع کیا پس مقتدی کو ممنوع
 نہی قنارۃ بلکہ کفایت ہوئی اور یہ مدعی نہیں خفیہ کا یاد رہے کہ یہ الزامی ہے

خارج و پایہ اعتبار سے ساقط ہے **انہ اقول** نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ منصف
 جی نے رشوت کھائی ہے پس وہ سخت جرم کے مستحق ہے خیر فی الحال اثنائے
 کیا جائے کہ اُسکے ناک اور کان کے سوراخوں میں جو کہ بلاق اور بالی کے پتے کے
 کیواسطے چھدائے تھے جبکہ مند و نو کے سانگ میں بھرا جاتا تھا لوہیتا تار گرم کر کے
 پہنایا جائے اور منہ کو تو سے کی سیاہی لہی جائے اور بھنگی کو حکم ہو جائے کہ اوسکو
 شہر کلکتہ کے گرد اگر دس ہر روز پھیر لایا کرے اور ایک پانچ جوتے ہر روز اوسکو
 لگا دیا کرے اور حقہ کا پانی اُسکے سر پر ڈالا کرے تاکہ پھر ایسی حرکت جیسا کہ وہ مرتکب
قولہ منع از جانب مدعا علیہ یہ ہے کہ دعویٰ مدعی تین وجہ سے لائق تسلیم نہیں -
اقول دعویٰ تو لائق تسلیم ہے بلکہ مدعا علیہ کے وجوہات مردود ہیں **قولہ** وجہ
 اول یہ کہ ایک راوی اس حدیث کا محمد بن اسحاق شیعہ ہے **اقول** ہرگز نہیں
 یہ وجہ مردود ہے **قولہ** وجہ ثانی لا صلوة بین لانی مطلق کا **انہ اقول** یہ تیری
 جہالت ہے جیسا کہ گذرا **قولہ** وجہ ثالثہ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَلِمْ يَدَكَ لِلَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ
 ہے **اقول** حاشا لہ یہ تیرا بہتان ہے **قولہ** تحقیقات - وجہ اول **انہ اقول**
 مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے اوپر تو یوں ہی
 اتہام کرتا جاتا ہے اور جہاں سے تو عبارت نقل کرتا ہے تو اُس مقام کو مطلق
 نہیں سمجھتا اور نہ وہ عبارت تیری سمجھ میں آتی - اور کیونکہ آپ سے پہلے علم
 سے مس بھی ہو والہذا علم کس سے پوچھ کر تو نے یہ عبارتیں نقل کی ہیں اور
 بتلانے والا بھی کوئی پرلے سر کیا بیوقوف ہوا ہے کہ اُسے شہ کو مطلب نہیں
 مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ غریب خود نہیں سمجھا ہوگا پھر دوسرے کو کیا سمجھائے
قولہ وهو هذا ان حدیث عبادۃ بما الصامت صحیح بہ الخصم **اقول**
 یہ جو نیکی عبارت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جج صحیح نہیں کیونکہ

جو شخص پڑھے امام کے پیچھے پس نماز اسکی پوری ہے اور نہین لوٹانا اسکا ہے
 دلالت کرتا ہے اوپر بطلان اس چیز کے جو روایت کی گئی ہے اُس سے **قولہ**
 وعن ابن ابی لیلی عن علی قال من قرأ خلف الامام فقد اخطاه الفطرۃ
اقول علی مرتضیٰ رحمہ کا یہ اثر دارقطنی نے بیان کیا اور زرعی حنفی نے کہا ہے
 روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے اور دارقطنی نے کہا اسی
 سند صحیح نہین۔ اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں کہا ہے اسکو روایت
 کرتا ہے ابن ابی لیلی انصاری اور وہ باطل ہے کافی ہے اسکے بطلان میں
 اجماع اسکے خلاف پر اور یہ عبدالمدین ابی لیلی مجہول مرد ہے۔ اور امام بخاری
 نے اسل شرکی بابت فرمایا ہے کہ یہ صحیح نہین کیونکہ اسکا راوی مختار بیجا نہین جاتا
 کہ کون ہے اور یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ اُسے اپنے باپ سے سنا یا نہین اور
 اسکے باپ نے علی مرتضیٰ رحمہ سے سنا ہے یا نہین اور الحمد للہ ایسی حدیث سے
 حجت نہین کیڑتے۔ اور حدیث زہری کی عبدالمدین رفع سے اُسے جو علی مرتضیٰ
 سے روایت کی ہے اَدَل اور صحیح تر ہے **قولہ** قال سالت سدید اقرء خلف
 الامام فی الظہر والعص قال لا وکان سدید لا یقرء خلف الامام **اقول**
 یہ اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُس کے خلاف ہے جس میں وہ مقتدی کو سورہ فاتحہ اور سورہ
 پڑھنے کا حکم دیتے ہیں ظہر اور عصر میں علاوہ برین بخاری نے کہا ہے جب نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب سے حدیث ثابت ہو گئی تو پھر اسود وغیرہ
 کی کچھ سند نہین **قولہ** عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ قرارت فاتحہ خلف امام جائز
 نہین ہے **اقول** قرارت فاتحہ خلف امام جائز ہے بلکہ فرض **قولہ** اور شاہد
 مندرجہ عبارت عادل وثقہ ہیں **اقول** مگر نہین بلکہ کاذب ہیں اور اگر
 کوئی ثقہ بھی ہے تو اُسے گواہی نہین دی **قولہ** نظریہ دعوے لاندہ بیان

کرتے ہیں عبادۃ رب بن الصامت کی حدیث کو۔ اور بڑے تعجب کی بات ہے
 کہ عینی حنفی خود اسی محمد بن اسحاق سے تعجیل صلوٰۃ مغرب میں استدلال کرچکا
 ہے وہاں بولا بھی نہیں اور کیوں بولتا مطلب کی موافق بات تھی۔ تحقیق
 منطوق ہوتا یا تعجیل کا مخالف ہوتا تو رد کر کے کو وہاں بھی ضرور بولتا۔ اور
 ابن ہمام حنفی نے باب تعجیل صلوٰۃ مغرب میں کہا ہے ہذا ان صحیح بنو ثقیف
 محمد بن اسحاق وصرالحق الالبان ومانقل من کلام مالک فیہ لایثبت و
 لوجہ لم یقبلہ اہل البصرة لم کیف و قد قال شعبۃ فیہ هو امیر المؤمنین
 فی الحدیث وروی عنہ مثل الثوری وابن ادیس وحماد بن زید و
 یزید بن زریع وابن علیہ وعبید الوارث وابن المبارک واحمد احمد
 وابن معین و عامۃ اہل الحدیث غفر اللہ لہم و قد اطال البخاری
 فی توثیقہ فی کتاب القراءۃ خلف الامام و ذکرہ ابن حبان فی الثقات وان
 مالک اس جمیع کلام فی ابن اسحاق و اصلہ معہ و بعث الیہ بحدیثہ
 انتحی۔ ترجمہ یہ ہے کہ اگر حج ہو تو ثقیف محمد بن اسحاق کی اور اسکا ثقہ ہونا حق
 — اور وہ جو امام مالک کی کلام اس کے بارے میں نقل کی گئی ہے ثابت نہیں
 ہوئی اور اگر حج بھی ہو تو اہل علم اسکو قبول نہیں کرتے (یعنی کلام مالک)
 اور کیوں قبول کریں حالیکہ شعبہ نے محمد بن اسحاق کے حق میں فرمایا کہ وہ حدیث
 میں مؤننین کا سرور ہے اور اس سے ثوری اور ابن ادیس اور حبان
 زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک
 جیسے روایت کرتے ہیں اور قبول کیا ہے اسکو احمد اور ابن معین اور امام
 اہل علم نے اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اوکے لئے اور بخاری نے لنبی بحث کی
 اسکی وثاقت بیان کرنے میں کتاب قرآنۃ خلف الامام میں اور ابن حبان نے

عبارت پہلے ہی کہہ چکا کہ عبادۃ کی حدیث صحیح ہے پھر بہ الخصر لکھ کر اعتراض غاصب کو
 بیان کرتا ہے اب ہم خاصمین کے جواب دیتے ہیں اول یہ کہ مولوی عبدالحق صاحب
 نے امام الکلام میں تحریر فرمایا ہے ثم ذکر ابن سید الناس المحرم الوقف
 واجاب عن جمیعها بالجواب بشافعیۃ یعنی ابن سید الناس نے جرح جو محمد
 بن اسحق پر کئے گئے ہیں ذکر کر کے ان سب جروح کے کافی شافی جواب
 دے ہیں پس صاحب تقریب کے قول کا بھی جواب شافی دیا ہے دیکھ لے جسکا جی
 چاہے۔ اور عینی نے جو محمد بن اسحق کو مذکور کہا ہے اسکا اول جواب الزامی
 تو یہ ہے کہ حنفی تذلیس کو جرح نہیں کہتے جیسا کہ منا رو غیر اصول حنفیہ کی
 کتابوں میں لکھا ہے لا یقبل الطعن بالتذلیس یعنی تذلیس کا طعن مقبول نہیں
 عینی حنفی کو شرم نہ آئی تذلیس کا طعن کرتے ہوئے وقوم یہ کہ اچھا تذلیس جرح
 ہے لیکن اسکا جواب موجود تھا اسکو کیوں بھلا دیا کیونکہ حاکم اور بیہقی کی روایت
 میں محمد بن اسحق سے تحدیث پر تصریح تھی یعنی اس روایت میں ابن اسحق نے
 عن کے ساتھ روایت نہیں کی بلکہ آسنے کہا ہے حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ
 تَذْلِیْسٍ كَا جَاتَا رَا اور اس سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قول کا بھی
 جواب ہو گیا کیونکہ خود انہیں شیخ صاحب نے مقدمہ میں تحریر کیا ہے وحکم
 من ثبت عنه التذلیس انه لا یقبل منه الا اذا صرح بالحدیث ثم حمی
 اور حکم اس شخص کا کہ ثابت ہو اس سے تذلیس یہ ہے کہ نہ قبول کیا جائیگی اسکی
 روایت مگر جب تصریح کر دے ساتھ تحدیث کے۔ پس ابن اسحق نے تحدیث
 پر تصریح کر دی ہے علاوہ برین محمد بن اسحق کے اور بھی تابع ہو چکے ہیں
 جیسے زید بن واقد (جو اہل شام کے ثقات سے ہے) اور سعید بن
 عبد الغزیز اور عبد المدین علا اور ابن جابر یہ سب کچھ روایت

کان قبلہم و تاویل بعضہم فی الخوض النفس و لم یلتفت اهل العلم فی
 هذا الخوض الابیان و حجة و لم یسقط عدا التهم الا یہاں ثابت و حجة
 و انکلام فی هذا لکثیر و قال عبد بن یحیش حدثنایونس بن بکر قال
 سمعت شعیبة یقول یقول محمد بن اسحق امیر المحدثین کحفظہ و سہوی
 عنہ الثوری و ابن ادیس و حماد بن زید و زید بن زریع و ابن علیہ
 و عبد الوارث و ابن المبارک و کذا لک احتمالہ احمد و یحییٰ بن معین و
 عامة اهل العلم (جزء القراءة) ترجمہ کہا بخاری نے و کیا میں نے علی
 بن عبد اللہ کو محبت پڑے محمد بن اسحق کی حدیث کے ساتھ اور کہا علی نے ابن عیینہ
 نقل کر کے نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ تہمت لگا تاہو ابن اسحق پر۔ حدیث کی جسے
 محمود نے کہا حدیث کی جسے بخاری نے کہا کہ لکھا کہ ابراہیم بن المنذر نے کہ
 حدیث کی جسے عمر بن عثمان نے کہ تحقیق زہری مغازی ابن اسحق مدنی سے
 اوس روایت لیا کرتا تھا جو عاصم بن عکرم قنادہ کی روایت سے ہوتی اور جو امام
 مالک ابن اسحق کی شان میں لوگ ذکر کرتے ہیں بیان کرنے کی لائق نہیں اور اسماعیل
 بن ابی اویس نے جو ہمارے دیکھنے میں بڑے متبع امام مالک کے تھے میرے پاس
 ابن اسحق کی کتابیں نکالیں جو اُس نے اپنے باپ سے روایت کی تھیں مغازی
 وغیرہ سے تو میں نے انہیں سے بہت سی حدیثیں چھانٹ لیں اور کہا مجھ سے
 ابراہیم بن حمزہ نے کہ ابراہیم بن سعد کے پاس محمد بن اسحق کی روایت سے
 قرین عشرہ ہزار حدیثوں کے ہے احکام میں سواے مغازی کے اور ابراہیم
 بن سعد اپنے زمانہ میں مدینہ والوں سے حدیث زیادہ جانتا تھا۔ اور اگر صحیح بھی
 ہو مالک کا بڑا کہنا ابن اسحاق کو تو کبھی آدمی کلام کرتا ہے اور اپنے صاحب کو
 ایک بات میں متہم کرتا ہے اور ساری باتوں میں متہم نہیں کرتا اور کہا ابراہیم

اسی محمد بن اسحق کو ثقات میں ذکر کیا اور تحقیق رجوع کیا ہے امام مالک نے اپنے
 کلام سے ابن اسحق کی بابت اور صلح کر لی اس کے ساتھ اور اس کو خوف بھیجا۔ اب
 اے جوڑے سنگ انصاف سے کہہ دے بیٹ جواب اس بات کا گھڑی میں کیسیا
 نظر آ یا بدین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آ یا بدیکھ حنفیہ کے کیسے بڑے
 بشت اور اسب کے قول سے محمد بن اسحق صاحب المغازی امیر المحدثین کی
 تعزیر ثابت کر دکھائی۔ اب اس کتاب مستطاب کی عبارت بھی ہم لکھ دیتے ہیں
 جس کا حوالہ ابن الہمام حنفی نے دیا ہے۔ قال البخاری ساریت علی بن عبد اللہ
 یحییٰ بن محمد بن محمد بن اسحق و قال علی بن ابن عبدینة ما ساریت احد
 یتهم ابن اسحق حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال قال ابراہیم
 بن المنذر حدثنا عمر بن عثمان ان الزهري كان ي تلف المغازی من ابن
 اسحق المدانی فيما يحدث عن عاصم بن عمر بن قتادة والذي يذكر عن مالك
 في ابن اسحق لا يكاد يبين وكان اسمعيل بن ابی اویس من اتباع من
 سارنا مالكا اخرج الى كتاب ابن اسحق عن ابيه عن المغازی وغيرها
 فانتخت منها كثيرا و قال ابی ابراہیم بن حمزة كان عند ابراہیم بن سعد
 عن محمد بن اسحق بخرا من سبعة عشر الف حديث في الاحكام سوى
 المغازی و ابراہیم بن سعد من اكثر اهل المدينة حديثا في زمانه و لو
 صرح عن مالك تناوله من ابن اسحق فلم يتركها الا انسان فیرى صاحبہ
 بشئ واحد و لا یتهمه في الامور كلها و قال ابراہیم بن المنذر عن محمد
 بن قلیب نھانی مالک عن شیخی من فرس و قد اکثر عنهما في المعاج و هما
 مما یحتج به یتھما و احمر ینھما كثير من الناس من كلام بعض الناس فیر
 نحو ما یدکر عن ابراہیم من كلامه في الشعبي و كلام الشعبي في عمروة فیر

اقول اعتراض مضحکہ خیز اور یہ جوڑے سنگہ نے جو لکھا ہے کہ مدعا علیہ نے تمثیلاً پیش کیا تھا اگر اسکا حکم کسی مشورہ یا جاتاقویہ قابل تسلیم نہ ہوتا یہ اسکی بیوقوفی ہے کیونکہ اگر کسی چیز پر اسکا حکم نہ دیا جاوے تو تمثیل ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اس کا نے دجال لا یعقل نے یوں کہا تھا کہ آپ لاصلوۃ لمن لم یقضاء بقاء حقہ الکتاب سے عدم جواز نماز کا جو فتویٰ دیتے ہیں اس شخص کے لئے جو سورہ فاتحہ نماز میں نہیں پڑھتا اچھا مسجد کے پڑوس میں جو رہتا ہے اسکے حق میں کیا فتویٰ دینگے جبکہ وہ مسجد کے سوا نماز پڑھے کیونکہ اسکے بارے میں بھی تو آیا ہے کہ لاصلوۃ لجام المسجد الا فی المسجد نہیں نماز ہوتی مسجد کے پڑوسی کی مگر مسجد میں نہ تو اسکو یہ جواب دیا گیا کہ یہ موضوع ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی اور آور کوئی دلیل بھی ایسی نہ ہوتی جو نفی فضیلت پر مجبور کرتی تو البتہ بیان بھی ہم یہی معنی کرتے جو قرۃ فاتحہ کی حدیث میں کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح کا حاشیہ جو اس بار میں ہے اسکا جواب بھی یہی ہے صاحب فہم اسکو سمجھ لیا **قوله** دیکھو حدیث کتاب فوائد مجموعہ مولفہ قاضی شوکانی **اقول** بیشک قاضی شوکانی نے اسکی تحقیق تحریر فرمائی ہے لیکن تو نے تو اسکو سمجھا ہی نہیں اور اس جولا مذکور نے بھی تجکو اسکا ترجمہ بھی ٹھیک نہیں لکھوایا اور یہ جو نقل مشہور ہے کہ جو کی گڑھے میں عقل ہوتی ہے اسکی تصدیق بھی مجھے یہیں سے پائی۔ **قوله** عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ حدیث صدر پر کیا یہ محققین نے اپنی اپنی تحقیق کو **اقول** اس عبارت میں جن اشخاص کے اسم درج ہیں انہیں سے دو نے موضوع کہا ایک عمرو بن راشد نے کیونکہ اسنے کہا لا یجمل ذکرہ الا بالقدح یعنی اسکا ذکر کرنا جائز ہی نہیں مگر قدح کے ساتھ اور یہ مسئلہ بھی ہیرا ہول ہے کہ موضوع کو بیان کرنا درست نہیں اگر بیان کرے تو بلا وسے کہ یہ حدیث بخلاف

مندر نے محمد بن فلیح سے کہ منع کیا مجھے مالک نے دو شیخوں سے فارس کے اور
خود موطامین اور دونوں سے روایت بہت لایا ہے اور دونوں کی حدیث کے ساتھ
حجت پکڑی جاتی ہے اور نہیں بچے بہت لوگ بعضوں کے طعن سے جیسا کہ
ذکر کیا جاتا ہے کہ ابراہیم نے طعن کیا شعبی پر اور شعبی نے عکرمہ پر اور ایسے
ہی اُن سے پہلے لوگوں میں اور طعن سے عزت اور جان میں اور نہیں توجہ کیا عالم
نے ایسی باتوں میں مگر دلیل واضح اور حجت کے ساتھ اور ان کی عدالت ساقط نہیں
کی مگر دلیل ثابت اور حجت کے ساتھ اور اس میں کلام بلویل ہے اور کہا عبید بن
لعبیش نے حدیث کی ہم سے یونس بن بکر نے کہا میں نے سنا شعبہ سے کہ تھا تھا
محمد بن اسحق امیر المحدثین ہے حفظ کے سبب سے اور اس سے ثوری اور ابن ابی
اور حماد بن زید اور نیرید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک
نے روایت کی ہے اور اسطیرج قبول کیا اسکو احمد اور یحییٰ بن معین اور سائر
اہل علم نے — یہ بخاری صاحب کا قول اس لئے نقل کیا گیا ہے کہ اس پر تحقیق و مقلد
کوئی چون دیکھتا ہے کہ کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی سمجھ ہی ہے کیونکہ اس کا قول تحقیق و
میں بڑا مسلم ہے **قولہ** قدح ثانی یہ قدح ہے کہ لاصلوٰۃ بین لانی مطلق کا نہیں
بلکہ لانی جنس کا ہے **اقول** یہ بات کہ یہ غش جیسے واحد العین و قال نے بھی
کہی تھی یہ تیری اور عبد الشکور جولا ہے کی جہالت اور حماقت ہے بلکہ لانی جنس کا
تو اسکو بھی کہتے ہیں تنازع تو فقط اتنا ہے کہ المحدث فرماتے ہیں کہ یہ لانی جنس
اپنے معنی حقیقی پر اسکا یہ ہے یعنی نفی ذات کے لئے ہے اور یہ ہی بات حق ہے
اور اہل بدعت کہتے ہیں کہ یہ نفی صفت پر محمول ہے اور یہ بات انکی صحیح نہیں جیسا کہ
بیان ہو چکا **قولہ** جسکی مثال یہ ہے لاصلوٰۃ لجان المسجد الخ اس پر مدعی کی جانب
سے یہ جواب ہوا کہ یہ حدیث موضوع ہے تحقیقات اعتراض موضوع یہاں ہے

کوئی کیا کرے جسکا پیشہ کاذاب گوئی وافر انندی کا ہو اور یہ جو کلمہ ہے لموسیٰ
 حیدر علی صاحب دلموسی کی بابت کہ انھوں نے خرعیسی پادری کے خط کا جواب
 نہیں تحریر کیا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ جیسا تو خرد جال جاہل اور بڑا کذاب ہے
 ایسا ہی خرعیسی بھی ہے اگر اسکو جواب لکھ کر دینگے تو پھر وہ کچھ رد و بدل کر کے
 اتہام کرے گا پس اس سے خاموشی بہتر ہے کیونکہ جاہلوں کا یہ بھی ایک جواب ہے
 مصحح جواب جاہلان باشت خموشی + قولہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور قرآن
 حمید میں کوئی آیت باہم معارض نہیں ہے **اذا قول** یہ مدعی تو ہمارا ہے
 بلکہ ہمارے نزدیک۔ تو احادیث صحیحہ بھی مستارض نہیں کیونکہ وہ ایسے شخص کا
 فرمان ہے جسکے حق میں وارد قرآن ہے **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا
 وَحْيٌ يُوحَىٰ**۔ لیکن یہ بات بکلمہ مضرب ہے کیونکہ تیرے مذہب کے بڑے بڑے بشت
 اور پوپ نے بہت تکبہ تعارض مانا ہے اور پھر جب تطبیق نہ دے سکے تو معاً
 پھری قساقط کی پھیر دی اور متعارضین کو خواہ وہ آئین ہوں یا حدیثین لوگوں
 سمجھ لیا یا اپنی دانست میں مخالف سمجھ کر نسخ چلا دیا چنانچہ کتب فقہ و اصول و
 تفسیر ان باتوں سے مالا مال ہیں اور ان فقہیوں اور مفسروں نے آیت
لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهَا اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا مطلق خیال نہ کیا
 وادعین را اور تو اسباق بالکل واقف نہیں اگر تمکو یہ معلوم ہوتا کہ یہ مسئلہ مذہب خفیہ ہے جسکے اسرار
 میں ہے تو کبھی کبھار سنکر ہوتا یہی باعث تھا کہ وہ کہیں غش و جال و ٹھکر نہ چھو جائے سکا نہ انکار کر سکا اور نہ
 خفی مذہب کی پہچان اور جاتی اور تو نے جو انکار کیا وہ ایسا ہے جیسا عیسائیوں جب کوئی فقرائے اہل
 پڑتا ہے جسکا وہ جواب نہیں دے سکتے تب وہ اپنے مسئلہ کا انکار کر دیتے اور پھر وہ اسی لکیر کے
 فقیر چنانچہ ہم یہی کلام ثابت کر دینگے کہ جس تعارض کا تو یہاں منکر ہوا ہے اسکا تو خود
 مقرب بھی ہے **قولہ** افسوس اگر آپ لوگوں کو احادیث اور آیت قرآن شریف کی ن

دوسرے ضحالی نے۔ اور دو شخصوں فیروزا یاوسی اور سخاوسی نے ضعیف کیا
 اور یہاں پر علی کے سوا اور کسی تصحیح کا بیان نہیں اور یہ بھی اصول حدیث کا
 قاعدہ ہے کہ جب جرح و تعدیل معارض ہوں تو جرح کو تقدیم ہے۔ فہم
 اور ایک شعر نو اب والا جاہ کا جو تو نے لکھا اُنکو بڑا کہا ہے اور کہا ہے کہ اس
 نے مُردہ سے مدد چاہی ہے معاذ اللہ استغفر اللہ یہ تیری نادانی ہے اور تیرا
 بہتان ہے ایسے شخص پر جو بڑا موجد عالم فاضل ہے اور تمام شرک و عبت
 قلع قمع کر نیا اللہ اس شعر میں تو مُردہ سے مدد چاہنے کا ذکر تک بھی نہیں
 اور یاد رہے کہ مدد اور استمداد میں بڑا فرق ہے قولہ وجہ ثالث یہ ہے کہ
 اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهُ ناسخ قول نبی ہے لہذا حدیث منسوخہ لائق حجت نہیں
 اسے اقول یہ اُس نے نہیں کہا تھا یہ تیری بناوٹ ہے اور کسی حنفی نے اُنکو
 تو یہ دعویٰ نہیں کیا مان اب تو نے یہ کہا ہے پس ہم کہتے ہیں کہ اگر سیکو
 دعویٰ ہے کہ حدیث عبادہ بن الصامت کی اور انس کی جو بالتحصیل متقدم
 کے الحدیث سے ہے بارے میں ہے منسوخ ہے تو وہ اپنے کسی بڑے عالم کو
 جو قرآن و حدیث و اصول حدیث و فقہ و اصول فقہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہو
 مشرق سے لیکر مغرب تک چاہے کسی کو سامنے لاوے یا اُس سے فقط اس نسخ
 کے بارے میں تحریر کرے پھر دیکھ لینگے کون مرد کا بچہ ثابت کر دکھاتا ہے اور تیرے
 جیسے جوڑے ناک چھیدے کان بندھے تو کس گنتی میں ہیں اگر کچھ دعویٰ ہے
 تو لے آ اپنے کسی بڑے کاتب کو۔ ورنہ ایسے ایسے لفظ لکھ کر ناواقف کو دھوکا
 مت دے اور چور میں پہنک اور سی لگا کر بازار میں بیٹھ رہے ہیں وہ بھی بت
 مجاہدین کے قولہ مدعی کو دعویٰ تھا کہ میں محقق حدیث ہوں اِذَا قُولَ مدعی صاحب
 ہوا اپنے دعوے میں ما شاء اللہ صادق ہیں لیکن تیرے جیسے دجال کذاب

ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب القراءۃ میں ابن عباسؓ سے قال صلی النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم فقراء قوم خلفہ فخلطوا علیہ فترکت فہذا فی المکتوبۃ
 ترجمہ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو لوگ آپ کے پیچھے قرائت
 کرنے لگے پس خلط کر دیا لوگوں نے قرآن آنحضرت پر تو یہ آیت نازل ہوئی پس یہ بات
 نماز فرض میں ہوئی تھی۔ پس یہ روایتیں صاف اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پکار
 پڑہنا مقتدی کو منع ہوا نہ آہستہ کیونکہ جو روایت تو نے لکھی ہے اُس میں صرف اتنا
 بیان ہے رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے صحابہ رحمہ بھی پڑھتے تھے وہاں پر اس امر کی تصریح
 نہیں کہ پکار کے پڑھتے تھے یا آہستہ۔ اور ابی ہریرہؓ اور ابن عباسؓ کی روایتوں سے
 معلوم ہو گیا کہ پکار کے پڑھتے ہیں ابوالعالم کی روایت میں بھی پکار کے پڑھنا مراد
 نہیں جب آپ ﷺ نے نازل ہوئی تو لوگوں نے پکار کے پڑھنا چھوڑ دیا۔ اور انہیں
 روایتوں کے سوا وہ روایت بھی ہے جس کو امام بخاریؒ نے رسالہ قراءۃ خلط اللام
 میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیل
 کا لواء یقرآن القرآن فیجھرون بہ خلطتم علی القرآن وکنتم فی الصلۃ
 فقیل لنا ان فی الصلوۃ لشغلا ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ
 ان لوگوں کو جو قرآن پکار کر پڑھتے تھے خوفناک کہ تم نے تو مجھ پر قرآن خلط کر دیا اور
 ہم نماز میں سلام کر لیا کرتے تھے تو ہم کو کہا گیا تحقیق نماز میں ایک شغل ہے۔
 اب ناظر بن غور فرماوین کہ یہ لوگ کیسے آفت تقلید میں گرفتار ہیں۔ دیکھو اس
 خرد جال کو وہی روایت ملی جو اپنی دانست میں آسنے سے سمجھا کہ یہ ہمارے مطلب
 کے موافق ہے حالیکہ وہ اس کے مفید مطلب نہیں تھی اور اور روایتیں جو
 بیہقی کی موجود تھیں اسکو سوچیں۔ علاوہ ابن یونسؒ بھی اس کا جواب
 ہم دیتے ہیں کہ یہاں پر یہ تو تصریح نہیں کہ الحمد للہ پڑھتے یا اور کوئی سورہ۔ اور غیاب

معلوم ہوتا ہے **اقول** صدافسوس اگر تجھ کو کچھ بھی علم سے مس ہوئی اور قرآن
و حدیث کبھی سنا ہوتا تو احادیث صحیحہ پر استرہ نسخ نہ پھیرتا اور مقررہ تعارض نہ جلا
کیونکہ آیت کریمہ **اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ** انچ عام ہے اور احادیث مثبتہ قرات فاتحہ
خلف امام خاص ہیں پس آیت و حدیث میں قطعی تعارض بالکل نہیں بتعارض نہیں نسخ
کس طرح ہو گا ان اگر قرآن پاک میں خاص کر تقدیر کیا محمد پر ہے کی ممانعت ہو
اور احادیث میں جواز تو البتہ آیت ناسخ ٹھہرتی اور حدیث منسوخ اور پھر بھی اگر
حدیث کا قدم ثابت ہوتا اور آیت کا تاخو ورنہ حنفیہ کے نزدیک تو آیت بھی حدیث
سے منسوخ ہو جاتی ہے جیسا کہ کھاسلم الثبوت میں جو اصول حنفیہ کی انتہا کی
کتاب میں چوتھ نمبر کتاب بالسنة قطعاً یعنی قرآن کا منسوخ ہونا حدیث کے
ساتھ بلاشبہ جائز ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اس میں کلام ہے **الآب الزام**
حنفیہ پر قائم ہے **قولہ** دیکھو شان نزول آیت قرآنی پیش کردہ مولوی کریم
صاحب کا یہ ہے ابو العالیہ سے یہی نقلی روایت کی ہے ان النبی صلعم کان اذا
صلی باصحابہ فقرء قرأ اصحابہ فنزلت هذه الآية فسكت القوم عن قراءة النبي
صلی اللہ علیہ وسلم **اقول** کریم بخش نے یہ شان نزول نہیں پیش کیا تھا
اُسکو تو یہاں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی وہ تو پہلے ہی بھال گیا تھا ان اب
تو نے یہ پیش کیا ہے اب اسکا جواب سن اس کے قرات فاتحہ خلف امام کی
ممانعت نہیں نکلتی کیونکہ ابن جریر اور ابن ماجہ اور ابوالشیخ اور ابن مردودہ
اور یہی کتاب القراءۃ میں - اور ابن عساکر ابی ہریرہ رضی سے روایت کرتے ہیں
اس آیت کے بابت الایۃ نزلت فی رفع الاصول و ہم خلف رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ ترجمہ یہ آیت نازل ہوئی آوازیں بلند کر کے
بارعین جبکہ وہ نماز میں رسول خدا صلعم کے پیچھے ہو کر پڑھتے تھے - اور بھی روایت کیا

جواب اول اذا قرئ القرآن کا۔

حنفیہ کے نزدیک آیت حدیث سے بھی منسوخ ہو جاتی ہے۔ جواب دوم یہاں اذا قرئ القرآن کا۔

آیت ہذا کا نزول وقت خطبہ جمعہ بتلائے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ آیت شریف
 کی ہے اور جمعہ دینے میں واجب ہوا **اقول** ارے بیوقوف ذرا سنبھل گئے
 بول و کھیل ابن مروویہ اور سیقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اذ اقرئی القرآن
 کے روایت کیا ہے نزولت فی سماع الاصلوات خلف رسول اللہ فی الصلوۃ
 وفي الخطبة يوم الجمعة في ايام الدين فنهام عن الكلام في الصلوۃ وفي الخطبة لانها
 صلوۃ وقال من تكلم يوم الجمعة والامام يخطب فلا صلوۃ له ترجمہ
 نازل ہوئی یہ آیت آوازیں بلند کرنے میں رسول اللہ کے پیچھے نمازیں اور جمعہ کے
 خطبہ میں اور دنوں وغیرہ وغیرہ پس منع کیا آنکوں باتیں کرنے سے نمازیں اور
 خطبہ میں اس واسطے کہ وہ بھی نماز ہے اور کہا جو شخص جمعہ کے روز باتیں کرے
 امام کے خطبہ پڑھتے وقت پس نہیں ہے نماز اس کے لئے۔ اب بتلا کون غلطی
 ہے پس تو ہی اسے جوڑ سکتے غلطی پر ہے بالکل تو نے نہیں سمجھا اصل بات یہ ہے
 کہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مختلف روایتیں آئی ہیں کسی میں یہ ہے
 کہ خطبہ کی سماع میں ہے اور کوئی روایت ہے کہ ان آوازیں الصلوۃ کے حقیق
 ہے جو آیات ترغیب و ترہیب میں وارد ہوئے اور نمازیں باتیں کر نیکی اسلام
 کیلئے یا امام کے پیچھے پکار کر پڑھنے یا نزول قرآن کیوقت رسول اللہ کی قرأت
 میں یا کفار کے حقیق وغیرہ روایتیں موجود ہیں لیکن انکا یہ مطلب نہیں کہ ان
 سب میں یہ جابجا نازل ہوئی بلکہ نازل تو اکبر تہ یا دومرتبہ ہوئی خواہ نماز پڑھتے
 وقت یا خطبہ کیوقت یا ان کے سوا کہ حکم اسکا ان سب جگہ دیا گیا۔ غرض آیت عام ہوا
 عموماً قرآنی کی تخصیص کو صحابہ کرام نے سنت ثابتہ سے جائز رکھا خواہ وہ خبر متواتر
 یا مشہور یا خبر واحد دیکھو **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَذْكُرُوْنَ كَلِمَاتٍ** عام ہے
 اور **اَوْ لَا تَذْكُرُوْنَ كَلِمَاتٍ** بھی عام پھر جمہور اہل اسلام نے نحن معشر الانبياء لانفسنا

بن العاصی کی حدیث میں صراحت آچکا ہے فَلَا تَقْرَأُ قِیَاسَ الْقُرْآنِ إِذَا
جَعَلْتَ الْآيَاتِ الْقُرْآنِ تَرْجِمَ لِسِنَہِ زَہْدًا لِّمَنْ قَرَأَہُ وَتَمَّ کَیْفَہُ قَرَأَہُ مِّنْ جِبِّہِ
پکار کے پڑھوں مگر سورہ فاتحہ - اور انس کی حدیث میں بھی صاف سا
موجود ہے وَالْقِرَاءَہُ أَحَدُکُمْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ فِی نَفْسِہِ تَرْجِمَہُ اور چاہئے کہ
پڑھ لیا کرے ہر ایک تم میں سے سورہ فاتحہ کو آہستہ لیس معلوم ہوا کہ آیت سے
پکار کر پڑھنا منع ہوا نہ آہستہ اور جب امام جہر اقرار کرتا ہوتا سورہ فاتحہ
سے زیادہ پڑھنے کی ممانعت ہے - اور یہ بھی جواب ہے کہ استماع و انصات
آہستہ قرار دیا کا مانع نہیں اور نہ اس کے خلاف بلکہ آہستہ قرار دینا کو سکوت کہنا
شرعاً ثابت ہے عن ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
سَلَّی سَلَّی قَبْلَہُ لَیْقُرَہُ فَقُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ بَالِیْ اَنْتَ وَاَمَّا اِسْرَاطِیْتُ سَلَّی
بِیْنَ التَّکْبِیْرِ وَالْقُرْآنِ مَا تَقُولُ قَالَ لِلّٰہِمْ بِاَعْدَیِّہِ وَبِیْنَ خَطَاِیَاہِ
کَمَا بَاعَدَتْ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰہُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَاِیَاہِیْ کَمَا یَنْقِی
الْمُتَّوْبُ الْاَبْصَیْفُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰہُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَاِیَاہِیْ بِالْتَّلْمِ وَالْمَلْکِ و
الْبُرْدِ تَرْجِمَہُ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب تکبیر تحریر یہ کہتے تھے غار میں جب
رہتے تھے تو رسی دیر قرآن پڑھنے سے پہلے لیس میں لئے عرض کیا یا رسول اللہ
ہذا ہوں آپ پر میرے مان باب کیا دیکھتے ہیں آپ اپنے جب رہتے تو تکبیر اور
قرآن کے درمیان آپ کیا پڑھا کرتے ہیں فرمایا اللّٰہُمَّ بِاَعْدَیِّہِ وَبِیْنَ خَطَاِیَاہِ
اتھ دیکھو ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ تکبیر اور قرآن کے درمیان ساکت بھی
کہتے ہیں اور اس وقت کا پڑھنا بھی پوچھتے ہیں معلوم ہوا کہ سکوت کچھ پڑھنے کے
خلاف نہ تھا اور رسول کریم کے اس کہنے اور سوال کرنا کو غلط فہم کیا بلکہ جواب دیا
کہ میں اس سکوت کے وقت اللّٰہُمَّ بِاَعْدَیِّہِ ابی ہریرہ ہوں قولہ اور جو وہ

کہنے لگتے ہیں ہم کو تو امام ابو حنیفہ کا قول کافی ہے یہاں پر اگر میان مٹھوائے تو
 کو بھی تو نے اپشت چھینک دیا اور فاسمعو لہ کے حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص
 کر دیا اور یہ زخیال کیا کہ ہر ایہ میں جو حنفی و غیر حنفی مشہور کتاب ہے اور
 حنفی اس کو بڑی معتبر گمان کرتے ہیں اسی فاسمعو لہ سے خطبہ سننے کی ضرورت
 بھی ثابت کی ہے پس خصوصیت نماز جہری کی کہا لے آئی قولہ اور الصلوات
 سے ہر دو حال میں یعنی اندر نماز و بیرون نماز عام کو تبتلا ہے اقول چوتھی
 ناظرین زرا اس مقام پر جو غلط فہم وین اور حمیت اور تعصب کو راہ میں جو رہو
 نے پہلے انصوت کے حکم کو نماز سری کے ساتھ خاص کیا ایک تو یہ اسکی غلط فہمی
 حنفی چپ رہنے کا حکم نماز سریہ جہریہ و دونوں میں دیتے ہیں اگرچہ سریہ میں حکم
 دینا ٹھیک نہیں اسوقت تو امام پکار کے پڑھتا ہی نہیں پس چپ رہنا کیسا
 - دوسرے چپ کہتا ہے انصوت سے ہر دو حال میں یعنی اندر نماز و بیرون نماز
 عام کو تبتلا ہے پس ہم اب کہتے ہیں کہ اس جوئے سننے کے قول سے یہ بات
 نکلی کہ ایک جگہ کوئی قرآن پڑھتا ہو خارج نماز کے آہستہ تو جب تک وہ پڑھتا
 رہے تو کوئی شخص وہاں نماز نہ پڑھے - اور دوسری بات نکلی کہ اکیوقت
 میں کسی شخص کو طحڑہ عایدہ نماز خواہ فرض ہوں یا سنتیں یا نفلین جائز
 نہیں بلکہ ایک آدمی نماز نفل وغیرہ ادا کرے اور سب تبون کی مانند چپ بیٹھتے
 اور تیسری بات کہ مکتہ میں قرآن خوانی کی سب خلاف قرآن ہیں کیونکہ جب تک
 چند شخص کو اکیوقت میں پڑھنا منع ہوا تو آواز سے اکٹھے بیٹھ کر پڑھنا بطریق
 اولیٰ منع ہوگا واہ واہ میان جوڑے سنگہ تم تو نے مفسر کے نقل مشہور ہے کہ
 کو انہیں کی چال چلنے لگا تھا انہی بھی بھول گیا اور انہیں کی چال تو عیلا ہے
 کیونکہ آئے گئی تھی مذہب کی تائید کرنے کے لئے مذہب ہی فراموش ہو گیا

ماتر کثافت و صدقہ ترجمہ ہم گروہ انبیاء میں ہم نہیں وارث کئے جاتے جو کچھ
ہم چھوڑ جاتے ہیں پس وہ صدقہ ہے (جیسی خبر واحد سے جسکے راوی فقط
صدیق اکبرؓ ہیں تخصیص کر لی اور کل صحابہ نے جناب رسول خدا صلعم کے
مال و رتن سے جناب بقول رضہ کو محرومتہ الارث کیا اور عموم قرآن کو چھوڑ کر خبر و ملک
عمل فرمایا۔ اور جناب عمرؓ و عثمانؓ رضہ و علیؓ رضہ نے اپنی اپنی خلافت اسی خبر و
یہ عمل کیا۔ یاد رہے نحن معاشر الانبیاء کی حدیث کو مسلم الثبوت میں اخبار
احاد سے مانا ہے اور حدیث لایمراث الکفار المسلم (کافر مسلم کا وارث نہیں
ہوتا) سے بھی آیت یوصیکم اللہ انہ کی تخصیص کر لی اور عموم قرآن کا کچھ حال
نہ کیا اور کافر کی مومن اولاد کو اور مومن کی کافر اولاد کو اس حدیث کے باعث
ورثہ سے محروم رکھا اور ایسی بہت نظیریں ہیں مگر اختصاراً اسی پر اکتفا کیا۔ اور
یہ جو تو نے کہا ہے کہ جمعہ دینے میں واجب ہوا (یہ واجب کا لفظ یاد رہے)
قولہ یعنی فاستمعوا للہ سے مانہ جہری اور الصلوات سے نماز سری اقوال جہری
اور سری نمازوں کے ساتھ جو تو نے یا تیرے کسی شب اور پوپ اسلین کو
خاص کر لیا ہے یہ خفیہ کی خانہ ساز باتیں ہیں انکو ہم کیا کریں نہ تو قرآن کریم میں
کہیں جہر اسرار کی قید ہے نہ احادیث میں کہیں اسکا پتا جب تم لوگوں نے تفسیر
رسوال اللہ کو چھوڑ دیا پھر بھلا انکو قرآن کریم کی سمجھ کس طرح آوے سچ ہے شعر
خلاف پیگیر کسی رہ گزیدہ کہ سرگز بنزل خواہ رسیدہ قولہ اور فاستمعوا
سے خاص نماز میں اقوال تم لوگوں کو اللہ و رسول کے خلاف کر نیکا تو فہم نہیں
لیکن اپنے مذہب کے خلاف کر نیکا تو خوف ہے کیونکہ ہم بار بار اس بات کو تجربہ کر چکے
ہیں کہ حنفیہ کے آگے جب قرآن و حدیث پیش کیا جاتا ہے اور انکے امام کی رائے
انکے مخالف ہوتی تو اس وقت وہ اللہ و رسول کے فرمان کا کچھ لحاظ نہیں کرتے اور

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من قال فی القرآن براءۃ فلیتبعہ
 مقعدہ من الناس فی سوائیۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبعہ
 مقعدہ من الناس ترجمہ جو شخص کہے قرآن میں اپنی رائے سے پس پیا
 کہ وہ بوند لیوے ٹھکانا اپنا دوزخ میں۔ اور ایک روایت میں آیا جو شخص
 کہے قرآن میں بغیر علم کے پس چاہئے کہ تلاش کر لے جگہ اپنی دوزخ میں۔ ولینہ
 کیا اس حدیث کو ترجمہ کی گئی ہے۔ پس غور کر نیک مقام ہے کہ اس جوڑے سنگہ
 تعصب مذہبی پر آکر اپنی رائے سے بغیر علم کی ایسی تفسیر کی جو خلاف مفسر قرآن
 کے اور خلاف ہے احادیث نبوی کے پس اس حدیث مذکورہ کا یہ شخص پورا پورا
 مصداق بن گیا۔ سچ کہا **طحاوی** نے جو مقلد ہوا وہ جاہل ہے یا متعصب۔
قولہ اور آیت فَاَقْرَأْ مَا تِلْكَ الْقُرْآنَ تَرْتِلاً کی
 جسکی دلیل یہ حدیث نبوی ہے عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن
 حکیم بن حزام یقرء سورۃ الفرقان علی غیر ما قرأھا الخ **اقول** آیت
 شریفہ تَرْتِلاً آیت کریمہ فَاَقْرَأْ مَا تِلْكَ مِنْهُ سے ہرگز منسوخ
 نہیں کیونکہ اول آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ واضح پڑھا کر تو قرآن کو واضح پڑھنا یعنی
 اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول کو ارشاد فرمایا کہ تو قرآن کو خوب ٹھیک کر پڑھا
 اور تھمائی کے ساتھ پڑھا کر اور ثانی کا یہ معنی ہے کہ بارہ تعالیٰ مومنین کو فرمایا
 ہے کہ پس پڑھ لیا کرو جو تم کو آسان ہو کلام مجید سے۔ اور یہ دونوں آیتیں قیام الیل
 (نارتجد) میں ہیں۔ اور دونوں آئین مخالف بھی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے
 پس ایک دوسرے کے نسخ بھی نہیں مان اگر اول آیت کے خلاف ثانی میں
 حکم ہوتا تو البتہ پہلی آیت کا حکم منسوخ ٹھہرتا اور پچھلی آیت اسکی نسخ۔ ولس
 کہ الگ۔ اور آیت فَاَقْرَأْ کے نسخ ہونے اور آیت تَرْتِلاً کے منسوخ

کیونکہ مذہب میں تو یہ ہے کہ اگر فجر کی جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص جماعت میں
 شریک ہونا چاہے تو وہ پہلے سنتین فجر کی پڑھے اور امام کی قرآن کا کچھ لحاظ
 نہ کرے اور ایسے ہی اگر کوئی شخص صاحب ترتیب آوے مثلاً مغرب کی نماز
 میں اور امام قرآن پڑھتا ہو اور اُس شخص کی نماز صرف فوت ہو گئی ہو تو پہلے وہ
 نماز قضا شدہ کو پڑھے پھر جماعت میں شامل ہو اگرچہ یہ مسئلے حدیث کے خلاف
 بین الآب الزام قائم ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا قیمت الصلوة
 فلا صلوة الا المکتوبة ترجمہ جب تک کبیر کہی جاوے نماز کی پس نہیں
 کوئی نماز سوائے اُن کے نماز فرض کے۔ لطیف حنفی نے اس مقام پر آیت
 اذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحموا اور ایسے ہی جمعہ کے خطبہ
 پڑھتے وقت اگر کوئی نمازی آوے اور یاد کرے کہ میں نے صبح کی نماز نہیں پڑھی
 تو اُس کے لئے نماز صبح کی قضا کرنی حالت خطبہ میں جائز کہتے ہیں۔ اور دو سنی
 جمعہ کی اس وقت پڑھنا منع کرتے ہیں حالانکہ حدیث صبح مرفوعہ غیر معارضہ میں
 آچکا ہے عن جابر قال قال رسول الله صلعم وهو یخطب اذا جاء احد
 کم لیر الجمعة ولا امام یخطب فلیرکم رکعتین ولینجو من فیہا من اولہ وسلم
 ترجمہ روایت ہے جابر رضی سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے خطبہ پڑھتے ہوئے
 جب کوئی آوے جمعہ کے روز اور امام خطبہ پڑھتا ہو پس چاہئے کہ وہ دو رکعتیں
 پڑھے اور اختصار کرے اُنہن یعنی لنبی لنبی رکعتیں نہ پڑھے روایت کیا
 اسکو مسلم نے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ استماع کی تخصیص چہری نمازون کے ساتھ
 اور انصاف کی نسبت کے ساتھ مستلزم ظنیت عموم ہے اور جب آیت مخصوص البعض
 ہو گئی تو بالاتفاق حنفیوں کے نزدیک اسکی تخصیصل حادثہ مثبتہ فاتحہ سے ممنوع
 نہیں متنبیہ جاننا چاہئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے ابن عباس رضی سے

جابر بن عبد اللہ
 رضی اللہ عنہما

بھارت میں جھوٹا اصل بات یہ ہے کہ حنفیوں کو جو روایا ہی حاصل ہوئی تھی
 بسبب بھاگ جانے کریم بخش و امام الدین و عبدالغنی وغیرہم کے اس سیاہی کے
 دور کرنے کیلئے تو نے بہت چہرہ پر لٹخہ پھیرے لیکن لٹخہ تو سیاہ تھے اوس
 اور بھی کالا منہ ہوتا چلا گیا **مثلب** جاننا چاہیے کہ حدیث شریف میں تریل
 سے قرآن پڑھنے کی بڑی فصیلت آئی ہے۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت
 ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **يُقَالُ لِرَاصِحِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَاسْمُ ثِقْ**
وَسَمِّ تِلْكَ تِلْكَ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَثْرُكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ لَقَرَاءَتِكَ هَكَذَا ترجمہ کیا جا گیا
 واسطے صاحب قرآن (جو دنیا میں قرآن پر عمل کرتا ہے اور اسکی تلاوت اچھی طرح
 کرتا ہے) کے قرآن پڑھتا ہوا چلا جا اور تریل سے پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں پڑھا
 کرتا تھا پس تحقیق اُنہی جگہ تیری نزدیک اخیر آیت کے ہے کہ پڑھ گیا تو اسکو
 - روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے قولہ
 اس مقام پر ہم کمال تعجب سے کہتے ہیں کہ لاندھوں کو دعویٰ تھا کہ ہم سب گناہ
 امر کو تسلیم نہ کریں گے کہ جسکے واسطے آیات قرآنی یا احادیث نبوی دلیل نہ ہو عجب ہے کہ
 مسئلہ تعارض کو جو مصنفان علم اصول نے اقتباس و منضبط کیا ہے کس دلیل
 سے تسلیم کر لیا انہ **اقول** کہ اسکو تسلیم کیا تھا بلکہ جیسے اللہ و رسول و صحابہ و
 ائمہ پرینہ کا طریق چلا آتا ہے اُس پر عمل کیا تھا کہ پہلے راستی سے سمجھا نا جب نہانے
 تو اسکو اسکی کتاب سے الزام دینا چاہیے ہو نصاریٰ کو بہت الزام دینے
 جیسا کہ کہا گیا **فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَمَا تَلَوْهَا أَنْتُمْ صَادِقِينَ** وغیرہ لیس لیس
 ہی حنفیوں مرجعوں نے جب حدیث کو نہ مانا نہ خبر نہ سمجھا یا گیا۔ اور اپنے اعتقاد
 باطل میں حدیث کو قرآن کے خلاف سمجھا تو اسوقت انکی کتاب سے انکو الزام
 دیا گیا کہ تمہارے اصول والا کون نے تو اسکو ساقط کر دیا اب تم کیا منہ لیکر اسکو پیش

ہونے کی دلیل وہ حدیث جو کبھی حسین یہ قعدہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے عثمان
 بن عفیف کو سورہ فرقان دوسری طرح پڑھتے سنا تو وہ انکو حضرت کے پاس لے گئے
 اور یہ بات بیان کی تب رسول اللہ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے اور عثمان سے
 پڑھو یا پھر فرمایا کہ اسطرح نازل ہوئی پھر حضرت عمرؓ سے پڑھو یا پس انکو
 فرمایا اسطرح بھی یہ نازل ہوئی ہے تحقیق یہ قرآن سات قرأت پر نازل کیا گیا
 ہے فاقرؤھا تیس مرتبہ پس پڑھ لیا کہ جو آسان ہو اس سے۔ پس یہ دلیل
 مشیت و دعوت نہیں کیونکہ اس میں کہیں بھی ترتیل سے پڑھنے کی ممانعت نہیں
 ۔ اب غور کر نیکام مقام ہے کہ پہلے تو جوڑے سنگ یہ کہہ چکا ہے کہ قرآن مجید میں
 کوئی آیت باہم معارض نہیں بیان آنکر ترتیل اور قرات تیس کے حکم کو متعارض
 سمجھ لیا اور اول کو ثانی کے ساتھ منسوخ کر دیا پس خوب اپنی حماقت ظاہر کی
 کہ جو دو حکم علیہ علیہ تھے اور ایک دوسرے کے مخالف بھی نہ تھے انکو متخالف
 سمجھ لیا اور خوب اپنا حجام بنا جتا لکھو و آیتوں غیر متعارض اور غیر منسوخ اپنی
 کچھ فہمی سے متعارض تعارض چلا کر آستہ نسخ پھیر دیا اور طرفہ عجیب اور لطیفہ
 غریب تو یہ کہ اچھ شریف کی فرضیت کا انکا کہنے کرتے مطلق قرات فرض ہو گیا
 بھی صاف انکار کر دیا کیونکہ آستہ اپنی زعم فاسد اور وہم کا سد سے آیت فاقرؤھا
 ما تیسر من القرآن کا یہ معنی سمجھ لیا کہ تم قرآنکو ترتیل سے مت پڑا کرو اور یہ سوچا
 کہ حنفی مذہب کے احبار اور ربیبان ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 اسی آیت سے مطلق قرآن پڑھنے کی فرضیت نماز میں لکھ گئے ورنہ حنفیوں
 کے پاس فرضیت قرأت کی اور کوئی بھی دلیل نہیں۔ پس اسحاق تواب
 پورا لاند مذہب بن گیا کیونکہ رسول اللہ کے مذہب کا تو تو سنکر لے جو اس مذہب کو
 اختیار کرے اسکو تو اپنے عقیدہ فاسد میں بڑا جانا ہے اور حنفی کو بھی اب

کہا حدیث کی جیسے مسعر نے عبد اللہ بن قبطیہ سے قال سمعت جابر بن سمرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما قیصال کثا اذا اصلینا خلف النبی صلعم قلنا السلام
 علیکم السلام علیکم فاشاہ مسعر یدہ فقال مکالم ہوا لہ فی مسعود
 باید یہم کا نہا اذ ناب خیل شمس لک فی احکام ان یضع یدہ علی فخذہ
 ثم یسلم علی الخیہ ثم یسلم علی الخیہ من عن یمینہ ومن عن شمالہ ترجمہ کہ ہاں میں نے
 جابر بن سمرہ سے کہتے تھے جب ہم نماز پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ہم کہتے السلام علیکم
 السلام علیکم (پس مسعر نے اشارہ کر کے ہاتھ سے بتلایا) تو حضرت نے فرمایا کہ کیا
 حال ہے ان لوگوں کا کہ اشارہ کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے جیسکہ وہ زمین میں سرکش
 گھوڑوں کی کافی ہے ہر ایک کو رکھے اپنے ہاتھ اپنی ران پر پھر سلام کرے اپنے
 بھائیوں کو دائیں اور بائیں کہا بخاری نے پس ڈرنا چاہئے اس بات سے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باز نہ لے اور پھر کہا جو اپنے نہیں فرمایا قال اللہ
 عز وجل فلیجذرا الذین یخالفون عن امر ان یضربہم فتنۃ اولیٰبہم
 عذاب الیم ترجمہ فرمایا اللہ عز وجل نے ڈرتے ہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اعظم
 کے حکم کا کہ پڑے اور پھر خرابی یا پہنچے انکو عذاب دردناک انتہی رسالہ فی الدین
 فی الصلوۃ + رفحیدین جو رکوع کے پہلے اور پھر ہر رکعت میں اور تیسری رکعت
 کے ابتدائیں بھی کجائی ہے اسکے بار میں صد احادیث اور آثار صحیحہ وار و موثقہ
 ہیں۔ اور اسکا کرنا آخر روز رحلت رسالت مآب سے ثابت ہے اور اسکے پچاس
 صحابہ راوی ہیں جسکے ثبوت میں احادیث متواترہ موجود ہیں دیکھو سولہ کی
 از بار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ جسکے حقیقین امام بخاری نے فرمایا ہے لم یثبت
 عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ لا یقر یدہ لیس
 اسانید اصح من ہاتھ الا یدنی یعنی کسی صحابی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

جوڑے سنگ گتھا ہے بہکو کہ تقلید شخصی اختیار کرو ہم اسکو کہتے ہیں اسے گمراہ تو تو
خود ورطہ ظلمار کے اندر پڑا ہوا ہے اور فکو بھی بلاتا ہے بیشک البیس لعین کا
ہی کام ہے کہ ہدایت سے ضلالت کی طرف بلاتا اس تقلید شخصی پر تو ہم ہزار مرتبہ
تھوکتے ہیں جسکا قرآن و حدیث میں کہیں پتا نہیں بلکہ جدا جدا فرقے بنانے سے
تو منع فرمایا ہے خیر اب تیری خرافات کو ہم کہاں تک کہیں اب ان باتوں کا جواب
شروع کرتے ہیں جو تو نے اپنی حماقت اور حماالت سے آمین بالجہر اور رخصت
وغیرہ کی حدیثوں میں تعارض سمجھا ہے قولہ بابت رفع یدین عن عبد اللہ
بن عمر قال سأل رسول الله صلعم إذا فتحت الصلوة سرف یداً یحیی
یحادی یوماً مشکبہ و قبل ان یرکع ولا ذاک سرف من الرکع و لا یرفع لهما
بین السجود ین منع عن جابر بن سرق قال خرج علينا رسول الله صلعم
ونحن ما فعلوا یدینا فی الصلوة مالی سارکم سافعی ایدیکم کانها اذ ناب
خیل شمس اسکنوا فی الصلوة سواہ فی المصنف **اقول** ان دونوں
حدیثوں میں اصلاً تعارض نہیں کیونکہ اول حدیث میں رفع یدین تکبیر تحریمہ کی
اور رکوع سے پہلے اونچے کی ہے اور ثانی میں سلام کے وقت کا بیان ہے
جیسا کہ امیر المؤمنین امام بخاری نے بعد ذکر کرنے اس حدیث ثانی کے فرمایا ہے
کہ یہ تشہد میں ہے نہ قیام میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے تھے سو منع کیا ہی
صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں ماتھا اٹھانے سے اور جسکو کچھ بھی بہر علم سے
ہے وہ اسوہ لیل نہیں لاتا یہ مشہور و معروف ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں اور
اگر ایسی ہی بات ہے جیسے اس سے دلیل پکڑتے ہیں تو البتہ تکبیر اولی اور تکبیر
عیدین کے رفع یدین منع ہو جائینگے اس واسطے کہ نہیں خاص کیا کسی رفع یدین
کسی رفع یدین سے اور بیشک ثابت ہے وہ حدیث کہ حدیث کی جیسے البتہ

ہدایہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی دہلی کے مطبعہ
 میں ہے علقمہ بن وائل بن حجر لضم المہملت و سکون الجیم الحضرمی الکوفی
 صدوق الا انہ لم یجمع من ابیہ انتھی ترجمہ طقمہ بٹا وائل بن حجر کا حار کے
 پیش اور جیم کے سکون کے ساتھ حضرمی کوفی صدوق ہے مگر اس نے اپنے باپ
 سے نہیں سنا۔ اور جو کچھ حنفی اپنی دلیلین آمین کے آہستہ کہنے میں پیش
 کرتے ہیں انہیں سے کچھ ضعیف ہیں اور کچھ آثار و خوفہ ہیں پس وہ احادیث
 مرفوعہ کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتیں عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حسدک تکلم الیہو دعاً علی شیء
 ما حسدک تکلم علی امین فاکثر و امین قول امین سر وادہ ابن ماجہ فی باب الجہر
 بامین ترجمہ روایت ہے ابن عباس رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حسد کیا تم پر یہود نے کسی چیز میں جس قدر کہ حسد کیا تم پر یہود نے آمین کہنے میں
 پس زیادتی کرو آمین کہنے میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے آمین بالجہر کے باب
 میں **ف** رسول اللہ اور صحابہ رضہ پکار کر آمین کہا کرتے تھے اور یہود اس پر
 حسد کیا کرتے تھے پس جو شخص آمین بالجہر کہنے کو برا جانے اُس میں اور یہود میں
 کچھ فرق نہیں اور آمین بالجہر کا کہنا احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر متعارضہ سے ثابت ہے
قولہ بابت تحریر علی الصدر عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و وضع یدہ الیمین علی یدہ الیسری علی صداسہ
 متع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث من سنن المسلمین
 و ذکر من جملتها وضع الیمین علی الشمال تحت الترقی وادہ فی عجز الی اثق۔
اقول یہ جو منع کی حدیث سمجھ کر لکھی ہے یہ حدیث نہیں بلکہ بحر الرائق والکیا قول ہے
 بھلا یہ کس طرح مقابلہ کر سکیا حدیث کا بلکہ ہدایہ میں زمیناف مانعہ باندھنے کی

یہ ثابت نہیں کہ وہ رفیع دین نہیں کرتے تھے۔ اور اسنادین اسکی رفیع دین کی اسناد سے صحیح نہیں۔ اب ایک اور بات بھی جان لینی چاہئے کہ کافہا اذنا بخیل شمس کی حدیث کو مسلم نے بھی باب التشرہدین روایت کیا ہے سوائے ایک روایت کے اور روین عن عبداللہ امام کی قید ہے اور یہ روایتیں بھی جابر بن سمرہ کی ہیں دیکھو ان روایتوں میں خودی انھوں نے اسکا حال بیان کر دیا پس خفیو نکا استدلال باطل ہے قولہ بابت امین بالجہر عن وائل بن حجر انہ صلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجبہا بامین سواہ البر داود ترجمہ روایت ہے وائل بن حجر سے کہ پڑھائی سننے غازیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا کے امین کہی صلی عن علقمہ بن وائل عن ابیہ وائل بن حجر انہ صلی اللہ علیہ وسلم اقول علقمہ بن وائل کی حدیث جس میں آخری بھاکموت کے کالفظ ہے یا خفص بھاکموت کے کالفظ ہے چنانچہ ترمذی میں یہی ہے یہ خطا ہے اور شعبہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہے اس سے اس حدیث میں چند خطائیں ہو گئیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے اور اتفاق کیا ہے حفاظ حدیث نے مثل بخاری و ترمذی و واقفینی وغیرہ کے کہ یہ صحیح نہیں اور علقمہ نے اپنے باپ کو دیکھا بھی نہیں پھر کس طرح اس کو اسکو روایت کیا جیسا کہ امام جمال الدین زلیعی نے نصب الرایہ میں کہا یا اعلم ان فی الحدیث علیہ آخری ذکر ہا التشرہد فی علیہ الکبیر فقالت سألت محمد بن اسمعیل هل یتمع علقمہ من ابیہ فقال لہ قال لا بعد موت ابیہ لیستہ استہتر ترجمہ جان رکھا سبابت کو کہ اس حدیث میں ایک اور بھی خرابی ہے کہ بیان کیا اسکو ترمذی نے اپنی علل کبیر میں پس کہا میں نے سوال کیا محمد بن اسمعیل بخاری سے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے سنایا نہیں تو اسے جواب دیا کہ وہ تو اپنے باپ سے چہ پہنے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا اور اسبابت ابن ہمام نے فتح القدیر شرح

ایک رکعت اور نو رکعت ایک سلام سے اسطور پر کہ آٹھویں رکعت میں تشرہ پڑھے
پھر اٹھ کر ایک رکعت پڑھے سلام پھیرے اور سات رکعت ایک سلام سے
لیکن اسکے پڑھنے کی دو طور ہیں ایک تو یہ کہ چھٹی رکعت میں تشرہ پڑھے اور
ساتویں میں سلام پھیرے دوسری یہ کہ ایک ہی تشرہ سے ساتوں رکعت پڑھے
بیچہین نہ بیٹھے۔ اور پانچ رکعت ایک سلام سے درمیان میں نہ بیٹھے اور تین
رکعت لیکن اسکے بھی دو طور ہیں ایک یہ کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے پھر ایک
رکعت پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ایک سلام سے پڑھے لیکن درمیان میں تشرہ نہ
پڑھے۔ لیکن قسم و تروں کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور ان سب طرح
سے پڑھنا درست ہے اور یہ اختلاف انواع کہلاتا ہے نہ تضاد اور یہ اقسام کو
وتروں کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں **قولہ مشکوٰۃ المصابیح** مکنا میں دو حدیثیں
تخریر ہیں جنسے ظاہر ہے کہ ۱۲ رکعت نماز تراویح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابن قول اول حدیث میں تو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور
تیمم داری کو حکم کیا کہ رمضان میں لوگوں کو گویا یہ رکعت پڑھایا کریں۔ اور ثانی حدیث میں
یہ بیان ہے کہ اگرچہ کہتے ہیں کہ نہیں پایا جھنے لوگوں کو مگر وہ لعنت کیا کرتے تھے کفار کو
رمضان میں اور پڑھنے والا پڑھا کرتا تھا آٹھ رکعت میں سورہ بقرہ اور جب وہ اس
سورہ کو بارہ رکعت میں پڑھتا تو لوگ جاننے لگیں پڑھی۔ پس ان دونوں حدیثوں
سے بالکل نہیں ثابت ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ رکعت تراویح پڑھا
کرتے تھے ہاں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ آخرت گویا یہ رکعت پڑھا کرتے تھے
جیسا کہ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی وغیرہ میں ہے کہ ابی ہاشم
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گویا یہ رکعت سے
زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے **قولہ** اولاً تو احادیث ہذا بوجہ اسکے کہ فصل ثالث میں

دلیل یکم یہ ہے من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرور اور یہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے امام نووی نے کہا ہے کہ
 اسکے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے اور اسکی سند میں ایک راوی عبد الرحمن
 اسحاق واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے تشریب التہذیب میں ہے عبد الرحمن
 ابن اسحق بن الحارث الواسطی ابو شذیبة و یقال کوفی ضعیف من
 السابعة اور اسکے سوا جو اقوال تحت السرور کے بارے میں آئے ہیں وہ بھی
 صحیح نہیں قولہ بابت تعداد نماز وتر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم الی تر رکعة من اخر اللیل رواہ مسلم و ترمذی عن عبد العزیز
 بن جریج قال سألنا عائشة بای شیء کان یوتر رسول اللہ
 صلعم قالت کان یقرء فی الاول یسبح اسم ربك الاعلیٰ و فی الثانية یقل یا
 ایہا الکافرون و فی الثالثة یقل هو اللہ احد و المعوذتین رواہ الترمذی
 و ابوداؤد الخ **اقول** ان دون حدیث نہیں بھی تعارض بالکل نہیں کیونکہ تشریب
 تعارض کے بیان تحقیق نہیں عن ابی الیوب قال قال رسول اللہ صلعم الی تر
 حق علی کل مسلح فمن احب ان یوتر فلیفعل و من احب ان یوتر
 بثلاث فلیفعل و من احب ان یوتر بواحدة فلیفعل ترجمہ ابی الیوب
 سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے وتر حق ہے ہر مسلمان پر پس جو چاہے کہ
 پانچ رکعت وتر پڑھے تو ویسا ہی کرے اور جو چاہے کہ تین رکعت وتر پڑھے
 تو ویسا ہی کرے اور جو چاہے کہ ایک رکعت وتر پڑھے تو ویسا ہی کرے۔ اس
 حدیث کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس سے صاف ثابت
 ہے کہ حضرت نے وتر تین اختیار دیا اور اس حدیث میں تین طرح وتر
 پڑھنے کا ذکر ہے لیکن اس میں حصر نہیں بلکہ وتر کئی طور پر پڑھنے ثابت ہیں۔

کیونکہ ابو شیبہ برہمہ بن عثمان دادا امام ابی بکر بن ابی شیبہ کا ایک راوی
 ہے سو اتفاق کیا ہے محدثین نے اور پضعیف ہونے ابراہیم بن عثمان کے
 اور مخالف ہے یہ حدیث صحیح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول عن ابن زید
 قال کان یقولون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین کعب
 سراطہ فی سنن بیہقی باسناد صحیح **وعن** عبد الغزیز بن سرفیع قال
 کان ابی بن کعب یصلی بالناس بالمدينة عشرین رکعة سواہ فی المصنف
 ابن ابی شیبہ **وعن** السائب بن زید انہم کانوا یقولون علی عہد
 عمر ۱۰ عشرین رکعة **وفی** عہد عثمان ۱۰ رکعات علی سواہ مثله **الح** **اقول**
 اول اور ثالث اثر کو بہیقی نے بلا اسناد روایت کیا ہے پس یہ حجت کے قابل
 نہیں اور ثانی اثر بھی صحیح نہیں علاوہ برہمہ بن یسویون اثر مخالف ہیں احادیث
 و آثار صحیحہ کے **عن** السائب بن زید انہ قال ہر بن الخطاب ابی بن کعب
 و تیمم الداری ان یقول للناس بأخذی عشر رکعة **الح** ترجمہ سائب بن
 زید سے روایت ہے کہ آسنے کہا کہ حکم کیا عمر بن خطاب نے ابی بن کعب اور
 تیمم داری کو یہ کہ پڑھنا یا کرین وہ لوگوں کو کیا رہ رکعت روایت کیا اسکو مالک نے
 موطامین اور السیاسی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور
 روایت صحیح ہے اور مطابق ہے اس روایت کے جو بخاری و مسلم وغیرہ میں
 ہے **عن** ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سال عائشہ کیف کانت صلواتہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یشد فی رمضان
 ولا فی غیرہ علی احد عشر رکعة **الح** **حدیث** ترجمہ روایت ہے ابی سلمہ
 بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کس طرح ہوتی
 تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازین نماز بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہیں زیادہ

تحریر میں حجت نہیں ہو سکتی ہیں انہی اقوال کیسی نے نہیں تحریر کیا کہ احادیث فصل
 ثالث کی حجت نہیں اور یہ کہ ہنا کہ وہ حدیثیں اس قسم سے ہیں جنکو تابعین ^{بعین} تحریر
 نے نقل کیا ہے یہ بات کچھ انہیں احادیث کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ساری احادیث
 مرفوعہ و آثار صحابہ رضہ کو صحابہ رضہ سے تابعین ہی نقل کرتے ہیں قولہ ثانیاً ^{ثانیاً}
 فصل اول و دوم مصابیح کے اسکا ضعف ثابت ہے اقوال ضعف احادیث کا اسلوب
 پر ثابت نہیں ہوا کرتا بلکہ ضعف تو از روے اسانید کے ہوا کرتا ہے قولہ ثالثاً احادیث
 صحیحہ کے معارضہ پر کہ بت موجود انہی اقوال ایسے ایسے کلمات لکھ کر صرف لوگوں کو
 دہوکے میں ڈالنا ہے ورنہ ایک بھی حدیث صحیح نہیں جس سے بیس رکعت
 تراویح کا ثبوت ہوا اگر کوئی صحیح حدیث اس بار میں موجود ہوتی تو ممکن ہی ^{نہیں}
 کہ الہی بیٹ اسکا انکار کرتے اگر کسیکو دعویٰ ہے ان احادیث کے صحیح ہونے کا
 تو صحت بیان کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس تقلید نے تم لوگوں کو موطر ^{مستقیم} بنا دیا
 سے الگ کر دیا اور تاریکی ضلالت تمہاری آنکھوں اور دلوں پر چھا گئی اپنے مذہب
 کے موافق جو تم پالتے ہو وہی تمہاری دلیل ہو جاتی ہے خواہ موضوع ہو یا ^{ضعیف}
 قولہ عن ابن عباس رضہ کان رسول اللہ صلعم یصلی فی رمضان فی غیر
 جماعتہ لعشرین رکعتہ والوتر سواہ فی المصنف ابن ابی شیبہ تصویبہ
 اقوال کہا بہیقی نے کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس حدیث کے ابوشیبہ بن عثمان
 اور وہ ضعیف ہے اور میزان الاعتدال میں ہے کہ شعبہ نے ابوشیبہ براہیر بن
 عثمان کو کذاب کہا ہے۔ اور تقریر الہدایہ مطبوعہ فاروقی دہلی کے ملازمین
 ابراہیم بن عثمان العباسی بالمو حلاۃ ابوشیبہ الکوفی قاضی واسطہ مشہور
 بلکنیہ منروک الحدیث من السابعات مائت سنۃ تسعی ستین تا
 کہا ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر میں کہ حدیث بیس رکعت تراویح کی ضعیف ہے

عمر فاروق نے اپنی خلافت میں قائم کیا کہ حکم کیا الی بن کعب اور تمیم واری کو کہ پڑھا کرتے
 لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین ترسج ہر ایک القرآن یفسر بعضہ بعضا
 والحدیث یفسر بعضہ بعضا اور سعید بن منصور نے اپنی مسند میں روایت کیا
 حدثننا عبد اللہ بن محمد قال حدثنی محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن عبد اللہ
 قال سمعت سائب بن یزید یقول کنا نقوم فی سلمان عمر بن الخطاب رضی اللہ
 عنہ بالحدی عشر رکعات ترسج کہ اس نے حدیث کی جس سے عبد اللہ بن محمد نے
 کہا حدیث کی مجھ کو محمد بن یوسف بن عبد اللہ کندسی نے کہا سنا میں نے سائب بن
 یزید کو کہتے ہوئے کہ ہم پڑھتے تھے زمانے میں عمر بن خطاب کے گیارہ رکعت - اور
 سیوطی نے رسالہ تراویح میں لکھا ہے کہ روایت کی ابن جوزی نے اصحاب شافعی
 انھوں نے امام مالک رحم سے کہ فرمایا امام مالک رحم سے کہ عدد رکعات تراویح کہ قائم
 کیا اسیہ عمر بن خطاب نے لوگوں کو وہ محبوب ترین مجھو اور وہی نماز رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور وہ گیارہ رکعت تھیں مع تین وتر کے اور پوچھتے
 امام مالک رحم تیرہ رکعات سے فرمایا تیرہ قریب ہیں گیارہ کے صرف وتر کا فرق ہے
 کہ گیارہ میں تین وتر ہیں اور تیرہ میں پانچ - اور امام مالک رحم نے فرمایا کہ میں نہیں
 جانتا ہوں کہ کہاں سے نکالی گئی ہیں یہ بہت کتبیں یعنی بنی وغیرہ انتہی - اور
 چلی کا قول یا کشف الغمک عبارت ہرگز مفید مطلب نہ ہوگی چاہے الیسی
 ہزاروں عبارتیں کوئی نقل کرتا پھر اگر سے جب تک کوئی دلیل قوی نہ قائم ہو انکی
 دلیل جو تو نے لکھی تھیں انکا ضعف تو سمجھنے بتلا دیا باقی اور ولید بن ہشام
 بھی انھیں پر قیاس کر لینا چاہئے اسلئے کہ قیاس تمھارے بیان حجت شرعی ہے
 اور ہمارے بیان تراویح کی جاعت کو بدعت عمری کوئی نہیں کہتا یہ مقلدین متعصبین
 الحدیث پر محض افتراء ہے اور بنی رکعات تراویح کا جب حضرت عمر رحم سے نہ ملتا

پڑھا کرتے تھے رمضان میں اور نہ سوائے رمضان کے گیارہ رکعت سے حدیثاً
 عثمان بن عبد اللہ الطحطاوی الکوفی قال حدثنا جعفر حدثنا یعقوب بن عبد اللہ القمی عن عیسیٰ بن جابر
 عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر رمضان شہان ووتر فیہ کانت قابلاً اجتمعنا
 فی المسجد ورجونا ان یمیز فیہ فلم یزل فیہ حتی صبحنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اجتمعنا البایرة فی المسجد ورجونا ان یصلی بنا فقال خشیت ان تکتب علیکم
 اخرجه الطبرانی فی معجم الاوسط قال لا یسوی هذا الحدیث —
 عن جابر بن عبد اللہ الایہذ الأسناد وتفرده یعقوب بن عبد اللہ
 القمی وهو ثقة وھکذا اخرجه ابن حبان وابن خزیمہ فی صحیحہ باسناد
 صحیح ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی ہو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہینے رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے پس جبکہ
 ہوئی آئندہ کی رات اکٹھے ہوئے ہم مسجد میں اور امیدوار رہے ہم یہ کہ بالشریف
 لائین آنحضرت پس نہ شریف لائے پس تمام رات رہے ہم مسجد میں یہاں تک کہ صبح
 صبح ہو گئی پھر مجھے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جمع ہوئے تھے ہم
 گذشتہ مسجد میں اور منتظر رہے ہم یہ کہ نماز پڑھا ئیگے آپ ہم کو پس فرمایا آنحضرت
 نے کہ خوف کیا میں نے یہ کہ فرض ہو جاوے تم پر۔ نکالا اس حدیث کو طبرانی نے
 معجم اوسط میں اور کہا کہ نہیں روایت کی گئی یہ حدیث جابر بن عبد اللہ سے مگر
 اسی اسناد کے اور اکیلا ہوا ساتھ اسکے یعقوب بن عبد اللہ القمی اور وہ ثقہ ہوا
 ایسا ہی روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں
 ساتھ اسناد صحیح کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فریض
 میں نماز تراویح جماعت سے پڑھی تھی اور پھر بسبب خوف فریض ہونے کے جماعت
 ترک کر دیا تھا تو آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھے تھے اور اسی سنت کو حضرت

اور لوگ بھی قولہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جبکی پیدائش نہ قرن اولی اور وفات
 نہ مہجری جو بموجب حدیث قرن ثانی میں تھے انہ - اقول ابو حنیفہ رحمہ نے کیا
 احیائے سنت کیا تھا جو محلی السنہ بن گئے میان مٹھو محبت السنہ کہتے ڈر لگتا تھا کیونکہ
 بہت سنتوں کو انھوں نے اپنی رائے اور قیاس سے رد کر دیا اس لیے واسطے لکھو
 محدثین نے اہل الرائے کہا ہے - اور امام بخاری رحمہ نے اپنی کتاب رفع الید
 فی الصلوۃ میں نہیل بن سلیمان ابو عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ کہا آسنے -
 و مسئل لا ینراعی وانا اسمع عن الایمان فقال الایمان ینزید و ینقص فن
 نہ ہم ان الایمان لا ینزید و لا ینقص فہو صاحب بداعت فاحذروہ و نہ انتہی
 یعنی پوچھے گئے امام فرائی ایان سے اور میں سن رہا تھا تو فرمایا امام فرائی شکہ ایمان
 زیادہ اور کم ہوتا ہے پس جو کوئی کہے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم تو وہ
 بدعتی ہے پس بچو تم اس سے - اور امام ابو حنیفہ رحمہ اس بات کے قائل ہیں کہ
 کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا نہ کم چنانچہ یہ او کی کتاب فقہ اکبر میں موجود ہے - اور پرانے
 شیخ عبد القادر جیلانی صاحب نے بھی ایسے ایسے عقائد کے سبب فرقہ حنفیہ کو متفق
 کہا ہے اور مرجعہ کے بارہ فرقے ہیں اور جس جگہ انکو شمار کیا ہے تو فرقہ حنفیہ
 بھی انہیں میں شمار کیا ہے پھر اگر یا اعتبار عقیدہ فاسدہ مذکورہ کے مع خیار اور
 وجوہات کے کسی نے امام ابو حنیفہ کو بدعتی کہہ دیا تو کیا حرج - اور ابو حنیفہ رحمہ
 نہ قرن اولی کے لوگوں میں سے ہیں نہ قرن ثانی کے اگر پہلے قرن کے ہوئے تو صحابی
 ہوئے اور اگر دوسری قرن کے ہوئے تو تابعی ہوئے حالیکہ وہ ہجری سے
 نہ صحابی ہیں نہ تابعی و کیہو تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا
 النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال صلہ من فاکس و یقال
 مولیٰ بنی تیمیہ مشہور من السادسة مات سنة خمسین و مائتہ

اور نہ خود پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہوا تو اسکو سنتِ حلیہ کی کہنا لغو ہے اور بدعت
 عمری تو معاذ اللہ کون کہنے لگا۔ اور نجات جو تو نے اپنے فائدہ کے لئے تحریر کی ہے
 اسے تو بھکوا کر شفا نصیب نہو گی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنے سے
 تو بعینہ رکعت تراویح ہرگز ثابت نہو گی چاہے کوئی تمام عمر فضائل بیان کرتا رہے
 مگر اس سے، امگ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مرقوم ہے یہ تو تھوڑی سی ہے اس
 زیادہ تر ہم اشارۃً الی فضائل کو جانتے ہیں بلکہ تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کی عظمت ہمارے رگ وریشہ میں سمائی ہوئی ہے اور سبکو ہم اپنا
 مقتدا و پیشوا سمجھتے ہیں **قولہ عن ابن مسعود** خیر الناس قرنی ثم الذین
 یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی قوم تسبق شہادۃ احدہم یمینہ و
 یمینہ شہادۃ متفق علیہ **قول** حضرت صلوات اللہ علیہ فرمایا کہ بہتر لوگوں کے میرے
 زمانے کے لوگ ہیں (یعنی صحابہ) پھر وہ لوگ ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں
 (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں (یعنی تبع
 تابعین) پس قرن اولی کے لوگ صحابہ ہیں اور جو صحابی نہیں اگر حیوہ صحابہ
 ہی کے زمانہ میں پیدا ہوا ہو وہ قرن اولی سے نہیں پس مصداق خیر الناس
 قرنی کا وہ نہو گا کیونکہ لوگوں کا اعتبار ہے نہ اُس زمانے ورنہ اُس زمانے میں
 تو اہل قدر اور خوارج وغیرہ پیدا ہو گئے تھے اور زید بن معاویہ جیسے بھی وہاں
 موجود تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوا سو کو شکستہ ہد کر دیا کیا یہ لوگ بھی خیر
 الناس ہو جائیں گے واہ کیا خوب غبی حدیث نبوی کا سمجھا (اصل بات یہ ہے
 کہ جب تمکو دشمنی ہوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اُنکے کلام سے بھی عداوت ہے
 تم حنفیوں مومنوں کو بھی بھلا وہ تمہاری سمجھ میں کیوں آنے لگی) اور اسطرح قرن
 ثانی کے لوگ تابعین اور ثالث کے لوگ تبع تابعین ہیں نہ یہ اُنکے زمانے کے

چوتھی صدی سے تمھارے اندر ایسی پھیلی ہے کہ تمکو تباہ کر دیا اور قرآن وحدیث
سے تمکو از حد نفرت ہو گئی پس تمھیں عالمین قرآن وحدیث کیوں اچھے معلوم
ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ التذلل البالغہ میں فرمایا ہے اعلیٰ ان الناس
کما نوا قبل المائۃ الرابعة غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد
بعینہ یعنی جاننا چاہئے کہ چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک مذہب معین کی
تقلید خالص پر جمع نہیں ہوئے تھے۔ اور چوتھی صدی میں یہ مذاہب متعین
ہوئے جنکے بنانے کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا تھا ساتھ قول اپنے کے قائلوں
کالذین تفرقوا۔ اور نہ ہونا تمام مآخذ ان لوگوں کے کہ جدا جدا مذہب بنا لئے انھوں
نے۔ پس اہل انصاف انصاف کریں کہ ان بد مذہبوں بدعتیوں مرجوہوں کو جو کہ
اپنی ہوا کے تابع ہیں اور اپنی رائے و قیاس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال
کیا ہے کس طرح اور کس وجہ سے مصداق اس حدیث کا جو ذیل میں تم تحریر کرتے ہیں
یقین نہ کریں عن عبد الرحمن بن جابر بن نفیر عن ابیہ عن عوف بن
مالک الاشجعی۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفرق امتی
علی ثلاثۃ وسبعین فرقة اعظمها فتنة علی امتی الذین یقیسون الامور
بما ھم یحرمون المحللون المحرمات ترجمہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جدا ہو گئی امت میری تہتر فرقوں پر بڑا اون فرقوں کا از رو سے فتنہ کے میری امت پر
ان لوگوں کا فرقہ ہو گا جو قیاس کرینگے حکم کو اپنی رائے سے حرام کرینگے حلال کو اور
حلال کرینگے حرام کو۔ دیکھو شرح وقایہ کے ماضیہ میں علامہ طہی خانی نے لکھا ہے
ان ما اخذہ الزانیۃ ان کان یعتقدہ الا جائز فحلال عند الاعظم۔ یعنی جو
لان اجماع المثل طیب وان کان السبب حراما انما کذا فی المحيط ۱۲۔ یعنی جو

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ

علی الصبیح ولہ سبعون سنة انتھی یعنی نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ ہے
 کہا گیا کہ اصل او سکی فارس سے ہے اور کہا گیا کہ غلام آزاد بنی تیمم کا ہے فقیہ
 مشہور ہے چھٹے طبقہ کا بن شدہ من مرا او پر قول صحیح کے اور شتر برس کی اسکی
 عمر ہوئی۔ اور اسی کتاب مذکور کے اول میں ہے جس جگہ طبقات بیان کئے ہیں
 السادسة طبقة عاصروا الخامسة لكن لم يثبت لهم لقاء احد من الصحابة
 کا بن جریہ یعنی چھٹے طبقے کے لوگ ہجران ہوئے ہیں یا نچوین طبقہ کے لیکن نہیں
 ثابت ہوئی انکی ملاقات کسی صحابی سے مثل ابن جریج کے۔ پس حاصل کلام یہ
 ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ العالی نہیں ہیں کیونکہ انکی ملاقات کسی صحابی سے نہیں ہوئی
 قولہ عبدالوہاب بخدیسی سے اس فرقہ کا آغاز ہے اخ اقول کہت کلمۃ تخرج
 من افواههم ان يقولون الا الكذب والعنة الله على الكاذبين الذين يكذبون
 الاحاديث الصحيحة ويتكلمون بها يمسوا بها اي امامهم ويفترون على
 اصحاب الحديث الذين هم عمدة الدين وهم على الصراط المستقيم۔
 ان مقلدون کے وہ ہونے سے کج بات نکلتی ہے نہیں کہتے ہیں یہ مگر جھوٹ اور لعنت
 انکی جھوٹوں پر جو کہ جھٹلاتے ہیں صحیح صحیح احادیث نبوی کو اور چھوڑتے ہیں
 آنکھواچنے یا اپنے امام کی رائے سے اور اقرار کرتے ہیں یہ بدعتی المحدث پر
 جو کہ اچھے و نیکار ہیں اور وہی صراط مستقیم پر ہیں۔ اے صاحبان عدت
 و مرجان طریقت کیا اب ضلالت تم پر چھا لیا حق کی راہ تمکو نظر نہیں آتی ہلکو کون
 المحدث کا آغاز تو امام اعظم سید ولد آدم یعنی رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور جو طریقہ آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب رضو کو
 سکھایا اور وہی طریقہ آئسے تابعین و تابع تابعین کو بھیجا اور صحیح ایسا سید سے
 آج تک موجود ہے ہم تو انشاء اللہ اسی طریقہ محمودہ پر ہیں بلکہ یہ تعلیم کی با

قرارت فَاَسْمِعُوا لَهُ وَالْأَصْحَابُ كَا حُكْمٍ ثَابِتٌ هُوَ تَوَكُّسٌ دَلِيلٌ سَعَى هُوَ سَكَنٌ هُوَ كَقَرَارِ
فَاتَمَّ خَلْفَ إِمَامٍ جَائِزٍ هُوَ أَقْوَلُ جَبِ مَطْلُوقٌ وَقْتُ قَرَارِ سَامِعِينَ كَوَاجِبٍ رِجَالٍ وَ
هِيَ مَطَابِقُ قَوْلٍ شَمَاؤُكَ إِنْ قَرَارٌ سَمْتٌ هُوَ كَوَيْ ذَا بَهِي لَفْظُ زَبَانٍ سَعَى بُلُوغًا
چاہے وہ مقتدی ہو یا نہ ہو سو وہ امر الہی کا ضرور خلاف کر گیا پھر کس دلیل سے
ہو سکتا ہے کہ امام کی قرارت کی وقت کوئی اگر جماعت میں ملا چاہے تو اُسکو شامل
ہونا جائز ہو کیونکہ لا محالہ التذاکبر تو ضرور یہی کہہ کر شامل جماعت وہ ہو گا اگر چہ
تمہارے خفی مذہب میں التذاکبر کے بدلے اور بھی الفاظ کہنے جائز ہیں اگر
جواب دو کہ التذاکبر کہہ جماعت میں شامل ہو نیک حکم حدیث میں اچکا ہے تو ہم یہی
یہ جواب دینگے کہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم بھی احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخہ
میں اچکا ہے یہاں تک کہ کیا موت آتی ہے اور باقی جواب کافی شافی پہلے ہم چکے
ہیں اگر چشم بصارت میں سیاہی ضلالت نہیں تو دیکھو اور سمجھو ان اکہ
حتیفین مبتدعین مضلین جیسا احادیث صحیحہ صریحہ کا انکار کرتے ہیں اور
قرارت فاتحہ کی کفایت کے قائل نہیں اور جس نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی
جائی اُس نماز کے جواز کے قائل ہیں بلکہ جو کوئی پڑھے تو اُسکو مفسد صلوٰۃ سمجھتے
ہیں تو وہ اگر سورہ فاتحہ کو قرآن ہی نہ سمجھیں سو یہ بات اُنکی شان ضلالت
نشان ہے کچھ نہیں اور ہر ملوگ اہل السنۃ والجماعۃ تو الحمد للہ شریف کو اہل القرآن
یقین کرتے ہیں اور اسکا پڑھنا نماز بلکہ ہر رکعت میں فرض جانتے ہیں اور جو
نہ پڑھے تو اُسکو کہتے ہیں کہ تیری نماز نہیں ہوئی مطابق فرمانے نبی کریم علیہ
السلام کے قول کہ وہ پڑھے یہ کہ حدیث الی ہر سورہ رضے سے ثابت ہے کہ وقت آغا
قرارت امام مطلق فَاَنْصَبُوا كَا حُكْمٍ ہُوَ اِنْ اَقْوَلُ اس کے بہت جواب ہیں اول
کہ ابو ہریرہ نے فَاَنْصَبُوا انہیں فرمایا بلکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث میں بھیجے

تو وہ طلال ہے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ کے اس لئے کہ اجرت مثل کی پاک ہے اگرچہ سبب
 حرام ہے۔ حالیکہ حدیث سے عورت زانیہ کی خرجی حرام ہے۔ اور دیکھو فقہ
 حنفی کی ابتدائی کتاب خلاصہ کیدانی میں سبابہ کے ساتھ اشارہ کرتا ہے کہ تشریح میں
 حرام لکھا ہے۔ حالیکہ آنحضرت کا یہ فعل ہے اور آپ نے اس اشارہ کی نیکی
 بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور بعض حنفی جو اشارہ کرتے بھی ہیں وہ اس حجت
 سے چونکہ بعض روایتیں ان کے فقہ میں اشارہ کی گئی ہیں پھر بھی بسطرح
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اس طرح نہیں کہتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ
 اور الا اللہ یہ ٹیکہ کہتے ہیں جس کا کہیں ثبوت نہیں۔ اور بہت سے مسائل
 اس قسم کے ہیں اگر وہ سب یہاں لکھے جائیں تو یہ رسالہ ایک بڑا دفتر بن جائے پس
 مقلدین کو چاہئے کہ کتاب طفل المبین کا خوب مطالعہ کریں جس میں اکیس سو مسئلہ
 حنفیوں کا جو آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے مشتمل نمونہ خروار لکھا۔ اور خیاب
 مولوی محمد بدیع الزمان کی کتاب لا جواب مستحی بہ ارشاد اہل التوحید الی مزایا
 و زایا التقلید کے خوب دل لگا کر پڑھیں اس کتاب میں تقلید کا خوب رد ہے اور
 بیان ہے ان مفتوح کا جنکو مقلدون نے تقلید کیے سب چھوڑ دیا اور بیان ہے
 اس بات کا کہ بہت حدیثوں کو حنفیوں نے اپنے اصول کے خلاف لکھ کر رو کر دیا اور
 اصول حنفی کی خوب خاک اور سائی ہے دیکھنے سے حال معلوم ہو گا اگر استخبر
 احناف کی تشفی نہ ہو تو خیر گھبراؤ میں نہیں ابھی اور بھی اچھی طرح سے ان کی لڑائی
 قولہ اب ہم پھر غمان فکرم کو طرف دعا سے اصلی کے پھیرتے ہیں اقول اپنے منہ پر
 بھی طرف بہنم لے پھیرتے قولہ حکایت قرآنی اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيُصْغِرْ قَوْلُ نَبِیِّ
 ہے اقول یہ تو نے بیان باندھ لیا ہے اللہ تعالیٰ پر اور جو شخص جھوٹ باندھتا
 ہے اللہ تعالیٰ پر اُس کا ٹھکانا جہنم ہے قولہ چونکہ آیت ہذا سے مطلق وقت

بیان کر کے کہا ہے کہ فَانصتُوا کا لفظ محفوظ نہیں سلیمان تیمی کے عوا اس حدیث میں کوئی راوی نہیں کرتا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القراءة میں فرمایا ہے کہ سلیمان تیمی نے اذا قرء فالصتوا کی زیادتی میں اپنا سماع (سننا) قنادہ سے ذکر نہیں کیا اور نہ قنادہ کا سماع یونس بن جبیر سے ذکر کیا اور ہشام اور سعید اور ہمام اور ابو عوانہ اور ابان بن یزید اور عبیدہ اسی حدیث کو قنادہ سے روایت کرتے ہیں لیکن انہیں سے کسی نے اذا قرء فالصتوا کو ذکر نہیں کیا اور پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ روایت کی ابو خالد احمد نے ابن عثمان سے اور زید بن اسلم سے یا کسی اور سے اُس نے ابی صالح سے اُس نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّمَا جَعَلَ الْاِمَامُ لِيُتَقَرَّرَ بِهٖ زائد کیا ہے ابو خالد احمد نے اس حدیث میں و اذا قرء فالصتوا اور روایت کیا اس حدیث کو عبیدہ نے لکھتے ہیں اُس نے ابن عثمان سے اور سنے ابی الزناد سے اور سنے اعرج سے اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ابن عثمان سے اور انس مصعب بن محمد اور قعقعا اور زید بن اسلم سے اور خوں نے ابی صالح سے اُس نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بخاری نے حدیث کی مجھے عثمان نے کہا حدیث کی مجھے بکر نے ابن عثمان سے اور سنے ابی الزناد سے اور سنے اعرج سے اور سنے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالیکہ اُن کو گو غنیم سے سوا ابو خالد کے اور کسی نے اذا قرء فالصتوا کو ذکر نہیں کیا۔ اور جملہ ابو خالد کی صحیح حدیث سے بچنا نہیں جاتا۔ اور کہا امام احمد نے میں دیکھتا ہوں ابو خالد احمد کو کہ وہ تدلیس کرتا تھا۔ روایت کی ابو السائب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ابو ہریرہ نے پڑ لیا کہ تو فاتحہ آہستہ۔ اور روایت کی عاصم نے ابی صالح سے اُس نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑ لیا کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے چہری نماز میں۔ اور

راوی نے اس لفظ کو زیادہ کیا ہے انشاء اللہ اس بات کو ہم ذیل میں ثابت کر دینگے
 دوہیم یہ کہ اگر ہم فرض کریں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا ہے تو انھوں نے یہ مطلب
 نہیں لیا جو تملوک لیتے ہو کیونکہ ابو ہریرہ خود خلف امام قرارت فاتحہ کیا کرتے تھے
 اور حکم بھی دیا کرتے تھے جیسا کہ ثابت ہو چکا لیکن اس وقت میں تم لوں کہہ دو کہ ابو ہریرہ
 سمجھتے نہ تھے چونکہ منا۔ وغیرہ اصول حنفیہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 نہیں منار کی عبارت یہ ہے وان عرف بالعدالة والضبط دون الفقہ
 کانس والی حدیث ان وافق حدیثہ القیاس عمل بہ ترجمہ اور اگر معروف ہو
 راوی ساتھ عدالت اور ضبط کے نہ ساتھ فقہ کے جیسے کہ انس اور ابی ہریرہ
 اگر موافق ہوگی حدیث اسکی قیاس کے عمل کیا جاوے گا اس حدیث پر سوہیم
 کہ اگر تمھارا دار و مار اسی حدیث پر ہے تو اس حدیث میں آیا ہے کہ جب تکبیر
 لکھا امام تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قرارت کرے امام تو چپ رہو پس تملوک چاہے
 کہ امام کی قرارت کی وقت ہرگز تکبیر کیجے نہ شامل ہو اگر و کیونکہ اس وقت تو امام تکبیر
 نہیں کہتا اور حدیث میں آیا ہے کہ جب امام تکبیر کے تب تم تکبیر کہو بلکہ اس وقت
 تو امام قرارت کر رہا اب تو تملوک چپ رہنا چاہیے اگر ذرا بھی حرف نہ یان سے نکالو گے
 تو امر کے مخالف ٹھہر گے اگر کہو کہ اسکا حکم دوسری جگہ آچکا تو ہم کہیں قرارت نہ کرے
 حکم بھی آچکا۔ چہاں یہ کہ انصاف یعنی سکوت آہستہ قرارت کے منافی نہیں پنجیم یہ کہ
 اگر فالصوت کی زیادتی محفوظ ہوتی تو بھی ہمیں مضر نہیں تھی باوجودیکہ چھ
 زیادتی محفوظ نہیں۔ ابو داؤد نے باب الامام یصلی من قعود میں حدیث ابی
 کو بیان کر کے فرمایا ہے ہذہ الزبادة واذا قرء فالصوت الیسب بمحقق خطہ
 الیہ یعنی زیادتی واذا قرء فالصوت کی محفوظ نہیں ہمارے نزدیک ابو خالد
 وہم ہے اور بھرا ابو داؤد نے باب التشرید میں ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کو

اور بعض جہلا مثل عبد الشکور مر جیہ کے گول تالاب پر خوب ناچ ناچ کر تو بیان کیا کہ مسلم نے کہا ہے اذ اقراء فالصوق امیر سے نزدیک صحیح ہے اور مسلم نے باب وجوب قرأت فاتحہ میں جو حدیثیں لکھی ہیں اوپر عمل کرنے اور انکو بیان کرنے سے چکر اورین سچ ہے تقلید اور رحمت انصاف کے دشمن ہیں **قولہ** اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ حدیث ہذا بعد حدیث عبادہ بن صامت کے ہے اچھا۔

اقول جو وجہ تقدم تاخر کی جوڑے سنگہ نے لکھی ہے اُس سے تو یہ امر ظاہر نہیں ہاں شاید مقدم و مؤخر ہونے کی یہ وجہ تصور کی گئی ہو کہ مشکوٰۃ باب القراۃ فی الصلوٰۃ کے فصل ثانی میں عبادہ رضی بن صامت کی حدیث کو پہلے لکھا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کو پیچھے لکھیں ایسی ایسی باتیں جہل کے اندر کام دیتی ہیں اور عقلاء و فضلاء میں بجز اسکے کہ مضحکہ اطفال بنے اور نتیجہ نہیں بھر سکتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ پر تمھارا بڑا ہی بڑا کمان ہے کہ وہ ناسخ کی روایت کریں اور منسوخ پر عمل کریں چہ خوش واسے برین عقل سے کیا فخر کرتا ہے ایسی بوجھ پر + روئے کا محشر میں ایسی سوجھ پر **قولہ**

احادیث دیگر سے بھی ثابت ہے کہ قرآۃ فاتحہ خلف امام نا جائز ہے۔ **اقول** نا جائز ہونا فاتحہ خلف امام کسی حدیث صحیح سے تاہم نہ ثابت کر سکتے ہیں اگرچہ تمام جہان کے خفی اکٹھے ہو کر آمین **قولہ** عن عبد اللہ بن شداد قال ام رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی العصر فقراء رجل خلفنا **اقول** یہ کئی وجہ سے مخدوش ہے اول تو یہ کہ عبد اللہ بن شداد تابعی ہے صحابی نہیں پس اسے رسول اللہ سے کیونکر سنا و وثم یہ کہ نہیں معلوم آیا کس سے روایت کیا اگر کہو کہ دوسری سند سے معلوم ہو گیا کہ وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتا ہے تو ہم کہیں کہ باوجودیکہ اس میں بھی کچھ کلام ہے مگر وہ متنا

روایت کی سہیل نے اپنے باپ سے آسنے الی ہریرہ رخ سے آسنے نبی صلعم سے
 حاکم نے آسنے بھی ابو خالد کی زیادتی کو ذکر نہیں کیا۔ اور ایسا ہی ابو سلمہ اور امام
 اور ابویونس اور بہت لوگوں نے الی ہریرہ رخ سے روایت کیا اور آسنے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے حاکم نے اس زیادتی میں ابو خالد احمر کا کوئی تابع نہیں ہوا
 یعنی ابو ہریرہ کی حدیث میں ابو خالد کے سوا کسی نے اذقرء فالصنق کو ذکر
 نہیں کیا انتہی اور امام مسلم نے جو کہا ہے بالبت شہدین کہ وہ میرے نزدیک صحیح ہے
 سوا اسکا جواب یہ ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ روایت کی بہتی
 نے سنن کبیر میں ابوداؤد و جستان سے کہ تحقیق یہ زیادتی محفوظ نہیں اور
 ایسا ہی روایت کیا عی بن معین اور ابو حاتم رازی اور دارقطنی اور حافظ
 ابو علی نیشاپوری حاکم کے استناد سے اور کہا بہتی نے کہ کہا حافظ ابو علی نے کہ یہ
 لفظ محفوظ نہیں سلیمان ثنی نے قتادہ کے تمام شاگردوں کے خلاف کیا ہے اور
 اتفاق ہو جانا حفاظ حدیث کا اس لفظ کے ضعیف کہنے پر مقدم ہے مسلم کے صحیح
 باوجودیکہ آسنے مسند نہیں روایت کیا انتہی۔ اور عینی میں ہے کہ بہتی نے کہا ہے
 کہ اس لفظ کے خطا ہونے پر حافظوں کا اجماع ہے انتہی ششم جواب یہ ہے کہ اگر
 بنظر اسکے کہ مسلم نے کہا ہے کہ میرے نزدیک صحیح ہے (ہم تسلیم کر لیں تو بھی ہم کہیں گے
 کہ اسو افتاح کے مراد ہے اور فاتحہ احادیث صحیحہ کے باعث علیحدہ ہے اور امام مسلم
 بھی اسکو اسی معنی پر چل گیا ہے چنانچہ باندہ ہے سورہ فاتحہ ہر رکعت میں فرض کیا
 اور پھر آئین وہ حدیثیں لکھی ہیں جو امام اور مقتدی اور منفرد و سبک و شاملین
 اور بالخصوص مقتدی کے بارے میں بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھی ہے اگر امام مسلم
 ہیکا قول لیا ہے تو لیسم اللہ لیجیے۔ اور امام بخاری نے بھی جزء القراءۃ میں لکھا ہے
 کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اسو اسے فاتحہ کے محتمل تھی ترک فاتحہ میں یہ نص ہے

اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث تمام حافظوں حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ علاوہ برین ہم کہتے ہیں کہ عام و خاص کا کچھ تعارض نہیں اور اس حدیث سے ممانعت قرار نہ کی نہیں ثابت ہوتی بلکہ کفایت سمجھی جاتی ہے پس کفایت تمام قرار میں قرار تہ کے سوا مسلم ہے اور قرار تہ فاقہ مرفوع حدیث کے باعث علحدہ ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے حال بیان کرتے کے بعد فرمایا ہے کہ عبادہ بن صامت اور عبد اللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ نبی صلعم نے فجر کی نماز پڑھی پس ہر ایک آدمی نے آپ کے پیچھے قرار کی تو آپ نے فرمایا لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ وَلَا يَأْتِ الْقُرْآنَ لَعْنَى كُوفَى نہ پڑھا کرے جب امام پڑھتا ہو مگر سورہ فاتحہ پس اگر کوئی حدیثین ثابت ہوں تو البتہ مستثنی ہوگا اول سے بموجب حضرت کے فرما دیے کہ کوئی نہ پڑھا کرے امام کی قرار کو وقت مگر ام القرآن (فاتحہ) اور قول حضرت مَنِ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةٌ عَامَّةٌ عام ہے اور قول حضرت كَالْإِمَامِ الْقُرْآنِ اُس عام سے خاص کر لیا گیا ہے جیسا کہ قول حضرت كَأَجْعَلْتُ رِجْلِي الْكَاثِبَ صَبِيحًا وَطَهْرًا (بنائی گئی ساری زمین میرے واسطے نازی گلہ اور پاک کر نیوالی) پھر فرمایا دوسری حدیث میں اِلَّا الْمَقْبَرَةُ (مگر قبرستان) اور جو کچھ استثنائے زمین سے (یعنی حمام وغیرہ) اور استثنیٰ خارج ہوتا ہے عام سے اس طرح فاتحہ الکتاب خارج ہے آپ کے قول مَنِ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ قِرَاءَةً عَامَّةً سے باوجودیکہ منقطع ہے انتہی قولہ قَالَ فِي الْهَدَايَةِ وَ عَلَيْهِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ اِنْ اَقُولُ عَيْنِي خَفِيَ تَعْبِيرُ اَيْ كَيْفَ دُعا كُنْ كَوْخُو جی لکھ دیا ہے (سَمَاءُ اِجْمَاعًا بِاعْتِبَارِ الْاَكْثَرِ) یعنی اکثر ہے اس کا اجماع اکثر کے اعتبار سے ہم کہتے ہیں کہ اکثر کا اعتبار کہنا بھی ملتا ہے

ان الفاظ سے نہیں ہے غرض یہ مسئلہ ہے اور مسئلہ کی حجیت جمہور علما کے
 نزدیک ممنوع ہے علاوہ ازین قراءۃ فاتحہ کی مانعت اس سے ظاہر نہیں
 ہوئی **قولہ** ولنا قولہ صلح من کان له امام فقراءۃ الامام له قراءۃ
اقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے ہذا خبر لم یثبت
 عند اهل العلم من اهل الحجاز واهل العراق وغيرهم لاس سالہ والقطاعہ
 ترجمہ یہ حدیث نہیں ثابت ہوئی علماء اہل حجاز اور اہل عراق اور
 غیر انہیکے نزدیک کیونکہ یہ مسئلہ اور منقطع ہے۔ مسئلہ تو اس لئے کہ ابن شداد
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے (اور وہ تابعی ہے صحابی نہیں)
 اور منقطع اس لئے ہے کہ حسن بن صالح نے جابر (جعفی) سے اُس نے ابی انیس
 اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور جابر جعفی کا سماع ابی الزبیر سے ثابت
 نہیں انتہی۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جعفر جعفی جسیکا کذاب میں
 نہیں دیکھا۔ اور تقریب التہذیب میں ہے کہ جابر جعفی ضعیف ہے اور
 رافضی ہے انتہی اگر کوئی اس مقام پر یوں کہے کہ امام ابو حنیفہ نے تو اسکو
 مرفوع کر دیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے اس حدیث کو بیان کر کے
 کہا ہے کہ اسکو حسن بن عمارہ اور ابو حنیفہ کے سوا کسی نے مرفوع نہیں کیا
 اور یہ دونوں ضعیف ہیں اور ثوری اور ابو الاحوص اور شعبہ اور اسرئیل
 اور شریک اور ابو خالد اور ابن عیینہ اور ابن عبد الحمید وغیرہ نے موسیٰ سے
 اس حدیث کو مسئلہ روایت کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے اور نیز امام ابن حبان
 نے علل متناہیہ میں فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ کو عن جابر بن عبد اللہ کہنے میں
 وہم ہو گیا ہے کیونکہ ایک جماعت نے حفاظ میں سے اس حدیث کو موسیٰ بن ابی
 عالیثہ سے اُس نے عبداللہ بن شداد سے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

یہ بات یاد رکھو
 کہ جعفر جعفی کذاب
 میں نہیں دیکھا

کیونکہ جب آثار صحیحہ صحابہ کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اکثر قراۃ فاتحہ خلف امام کے
 قائل ہیں اور بعض سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کی قراۃ کفایت کرتی
 ہے لیکن آسمین بھی احتمال ہے کہ ماسوا فاتحہ کے مراد ہو کیونکہ فاتحہ کی صراحت
 اوغین نہیں ہے اور نہ کسی اشریح میں آہستہ قراۃ فاتحہ خلف امام کی لغت
 ہے پس اب حنفیہ کو چاہئے کہ ہدایہ شریف کے حاشیہ میں لکھ دیں کہ صحابہ صحابہ
 رسول اللہ مراد نہیں بلکہ اصحاب ابی حنفیہ مراد ہیں تاکہ صاحب ہدایہ کا قول صحیح
 ہو جائے ورنہ اگر اجماع اصحاب رسول اللہ کا ہوتا تو کیا امام شافعی جیسے ائمہ اجماع
 مطلع نہوتے۔ اور ترمذی نے اب ماجار فی القراۃ خلف الامام میں عبادہ بن
 الصامت کی حدیث کو لکھ کر فرمایا ہے وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا لَمْ يَشَأْ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ
 الْإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا
 انھیں یعنی اسی حدیث پر عمل ہے امام کے پیچھے قراۃ کرنے میں اکثر اہل علم کے
 نزدیک رسول اللہ کے اصحاب اور تابعین میں سے۔ اور امام بخاری نے
 جزیر القراۃ میں ذکر کیا ہے قال عمر بن الخطاب إقرأ خلف الإمام (یعنی فرمایا
 عمر بن خطاب نے ایک شخص کو کہ پڑھا اگر امام کے پیچھے۔ تو پھر اس شخص نے کہا)
 قلت وإن قرأت قال نعم وإن قرأت (کہا میں نے اگر چاہ آپ پڑھتے ہوں
 فرمایا ان اگر چہ میں پڑھتا ہوں)۔ اور اس طرح فرمایا ابی بن کعب اور حذیفہ
 بن الیمان اور عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور منقول ہے علی بن ابی طالب
 اور عبد اللہ بن عمرو اور ابی سعید خدری اور کتنے ہی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم سے مثل اسکے (یعنی جیسا حضرت عمر رضی وغیرہ نے فرمایا) اور کہا قاسم بن
 محمد نے کہ بہت سے ائمہ پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور کہا ابو نعیم نے سنان بن
 ابن مسعود کو پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور کہا ابو وائل نے ابن مسعود رضی سے

احادیث کا مطلب تجکو سمجھائینگے ثانی حدیث ابی ہریرہ میں تو نے یہ غلطی کی کہ تجھ پر
 رار مہلک کے ساتھ لکھا ہے اور صیغہ مجہول اسکو سمجھا ہے کیونکہ اسکا ترجمہ تو نے یہ
 لکھا ہے کہ جاری کیگئی نماز (دیکھ اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۰ کا حاشیہ) اور اصل
 میں حدیث یوں ہے یحییٰ بن زبیر کے ساتھ ہے اور صیغہ مضارع معروف کا
 ہے باب افعال سے۔ ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہو جاتی ہے نماز فاتحہ
 الکتاب کے ساتھ اور اگر زیادہ پڑھا تو وہ بہتر ہے۔ اور ثالث حدیث میں یہ
 غلطی کی ہے کہ آخر حج قَادَہ لکھا ہے چنانچہ حاشیہ مذکور میں اسکا ترجمہ لکھا ہے
 لکھا قَادَہ نے۔ اور اصل میں صحیح یوں ہے آخر حج فَنَادَہ الخ امیر کا صیغہ ہے
 باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے۔ اور ثانی بھی امیر کا صیغہ ہے باب مفاعلة سے اسکا اول میں
 فاعل تعصیبہ داخل ہوئی ہے۔ اور دوسری غلطی اس میں یہ ہے کہ ان لاصولہ
 القرآن لکھا ہے۔ اصل میں یوں ہے اَنْ لَّا صَلَوةَ اِلَّا بِقِرْاٰنِ الخ ترجمہ صحیح
 یہ ہوا کہ فرمایا رسول اللہ نے نفل کو دینے میں پکارو کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ
 قرآن کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہی کے ساتھ ہو پس ساتھ اُسکے جو زیادہ پڑھا تو
 اب لازم ہوں پر واجب ہے کہ جب طرح قراۃ فاتحہ بقناعت کی اور زیادہ کو خلف
 امام ترک کیا اور نماز کو کامل جانا اس طرح قراۃ فاتحہ کو بھی خلف امام ترک کرین
 اور نماز کو کامل اور مکمل جانیں ورنہ بموجب جو ترک عمل حدیث یعنی نَزَادَ
 وَصَاعِدًا کے نماز کو باطل سمجھ کر نماز گذشتہ کی فکر کرین **اقول** لفظ فصاعداً
 جو مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے تو اُسکو امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ اسکی
 مثال ایسی ہے جیسے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے لَا يَقْطَعُ الْبَدَأَ اِلَّا بِسَمْعٍ ثَلَاثٍ
 فَصَاعِدًا یعنی نہ کاٹنا بیجا چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینا چور کے میں پس زیادہ
 میں۔ تو جو کوئی او دینا یا ایک دینا یا زیادہ جتنا چاہے اُسکا ہاتھ بھی

مدت اڑائی برس ہیں اور بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ جبکہ ذکر کرنے سے رسالہ
 طویل ہو جانے کا خوف ہے کیا تردد بد مذہبان الی حنفیہ کے قول کو ترجیح قول
 رسول پر مثل قول پولوس نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قول پر بھی ترجیح ہے۔
 اسے جیسا حجام کہہ تو خدا تعالیٰ کا خوف کر کے شرم کر۔ ہملوگ تو حدیث کو قرآن کی
 تفسیر اور بیان دہلتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو آیت حدیث کی تطبیق دے لیتے
 ہیں کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ بھی قرآن کے مخالف نہ فرمائینگے اور احکام
 شرعیہ اپنے جو بتلائے سب صحیح سے ہیں اور یہ کسی کا بھی عقیدہ نہیں کہ آنحضرت
 صلعم قرآن پاک کو نہ سمجھے ہوں کیونکہ باری تعالیٰ نے آپ کو احسن تفسیر کے
 سمجھایا ہے ان اخاف کہ اندر اس بات کی بویائی جاتی ہے کیونکہ جب صحیح
 سے ثابت ہو چکا فاتی کا پڑھنا امام کے پیچھے اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ قرآن فاتی
 کی بغیر کسی نمازی کی نماز جائز نہیں اور بعد حضرت کے بھی صحابہ نے اس پر عمل کیا
 نبی الی حنفیہ کی رائے کو ان کے مقلد ترجیح دے چکے جاتے ہیں اس سے صاف
 ظاہر ہے کہ حنفیوں میں یہ بیماری گھسی ہوئی ہے کہ رسول اللہ فقہ تھے ورنہ اگر یہ
 مرض نہیں ہے تو بیان کر دو اور کیا آفت تم پر پڑی ہوئی ہے کوئی عذر معقول
 بیان کرو تاکہ اس کا علاج کیا جائے قولہ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم امر فنادی ان لا صلوات الا بقائۃ الکتاب و ما نادی و عند قال
 یحییٰ بقائۃ الکتاب و ان نادی فہو خیر و عن جعفر بن میمون قال ابو عثمان
 النہدی قال سمعت ابا ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلعم اخرج قتادۃ فی
 المدینۃ ان لا صلوات الا بقائۃ القرآن و لو بقائۃ الکتاب فما نادی **اقول** پہلے تو نے حدیث
 کسی سے پڑھ لی ہوئی بعد کو اعتراض کئے ہوتے بھلا اس جہالت کا بھی ٹھیک ہے کہ
 نہ بوجھ کر کب کب کرنے کو مستعد خیر اول تو ہم تکبوتیری غلطی پر آگاہ کر لیں بعد کو

ولیل اُسکی یہ ہے کہ ابو عثمان نہدی کی دوسری روایت میں فارابی سے عن
 ابی عثمان عن ابی ہریرۃ عن قال من رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان انا کون لاصلاً
 الا بقراءة فاتحة الكتاب فما ساء امر محمد ابی ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ
 حکم کیا کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم کہ پڑھو عین نہیں نماز ہوئی کہ ساتھ پڑھنے سورہ
 فاتحہ کے پس زائد کے۔ اور ابی ہریرہ رضی عنہ نے خود ہی ایسی روایت کی تفسیر کر دی چنانچہ
 فرمایا جائز ہو جاتی ہے نماز فاتحہ الكتاب کے ساتھ اور اگر زیادہ پڑھا تو بہتر ہے۔
 ایسا ہی صحیح مسلم میں بھی آیا ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ زیادہ پڑھنا سنت ہے۔
 اب اگر کوئی یہ کہنا چاہے کہ جب الحمد سے زیادہ پڑھنا سنت ٹھہریا تو اسکو امام کے
 پیچھے کیوں چھوڑ دیتے ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ سریہ نماز عین تو ہم زیادہ پڑھنا
 کرتے ہیں کیونکہ اسکے لئے کچھ مانعت نہیں آئی ہے لیکن سریہ نمازوں میں سورہ
 فاتحہ زیادہ پڑھنے کی مانعت آگئی ہے جیسا کہ داؤد طنی کی حدیث میں آیا ہے فَلَا
 تَقْرَأُ الْبَقِيَّةَ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتَ إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ۔ عبادہ بن صامت رضی عنہ
 کہ حضرت صلعم فرمایا کہ تلوک کچھ سنت پڑھ کر وقرآن میں سے جبکہ میں پکار کر
 پڑھا کرتا ہوں کہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ داؤد طنی نے کہا کہ اس حدیث کے تمام
 راوی ثقہ ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر قصداً اور عمدتاً وغیرہ روایات
 سے زیادتی فرض ہونا بھی ثابت ہوتا تو بھی ہم کہہ سکتے تھے کہ مقتدی نے حقین
 تخصیص آگئی ہے کہ سریہ نمازوں میں الحمد شریف کے سوا کچھ نہ پڑھے۔ اب
 یہاں ہم ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں قابل یاد رکھنے کے ہے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم ابی ہریرہ رضی عنہ کو ارشاد فرمایا کہ نکلے مدینہ میں منادی کہ نماز نہیں ہوئی
 کہ ساتھ قرآن کے اگرچہ صرف فاتحہ ہی ہو پس جو کچھ زیادہ ہو۔ اس حدیث میں
 صراحتاً آچکا کہ مدینہ میں اپنے قراۃ فاتحہ کا حکم دیا اور جتنی حدیثیں قراۃ فاتحہ کی

کا نا جائیگا۔ اور جو چوتھائی دنیا رک قدر چڑاوے اسکا ہاتھ بھی کا نا جائیگا۔ اور بیع
 دنیا سے اگر کم چڑاوے تو بموجب اس حدیث کے ہاتھ کا نا جائیگا۔ اور کوئی بیوی
 بہا بیویوں نہ بچ لےوے کہ اس حدیث کا تو یہ مطلب ہے کہ بیع دنیا کے ساتھ کچھ زیادہ
 بھی چڑاؤ تب ہی ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے صرف۔ بیع دنیا میں نہیں کیونکہ اس
 حدیث کی بعض روایات میں فصحاء انہلین اس سے صاف ظاہر ہے کہ فقط بیع
 دنیا میں بھی قطع یہ ہے اور دوسری حدیثوں سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں صرف بیع دنیا میں بھی ہاتھ کاٹ لیا اور زیادہ
 میں بھی پس ایسا ہی لا صلوة لمن لم یقرء بآثم القرآن فصحاء میں نے بی
 نہیں بولی نماز اس شخص کی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھا پس زیادہ۔ تو جو شخص کچھ
 بھی پڑھے اسکی نماز ہوگی ورنہ سو فاتحہ پڑھ لی اسکی نماز ہو جائیگی اور جو سورہ فاتحہ کے ساتھ زیادہ
 بھی پڑھ لیا اسکی نماز بھی ہو جائیگی اور یہ بات اسے بھی ثابت ہوئی کہ عام فقہ کی روایات میں فصحاء انہلین
 چنانچہ امام بخاری صحابی فرمایا ہے کہ یہ لفظ غیر معروف ہے معمر کا اس
 زیادتی میں کوئی تابع نہیں ہوا۔ ہم کہتے ہیں اگر زیادہ پڑھنا فرض ہوتا تو کہہ دیتے۔
 صحیح میں یہ لفظ چھوڑا نہ جاتا سب ہی میں موجود ہوتا اور حدیث صحیح مرفوع میں
 آچکا ہے اثم القرآن عوض من خایرھا وکسین غیرھا عوضا منها یعنی سورہ
 فاتحہ اور کا بدلہ ہو سکتی ہے اور اور چیزیں اس کے بدلہ میں نہیں ہوتیں۔ اس حد
 سے بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ اگر صرف سورہ فاتحہ کو پڑھ لیا تو وہ کفایت کرگی اور اگر
 اسکو نہ پڑھے بلکہ اسکی عوض میں دوسری سورہ پڑھ لے تو یہ پڑھنا اسکا کافی ہوگا
 پس متعین ہو گیا کہ نماز میں قرآن فاتحہ ہی خاص فرض ہے نہ زیادہ اور نماز کا
 بھی وہی مطلب ہے جو کہ فصحاء عدا کا ہے باقی رہی وہ روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
 وھاذا آد آیا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ بیان بھی واو ساتھ معنی فار کے ہے اور

پس جو لوگ ایسی ایسی حدیثوں سے آہستہ قرآنہ کی بھی مانعت سمجھ لیتے ہیں سو یہ انکی جہالت ہے قولہ دلیل پیش کروہ مدعی مؤید دعویٰ نہیں ہے کیونکہ نص حدیث سے قول نبی کا فرض ہونا ثابت نہیں انھیں **اقول** نص حدیث سے صاف ثابت ہے کہ قول نبی فرض بھی ہوتا ہے کیونکہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے استدلال کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوا وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا یعنی جو لاوے تمھارے پاس رسول پس لے لو اسکو اور جس سے تمہیں منع کرے پس باز رہو۔ ہم کہتے ہیں کہ ابن مسعود صاحب کا استدلال بہت ٹھیک ہے کیونکہ اللہ کریم سے بھی اور آیۃ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ رکھا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا (سے بھی اور اؤ بہت سی آیات قرآنی سے ثابت ہے کہ اطاعت (فرمانبرداری) اللہ کی اور اطاعت رسول اللہ کی فرض ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو حکم کرے گا اسکا بھی ماننا لازم اور ضروری ہے اور رسول جو حکم کرے گا اسکا بھی ماننا ویسا ہی لازم اور ضرور ہے اب یہ عام ہے کہ اگر امر خواہ ایجابی ہو یا استعجابی پس کوئی امر الہی تو فرض ہے اور کوئی فرض الہی چنانچہ قرآن کریم میں دونوں قسم کے امر موجود ہیں ایسی ہی رسول کا بھی کوئی امر فرض ہے کوئی فرض نہیں لیکن مان لینا سمجھی کا فرض ہے اور تمام المہنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ بفضل حسین اور اسکے ہم مشرکوں کا رفض خوب ظاہر ہو گیا کیونکہ یہ اتباع رسول کو فرض نہیں جانتے **قولہ** اس مقام پر ہم کو عجب یہ معلوم ہوتا ہے کہ لاندہیب صاحب کی لاف زنی نے اکثر سنی بھی گمان کیا کہ علم سے کچھ بہرہ ہوگا انھیں **اقول** اسے حجام نے مولانا صاحب کے توتیرے ہونے خشک ہوتے تھے اب کہتا ہے کہ گمان تھا اس مباحثہ میں توتیرے جیسے ٹپلا آئے تھے وہ بھلا کیا بحث علمی تو سمجھتے ان اگر کوئی عالم ہوتا تو اس وقت کیفیت

الی ہریرہ رہنے سے ہیں سب مدنی ہیں۔ اور عبادہ بن الصامت کی جتنی شہین
 قرآنہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں سب مدنی ہیں کیونکہ عبادہ
 بن الصامت بن قیس انصاری مدنی ہیں جسکو خواہش ہو کہ کتاب اسماء الرجال
 وغیرہ سے انکا حال دریافت کر کے اپنی تسلی کر لے۔ اور آیہ کریمہ اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ
 اَنْحَسَ کبیر ہے اور قرآنہ فاتحہ خلف امام کا حکم حضرت نے مدینہ میں جا کر دیالپس یہی
 قوی دلیل ہے اصل امر کی کہ آیت سے امتیہ قرآنہ خلف امام کی ممانعت نہیں ورنہ
 حضرت نے بعد نزول آیت مذکورہ کے قرآنہ فاتحہ خلف امام کی کیون اجازت دیتے
 اب بفضل حسین اور اسکے ہم مذہبوں کو لازم ہے کہ گذشتہ پر یاد مہوں اور انید
 اپنی نماز میں بر باد نہ کریں کیونکہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا کہ سورہ فاتحہ پڑھیں بغیر کسی
 نمازی کی نماز نہیں ہوتی چاہے مقتدی ہو یا امام یا منفرد۔ اور تقلید سے توبہ کریں
 اور تجدید ایمان کر کے پورے پورے قرآن وحدیث کے عامل بن جائیں۔ اور بخاری
 نے روایت کی ہے عن عمران بن حصین ان السبی صلعم صلی اللہ علیہ وسلم
 فقال ایک قرعہ سبیم اسم ربک الاعلی فقال حیل انافقال رسول اللہ صلعم
 قد عرفت ان حیلنا لجنہا قال شعبۃ فقلت لقنادۃ کانہ کہ ماہ فقال لو
 کہ ماہ لنہی عنہ ثم حمیہ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے اپنے
 اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھا کر فرمایا تم میں سے کہنے سب اسم ربک الاعلی کو پڑھا ہے
 تو ایک مرد بولا کہ میں نے پڑھا ہے پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے جالمیا
 کہ البتہ کسی نے جھگڑا کیا ہے مجھ قرار میں شعبہ کہتا ہے کہ میں نے کہا قنادہ سے
 گویا کہ حضرت نے مکر وہ سمجھا پڑھنے کو تو اسنے کہا اگر حضرت مکر وہ سمجھتے البتہ مسکتے
 اُس سے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک آدمی نے سب اسم پکار کے پڑھی تھی
 کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ مجھو علجان میں ڈالا۔ اور اپنے نفس پڑھنے کو منع نہیں

پس تم شک کرو) دلیل قطعی ہے اور تمہاری تعریف سے لازم آتا ہے کہ بعد احرام
 کھولنے کے شک رکنا فرض ہو جائے حالیکہ وہ تمہارے مذہب میں بھی فرض نہیں ہو۔
 اس پر جرح قولہ تعالیٰ اِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ (جب وقت تمام
 کیجاوے نماز پس پھیل جاؤ زمین میں) دیکھو بعد نماز پھیل جانا زمین میں
 دلیل قطعی سے ثابت ہے اور فرض نہیں حالیکہ یہ تعریف تمہاری صادق آتی ہے
 اسپر پس جائے کہ اسکو تم فرض کہو **قولہ** تعریف واجب وہ ہے جو ثابت ہوا ہو
 دلیل ظنی سے ثواب دیا جائیگا کہ یہ الا اسکا اور عذاب دیا جائیگا چھوڑنیوالا اسکا
 اور نہ کافر ہوگا سنکر اسکا **اقول** تعریف واجب کی صرف اتنی ہے کہ واجب وہ ہے
 جو ثابت ہوا ہو دلیل ظنی سے اور اس کے بعد کی عبارت وہ حکم ہے واجب کا پس سچی
 یہ تعریف بھی منقوض ہے کیونکہ نیت اور رفع و اخیرہ باعتبار اصول تمہارے کے
 دلیل ظنی سے ثابت ہے تمہاری تعریف سے لازم آتا ہے کہ یہ واجب ہوں اور تمہارے
 فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ فرض ہے اور آمین کہنا اور تکبیرات انتقال یعنی کوع
 و سجود میں جانتے اور آٹھتے اللہ اکبر نہنا دلیل ظنی سے ثابت ہیں اور تمہاری
 تعریف سے لازم آتا ہے کہ انکو واجب کہو حالیکہ تمہاری فقہ میں لکھا ہے کہ سنت
 ہیں **قولہ** پس بموجب حدیث سنت وہ ہے جو قول و فعل نبی کریم متعلق مسائل و نیات
 کے ہو **اقول** سنت جو بمقام فرض و واجب کے بولی جاتی ہے اسکا یہ معنی نہیں
 کہ چونکہ یہ حدیث تو فرایض و واجبات وغیرہ بھی صادق آتا ہے اسلئے کہ ایک بھی
 متعلق قول و فعل نبی ہے ان سنت جو بمعنی حدیث ہے اسکا یہ معنی ہو سکتا ہے
قولہ چونکہ حدیث قولی دلیل قطعی ہے لہذا راجح ہے اور پر فعلی کے **اقول** مسلمان
 بجاو اب تو تم نے خود اپنی زبان سے اقرار کر لیا کہ قراۃ فاتحہ خلف امام فرض ہے کیونکہ
 یہ بھی تو حدیث قولی سے ثابت ہے جسکو تم دلیل قطعی تسلیم کر چکے اور فرض کی

معلوم ہوا کہ آجنگ ملکات میں کسی نے دھنگ سے نو گفتگو نہیں کی جو کوئی مرچید یا
تجوہ روی یا تو عنین بند ہو کر بھاگ گیا ایک مرتبہ عبدالشکور مرجیہ پچاس ایک معاش کو
ساتھ لیکر چاندنی میں آیا تھا بنیت فساد اور ظاہر میں کہتا تھا ہم مناظرہ کریں گے
ہماری جانب سے یہ جواب ہوا تھا کہ پہلے سرکاری انتظام ہو جائے تاکہ دنگ فساد
نہو بلکہ کو چاہے سارے مرجیہ اکٹھے ہو کر آجائیں ہم باہر گفتگو کریں گے لیکن جو
یہ بات ان کے مقصود کے خلاف تھی ہرگز ان کو تسلیم نہ کیا اور چلائے۔ اس بطرح بالبرکات
کا توں میں مناظرہ کے لئے گئے تھے مگر عبدالشکور مرجیہ نے جب دیکھا کہ یہاں تو دنگ
نہیں کر سکتے تو ہانڈ کر کے سر کوٹی باندھ کر گھر میں لیٹ رہا۔ اسے خرید لیا یا گھر نہیں آیا
اب بھی اگر کسی کو حسرت ہے تو سرکاری انتظام کر کے میدا عنین آجائے انتشار اللہ تعالیٰ
تقلید وغیرہ سبکی و حجاب اور ادا جیائیں گی **قولہ** تعریف فرض وہ ہے جو ثابت ہو
و دلیل قطعی سے ثواب دیا جائیگا فاعل اسکا اور عذاب دیا جائیگا تارک اسکا اور کافر
ہوگا منکر اسکا **اقول** یہ تعریف غلط ہے کیونکہ فرض کی تعریف تیری عبارت قطعاً
اشنی مذکور ہے (کہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل قطعی سے) اور اسکے
مابعد کی عبارت وہ حکم ہے فرض کا اور تعریف سے حکم خارج ہوتا ہے دیکھ لیں
فقہ و اصول کو پس حکم کو تعریف کے ساتھ شامل کر دینا سرسری تیری جہالت ہے باقی
رہی یہ تعریف پس یہ جامع نہیں اپنے افراد کے لئے کیونکہ تمھارے مذہب میں فقہ
آخرہ مقدار تشہد کے فرض ہے اور وہ ثابت ہے خبر واحد سے کہ وہ قطعی ہے نہ
قطعی پس تیری تعریف سے لازم آتا ہے کہ وہ فرض نہیں اور بنا زور و زورہ اور زور
میں نیت فرض ہے حالیکہ وہ تعریف تمھاری سے خارج ہے کیونکہ خبر واحد الاحمال
بالثبات سے ثابت ہے اور وہ قطعی نہیں۔ اور یہ تعریف مانع بھی نہیں دخول
غیر کے کیونکہ آیتہ **وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا** (جب حلال ہو تم یعنی احرام کو

جو جو افعال نبی کریم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب رہنے سے اسانید صحیحہ سے ثابت
ہیں ان سب پر اہل حدیث عمل کرتے ہیں پس اہل حدیث بھجواے قول آنحضرت
مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاصْحَابِی کے ناجی ثابت ہو گئے اور فرقہ خفیین مبتدعین جو کہ اہل
ہواہن اور مصداق ہیں سیحرج فی امتی اقلام تجاری بہم تلك الاھواء
لما یتجاری الکلب بصاحبہ لایبقی منہ عرق ولا مفصل الادخلہ کے ناجی
ثابت ہو گئے قول اس مجاہد پر تجکو قول رحمہمشی الذی اقول اسے حجام تجکو تو
دعین بھی نظر نہیں آتا خیر اگر شہادت الفریقین کی عبارت تیری نظر نہیں آتی
تو اب میں تجکو دکھاتا ہوں ذرا انکھین کھولو دیکھ وہی ہذہ وجہ یہ ہے کہ
فرقہ خفیین مرجیہ کوفیہ بیاعت عقیدہ گندیہ ار جابر کے فرق ضالہ اہل بیعت
میں داخل ہے اور طائفہ ناجیہ مہدیہ اہل السنۃ والجماعۃ عامل ما انا علیہ
والصحابی سے خارج ہے انتہی۔ اس عبارت میں طائفہ کا عطف فرق ضالہ
پر ہے اور ناجیہ مہدیہ محمدیہ اہل السنۃ والجماعۃ عمل ما انا علیہ والصحابی یہ
اوصاف ہیں اسی طائفہ کے پس مطلب اسکا یہ ہوا کہ فرقہ خفیین گمراہ فرقہ خفیین
ہے اور طائفہ ناجیہ میں سے نہیں جسکی یہ حقیقتیں ہیں قولہ عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم کیون فی آخر الزمان دجالون کذابون
اقول یہ حدیث ان لوگوں کی شان میں ہے جنھوں نے جھوٹی حدیثیں
بنا کر لوگوں کو گمراہ کر دیا جیسا کہ کسی کذاب دجال نے ابو حنیفہ صاحب امتی کی
حدیث گھڑ کر تملوگوں کو چاہ ضلالت میں ڈال دیا ایسا ہی من قرأ خلفا لاما
فلا صلوٰۃ لہ اور من رفع یدہ فلا صلوٰۃ لہ اور طرح طرح کی جھوٹی حدیثیں
بنا کر احناف کو بیٹے فتنہ میں ڈال دیا اور صراط مستقیم سے الگ کر دیا۔ اور
پہلوگ اہل حدیث کو جھوٹی حدیثیں بنانے والے کو جہنمی سمجھتے ہیں اور جھوٹی حدیثیں

تقریف تمنی ہی کی ہے کہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل قطعی سے۔ پس
 حکم فرض خواہ مخواہ تمہ پر جاری ہوگا یعنی قراۃ فاتحہ خلف امام کر کے تو تمکو نواب
 دیا جائیگا اور اگر اسکے تارک بنو گے تو تمکو عذاب دیا جائیگا اور اگر اسکا انکار کر دو گے
 کافر ہو جاؤ گے **قولہ غرض** کہ فرض ہونا قراۃ فاتحہ خلف الامام تقریف فرض سے مانا
 ہے **انہ اقول** ابھی تو تیسرا قول سے ثابت ہو چکا کہ فرض کی تقریف میں داخل ہے
 پس اب تو اگر منکر ہو گا تو کافر ہو جائیگا۔ اور صحابہ کرام رضہ میں تو کوئی بھی آہستہ
 قراۃ خلف امام کا منکر نہیں تھا یہ تمہاری خام خیالی ہے اور صحابہ کرام اور تابعین اور تبع
 تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بڑا کہنا اور الحدیث کو جو متبعین اللہ تعالیٰ و
 رسول کے ہیں بڑا کہنا اور انکے بڑے بڑے نام رکھنے اور خاص کر جناب محمد
 زبدۃ المحدثین مولانا سید محمد زید حسین صاحب اور انکے شاگردان و لیثان امام
 فیضیہم کے حق میں کلمات ناشائستہ کہنے۔ اور جناب فیضیاب امیر المؤمنین محمد المفسر
 زبدۃ المحدثین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادری کی شان میں کلمات
 نازیبا زبان سے نکالنے ان خفیون مرجیون بدعتیوں کا کام ہے مثل تفضل حسین
 و جال کذاب خانہ خراب اور عبدالشکور مرجیہ ضلالت تاب کذاب اور عبدالقادر
 ہنگامی کذب الکاذبین راسل الشیاطین اور انکے معتقدین کلاب کے۔ اور یہ
 مبتدعین مذمومین مقبوحین جو عداوت رکھتے ہیں الحدیث منسورین
 مروجین سے۔ اُسکی وجہ یہ ہے کہ الحدیث تو اتباع اللہ و رسول کا تلبہ
 اور شرک و بدعت سے منع کرتے ہیں۔ اور مبتدعین اللہ و رسول کی فرمانبرداری
 سے سیکڑوں کو سبھا گتے ہیں اور شرک و بدعت کو کرنا اپنا دین و ایمان سمجھتے
 ہیں۔ اور جبکہ ثابت ہو چکا کہ قراۃ فاتحہ خلف امام کا رسول اللہ صلعم نے
 امر کیا اور صحابہ رضہ نے اس پر عمل کیا اور آمین بالجہر اور رفع الیدین وغیرہ

جسکو اپنی اصطلاح میں واجب کہتے ہیں اسکا ثبوت قرآن و حدیث میں
 کہہ دین نہیں یہ اوکلی پنے گھر کی گھڑت ہے اور باوجودیکہ خود جتنی بھی لفظ
 وجوب کو ساتھ معنی فرضیت کے استعمال کرتے ہیں اور وہ ان وجوب اصطلاحی
 مراد نہیں ہوتا جیسا کہ فقہ حنفیہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں الحج واجب
 النکاح واجب الصوم صر بان واجب و نفل اور مراد وجوب سے بیان
 فرضیت ہے کیونکہ حج اور زکوٰۃ اور روزہ رمضان فرض ہے دیکھو ہدایہ اور
 شرح وقایہ وغیرہ اور احادیث میں بھی واجب ساتھ معنی فرض کے آیا ہے
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احجوا جمعة حن واجب الحدیث اور
 پھر یہ کہتے ہیں کہ قراۃ فاتحہ رکن ہے نزدیک امام شافعیہ کہ جیسا کہ ہدایہ طبعیہ
 سطحی سے طنائی کے ضامین ہے لایقراء المؤمن خلف الامام خلافا للشافعی
 فی الفاتحة لہ ان القراءة رکن من الامکان فلیست من رکان فیہ ترجمہ
 نہ پڑھنے سے قنڈی امام کے پیچھے خلاف امام شافعی کا فاتحہ میں دلیل اوکی
 یہ ہے کہ قراۃ فاتحہ کی ایک رکن نماز کے رکنوں میں ہے جس میں شریک ہونگے
 دونوں یعنی امام اور مقتدی قراۃ فاتحہ میں۔ اور مشکوٰۃ المصابیح کے منہ
 میں حاشیہ پر تحریر ہے قوله لا صلوة الا قد استدل الشافعی ۲ و احمدیہ
 فیما هو المشہور من مذہبہ علی تعین الفاتحة و کونہا کنا فی الصلوة
 بهذا الحدیث ترجمہ قول حضرت کلا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب
 دلیل کپڑی ہے امام شافعی نے اور امام احمد نے اس روایت میں کہ مشہور
 ہے اونکے مذہب میں اور پھر حدیث کہنے فاتحہ کے اور ہونے اسکے کے رکن نہ
 میں اس حدیث کے ساتھ۔ اور منیۃ المصلی طبعیہ طبعیہ مجیبی کے ص ۷۷
 کے حاشیہ پر صغیری سے نقل کر کے لکھا ہے فان قراءتها (الفاتحة) واجبة

پر عمل کرنا حرام جانتے ہیں اور جس طریق پر ہم ہیں یہی طریق نبی کریم علیہ السلام
 ساتھ اسانید صحیحہ کے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اسی پر ثابت قدم رکھے اور خاتمہ
 بالآخر کرے آمین یا رب العالمین قولہ مشکوٰۃ المصابیح کے ملکہ کے حاشیہ پر جو
 عبارت کہ تحریر ہے اس سے بھی فرض ہونا فاتحۃ الکتاب کا ثابت نہیں وہو ہذا
 فاعلم ان مذهب الشافعی وجواب قراءۃ فاتحۃ علیٰ المأموم فی السمریۃ و
 الجہریۃ **الحاقول** اگر تکبوز را بھی بہرہ علم سے ہوتا تو یہ عبارت تیری سمجھ میں
 ضرور آ جاتی کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک فرض واجب ایک چیز ہے دیکھو شرح
 وقایہ مطبوعہ ملکہ شکوہ ص ۳۴۰ میں وعند الشافعی لا فرق بین الفرضین **القول**
 علی ما عرف فی اصول الفقہ عندہ افعال لصلوۃ اما فرائض واما سنن
 واما مستحبان ترجمہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک کچھ فرق نہیں فرض اور
 واجب کے درمیان اور آپؐ کے جو جانا گیا ہے فقہ کے اصول میں پس نزدیک
 شافعی رحمہ کے نماز کے افعال یا فرض ہیں اور یا سنت اور یا مستحب انتہ
 افسوس تجھ کو اپنے گھر کے مسائل سے بھی واقف نہیں حالانکہ بد مذہبون میں شرح
 طبری معتبر اور مشہور کتاب ہے اور اکثر اسکی رس و تدیس رچتی ہے لیکن جو
 سنگد بندہ بیٹھے اسکو بھی نہ دیکھا اور ناحق دعویٰ باطل کر بیٹھا کہ مشکوٰۃ کے حاشیہ
 کی عبارت سے بھی فرض ہونا فاتحۃ الکتاب کا ثابت نہیں جسکی باعث سے سو یا ہی
 دارین حاصل ہوئی افسوس پیغمبر کا یہ فرمان بھی یاد نہ رہا الصدق یحییٰ و
 الذکب بھلاک چھنے مانا کہ عربی عبارت کے پڑھنے اور سمجھنے کی تجھ کو اکل لیاقت نہیں لیکن
 ذرا مالا بد مذہب تیری تو طالوع کر لیا ہوتا۔ مالا بد مطبوعہ مطبع محمدی کے صفحہ ۱۲ میں ہے
 نزد امام اعظم فرض از واجب حد استلانہ و دیگر آئمہ و فرض و واجب فرق
 نمکینہ انتہی اور الحدیث کے نزدیک بھی فرض اور واجب ایک چیز ہے اور حنفی

منکر میں پس بموجب قاعدہ شامعاً ذالذکر یہ کافر ہوئے۔ اور چوتھائی وار بھی
 مسیح امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہے اور امام ابو یوسف اس فرضیت کے
 منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ تمام وارثی کا مسیح فرض ہے پس بموجب قاعدہ شامعاً
 کے نزدیک ابو یوسف کا فرض ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ابو حنیفہ کا فرض ہے
 پس بموجب قاعدہ شامعاً ارض مقدس کے وارث کا فرض ہے کیونکہ حنفی ہیں۔
 پس بقول شامعاً کذب قول خدا لازم آگئی معاذ اللہ حالانکہ جو مطلب آیت کریمہ کا
 تفسیر سمجھ رکھا ہے جس سے تکذیب قول خدا استغفر اللہ لازم آئی وہ سراسر
 غلط ہے اب جو جواب ہمارے اعتراضات کا تجویز کرو گے وہی جواب ہماری طرف
 سے بھی سچہ لکھنا۔ اب ہم آیت کریمہ کا مطلب تحریر کرتے ہیں وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ
 مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ترجمہ اور البتہ
 تحقیق لکھ دیتے ہیں زبور میں پیچھے ذکر کے تحقیق زمین وارث ہوں گے
 اُسکے نیک بندے میرے۔ تفسیر جلالین میں لکھا ہے أَنَّ الْأَرْضَ اَرْضُ الْبَنِيِّ
 اس آیت کریمہ میں ارض سے مراد زمین حنت کی ہے اور تفسیر ابو السعود
 میں اس آیت کے تحت لکھا ہے عن ابن عباس ان المراد بالارض الجنة۔
 یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ تحقیق حنت کی زمین مراد ہے اور تفسیر
 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں (أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحِينَ)
 کئی وجہ ہیں اول تو یہ کہ زمین سے مراد بہشت کی زمین ہے اور صالحین بندہ
 سے مراد ایمان والے لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں
 پس اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے انبیاء علیہم السلام کی
 کتابوں میں اور لوح محفوظ میں یہ کہ حنت کا وارث وہ شخص ہوگا جو کہ اُسکے نیک
 بندہ نہیں ہے اور یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور سعید بن جبیر

عندنا (المحنفية) وعند الأئمة الثلاثة فرض ۲۱۲ - ترجمہ سچ
 سورہ فاتحہ واجب ہے ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے اور متینوں امامہ
 نزدیک فرض ہے - اور مالائکہ چھاپہ محمدی کے مؤامین ہے و نزدیک
 احمد فاتحہ خواندن فرض ست - اور اس عبارت کی تحت میں بطور عام
 کے لکھا ہے بلکہ نزد امام مالک نیز کذا فی الشمنی اور بھی مذامین ہے و
 بر تقدی فرض ست نزدیک شافعی قولہ اب تمتہ یہ ہے کہ جس عالمین کہ
 شافعی اور مالکی حنبلی بموجب دعویٰ شما جبکہ کافر ہوئے تو تکذیب قہ
 لازم آوگی **الذ اقول** سمئے تمھاری معتبر کتابوں سے ثابت کر دکھا
 ثلثہ قرآنہ فاتحہ کو فرض کہتے ہیں اور حنفی اس فرض کے منکر ہیں پس یہ
 شما متینوں اماموں کے نزدیک حنفی بلکہ خود ابو حنیفہ کافر ٹھہرے اور امام احمد
 کلمی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور تمام سر کا مسح کرنا اور پیے دے دینا
 میں فرض ہے اور بسم اللہ پڑھنا اور نیت اور ترتیب وضو میں امام احمد
 شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی سارے سر کا مسح
 ہے اور کل حنفی ان فرائض مذکور کے منکر ہیں اور یہ انکار کی کتابوں وغیرہ
 پس بموجب قاعدہ مستقرہ شما حنفیوں کا کفر لازم آگیا اور اطمینان رکھو
 سجود اور قوسہ اور جلسہ میں السیرتین میں اور شہد اور رکوہ و نبی صلوات
 لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا امام احمد اور شافعی کے نزدیک و
 اور حنفیوں کے نزدیک فرض نہیں پس بموجب قاعدہ مستقرہ تمھارے
 سب حنفی کافر ثابت ہو گئے - اور خروج بفعل المصلی یعنی کوئی ایسا
 کر کے جو نماز کے منافی ہو نماز سے باہر آنا فرض ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک
 اور امام محمد اور ابی یوسف اور امام احمد اور شافعی اور مالک سب کے سب

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ إِلَّا بِمَنْزُومَةٍ وَعَدَهُ كَلِمَاتُ
 أَنْ لَوْ كُنْ مِنْ سَعَةِ إِيْمَانٍ لَأَسْتَعِيْنُ مِنْ سَعَةِ إِيْمَانٍ لَأَسْتَعِيْنُ مِنْ سَعَةِ إِيْمَانٍ
 اللَّهُ تَعَالَى كَمَا قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَمْرَ
 لِلَّهِ لَوْ رُتِّهَا مِنْ نَشَاءٍ مِنْ عِبَادِهِ قَالُوا قَبْلُكَ لِلْمُتَّقِينَ هَذَا مِنْ حِجَابِ
 كَمَا مَوْسَى لِنَا إِيْنِي قَوْمٌ مُدْرِكُونَ سَأَلَهُ اللَّهُ كَيْفَ وَصَبْرٌ وَتَحْقِيقُ زَمِيْنِ اللَّهِ
 هِيَ كِي هِيَ وَارِثٌ كِي تَابَهُ أَسْكَاسُ كُوْبَا هِيَ اِخْرَاجُ زَمِيْنِ سَعَةِ إِيْمَانٍ لَأَسْتَعِيْنُ مِنْ سَعَةِ إِيْمَانٍ
 بِرَبِّهِمْ وَنَ كِي هِيَ - اَوْثَانٌ وَجِيْهَةٌ هِيَ كِي وَهْ زَمِيْنِ مَبِيْتِ الْمُقَدَّسِ كِي هِيَ كِي
 وَارِثٌ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 اُنْفُوسٌ اَلَّذِيْنَ كَانُوا لَيْسَتْ تَعْقُوْنَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَامْعَارِبَهَا اَلَّذِيْنَ كَانُوا لَيْسَتْ تَعْقُوْنَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَامْعَارِبَهَا
 فِيْهَا ثُمَّ جِيْهَةٌ اَوْثَانٌ كِي اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 جَانِبٌ تَحْتِ مَشْرِقَةِ زَمِيْنِ كَا اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 مِيْن - بِحَرِّ اَخْرَاجُ زَمِيْنِ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 حَضْرَتِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي اَنْتَهَى اِلَيْهِمْ حُجَّةٌ ثَلَاثَةٌ مَذْكُورَةٌ مِيْنِ سَعَةِ إِيْمَانٍ لَأَسْتَعِيْنُ مِنْ سَعَةِ إِيْمَانٍ
 اَوَّلِ اَوَّلِيْ وَارِثٌ هِيَ كِي اَتِيَتْ اَنْ اَلْأَرْضُ مِيْنِ ثَلَاثَةِ مَشَارِقَ اَلَّذِيْنَ مِيْنِ ثَلَاثَةِ مَشَارِقَ اَلَّذِيْنَ مِيْنِ ثَلَاثَةِ مَشَارِقَ
 كِي حَسْبُكَ نِيْمُكَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 مِيْنِ وَنِيَاكِي زَمِيْنِ مَرَادُ هِيَ كِي جِيْهَةٌ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 اَللَّهُ تَعَالَى اِخْرَاجُ زَمِيْنِ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 وَجِيْهَةٌ ثَلَاثٌ هِيَ سَوِيْئَةٌ هِيَ كِي اَتِيَتْ اَنْ اَلْأَرْضُ مِيْنِ ثَلَاثَةِ مَشَارِقَ اَلَّذِيْنَ مِيْنِ ثَلَاثَةِ مَشَارِقَ اَلَّذِيْنَ مِيْنِ ثَلَاثَةِ مَشَارِقَ
 اَللَّهُ تَعَالَى نَ اُسْكَاسُ وَارِثٌ بَنِيَا بِحَرِّ اَخْرَاجُ زَمِيْنِ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ اَوْثَانٌ اُسْكَاسُ مَوْتٌ مِّنْ أَسْكَاسُ صَالِحِيْنَ
 بِحَرِّ حَضْرَتِ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَشْرِيفُ اَلَّذِيْنَ كِي تَبِيْهُ مَوْثِنٌ اُسْكَاسُ وَارِثٌ هِيَ كِي

اور عکرمہ اور سیدی اور ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہم کا ہے اور ان لوگوں نے اس بات کو کہ ارض سے مراد بیابان پر جنت کی زمین ہے چند دلائل کے ساتھ منوکہ کیا ہے اول یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ زمر میں فرمایا ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَآوَاَنَا اِلَیْهِ مِنَ الْاَیْمَنِ النَّجَتِۦۤۤا حَتّٰی نَسْتَاۤءِجِزَ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ ترجمہ اور کہیں گے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے سچا کیا ہے وعدے اپنے کو اور وارث کیا ہم کو زمین کا (یعنی جنت کی زمین پر) جگہ کپڑے میں ہم بہشت میں سے جہاں ہم چاہیں پس بہت اچھا ہے ثواب عمل کرنے والوں کی یہ بات مومنین اس وقت کہیں گے جب وہ بہشت میں داخل ہونگے پس وہ جو وعدہ الہی ہوا ہے کہ میرے نیکو کار بندے زمین کے وارث ہونگے وہ اس وقت پورا ہوگا جب اللہ جل شانہ ان کو بہشت کی زمین کا وارث بناوے گا ، دوئم یہ کہ بہشت کی زمین کے ساتھ صالحین مختص ہیں کیونکہ وہ انہیں کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اولوگ جو ان کے ساتھ بہشت میں جائیں گے سو وہ ان کے بالتبع لیکن دنیا کی زمین سو وہ کچھ صالحین کے ساتھ خاص نہیں ہے ان کے نیکو کار بھی وارث ہوتے ہیں اور بدکار بھی سو ہم یہ کہ بارہ تعالیٰ نے قبل اس آیت کے قیامت کا حال بیان کیا یہاں تک کہ فرمایا جیسے کہ پہلی بار کی پیدائش چھٹے کو بارہ کرینگے ہم اس کو اور دوبارہ پیدائش کے بعد ایسی زمین جس کے صالحین بندے وارث ہوں سو آجنت کے اور کوئی نہیں چہاں کہ حدیث میں آیا ہے کہ وہ بہشت کی زمین ہے پس تحقیق وہ سفید اور صاف ہے - اور ثانی وجہ یہ ہے کہ زمین سے مراد دنیا کی زمین ہے کیونکہ سجانہ و تعالیٰ دنیا میں بھی مومنین کو زمین کا وارث کرتا ہے اور یہ قول قطبی کا ہے اور ابن عباس کا بھی ایک روایت میں اور اس کی دلیل اللہ جل شانہ تعالیٰ یہ قول ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

اقتد کی اور رسول کی پس اگر پھر جاؤ تم پس بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا کافر کو
 پس معتدین مصلین جو کہ اللہ و رسول کی اطاعت سے پھر گئے ہیں انکا اس
 آیت سے کافر ہونا ثابت ہو گیا پس کیا دلیل ہے کہ ہم ایسے لوگوں کو کافر نہ کہیں اس پر
 بھی اگر بد مذہب مثل ان لوگوں کے جو کہیں کہ مرعی کی دو ٹانگین نہیں ہوتی
 اور آفتاب و کونہیں نکلتا اور آسمان ہمارے اوپر نہیں فرض ہونے قرارة
 فاتحہ کا انکا رکے جائیں اور قرارة فاتحہ خلف امام کے قائل ہوں تو ثابت کر دکھائیں
 کسی نص صریح قرآنی سے یا کسی حدیث صحیح صریح سے کہ قرارة فاتحہ خلف امام جائز نہیں
 اور بغیر اسکے ناجائز ہو جاتی ہے اور جن امور کو تقلیداً فرض مان رکھا ہے اور انکی
 فرضیت قرآن کریم سے ثابت نہیں اور انکو بھی نص صریح قرآنی سے بد مذہب و کثابت
 کرنا ہو گا ورنہ اپنے امام غیر معصوم کی خطا کے قائل ہوں اور اسکی تقلید سے توبہ
 کریں اور مستحب سنت کے بجائیں۔ اب ہم ایک امر اور بھی تحریر کرتے ہیں کہ جمیع
 بد مذہبان کو یہ قرار ہے کہ ہم اپنے مذہب کے خلاف ہرگز نہ کہیں گے اگرچہ قرآن و حدیث
 کے برخلاف ہو لیکن رسالہ غلبۃ الاسلام کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تفضل حسین
 حجام شاہجہانپوری کو اس سے انکار ہے دیکھو اول تو عبادۃ بن الصامت کی
 ایک روایت میں محمد بن اسحاق کو پاکر اوس پر تلعین کا جرح لیا حالانکہ حنفی مذہب میں
 تلعین جرح نہیں دوڑا سواے روایت محمد بن اسحاق کے اور روایتین قرارة
 فاتحہ خلف الامام کے بارے میں صحیح سندوں کے ساتھ موجود ہیں انکو بھی حجت مانا
 حالانکہ حنفی مذہب میں ضعیف حدیث بھی حجت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے
 فرمایا ہے کہ میرے قول کو چھوڑ دینا ساتھ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن انکے
 متقدم اس قول پر ہرگز عمل نہیں کرتے اپنے امام کے منہ بھکلات مار جاتے ہیں
 بڑے ہی بے ادب ہیں۔ سو ہم یہ کہنا نہیں مطلق قرارة قرآنکی فرضیت کا بھی

لیکن وہ بینِ اخیرین سے یہ مطلب سمجھنا کہ ارضِ مقدس وغیرہ کا جو کوئی وارث ہوگا
 سو وہ صالح ہی ہوگا بالکل غلط ہے کیونکہ داود و سلیمان علیہما السلام کے بعد بھی
 کفار بت پرست وارث ہوئے تو کیا وہ سب صالحین تھے خاص کر حضرت کے زمانہ
 میں بیت المقدس کفار کے قبضہ میں تھی بھلا آنحضرت سے بڑھ کر بھی کوئی صالح تھا
 ۔ پھر باری تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ فِيْ هٰذَا الْبَلَاءِ لَعَلَّكُمْ عَابِدِيْنَ هٗ لَفْظِ بَلَاءِ
 سے اشارہ ہے طرفِ اُن چیزوں کے جو اس سورۃ میں ذکر کی گئیں یعنی خبرین اور
 نصیحین اور وعدے و وعید اور بَلَاءِ کے معنی کفایت کے ہیں اور عابدین
 سے مراد عالمِ باعمل ہیں پس تیکریمہ کا ترجمہ یہ ہوا کہ تحقیق اسمین (یعنی نصاح
 وغیرہ ہیں) البتہ کفایت ہے واسطے قومِ عابدین کے (یعنی عالمین باعمل کے)
 پس قرآن کریم میں یہ بیان کہیں بھی نہیں کہ سراسر اللہ و رسول کا خلاف کئے
 جائے مگر ارض مقدس یا حجاز کی ولایت کا وارث ہو جانے سے عابدین صالحین
 میں سے وہ محسوب ہو جائیگا اور نہ کہیں یہ مذکور ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول
 کے منہج ہیں اگر وہ تھوڑے ہوں تو حق پر ہیں اور جو لوگ شرک اور بدعتی اور
 پورے دشمن اللہ و رسول کے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جس کا اتباع فرض کر دیا ہے
 اس کے اتباع کو فرض نہیں جانتے اور اس کے غیر کے اتباع کو اپنے اوپر لازم اور فرض
 کر لیا ہے اگر وہ بہت ہوں تو حق پر ہیں اور اگر دعویٰ محبت الہی کا رہے تو کیا تم کو
 کتاب اللہ میں کہیں یہ نظر نہیں آتا اَنْ تَكُوْنُوْا تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ وَتُحِبُّوْنَ رَسُوْلَهُ
 اللّٰهُ وَتُحِبُّوْا لِقَوْلِهِمْ تَرْجُمُوْهُ (اسی محمد) اگر محبت رکھتے ہو تم
 اللہ سے تو پیروی کرو میری اللہ تم کو دوست رکھیں اور غیب کی تمہارے گناہوں
 ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ غنی و الامیران ہے ۔ قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ
 وَاتَّبِعُوْا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ہ کہدے اسی محمد و انبیا

والعبادة الثلاثة جسکا ترجمہ یہ ہے اور تینوں عبداللہ۔ چہاڑم یہ کہ قد
وثقہ العجلی کا ترجمہ صفحہ ۸ کی پہلی سطر میں لکھا ہے البتہ ثقاہت ہی اولیٰ
حالیکیہ ترجمہ اسکا بالکل غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے وثاقت بیان کی اوکی
عجلی نے۔ اور عجلی ایک شخص کا لقب ہے۔ چہ ششم غلطی یہ کہ صفحہ ۳ کی سطر ۱۶ میں
لکھا ہے لأصلوۃ بجاء المسجد بلکہ اسکے سوا اور تین مقام پر بھی یوں ہی
لکھا ہے حالیکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ یوں ہے لأصلوۃ لجاء المسجد الخ
ششم غلطی یہ کہ صفحہ ۲۰ کی سطر ۷ میں لکھا ہے یجری بفاۃۃ الکتاب یعنی
یجری کو لڑ مہملہ کے ساتھ لکھا ہے چنانچہ حاشیہ پر ترجمہ بھی موافق اسکے کیا ہے
حالیکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ یجری زائر عجیہ کے ساتھ ہے۔ اوچھو صفحہ ۲۰ کی سطر
۸ میں ہے اخرج فتادۃ جسکا ترجمہ حاشیہ پر یہ کیا ہے نکالنا وہ نے اور
صحیح یوں ہے اخرج فتادۃ جسکا ترجمہ یہ ہوا کہ نکل پس پکاروے۔ اب ہم اس
رسالہ عجا کے اکیس وعار پر ختم کرتے ہیں اللہم ثبتنا علی الصراط المستقیم واجعلنا
فی اتباع نبیک الکریم ربنا افخر بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر
الفاخرین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ھ + + +

۲۱
تقریب التذکرہ
میں حکیم الشیخ
احمد بن محمد
ابو الاشعث العجلی
بعضی صدوق صاحب
حدیث طعن
وفی موطا
یعنی احمد بن محمد
ابو الاشعث العجلی
ابو اسحاق والاصدق
ابو صاحب حدیث
طعن کیا ابو اسحاق
میں دسویں طبع کا
۱۲۸۰ھ

انکار کر دیا کیونکہ آیت فاقر ؕ اصابکس کو تمام جہاں کے ظلاف اور بے وقیع اور بھیل
 آیت سرتل القرآن ترتیل کا ناسخ ٹھہرا دیا۔ چنانچہ یہ کہ جب اپنے پرخت النام
 آیا اور اسکا جواب نہ دے سکے تو خواہ مخواہ بیجا سے عذف نور الانوار کی خطا
 کے قائل ہوئے اور یہ نہ سوچا کہ جب منفی دونوں آیتوں کو لازم میں لیتے ہیں تو
 انکے قاعدے کے موافق نہور مقتدی کے حق میں تعارض لازم آگیا کیونکہ آیت
 فاقر ؕ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب نمازیوں کو پڑھنے کا حکم ہے خواہ امام ہو یا اموی
 یا منفرد اور آیت اذا قرئ القرآن سے سمجھا جاتا ہے کہ امام و مہم نہ پڑھے پس ہم
 کہتے ہیں کہ اسطرح ابوحنیفہ کی خطائے بھی قائل ہو جاؤ اور یہ سب جھگڑے
 جھوٹے دو اور جب طرح آنحضرت ؐ نے قرآن کو سمجھا ہے وہی اسیک ہے۔ اور سب کو
 مانو اگر آیت اذا قرئ القرآن سے مقتدی کو قراۃ فاتحہ کی ممانعت ہوتی تو آنحضرت
 صلعم بعد نزول آیت کریمہ کے قراۃ فاتحہ خلفہ الامام کا کیون حکم فرماتے کیونکہ آیت
 ملی ہے اور عبادۃ بن الصامت کی حدیثین مدنی ہیں۔ اب ایک اور عجیب امر تحریر
 کرتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ فضل حسین حجام جاہل ہے لیکن اب
 اس سالہ مذکور کے لکھنے سے بہت لوگوں پر اسکی جہالت ظاہر ہو گئی اب ہم اسکے مقتدی
 کی خاطر اسکی چند غلطیوں میں مشتمل نمونہ خروار کے تحریر کر کے دیتے ہیں جسے اسکی
 جہالت کا خوب اظہار ہے دیکھو اول اسکے رسالہ مذکور کے ۳۰ سطرے میں ہے
 فی الصلوۃ الفجر اور اصل میں صحیح یوں ہے فی صلوۃ الفجر کیونکہ صلوۃ منصف
 ہے فجر کی طرف اور منصف پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا۔ دوم غلطی یہ کہ صفحہ ۴ کی سطر
 ۵ امین لکھا ہے عن ثمانین نفلاً اور ترجمہ صفحہ ۵ کی سطر ۴ امین کیا ہے آٹھ نفر حالانکہ
 ثمانین اسنی کو کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ صفحہ ۴ کی سطر ۱۶ امین ہے والعبادۃ الثلاثہ جسکا
 ترجمہ یوں کیا ہے اور عباد واسطے اسکے تیسرے دیکھو صفحہ ۴ کی سطر ۴ کو اور چاہئے یوں تھا

از تالیف لطیف مولوی محمد غلام اکبر خان صاحب محبسی مستوفی بہ

موسم

طَرَفًا

طريقه

فما يشيخ محي الدين التاجي كتيب مفيد عالما بالامر والامر

<p>فصل میں حضرت کا نظر از زبان حضرت خیر نقل جو خیر کو بخیر فائدہ و بعید البوکیر</p> <p>اس لمی تفصیل کا آثار ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>
<p>مقام شہان بار اصف جس کے باعث دین و رزق و فرا رجا حضرت علی رضی ای سزا و خطاب صل</p> <p>اس کو تیرے کلمات سے انکار ہے</p>	<p>اور اوردی ہے ان کا وقت یعنی صاحب اور ارباب مہت کا میں کچھ سہارہ ہوا کے ہر ایک خط سے</p> <p>جس طرح قول شد برابر ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>
<p>پھر اوردی ہے ان تارک یعنی اللہ تعالیٰ کا ان کے یعنی اللہ تعالیٰ کا ان کے یعنی اللہ تعالیٰ کا ان کے</p> <p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>
<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>	<p>جس میں ان کے فضل کا اظہار ہے</p>

منت میری از دست میری خلیفان کو چو تک ملحدی ہوئی ہیں ۴۲

رسالہ محبوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو پھر تجھے ہی مارا گیا
تیل نیلیان عین دارا گیا
خزان صحت پر سکا گیا
دین دنیا سی پکا گیا

چار سو پھر تازا لیل و خوار ہی

مادی بقیہ شمع بزم
افتخار و سبب فنا
اسکا اصرار یک جہی ہے
اصول ہی سون ہی ہے

منظر حق جو کہ بے تکرار ہے

تو خداوند شمس کا بی
بادشاہت تیری ہی تکرار ہی
سیکھتے نیرات کا اقرار ہے
بالیقین تو ایسا ہی تکرار ہے

حکم مہن تیری ہر اک جاہدار ہے

حکیم تیرا جبکہ پوچھا بادلو
دی کھڑا اوس قوچا کو
تو فی غارت کر دیا تھو کہ
دی نہ اربابین بن کر گیا کو

وہ تو ای سلطان عدل اداوار ہی

ہی طاعت و سبب فطرت
اور ادا ہی حکم اسکا چھوڑ
اوسکی ہی تقلید کیوں تھو
بغلافی و سبب شمع بزم

یہ عقاید اپنا لئے تکرار ہے

پہلے زرعون تلخ چھی بیان ہوا
اور زمانہ سیر و سامان ہوا
تجھے کچھ نہ روچون شیطاں
انرض حق تجھ کو ہی دران ہوا

ای شبہ اسکا ہکانہار ہے

اپنی چکنو تو کرتا ہے
اور طبع کو نہا تیا ہی
اپنی ہی غرض غفلت کا
تجھ کو غفلت تو کرتی کچھ پوچھا

یہ تو ہم غفار و ہم قہار ہے

منقبت اب اسکی یاد رکھ کر
رضیلت کچھی باتوں ہی
بغنی کی کچھ تفتیب کچھ مین
ایک نہایتی خردی بہت دین

جسکا حاصل جنت اگلزار ہے

ای عین حکم سے تیری پھرا
کلمہ تیری نہیں جان چا
کلمہ تیرا زابا
کلمہ تیرا تو کلمہ تیرا

وہ غضب مارا کہس مردار ہے

نقش تیری رسول پاک کو
جسکے باعث ہی پھر غرض خفا کو
ای قدم ہی سبب غم افلاک کو
یہاں بھی تیرا فضل و استکبار ہے

حضرت صدیق خلیل جہان
سودا و ایل ہے جسے بیان
نہا تیا فادون اعظم بیان
سبب قوت بازوی حقیق بیان

سبب کھر کا بازار ہے

[illegible]

<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>وہ تو ایک عقیدہ میں شاعر ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>توئی بر صاف حق پر دل تو بار پہرہ خلس کا پہنچین ہے اعتبار پیشانی پر یونین سون کا رنگ پیشانی پر زری موصفا کا شہ بار</p> <p>عہد عالم کا یہ ہے شمار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>اور بچہ سیکست چھپ چکا بیان جب ہی کمال مثل آرن بچان پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جانتا جیسے ہر اک دیندار ہے</p>
<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>کیونکہ وہ خالہ اتفاق اطوار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>اور بچہ سیکست چھپ چکا بیان جب ہی کمال مثل آرن بچان پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>عہد عالم کا یہ ہے شمار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>وہ تو ایک عقیدہ میں شاعر ہے</p>
<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جس کے ہر اک بدعتی ہیں دار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جس کے ہر اک بدعتی ہیں دار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جس کے ہر اک بدعتی ہیں دار ہے</p>
<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جس کے ہر اک بدعتی ہیں دار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جس کے ہر اک بدعتی ہیں دار ہے</p>	<p>۱۴۴۰ھ</p> <p>ایک ایک کو تباہ ہے اولت کو ہی خلوت تھی تھو تو سا جو پہرہ پہن کر کو تم کو سننے پر شب بھر بھر وہ بچیں نہ سو</p> <p>جس کے ہر اک بدعتی ہیں دار ہے</p>

قد رکر عقبی اگر در کار ہے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

چہل تنقیدی کا سب سے پہلا مطالعہ
صدر اول کا وطن پر کیا کرے
یہ ان حسبِ

پس تو اب الہ دغا پہنچ کر کہ تو پہنچ کر
ہی جیت جی جی کہ کیا ہی ہو کر
کے زیادہ پہنچ کر کہ کیا ہی ہو کر
صرف اک کافی ہی ہو شیار ہے

کراچی بس کر تو غفار ہے

ایکے تیسے بار دہرائے
نبیوتِ حق پر تیار کرے
مؤمنان کے جو بندگان
ادسکو درجاتِ شند جاگاری
مزال الوبول

مکمل شدہ استغفار ہے

متامشدا
چندین
عصبت

کی تو مال خدا و مال
چو دمی من قطعہ جہانوی
کسی که بر کشتن این عشق
کیا دند منجب چو راز کوی

غزل
 غزل ہون کیا کہے چڑھا دین
 یوں کہ ہرچون غزل کی جہاں
 سرکھن تین لہو باغ میں
 بے مدد تیرے کہہ دیا ہاں ہے

دکتر علی قلی بیگ خان کا کہ ہے
ات دن کچھ شغلہ انکار ہے

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

کیا اچانک شہر ابرار ہے
کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے

گرچہ عقلت سوئی بالامی پرد
مرغ تعلیمت برستی می چہر د

نقصین ہیں بھی کہ چاہے
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے

گرچہ عقلت سوئی بالامی پرد
مرغ تعلیمت برستی می چہر د

نقصین ہیں بھی کہ چاہے
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے
نئی شہر کے کمر ابرار پیدائش
جو کس کی تعلیمات لگا لگا رہے

گرچہ عقلت سوئی بالامی پرد
مرغ تعلیمت برستی می چہر د

۷
 کہو اگر تعین نہیں کہہ کر کے
 نہ سنت ہو جو دین میں کہہ کر کے
 تعین کی یہ جو آلودگی ہے
 وہ اگر کھینچ دے دعوت و دعا ہے
 مثبت تعین نہیں پریشان
 کہوں کہ در دل کو تب تار ہو گئے
 ہوں غافل غنیمت و نازل ہے
 الامان اور شمعِ نضدِ اکبر ہے
 دن کر زبانیں سب باطنیت
 جو کہ تقدیر یحییٰ کھڑے ہے
 جی اگر دعوت کہہ کر غرور
 سچ کی کہ جو میں کہہ کر ہو کر
 تو ذراں حدت ہے
 ہو ہوا کس طرح ہے

جلالت میں شریک ہو کر شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

جلالت میں شریک ہو کر شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

جلالت میں شریک ہو کر شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان
ایک اتفاق ہو جائے کہ یہ
خانی کی تاجدار کا گیسٹان
نہایت پرشکوہ ہو جائے
جلالت میں شریک ہو جان

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بشکر ابن زیاد ہے

الحق

الحق منہی کا پیارا ناسا ہے
اجماع کی بات جو برکت دار ہے
مستحق کار کر کے بدستوار ہے
اجماع کی بارگاہِ اعلیٰ ہے
بندہ نوپہ کے شوق پر تون کا راجہ

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ شکر ابنِ یاد ہے

اجماع کی صورت پر دعوت کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ شکر ابنِ یاد ہے

اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ شکر ابنِ یاد ہے

اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ شکر ابنِ یاد ہے

اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ شکر ابنِ یاد ہے

اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے
اجماع کی صورت پر دعا کا دربار ہے

اجماع وہ نہیں جو تمہاری مراد ہے
اور ہو تو حق بہ شکر ابنِ یاد ہے

تفہیم
کہ جسکی شدت میں یہ ہے کہ ایک عالم
باعتدال تعلق ہے ایک عالم
جی سرشاری طوعم کہ جسکی خیال
والم فظم قہم ہست کہ جسکی خیال
پس قرآن نشہ ہے ان ایچ مین
ایک محبت تھا جو مین فضل نکاح
عہد مین گم کہ یہ حقین کہ
جی صحیحی فضیلت ملا بدو ایچ ال
کیسکہ جسکی تازہ سے آئینہ روشن
انہیں حصول ہے جو وہ فضل و کمال
جہان روشن تھا کہ جسکی
کہ اقباس اور اسی جی ہے کہ جسکی
موصوفی کی سبب ہے ایک عالم
انہیں ہے کہ جسکی تعلق

[illegible]

چنانچه مرثیہ کا اردو پس
عطا و خلق کر کے اس کے
تخلی و تکمیل اور فارا کا
عجب نہیں کہ ہونے پر
مکمل ہو چکا کیا وسیع
کہان جو دوسرے عالم
یہ کہہ دو آجاکا الکر
کہ جو بحر ہو تو یہ
بیان باض عبادت کا
کہ تیرا جو خیر بیان
یہ جو عبادت کا ہے
پہنچا جی کہ جو بحر
کہ وہ ان کے کیا
کہ ان کے کیا

اکبر خان محمدی السنی
الدہلوی البریلوی عمدة
الرحمن

مان نماندہ کتب محضین
اور مذہب کے بھی جی خید
سکھان قول نام قول احمد

سب جہاد اور اعتبارات
اور طریقہ پر نقد اور تعلیقات
معلوم میں تہذیبی انقلابات
آب و تاب لکھان لکھان آج

اب زیادہ تو مجھے کر نہ کل کل
خورشید کو آگے کیا ہی شمل

ملفوظ بہت ہیں تو نے لکھے
ملفوظ مجھے کو اب لے

تفضیل الکریمین جی جھکوں
آپ شہین اکل نفس مست
کیا فضل حدیث کیو
میں ہوں اب بیکار

ختم تہذیبی تاریخ
کریم جی سب سے پہلے
چمکیا جی کیا نصیحت
ایسی رہیچہ پوچھ

بالغرض فلان تھا مرد کامل
اوسنی تھا کیا کہانی حاصل

ماتحتی اور کچھ ہوں
قرآن و حدیث تھو لوں ہے

بابا کی بیانیہ کون لایا
قرآن و حدیث جی بابا
سنت و فہم جی خدایا
دیکھو تو نے سب دیکھا

قصیدہ بلاغت سیدہ
در ساقب حضرت امام
ابی حلیفہ النعمان بن
ثابت الکو فی علیہ الرحمۃ
والعتران از نتایج افکار
خاکسار بمقدار محمد غلام

وہ بھی ہے در کا اک گدہ تھا
کو غوف و لام مقہ تھا

قصیدہ
جی کیسی مع کا خاندان
کہ سر کی بل بہادران صفہ صوف الجال
بیاض کا خدمت کیو کیسی
محقق ہو کر باقی حکمران
ای جہاد و شہادت کیو کیسی
مرد و زن شہادت کیو کیسی
شہادت کیو کیسی شہادت کیو کیسی
جی کون شخص بابا کیو کیسی
کہ بابا جی جان سب دیکھا

فَاتِنَا زَعْتَم فِی شَیْ فَرَوَالِی السَّوَالِی

کتابخانه

قاتل الفجسار



پن پین کلکتہ میں چھپکر شائع ہوئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدانا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ
رُسُلٌ مِنْ رَبِّنا بِالْحَقِّ وَنُودُوا بِالْإِسْلَامِ
أَوْرَثْنَاهُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي
نَعِيمٍ وَإِنَّ الْعِزَّاتِ لَفِي رَحْمَتِهِمْ وَإِنَّ
دَعْوَانَا لِلْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

فصل پہلویں

بعد از نیت اور دعا
کے اور آنیوں اور دعا
کا بیان ہے جن میں ال
اور رسول خدا کے اشار
وضو ثابت ہوئی

یعنی اب سنت بنی ظاہری میرے دلیں بھی ہی بس آگئی	سب جگہ آئین پکارے ہر کوئی
نام اسکا قاتل العجاس ہے	اک رسالہ اسمین لکھو نین قوی
مناجات	
یا خدا توفیق دے مجکو عظیم	فضل سے تیرے لکھوں کچھ عظیم
غیر حق اسمین نہ لکھوں ای حکیم	بس اسے مقبول کر میرے کریم
بخشدے مجکو کہ تو غفار ہے	
اور جو بین مومنین و مومنات	سے عمل سنت چکا دن و رات
اور جو آئین پکارین نیک ذات	بخشدے اونکو بھی اسے عالی صفا
بخشنا عاصی کو تیرا کار ہے	
یہ جو آئین سے ہیں پڑھتے بدعتی	دے انہیں توفیق اپنی راہ کی
ناکہ ہو جاوین وہ سارے احمدی	اور پکارین زور سے آئین سبھی
کر ہدایت تو بڑا غفار ہے	
مومنوں سے عرض میری ہر ضرورت	سن کر کہنے کا نہیں مجکو شعور
پر نہیں اوس قادر مطلق سداورد	فضل سے اوسکی ہوا اسکا ظہور
فضل اسکا ہو تو بڑا پارسا ہے	
چاہتا ہوں ذکر سنت کا کروں	جہر آئین کی حدیثین کچھ لکھوں
شرک تقلیدی کا میں اب رکھوں	بدعتی کا نادہی و مرشد بنوں
و عظم کننا بھی ضروری کار ہے	

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اجْمَعِينَ

ترجمہ

شکرات کو جس نے بیان ہو کہ راہ دی اور ہم نہ تھے راہ یا نیوالے
اگر نہ راہ دیتا ہو اللہ البتہ بیشک لائے ہتے رسول ہمارے
سب کی تحقیق بات اور آواز ہوئی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے
تم اوسکے بدلے اپنے کاموں کے بیشک نیک لوگ آرام میں
ہیں اور بیشک گنہگار و وزخ میں ہیں

پردہ پوش عاصیان ستارے
بجواب تیری مدد و درکار ہے

یا الہی تو بڑا غفار ہے
شعر میرا خام بے تکرار ہے

ہو مدد تیری تو بیڑا پار ہے

دم بدم بھیجے ہر انسان نیکار
بھیج خیمت اون پلے پروردگار

اور محمد پر درود بیشمار
آل اور اصحاب جو ہیں چار بار

واہ کیا او تیر بنی کا پیار ہے

عرض کرتا ہوں میں اصلی عباد
سنت احمد جو جاری جا بجا

بعد حمد حق و نعت مصطفیٰ
رکھے قائم سب کو سنت پر خدا

سنت احمد کا یہ انظار ہے

	واہ کیا راستہ صفائی دار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يَحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی کہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو پس پیروی کرو میری چاہے تم کو اللہ اور بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے		
	اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے	
اور بھی تم کو سناؤں اک پتا	اگر کرو گے تم بنی کی اقتدا	دوست رکھے گا تمہیں رب العطا
	بخش دیگا وہ تمہاری سب خطا	
	دیکھ لو آیت میں یوں فرارا	
یعنی کہہ دے ای محمد مصطفیٰ	اگر تمہیں منظور ہے حب خدا	پیروی میری کرو تم بر ملا
	دوست رکھے گا تمہیں وہ کبریا	
	بخش دینے کا بھی ذمہ دار	
	فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم کے شروع میں وَمَا يَنْطِقُ مِمْحَرَّ الْهَوَىٰ	
	اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنی اور وہ نہیں بولتا اپنی چاؤ سے یہ تو	
	حکم سے جو وحی کیا جاتا ہے اوسکو	
رب جو حضرت کی یہ تعریف کی	یعنی سب اونکی کرو تم پیروی	
	آپ فرماتے تھے جو آتی وحی	
	وحی سے حضرت کا سارا کار ہے	
	فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نسا کے دوسرے پاؤں میں مِّنْ يَّبْلِغُ الرَّسُوْلَ	

آیت ۱۰۱
 آیت ۱۰۲
 آیت ۱۰۳
 آیت ۱۰۴
 آیت ۱۰۵
 آیت ۱۰۶
 آیت ۱۰۷
 آیت ۱۰۸
 آیت ۱۰۹
 آیت ۱۱۰
 آیت ۱۱۱
 آیت ۱۱۲
 آیت ۱۱۳
 آیت ۱۱۴
 آیت ۱۱۵
 آیت ۱۱۶
 آیت ۱۱۷
 آیت ۱۱۸
 آیت ۱۱۹
 آیت ۱۲۰
 آیت ۱۲۱
 آیت ۱۲۲
 آیت ۱۲۳
 آیت ۱۲۴
 آیت ۱۲۵
 آیت ۱۲۶
 آیت ۱۲۷
 آیت ۱۲۸
 آیت ۱۲۹
 آیت ۱۳۰
 آیت ۱۳۱
 آیت ۱۳۲
 آیت ۱۳۳
 آیت ۱۳۴
 آیت ۱۳۵
 آیت ۱۳۶
 آیت ۱۳۷
 آیت ۱۳۸
 آیت ۱۳۹
 آیت ۱۴۰
 آیت ۱۴۱
 آیت ۱۴۲
 آیت ۱۴۳
 آیت ۱۴۴
 آیت ۱۴۵
 آیت ۱۴۶
 آیت ۱۴۷
 آیت ۱۴۸
 آیت ۱۴۹
 آیت ۱۵۰
 آیت ۱۵۱
 آیت ۱۵۲
 آیت ۱۵۳
 آیت ۱۵۴
 آیت ۱۵۵
 آیت ۱۵۶
 آیت ۱۵۷
 آیت ۱۵۸
 آیت ۱۵۹
 آیت ۱۶۰
 آیت ۱۶۱
 آیت ۱۶۲
 آیت ۱۶۳
 آیت ۱۶۴
 آیت ۱۶۵
 آیت ۱۶۶
 آیت ۱۶۷
 آیت ۱۶۸
 آیت ۱۶۹
 آیت ۱۷۰
 آیت ۱۷۱
 آیت ۱۷۲
 آیت ۱۷۳
 آیت ۱۷۴
 آیت ۱۷۵
 آیت ۱۷۶
 آیت ۱۷۷
 آیت ۱۷۸
 آیت ۱۷۹
 آیت ۱۸۰
 آیت ۱۸۱
 آیت ۱۸۲
 آیت ۱۸۳
 آیت ۱۸۴
 آیت ۱۸۵
 آیت ۱۸۶
 آیت ۱۸۷
 آیت ۱۸۸
 آیت ۱۸۹
 آیت ۱۹۰
 آیت ۱۹۱
 آیت ۱۹۲
 آیت ۱۹۳
 آیت ۱۹۴
 آیت ۱۹۵
 آیت ۱۹۶
 آیت ۱۹۷
 آیت ۱۹۸
 آیت ۱۹۹
 آیت ۲۰۰

جو حدیثوں آیتوں سے بیان لکھا	نظم میں بھی ترجمہ ہے کر دیا
سے ثبوت آئین جہری لکھ دیا	مقتدی کو لکھی فرضی فاستحا

رفع ید کا بھی کیا اظہار ہے

تاسمجہ لیوین اسے سب بدعتی	جو کہ آئین جہر کے منکر ہیں جی
ہے مجھ امید رب سے اے آحنی	جو پڑھے دل سے تو ہو کا احنی

پر نظر انصاف کی درکار ہے

یعنی جو انصاف سے کر لے نظر	واسطے اللہ کے پڑھ لے مگر
وہ کرے آئین جہری نے خطر	کیونکہ اسمین درج ہیں خبر و اثر

اور رسول اللہ کا بیہ کار ہے

جو پڑھے گا اس رسالہ کو ذرا	سنت حضرت کا چلے گا فرا
وآہ کیا اچھی ہے سنت بر ملا	جس کا ہے مداح خود وہ کبریا

سورہ احزاب میں ظاہر ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ	اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ ۝ الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللَّهَ
کے خیر راہ یعنی البتہ تحقیق سے واسطے تمہارے پیچ رسول خدا کے	پیسہ روی اچھی واسطے اسکے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پھیلے

دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا

یعنی فرماتا ہے یون الر علی	وآہ کیا اچھی ہے راہ مصطفیٰ
جو امید ہی ہو سوا اللہ کا	وہ پہلے راہ رسول کبریٰ

۴
جی ہاں جی کہہ دیجئے
میں نے یہ سب سنا ہے

تَضَلُّوْا مَا تَسْتَكْتُمُوْهُمُ الْكِتَابُ اللّٰهُ وَصْنَهُ نَبِيِّهِ رَوَا
 فِي الْمَوْعِطَا اور روایت ہے مالک بن انس سے کہ تحقیق پہنچا
 اوسکو کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑین
 ہین مین نے بیچ تمہارے دو چیزین ہرگز گمراہ نہو گے تم جب تک پکڑو
 رہو گے ان دونوں کو کتاب اللہ کی اور سنت نبی اوسکے کی روایت
 کیا اس حدیث کو مالک نے موطا میں۔

مصطفیٰ نے ہکویہ فرما دیا	تکو قرآن و حدیث اب ملچکا
دیکھنے کو جو کوئی چاہے فتا	بیکہ لیوے ہے موطا میں لکھا

اور مصطفیٰ میں صریح اظہار ہے

یعنی فرمایا نبی نے یہ پیام	امردو چھوڑین ہین تم مین لا کلام
تم نہیں گمراہ کہی ہو گے مدام	جب تملک پکڑو گے دونو نکو تمام

اور عمل انیس ضروری کار ہے

ایک اون دونو نہیں اللہ کی کتاب	دوسری سنت نبی کی با صواب
اور جابر سے بہ مثل آفتاب	ہے وہ مسلم کی روایت لا جواب

اوس میں بھی ایسا کہلا اظہار ہے

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنْ خَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيِي
 حُكْمًا وَشَرُّهُ مُوَرَّحُكًا تَأْخُذُ كُلَّ حَدِيثٍ عَبْدٌ كُلُّ عَبْدٍ مُضِلٌّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 اور روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهُ تَرْجَمَهُ یعنی جن نے حکم مانا رسول کا اور سننے حکم مانا اللہ کا
یعنی جو کرتے بنی کی اقتدا
جس کسی کو ہوئے اس میں شک نہ
دیکھ لے سورہ نسا میں ہی لکھا

اس کا جو منکر وہ موزی خواہ ہے

وَمَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ بَشِيرٌ يُعْطِي الْعِقَابَ **ترجمہ** یعنی
اور جو دے تم کو رسول سولے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو
اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کی مارت سخت ہے۔

جا بجا حضرت کی کر لو پیروی
یعنی جو کچھ تم کو دین حضرت بنی
خوہو ہمارے رب کی یہ تاکید کی
مومنوں لینا خوشی سے تم سبھی

اقتدا اوس کے سے بڑا پارس ہے

منع جن باتوں سے وہ کر دو جہاں
ڈھلتے رہنا اپنے رب سے بیگان
چھوڑ دینا اوس کو تم اسے مومنوں
سخت ہے اوسکی پکڑ جانو عین

یہ تو سورہ حشر میں اظہار ہے

آیتوں سے صاف یہ ظاہر ہوا
قول ہو یا فعل ہو وہ آپ کا
فرض ہے سب پر نبی کا اقتدا
یعنی جو کچھ تم کو ہے فرما دیا

ماننا ہم کو ضروری کار ہے

وَعَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ

یعنی جتنے ہوں گے میرے امتی داخل جنت وہ ہو چکے سبھی

پھر اگلے داخل ہو وہ خوار ہے

لوگ بولے کون یا بے ہوا یوں خلاصہ اپنے اوسکا کیا
یعنی جو طاعت میں ہی میری لگا داخل جنت ضروری ہوئے گا

اور اگلے جس نے کیا اٹھ رہا ہے

یعنی جو طاعت سے میری پیرا وہ اگلے ہی وہ ہی سرکش ہو گیا
داخل جنت نہوگا جیسا کہ جسے ہے انکار سنت سے کیا

وہ تو منکر داخل فی النار ہے

وَكُن عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ خَطُّ لَنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ
ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ عَلَى
كُلِّ مَنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأُوا أَنْ هَذَا اصِرَاطُ
مُسْتَقِيمٍ فَاتَّبِعُوا أَلَا يَتَذَكَّرُ أَهْلُ النَّسَائِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ
أَنْسَبِلَ فَتَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا عَنْ سَبِيلِ ذَاكُمُ وَصَلَكُمْ بِهِ تَعْلَمُ تَقُونَ
اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

کہا خط کھینچا واسطے ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک خط یعنی سیدھا پیر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے پھر
کھینچے کئی خط واسطے امس کے اور بائیں اوس کے یعنی
ساتھ خط چھوٹے ٹیڑھے دائیں طرف اور اسی طرح

اے پر تعجب اسکے پس تحقیق اچھی باتوں سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید سے اور بہترین راہوں میں سے بہترین راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بدترین چیزوں کی نئی نکلی ہوئی جو چیزیں ہیں اور جو بدعتیں سو گمراہی سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

یعنی پیغمبر نے یوں فرمایا	سب میں بہتر ہے کلام اللہ
اور بہتر راہوں میں سے برطا	اک محمد مصطفیٰ کا راستہ

اس سوا جو راہ ہے پر خار ہے	
----------------------------	--

اور نئی چیزیں ہیں بدتر بگیاں	بدعتیں لوگوں نے جو پہیلیاں یا
بدعتی جتنے ہیں سب گمراہیاں	وہ جہنم کے سبھی ہیں اعیان

یعنی گمراہوں کا گمراہی کا گمراہی	
----------------------------------	--

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مِنْ أَبِي قَالَ وَأَوْ مَنْ يَا بَنِي قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى دَوَّالُ الْبُخَارِيِّ اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب امت میری داخل ہوگی جنت میں مگر جس نے کہ قبول نہ کیا اور سرکشی کی کہا صحابہ نے اور کہنے قبول نہ کیا اور سرکشی کی فرمایا جس نے اطاعت کی میری داخل ہوا بہشت میں اور جس نے نافرمانی کی میری پس تحقیق قبول نہ کیا روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور بھی فرما گئے حضرت بنی

وہ جہنم کے سبھی ہیں اعیان

اور بھی فرما گئے حضرت بنی

بوہریرہ نے روایت کیا یہ کی

اور تم میں پہوٹ بھی پڑ جائیگی	پہر کے اوکے سیدی رہ سسے آخنی
پہر مہتین منزل بڑی شوار سے	
یعنی پہر منزل بہتین دشواڑو جنت الفردوس میں داخل ہو	جبکہ سیدی ہی راہ کو تم چہوڑ دو راستہ ٹھیرا اگر دوزخ کا لو
راہ ٹھہری داخل فی النار ہے	
بس حدیث آیات سے ظاہر ہوا بلکہ رب نے جا بجایا فرما دیا بد	ہے کلام اللہ ہمارا رہنما یعنی یہ قرآن ہے ہادی ہدا
دیکھ لیوے وہ جسے انکار ہے	
<p>فصل دوسری بیچ بیان آسان ہونے قرآن شریف کے اور رد میں اون لوگوں کے جو مشکل کہتے ہیں قرآن شریف کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف کے شروع میں اَنَحْ مُدَلِّلُہ الذی اَسْئَلُ عَمَلِ عَبْدِہ الْکِتَابِ وَلَمْ یُجِبْ لَہُ عَوْنًا یعنی سب تخریفات واسطے اللہ کے ہے جس نے اُتارے اوپر بندہ اپنے کے کتاب اور نہ رکھی اس میں کچھ کچی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مز میں قُلْ نَاَعَزُ بِمَا عَمِلْنَا ذِی عِوَجِ الْعُلَمَاءُ مِیْتَقُونَ یعنی یہ قرآن ہے عربی زبان کا جس میں نہیں شاید وہ ڈر میں نظر</p>	
اسنی یہ قرآن جو عربی لکھا ہے فصاحت اور کمال اسمیں بہر	اور کچی اسمیں نہیں کچھ نہیں ہر خوب سمجھے گا جو ہے عربی پڑھا
پہر سمجھنا کچھ نہیں دشوار ہے	

یہ بیان سورہ کہف کے
میں شروع میں ہے
یعنی یہ قرآن ہے ہادی ہدا
یعنی یہ قرآن ہے ہادی ہدا

بائیں طرف اور فرمایا یہ راہیں ہیں اوپر ہر راہ کے انہیں سے شیطان
 ہی پکارتا ہے طرف اوس راہ کے اور پنی بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ آیت اور تحقیق یہ راہ میری ہے سید ہی پس پیروی کرو اوسکی آخر
 آیت تک روایت کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی اور دارمی نے اور
 باقی آیت کا ترجمہ یہ ہے اور مت چلو کئی راہیں پہر تلو متفرق کر دینگے
 اوسکی راہ سے یہ کہہ دیا ہے تلو شاید تم بچو

اور بن مسعود سے مروی ہوا	سیدہ اخط کہینچا بنی نے ایکجا
پھر ہمارے واسطے فرمادیا	ہے یہی رستہ سنو اللہ کا

اقتدار اسکی نہیں درکار ہے	
دائیں بائیں اور خط کہینچے کثیر	اور کہا شیطان ہیں انکے آہ
ہر اوس رستہ یہ ہے شیطان شیر	ہے بلاتا تو وہ کردی و عا سیر

راہ تہڑی پر ہر اک تیار ہے	
پہر بنی صاحب نے یہ آیت پڑھی	یعنی اللہ نے ہے یوں تاکید کی
اور یہ ہے البتہ سید ہی راہ مری	بس لسی کی تم کرو اب پیروی

جنت الفردوس جو درکار ہے	
یعنی یہ اللہ کا جو ہے راستہ	جو محمد نے ہمیں بتلاد
جنت الفردوس میں لیجائیگا	یہی رستہ ہے سنو اللہ

اور رستوں سے تمہیں کیا کارا	
اور رستوں میں نہ چلنا غم کہی	اگر چلو گے ہو گے غم گمراہ ہی

آستین میں گی حلاصہ بر ملا	تا کہ اوسکو سمجھے ہر چھوٹا بڑا
فاسقون کو اس سے پر انکار ہے	
یعنی فاسق جو کہ ہینگے بیگمان	وہ کچی قرآن میں کرتے بیبا
کہتے ہیں قرآن ہے مشکل گران	ہر کوئی عالم اسے سمجھے کہاں
پر سمجھنا مجتہد کا کار ہے	
امیوں نے جو کہ یہ تخصیص کی	مجتہد سمجھے نہ سمجھے اور کوئی
اون کو تقلید و ن کی باری کی	اس سبب وہ ہو گئے منکر سبھی
لگ گیا تقلید کا آزار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ قمر میں وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كَرِهَ مِنْ مِّثْلٍ كَرِهٍ ط یعنی اور البتہ تحقیق آسان کیا	ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑو
رب کہے آسان کیا ہم نے قرآن	پر نصیحت کیلئے اسے موشان
ہے کوئی پکڑے نصیحت انہن جان	نصیحت سبکی ہے اسی بیگمان
مجتہد کی قید کیا درکار ہے	
بلکہ جتنا یہ کہ ہے سارا جہان	واسطے سب کے نصیحت ہے قرآن
پراسے سمجھیں گے مومن بیگمان	منکروں کی واسطے ہے یہ گران
کیون کہ منکر کو بڑا انکار ہے	
آیتوں سے صاف یہ ظاہر ہوا	یہ قرآن سمجھیں گے مومن جابجا
پھر جو کوئی یوں کیگا باخطا	مجتہد سمجھے نہ اپ کوئی رھا

یہ کلام اللہ بیشک ہے مبین	جس سے بہتر ہے نہین گویا کین
یہ فصاحت ہے کمالی ہمنشین	جس نے بھیجا ہے فصیح اوسانین

یہ فصیح ہے اور کلام انوار ہے

تاکہ اوسکو سمجھ لیں خاص و عام	شرط ہے مومن وہ ہو دین لاکلام
بجہت ہوں پاک وہ ہو دین امام	سب کا ہادی یہ اللہ کا کلام

مؤمنوں کا سب اس میں کار ہے

فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ
يَعْدِي لِلّٰهِ هِيَ اَقْوَمُ وَبَشَرٌ اَلْمُؤْمِنِينَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اِنَّ لَهُمْ جَزَاً كَبِيْرًا ط یعنی یہ قرآن بنا ہے وہ
راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا اونکو جو یقین لائے
اور کی نیکیاں اون کو ہے ثواب بڑا۔ **نظم**

بلکہ قرآن کو خدا نے یہ کہا	مؤمنوں کو دیوے سیدھی رہتا
اور ہدایت اور رحمت ہی بڑا	مؤمنوں کو دیوے یہ مشر وہنا

مؤمنوں کا ہادی سے بیشک کار ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ
اور ہم نے اوتارین تیرے طرف آئین تین واضح اور رنگ
نہوں گے اون سے مگر وہی جو حکیم ہیں

اور ہے رہنے بنی کو کہدیا	تجپہ چہنے جو کہ یہ نازل کیا
--------------------------	-----------------------------

فَمَا يَأْتِيهِمْ فِيهِ مِنَ الْمَوَالِدِ يُبْعَثُونَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِنْهُمْ مَثَلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِهِ وَيُرَكِّبُكُمْ
يَعْلَمُ لَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ الْغَى
ضَلُّ مُبِينٍ ترجمہ یعنی وہ ہے اللہ جس نے اوٹھایا سوچ

ان پڑھوں کے ایک پیغمبر انہیں میں سے پڑھتا ہے اور ہر ایک
نشانیاں اوسکی اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اونکو کفر
اور حکمت اور تھیتق ہتی پہلے اس سے پہلے البتہ حق کرا ہی ظاہر کے

اوسکی باتیں ہیں فصاحت میں پڑھی
پڑھتا اونپر آیتیں اوسکی گہڑے

اور معلوم ہے وہ حکم دیتا ہے

وہ سکھاتا اونکو اللہ کی کتاب
یعنی وہ حکمت حدیثیں اور کتاب

پہلے تھے مگر صریح اظہار ہے

یعنی کرا ہی میں تھے سارے پڑے
سارا قرآن وہ ہمیں سمجھا گئے

اور نکالا کفر کا اچار ہے

جب بنی کو یہ چار بنے درجہ بن

دفع ساری ہو گئیں کرا ہیان

اور نازل کر دیا اونپر قرآن

اور تقلید میں ہویں سب دین

کیونکہ تقلید میں شرک کا کارہ

لہ یہ آیتیں یاد
سمیع اللہ کے
میں ہے

اس لئے اب سمجھنا دشوار ہے	
وہی سمجھے تھے نہ اب باقی رہا سارے مومن رہ گئے بیچارے	یعنی جو کہ مجتہد پہلے ہوئے اس طرح کہنے سے اجاہل تریے
اور گویا یہ قرآن بیچارے	
ہاں فقط اوسکی تلاوت کر رہا پر عمل و سپر نہیں کرتا ذرا	بعضی کو قرآن سے مطلب کیا تقریر برکت کا سبب ہو جائیگا
اور عمل سے بس اوسے انکار ہے	
یعنی جو اونکے اماموں نے کہا مان لیتا ہے اوسے وہ دل لگا	اور عمل تقلید پر ہے کر رہا گر مخالف ہو کلام اللہ کا
شرک تقلیدی کا یہ آزار ہے	
جو کہے قرآن کو مشکل ہے جی ہوا اگر صرفے و غوی خوب ہی	اوسکو تقلید و ن کی بیماری ہو یعنی اب سمجھے نہ کوئی عالم کبھی
گرچہ سب علموں و افکار پر	
رب ہمارا اس طرح سے بولتا ہاں فقط سمجھے امام و اولیا	قول سے جاہل کے یہ ظاہر ہوا ھر کوئی سمجھے نہیں و سکا پتا
اب کے عالم کو قرآن دشوار ہے	
جو کہے قرآن نہ سمجھے اب کوئی جو کہے ایسا ہوا فاسق غوی	ایسا بکنا ہے سراسر جاہلی ایسے کہنے میں حماقت ہے بڑی
اس عقیدہ سے پناہ درکار ہے	

آبَاغْنَا الْوَكَانَ أَبَاوَعْمَلًا يَعْقِلُونَ شَأَوَلًا يَشْدُونَ
 اور جب انکو کئی چلدا اس پر جو ناز کیا اللہ نے کہیں ہم چلین گے
 او سپر جس پر دیکھا اپنے باب دادون کو بلا اگر یہ اون کے
 دادے نہ عقل رکھتے ہوں کچھ در شاہ کی خبر

نظم

اور اونہیں کیوں اسطے آیا قرآن	جو مقلد ہو گئے تھے مشرکان
پتے جبکہ اونکو کہتے مومنان	ہو مبطیع اوس کے جو ہے حکم قرآن

مانو جو رب نے اوتارا کار ہے

موسون کو کافران دیتی جواب	جو مقلد باب دادا کے خراب
کہتے ہم مانے نہ اللہ کی کتاب	باب دادو کے سطیع تھے ثناب

پر ہمیں قرآن سے انکار ہے

بس اسے تقلید کہتے بن احی	جسکی ہے قرآن نے تردید کی
اور جتنے تھے سبھی حضرت نبی	کر چکے تردید اس تقلید کی

دیکھو قرآن میں یہی اظہار ہو

فرمایا اللہ تعالیٰ اسے سورہ توبہ میں اخذوا اَجْبَارَهُمْ
 وَرَهْبًا نَصْرًا اَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ یعنی ٹھہرایا ہے اپنے
 مولویوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا

یعنی اللہ نے اونہیں مشرک کہا	رب نامی تھی جو اللہ کے سوا
مولوی درویش کو مثل خدا	تھے پکڑے تھے نصر ای پر خطا

معنی تقلید کی سنو ذرا	پہلے لغوی تین تین ہین دون گابتا
گھونہ ہو گائے کا یا بھینس کا	اوسکی گردن میں کوئی پٹا پڑا
یا کوئی گنٹال گھنٹا گھسرو دار ہے	
دوسرا معنی جو ہے تقلید کا	اصطلاحی ہی تو سننے اسی قنا
قول ہوے جو کسی انسان کا	بے سند کوئی عمل ہے کر رہا
اور دلیل اوسکو نہیں درکار ہے	
وہ دلیل اوس سے نہیں ہو چکا	جو مقلد ہے کسی کا ہو گیا
مولوی نے اوسکے جو کچھ کہدیا	مان لیتا ہے اوسے وہ پر جفا
شرک تقلیدی میں وہ بیمار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں ان احکامہ لا	
اللہ یعنی حکم کسی کا نہیں ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے فائدہ یعنی یہ کہ	
شان اور مرتبہ نہیں کہ وہ اپنی رائے سے مخلوق پر حکم جاری کرے	
اور لوگ اوسکو نعل میں لاوین اور اوس رائے کو دین سمجھیں مگر یہ	
اللہ ہی کی شان ہے اوسے کا حکم ماننا اور عمل کرنا ضرور ہے	
شرک ہونے میں بہلا کیا شک	حکم ماننے غیر کا مثل خدا
نہ کسی کا حکم پر اللہ کا	سورہ یوسف میں یہ فرمایا
پھر بعد تقلید کیا درکار ہے	
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں وَ اِذَا قِيلَ لَهُمُ	
اتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا الْاٰصْنَاعُ عَلٰی	

یہ ساری باتیں
میں نے پہلے ہی
کہی تھیں

إِنَّا كُنَّا نَعْبُدُ هُمْ فَقَالَ لَيْسَ تَعْبَرُ مَوْنٌ مَا أَحَلَّ اللَّهُ وَ

خَلُونِ مَا حَرَّمَ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ تِلْكَ عِبَادَتُهُمْ

ترجمہ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں لکھا ہے کہ

روایت کی ہے ابن سعد اور عبد بن حمید اور ترمذی نے اور حن غیب

کہا اوسکو اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ

اور بیہقی نے اپنے سنن میں عدی بن حاتم سے کہ لہا آیا میں نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حالانکہ وہ بیٹے تھے سورہ برآہ کی یہ

آیت اتَّخَذُوا أَجْنَادَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ

یعنی ٹھہرایا ہے اپنے مولویوں اور درویشوں کو مالک اپنا درے

اللہ سے خبردار ہو تحقیق وہ لوگ یعنی یہود اور نصاریٰ انکی

پرستش تو نہیں کریتے تھے لیکن اُنکا یہ حال تھا کہ جس چیز کو اُنکے واسطے

وہ حلال کر دیتے تھے اوسکو حلال جانتے تھے اور جس چیز کو وہ واسطے

انکے حرام کر دیتے تھے حرام جانتے تھے اور روایت کیا ہے اس باب تکوا احمد اور ابن

حریر نے انتہی اہل تفسیر نیشاپوری میں ضمن آیت اتَّخَذُوا أَجْنَادَهُمْ

وَرَبَّانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ کے مذکور ہے کہ اس آیت

کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے معنی میں ٹھہرایا ہے یہود اور نصاریٰ

کے اپنے مولویوں اور درویشوں کو معبود بعد اتفاق کے اس بات

پر کہ وہ حقیقت میں اُن درویشوں کی پرستش تو کیا نہیں کرتے

تھے ہر کپارا دے اس سبب و ٹھہرانے سے پس کہا اکثر مفسرون نے

یعنی جو کہتے ہو وہی سبے خبر	اور نساہ کی بہائی اونکے بے ہنر
مولوی اونکے جو کچھ کہتے لیجئے	اقتدا اونکی رہ کرے تیسرے
اس لئے مشرک کہا اظہار ہے	

تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن کی جلد دوم کے صفحہ ۲۴۲
 میں اصل عبارت یہ ہے اخرج ابن سعد و عبد بن
 حمید و الترمذی و حسنہ و ابن المنذر و ابن ابی خاتم
 و ابوشیخ و ابن مرد و ابویہ و البیہقی فی سنة عن عدی
 بن حاتم قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و هو یقرأ فی سورة براءة اخذ و احبارہم
 و رہبانہم ارباباً من دون اللہ فقال اما انہم
 لم یکنوا یعبدونہم و لکنہم كانوا اذا حلوا
 لہم شیئاً استحلوا و اذا حرموا علیہم شیئاً حرموا
 و اخرجہ ایضاً احمد و ابن جریر اتعہی اور تفسیر نیشاپوری
 کی اصل عبارت معیار الحق چاہے لاہور کے صفحہ ۵۲ میں یہ ہے
 اتخاذہم ارباباً بعد الاتفاق علی انہ لیس المراد
 انہ جعلوہم الہة فقال اکثر المفسرین المراد انہم
 اطاعوہم فی اوامرہم و نواہیہم و نقل عن
 عدی بن حاتم انہ کان نصرانیاً فاتعہی الی النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم و هو یقرأ سورة البراءة فلما وصل الی هذه الایة قال عدی

رب بنائے ہیں سوا اللہ کی جی	کیونکہ اونکی کرتے ہیں وہ پیروی
اونکو اپنے عالموں سے کار ہے	
مُن کے لضرانی عدی یہ بول تھا	ہم نہیں پوجے تھے اونکو کچھ ذرا
یہ جو اللہ نے ہمیں مشرک کہا	یا رسول اللہ وجہ ہے اسکی کیا
پوجنے سے تو ہمیں انکار ہے	
پھر کیا حضرت نے اوس سے یوں کلام	سُرج بنانا تو یہی ہے لاکلام
جو بتا رہے مولوی کہتے حرام	اور حلال اوسکو کیا رب نے تمام
اونکی حرمت کا تمہیں اقرار ہے	
اون حراموں کو بھی وہ کرتے حلال	جو حرام اللہ نے کین بے قیل و قال
مانتے کہنے کو اونکے ہمیشہ	اور عمل میں لاتے اوسکو با خیال
رب پکڑنے کا یہی اطوار ہے	
اس سبب رب نے انہیں شرک کیا	اونکے قول و فعل مانے ہو سدا
ابن بیان سے خوب یہ سمجھا گیا	جو مقلد ہے وہ مشرک ہو چکا
مشرکوں میں وہ مقلد غوار ہے	
اب چوڑی میں قرآن نا پکار	اور مقلد میں اماموں کے گنوار
وہ ہی مشرک ہیں قرآن میں آشکار	دیکھ لے قرآن اگر ہے ہوشیار
میرے کہنے سے اگر شک داری	
میرے کہنے کا اگر باور نہیں	دیکھ لے قرآن میں ہے بالیقین
پھر جو قرآن کو نہ مانے وہ لعین	اوس پہ لعنت ہے قرآن میں

کہ مراد یہ ہے کہ وہ متابعت کر سکتے تھے اور درویشوں کے امر و نہی میں چنانچہ روایت ہے عدی بن حاتم سے کہ وہ نصرانی تھے پس یہودی یا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس حالت میں کہ آپ سورہ برات پڑھ رہے جب اس آیت تک پہنچتے تو عدی بن حاتم بولے کہ ہم عباد تو نہیں کرتے تھے اپنے مولویوں اور درویشوں کی یعنی پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حرام نہیں سمجھتے تھے اس چیز کو جو اللہ نے حلال کر دی ہے اور حلال نہیں جانتے اس چیز کو جو اللہ نے حرام کر دیا ہے عرض کیا اس نے کہ یہ تو بات بیشک ہے فرمایا آنحضرت نے کہ یہی عبادت ہے اور مولویوں اور درویشوں کی یعنی جس سبب اللہ تعالیٰ تمہارے نام لگا تا ہے اسکے ساتھ کی اور یہی عبادت تھے مگر یہ سبب خوف طول کے اسی پر لکتا کیا گیا **مقطع**

اور تفسیر وین میں بیگا جا بجا	ترمذی نے یوں روایت ہی کیا
ایک نصرانی عدی نام اذ نکاتا	خدمت حضرت میں وہ حاضر ہوا
ابن حاتم کا بیان اسے یار ہے	
ابن حاتم اس گھڑی موجود تھا	اور نبی پڑھتے یہ آیت با صفا
رب پکڑ لے تھیں وہ اللہ کے سوا	جو ہیں نصرانی یہودی پر جفا
رب پکڑ نا اذ نکا یوں اظہار ہے	
یعنی جو کہ ان کے منگے مولو سے	اور درویش ہیں ان کے سبھی

كَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ يُخَالِفُهُ قَالَ اَتْرُكُو قَوْلِي بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ
 یعنی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ نے
 کچھ کہا اور کتاب اللہ اسکے مخالف ہو آپ نے جواب دیا میرا قول
 کتاب اللہ کے مقابل میں ترک کرو اور اسنے پوچھا اگر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس کے مخالف ہو آپ نے
 جواب دیا میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کے
 مقابل میں ترک کرو پھر اسنے پوچھا اگر قول صحابہ کا اس کے مخالف ہو
 میرا قول صحابہ کے مقابل میں ترک کرو۔ اور جلال الدین سیوطی نے کتاب
 کتاب الرد علی من اخلد الی الارض من لکھا ہے ھَلْ اَبَاحَ
 مَالُکَ وَاَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيَّ قَطْلَ احَدٍ تَقْلِيْدَ هُمُ
 حَامِلَالِہٖ مِنْہُمْ بَلْ اِنھُمْ قَدْ نَهَوْا عَنْ ذَالِکَ وَکَمْ
 یَفْسَحُوْا لَاحِدٍ فِیْہِ یعنی کیا مباح کیا ہے مالک اور ابو حنیفہ
 اور شافعی نے ہرگز واسطے کسی کے تقلید اپنی پاکی ہی اللہ کو اونہ
 بلکہ وہ تحقیق منع کرتی تھے اس سے اور نین فراخی کرتی تھی
 واسطے کسی کے پیچ اسکے۔ اور امام شعرائی نے الیوقت والجاہر میں لکھا
 وَكَانَ اَلَا مَامُ مَالِکَ یَقُوْلُ مَا مِنْ اَحَدٍ اَلَا وَ مَا خُوْذُوْا
 مِنْ کَلَامِہٖ وَ مَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
 عَلَیْہِ وَسَلَّمُ یعنی اور امام مالک کا یہ حال تھا کہ کہا کرتے تھے
 جو ہی سو اپنے کلام میں باخوذ ہے اور اسکا کلام قابل رد کے ہے

ہر طرف سے مدد اور ہنگامہ	
اسلئے ہنگامہ ہے اور سپر ہڈی	کیونکہ یہ تقلید ہے سب سے بڑی
اور جنت بھی حرام اسپر ہڈی	سب اماموں نے مذمت اسکی کی
مشرکوں کا گھر بھی فی النار	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں اِنَّهُ مَن تَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ	
اَحْرَزَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَاكَا الشَّارُ وَمَا لِّلظَّالِمِيْنَ	
مِنْ اَنْصَادٍ ۝ یعنی تحقیق جو کوئی شرک کرے ساتھ اللہ	
کے سو حرام کی اللہ نے او سپر جنت اور اوس کا ٹھکانا	
دوزخ سے اور کوئی نہیں گنگارون کی مدد کرنے والا۔	
دوزخی دوزخ میں وہ ہر دم ہے	جوف ای شرک اللہ سے کرے
نار ہے اوسکا ٹھکانا نار ہے	اور بہشت اوس پر حرام اللہ کی
ظالموں کا کون حامی کا رہی	

چاہا اماموں نے اپنی اور اپنے عزیزوں کی تقلید کرنے سے منع کر دیا
 ہمارے فضیلت العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے نقل کیا
 ہے عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ اِذَا قُلْتُ تَوَلَّاهُ وَكَتَابُ اللّٰهِ
 يُخَافُہُ قَالَ اَشْرَکَ وَاَقُلُّیْ بِلکتابِ اللّٰهِ فِیْہِ اِذَا کَانَ
 خَبَرَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
 یَخَافُہُ قَالَ اَشْرَکَ وَاَقُلُّیْ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ اِذَا

عجب ہے
 میں نے
 یہ سنا
 غصہ کی
 قادیانی
 سے
 وہ

صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان نہیں اور دوسرا وہ شخص ہے جو اسے یعنی قیاس کی باتوں سے واقف ہے ان دونوں میں سے مسائل دین کس سے پوچھیں امام احمد نے جواب دیا کہ حدیث والے سے پوچھیں اور قیاس والے سے نہ پوچھیں اور یہی کہا کرتے کہ حدیث ضعیف بھی ہو تو یہی مجھے بہتر معلوم ہوتی ہے لوگوں کی رائے سے یعنی قیاس کی باتوں سے

عظیم الشان
کتاب

سب سنو تقلید کرنا ہے حرام	دیکھو اکثر محدثین میں تمام
اوستور کو ہے بوحیفہ کا پیغام	لو حدیث چھوڑ دو یہ کلام
شافعی کی کتاب بھی گفتار ہے	
سب اماموں نے یہی ہی کہا ہے	ست کر و تقلید شخصی کو نہ
اون اماموں نے جہان سے بلایا	تم ہی لو اس جہان سے اجاہر و مد
سنت و رتن میں لو سفار ہو	

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ اہزاب میں یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَرْكَانَ دِينِكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُوعَدُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۚ ترجمہ یہ ہے یعنی
لوگو جو ایمان لائے ہو فرمان برداری کرو اللہ کی اور کہا انور رسول کا اور
جو اختیار والے ہیں تم میں سے پس اگر جگہ و تم بیچ کسی چیز کے ہیں میری
اوس کو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر ہو تم ایسا نہ لاتی

بجز کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ورنہ احکام البیہقی
 عن الشافعی اِنَّهٗ كَانَ یَقُولُ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَدَّیْ
 وَفِی رَوَاۤیَۃٍ اِذَا رَاۤیْتُمْ کَلَامَیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ
 فَاعْمَلُوا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْهُ بِکَلَامِی الْحَاطِطِ یعنی اور عام
 اور بیہقی روایت کرتے ہیں شافعی سے کہ وہ کہا کرتے تھے اگر حدیث صحیح
 ملجادی تو میرا مذہب وہی ہے اور سچ ایک روایت کے ہے کہ کاشافعی
 نے جب میرے کلام کو دیکھو کہ حدیث کے مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو
 اور میرے کلام کو دیوار پر ٹیک دو اور امام شرافینی نے البیہاقیت و الجواب
 میں لکھا ہے وَكَانَ اَلْاِمَامُ اَحْمَدُ یَقُوْلُ لَیْسَ کُلُّ حَدِیْثٍ
 مَعَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ کَلَامٌ وَقَالَ اَیْضًا لِّرَجُلٍ لَا تَقْلَدْنِیْ
 وَلَا تَقْلَدَنَّ مَا لَکَ وَلَا اَوْلَاۤئِیْ وَلَا النَّخَعِیْ وَلَا غَیْرَھُمْ
 وَخُذْ اَلْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ وَاخْذْ وَاَمِّنْ اَلْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ
 یعنی اور امام احمد کا یہ حال تھا کہ کہا کرتے تھے کہ کسی کو احمد اور
 رسول کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے اور ایک شخص سے
 یہ بھی کہا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ
 جعفری کی اور نہ اور کسی کی تقلید کرنا اور احکام کو وہاں سے لے جائے
 انہوں نے لئے ہیں کتاب اور سنت سے فائدہ امام شرافینی
 میزان شرافینی میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ نے
 امام احمد سے پوچھا کہ ایک شہر میں ایک شخص فریضہ میں ہے لیکن اوسکو

جو نہ مانے گا وہی مسکروا	دیکھ لو آیت میں بیگیا لکھا
قسم ہے رب تیرے کی اموحطے	ہوئے غمانے تجھ وہ مسکروا
یعنی اوغین جب کوئی جھگڑا پڑا	فصل تیس کے کوئے نے جا بجا
مان لینا مومنوں کا کار ہے	
یعنی دل میں کچھ نہ تنگی کا روگ	بلکہ سارے دور ہو جاوین روگ
دلچیں جو منکر منافق ہیں وہ لوگ	مومنو جب یہ ہے کافر کا بہوگ
یہ منافق منکر و ن کا کار ہے	
اب بھی اکثر ہیں منافق نے این	بلکہ ہیں سرشہر کے اندر عیان
و عوہ کرتے ہیں مسلمان کا بیان	پر کچھ ایمان کا اوغین نہ بیان
یہ گروہ فاسقان بدکار ہے	
دین میں جو بدعتی مسکر ہے	فرقہ اور مذہب اپنے کے
دین کے بدلے دین دنیا لیکے	احمدی فرقہ سے وہ باہر ہوئے
دین احمدیہ انہوں نے عار ہے	
احمدی کے نار سے یہ بدعتی ہے	خوب چڑنے ہیں یہ اس سنگ
جو چڑے گا نار میں جاو غوی	کیونکہ یہ سچا ہے مذہب احمدی
احمدی وہ جو نبی کا بار ہے	
<p>۵۱</p> <p>حدیث شریف عرس عبد اللہ بن عمری و قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعمر</p>	

یہ فرقہ احمدی ہے جو بدعتی ہے

یہاں سے لے کر
تک جو کچھ لکھا ہے
وہ سب کچھ
میں نے لکھا ہے

یہاں سے لے کر
تک جو کچھ لکھا ہے
وہ سب کچھ
میں نے لکھا ہے

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ بہتر ہے اور اچھا ہے جزا میں ہے	
سنت و قرآن میں جو کچھ سب لیا	حق نے فرمایا تہیں ایسی مولیٰ
پیر وی بکی کر و تم گیان	اور قول صطفیٰ مانو بحسان
جس کو خالق نے کیا سردار ہے	
بادشاہی جو کوئی تم میں کرے	یا کہ قاضی مولیٰ فتوا کے
گروہ قرآن سے کہی کرنا پیرے	اوسکی طاعت میں تہیں مرنا پیرے
تکو مرنے تک یہی درکار ہے	
اور اگر تکو کہیں وہ نارو ہے	ماں شاہر گز نہیں اونکا کہا
پس اگر تم میں کوئی جہگڑا پڑا	پہر دورب کی طرف تم نے یا
اور نہ ہی کی طرف بہتر کار ہے	
سے یہ اس فیصلہ بان گیان	جو بنی کدے تہیں کمنان
مان لو اسکو اگر ہو با ایمان	یہی بہتر ہے سنور کا بیان
فیصلہ اپنے کا یہ اطوار ہے	
جو پھر اس سے ہوا خوار و حجل	اور ایمان ہی گیا اوس سے نکل
سنت و قرآن پہ جو کرے عمل	مومنوں میں ہو گیا وہ بخیل
سورہ نسا میں متقی ہے اور وہ ایمان رکھ	
فَلَا وَتَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُخَرِّجُوا مَوْلَاهُمْ فِيمَا تَحَرَّيْتُمْ لِمَنْ لَا يَجِدُ دَا	
فِي الْأَنْفُسِهِمْ حَتَّى حَامِيَ مَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا إِلَيْكُمْ	
اور یہی رہنے ہے مستقیم	ماں لو حاکم بنی کو جا بجا

اس سوا مذہب جو ہے تقلید کا	کذب ہے باطل بیان پر دم ہوا
ایک مذہب احمدی خٹارہ	
کوئی کہلاتا ہے یار و شافعی	یا کہ ہوں میں الکی و ضنبلی
حقیقہ میں ہو گیا شفی کوئی	واہ کیا حصہ لگاؤ خوب جی
دین احمد کو کیا یوں چار ہے	
حکم کیا اللہ نے نکو و یا ۛ ۛ	دین کے ٹکڑے جو ہیں تھنے کیا
یا نبی صاحب نے یہ فرما دیا	چار مذہب بعد میرے لوہنا
یا صحابہ کا اثر آثار ہے ۛ	
بو حنیف نے کہیں فتوا دیا ۛ	مذہب و تقلید لو میری سدا
شافعی نے یا کہیں اسکو لکھا	مالک و احمد نے یا یہ ہے کہا
دو سناؤں کی ہمیں درکار ہے	
گر کہو اجماع امت کا ہوا ۛ	یو چتا ہوں کس طرح اجماع ہوا
دین احمد کو جو ہے ٹکڑے کیا	بلکہ یہ اجماع ہے اولٹا ہوا
کیسا یہ اجماع تفرقہ دار ہے	
تم اگر سچے ہو کچھ لاؤ دلیل	اور نین مذہب کی چوڑ و قال
یعنی تقلیدی جو ہے مذہب ذلیل	چوڑ دواؤ اسکو کہ ہو وہ بدلیل
شرک اور باطل ہے اور بکاری	
بو حنیف شافعی اور مالکی ۛ	پیر و مرشد اور ولی و ضنبلی
اپنی تقلید اور مذہب سبھی	منع کر کے وہ گئے دنیا سے ہی

اُمّتی علی ثلاث و سبعین ملّة کأصم فی النار الا ملّة
 واحده قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ
 واصحابی رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب
 ترجمہ اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متفرق ہوگی امت میری
 اوپر تتر گروہ کے کہ وہ سب بیچ دو رخ کے ہونگے مگر ایک گروہ
 صحابہ نے عرض کیا کونسا ہو گا وہ گروہ اسے رسول خدا فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے چسپین ہوں اور میرے اصحاب روایت
 کی ترمذی نے اور گمایہ حدیث حسن غریب ہے۔

بن عمر نے یوں روایت کری	اس طرح فرما گئے حضرت بنی
فرقہ فرقہ ہونگے میرے امتی	پہر تتر ہوں اسے گنلو سبھی

کہدیا پر گم	فے النار ہے
یعنی سب کے وہ ہونگے دوری	مان مگر ہوا ایک فرقہ جنتی
سنکے اصحابوں نے پہر پر عرض کی	کون فرقہ وہ ہو گا جنتی

باغ جن کے واسطے تیار ہے	پہر صحابہ کو خبر حضرت نے دی
جتنے فرقہ جو جو پوسے تھے سبھی	راہ میری اور میرے اصحاب کی
جو چلے گا ہوسے گا وہ جنتی	

اس سوا فرقہ	ک فی النار ہے
ایک ہی فرقہ ہے جنت جانیگا	احمدی فرقہ ہے جنت جانیگا

اسکے باوجود ہونے ایک قرآن اور ایک نبی کے مثل یہود اور
نصاری کے کئی طریق نکال کے کوئی حنفی اور کوئی شافعی کوئی حنبلی
کوئی مالکی کوئی قادریہ کوئی نقشبندیہ کوئی سہروردیہ کوئی حشمتیہ
ہو گیا دین میں رخنہ ڈالنے کے طریق نکالے تقویت الایمان نظم

پکڑو تم رشتی سبھی اللہ کی	جو کے نوٹے گی نہیں ہرگز کہی
فرقہ فرقہ تم نہیں ہونا جی	شافعی و مالکی و حنبلی

چار مذہب نہیں کیا کار

بیان چار مصلون کا

بدعتی چارون مصلون کو پکڑ	چار مذہب کہتے ہیں یہ نام ہم
چھوڑ کر قرآن کو یہ بخیہ	اور کرین تقلید شخصی کو مگر

کیا انہیں قرآن سے انکار

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں **وَلَا تَتَّبِعُوا**
مَعًا مِا بُرَّاهِیْمَ مُصَلًّی ترجمہ
یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو جائے غار کے فائدہ
یہ آیت صحیح دلیل ہے اسباب کہہ بجز مقام ابراہیم
کے اور کسی جگہ پر مصلہ نہ بنایا جاوے

کیونکہ قرآن میں تقبیگایوں لکھا	ہے مصلے ایک ابراہیم کا
بدعتی تو چار کی آیت دیکھا	یا حدیث و قول اصحاب و کما لا
ورنہ توبہ اپنے درکار ہے	

کیونکہ یہ تو شرک بتا کر ہے	
پہرہ بلا تلو یہ کیسا خدا پرستی	دین کے ٹکڑے کئے تھے کئی
چوڑ کر قرآن کی کیوں پروری	کرتے ہو تقلید شخصی ہر گہری
کیا تمہیں قرآن سے انکار ہے	
کیا ہوا تلو سمجھتے کیوں نہیں	چوڑتے تقلید شخصی کو نہیں
مان لو قرآن اگر ہو نہ نہیں	فرقہ فرقہ تم نہیں ہونا کہیں
پہوڑنا دین میں کفر کا کار ہے	
سے تعجب آتا انکی بات میں	چار مذہب کو تو یہ سجا کہیں
ایک کی تقلید پر کرتے تھن	مسئلہ تینوں کے ناجائز کہیں
کیوں عمل کرتے نہیں دوسوا	
چار مذہب جب ہو چکے ہیں	کیوں عمل کرتے نہیں چاروں میں
فاتحہ پڑھ لو اگر ہو مقتدی	اور پکارو زور سے آمین یہی
غور سے دیکھو کیا قرآن ہے	
اور ہتھارو قرآن سے بے بر ملا	چار مذہب مانتے ہمتور ملا
چار مذہب میں بھی ثبات ہوا	لو جو قرآن وحدیثوں میں کجا
چوڑ و تقلیدین شرک کا ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں وَاَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا یعنی اور مضبوط پکڑ لو رہی اللہ کے ساتھ سب کا اور نہ الگو یعنی دین میں فَانفَلَتْ اب غلا	

سوان چار مصلے اور چار مذہب حقیقی شافعی مالکی حنبلی ہونیکی دلیل کوئی قرآن شریف و حدیث سے ثابت نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یاروں نے چار مصلے اور مذہب بنائے سوان مصلوں اور چار مذہب کے بدعت ہونی کچھ شک نہیں اور نہ چاروں اماموں نے اپنے مذہب اور مصلے بنائے گئے بلکہ اونہوں نے منع کیا اپنے اور اپنے غیر کی تقلید سے

بہ خبر یوں حکو مخفی نہ دی	بعد میرے گر کوئی ہوتا بنے
تو عمر ہوتا اسے جانو ہے	ہے بڑی بوجہ کی عزت انی

اور علی عثمان ہی عزت داری

پھر بھلا اُنکے مصلے کیا ہوئے	یا کہیں ٹکے سے وہ چوری گئے
یا کہیں حبشی اوٹھا کے لیگئے	رومیوں نے یا کسی چار کھدیئے

جو خبر دے وہ بڑا ہشیار ہے

پر مصلوں کا نہیں لگتا پتا	وہ ہونڈ مارین سارے دنیا کو بھلا
بوصیفہ نے بدلا کسی لکھا	اک مصلہ تم مرا لینا بنا

شافعی نے یا کیا تیار ہے

مالک و احمد نے یا فرما دیا	یا کہ یوسف نے لیا انکو بنا
دو سدا انکے بہین سچا لکھا	اور نہ بدعت ہو چکی یہ بر ملا

اک مصلہ صاف بے ٹکرا ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسئلواہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

تہجہ جو بکرہ و علی حضرت کے یار	اور عمر عثمان غنی اہل وقتار
وصف ہے الحاکم انہیں آشکار	اور ہمیں یہ کیا ہے بے شمار

پا پیاروں پر خدا کا پیار ہے	
اس لئے حق نے انہیں پیدا کیا	تانبی کے ساتھ وہ رہوین سدا
اللہ زیادہ کسا ہو	ہیں مصاحب یہ محبوب خدا

رتبہ انکا عید و بیار ہے	
-------------------------	--

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ لَوْ كَانَ بَعْدَ نَبِيِّ
لَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ حَرْبٌ شَكْوَاةٌ كَبَابِ سَامِ
عَمْرُو بْنُ لَكَا ہے ترمذی نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ
نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر تو خطاب کا بیٹا عمر ہی ہوتا
فائدہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابو بکرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کی تعریف بہت حدیثوں میں
فرمائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور باقی
یاروں کی بھی تعریف بہت حدیثوں میں فرمائی ہے اور فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرقہ کہ میرے اور میرے اصحابوں کے
طریقہ پر ہوگا وہی فرقہ جنتی ہوگا اور خلاف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابوں کے
جو فرقہ ہونگے سب دوزخی ہونگے

گویا مذہب میں ہر اک مختار ہے	
حقیقہ کہتے کہ ہم سب میں بڑے	اک مصلہ پر ہمارا زور ہے
شافعی کہتے کہ ہم سب کھرے	جگہ ابراہیم پر جا اڑے
فخر کرنے کو ہر اک تیار ہے	
نام تھا بیسق سنو اُس مرد کا	جس نے اس بدعت کو ہی جاری کیا
دیکھنا چاہے اگر کوئی لکھا	وہ حدیث الفاشیہ دیکھے ڈرا
اور محی الدین کا یہ اظہار ہے	
دیکھ لے دل چاہی جو ظفر البین	جو محی الدین نے لکھی بالیقین
یہ مصالے چار اور مذہب معین	اوس میں ہے تردید انکی مومنین
دیکھ لیوے جو کوئی شک دار ہے	
دیکھ لے انصاف سے اور غور کر	تا حدیثوں کی ملے تجھ کو خبر
اور تجھے کھوٹا کھرا آوے نظر	تو محی الدین بنج دیکھ کر
کیا محی الدین پہ رب کا پیار ہے	
واہ کیا اچھی لکھی ظفر البین	بھید انکے کھل گئے ای مومنین
چوریان کرتے تھے جو شیطان لعین	قید میں وہ پڑ گئے کہ یو یقین +
چوری کرنا اب اوہنین دشوار ہے	
خوب پکڑا ہے محی الدین نے	عالم دہلی محدثین نے
غل مچایا گر پہ اہل کین نے	مارا ڈالا او کو اہل دین نے
اونکے تقلید و مذہب مسما ہے	

۷۷
یعنی مذہب مذہبی
محی الدین کا یہ بیان
سے غدار و بدعت
کا خوب کھل جائے
یعنی مذہب معین کا

یعنی پوچھ لو یا در کھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے ہو یعنی قرآن شریف اور حدیث شریف کے موافق دریافت کر لو۔

پوچھ لو عالم سے قرآن میں لکھا	وہ مصلہ ہیگا ابراہیم کا
اور جو کچھ اس رسالہ میں لکھا	پوچھ لینا اوسکو چون و چرا

سب کرو تحقیق اچھا کار ہے

پہلے مصلہ وقت اصحابہ نہ تھے	تابعین اور تابعین کے یار کے
یعنی جو بہتر زمانے تین تھے	اون زمانوں میں نہیں ہرگز

اور حدیثوں میں تو کیا از کار ہے

بلکہ یہ چاروں مصلے ناروا	دین میں جنکے سبب رخنہ پڑا
آئمہ سو برسوں کے پیچھے ای قفا	بعد ہجرت احمد حنیفہ الورا

ان مصلوں کو کیا تیار ہے

فرح بن برقوق جو اک شہ ہوا	عہد میں او کے تہاک فاسق
ان مصلوں کو لیا اوسے بنا	دین احمد اوسنے یوں ٹکڑی کر

گوشت باسنے جیسے کوئی تھا ہی

واہ کیا مالک بنا وہ بے وفا	بانٹ کر جو دین کو ٹکڑے کیا
حکم کیا اللہ نے اوسکو دیا	یا کہ تھا حضرت بنی نے یہ کہا

بانٹ دے سکو تو ہی مختار ہے

عدل اور انصاف یہ کیسا کیا	پورا حصہ ہی نہیں اوسنے دیا
آپسی میں کہہ رہے ہیں بر ملا	ہے مصلہ میرا فضل اور بڑا

و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الّا سلاماً دیناً
یعنی آپ کے دن پورا دیکھا تم کو دین تمہارا اور پورا کیا تمہارا احسان اپنا اور
پس کیا میں نے تمہارے واسطے دین مسلمان

یعنی اب قرآن پورا آچکا ہے	دین میں نقصان نہیں باقی رہا
بلکہ اب کچھ اس کے اندر ہے لکھا	پر نہیں اندھون کو لگتا ہے پتا

مثل چمکا ڈرا وہنوں کا کار ہے

یعنی یہ قرآن مثل آفتاب	روشنی اسکی بڑی ہے لا جواب
اگر دیکھے دن میں چمکا ڈر خراب	کیا خطا سورج کی ہے مثل شتاب

آفتاب روشنی اظہار ہے

حدیث نماز میں ہاتھ رکھنے کے بیان میں یعنی کس حکم
پر رکھنے چاہئے ہین *

عن وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی
علی یدہ الیسری علی صدرہ رواہ ابن خزيمة ط
روایت ہے وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نماز پڑھی
میں نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس رکھا حضرت نے اپنا داہنا
ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر اوپر سینے اپنے کے روایت کیا اس حدیث کو ابن

مومنوں کو پوچھنا یوں چاہئے	مولوی جی جو ہمیں بتلائے
اور اسکو قرآن میں ذرا دکھلائے	یا حدیثوں سے ہمیں سمجھائے
بلکہ لکھ دو یا ہمیں درکا ہے	
سنت احمد سے لکھو ایدریس	قول غیرون کے نہیں سنتے انیس
قول غیرون سے ہے نفرت میں میں	غیر کے قولون کو دوپتر سے میں
قول غیرون سے نہیں کچھ کار ہے	
غیر کے قولون سے ہم کو کیا پڑا	قول غیرون پر عمل ہے ماروا
ہم تو مومن ہو چکے ہیں با خدا	ہے ہمارے واسطے قرآن کھلا
غیر کے قولون سے ہم کو عار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں و نزلنا علیک الکتاب	تبیانا لکل شیء و ہدی و رحمہ و بشری
للسلمین ء اور اوتاری پہنچے بچپر کتاب یوار ہر چیز کا اور	راہ کی سوچہ اور مہربانی اور خوش خبری حکم بردار دیکھو
غیر کی باتوں سے ہمو کیا پڑی	بلکہ ہے قرآن میں برتنے کئی
فقد کی بھی ہمو کیا حاجت رہی	جبکہ رب نے بھیج دی نعمت بڑی
بس نے بھیجا وہ بڑا غفار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ میں الیوم اکملت لکم دینکم	

ثابت ہوئی حدیث صحیح جو واجب کرے عمل کو بیچ رکھنے ہاتھوں
کے نیچے سینے کے جیسا کہ کہا شافعی نے اور نیچے ناف کے
جیسا کہ مذہب ابو حنیفہ کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سینے پر
ہاتھ باندھنے کی حدیث صحیح ہے اسی پر عمل چاہئے۔

واہل ابن حجر کہتے ایسا	اقتدائین نے جو حضرت کا کیا
رکھتے سید ہا ہاتھ بائیں پر ہٹا	باندھتے سینے پر حضرت مصطفیٰ

لو حدیث صحیح میں اظہار ہے	
---------------------------	--

یہ حدیث مصطفیٰ ہلکی کھری	ناف کے نیچے کے وہ نیچے پر جی
ہے ضعیف اسکی نہیں حاجت ہی	جب حدیث مصطفیٰ پانی توئی

صحیح پر کرنا عمل درکار ہے	
---------------------------	--

حدیث شریف	
-----------	--

عن عباد بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن
یقراء بفاتحة الكتاب متفق علیہ وفی رواۃ لمسلم
بدیقا بام القرآن فصاح عدی روایت ہے عباد بن صامت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے سورۃ فاتحہ روایت
کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت مسلم کے
یوں ہے کہ نہیں نماز اسکی جو نہ پڑھے سورۃ فاتحہ اور زیادہ حدیث

یہ حدیث صحیحہ
باب اقراۃ فی الصلوۃ
کے پہلے فصل میں ہے

خزیمہ نے اور یہ حدیث صحیح سینے پر ہاتھ باندھنے کے باب میں
اور نیچے ناف کے ہاتھ باندھنے کی دلیل حنیفہ کی یہ ہے۔

عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ال**
علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال السنۃ وضع **+** **+**
الکف فی الصلوۃ ویضعہما تحت الستر رواہ **ابن**
وابوداؤد

روایت ہے ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنت ہے رکھنا بیتیلی کا بیچ ٹان
کے اور کہے اُن دونوں کو نیچے ناف کے روایت کیا اس حدیث
کو زرین نے اور ابو داؤد نے **فأیئذ** مسک الختام شرح بیان
المرام نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے ہی اسی طریق
سے روایت کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف
لایق حجت پکڑنے کی نہیں ہے چنانچہ کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم
میں کہ اتفاق کیا گیا ہے بیچ اسکے کہ حدیث حضرت علی کی یعنی ناف پر ہاتھ
رکھنے کی ضعیف ہی کیونکہ راوی اسکا عبدالرحمن بیٹا اسحاق واسطے کا ہے
اور وہ ضعیف ہے ساتھ اتفاق کے اور کہا ملا علی قاری حنفی نے بیچ مرقا
شرح مشکوٰۃ کے کہ رکھنا ہاتھوں کا نیچے ناف کے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہے
اور نیچے سینہ کے جیسا کہ مذہب شافعیہ کا ہے نہیں ثابت ہوئی بیچ
کوئی حدیث کہ لائق عمل کے ہو اور کہا ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہ یہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ

جسوقت کہ میں پکار کر پڑھوں مگر سورہ فاتحہ کو پڑھو فائل کا
کہ ابن جبر نے تھیں میں کہ صحیح کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور
ترمذی اور دارقطنی اور ابن جان اور حاکم اور بیہقی نے طریق
ابن اسحاق سے اور کہا محدث سلام اللہ نے محلی شرح موطا
امام مالک میں دارقطنی سے مرداد کے ثقہ میں اور اسناد او
ن ہی اور کہا خطابی نے اسناد اس کے جید ہے نہیں
میں کیا گیا اس میں اور کہا حاکم نے اسناد اس کے محکم ہے
اور کہا بیہقی نے صحیح ہے اور بلوغ المرام میں یہی حدیث عبادہ
بن صامت کے ساتھ یون نقل کی ہے و فی راویۃ لابن
حبان والذاد قطنی لا تجزی صلوٰۃ لا
یقراء فیہا بفاتحۃ الكتاب یعنی ایک اور روایت
میں ابن جان کے اور دارقطنی کے یون ہے کہ نہیں کفایت
کرتی ہے نماز جس میں نہ پڑھی جاوے سورہ فاتحہ اور مسک الختام
شرح بلوغ المرام میں لکھا ہے کہ کہا بیہقی کے کہ کہا دارقطنی نے اسناد
اس کے صحیح ہے اور صحیح کہا اسکو ابن قطان نے اور روایت کیا اسکو
ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور واسطی اسکے شاہد ہے حدیث
ابن ہریرہ سے ساتھ اس نقطہ کے کہ قبول نہیں کی جاتی ہے
وہ نماز کہ نہ پڑھی جاوے صحیح اس کے سورہ فاتحہ اور طبرانی میں ہے

وعن عبادة ابن الصّامت رضى الله تعالى عنه قال
 كنا خلف النّبي صلى الله عليه وسلم في صلوة الفجر فقراء
 فنقلت عليه القراءة فلما فرغ قال لعلمكم تقراءون
 خلف امامكم قلنا نعم يا رسول الله قال لا تعقلوا اسكوا
 بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرأ بهارواه
 الترمذى والنسائى معناه وفى روايه لابى داود
 وقال وانا اقول صلى بينا نزعنى القرآن فلا نقروا
 بشئ من القرآن اذا جهرت الا بآية القرآن ط

اور روایت ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 کہاتھے ہم پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں پس پڑھا
 حضرت نے قرآن پس بھاری ہوا اونپر پڑھنا پس جب پڑھ چکے
 نماز فرمایا شاید کہ تم پڑھا کرتے ہو پیچھے امام اپنے کے کہا ہم نے
 ان سے رسول خدا کے فرمایا نکلیا کرو تم یعنی نہ پڑھا کر کچھ مگر سورہ
 فاتحہ پس تحقیق نہیں ہوتی نماز اوس شخص کی جو نہ پڑھے سورہ فاتحہ
 روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور واسطی نسائی
 کی سنی اسکے ہیں اور بیچ روایت ابو داؤد کے یوں ہے کہ فرمایا او
 میں کہتا یعنی اپنے دل میں جبکہ قراۃ مجہر بھاری ہوئی کیا ہے
 واسطی میرے کہ نزاع کرتا ہے مجھے قرآن پس نہ پڑھو کچھ قرآن سے

نہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو تو وہ بلاغ البین کا مطالعہ کرے۔

نظم

یعنی اس آیت کو کرتے ہیں یہاں	جب پڑھا جاوے کلام اللہ جہاں
سب سنو اور چپ رہو ای دوستاں	فاتحہ پڑھنا منع اس میں کہاں

اور نماز دن کا کیا اذکار ہے

بلکہ اس آیت میں یہ مطلب رہے	جب پڑھا جاوے قرآن سن چپے
ہات کوئی شور و غل سے ناکرے	جو کرے غل شور وہ فاسق بنے

شور و غل تو کافروں کا کار ہے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْفِ
لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ط

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ احکم سجدہ کے چوتھے رکوع کے
شروع میں **ترجمہ** یعنی اور کہنے لگے کافر مت سنو
اس قرآن کو اور بیک کر داس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو

یعنی جب پڑھتے رسول اللہ قرآن	کافران اسطور بولے بد زبان
مت سنو قرآن غل کر دو دہان	تو کہ تم غالب رہو ان پر گران

سجدہ احکم میں اظہار ہے +

ابھی میں گئے بست سے ایسے شیر	جب سناؤ انکو یہ قرآن بشیر
غل بچا دین اور نہ مانیں بد کثیر	آیتیں بے محل لا دین لاضحیر

عزیز و عزیز کا کار ہے

عزیز و عزیز کا کار ہے

مقتدی اور مقتدا کوئی ہو ہو	بے پڑ ہے اس کے صلوٰۃ ہرگز نہ
فرصیت تو صاف ہے تکرار ہے	
فاتحہ سے روکتو جو عالمان	بے دلیلون کے وہ لڑتے ہیں عیان
بے محل آیت کو لاتے ہیں بیان	پہر بھلا اس سے منع ہوتا کمان
پہر منع کرنا انھیں بیکار ہے	

۴
 یہاں پر
 مذکور ہے
 کہ جو
 مقتدی
 اور مقتدا
 کوئی ہو
 وہ بے
 دلیل
 ہوتا ہے
 اور
 فاتحہ
 سے روکتا
 ہے
 اور
 بے
 محل
 آیت
 کو
 لاتا
 ہے
 اور
 بے
 دلیل
 ہوتا
 ہے

وَإِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِزَّ بِهِ وَالنَّصُوءَ الْفَلَكُ
 ترحمون ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ میں یعنی اور جب
 پڑھا جاوے قرآن تو سنو اور چپکے رہو تو کہ تم رحم کئے جاؤ
 مطلب اس آیت کا یہ ہے جب کوئی قرآن شریف پڑھے تو
 سننے والوں کو چاہئے کہ باتیں نہ کریں اور غل نہ مچا دیں کیونکہ غل
 پچانا کا فرون کا کام ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت قرآن شریف
 پڑھتے تھے تو کافر غل مچایا کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے حکم
 بھیجا سنو اور چپکے رہو تو کہ تم رحم ہو اور اس آیت میں یہ مطلب
 ہرگز نہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مت پڑھو اگر یہ حکم ہوتا تو
 حضرت کیون حکم فرماتے کہ سورہ فاتحہ کو پڑھ لیا کرو کہ بغیر اس کے
 نماز نہیں ہوتی امام ہو یا مقتدی اور آپ سے زیادہ قرآن
 شریف کون سمجھتا تھا اور حقیقی مذہب والے جو سورہ فاتحہ پڑھتی
 امام کے پیچھے منع کہتے ہیں کوئی دلیل ان کی قابل سند کے

فاتحہ کے ساتھ سورہ ممتد	اگر ملائے کام ہی یہ خوب ہے
-------------------------	----------------------------

یہ بخاری میں صحیح اظہار ہے

ابن تومکو چاہئے ای بھائیو	فاتحہ پیچھے اماموں کے پڑھو
جو دیا حضرت اسکو خوب لو	رب نے فرمایا ہے اسکو پہلو

علم مولے امان گرد نڈارہ

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝
 فرمایا اللہ نعالے نے سورہ نجم میں یعنی اور وہ یعنی رسول نہیں بولتا
 اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو پہونچاتا ہے اسکو یعنی انحضرت

اسکی مرضی کے خاف نہیں کستی

اور ہی سنلو ذرا سا اراحمی	رب نے یوں حضرت کی ہے ترویج کی
خواہش اپنی سے نہیں کہتا بنی	بلکہ پہونچاتا ہے اللہ کی وحی

حکم سے رب کے بنی کا کار ہے

نے محل ب آیتین قرآن کی	اور ضحافات انبار یوں اراحمی
فاتحہ کے منع میں لاوے کوئی	اور کہ انحضرت پڑھ ممتد

مان مت بات وستی پر آزار ہو

کیا نہیں سمجھے محمد مصطفیٰ	حکم جو انجیل پڑھنے کا دیا
وہ نہ سمجھے جو تو سمجھا بھیجا	بالیقین نواذمی سے خر ہوا

بانگ تیری چون خرم دار ہو

بلکہ اس آیت میں جو لغت میں ہے	بس رسول اللہ فی تخصیص کی
بس ہوا معلوم اس کے ہی ہی	جو خبر جس کو نبی صاحب نے دی
آپ کی سچی بڑی گفتار ہے	
یعنی فرمایا نبی نے یہ پیام	فاتحہ پڑھ لو غار و غنیمت تمام
مقتدی ہو یا کہ وہ ہو یا امام	سب کو پڑھنا فرض ہے بس لا کلام
یہ حدیثوں صحیح اظہار ہے	
سے عبادہ سے روایت صحیح تر	اوسمیں فرمایا نبی نے اس قدر
جس سے جب بین پڑھوں ان اگر	فاتحہ پڑھ لو نہ پڑھنا کچھ مگر
فاتحہ پڑھ لو ضروری کار ہے	
کیونکہ نے اس کے غار ہوتی نہیں	دیکھو اکتشہ حدیثوں میں
بدعتی کو کیا ہوا پڑھنا نہیں	کیا یہ سمجھا آپ سے زیادہ کہیں
ایسا دعوا جو کر وہ خوار ہے	
کیونکہ قرآن ہی تو اتر آپ پر	سب کو پھر سمجھا دیا تفسیر کر
فاتحہ پڑھنی منع ہوتی اگر	حکم کیوں کرتے ہمیں خیر البشر
فاتحہ پڑھ لو یہ فرضی کار ہے	
قول سے حضرت کے نیک ہوا	جب کسی کا مقتدی کوئی بنا
اور امام اس کا جس سے پڑھا	فاتحہ پڑھ لے نہ سورۃ کو ملا
سورۃ تین نفعیہ ہیں بہتر کار ہے	
یعنی جو ہووے کسی کا مقتدی	مقتدا اس کا پڑھے چسکی جی

۴۶

بعضے حنفی بولتے ہیں یہ کلام	فاتحہ ہم کیوں پڑھیں خلف امام
کس لئے پڑھنے بنایا یہ امام	اوسکا پڑھنا کافی ہے ہکو تمام
فاتحہ پڑھنا اوسی کا کار ہے	
ہم جواب اس کے بھی سنلو بھائی	کچھ تو پہلے گز میں تفصیل وار
کیونکہ حضرت نے کیا ہے شکار	فاتحہ پڑھنا ضروری ہی یہ کار
سبکو پڑھنا فرض ہے تھوڑی	
قول سے حنفی کے یہ ظاہر ہوا	فاتحہ پڑھنا نین ہکو روا
جب ہمارے مقتدا نے پڑھ لیا	بس ہمارا کام سارا ہو گیا
اب جواب اسکا بھی یوں اظہار	
یعنی جبکہ ہو گیا تو مقتدی	اب تشدد کی بھی کیا حاجت رہی
پڑ دیا اوس نے ہی تیری بولی	سب طرح اوس نے وکالت تیری
اور درودین کیا بچے درکار ہے	
بلکہ تنجکو جائے گھر میں ہے	اور گھر کا کار سب کرتا ہے
پیشوا تیرا نمازین پڑھ دے	مفت میں جاڑا و گری کیوں ہے
یہ عقیدے کا ترے اظہار ہے	
واہ کیا اچا کیا تھے وکیل	کر لو کل اذکار میں اوسکو کھیل
چوڑ دواپنی یہ بیک بیدلیل	در نہ ہو گے خوار و رسوا اور ذلیل
باگو ذلت سے اگر کچھ عار ہے	
اب سنو تم مقتدا کا اقتدا	مقتدی ہو جو کوئی اوسکا بنالہ

یعنی بعضے کہتے ہیں یوں چنچ کے	فاتحہ کو مقتدی تو مت پڑا ہی
بیکہ پیچھے مقداکے تور ہے	بلکہ تجکو چاہے چپکار ہے
اوسکا پڑھنا تجکو کافی کار ہے	
ہیں جواب اس کے کثیر و بیشمار	پر مجھے کرنا بیان ہے اختصار
پہلے تو یہ ہیں حدیثیں ضعفدار	شرح مسلم دیکھ اور تخریج یار
ضعف انکا بہت جا اظہار ہے	
یعنی شرح امام نووی کے	
ضعف سے خالی اگر ہوئیں کبھی	فاتحہ پہر ہی منع ہوتا نہ جی
بلکہ ان لفظوں میں جو تعظیم تھی	بس نبی نے فاتحہ تخصیص کی
اوسنے زیادہ کون اب ہشیار ہے	
سب حدیثوں میں ہوا اب اتفاق	ہو گئیں اسکو سمجھ لو بے شفاق
فاتحہ پڑھو نہ سمجھو کچھ مذاق بد	جو نہ ملے مقتدی ہو گیکاعاق
اور نماز اس کی رہی بیکار ہے	
بعضے اندھے بدعتی بولیں یہ خر	فاتحہ جو مقتدی پڑھ لاکر
اوسکے منہ میں آگ یا پتھر ہوں پر	بے دلیلون کے یہ بکتی ہیں لجر
ضعف انکا یہی بڑا بسیار ہے	
اور سدا انہی نین کچھ ہی ذرا	کذب اور باطل تاقی میں سدا
بدعتی اندھے جو منکر عجیب	مانتے ہرگز نین یہ پر حفا
بدعتی اندھا ہر اک مکار ہے	

قول کا ادب کے نہیں دائرہ	حنفیوں میں مت کرو اسکو شمار
نام کا حنفی یہ دہو کے دار ہے	
ایسے حنفی ہیں ہزاروں بشمار	دین میں بدعت کریں وہ آشکار
روکتے ہیں فاتحہ سے نابکار	منع کرتے مقتدی کو بار بار
بے سند کے روکنا دشوار ہے	
بلکہ تمکو چاہئے اسے حنفیو	منع کرنے کی حدیث ہمکو تو دو
یعنی اوس میں اسطر حکالفظ ہو	فاتحہ کو مقتدی تم مست پڑ ہو
صحیح ناسخ دو یہ فرضی کار ہے	
جس طرح تمکو حدیث بننے دین	تم بھی ویسی لاؤ جی ناسخ ہین
ہوں روپے انعام تمکو بالیقین	لیکے یہ نقدی یکاؤ ہر کسین
قورمہ قلیہ جو کچھ درکار ہے	
اسطر آمین جہر کی نفی	خبر بھی مین دیکھاؤ شاہی
سائلوں سے مت خفا ہونا کبھی	دولوں کا الغام تم لینا سہی
تین دو گایہ مرا قرار ہے	
پر بڑے حیران ہیں گے بدعتی	ڈھونڈتے پہرے نہ وہ ملے کبھی
ہیں بڑے لاہور کے جو مولوی	اشتمار و نین خبر اونکی ہر دی
ہو گیا حنفی ہر اک ناسیار ہے	
بیان نماز میں آمین کنیکا	
عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	

سبقت اوس سے نہ کرے وہ جا بجا	قوم ہو یا سجدہ ہوا سکے سوا
اقتدا اوس کی یہی اطہار ہے	
یعنی جبکہ وہ جگہ کے تم ہی جہکو	مقتدی اوس سے اگر طہری طہری
فاتحہ کو رکوع سے پہلے پڑھو	کیونکہ بے اسکے نماز ہرگز نہ ہو
چار مذہب میں یہ فرضی کار ہے	
روضۃ العلما میں لکھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اتر کو قوی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	
بخبر صحابہ نظر	
مذہب حنفی میں ہیگا اس قدر	قول ہے وہ بو حنیفہ کا مگر
جب تین پہونچے حدیثوں کی خبر	چھوڑ دینا قول میرا خطیر
سب اماموں کی یہی گفتار ہے	
اب نہ جانو فاتحہ پڑھنا اجی	مذہب حنفی میں فرضی ہو گئی
یہ تو بیشک پڑھ لیا کر مقتدی	بے پڑ ہے کیونکہ نماز ہوگی تیری
ابتوی پڑھنا ہر طرح درکار ہے	
حنفیت پر جو کوئی ہوئے نثار	وس میں نہایت سو گیا اسی باوقار
مقتدی تہوڑے ہوں یا بہویشار	سب کو پڑھنا فرض ہو کر بوجہ
گر نہ مانے جو طما ہے اور خوار ہے	
یعنی جس مذہب کا دیتا ہی قرار	اوس کو بھی نہیں مانتا وہ بیوقار

فہم کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں روایت کی اس حدیث کو بھی دارقطنی نے اور اسناد اسکے حسن ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور بشرط بخاری اور مسلم کے اور روایت کیا اوس کو بیہقی نے اور کہا حسن صحیح ہے **نظم**

جو کہ تھے حضرت نبی خیر البشر
زور سے آئین کہتے اس قدر
فاتحہ کو ختم کرتے جب مگر
سننے صف اول میں کی خبر

اور سند اس کی بڑی پرکار ہے

تیسری حدیث وعنه قال ترك الناس التامين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين
قال آمين حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد رواه ابن ماجه +

اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ اترک کر دیا لوگوں نے آئین کہنا اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہتے تھے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۛ کہتے آئین یہاں تک کہ سناتے تھے اول صف والوں کو پھر گونجتی ساتھ اوس کے مسجد روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے **نظم**

پہلے
نیل الاوطار
حاکم نے
بشرط بخاری
اور مسلم
کے اور
بیہقی نے
اور کہا
حسن صحیح
ہے

صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَهْرًا مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ

روایت وائیل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہ آؤ نماز پڑھی پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پکار کر کہی آمین۔ روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے ۴

نظم

اب سنو وائل سے یوں مروی ہوا بس نبی نے جہر آئین کو کہا	مقتدی حضرت کاجبہ تہا بنا اور ابوداؤدین یہی کہا
--	---

جہرا میں مصطفیٰ کا کارہ ہے

دوسری حدیث عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنه قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا تلی غیر المغضوب علیہم ولا کضالین ط قال
آمین حتی یسمع من یلہ من الصف الاول رواہ ابو
داؤد ھ روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا کرتے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین کہتے آمین بیان تک کہ سنتا تا وہ شخص جو
نزدیک کی ہوتا صف پہلی میں روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے

الْمَامُ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ رَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِأَمِينٍ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ حَبَّانٍ فِي صَحِيحَيْهِ ۝

روایت ہے عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا پایا میں نے دوسرے آدمی کو صحابہ سے جب کہی مام و لا الضالین ۝ بلند کرتے آوازیں اپنے ساتھ آمین کہنے کی روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور ابن حبان نے بیچ صحیح کے انتہی نظم

اور عطا لے یوں روایت ہو کیا	میں نے پائے دوسرے صحابہ صفا
فاتحہ جب ختم کرتا مقتدا	زور سے آمین وہ کہتے بر ملا

بیہقی میں یہ لکھا ہے

چشمی حدیث قال عطاء آمین دُعَاؤًا مِّنْ ابْنِ
الزَّبِيرِ وَمِنْ وَدْعَةٍ لَّحَىٰ ابْنُ الْمَسْجِدِ لِلْحَجَّةِ وَكَانَ
أَبُو هُرَيْرَةَ يَنَادِي لَامَامًا لَا تَفْتِي بِأَمِينٍ وَ
قَالَ نَافِعُ كَانَ ابْنُ عَمْرٍ لَا يَدْعُوهُ وَيَحْضُمُهُ وَ
سَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذَلِكَ خَبْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

کہا عطا نے آمین دعا ہے اور آمین کہا ابن زبیر نے اور جو کہ بچہ اور
یہاں تک کہ تحقیق گو بخ اوہی مسجد اور ابو ہریرہ پکار کر کہتی تھی امام کو کہ مت فوت کر
مجھے کہنا آمین کا

یون روایت کرتے ہیں آیا غار	بوہریرہ جو کے تہی حضرت کے یار
یہ تو کرتے تہی رسول کر دگار	چوٹا کیون لوگوں نے یہ آمین کا کار

بوہریرہ پر نبی کا پیار ہے

اور اصحاب نبی کرتے یہ کار	جو کہ تھے گنتی میں یار و بشمار
اس قدر آمین کی کرتے تپکار	گو بجتی مسجد بڑی ہوتی بہار

واہ کیا آمین کی گنجار ہے

چوتھی حدیث

عن عطایہ ادرکت ما تین من الصلابة
فی هذا المسجد اذا قال الامام ولا الضالین
سمعت کھم رجلة بآمین رواہ البیہقی

روایت ہے عطاسے کہ پایا میں نے دو سو آدمی کو صحابہ
سے بیچ اس مسجد کے جب کہی امام ولا الضالین
سنا میں نے اونکی آواز ساتھ آمین کہنے کے روایت کیا
اس حدیث کو بیہقی نے پانچویں حدیث عن عطایہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ادرکت ما تین من الصلابة اذا قال

ترجمہ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہا
 وَلَا الضَّالِّينَ کہا آمین روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
 نے بیچ باب پکار کر آمین کہنے کے۔ **نظر**

اور علی نے یوں روایت ہو کیا	کہتے ہیں میں نے نبی حضرت سنا
فاتحہ پورا بنی نے جب کیا	پھر کہی آمین رسول کبر یا
ابن ماجہ میں لکھا یہ کار ہے	

آٹھویں حدیث عن وائل بن حجر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا قرأ وَلَا الضَّالِّينَ قال آمین ورفع بھا صوته
 رواہ ابو داود روایت ہے وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے کہاتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتی
 یعنی جب پہنچتے وَلَا الضَّالِّينَ تک کہا آمین اور بلند کیا آہ
 آمین کہنے کے آواز اپنے کو روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے

اور ہے وائل سے یوں روی ہوا	فاتحہ کو پڑھتے محبوب خدا
----------------------------	--------------------------

اور کہا نافع نے نہیں چوڑے تھے اسکو یعنی آمین پکار کر کہنے کو ابن عمر بلکہ ترغیب دیتے تھے لوگوں کو اور سنا نافع نے ابن عمر سے کہ آمین پکار کر کہنے میں حدیث ہے لفظ

جہر آمین ہے بخاری میں لکھا اور عطائے یون روایت ہو گیا یعنی یہ آمین تو ہیکلی دعا

اونکے مقتدیوں کا ہی یہ کار ہے

یعنی جو کہ اونکے ہوئے مقتدی گو نجی مسجد آواز اونکے سے جی وہ ہی تو آمین پکار تھے سہی بوہریرہ نے بڑی تاکید کی

کیونکہ وہ حضرت بنی کا یار ہے

کہتے اپنے مقتدا سے وہ پکار اور کہا نافع نے یہ آمین پکا فوت مجھے مت کرو آمین کا کار چوڑے اسکو نہ تھے وہ نامدار

یعنی یہ ابن عمر کا کار ہے

جو کہ تھے ابن عمر حضرت کے یار اور وہ رغبت دلائے نیک کار وہ ہی تو آمین کہتے تھے پکار کیونکہ یہ غسل نبی ہے آشکا

بن عمر آمین کا حامی کار ہے

ساتون حدیث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا لسا لکن قال آمین رواہ ابن ماجہ فی باب الجہر بآمین

یہ حدیث ہے جو بخاری میں ہے

اللہ واسطے اوسکے جو آگے گزری گناہ اوسکے کہا بن شباب نے
 اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے آئین کو روایت
 اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ابو داؤد اور ترمذی

مالک نے شرط

بے شبہ حضرت یہ فرما دیا مقتدی آئین کو تم بھی سدا	یہ بخاری میں لکھا ہے
---	----------------------

جہ آئین کا تو ہے درجہ بڑا بس کہ آئین تمہارا پیشوا	ہم کو پیغمبر نے یہ فرما دیا تب فرشتے ہی کہیں آئین سدا
تم کہو آئین اچھا کار ہے	

موافقت آئین میں جسکی ہوئی بخشتے جاتے ہیں گناہ اوسکے سہی	اور فرشتوں کی دامن سے ملی پہلے جو اوسنے کئے عصیا جی
اوسکو بخشے وہ بڑا عفو ہے	

واہ کیا آئین کا درجہ بڑا ہے پر جو آئین سے چڑیگا جیسا	جو کہ آئین اوسنے بخشہ خدا وہ ہوا شکر ہودی ہو چکا
کیونکہ یہ چرنا اونہوں کا کار ہے	

دسویں حدیث

جیکر پورا اوسکو کرے مصطفیٰ زور سے آمین کہتے با صفا

اس طرح بہت جا نفع ہے

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امن
الامام فامضوا فانه من وافق تامينه تامين الملكة
غفر له ما تقدم من ذنبه قال ابن وشاہب و
كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول امین
سواء البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی
والنسائی ومالك اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس وقت کہ آمین کہی امام پس تم بھی آمین کہو یعنی جب امام بعد
قرات فاتحہ کی آمین پکارے اس وقت اوسکی آواز سن کر فرشتہ ہی
آمین کہتے ہیں پس تم بھی اس وقت آمین کہو اس لئے کہ تحقیق جو شخص کہ
رافق ہو جائے آمین اوسکی اور آمین فرشتہ کی کی بخشا ہو

کچھ فرق نہیں		نظم	
عائشہ سے ہے روایت سب		نقل کرتے ہیں نبی سے وہ ہر	
نہیں حسد کرتے یہودی تم اوپر		پر حسد کرتے وہ آئین کے اوپر	
اور سلاموں سے حسد بسیار ہے			
فاسق و فسد یہودی جنبہ		چرتے تھے آئین سے وہ بہنر	
ویسے جواب بھی چڑیکا ستم گر		فرق اوس میں اور یہودی نہ کر	
وہ یہودوں کا بڑا ایک یار ہے			
بعضے فاسق بدعتی ڈاڑھی چڑی		پائین چے شتون سے کہتے ہیں بڑے	
ناج میں تورات بہر رہوین کہے		ہاے پر آئین سے کیوں پڑے	
جو چڑا منکر ہوا — فے النار ہے			
ہاے اونکی عقل پر تپڑے		جو چڑے آئین سے وہ کا فر ہے	
منطقی ہوں یا کہ وہ حکمت پڑھی		کیا پڑے شیطان کے ہیں وہ بڑے	
اونکی حکمت پر خدا کی مار ہے			
حکمتوں اپنی سے یار و بہیم		سختیاں کرتے نہیں ہوتے نرم	
عامل سنت پہ کرتے ہیں ستم		کیا خدا کی ہی نہیں انکو شرم	

وعن عائشه رضي الله تعالى عنها عن النبي
 صلى الله عليه وسلم قال ما حدتكم اليهود
 على شيء ما حدتكم على السلام والتأمين رواه
 وابن مساجه في باب الجهر بامین روایت ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اوس نے نقل کی
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے نہیں حد
 کرتے تھے یہود اوپر کسی چیز کے جس قدر کہ حد کرتے ہیں تم سے سلام
 کرنے میں اور آمین کہنے میں روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
 نے بیچ باب پکار کر آمین آمین کہنے کے فائدہ اس
 حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام اور آمین کہنے پر یہود کے
 حد کرنے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اور حضرت کے یار
 یعنی اصحاب نماز میں آمین پکار کر کہتے تھے کیونکہ اگر یہ اون کے آمین
 پکار کر کہنے کی آواز نہ سننے تو حد کرتے پس حاصل اسکا یہ ہوا
 کہ جو شخص آمین پکار کر کہنے کو برا جانتے اوس میں اور یہ وہی

	کاٹ کھانے کو ہر ایک تیار ہے
مارنے میں اوسکو یہ سب نابکار خوب ماریگا انہیں پروردگار	جو کوئی آمین کہتا ہے پکار بارلین دنیا میں انکو بے مہار
	پکڑاوسکی سخت اور دشوار ہے
گاؤن اور شمعرون میں ہوتا جاگا بدعتی اوسکو ستائے میں بڑا	احمدی اور بدعتی کا ماحجد ا احمدی تنہا جہان اوں میں ہما
	اوس جگہ پر وہ بڑا ناچار ہے
اور نماز اوسکو دبا پڑھنی ندین ظلم اوس پر ہر طرح کرتی رہیں	مسجدوں سے بدعتی رو کا گرین بے ادب اوسکو دہان رہی ندین
	اگر تم اس کے ظلم کا باز آ رہے
حق کہی ہے پر بھی وہ مارا پڑے اس لئے گھر میں نماز اپنی پڑھے	احمدی اس بات میں اب کیا کرے مسجدوں میں ہر کوئی اوس سے لڑے
	جس جگہ جاوے ہیں تکرار ہے
صبر کرتا ہے سنو بہر خدا حشر میں اوسکو خدا دیکھا جزا	پر موقد جو کوئی پورا ہوا سنت احمد کا چمکتا ہے مزا
	اور نبی صائب کا اوس پر پیار ہے
<p>حدیث عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر ومائۃ</p>	

	بیچارہ ہی خندہ کی مار ہے	
بدعتی آئین جہر سے مست چڑی	انکے تج کو چاہئے تو ہی کرے	
گر نین کرتا تو وطن است کرے	چو کر سہ طہنہ تو وہ نعمان ہے	
	بدعتی پر لعنت غارتگر ہے	
گر کوئی آئین پکارے زہر ہے	گھور سے وہ بچو مس اور غمگین	
بجنون ہے گویا شرابی مست ہے	وہ کہیں گھور سے وہ پچو ستم	
	واہ کیسا بچو کی گھورا گھار ہے	
ظلم کا آنکھ لکھوٹ کیا ماجرا	نجد و ان میں شور کرتے ہیں بڑا	
جب کسی نے زور سے آئین کہا	سختیاں ادھر کرین یہ تاروا	
	مارنے کو ہر کوئی تیار ہے	
اور اگر بوئے بچار احمدی	جہر آئین تو حدیثوں میں کہے	
بولنے ہرگز نہ دینا اسکو کہی	اور حدیثوں کی کرین بیحرقتی	
	انکروں میں بولنا دشوار ہے	
لگ گئیں آئین کی جھکو گویاں	ہر کوئی بوئے وہ اپنی بولیاں	
کوئی بے سمجھے یہ دیو کا لیاں	اور کہیں باتیں وہ غصہ والیاں	

دیکھ لین دین گر کبھی پیر بدعتی یاسنی آمین اون سے جہر کی	ہاتھ سینہ پر ہین باد ہین احمدی اونکو مسجد سے نکالین یہ غوی
ظالمون پر لعنت جبار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَ فِيهَا اسْمَهُ وَسِعَ فِي خَلْقِهَا أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ یعنی اور اس سے ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجد وہیں کہ پڑھی وہاں نام اوسکا اور دوڑا اونکی او جاڑ نیکو ایسوں نہیں پہنچتا کہ پیٹھیں اون میں مگر ڈرتی ہوئے	
مسجد وہیں جو کرے ذکر خدا اوسکو ظالم حق نے قرآن میں کہا	وہ بڑا ظالم جو اوسکو روکتا دیکھو سورہ بقرہ میں ہے لکھا
وہ بڑا ہے ظالم و بدکار ہے	
ہائے صدف سوس انکی عقل میر پر جو حد دل میں اپنی صبر کر	مسجد وہں سے جو نکالیں ظلم کر روتے ہیں اکثر یہ اونکے ظلم پر
اونکے صبر و شکر اظہار ہے	
یعنی اب چمکا ستاراہ احمدی	پہلی سارے ملک میں سنت نبی

شہید روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی
منصوب پکڑی سنت میری کو نزدیک فساد امت میری کو
پس واسطے اوسکے ہے ثواب سو شہید و نکا

اس طرح فرما گئے خیر البشہ	جب فساد امت میں میری ہو اگر
سنتوں پر جو ہوا منصوب تر	سو شہید و نکا ملی اوسکو اجر

واہ کیا سنت بھی اچھا کا رہے	
احمدی آمین کیوں چھوڑی بھلا	سنتوں سے کیوں وہ نہ ٹوٹا
منکرون سے وہ نہیں ڈرتا ذرا	اہل بدعت پر رہی غالب سدا
کیوں کہ اوسکا تو خدا خودیار ہے	

سنت قرآن سے بڑا تیار	اس لئے غالب وہ ہو ایل و نہار
سیکڑوں ہوں بے منت یا پوہ ہار	وہ حدیث آیات سے لیتا ہمار
اس سے بھلا یہ بڑا احتیاء رہے	

منطقی منقول از ساری پری	اور مخالف احمدی کی وہ نبی
احمدی جب اوس پر ایکایت پری	بھاگ جاو می جیسی کوئی آسیبے
ساری منطق رہ گئی بیکار ہے	

احمدی سو منطقی بھاگی شتاب	اوس نے کب بیکھی سنی حق کی کتاب
اس لئے ہوتا ہے وہیں لا جواب	پھر نہ حق مانی تو خود ہو گا خراب
منطقی یہ بدعتی کا یا رہے	

<p>عنه سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر جنت میں اور عمر جنت میں اور عثمان جنت میں اور علی جنت میں اور طلحہ جنت میں اور زبیر جنت میں اور عبد الرحمن بن عوف جنت میں اور سعد بن ابی وقاص جنت میں اور سعید بن زید جنت میں اور العبیدہ بن جراح جنت میں</p>	
<p>ترندہ می میں یون روایت اچلی اس طرح فرماتے تھے حضرت نبی</p>	<p>عبد رحمن بن عوف نے کری دس صحابہ کو کہ ہیں جنتی +</p>
<p>اونکی ناموں کا کیا اظہار ہے</p>	
<p>ہیں جو ابو بکر و عمر حضرت کے یار پانچویں طلحہ صحابی نیک کار</p>	<p>اور عثمان و علی اہل و تار ہیں یہ سارے جنتی کر لو شمار</p>
<p>اور زبیر اس مرتبہ کا یار ہے</p>	
<p>عبد رحمن بن عوف ہم نشین ہیں عبیدہ بن جراح اہل دین</p>	<p>سعد بن وقاص سنت کی سمین اور سعید ابن زید اسے مومنین</p>
<p>انکا جنت میں بنا گھر بار ہے</p>	
<p>واہ کیا اگلا بڑا ہے مرتب دوست رب ہیں اور نبی کو ہی خدا</p>	<p>جنتی جگہ نبی نے کس دیا رفع ید کے ہیں یہ راوی بر ملا</p>

ادھر آئین ہی جا رہے ہوئی	بدعتی کو مثل گولی کی لگی ۶
لگ گئی گولی کی گلیجے پار ہے	
دعوہ اٹکا جو ٹھہ ہی یہ سرسبر	مان تے ہم سب حدیثین سر اوپر
جب سنیں آئین نمازون میں خر	جل کے بہا گے نیتون کو تو کر
واہ کیا دعوہ ہے کیا اقرار ہے	
جو کہ آئین جہر سے چڑتی ہن جی	ہو گئی کافر یہودی وہ سبھی
بس اونہیں آئین لگی مثل چڑی	اسلئے توڑیں نمازون کو غوی
بدعتی کو کیا لگی تلوار ہے	

انہی جہالہ عن عبد الرحمن بن عوف
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر فی الجنة
وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلي فی الجنة
وطحہ فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد
الرحمن بن عوف فی الجنة وسعد ابن
ابی وقاص فی الجنة وسعید ابن زید
فی الجنة وابوعبیدۃ ابن الجراح فی الجنة
اور روایت ہے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ

يُحَاذِي بِصَافِيٍّ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا ه
مُكِبِّيهِ مُقَدِّلاً ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَقُولُ
إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا فَيُجَاوِزُ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ
وَيُفْتِكِرُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ
الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتَّى يَرْجِعَ
كُلَّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُقَدِّلاً ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ
اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ
عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتَّى يَرْجِعَ كُلَّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ
ثُمَّ يَنْهَضُ ثُمَّ يَضَعُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ
إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ
بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ يَضَعُ

اس سے زیادہ کیا سند و کار ہو

حدیث رفع الیدین کی وَعَنْ أَبِي حَمِيدٍ ن السَّكَنِي
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ فِي عَشْرَةِ مِنْ صَحَابِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا فَأَعْرِضْ
 قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى
 الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ
 يَكْبِتُ وَثُمَّ يَرْفَعُ ثُمَّ يَكْبِتُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ
 بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ
 يَتَوَدَّعُ فَلَا يُصْبِي رَأْسَهُ وَلَا يَضَعُ وَثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ
 فَيَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ

کرتے اُن دونوں کو مونڈھوں اپنے کے پھر رکوع کرتے اور رکعت دوم
 ہتھیلیاں اپنے اپنے گھٹنوں پر پھر سیدھی کرتے پیٹھ پس نہ جھکا کر
 سر اپنا اور نہ باند کرتے پیٹھ اور سر ہموار رکھتے اور پھر اُٹھاتے سر
 اپنا پس کہتے سمع اللہ لمن حمد پھر اُٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے پیٹھ
 تک کہ برابر کرے اُنکو دونوں کو مونڈھوں اپنے کے در حالیکہ سیدھے
 کھڑے ہوتے پھر کہتے اللہ اکبر پھر جکتے طرف زمین کے سجدہ
 کے لئے پس دور رکھتے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں
 اپنے سے اور موڑتے انگلیاں پاؤں اپنے کی یعنی اس طرح کہ انگلیاں
 حضرت کی قبلہ کی طرف ہوتیں پھر اُٹھاتے سر اپنا سجدہ سے اور سجدہ
 بایں پاؤں اپنا یعنی بچھاتے پس بیٹھتے اور پھر آرام کرتے یہاں تک
 کہ آجاتی ہر پڑی طرف ٹھکانے اپنے کے پھر سجدہ کرتے پھر کہتے
 اللہ اکبر اور اٹھتے اور موڑتے بایں پاؤں اپنا پھر بیٹھتے اور پھر یعنی
 جلسہ استراحت کے لئے پھر آرام کرتے یہاں تک کہ آجاتی ہر پڑی
 ٹھکانے اپنے پر پھر کھڑے ہوتے پھر کرتے دوسری رکعت میں مانند
 اوس کے پھر جبوقت کہ کھڑے ہوتے دوسری رکعت پڑھ کر یعنی بعد تشدد کے
 اللہ اکبر کہتے اور اُٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے کو مونڈھوں تک جیسے کہ

ذَالِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَواتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتْ السَّجْدَةُ الَّتِي
 فِيهَا التَّسْلِيمُ آخِرَ رَجْلِهِ الْيَسْرَى وَقَعْدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ
 الْأَيْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَوَاهُ
 أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَدَرَوِيُّ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ
 وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۵۵
 اور روایت ہے ابی حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 کہ کہا بیچ دس شخصوں کے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ
 میں خوب جانتا ہوں تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیو کہا صحابیوں
 نے پس بیان کر دیا ابی حمید نے کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 جوقت کہ گھڑ سے ہوتے تھے طرف نماز کے اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنی
 بیان تک کہ برابر کرتے انکو موڑھوں اپنے کے پھر تکبیر کہتے پھر در
 پڑھتے پھر تکبیر کہتے اور اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے بیان تک کہ برابر

دوستیلی ہانتہ کی وہ پاک تر	رکھتے اپنے دونوں گھٹنوں کے اُپر
پھر برابر کرتے وہ خیر البشر	اونچا نیچا سر نہیں کرتے مگر
پیشہ سر سہتا بڑا ہموار ہے	
حمد کرتے پس وہ اللہ پاک کی	دونوں ہانتہ اپنے اُٹھاتے پھرتی
پر برابر کرتے وہ موڑھوں سستی	اور کھڑے رہتے وہ سیدھے خوب ہی
رفع یہ اب ہو گیا ستہ بار ہے	
کہتے پھر تکبیر کو حضرت نے	بعد اس کے سجدہ میں جاتے تہی
سجدہ کرنے کا یہی اطوار ہے	
موڑتے ہی انگلیاں دو پاؤں کی	طرف قبلہ کے اُنین کرتے دین
سجدہ سجدہ سے اُٹھاتے بالیقین	پاؤں با یاں موڑنے سردار دین
ہانتہ پاؤں کی صفا فی وار ہے	
بیٹھتے آرام سے اوس پاؤں پر	اس قدر وہ بیٹھتے سسٹو مگر +
ہڈیاں آجاتیں اپنی جگہ پر	سجدہ پھر کرتے بتی خیر البشر +

تکبیر کہی تھی نزدیک شروع کرنا نماز کے پھر کرتے اسی طرح پنج باقی نماز اپنی
 کے بیان تک کہ جب ہوتا وہ سجدہ کے پیچھے اُسکے ہے سلام نکالتے بایں
 پاؤں اپنا اور بیٹھتے کو لے پر اوپر بائیں جانب اپنی کے پھر سلام پہرے
 کہا اُون دس صحابیوں نے کہ سچ کہا تو نے اسی طرح تھے حضرت
 صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے روایت کیا اس حدیث کو ابو
 داؤد اور دارمی نے اور روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ
 نے معنی اوسکی اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بوحمید ساعدی نے یوں کہا	جانتا ہوں میں صلوٰۃ مصطفیٰ
دس صحابی سن کے بولے بر ملا	کسی طرح تھی وہ نماز مصطفیٰ

کر بیان جو کچھ نبی کا کار ہے

ساعدی بولے کہ تو حضرت نبی	جب کھڑے ہوتے نماز اپنی کو جی
دونوں ہاتھ اپنے اٹھالیتے تھے	اور برابر کر لے وہ مونڈ ہونے لگتی

یہ اُٹھانا اولاً اک بار ہے

بعد ازاں تکبیر کہتے مصطفیٰ	اور وہ پڑھتے کلام اللہ کا
پھر یہی تکبیر کہتے با صفا	اور وہ لیتے ہاتھ مونڈ ہون تک

پھر رکوع کر لے یوں ہی اٹھاتا

	یہ لہند آخری اظہار ہے	
اور تورک کرتے وہ بقیل و قاتل		پیر باین کو بنی دیتے نکال ہے تورک اسکو سنائی نیک طال
	فصل سے اس کے جو میرا پار ہے	
باین طرف کو لے اپنے کے اُپر		یہ ہے حضرت بنی اسطور پر *** پیر چہر تسلیم کرتے سب ہی پر
	یہ صلیۃ مصطفیٰ اظہار ہے	
ساعدنئی تو نے یہ ہی سچا کہا		نہیں صحابی سُننے بولے بر ملا ایسے زما پڑے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
	یہ طریقہ سید ابراہیم ہے	
اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے واسطے نماز کے اُٹھاتے دونوں ہاتھ نیچے		

	تسبیح و تعریف استغفار ہے	
پھر ہی تکبیر کہتے سدا بیٹھے اوس پاؤں پر وہ پیشوا		دوسرے سجدہ سے اٹھکے مصطفیٰ پیر بایان موڑتے وہ با صفا
	جلستہ راحت کا یہ اظہار ہے	
تو کہ پکڑ میں ہڈیاں اینا مقام دوسری رکعت میں وہ کرتے یہ کام		بیٹھے آرام سے ایسا منام پھر کھڑے ہوتے ہی حضرت لاکلام
	رفع ید ہی اور جو گزرا کار ہے	
کہتے اس کے بعد پھر تکبیر تھے پھر برابر کرتے وہ مونڈھوں ہی کے		رکعتیں دو پڑھ کے جب ہو گھڑی اور اٹھائے ماتہ سرور دین کے
	رفع ید پورا یہ چوتھی بار ہے	
جو کہ باقی اور رجباتی سبھی بعد میں جس کے کہ ہے تسلیم جی		اس طرح پڑھتے نماز اپنی جگہ جبکہ ہوتا اُن کا سجدہ آخری

اور عشرہ مبشرہ نے روایت کی ہے کہ ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور سوائے اسکے کچھ ہی ثابت نہوا و عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان اذا رمی رجلاً لا یدفع یدیک یہ اذا رکع واذا رفع رماہ بالخصی رواہ البخاری فی رفع الیدین اور روایت ہے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دیکھتے کسی کو کہ رفع الیدین نہیں کرتا نہ رکوع میں جا نیلے وقت اور نہ رکوع سے سر اوٹھا نیلے وقت کنکریاں پھیک سکتے او سکو روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اپنے رسالہ فی الیدین

نظم

مین

مجمع بیہقون
درست علیہ السلام
فی اسوۃ الحسنہ
بالحجۃ
بالحجۃ
بالحجۃ

کہ ہوتے برابر مونڈ ہونگے پھر تکبیر کہتے پھر جب ارادہ کرتے رکوع کا
اوسی طرح کرتے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے کرتے اسی طرح اونہ
کرتے اسکو وقت اٹھانے سر کے سجدہ سے روایت کیا اس حدیث
کو بخاری مسلم نے **فاتمہ** در اسات اللبیت فی اسوۃ الحسنہ
بالجیب میں لکھا کہ اس حدیث میں زیادہ کیا بیہقی نے ان لفظوں

کو **فما من الت ثلاث صلواتہ حتیٰ لقی اللہ تعالیٰ**

یعنی ہمیشہ تھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز میں رفع الیدین کر رہے بیان تک
کہ ملاقات کی اللہ تعالیٰ سے یعنی وفات شریف تک رفع الیدین
کرتے رہے اور کہا محمد الدین فروز آبادی مصنف قاموس نے السعادی
کہ تین جگہ میں اوٹھانا ماتون کا ثابت ہوا اور یہ سبب کثرت روایوں
کے یہ بات تواتر کو پہنچی چار سو خبر اور اثر اس باب میں صحیح ہوئی

یہ تو فرمانِ نبی سردار ہے	
ہو سکے تو وعظ تم اونکو کہو + اپنے دل میں اون سے تم نفرت کرو	سکروں کا جس جگہ پر روز ہو وعظ کہنے سے اگر مجبور ہو +
جو کرے ایسا وہ ایمان دار ہے	
اومنین ایمان مثل رائی کے نہیں ہو سکے تو اونکو دانتو بالیقین	جنہیں یہ باتیں سنوں جو ذکر کین اسلئے آئین سے روکین لعین
ڈانٹا ہی انکا اچا کار ہے	
آئی بن اکثر کتابوں میں لکھا رفع ید کو بھی لکھا تہوڑا ہی سا	بہر آئین کی حدشیں جابجا + میں نے پراپنہر کیا ہے اکتفا
مختصر ہے بر بڑا پر کار ہے	
کیونکہ حضرت نے ہمیشہ اسکو کی بن عمر نے تو بڑی تاکید کی	رفع ید سنت نبی کی ہے قوی اور اصحابِ نبی کرے سبھی
عشقِ سنت کا انہیں بیارا	

بلکہ ہے سفر السعادتین لکھا اور تو اتر انین پہنچی بر ملا	رفع ید کی مین حدیثین جا بجا چار سو خیرین اشر و ارد ہوا
ہر جگہ اسکا ذکر بسیار ہے	
رفع ید کرتے رہے سردارِ دین اس سوا اثابت ہوا کچھ بھی نہیں	سب حدیثوں مین ہوا اثابتِ نبین او ہمیشہ یہ کیا کر لو یقین
مرے تک کرتے رہو یہ کار	
آئی ہے اسکو ذرا تو غور کر کنکری مارے تو اسکو بن عمر	اور بخاری کے رسالہ مین خبر رفع ید کو جو نہیں کرتا بشر
پہوڑا اس کیوں نئی کا کار	
جو موصد ہو گیا ہے باجب کنکری مارو تم اسکو بخاطر	اب بڑا افسوس ہو اس کے اوپر اور رفع ید وہ نہیں کرتا مگر
اور منکر ہو تو مارا مارے	
بدعتن ہاتھوں سے رو لو بار بار حق سنادو اور کہو آمین بکار	احمدی سچے اگر ہو ہوشیار اور اگر تھے نہیں ہوتا یہ کار

کی خدا نے اور ہر پیغمبر مقبول دعا نے ایک تو بڑا نیا والا اللہ کی کتاب
 دوسرا چٹلا نیا والا اللہ کی تقدیر کو تیسرا غلبہ کر نیا والا زبردستی سے
 تو کہ عزت دی اوس شخص کو جس کو خدا نے ذلیل کیا اور زوت
 دی اوس کو جس کو خدا نے عزت دی یعنی دین داروں کو ذلیل
 کیا اور بے دینوں کو عزت دی چوتھا درست جانیا والا اللہ کو
 حرام میں اوس چیز کو جس سے خدا نے منع کیا یعنی مکہ میں
 منع بات کو جائز رکھنے والا پانچواں میری آل میں سے حلال
 جانیا والا اللہ کے حرام کو یعنی سید ہو کر حرام بات کو درست
 جانیا والا چھٹا چوڑے والا میری سنت کو روکا
 کیا اس حدیث کو بھی قی نے لفظ

اور نبی صاحب نے ہو فرما دیا	میری سنت جو کوئی چوڑا کرے
میں نے اور رب نے اوس لعنت کیا	اور نبی جتنے تھے مقبول دعا
اونکی ہی اوس پر بڑی پشکار ہے	
یہ حدیث مصطفیٰ ابن ابی حنبلہ	تارک سنت کو ہر لعنت کیا
بھلا مانے یا کوئی مانے بڑا	ہم کیا جاتے بنی نے کمدیا

اس لئے اوس تارکِ سنت اوپر	لکڑی ماری تھی وہ ابنِ عمرؓ
---------------------------	----------------------------

یعنی سنت سے ہوا کیوں پیچھے	رفع ید کو جو نین کرتا بشر بہ
----------------------------	------------------------------

تارکِ سنت سے وہ بیزار ہی

وَمَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَكَلَّ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيِّ يُعَابُ الزَّائِدُ فِي كُتُبِ اللَّهِ وَالْمُكْذِبُ بِقَدْرِ اللَّهِ وَالْمُسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعَذِّبَ مَنْ أَذَلَّهُ وَيُنْزِلَ مَنْ أَعَزَّهُ اللَّهُ وَالْمُسْجِدِ الْحَرَامِ اللَّهُ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِثْرَتِي مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ ٥

عمر بن الخطابؓ

اور روایت ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھ آدمیوں پر لعنت

	چیننے کو ہو گیا تیار ہے	
کہتا ہے تقلید شخصی ہے روائے پڑے تقلید گردنیں لیا		یعنی وہ بکتا پھرے ہی جا گیا بلکہ اوسنے فرض اور واجب کہا
	خرکی گردن میں اوسی کا ہار ہو	
افزکی گردن میں وہی پٹیا دیا جبکہ ہے گھنٹال گردن میں لیا		بہت لوگوں کو بھی ہے گمرہ کیا ہو گئے وہ بھی مقلد بر ملا
	واہ کیا گھنٹال گھنگر و دار ہے	
سب گدہوں کو اپنے تابع کر لیا کیچے جاتے ہیں وہ سارے بر ملا		بدعتی خرنے پہی قبضہ کیا جس طرف پٹی کو کیچے خر بڑا
	اون یہ وہ و حال ہی اسوار ہے	
<p>فایدہ - مثل الذین حملوا التوراة ثم لم يحملوها کثل الحمایم حمل اسفاراً بغیر مثل القوم الذین کنوا بائعین اللہ واللہ لا یمد القوم الظالمین ۵</p>		

ترجمہ اوسکا کیا اظہار ہے		
رفع ید ہو یا کہ آمین جبر کی	جو قنارت جا کر سنت بنے	اور عمل کرتا نہیں اوسکو کہی
اوس پہ ہی لعنت خدا کی آگئی		
سارے بیون کی پڑی پشکار ہے		
رفع ید آمین کو وہ جانی حقیر	آجکل کے مولوی ملا کشیر ہے	اس سبب انکو نہیں کرتے شیر
کیا پڑھی پڑھ کر ہوئی شیطان کی پیر		
اون پہ ہی لعنت خدا کی مار ہے		
یعنی روزہ اور نمازین بر ملا	بدعتی کرتا ہے جو محنت سدا	
پر قبول اوسکو نہیں کرتا خدا	اور زکوٰۃ و حج بھی کرتا ہے ادا	
بدعتی کا سب عمل بیکار ہے		
مولوی ہو یا کوئی حافظ بڑا	منطقی جو بدعتی غشی ہوا	اگر وہ بدعت سونین ڈرتا ذرا
جان لو شیطان کا ہر پیشوا		
اوسکو جانو وہ بڑا بدکار ہے		
بے عمل جو مولوی کوئی ہوا بد	کیونکہ قرآن میں یونین سمجھا گیا	ہو گیا شیطان وہ مثل گدھا
دیکھو سورہ جمعہ میں ہے لکھا		

اور جبرائیل کو ہلکا جان کر	ہو گئے اوس سے ہی ہو تم بخیر
کیون نہیں کہتے تمہیں ہے کیا ضرور	کیون تمہیں دل سے سنیں اگلا

کیون نہیں ڈرتے کہ وہ قہار ہے	
------------------------------	--

اور اگر توبہ کرو پکڑو شعور	اور کہو آمین جبری کو ضرور
بخشد یگا سب گناہوں کو غفور	ہے یہ قرآن وحدیثونین ظہور

بخشد نیا ہی اوسی کا کار ہے	
----------------------------	--

فرمایا اللہ تعالیٰ سورہ صف میں - یا یٰھٰلٰلِیٰن
 آمَنُوا لَمْ تَقُولُوا مَا كُنَّا تَفْعَلُونَ کِبْرًا مِّمَّا
 عِنْدَ اللّٰهِ اِنْ تَقُولُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ط
 یعنی اے ایمان والو کیون کہتے ہو مٹنے سے جو نہیں کرتے
 بڑی بیزاری ہے اللہ کے بیان اس سے کہ کہو وہ چیز
 جو نہ کرو -

اس طرح فرماتا ہے پروردگار	سورہ صف میں لکھا یہ آشکار
مومنوں کیون مٹنے سے وہ کرتے ہو کار	جو نہیں کرتے ہو تم اسکی سنوار

ترجمہ کماوت او کی چیرلا دی توریت پر نہ اوٹھائی
 اہتوں نے جیسے کہاوت گد ہے کی پیٹ پر لیچتا ہے کتابین
 بری کماوت ہے اون لوگوں کی جنہوں نے جھٹلائین ہن
 اللہ کی باتیں اور اسد وہ نہیں دتیا الصاف لوگوں کو۔

ہیان نام کے محمد یون کا

نام کے جوا احمدی ہن بشمار	رفع ید کا وہ نین کرتے ہر کار
اود وہ آہن نین کہتے پکار	بدعتی سے ہی طے رہو ہن یار

دو غلہ جو دین میں ہی خوار ہے

اور اگر سچی ہوئے ہن احمدی	کیون نین کرتے وہ آہن جبر کی
جانتے اچا اگر فصل بنے	رفع ید ہی کیون نین کرتے اجری

کیون عل کرنے سے انکو عار ہے

اپنے منہ سے احمدی کلاؤ تم	امتی حضرت کے ہن تہلاؤ تم
رفع ید کرتے نین شرمائو تم	کیا بنی کو شکل پیر دکلاؤ تم

گرم جس دن حشر میں بازار ہے

تورمہ قلبہ پولاؤ ہے دھرا	تمکو بھی بہایا ہے اونکا سا نرا
	ساتھ میں اونکے یہ سب تیار ہے
گیارہویں مولود یا تجہ ہوا اوس جگہ یہ داو پا کر جا گھسا	جب ہوئی دعوت کہیں پایا پتا احمدی جو بدعتی سے ہے ملا
	کھا لیا جو کچھ ہوا تیار ہے
ہو ٹھیری تورمہ قلبہ اگر پیٹ بھر کر ہو گئے وہ شیراز	یعنی جو پایا وہاں شیر و شکر یا کہ بریائی ستجن خوب تر
	اب فقط سونا اونہیں درکار ہے
رفع ید آمین نہیں کرتے غوی اور نہ دعوت میں اُنہیں لین پھرتی	اس لئے جو نام کے ہیں احمدی گر کرینگے لذتیں چوٹیں سبھی
	لقمہ تر ملنے ابرا دشوار ہے
بدعتی پیدین مشرک بے ہنر تا کہ آدے ہاتھ لقمہ خوب تر	مکر سے کھاتے ہیں دنیا لو ٹکر گیارہویں کروا تے ہیں دھنچھر
	گیارہویں کی کھیر لذت دار ہے
کھیر کی لذت بھلا چوٹے کہیں	اسلئے وہ چوٹتی ہرگز سنیں

	ایسی باتوں سے خدا بیزار ہے	
جو کہو منہ سے نہ لاؤ تم کجبا + حکم دینگے سب عمل کرنا سدا		اس سے ہی ناراض وہ مالکٹا مومنوں اس میں یہی سمجھا گیا
	ماننا اول ہوا قرار ہے +	
دین کے احکام کو سچی کہے بلکہ رب نے تو اوسو آسان ہی		یعنی جب ایمان پھلے لاجکے پر عمل کرنے میں کیا مشکل ہوئی
	سورہ حج میں صاف یہ اظہار ہے	
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں وما جعل علیکم فی الدین من خراج ترجمہ		
یعنی اور نہیں رکھی تم پر ہننے دین میں کچھ مشکل۔ نظم		
بدعتی سے بھی ملے رہتے ہو جی گیارہویں کی کھیر تر کو بہا گئی		کیا ہو یا کیسے ہوئے ہوا احمدی کیا تین اُنکے سے لذت آگئی
	اونکے تر لقون سے مکو پیار ہے	
گیارہویں مولود جو کرتے سدا		وہ تو بدعت میں اڑا تو بین مڑا

جب شریف کعبہ کو جا کر دیا	کالا ذبوں کا جو ٹھہسا را کہلا
ہر طرف سے پڑ گئی پشکار ہے	
عامل سنت کی دان عزت ہوئی	حاکم مکی نے بھی تعظیم کی
اور گئے دان سے نکالے بدعتی	جو ٹھہ کی تہمت جنوں پہ تھو کر سی
کالا ذبوں پہ لعنت جبار ہے	
خالہ پو پھی سے نکاح کرنا حرام	ہے لکھا قرآن میں یہ لاکلام
احمدی جو ہینگے سارے خاص عالم	یہ عقیدہ رکھتے ہیں انیکنام
سنت و قرآن سے انکو کار ہے	
گوشت ہو سوڑ کا یا چربی تمام	ہے لکھا قرآن میں یہ سب حرام
احمدی قرآن کو مانیں لاکلام	ہو گئے فاسق جو بد کرتے ہیں نام
اون پہ الٹی اب پڑی پشکار ہے	
پیر نہیں انکو ذرا شرم و حیا	ایسا تو انکے کتابوں میں لکھا
ماہین سے جو نکاح لیوے پڑنا	جو حرام اللہ نے کر دین سدا
اور کرے صحبت ہونوئی خواہ	
نذیب خفی میں یہ فتوا لکھا	حد نہیں آئیکلی او سکوبر ملا

پر یہ بدعت کو کراتے ہیں وہیں	بدعتیں جو مان لیتے ہیں لعین
بیکری بدعت میں خوشی بسیار ہے	
تجہ و سوین اور چہل قدمی کو روا	بدعتی نے جو کہ اسکو گردیا
کیونکہ اس میں آئے ہے مکی نزا	چوٹنا اسکا بھی یوں مشکل ہوا
بعد پیشہ کے نمک درکار ہے	
بیانِ تہمت لگانا بدعتیوں کا	
عادل سنت کو +	
عادل سنت جو میں گے باطل	تہمت کہ تو میں انکو پر دخل
خالہ پڑھتی سے نکاح کو لا محل	صحیح کہتے ہیں وہاں جہل
یہ سراسر جھوٹ کی بہار ہے	
اور ہی سو رکی چہرہ کی کاپٹا	جھوٹ یہ انکی طرف نسبت کیا
اک رسالہ خون سا جو ہے لکھا	کذب اور باطل ہی اس میں میرا
کیون لکھا یہ جھوٹ کا طومار ہے	
اسلئے لکھا کہ دین سنت مٹا	احمدی سچوں کو دین قیدی کرا

پاک ہوتا ہے اسے سُنو ذرا	پچھا اور سکا بھی جائز لکھا
مذہب یوسف بھی ای یار ہے	
اور قاضی خان قادیان لکھا	فوج جبکہ بھیڑیا لکھا ہوا
کھال پر اُنکے نماز باصفا	گر پڑھی جادے تو ہے جائز لکھا
فقہ میں ایسا لکھا سب یار ہے	
اسطرح باتیں بھڑین میں ظلم کی	مذہب حنفی میں یہ سینگلی لکھی
چوڑ کر قرآن کو یہ بدعتی	ایسے مذہب کو پکڑتے ہیں جی
ایسے مذہب سے ہمیں انکار ہے	
ہم تو ان چیزوں کو جانے ہیں حرام	بھیڑیا لکھا ہو یا سورتم م
زانیہ عورت کی ہے خرچی حرام	دیکھ لو اکثر حدیثوں میں تمام
سنت و قرآن سے سب کو کار ہے	
نظم	
بدعتی نے احمدی سے ضد کری	پور بی نے جیسے ایک لوٹوسی کی
احمدی کو وہ سناتا ہے غبی	اور وہ سمجھے میں رہا غالب اچھی
بدعتی یہ پور بی کا یار ہے	

کیونکہ ہے یہ محل پس اولاد کا	اُس بچارے نے اُسے حاصل کیا
اور ہدایہ میں لکھا یہ کار ہے	
اور خرچی زانیہ کی جو حلال ہے	خفی مذہب میں لکھی بے قیام حال
دیکھ لے چلی ذرا کر کے خیال	ہے وقایہ کی شرح میں سُنّ حال
فقہ میں زٹون کی یہ بھمار ہے	
اور ہدایہ میں لکھا یہ اور ہے	حکم قاضی کا وہاں پہ طور ہے
جو ٹٹہ دعویٰ اسکے آگے نہ کرے	غیر کی عورت کو وہ اپنی کہے
اور گوہ جو ٹی کرے تیار ہے	
یعنی جسے جو ٹٹہ ہے دعوہ کیا	وہ گوہ جو ٹے ہی نیجا دین فنا
پہر کہے قاضی سے وہ یوں جیسا	لوگوہ عورت یہ میری سدا
غیر کی عورت وہ لے مکار ہے	
یعنی جب قاضی اُسی عورت وہ دے	وہ فریبی اوس سے پہر صحت کرے
ہے طال خفی مذہب میں لکھا	پکڑ اوں کو کچھ نہیں ہونیکسی ہے
مفت کی بوی لیا وہ بدکار ہے	
مذہب خفی میں بیگایوں لکھا	چہرہ سور و باغت جب ہوا

یا خدا توفیق دے انکو تمام	ضد کو چوڑین اور یہ لین سنو کا کام
احمدی ہو جائیں سارے لاکھ	دین کا سردار ہو جائے امام

بدعتی سردار تو بے کار ہے	
فضل سے اوسکے میں نے یکیدیا	جسے ہے ہر چیز کو پیہرا کیا
جگو چاہے دے رہ سنت بنا	چاہے دے جسکو ضلالتیں گرا

ہاں سنا دینا ہمارا کار ہے	
ختم کر سب بحث کو عبد الکیم	لکھ چکا اب سنت و قرآن عظیم
اور مدایت تو کرے سب کا حکیم	جو بڑا رحمن ہے میرا رحیم

سب کا عادی وہ بڑا غفار ہے	
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ	

اور ہمیں ذمہ اوپر ہمارے مگر پہنچا دینا ظاہر فقط

نَسْتَا

پور بی کے پاس ایک لوٹا تھا یار	مگر پوٹا تھا تو سن اسے ہوشیار
جیکہ پاخانہ ڈجاتا نا بکار	ہاتھ میں لوٹا بھی لیجا تا گنوار
پر نکلتے رہتے اسکی دھار ہے	
اوسکے پانخانے سے فارغ ہوتا تک	نخل جاتا اوسکا دپانی یک بیک
پور بی سمجھا کہ یہ لوٹا بیشک	فد کرے مجھ سے جو ہو ہی ابتلاک
لوٹا یہ ضدی بڑا بے کار ہے	
پور بی احمق کہیں اسی ہوشیار	ایک دن گئے گیارہ بے ہزار
پہلے ہی کر لی طارت اوسنے یار	بعد پاخانے کو وہ مٹیسا گنوار
ایسا گستاخون کا کار ہے	
پہر کہا غالب رہا میں خوب جی	اور خوشی ہو گئے یہ احمق نے کھی
بولا لوٹے کیون یہ تو رہی ضد چلی	یا کہ موری موری پوری چلی
احمق کا اوسکے یہ سب اظہار ہے	
بدعتی بنی کرتے ہیں اسطور پر	دیندار دن سے لڑیں تہیہ خبر
او کہیں غالب رہے ترے اپڑ	گرچہ ہیں یہ دین مشرک بے ہنر
یہ وہ بی کے مثل انکا کار ہے	

وقت جماعت آتا ہی مسجد میں دہیٹ

پر زور بدعتیوں کا مسجد و مین ہے

انصاف سی یہ پوچھو ذرا اُسے بدل

مسجد سے جو نکالتے ہیں کچھ چھڑکین

کچھ چھڑکیوں سے انکی یہ گھبرا تا ہی بھلا

تقریر میں تو رہتا ہی غالب مدام

لیکن جہان میں اسکے عد و بشیما ہوں

قربان جان و دے محمد کے نام پر

ہوئے جہاں ہوں کام شریعت کے بر خلاف

رہتی ہر آگ باج سے نفرت سے کمال

دنیا کا دیکھنا نہیں دارا محمدی

کرتا ہی شکلوں سے گذارا محمدی

لیتا ہی کیا بھلا یہ تمھارا محمدی

جائی کہاں اب نکایا را محمدی

سبھی گناہوں کا ہی کھارا محمدی

سو سو ایک ایک نہ ہارا محمدی

پھر کیا کرے ایک لایچا را محمدی

پڑھتا و دے یہ مزار محمدی

کرتا ہو اوس جگہ سو کھارا محمدی

ستائیں ستار و دوتا را محمدی

اشعار گمربار از جناب قاری قادر بخش
صاحب کندر آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>کہتا جو دین حق ہے ہمارا محمدی ہو تاہو باغ باغ بہت لیسہ اس گمرباری شفتا ہو جب یہ بات مسائل کا توحید پر بھی رہتا ہو دل یہ مستقیم</p>	<p>ہے اسلئے یہ حق کا پیارا محمدی جب لیکے نام اُس کا پکارا محمدی کرتا ہے او سکو خوب نکھارا محمدی اور شرک کو بھی کرتا دوپارا محمدی</p>
<p>سنت سے عشق رہتا ہے اس کو کیا ورنہ رکتا یہ پنجگانہ نماز و نیکو دہیا ورنہ</p>	<p>بدعت کو کب ہے کرتا گوارا محمدی گناہین ہی گرمی و جاڑا محمدی</p>

شادی ہی خوب کرتا ہر سنگی طور	بچا تا نہیں ڈھول و نقار مچری
سہر انقاب طر و بد ہی گلیکا مار	جھکڑا یہ دو رکشا سارا مچری
اپنے نفع کے واسطے لالچ میں آکر	چاہتا نہیں کسی کا خسارا مچری
اور خردا کی ذات کے گرو بار	رکتا نہیں کسی کا سہارا مچری

تمام شد

احمد شذکریہ رسالۃ التلیف جناب مولوی بشارت کریم صاحب بہاری
موسومہ بہ

التلیف والتی

مطبع سعید المطابع بنارسین پریس

۱۳۰۴ھ



خدمت بابرکت میں ناظرین باتمکین کے التماس ہے کہ کتاب لا
جواب جناب حافظ عبدالکریم صاحب مصنف کتاب ہذا نے ماہ رمضان
شریف ۱۳۰۳ ہجری نبوی میں واسطے طبع کے دی تھی چند اوراق چھپے
تھے کہ مصنف مدوح نے انتقال کیا اللہ مغفرت کر چھپی میں کتاب مذکور
کے اس وجہ سے برابر تاخیر ہوتی گئی اور اسکی صحت بھی کا حق نہ ہوئی ہاں
جب دوسری مرتبہ یہ کتاب چھپکی صحت و صفائی کا پوری طرح
انتظام کیا جائیگا۔

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

ہم یہ ناظرین ہوئی فقط

بچتا رہے خصوصاً اسودہ عورتوں کے چلتیوں سے اس رسالہ کا نام
اللتی والتی ہے اس تقریب سے کوئی عورت خاص یا شخص خاص
 مراد و مخاطب نہیں ہے نہ مراد و مخاطب ہو سکتے ہیں اسلئے کہ ان مفاسد میں
 جنس رجال و ستورات کی یکساں ہوتی ہے فقط اتنا فرق ہے کہ امت
 اسلام میں جو مرد و عورت خاندان شرافت و علم و دین کی ہوتی ہیں وہ
 غالباً پارسا باعفت و با حیا ہوتی ہیں اور نکاح بربا و سکا تھ شوہروں کے اور
 شوہروں کا بربا و اولیٰ سے مطابق وضع شرفار و حکم شرع کے ہوتا ہے وہ
 غیرت دار با وقار پر وہ نشین حافظ نگاہ محافظ شرمگاہ رہتی ہیں باقی
 عوام عورتیں خصوصاً زنان محلات امرار کہ وہ سخت بیباک سفاک چست
 و چالاک ہوتی ہیں پھر انہیں جو عورت جس قدر دلت و کمندی میں زیادہ ہوتی
 ہے وہ اوس قدر آزاد و طبع بے لحاظ بے وقار بھی ہوتی ہے وہ ہرگز کسی وضع
 شرافت و عقل یا حکم اسلام کی پابند نہیں رہ سکتی اوسکے فتنے و فریب گہری
 کے پُر زوکی طرح راندن خوب ہی تیزی سے چلتے ہیں مگر انجام کو وہ سارے
 پیغام سلام کھل جاتے ہیں سارے فتنے و مکر و خدین کے اندر پھیر کر آتی
 ہیں و لا یجئیک الملک السئی الا باھلہ یہ وہ قوم ہے کہ جسکو نہ کچھ
 پروا براہی دین و بنیامی خلق کی ہوتی ہے نہ اپنے آبرو کی نہ نظر سے
 گر جانے کی نہ خدا و رسول کی ناراضی کی فقط اپنی ہوائے نفس و شہوت
 پرستی و عشق بازی و مستی سے غرض رہتی ہے یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ
 دوزخ میں یہی عورتیں ہونگی حدیث میں آیا ہے بہت کم ساکن جنت میں
 یہی عورتیں ہیں انتہی اسلئے انہیں اکثر کا خاتمہ بالخیر بھی نہیں ہوتا ہے
 الا ماشاء اللہ تعالیٰ رسول خدا صلعم کی سیرت شریف عادت مبارک یہی تھی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خلق الذکر والانیث و هما فضلا عن
 الانسان و جنس الحيوان و الصلوة و السلام الاتقان
 على رسوله و عبده محمد من قال ان النساء حباثل
 الشيطان و على اله و صحبه اهل التقى و الرضوان
 اما بعد یہ ایک رسالہ مختصر ہے اسمین اولاً کچھ مباحث متعلقہ عشق و
 ذم زنا کے لکھے گئے ہیں پھر نائیا بعض احادیث و آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے
 جنہیں عورتوں کی برائی کا ذکر آیا ہے اور انکے نقصان عقل و دین کا بیان
 فرمایا گیا ہے علاوہ اسکے بعض حالات نسوان جو بعض کتب سے معلوم
 ہوئے وہ بھی شامل کئے گئے ہیں تاکہ اس رسالہ کے دیکھنے سے بڑھنے
 والوں کو عبرت کامل حاصل ہو اور اس قوم کی بیوفائی و بے الفتی و خود غرضی
 و ہوا پرستی کا حال معلوم رہے پھر جسکو اپنا ایمان عزیز ہو اسلام پر مرنے
 پسند آوے حسن خاتمہ کی تمنا رکھتا ہو وہ انکے دام کرو فریب و فتنے سے

حکومت ایک دولت ٹھہر گئی سلطنت ایک سرمایہ عیاشی ہو گئی تب سے صلاحیت جاتی رہی فسق کی کثرت ہو گئی اب جو شخص فاسق فاجر نہیں ہوتا وہ احمق بیوقوف بد نصیب سمجھا جاتا ہے جو بدکار شرابخوار رفاص قہقار ہوتا ہے وہ بڑا عقلمند صاحب نصیب خیال کیا جاتا ہے آسیطرح عورت پارسازن باعصمت مستورہ باعفت الگو سمجھی جاتی ہے اوسکا شمار احمقوں میں ہوتا ہے عقلمند وہ عورت ہوتی ہے جو شوہر پر پیار کرے یا شوہر چھوڑ کر کسی دوسرے سے سروکار رکھے مخفی پیغام و سلام کرے آشناؤ کو لباس و طعالم و زور و زلیو بھیجے شوہر کو احمق بنائے رکھے حالانکہ ایسے مرد اور عورت زبان شرع پر ملعون و بدترین امت بد بخت ترین اہل ملت ہیں دنیا میں تو بدنام مسلمانی برائے نام آخرت میں گندہ دوزخ و بد انجام وہاں امتحان انکی عقلمندی اونکے عقلمندی کا بخوبی ہو جاوے گا غرض کہ اوس وقت کا حال جبکہ اسلام عزیز تھا اور کچھ تھا اس وقت کا حال کہ اسلام غریب ہو گیا ہے اور طرح پر ہے ایک تفاوت یہ بھی ہے کہ اگلے زمانہ میں فاسق فاجر شہر میں عیب کو چھپا کر کرتے تھے اس زمانہ میں کھلم کھلا مخفی آشنائی کا بازار گرم ہوتا تھا بدکار مونی تمنا ظاہر کی جاتی ہے اگلے لوگ آخر عمر میں ضرور ہی تائب ہو جاتے تھے اب شروع پیری یا اڈھیر پن میں اگر توبہ کر لی ہے تو آخر عمر میں اوسکا کفارہ یہ ہوتا ہے کہ جو بدکار پہلے نہ کئے تھے وہ اب پسند آتے ہیں جو اہتمام واسطے دلفریبی شوہر نامہ کام کے گھنٹی کیا گیا تھا اوس سے زیادہ اب تیاری کسی کے ملنے بلائے کیلئے کی جاتی ہے اگلے مسلمان مرد تھے یا عورت انجام بد فائتمہ سوہ سے ڈرتے تھے جو دوہوین صدی کے مرد عورت اگلی توبہ پہنچاؤ بد نصیب سمجھے عیش و عشرت تازہ کیا چاہتے ہیں اگلے مومن اپنے گناہ گذشتہ یاد کر کے باوجود

کہ جب کسی شخص میں کوئی عیب معلوم فرماتے تو یوں کہتے صابال اقام
 لیفعلون کذا یعنی لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسے ویسے کام کرتے ہیں صریح
 نام اس شخص کا خواہ مرد ہو تا خواہ عورت زبان شریف پر نہ لاتے تاکہ
 تعین نام سے غیبت لازم نہ آوے اسطرح اس رسالہ میں کسی خاص مرد
 یا عورت سے آسودہ ہو یا یہود کچھ بحث نہیں ہے بلکہ عموماً زمرہ و نسو
 مخاطب ہے جو حکایات و حالات اسجگہ لکھے گئے ہیں وہ بھی اسی قسم کے ہیں
 کہ غالب عورتیں دنیا کی اوس میں مبتلا ہوتی ہیں الا اشار الہد او کیوں
 نہوں کہ جڑ ہر فساد کی یہی شرا بخاری زنا کاری رقص و سرود ہے یہ مرض
 امرار کے گھر میں مثل صحت و تندرستی کے ہمیشہ موجود رہتا ہے یہاں تک کہ
 اگر کوئی عورت تائب بھی ہو جاتی ہے تو وہ توبہ او سکی قائم نہیں رہتی بلکہ زلزلہ
 میں رہتی ہے کہ آج ٹوٹے کل ٹوٹے صد یا شکستہ بار بستم توبہ چڑھایا
 ہمیں کند زدستم توبہ چڑھایا و زبیر توبہ شکستہ ساغر چڑھایا و زبیر توبہ شکستہ
 توبہ چڑھایا و زبیر توبہ شکستہ ساغر چڑھایا و زبیر توبہ شکستہ ساغر چڑھایا
 کے مسلمان گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے سے بچتے تھے اسلئے کہ انکو یہ بات
 معلوم تھی کہ گناہ کبیرہ کا رشتہ کفر سے قریب اسلام سے بعید ہے پھر
 بھی انھوں نے سنا تھا کہ اصرار کبیرہ پر نزدیک اکثر اہل علم کے کفر ہے لہذا
 اوسوقت میں صلحا بہت ہوتے تھے فاسق فاجر کم تھے کہیں ایک دو یا
 دو چار یا دس پانچ فاسق جو کسی محلہ یا بستی میں ہوتے تھے تو سب کی نظروں
 میں حقیر رہتے تھے معہذا یہ بھی ہوتا تھا کہ جس سلطنت اسلام میں حدود
 شرعیہ جاری تھیں وہاں فاسق کو منہ زبانی رہتی تھی حدود و تعزیرات
 قائم تھے اسلئے فسق قلیل تھا جب سے اسلام ضعیف ہو گیا مسلمان غریب ہو گئے

غار کہ در راہ نمودی وارو ۛ آخرے باد صبا این ہمہ آوردہ نسبت ۛ ۛ
 حدیث ابن عمر میں مرفوعاً منخوس ہونا بعض عورات کا آیا ہے یہ حدیث
 متفق علیہ ہے سو جس عورت سے شوہر کو ایذا پہنچے پھر وہ ایذا بھی بے کسی
 وجہ شرعی کے ہو عورت حقوق صحبت و عشرت شوہر کو ادا نہ کرے تو ایسی
 عورت شرعاً منخوس ہوتی ہے بد اطوار کہلاتی ہے کیونکہ عورت صالحہ کی
 علامت حدیث ابی امامہ میں مرفوعاً یون آئی ہے کہ جب غاوند اسکو کوئی
 حکم کرے تو وہ اسکی اطاعت بجالائے جب شوہر اسکی طرف دیکھے تو وہ اسکو
 خوش کرے جب شوہر اسکو کسی بات کی قسم دے تو وہ اسکی قسم پوری کرے
 جب شوہر اسکے پاس سے غائب ہو تو اسکو سکے پیچھا اپنی جان میں اور اسکی
 چیز بست میں خیر خواہی کرے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے جان کی خیر خواہی
 یہ ہے کہ اسکی غیبت میں چھپکر نہ کرے یاری آشنائی عشق باز سی کی
 باتیں نہ کہے سنے چیز بست کی حفاظت یہ ہے کہ اسکے مال کو برباد نہ کرے
 حفاظت سے رکھے سو جس عورت میں یہ اوصاف موجود ہوتے ہیں خواہ
 پیدا لشی ہوں یا تعلیمی تو وہ عورت صالحہ ہوتی ہے بس عورت میں یہ
 سب اوصاف یا بعض موجود نہیں ہوتے بلکہ وہ دیدہ و دانستہ خلاف
 ان اوصاف کے برتاؤ کرتی ہے شوہر کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتی ایک نفر کی
 برابر جانتی ہے وہ عورت بد بخت ہے اس زمانہ میں اطاعت کرنیکی جگہ
 شوہر سے اطاعت بجاتی ہے پھر اس اطاعت پر بھی قناعت نہیں ہوتی ہے
 اسکو چھوڑ کر دوسرے سے دل لگایا جاتا ہے خواہ زنا ہو یا نکاح بعد طلاق
 جب شوہر سامنے آتا ہے خوش ہونیکلی جگہ دو چار طعن سن جاتا ہے قسم کا
 پورا کرنا کیسا جو بات وہ کہے اور وہ بات بھی مثلاً داخل اسکے حقوق شرعی میں

توبہ کے روئے تھے پچھلے لوگ اپنی تو کچھ پراسوس ظاہر کر کے تلافی یافت چاہتے
 سب سے زیادہ دستگاہ اسکام میں عورتیں رکھتی ہیں مرد کجنت تو کبھی جو
 خدا گناہ کرنے سے بچ بھی جاتا ہے مگر یہ طائفہ نہ خود گناہ سے بچے نہ دوسروں کو
 بچنے دے بلکہ ساری قوم واقارب کے گناہ کو روپیہ خرچ کر کے مول لیتا ہے
 بگیمات خانوات کو دیکھو کوئی محفل مجلس اونکی ایسی نہیں ہوتی جس میں
 سو پچاس عورتوں کو بلا کر شریک لہو و لعب نہ کیا جاوے گوا و عین بعضی بی بیان
 ایسی بھی ہوتی ہیں جنکا جی اوس کھیل تماشے کو نہیں چاہتا ہے سوان
 سبکا گناہ انھیں صاحبہ مجلس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اس ہمت
 و جرات و شجاعت کا کیا پوچھنا کہ سب کے گناہ اپنے سر پہ لے لئے فقط اپنے
 ہی معاصی پر قناعت نہ کی ایک وہ مرد عورت کم ہمت ہیں جو اپنے گناہ پر
 شرمندہ سر افکندہ رہتے ہیں خدا نہ کرے کہ دوسروں کے گناہ اونکے سر پہ
 لاوے جاوین اللہم احفظنا۔

مقدمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو جو تم دنیا سے اور جو تم عورتوں سے پہلا فتنہ جو
 بنی اسرائیل میں ہوا وہ یہی فتنہ عورتوں کا تھا اسکو مسلمان نے روایت کیا ہے
 اس حدیث میں دنیا و عورت دونوں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اسلئے اکثر
 اہل علم و دین نے دنیا کو عورت کی شکل میں عورت کو دنیا کی شکل میں دیکھا
 و تو نے اسکا ساتھ گویا چولی وامن کا ساتھ ہے دنیا کی مثال عورت سے وہی
 ہے عورت کی مثال دنیا بتاتی ہے پھر دونوں کے مکر و فریب سے بچنے کی
 ہدایت کی ہے ۵ امین مشور عشوہ دنیا کہ این عجز و مکار و فتنہ
 محالہ می رود ۶ بلکہ خود فتنہ دنیا کا یہی فتنہ عورت کا ہے ۷ ہر خس و

شوہر والیوں نے بے شوہر و نکو بھی ہر ادیا ہے شوہر کے ہوتے ہوئے تو وہ
چار اپنے یا بیگانوں سے چھٹس کٹین نہیں نہیں بلکہ خود او کو پھانس لیا
ہر ایک کا چند ماہ یا چند سال مزہ کچھ کر پھر اسکو رستہ بنایا **۵** قدر ہم
چاہئے والوں کی ترسے دیکھنے چکے ۶ خوار پھرتا ہے پرانا تو پیشیان نیا ۷ معہذا
خیال میں بڑی پارسا شریف ہیں شوہر رکستی ہیں نماز بھی پڑھتی ہیں معہذا
یاروں کی طرح شوہر و نکو بھی بدل سکتی ہیں کہ تبدیل ذائقہ مضائقہ
نذارو حالانکہ حدیث حسن بصری میں مرسلہ مرفوعہ آیا ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لعنت کرے اللہ ناظر و منظور الیہ پر اسکو بہتقی نے
شعب الایمان میں روایت کیا ہے یعنی جو عورت اجنبی مرد کو دیکھے یا
مرد اجنبی عورت کی طرف نظر بد کرے تو وہ دونوں ملعون ہیں یہی حکم
عورت کا حق میں عورت منکوحہ کے حکم طفل امر و کاحق میں مرد کے ہے
اس حدیث میں تو دیکھنے دکھانے والی پر لعنت آئی ہے کہ ہوا و سکا گیا
ہوگا جو یا کہتی ہیں یا شوہر بدلتی ہیں یا بلا وجہ شرعی طلاق لیا چاہتی ہیں
یا عورتوں کی معرفت اگلے یا راستہ ٹھونڈ کر چھپا یا کھلا نکاح کیا چاہتی ہیں
حدیث میں آیا ہے بغایا یعنی زانی عورتیں وہ ہیں جو اپنی جان کسی کے کاح
میں بدون گواہ کے دیتی ہیں اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے ابوہریرہ
کی حدیث کا لفظ یہ ہے کہ کوئی عورت کسی عورت کا بیاہ نہ کرے و سے نہ پنا
بیاہ آپ کرے زانیہ وہ ہے جو اپنی جان کا آپ بیاہ کرتی ہے اسکو ابن ماجہ نے
روایت کیا ہے **فائدہ** جاہل لوگ مرد ہوں یا عورت یہ سمجھتی ہیں کہ زنا
اسکا نام ہے کہ فعل بد کرے حالانکہ یہ درجہ اعلیٰ زنا کا ہے جسکی سزا کواری
عورت کو سو کوڑے بیاہی عورت کو رجم ہے اس سے اوتر کر زنا اعضا کا

ہو تو بھی ہرگز نہ مانی جاوے اسکی غیبت میں پارسائی کیسی اوسکے روبرو
 عشق بازی کی مجلس جمائی جاتی ہے یاروں آشناؤں عاشقوں کا ذکر آتا ہے
 یہ تدبیر سوچی جاتی ہے کہ کیا تجویز ہو جس سے ہم اسکو چھوڑ دین یا یہ گھبرا کر
 تنگ ہو کر غیرت کھا کر خود ہیے علیحدہ ہو جاوے غرض کہ اسودہ عورتیں جو پھر
 نہ کرین سو تھوڑا ہے رسول خدا صلعم نے سچ فرمایا ہے کہ عورت جب اسنے
 آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تب
 بھی شیطان ہی کی صورت میں جاتی ہے اسکو مسلم نے جابر سے روایت
 کیا ہے گویا اوسکا آنا جانا چلنا پھرنا شیطان کی طرح ہوتا ہے بلکہ وہ خود
 ایک شیطان ہی ہوتی ہے یہ حکم عام عورتوں کا ہے پھر جو عورت بن چھٹک چک
 وک سے گہنا پہن کر رات دن طلقہ مجلس خبیثات میں اوٹھتی بیٹھتی عورتوں کو
 جمع کرتی ہے رات دن ہنسی دل لگی کھیل تماشے مسخر اپن لہو و لعب میں
 رہتی ہے اوسکے شیطان ہونے میں تو کچھ بھی بحث باقی نہیں ہی حالاً
 مسلمان عورت کا بازاری خانگی کسبی اجنبی بے پردہ عورت کے سامنے آنا
 ویسا ہی منع ہے جیسے اجنبی مرد کے سامنے آنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے عورت ستر ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے شیطان
 اوسکو تاکتا جھانکتا ہے زاد الترمذی یعنی اودھر تو اوس عورت کو ہیکاتا
 ہے کہ وہ اپنا حسن و جمال ظاہر کرتی پھرتی ہے اودھر جو بد وضع بد نگاہ
 لوگ ہیں اونکو بھڑکاتا ہے کہ وہ اوسکے طرف مائل ہوتے ہیں بڑا سبب
 زنا کاری کا یہی کج فتنہ نظر بازی ہے بے پردہ عورتیں اسبطرح چھنس
 جاتی چھنس لیتی ہیں بلکہ بے پردگی کو جانے دو جو پردہ میں ہیں وہ اپنی
 بھی آفت و حالی ہیں آج کل کی خانگیوں نے کسبیوں کے کان بھی کتر کر دی

صاف آچکا ہے کہ جس عورت نے شوہر کا حق ادا نہ کیا اس نے خدا کا بھی حق ادا نہ کیا رواہ ابن ماجہ ^{حاصل یہ کہ شوہر کا رشتہ سب رشتوں سے زیادہ} ہوتا ہے خاوند کی اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم ہے حتیٰ کہ ماں باپ کی اطاعت پر بھی مگر کسی جگہ خاص میں کبھی اطاعت والدین کی مقدم ہو جاتی ہے نہ ہرگز آجکل مسلمان عورتوں سے کفار کی عورتیں حق شوہر کا زیادہ پہچانتی ہیں ہندوؤں میں دیکھو عورت شوہر کے پیچھے سستی ہو جاتی ہے بخیل میں طلاق دینے کو منع کیا ہے قوم نصاریٰ میں طلاق کا رواج نہیں ہے اسلام میں طلاق کو بعض مباحات فرمایا ہے اس مسئلے کا حق تہذیب النساء میں اچھی طرح ادا کیا گیا ہے خانم صاحبہ کو کچھ پروا نہیں کیسی خبیث کی بہشت نقد عیش کو چھوڑ کر او دھار عیش پر بھروسہ کرنا بھلا کوئی عقل کی بات ہے پیغمبر صلعمؐ نے کہا کہ اگر سوا خدا کے کسی کو سجدہ روا ہوتا تو شوہر کے لئے رہوتا مگر یہ جب سجدہ کرے گی تو کسی یا رہی کے سامنے سر جھکا دے گی اوسکی مار کھاوے گی شوہر تو اسلئے ہے کہ رات دن لعن طعن کی سولی پر کھینچی جاوے ایک لونڈی غلام کی بلا بھی اوسکی عزت نہو لعنۃ اللہ علی الظالمین بعض عورتیں کہتی ہیں کہ مردوں کی تو ہر طرح بن آئی ہے چار چور کر میں ہر طرح کا زور جتاوین میں کہتا ہوں تم کو بھی تو کوئی شوہر کرنا اختیار دیا گیا ہے فقط اتنا فرق ہے کہ مرد ایک وقت میں چار عورت رکھ سکتا ہے تاکہ اولاد بڑھے امت اسلام زیادہ ہونے اسلئے کہ نرئی سستی نکالے عورت بعد فوت شوہر یا حصول طلاق کے ایک دو تین چار کیا بلکہ پانچ دس شوہر کر سکتی ہے پھر اگر یہ بات اس نے واسطے حفظ عصمت و دین پروری کے کی ہے تو جائز ہے ورنہ عورتوں نے تو مردوں کے ایک مدت دراز سے

اوس سے بھی تو چننا واجب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ آنکھ کھڑا دیکھنا کان کا زنا سننا زبان کا زنا بات کرنا ماتھ کا زنا پکڑنا پانوں کا زنا چلنا ہے پھر دل کسی بات کو چاہتا ہے اوسکی خواہش کرتا ہے اب شرمگاہ اوسکو سچا کر دے یا جھوٹا اسکو مسلم و بخاری و اہل سنن نے روایت کیا ہے جو عورتیں عورتوں کی مجلس میں بیٹھ کر یا راستہ کا ذکر کان سے سنتی متنبہ ہے اوسکا چرچا نکالتی ہیں اپنی جگہ سے اٹھ کر ایسی عورتوں کے پاس جا کر بیٹھتی ہیں صبح و شام و دو چار چار بھیرے کرتی ہیں ہر کای پھرتی ہیں یہ اونکا کہنا سننا چلنا پھر بھی ایک طرح کا زنا ہے اسکی سزا بھی انکو ضرور ہی ملیگی ایسے ہی ان مردوں کو جو اس قسم کا زنا کیا کرتے ہیں احادیث میں نظر بازی پر سخت وعید آئی ہے نظر کو زہر پھرا ہوا تیر شیطاں کا فرمایا ہے خواہ مرد کسی اجنبی عورت کو دیکھے یا کوئی عورت کسی مرد اجنبی کی طرف نگاہ کرے یا مرد کسی آمد کو گھورے یا عورت کسی عورت فاحشہ کو دیکھے سب کا ایک ہی حکم ہے **فائدہ** حدیث مرفوع ابن عباس میں اطاعت شوہر کا اجر واسطے عورت کے برابر جہاد کے رکھا ہے رواہ الترمذی وغیرہ دوسری حدیث عبدالرحمن بن عوف میں حفظ شرمگاہ اور اطاعت زوج پر وعدہ جنت کا فرمایا ہے رواہ ابن حبان بے اذن شوہر کے کسیکو گھر میں نہ آنے دینا داخل حقوق شوہر رکھا گیا ہے خواہ وہ آنی والا مرد ہو یا عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بی بی سے کہا کہ شوہر تیرا تیری جنت و دوزخ ہے یعنی اوسکی رضامندی سے تیری مغفرت ہوگی اوسکی سزا کی سے تجھکو جہنم ملیگی حقوق شوہر وزن کے بہت ہیں بیان ذکر اونکا پیش رو نہیں ہے مختصر قول اسقندر کافی ہے کہ حدیث ابن ابی اوفی میں مرفوعاً

نہیں دیکھتا و لوگوں کو دیکھتا ہے ایک شوہر کے پاس نہ آئے پر جس سے وہنجیدہ
 ہو شام سے لیکر صبح تک خدا کی لعنت برتنی ہے جو عبادت نفل کرتی ہے وہ
 سب برباد جاتی ہے وہ ناراض رہتا ہے تو فرض و واجب بھی قبول نہیں
 ہوتا محنت برباد گناہ لازم ایک فقط واجب ناخوشی او سکی انکی آخرت کو بگاڑ
 ہے ساری دنیا خوش ہو تو کچھ حاصل نہیں کیونکہ بعد خدا و رسول کے کسی کا
 حق ایسا نہیں ہے جیسا شوہر کا حق ہے نہ کسی کی اطاعت ایسی ہے جیسے
 خاوند کی اطاعت ہے مگر اس وقت کی عورتوں نے ان سب مسئلے مسائل کو
 دھتا تبادی ہے جس طرح دنیا کے کئے دولت و مال پر گرتے ہیں رو پیسے
 کے عاشق ہوتے ہیں اس طرح اپنی شرمگاہ کے تابعدار ہیں نہ آنکو شرافت سے
 غرض ہے نہ دین سے مطلب نہ پد نامی کا ڈرتہ رسوائی کا خوف نہ درخ کی
 پرداتہ نجات کی تمنا کچھ ہی ہو مرتے دم تک گناہ کر نیک مضبوط ارادہ رکھتی
 ہیں سچ سے اللہ کو نواستے دوزخ کا بھرنامنظور ہے اللہ یہ کام نہوں تو
 بھرو دوزخ کس سے بھری جاوے **ع** دوزخ کرا بسوز و فوب گریا
فائل ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ عید اضحیٰ یا
 عید فطر میں رسول خدا صلعم باہر نکلے عورتوں پر گزریا فرمایا اے گروہ پور
 کی تم صدقہ دیا کرو میں دیکھا ہے کہ سب سے زیادہ تمہیں دوزخ میں ہو
 کہا کیوں کیلے فرمایا تم لعنت بہت کیا کرتی ہو شوہروں کے احسانات کا
 کفران کیا کرتی ہو میں نے کوئی ایسا ناقص عقل و دین نہیں دیکھا جو
 ہوشیار مرد کی عقل کھو دے جیسی تم او سکی عقل کھودتی ہو تو چچا ہمارے
 عقل و دین میں کیا نقصان ہے فرمایا عورت کی گواہی برابر آدمی گواہی
 مرو کے ہے جب حیض ہوتا ہے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے متفق علیہ

مکان کتروئے ہین باوجود شوہر کے بھی دو چار لکھ دس پانچ یا رکھلے چھپے
 کر لیتی ہین ایک مرد بیکر پتہ نہ ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا
 پہلے تو بہ کر ڈالینگلی بعض عورتیں کہتی ہین کہ خیر شے جو کچھ کیا تھا ہو گیا
 کو آ رہن مین تو کوئی دہبا داغ ہم کو نہیں لگا یہ اتنا نہیں سمجھتیں کہ یہ کیا
 فخر کی بات ہے اگر تم کو آ رہن مین حرام کرتیں تو فقط تنوہی کوڑے تم پر پڑتا
 شاید اس مار سے مرتی بھی نہیں بان بچ جاتی آپ جو تھنے بیاہ کے بعد حرام
 کیا ہے یہ گناہ تو کئی حصہ اس گناہ سے زیادہ ہوا آپ تم اس لایق ہو کہ
 تم کو تھنوں سے چکنا چور کر دیا جاوے مگر جس عورت کی ناک بڑی ہوتی ہے
 بڑے خاندان کی کہلاتی ہے وہ خواہ کو آ رہن مین حرام کرے یا بیاہ پن
 اسکی ناک کسی طرح نہیں کٹتی جب یارون شوہرون کے بدلنے پر عجز نہ
 نیکنامی و عیش رانی کے دوسرا خیال اسکو نہیں ہوتا ہے تو پھر کسی کے
 کچھ کہنے سننے سے کیا ہو سکتا ہے لوگ تو یہی چاہتے ہین کہ حدیث میں خلل
 پڑے مگر اسودہ عورتوں کا یہ قول ہے **من ساقب الناس مات غمًا**
و فاسدًا للذات الجسوسی **فَاعِل** عورت کی کوئی عبادت
 فعل نماز ہو یا روزہ یا حج مقبول نہیں جب تک کہ شوہر اجازت نہ دے کوئی
 فرض عبادت بھی مقبول نہیں جب تک کہ اسکو راضی نہ رکھے مگر یہ عجیب طائفہ
 ہے کہ شوہر سے بھاگنے نہ ملنے کے لئے زیر و ستی روزہ رکھتی ہین زیر و ستی
 روزہ کا اذن لیتی ہین اسطرح کبھی یہ کہہ کر کہ ہم فلان جگہ جاتی ہین جلدی
 ہین کیا کریں مجبوراً یہ صورت شرعی قائم کر لیتی ہین خواہ شوہر ولایت
 ہی کیون نہ ہو حالانکہ شوہر کی ناراضی انکو جہنم کی سپر کر اوگی شوہر کا اذن
 ظاہری ساتھ ناخوشی باطن کے انکو کچھ نفع نہ دیا اللہ کیسی صورت شکل

ارادہ اسلئے وہ کام شرعاً برباد جاتا ہے یہ نقصان اونکے دین کا ہے سو جب
 جہنم کی آبادی اسی قوم سے منظور الہی ٹھہری تو نجات پانیوالیان لاکھوں
 ہزار ہزار و نین شاید ایک دو چار ہوں تو ہوں ورنہ خیریت یہ حدیث بہت
 خوفناک ہے عورتوں کو چاہئے کہ اس حدیث کو سن کر ماتم کرین خدا سے ڈر کر اپنے
 افعال بد سے بچتی رہیں۔ عورت کا امیر ہونا شرعاً درست نہیں ہے البتہ اگر
 کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلعم کو یہ خبر پہنچی کہ یارسیون نے کسریٰ کی دختر کو
 اپنے اوپر بادشاہ بنایا تو فرمایا اگر اس قوم کو فلاح نہوگی جنہوں نے
 اپنا کام عورت کو سپرد کیا اسکو بخاری نے روایت کیا ہے یہ اسلئے فرمایا کہ
 عورتیں ناقص العقل والدین ہوتی ہیں انکی امارت میں بسبب انکی عقل
 کے سارے کام دنیا کے برباد ہوتے ہیں بسبب نقصان دین کے نہ آپ
 دین پر قائم رہتی ہیں نہ دوسروں کو دین پر قائم رہنے دیتی ہیں چنانچہ
 جس کسی ملک میں عورتوں کی حکومت ہوتی ہے وہاں فساد دین و دنیا کا
 ہمیشہ قائم رہتا ہے عقل کا یہ حال دیکھا کہ مشورہ اونکا بد عورتوں سے یا خدا کا
 سے ہوتا ہے اونکی صلاح پر چلتی ہیں وہ اونکو چاہیں یا کرادین چاہیں
 بے پروہ کرادین چاہیں شوہر سے اونکی جدائی لڑائی کرادین عورت جب
 حاکم ہوگی تو دنیا بھر کا فسق و فجور کھیل تا شا کر لگی مگر جبکو خدا بچاوے جس طرح
 جناب لفظ کتاب نہذیب النفسوان کو خدا نے سب آفات سے اپنی پناہ میں رکھا
 ہے عورت کے تابع داروں کو کبھی فلاح نہیں ہوتی ظاہر میں گو آرام ہو مگر
 حقیقت میں کھمدہ جانکا رہتا ہے دین و دنیا دونوں برباد جاتے ہیں گو اہل
 دنیا کی سمجھ میں یہ بات نہ آوے علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ
 بھی ہے کہ مرد کم ہوں عورتیں زیادہ ہوں یہاں تک کہ پچاس عورتیں

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لعن و طعن کرنا یا شوہر کے احسان کا انکار کرنا جہنم میں لیجا تا ہے عورتوں کی زبان بالکل قابو میں نہیں ہوتی شوہر کتنا ہی اونکے ساتھ اچھا سلوک کرے جان مارے خیر خواہی کرے محبت سے پیش آوے یہ جب کہینگی تو یہی کہینگی کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے جو کچھ کیا ہے ہی کیا ہے سو یہ انکار انکا کچھ آسان بات نہیں ہے اس سلسلے سے یہ لائق دوزخ ہو جاتی ہیں استدیل جس مرد پر کوئی احسان کسی عورت کا ہو تو وہ بھی اوسکا کفران نہ کرے ورنہ وہ مرد بھی سخت ناشکر نالائق کم ظرف ٹھہرے گا حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے دوزخ میں جتنے مرد ہونگے آدم سے لیکر آخر دنیا تک عورتیں تعداد میں اونسے زیادہ ہونگی یہ بھی ثابت ہوا کہ اونکی عقل درست نہیں ہوتی ہے نہ اونکا دین پورا پورا ہوتا ہے سب کام اونکے بے عقلی بے دینی کے ہوتے ہیں انسے یہ توقع رکھنا کہ یہ عقل کا کام کریں گی یا دین پر قائم رہیں گی نا فہمی نا تجربہ ہے جو کوئی انہیں سے ہزار میں ایک دوراہ راست پر بھی رہے سمجھو بہت غلیمت ہے گویا وہ اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہے یہ نقصان عقل و دنیا ان عورتوں میں بھی موجود ہوتا ہے جو نہایت درجہ کی عقلمند پارسا باعفت و عصمت ہوتی ہیں چہ جائے اونکے فاسقہ فاجرہ بے عقل ہیں کہ اونہیں یہ بے عقلی و نقصان دین کچھ اور ہی رنگ دکھاتا ہے لاجول و لافقہ عورت کا زنا کرنا شراب پینا جلدی سے میرے تیرے بہکانے میں آجانا شوہر سے طالب جدائی ہو جانا یہ سب دلیل نقصان عقل کی ہے انہیں اگر کوئی نیک کام بھی کرتی ہے تو اپنی مرضی کی موافق ناموسی شلڈ پسندی کے لئے نہ صورت شرعی کی پابندی ہوتی ہے نہ حسن نیت کا

صفر بھر کر سودا بجاتا ہے جب سودا کا زور ہوا فکر میں فساد آیا جب
 فکری فساد ہوئی تو ذہانت و کمی عقل کی حاصل ہوئی یہ بیماری ایسی چنبر کی آہ
 کرنے لگتا ہے جو ہونہیں سکتی ایسی تڑا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی یہاں
 کہ نوبت جنون کی آجاتی ہے اسوقت کبھی اپنی جان دیدیتا ہے کبھی غم
 میں مر جاتا ہے کبھی معشوق سے ملکر شادی کرکے ہو جاتا ہے کبھی یہ بھی ہوتا
 ہے کہ ہمراہ اس عشق کے شہوت مجامعت کی نہیں ہوتی ہے بلکہ شلوغ فقط
 و کلام و پاس بجھتا ہوتا ہے نہ مباشرت و نہ کلام اس قسم کا عشق بتالین کوہین
 لگتا بلکہ عارفین کو ہوتا ہے یہ طرف معشوق کے آنکھ بھر کے دیکھنے نہیں سکتے علامت
 عشق کی یہ ہے کہ آنکھوں میں گڑھے پڑ جاوےں خشکی پیدا ہو بلکہ کینے لگے جگے ہو
 ہو جائیں سارے اعضا و بے سوکھے ہو جاوےں سانس ضعیف ہو لب پر آہ ہو
 کبھی خوش ہو کر ہنس کر کبھی غم سے رووے غزل سنگیہ چین ہو خصوصاً و تذکرہ مضمون
 جبر و فراق کے نیند نہ آوے دلکا پن بڑھتا جاوے آہ سر و کھینچے صورت پر
 رونق باقی نہ رہے اسکی نبض سے اس کے معشوق کو پہچان لیا جاوے اسلئے کہ
 جسوقت سامنے اس کے نام و نشان معشوق کا نیا جاوے گا تو نبض میں ضروری
 اختلاف شدہ پیدا ہوگا رنگ چہرہ کا بدل جاوے گا بقرائے اسکا امتحان کیا چھیکتا
 علاج مرض عشق کا سواے دوائے وصال کے کچھ نہیں اگر یہ علاج موافق
 شرع بن پڑے ورنہ اگر سبب اس عشق کا احتراق مواد و اجتماع اختلاف ہے
 اندر دل و دماغ کے تو استعمال مرطبات و منضیات مستقر غات کا چاہئے اگر
 اس سے فائدہ نہ ہو تو زمان پر زوال کو او سپرسلط کروے کہ وہ اسکا دل طرف
 سے معشوق کے پھیر دین شیخ نے کہا ہے یہ کام جیسا بوڑھوں سے بنتا ہے اور
 جو ہستگار و کو اس کام میں ہے وہ مرد و کمونہ میں ہے ہاں محنت بھی ہمیں

ایک مرد کا ریاہی ہو مرد و عورت کی اطاعت کرے یہ مضمون حدیث انش میں
مرفوعاً نزدیک ترقی کے آیا ہے یہ علامت آجکل ہر جگہ ہر گھر میں پائی جاتی ہے
ایک ایک امیر کے پاس سیکڑوں عورتیں موجود رہتی ہیں کٹاحی کم بے کٹاحی
زیادہ ایک ایک آسودہ عورت کتنے ہی شوہروں یا کر لیتی ہے سوئیٹوں
قسمین مرد و عورت کی زبان شرع پر ملعون و مردود ہیں سعدی
نظامی جامی وغیرہم نے مذمت عورات میں اشعار آبدار لکھے ہیں سبکدہ
ذکر ان ابیات کا کچھ ضرور نہیں ہے +

فصل بیانیہ میں معنی اور مہیت و علاج عشق کے

جوہری نے صحاح میں لکھا ہے عشق کہتے ہیں فراحت کو یعنی سخت محبت
لشعشع کہتے ہیں تکلف عشق کو فراتے کہا لوگ کہتے ہیں یہ عورت اینچ شوہر
کی محبت و عاشق ہے قاموس میں کہا ہے کہ عشق فریفتہ ہونا ہے محبت کا
محبوب پر یا افراط محبت ہے اور یہ عشق کبھی عفاف کے ساتھ ہوتا ہے اور
کبھی دعارت یعنی فسق کے ساتھ یا اندام پن ہے عیوب محبوب سے یا ایک
مرض ہو اسی ہے جو بسبب تسلیط فکر کے استخوان بعض صورت پر طرف
نفس کے مجلوب ہوتا ہے یہ معنی ہیں عشق کے لغتاً باقی رہی مہیت عشق
کی سو کتاب سعدی میں لکھا ہے ایک نوع مایخو لیا کی وہ ہوتی ہے جسکو
عشق کہتے ہیں یہ ایک و سواسی بیماری ہے مشابہہ مایخو لیا یہ مرض اکثر
بے جو رو کے مرد و کمواہل بطالت و سفلو کو لگ جاتا ہے بقرطی نے کہا،
عشق ایک طمع ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے حرص کا مادہ جمع ہو جاتا ہے
پھر جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اضطراب و قلق و نیوالی صاحب
عشق کو بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ احتراق و مہو کر مستحیل لبودا ہو جاتا

بے وسندے بے شغل بیکار بیٹھے رہتے ہیں یا جو مرد عورت کم ہمت ہیں ان کو
یہ مرض لگتا ہے ورنہ عالی ہمت ایسے رذائل و ہمہ سے تعلق نفس نہیں
رکھتے علاج اس مرض کا یہ ہے کہ مزاج کی ترتیب کرے ایسے کاموں میں
مشغول ہو جو معشوق کو تھلا دین جیسے قصبے کہانی دیکھنا حکایات زہد کا
ستابانات کی سیر کرنا ہرے کھیت دیکھنا سفر میں شکار میں رہنا لڑائی
جھگڑے کی باتوں میں پڑ جانا ناگہان خوف کا دلانا غیر معشوق سے جماع کرنا
انتہی اس مرض کے ۶۴ نام مؤلف شیعہ انجمن نے لکھے ہیں ہر نام سے
جنون و وسواس کے معنی پیدا ہوتے ہیں اللہم احفظنا سچا عشق
وہ ہے جو مخلوق کو خالق تک پہنچا دے جب عشق میں حرص جماع کی ہوئی
تو یہ عشق نہوا فسق ہوا ایک آدمی نے ایک عرب سے پوچھا کہ تمہاری قوم میں
عاشق معشوق سے خلوت میں کیا کام کرتا ہے کہا بوس و بلس اور جو کچھ اسکے
مانند ہو کہا بھلا جماع بھی کرتا ہے کہا قسم ہے خدا کی ایسا شخص عاشق نہیں ہے
یہ تو طالب ولد ہے یعنی اگر صورت شرعی سے جماع کیا ہے تو یہ صحبت جائز
ہے گو فرط محبت ہی کیون نہ ہو ورنہ وہ عاشق نہیں فاسق ہے اہل علم نے کہا
ہے جو عشق کامل ہوتا ہے او میں بوس و کنار بھی نہیں ہوتا کیونکہ اجنبی سے
یہ کام حرام ہے جس طرح اپنی زوجہ مجبوسہ سے حلال ہے بلکہ دلیل صدق
محبت و خلوص مودت و راستی الفت ہے فقط

فصل

حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محبت میان بی بی کی محبت کو لگا نہیں سکتی
یعنی جو محبت شوہر کو بی بی سے بی بی کو شوہر سے ہوتی ہے وہ دوسرے کو
نہیں ہوتی یہ محبت دامن ہوتی ہے جہاں نکاح شرعی بالترام رعایت حق

محبت زن و مرد

دخل رکھتے ہیں وہ بھی بڑے ہیون سے اس صنعت میں کچھ کم نہیں ہیں
 یہ دل پھیرنا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ معشوق کی مذمت و حقارت و تقاب
 بیان کر بن تدبیر بالیخو لیا علیہ کہچا وے پھر اگر عاشق اہل عقل سے ہے تو
 یہ نصیحت و ہند و امانت و استہزار او سکوفائدہ مند ہوگا وہ سمجھ لے گا کہ یہ
 عشق او سکوا ایک طرح کا جنون و وسوسا ہے اور اگر قوم غیر عاقل کو یہ
 بلا لگی ہے تو پھر اس نصیحت کا او سکوکچھ نفع نہیں تدبیر او سکوی و مہی سال
 ہے سوچے حضرت ناسخ کوئی تدبیر وصال و حقیقت چارہ نہ کرے
 آپسا و انا دلکا و منجملہ سنگدیا ت کے ایک یہ بات بھی ہے کہ عاشق شکار
 میں لگ جائے یا علوم عقلیہ میں مشغول ہو جاوے یا علوم شرعیہ میں دل
 لگا وے حکایات ابتلائے عشاق سنگزجی بہلاوے یا کثرت سے جماع کرے
 گو ساتھ غیر معشوق ہی کے کیون نہ واسلے کہ جماع ابخرہ فاسد جو
 و مانع پر جا کر جمع ہوتے ہیں و و رہو جاوینگے تو عشق میں فوراً جا بیگا
 عشق نبودا نیکہ و مردم بود و این فساد خوردن گندم بود و آہی طرح
 کھیل تماشے سے بھی کس قدر تسلی ہو جاتی ہے کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ذکر
 ہجر و فراق کا عاشق کو ہلاک کر دیتا ہے شیخ نے کہا ہے طرح طرح کے
 کھیل نئی نئی باتیں باو شاہوں کے طرح طرح کے رنج و غم بھی تسلی
 بخش خاطر ہو جاتے ہیں تمام ہوا مضمون کتاب سدید ہی کا اسطرح
 ابن سینا نے فن اول قانون میں لکھا ہے اگرچہ بعض الفاظ کی کم و بیشی
 ہے مگر حاصل تقریر کا ایک ہی ہے اسی مضمون کو شرح اسباب و علامات
 میں بتفاوت الفاظ ذکر کیا ہے عشق کو ایک قسم بالیخو لیا کی ٹھہرایا ہے پھر کہا
 کہ یہ عشق اکثر لون لوگوں کو لگاتا ہے جو غنٹ ہیں یا عورتوں میں غنٹ ہے

و فصد و حجامت میں بھی جماع سے بچے جو عورت خشک مزاج ہو یا اوکا
 دل یا معدہ یا آنگھ یا اعصاب ضعیف ہوں اس سے بالکل الگ رہے یا کم
 جماع کرے محبوب کے ساتھ جماع کرنا موجب مسرت کا ہوتا ہے ضعف نہیں
 باوجودیکہ منی نکل جاتی ہے بہتر شکل جماع کی یہ ہے کہ عورت نیچے مرو اور پرہو
 بدترین شکل یہ ہے کہ مرو نیچے عورت اوپر ہو اس صورت میں یا تو منی مرو
 کی پوری پوری باہر نہیں نکلے گی یا منی عورت کی اندر سوراخ ذکر کے
 چلی جاوے گی اس سے تعفن و ورم قنصب پیدا ہوگا کر وٹ سے محبت
 نہ کرے کھڑے ہو کر بھی نملی کہ ان سب شکلوں سے ضعف آجاتا ہر فائدہ
 مارا اس حرکت کا حرارت و رطوبت برہے یہ حرارت فاعل ہے رطوبت
 منفعل ہے اگر و لون میں نقصان ہوا تو پھر تدارک اس کا مشکل ہو جاتا
 اور جو ایک چیز باقی ہے دوسری چیز میں نقصان ہے تو پھر تدارک برا و سکی
 آسان ہے اور جو خلل سبب بڑا ہے اس کے ہو جاتا ہے اس کی کچھ تدبیر نہیں ہے
 اسلئے مراعات حرارت و رطوبت کی بطریق اعتدال کے موجب تقویت جماع
 کے ہوتی ہے کبھی ضعف اس کام کا بسبب ترک استعمال و نسیان کے بھی
 ہو جاتا ہے مثلاً تصور احتشام و جلالت زن یا یہ و ہر کہ اس کو کشتی یا مدویہ
 یا فراطحبت و عشق کہ یہ سب اسباب ضعف باہ کے ہیں انکی تدبیر یہی ہے کہ ان
 تخلیات کو دلیسے و ور کر دے ایسی کتا بون کا مطالعہ کرے جنہیں اقسام جماع کی
 حکایات لذت مباشرت کی لکھی ہیں عورتوں کی باتیں سننے جانور و کتا محبت
 کرنا دیکھے امید ہے کہ قوت باہ کو بھیاں ہوگا یہ خلاصہ ہے کفایہ منصور کا خلاصہ

فصل بنائین مذمت عشق کے

شیخ محمد حیات سندھی مدنی رحمہ لے رسالہ عشق النساء و المراءنہیں
 جمع آخر و

طریقین ہوتا ہے و و نون باہم کفو ہوتے ہیں یعنی یہ نکاح ڈر سے خدا کے زنا
 سے بچنے کے لئے کیا گیا ہے و و نون صالح ہیں ایک دوسرے کا حق پہنچا تو ہیں
 کیونکہ مراد کفارت سے یہی اسلام و خلق ہے نہ نسب و ذات و نہ جہان
 کہیں و و نون فاسق فاجر ہیں یا ایک فاسق دوسرا صالح ہے و ان محبت
 کیسی الفت کسکی جو رویان و و نون مطلب کے آشنا ہوتے ہیں یہ
 شہوت پرستی باقی ہے دوستی ہے محبت کا دعوا ہے جب مطلب نکل گیا
 یا دوسرے کا پیغام آیا میان نے جو رو کو جو روئے میان کو رستہ بنایا اب
 سارا عشق دوسرے سے ظاہر ہوئے لگا یہ عشق و تحقیق عشق ہے بلکہ
 اگر ایک عشق جی ہوتا تو بھی ایک شعبہ جنون و الخویلیا کا تھا اب جو عمل غلی
 کیلئے یہ دھج سچ نکالی گئی ہے تو بالکل مطلب جہنم ہی ہے اس میں کچھ شک و
 شبہ نہیں **فائدہ** جب میان بی بی میں محبت ہو وصل کا شوق ہو
 و کہنا رکی حرص ہو تو لازم ہے کہ مطابق کتب طبیہ کے محبت کرے وہ
 طریقہ جماع کا جسکو حکماء و اطباء نے لکھا ہے یہ ہے کہ اچھا وقت جماع کا وہ وقت
 ہے کہ نہ اہضم ہو گئی ہو وقت میں اعتدال ہو نہ بہت گرمی ہو نہ بہت سردی
 بدن متلی ہو بالکل خلوص مدہ میں بھی جماع کرنا مضر ہوتا ہے جب شہوت
 و شوق زور پر ہو او سو وقت صحبت کرے زور زوری تکلف و تصور تحمل
 جماع نہ کرے **د** بہ سبب رغبتی شہوت انکجتن ۛ بر غبت ہو و نون خود
 ریختن ۛ جماع کرنا بوسہ عورت و بد صورت سے اور جس سے جیکو نظر
 ہو یا حیض والی عورت سے یا کم سن لڑکی سے اچھا نہیں ہے مضر ہے اول
 جماع بھی نہ کرے کہ اس سے رگ پھوٹ میں مرض بنیاسی میں ضعف
 پیدا ہوتا ہے حالت غضب و خوف و شدت فرحت و غم و حالت اسہال

فرج
 آداب جماع و احتیاج

مملوک مملوک کو مالک بنا دیتا ہے عاشق معشوق کو دنیا و آخرت دو کوٹن
 کھو دیتا ہے بھلا اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہوگی کہ کوئی بادشاہ تخت
 سے اتار دیا جاوے وہ تخت ایک غلام کو ملجاوے یہ اس کے ہاتھ میں مقہور
 محبوب رہو وہ اسپر تنگبر و مغرور ہو جس طرح کوئی طفل چڑیا کو دبا دیتا ہے
 اس طرح اس کا دل ہاتھ میں معشوق کے مقہور ہوتا ہے ایک شاعر نے یہ
 مضمون بانڈا ہے کہ عاشق سے بدتر کوئی بد بخت تر نہیں گواؤ سکو
 ذائقہ محبت میٹھا لگتا ہوا سلسلے کہ فراق میں روتا ہے وصل میں خوف
 فراق کا جی کھوتا ہے نیند گئی رنگ فق ہو گیا آرام جانا راچین مٹ گیا
 جان عذاب میں پھنس گئی جسم گلنے لگا تھاری گت غیر اللہ کے لئے رہوئی کون
 غیر اللہ کہ جب اوس سے ملنا ہو تو وہ بھاگے و نہ کرے تو وہ فانی ہو جبر میں
 پھانسی رقیب سے ملے یہ عیش نہوا ایک مصیبت ہوئی جس کے سامنے مر جانا
 آسان ہے معشوق قلیل الوفا کثیر الجفا ہوتا ہے سیکڑوں اس کے شریک
 ہوئے ہیں جلد بدل جاتا ہے خائن کثیر التلون ہوتا ہے عاشق کو اس کے طرف
 سے نہ جانکا امن ہے نہ مال کا حالاکہ وصال دائم میسر نہیں آتا سوائے صبر و
 جزع و فزع کے کوئی رسنہ راحت کا نہیں ملتا سوا کہ عاشق کو کوئی تکلیف
 بھی نہ ہوتی مگر یہی عذاب عاجل تو اس قدر رفتہ رفتہ اس کو کافی تھا لکن آفت
 تو یہ ہے کہ معشوق سے جدا ہو گیا جو بات عین لذت کی تھی وہی بات اس کے
 لئے عذاب ہو جاوے گی اس لذت فانی نے اس کو سعی زرا و معاویہ روک دیا
 حاصل یہ ہے کہ جو کوئی سوا اللہ کے کسی دوسرے کو چاہتا ہے اس کو ہاتھ
 سے اس کے محبوب کے ضرر پہنچتا ہے خواہ محبوب ملے یا نہ ملے جتنا تعلق و لگا
 اوس سے ہوگا اوتنا ہی الم پاؤں گا اگر محبوب ہاتھ بھی آیا تو وہ الم جو پہلے اس

لکھا ہے کہ بڑا کرسٹیاں نکال ہی فتنہ عشق صوہر مردان و نسوان کا ہے
 اس فتنے سے بڑی اس بلا سے زیادہ کوئی آفت نہیں یہ وہ فتنہ ہے جس نے
 نفوس کو غیر خلاق کا بندہ بنا دیا یہ وہ بلا ہے جس نے دلہائے عشاق کو ذلیل و
 خوار کر دیا یہ وہ آفت ہے جس نے درمیانین عشق و توحید کے لڑائی ڈال دی
 ہر عاشق کو شیطان صریخ کا شریک کر دیا دل گرفتار ہوئی ہو گئے ہوئی دلنور
 امیر بن بیٹھی جان محنت میں پڑ گئی جی فتنے سے بھر گیا دل اور رشتہ کہ
 بیچ میں اوٹ ہو گئی راہ ہدایت سے جی کو پھیر دیا غلاموں کی طرح کم و بیش
 دلوں بیچ دیا آدمی مطلب و حقیر لذت کو عوض او سکے خرید لیا جنت کے غرق ہو کر
 فروخت کر کے تہ خانہ بہنہ کم مول لیا محبوب خسیس پر جی ٹھہرا کر وہ بات
 حاصل کی جس کا الم زیادہ لذت کم ہے اگر وصل ماتھے آیا تو سمجھو کہ ایک بڑا سبب
 مصرت کا بہم پہنچا یہ محبوب عنقریب دشمن ہو جاوے گا بہت جلد اپنے محب سے
 بیزاری ظاہر کرے گا گویا کچھ واسطہ ہی تھا یہ تو دنیا میں پیش آتا ہے آخرت میں
 جہان سوائے اہل تقویٰ کے ہر دوست اپنے دوست کا دشمن ہو گا عذاب
 الیم الم اعظم میں گرفتاری ہوگی اوس محب کی حسرت کو دیکھو جس نے اپنی
 جان کم واسو نہ پھوڑی شہوت عاجلہ پر سوا حبیب اول یعنی حق عز و جل کے
 دوسرے فانی کے ماتھے بیڈالی شہوت بھی کون جسکی لذت جاتی رہی محنت
 و شقوت باقی رہ گئی حسرت غائب ہو گئی حسرت حاضر ہوئی اس محب کو دو
 حسرتوں نے گھیر لیا ایک یہ حسرت کہ محبوب اعلیٰ و غیم مقیم فوت ہوا دوسری
 حسرت یہ کہ عذاب الیم کا کھینچا پڑا اوس وقت اس فریب خوردہ کو معلوم
 ہو جائیگا کہ کیا بیچا کیا مول لیا جو شخص اس لائق بھی تھا کہ اوس کا خادم غلام
 بننا وہ بطفیل اس عشق کے اوسکی گردن کا مالک بن گیا کیونکہ عشق مالک کو

مردان و نسوان
 ہر عاشق کو شیطان
 صریخ کا شریک کر دیا
 دل گرفتار ہوئی ہو گئے
 ہوئی دلنور
 امیر بن بیٹھی جان
 محنت میں پڑ گئی جی
 فتنے سے بھر گیا دل
 اور رشتہ کہ
 بیچ میں اوٹ ہو گئی
 راہ ہدایت سے جی کو
 پھیر دیا غلاموں کی
 طرح کم و بیش
 دلوں بیچ دیا آدمی
 مطلب و حقیر لذت کو
 عوض او سکے خرید
 لیا جنت کے غرق ہو کر

عشق کا ایک عجیب و غریب عالم ہے

جسکی عقل سلیم ہے وہ اس بات کو خوب سمجھتا ہے جسکے مزاج میں سودا ہے وہی اس عشق فسق میں پھنسا کر آخرت برباد کرتا ہے مرد ہو یا عورت **فائدہ** رسالہ مذکور میں لکھا ہے کہ عشق صورتِ محرمہ کا ایک طرکی بندگی ہے بلکہ اعلیٰ قسمِ تعبد کی ہے خصوصاً جبکہ عشق دلپر غالب آجاتا ہے تو عاشق کو دیوانہ بنا دیتا ہے یہاں تک کہ عاشق معشوق کا عابد بن جاتا ہے معشوق عاشق کا معبود ٹھہر جاتا ہے لغویت اسکی آتی ہے کہ غلبہ حب و ذکر و شوق و ذوق سے مرضی معشوق میں مشغول کی مرضی و محبت کو محبتِ خدا پر اختیار کر لیتا ہے بلکہ بالکل محبتِ خدا کی دل سے نکل کر متعلق معشوق ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر یہ حال دیکھا سا گیا ہے معشوق اسکا معبود ٹھہر جاتا ہے معشوق کی مرضی کو مرضی و حبِ خدا پر مقدم کرنے لگتا ہے بجائے تلاشِ تقربِ خدا کے واسطے تقربِ معشوق کے سوتہ بیرین سوچتا ہے کیانی و کیا ناہر معشوق کیلئے جو کہو سو صرف کر ڈالے اللہ کے لئے ہر گزنا و تنہا صرف نہ کرے جتنا غصہ معشوق کا ڈر رکھتا ہے اتنا غصہ خدا کا خوف نہیں رکھتا گو یا جو مع و طاعت و خضوع معشوق سے کرتا ہے وہ اللہ سے نہیں کرتا معشوق خدا سے کئے آگے بڑ گیا عاشق و رجبہ بندگی سے بھی گھٹ گیا کہو اب اسکے عابد اور کسے معبود ہونے میں کیا شک و شبہ باقی رہ گیا ہے لغو ذہن باللہ اللہ تعالیٰ نے حکایتِ عشق قرآن شریف میں قوم لوط و زن عذریہ سے نقل فرمائی ہے قوم لوط اطفال بے پیش کے عاشق تھے یہ عورت وقتِ عشق کے کافرہ تھی معلوم ہوا کہ عشق رنڈ کیا ہوا لوٹے کا خواہ مرد کو عورت سے ہو یا عورت کو مرد سے یا عورت کو عورت سے یا طفل کو طفل سے یا پیر مرد کو کسی آخر سے یہ ساری صورتیں کفر سے بہت قریب ایمان سے بہت دور ہیں فتنہ عشق سو کا منافی ہے اس بات کو کہ بندہ کا دین سب کا سب اللہ ہی کے لئے ہو بلکہ جتنا فتنہ عشق کا ہوگا اتنا ہی بندہ کے

پاچکا ہے وہ نہایت اس لذت کے کہدین زیادہ تھا پھر اس ذرا سی لذت
 سے کیا حاصل اہل علم نے کہا ہے کہ جس نے محبت خدا کو چھوڑ کر دوسرے کی محبت کا
 شغل اختیار کیا وہ اسی لائق ہے کہ نار عشق سے جلا یا جاوے ہل للعبان
 المارلوب ان یجب غیر سابلہ المطلوب ۵ غیر حق ہر چہ دولت را بر او
 سد راو تو ہمان خواہد بود ۶ یہ انجام تو محبت غیر خدا کا ہے کہ عاشق تباہ حال
 خراب و شستہ و مخزون و مبتلا رہتا ہے و یا مین سب عیش کرتے ہیں چہرے
 سب کی بسر ہوتی ہے یہ رات دن رنج فراق یا شوق وصال یا غم رقیب یا حسد
 ووری میں جلا جھنکا رہتا ہے یہ بھی کوئی زندگی ہے لاحول ولا قوۃ
 جو بندہ خدا کا محب ہے اس کی قدر و کیم ہو کہ اگر بندہ ایک بالشت طہ ف
 اپنے محبوب حقیقی کے جھکنا ہے تو حق تعالیٰ ایک لٹخہ اس کی طرف بڑھتا ہے اور
 جو وہ ایک لٹخہ سبقت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک باغ اس کی طرف آتا ہے اگر یہ
 خدا کی طرف چل کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے و کیم و در سایہ حق
 فانی و باقی کے کتنا تفاوت ہے سارا عشق دنیاوی حسن صورت پر ہوتا ہے
 صورت کی یہ شکل ہے کہ اکید کی تپ مین ہیئت بگڑ جاتی ہے ذرا سی بیماری
 میں تمام حسن قبح ہو جاتا ہے پھر ایسی سریع الزوال چیز پر مرنا کیا و عمل کی
 لذت بھی کیساں ہوتی ہے حلال ہو یا حرام پھر حلال چھوڑ کر حرام پر کرنا کیا
 حد پریش شریف میں آیا ہے جس کو کوئی عورت پسند آوے وہ اگر اپنی حق
 سے محبت کرے و سوسہ مذکور و رمو جائیگا اس لئے کہ جو چیز اس کے پاس ہے
 وہی اس زوجہ کے پاس ہے اسطرح جس عورت کو کوئی مرد پسند آوے
 وہ اپنے شوہر سے محبت کرے و سوسہ مذکور و رمو جائیگا کیونکہ جو چیز اس
 اس مرد کے وہی چیز پاس اس شوہر کے بھی ہے پھر فسق کرنا کیا ضرور

ف
 علاقہ دفع و سوسہ

الناس من يتخذ من دون الله انداداً يجحدونهم كحب الله
 زنا کاریکار اگر چگناہ صغیرہ سے بڑھکر ہے جیسے نظر کرنا بوسہ لینا مساس کرنا
 لکن اصرار عاشق کا محبت فعل و توابع فعل و لوازم فعل و تمنائے فعل و عیش
 نفس و اشتغال قلب پر ساتھ معشوق کے فعل فاحشہ سے بھی کہیں بڑھکر اور
 اعظم تر ہے کیونکہ کبھی اصرار کرنا صغیرہ پر مساوی کبیرہ ہو جاتا ہے بلکہ کبیرہ سے
 زیادہ بڑھ جاتا ہے کسی عاشق کے دل کا کسی معشوق کیلئے بندہ ہونا شرک ہے
 فاحشہ کرنا تو فقط معصیت تھا شرک کا مفسدہ معصیت کے مفسدہ سے زیادہ
 کلان ہے **حدیث** میں رسول خدا صلعم نے محبت غیر اللہ پر نام تعبد کا نام لیا
 فرمایا ہے نفس عبد الدنیا و عبد الدنیا ہر امی یعنی ہلاک ہو بندہ
 سوئے چاندی کا یعنی جسکو محبت دینار و درہم کی ہے وہ اوسکا بندہ ہے
 اسدی طرح جسکو چاٹ کھانے پینے کی ہوتی ہے اوسکو بندہ شکم کہتے ہیں علی ہذا
 القیاس جو کوئی جس کسی کا عاشق و محب ہے وہ اوسکا بندہ ہے نہ خدا کا
 بندہ اس کے سوا گناہ کبیرہ سے نورانی بھی یطقیل توبہ و استغفار کا جاتی
 ہے مگر جس ولیہ نقش عشق کا جسم جاتا ہے اوس سے چھٹکارا ہونا بہت مشکل
 ہے اسلئے کہ یہ علت نہایت لزوج ہے جہاں چمکی پھرا اوسکو تعبد لازم ہو گیا کسی
 طرح اس مرض سے خلاصی نہیں ہوتی یہی سبب ہے کہ عاشق بندہ ذکر معشوق
 ہو جاتا ہے حاضر غائب فریفتہ تذکرہ محبوب رہتا ہے بلکہ خود کہنے لگتا ہے کہ میں
 اوسکا بندہ ہوں شاعر نے یہ مضمون باندہ ہے کہ جب کوئی مجھ کو میرے نام سے
 پکارتا ہے تو میں بہرا ہو جاتا ہوں جب مجھ کو یا رکاب بندہ کہہ کر بلاتا ہے تو میں سگر
 جواب دیتا ہوں گو یا معشوق کا ذکر خدا کے ذکر و حب سے بھی زیادہ ٹھہرا
 ہر آدمی اپنے اقرار پر گرفتار ہوتا ہے اب جو اوس نے خود اپنی بندگی نسبت

دین میں نقصان ہے بلکہ کبھی عشق عاشق کو دین سے بالکل نکال کر باہر کر دیتا ہے
 جو شخص مفتون کسی صورت کا ہے وہ مخالف قرآن عظیم کا ہے اس لئے کہ قرآن شریف
 میں اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں بند رکھیں اپنے ستر کو بچاویں یہ
 اون کے لئے ازکی و اظہر ہے سو جو شخص مرد ہو یا عورت مبتلا بعشق ہے وہ نہ
 اپنی آنکھ کو روکتا ہے نہ اپنے ستر کو بچاتا ہے بلکہ نظر حرام سے لذت لیتا ہے زنا
 میں پھنستا ہے آیت مذکورہ میں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ جو کوئی آنکھ کو
 نامحرم سے نہیں بند کرنا وہ ناپاک و نجس و آلودہ ہے مطہر و پاک صاف نہیں
 اسکی آنکھ خائن ہے اللہ آنکھ کی خیانت کو دلی بات کو خوب جانتا ہے پھر ایسے
 شخص سے اگر زنا ہو جائے تو اللہ سے نہیں شرماتا اعضا کا زنا الگ رہا خاص ستر کا
 زنا کہ بیچتا ہے اللہ پر اپنی لونڈی غلاموں کا بد نظر کیسنا مخفی نہیں رہتا کوئی یہ
 خیال نہ کرے کہ ہمارا عیب ہمارے ہمسایہ پر یا ہمارے شوہر پر یا ہمارے جو پر
 ظاہر نہوا ہم کو سب اچھا جانتے ہیں مانا کہ ان پر ظاہر نہوا اگر خدا پر تو کسی طرح چھپا
 نہیں رہ سکتا اسکی کیا علاج ہے الم تعلم بان اللہ دیرای اللہ تعالیٰ بڑا
 غیرت والا ہے وہ ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی لونڈی غلام اسکا
 بغیر اسکی اجازت کے کسی طرف نظر کرے حدیث میں آیا ہے کہ کسی ایک کا
 ایمان تم میں سے درست نہیں جب تک کہ اسکو اللہ و رسول سب سے
 زیادہ دوست نہوں سو عاشق اس حدیث پر عمل کرے اسے بالکل محروم نہ ہوتا
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے دو دل نہیں بنائے جب ایک ہی دل ٹھہرا
 اور وہ دل غیر اللہ سے لگ گیا تو اب اللہ الگ ہو گیا اللہ کی محبت اوس دل میں
 نہ رہی معشوق کی محبت بجائے اوسکے قاعظم ہوئی وہ معشوق اوس عاشق کا خدا
 ٹھہرایا عاشق اوس معشوق کا بندہ ہوا مضمون اس آیت کا ٹھیک پڑا حق

ایمان میں خلل نہیں یا بقدر زیادہ محبت غیر وہ اصل ایمان سے بے نصیب ہے
 یہ عشق وہ بلا ہے جسکے اندر فواحش ظاہرہ و باطنہ و اشم و لہبی بغیر حق و شرک
 باللہ جمع ہوتا ہے عاشق خدا کے تعین وہ باتین کہتا ہے جو نہیں جانتا جس طرح
 کہ ہر شرک حق میں معبود برحق کے جہل کی باتین کیا کرتا ہے بلکہ عشق میں شرک
 اکبر و اصغر دونوں پائے جاتے ہیں کبھی معشوق پر غیرت کا کر قتل کر سکتا ہے
 کبھی کیا مال ناجائز طور پر لے لیتا ہے اوس مال کو معشوق کی رضا مندی سے
 کرتا ہے کبھی اپنا مال چھپا کر اوسکی دوستی میں خرچ کرتا ہے جو مال راہ معشوق
 میں بوجہ عشق و محبت کے صرف ہوتا ہے وہ مال جہنم کا مول ہے خصوصاً جبکہ
 وہ عشق تمنائے فسق سے خالی نہ ہو تر و پیہ میسا ایک سانپ پھونکے اوس
 عاشق کو رات دن ڈسے گا لگے کا مار بدکار زیور بنے گا جو ظلم و فسق و کذب عاشق
 سے صادر ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہے ان سب باتوں کی اصل یہ ہے کہ دل محبت
 خدا سے خالی الفت جائز عیش مباح سے دور ہے اخلاص اس پاس نہیں آتا
 غیر کی محبت کو دلمین جگہ دیکر شرک بجاتا ہے انتہی ہند و ستائین یہ بلا عشق
 کی طرف سے عورتوں کے ہوتی ہے یہ خود طرف مردوں کے مائل ہو کر او کو اپنی
 طرف مائل کرتی ہیں ایسی عورتوں کے لئے وعدہ دوزخ کا آیا ہے او کی نشانی
 یہ ہے کہ کپڑے باریک پہنتی ہیں جس سے بدن نظر آتا ہے سر و سینہ و شکم و پاؤں
 کو کھلا رکھتے ہیں انھیں کو کاسیات قاسیات فرمایا ہے جب محبت غیر اللہ کی و
 میں رنج جاتی ہے تو دل اور سارے اعضا خدمت معشوق کرنے لگتے ہیں ایسا
 نام اتباع ہوئی اتباع خطوات الشیطان ہے آخر میں آیا ہے کہ آسمان کے نیچے
 کوئی معبود باطل اتباع ہوئی سے بڑھ کر نہیں ہے اصرایت من اتخذ
 اطعہ ہوا یعنی تو نے دیکھا اوس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس و شہوت

عشق ہند

معتشوق کے ظاہر کی تو یہی گواہی اوس کے مقین کافی ہو جاو گی بل الانسان
 علی نفسه بصيرة و لوالقی معاذیرا اگر کوئی اسکو یہ اختیار دے کہ
 رضائے معشوق کو اختیار کر یا رضائے الہی کو تو یہ رضائے معشوق ہی کو
 رضائے خدا پر اختیار کرے گا لہذا معشوق کو لہذا الہی سے زیادہ دوست
 رکھے گا جو تمنا اسکو قرب الہی کی نہیں ہے وہ تمنا قرب معشوق کی ہے خدا کے
 غضب و قہر سے اوتنا نہیں بھاگتا جتنا غصہ و غلی معشوق سے بھاگتا ہے اگر
 ذرا سی فرصت ملے اور کچھ قلیل بیان بھی ہے تو ناز پڑھ لی ورنہ سارا وقت
 معشوق کے دھندے و یاد و فکر و شوق و ذوق میں صرف ہو جاتا ہے معشوق
 کیلئے جان و مال سب کچھ حاضر ہے خدا کے لئے ہر کتنی چھینے جو بیکار و زائد سمجھی
 ہے اگر ناز پڑھنے کو کھڑا ہوتا ہے تو زبان پر ذکر خدا کا ہے ولین معشوق سے
 مناجات ہو رہی ہے ہم ولین ہو یا دھنم ہاتھ میں قرآن ہو دے دھنہ طرف
 قبلہ کے ہے دل کا قبلہ معشوق ہو رہا ہے ناز اسطرچہ ہوتی ہے جیسے کوئی آگ کی
 چنگاری پر کھڑا ہونا بیت گرائی و تکلف کرنا پڑتا ہے جب کہیں و وچار ٹکریں لگاتی
 یہ حال ہے خدمت خدا کا اگر معشوق کی خدمت آجاتی ہے تو جان و دل و ایمان
 سے خوش ہو کر بڑی ولسوزی و پیارسے ادا کی جاتی ہے کہ سیلیرج و لیر نہ گران
 گزرتی ہے نہ انبی چوڑی معلوم ہوتی ہے اب تمہیں کہو کہ یہ لوگ مثل اون کو گون
 کے ہیں جنہوں نے سوائے خدا کے اور شریک ٹھہرا کر اونسے خدا کی طرح محبت کرتے
 یا نہیں ہیں بلکہ سچ پوچھو تو خدا سے زیادہ اونکے ساتھ محبت ہے اسلئے متقابلہ محبت
 خدا کے اسلئے محبت رکھتے ہیں خدا کی محبت سے کچھ غرض واسطہ نہیں ہے حالانکہ خدا
 قرآن میں فرمایا ہے والذین امنوا اسلموا حبائلہم یعنی جنکا ایمان و دھن ہے
 اونکو خدا سے سخت محبت ہے معلوم ہوا کہ جسکو خدا سے محبت سخت نہیں ہے اوسکے

محارم اجنبیہ کی طرف نگاہ کرتے ہیں حرام گوشت پوست کا بوس و کناؤ سناں
کرتے ہیں شرم افسے دور ہو جاتی ہے تجلیابی کا برقع پہنلیتے ہیں چہرہ اگر گانا
بجانا شراب پینا بھی ہمراہ ان فواحش کے ہوا تو سمجھو کہ پوری سعادت اخروی
حاصل کر لی اللھم احفظنا کوئی لونڈ و کمو گھوڑتا ہے کوئی اغلام کرتا ہے
کوئی کسی عورت سے چنسا ہوا ہے کوئی عورت کسی کے عشق میں بقیرا
پیغام سناغم تھا ف بھیجتی ہے خط کتابت جاری ہے کوئی عورت کسی عورت
سے شہوت رانی کرتی ہے اسکو اپنا دین و مذہب ٹھہرایا ہے خاندان کا طہر
سمجھا ہے خواجہ عبداللہ احرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آجکل کے صوفیوں کی
توحید یہ ہے کہ بازار میں جا کر بے ریشو کو تاکتے ہیں کہتے ہیں ہم مشاہدہ جمال
مطلق کرتے ہیں فاعوذ باللہ من هذا الشہود یہ مشاہدہ جمال مطلق
نہیں ہے مطالعہ درکات نازکا ہے اس عیش کے بعد جہنم ملیگی اس لذت کے
پچھے تلخی عذاب کا گھونٹے گی تیرا قاسم تیر نیسی فرمایا کرتے تھے ہمارے کتے سور
کہاں ہیں یعنی یہ نظر باز لوگ انکو شکل سگ و خوک کے نظر آتے تھے ہی نظر آتی
و حسن پرستی ہے جسے اونکو راک سنے پر لگایا ہے دل پر نقشہ فسق و عشق کا جایا
ہے ان لوگوں کے دلمیں اگر کچھ بھی مزہ آیا نکالذت اسلام کی ہوتی تو یہ ہر گز
اچھی صورت پر مال نہ ہوتا مومن ہو کر اپنے لئے شرک پسند نہ کرتے جب عشق
اختیار کیا تو فطرت الہی کو جس پر پیدا ہوا ہے سٹھے بدل ڈالا آن محبت زوجہ کی
ساتھ زوجہ کے اور محبت زوجہ کی ساتھ زوجہ کے اس حکم سے علمدہ ہے کیونکہ
ان دونوں کی محبت کو کسی کی محبت لگا نہیں کھاتی اسکو شارع نے جائز رکھا ہے
بلکہ شرع میں محبت مطلوب ہے اسلئے کہ جب میان بی بی میں محبت ہوگی تو
باتفاق یکدیگر سارے امور دین و دنیا و کار و بار خیر کا انتظام و بند و بست

طبیعت کو اپنا خدا ٹھہرایا ہے اور باوجود علم کے یعنی دیدہ و دانستہ گمراہ ہو گیا
 اللہ نے اس کے کان پر دل پر مہر لگا دی آنکھ پر پردہ ڈال دیا اب سوا خدا کے کون
 ہے جو اس کو راہ پر لاوے ذرا تم سوچو تو یہ مضمون ہے کتاب اللہ کا جب عشاق
 کے حال میں غور کیا جاتا ہے آشفۃ مالو کو دیکھا جاتا ہے تو یہ آیت شریف اور
 پوری اترتی ہے ان کے حال کی خبر دیتی ہے بعض اہل علم نے کہا ہے محبوب بات
 میں سے کوئی چیز سارے دل کو نہیں بھانستی مگر محبت خدا کی یا محبت کسی بشر کی
 سو محبت خدا کا یہ حال ہے کہ آدمی اسی محبت کے لئے پیدا کیا گیا ہے کمال اس عباد
 و تمام نعمت انسان کی یہی ہے کہ اپنے معبود کا محب ہو معبود اس کا محبوب ہو
 را بہ بشر خواہ ذکر ہو یا انشی سو محبت بشر کی ایک آفت ہے جو پہلے دنیا الہی ہے
 پھر آخرت بگاڑتی ہے دونوں جہان انسان کو کھو دیتی ہے طرف جہنم کے بلاتی ہے
 جنت کے راستے سے الگ کر دیتی ہے دل چھین کر عقل زائل کر کے معشوق کا
 مطیع بنا دیتی ہے یہاں تک کہ عاشق اپنی جان معشوق کے پیچھے کھو دیتا ہے
 جس طرح کوئی مجاہد راہ خدا میں جان دیتا ہے یہی دلیل ہے اس بات کی
 کہ عشق شرک ہے اس عشق کے طفیل میں باہم عداوت و بغض و دشمنی
 ہو جاتی ہے الفت و محبت زائل ہو کر عداوت مانتھ آتی ہے یہ عشق ذکر خدا
 اس طرح روکتا ہے کہ عاشق کے دل میں سوائے معشوق کے کسی کی جگہ باقی نہیں
 چھوڑتا ۵ ما فی القول دلغیر جبکہ موضع ۶ کلا ولا احد سوال علیہ
 نماز سے اس طرح باز رکھتا ہے کہ اگر ظاہر میں دو چار کمین لگائیں تو باطن میں جل
 اور ہی طرف ہے کوئی رکن ساتھ درستی ظاہر و باطن کے اور نہیں ہوتا یہ وصف
 اکثر صوفیہ و عابدین و امراء و اہل لشکر و فلسفیوں و متکلموں و آسودہ عورتوں
 و مردوں میں عام لوگوں میں پایا جاتا ہے یہ لوگ فواحش کو اپنے لئے حلال کر لیتے

فی حدیث شریفی صوفیہ

تو اس کا دل اس کا عجب بجاتا ہے بلکہ یہ تعبد آخر مراتب حُب ہے اس کو بہت قیمتی
 بھی کہتے ہیں پہلے مرتبہ کا نام علاقہ ہے اس کو کوئی دوا انخلاص سے زیادہ نفع
 نہیں ہے یہ وہ دوا ہے جس کا ذکر آتے قرآن کریم میں کیا ہے کذلک انصر
 عندک السوء والفرحشاء اللہ من عبادنا الخالصین سورہ صر عشق
 ہے فحشا سے مراد فعل ہے کیونکہ جب ملین خلوص ہوتا ہے تو عمل میں بھی خلوص
 آتا ہے تو پھر عشق صوری کا کچھ زور اور سپر نہیں چلتا زور عشق کا اسی دل پر
 چلتا ہے جو خالی و فارغ ہے اس عشق میں نہ کوئی منہلت دینی ہے نہ کوئی
 مصاوت دنیا و دین و نیا و نو کا بگاڑ ہے یہ مفسدہ ہر مرتبہ صحت
 بڑا ہوا ہے ایک یہ کہ آدمی عموماً حُب و ذکر خالق کے مشغول حُب و ذکر
 مخلوق ہو جاتا ہے ایک ولین یہ دونوں حُب جمع نہیں ہو سکتی دوسرے
 دل عاشق کا معشوق کے سبب سے عذاب میں گرفتار رہتا ہے جسے خدا
 سو اکیسی غیر کو پاؤں معذب بغیر ہوا عاشق کو عشق کو شیریں سمجھو مگر غلظ
 عذاب قلب ہے تیسرے یہ کہ عاشق قبضہ معشوق میں امیر ہوتا ہے ہر طرف
 سے اس کو خوار و زاری گھیرتی ہے گوشتہ عشق میں اس مصیبت دلی خبر تو
 نہ چوتھے یہ کہ اس شغل میں سارے دین و دنیا کے کاموں سے باز رہتا ہے
 عشق سے بڑھ کر کوئی چیز ضائع کر نیوالی مصالح و دارین کی نہیں ہے اس لیے کہ
 سارے مصالح و دین مر بوجہ جمعیت دل ہیں جب دل متوجہ بارگاہ الہی ہوتا
 ہے تب کہ دین و رستی دین کی ہوتی ہے تو عشق صوری سے بڑھ کر کوئی چیز پر
 خاطر پرانگندہ دل کر نیوالی نہیں ہے ۵ ہر کجا سلطان عشق آمد ناندہ قوت
 بازوئے تقویٰ راعل ۶ رہی مصالح دنیا سو وہ حقیقت میں تالیع مصالح
 دین ہیں جب دین ہی نہ تو دنیا کہاں کی وہ سب سے زیادہ تالیع تر ہو جاتی

ریگا ورنہ جس قدر اس محبت میں فتور ہوگا اوتنا ہی کام گھربا کر گیا سو
 جو شخص باغوا سے نفس و شیطان اس بلا میں مبتلا ہو گیا ہو اسکو چاہئے کہ
 وہ التجار گاہ الہی میں کرے سارے کام اپنے خدا پر چھوڑے اس آفت سے
 رانی مانگو جس کتاب تاب اللہ علیہ یعنی جو کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو
 توبہ اللہ تعالیٰ اسکی توبہ کو قبول فرماتا ہے کثرت گناہ کے سبب سے ہرگز نا امید نہ ہو
 جبکہ شرک حقیقی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے تو یہ شرک مجازی جسکو عشق و فسق
 کہتے ہیں کیونکہ نہ معاف ہوگا مگر محبت توبہ درکار ہے ورنہ نری باتیں بنانا اور
 امید و ارمغرت رہنا بیکار ہے خدا نہ کرے کہ کوئی شخص مرد ہو یا عورت اس
 فتنے میں یہاں تک پھنسا رہے کہ موت آجائے اور وہ اسی نجات و خدایت میں
 گرفتار ہو کہ یہ علامت سور خاتمہ کی ہے کل کو سامنے خدا کے کھڑا ہونا ہوگا
 اس وقت جب ولیمین نجاست محبت غیر اللہ پائی جاوے گی تو عشاق سو و عباد
 حسن و عاشقان معاشیق کو سوائے حسرت و ندامت و رسوائی و ملامت
 کے کچھ اچھے نہ آویگا لکن اس حسرت و ندامت کا کیا فائدہ بہنم تو واجب ہو گئی
 وقت نکل گیا توبہ نصیب نہ ہوئی اوسی خیالات فاسد و شہوات فاسد میں گم
 انا اللہ یہ خلاصہ ہے رسالہ شیخ محمد حیات سندھی رح کا جسکو او نہون نے کتاب
 اخاتیر اللہ فان ابن القیم سے چنکر لکھا ہے *

فصل

ابن القیم رح نے کتاب الدار والدوار میں بحث عشق کی بہت بسط کی ہے
 خلاصہ بحث مذکور کا جا بجا سے لیکر اسجگہ لکھا جاتا ہے وہ خلاصہ یہ ہے کہ فاسد
 تعبد کا یہ ہوتا ہے کہ حُب ہووے حُب کے ساتھ خضوع و ذل ہووے واسطے
 محبوب کے سو جو کوئی جس کسی چیز کو چاہتا ہے اور اس کے لئے خضوع کرتا ہے

فصل عشق و محبت

ہوش و حواس کو گم کر دیتا ہے ظاہر و باطن دونوں کو بگاڑ دیتا ہے باطن کا
 فساد تو تابع فساد قلب ہے جب دل بگڑ گیا تو آنکھ کا زبان سب بگڑ گئے
 معشوق کا ہر عیب و ہنر ہر قبح حسن نظر آنے لگا جس طرح حدیث میں آیا ہے
 حبک الشی لعمی و یصم و لکی آنکھ محبوب کی بُرائی دیکھنے سے اندھی
 ہو جاتی ہے کان اور سکی ملامت سننے سے بھرے بن جاتے ہیں رعبت عینہ کو
 چھپا دیتی ہے آنکھ پر پردہ پڑ جاتا ہے ریا فساد ظاہر کا سودن بیمار رہتا ہے
 لاغری زاری ہر طرف سے آتی ہے یہاں تک کہ کبھی جان اسی دہیان میں ملتی
 رہتی ہے عاشقوں کے قصے جو عشق میں مر گئے مشہور ہیں مقبولین میں
 مذکور ہیں حکایت عرفات میں سامنے ابن عباس رض کے ایک جوان کو لگا
 جو سو کھل کر لکڑی کی طرح ہو گیا تھا پوچھا اس کا کیا حال ہے کہا اس کو عشق ہے
 ابن عباس رض نے اس کو قوت خدا سے دعا کی کہ اوکو اور سب کو اس بلا عشق
 سے اپنے امن و امان میں رکھے آٹھویں یہ کہ عشق کی ابتدا تو آسان ہوتی
 ہے مگر اوسط اور سکا تم و شغل قلب و سقم ہے آخر اس کا ہلاک و قتل ہے یعنی
 عاشق کے تین مقام ہیں ایک مقام ابتدا کا دوسرا مقام توسط کا تیسرا مقام
 انتہا کا سو مقام ابتدا میں یہ واجب ہے کہ جہاں تک بس چلے اس کو دور کرے
 اگر وصال معشوق کا قدر او شرف عادت شوار ہے پھر اگر دل کسی طرح نالے اور
 معشوق ہی کی طرف سفر کرے تو یہ مقام توسط و انتہا کا ہے ایسی حالت
 میں عشق کو مخفی رکھے کسی پر ظاہر نہ کرے معشوق کو رسوائی سے بچا دے ورنہ
 یہ کام جمع کرنا شرک و ظلم کا ہو گا یہ ظلم سب مظالم سے بڑھ کر ہے اس کا نقصان معشوق
 پر معشوق کے گھر والوں پر مال کے ظلم سے بھی زیادہ تر ہے لوگ جب سنیں گے کہ ظالم
 کس اس کا معشوق ہے تو معشوق کی بدگوئی کریں گے نوسو ننانوے آدمی سچا

پانچویں جتنی جلد آگ طرف لکڑی کے نہیں دوڑتی اوتنی جلد آفتین دنیا و
 آخرت کی طرف عشاق صورت کو دوڑتی ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ دل جتنا
 عشق سے نزدیک ہوتا ہے اوتنا ہی اتصال اسکا عشق سے قوی ہوتا
 ہے اللہ سے دور جا پڑتا ہے سب سے زیادہ دور خدا سے وہ دل ہیں جو
 عاشق صورت میں سو جب دل جان آفرین سے دور ہوا ہر طرف سے آفت کا
 سامنا ہونے لگا تو شیطان جھٹ پٹ اُس دکھو اپنا دوستدار کر لیتا ہے چھپکے
 کہ جب عشق دلمین بیٹھ گیا مضبوط و قوی ہو گیا خوب نقشہ اسکا جسم گیا تو وہ
 عاشق کا بگڑ جاتا ہے و سو سے پیدا ہونے لگتے ہیں بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ عاشق
 دیوانہ بن جاتا ہے یا گلوں کی طرح چرہ ہو جاتا ہے تو جب عقل ماری گئی تو اب
 اسکو عقل سے کیا کام رہا عشاق کے داستان عاشقوں کی کہانیاں ہر جگہ
 موجود ہیں سب کا انجام بھی مشہور ہے تو ہی معشوق کے ساتھ ڈوب گیا کوئی
 آگ میں جل کر مر گیا کوئی عشق میں بدوین ہو کر جان سے گزر گیا کوئی رسوا
 خلق ہوا کسی کا نام بدی سے مشہور ہوا مرتے دم کلمہ پڑھتا تک نصیب نہوا
 لغو ذبا للہ آدمی اشرف و اعلیٰ چیز عقل ہے انسان سب حیوانات
 سے اسی بات میں ممتاز ہے جب عقل ہی جاتی رہی تو اسمین اور حیوان میں
 کچھ بھی فرق باقی نہ رہا گو صورت آدمی کی ہے بلکہ حیوان اس آدمی سے اچھو
 حال میں ہوتا ہے مجنون و قرا و و اموں کی عقل آخر کس نے لی اسی عشق نے
 لیکروین و دنیا و دنوں سے کھو دیا حالانکہ اسکا عشق فسق نہ تھا پتھر جو عاشق
 فاسق ہیں مرد ہوں یا عورت اور ان کی غرض اس عشق سے جماع محبوب
 ہے تو انکا حال کچھ نہ پوچھو وہ دوزخ کے کتے سو رہو جاوینگے ان کے
 بھونکنے چلانے سے سارے دوزخی ایذا و تکلیف پاوینگے ساتوین کہ عشق

کہ کوئی کسی کا مال چھین لے کیونکہ وہاں تو فقط مال ہی گیا یہاں شوہر کی آبرو گئی
یہ ظلم قتل کرنے سے بھی زیادہ ہے زنا کرنے سے بھی بڑھ کر ہے پھر اگر یہ کام کسی عورت
ہمسایہ کے ساتھ کیا ہے تو یک نشہ ووشہ کی کئی ظلم جمع ہو گئے رازیت جارقلم
رحم حدیث میں آیا ہے کہ قاطع رحم جنت میں نجاویگا اور نہ وہ شخص جس کا
ہمسایہ اوس سے امن میں نہیں ہے پھر اگر عاشق نے وصال معشوق کے لئے
کوئی جادو ٹوٹا کیا تو سمجھو کہ شرک و ظلم کے ساتھ کفر و کفر بھی ملا لیا اور اگر یہ کام
خود نہ کیا بلکہ دوسرے نے اوس کے لئے کیا ہے مگر یہ راضی ہے تو یہ رضا بالکفر ہوئی
یہ رضا بھی خود ایک کفر ہے غرض کہ عشق و فسق میں مددگار عین ظلم و تعدی
پر مدد کرنا ہے جس سے قرآن شریف میں صراحت منع فرمایا ہے پھر جب غرض
عاشق کی معشوق سے حاصل ہو گئی تو معشوق بھی اپنی غرض عاشق سے
پوری کر گیا اوس وقت عاشق کو اوسکی بجا آوری سے چارہ نہ ہوگا پس اس صورت
میں یہ دونوں ظالم متعدی و متکرفا جڑ ٹھہرے ثوبت قتل کی آویگی یا مال چھیننے
کی یہ ساری آفتیں جنسے دنیا و دین کی تباہی حاصل ہوتی ہے بطفیل سی
عشق کے سر پر آتی ہیں بلکہ کفر صریح ہونے لگتا ہے بہت سے مسلمان عشق
نامسلمان میں نصالی ہو گئے بہت سی مسلمان عورتیں ہنوم سے مبتلا ہو گئیں
غرض کہ جننے اقسام ظلم کے ہیں وہ سب اس عشق میں داخل ہیں عاشق خدا
نہیں ڈرتا جان کو راہ غیر خدا میں تلف کر دیتا ہے جہنم کا کدہ بن جاتا ہے کبھی خود
عاشق ہی اپنے معشوق کو غیرت کھا کر قتل کر ڈالتا ہے و دونوں واصل جہنم
ہو جاتے ہیں عشق میں زوال نعمت و دولت تو ہر دم موجود ہی رہتی ہے
آومی آنکھ سے گر جاتا ہے عورت جب شوہر کو کسی عاشق دیکھتی ہے تو اپنے
لئے بھی کوئی معشوق طلب کرتی ہے مرد و لیوٹ ہو جاتا ہے لی کی کسی بچائی

سمجھیں گے ایکہ وجھوٹا جانین گے ابرو ریزی ہوگی عاشق کی خبر یقینی ہوتی ہے
 خصوصاً جبکہ ایک جگہ دونوں کو پاؤں گئے یا مفعول بہ اپنے حال کی خبر دیکھا تو سبکو
 یقین آ جاویگا جو جھوٹ ہی کیون نہ ہو دیکھو عالیشانہ رنہ سی بی بی پر بسبب ایسی
 یکجا بی کے نہمت لگا دی تھی حالانکہ سات آسمانوں کے اوپر سے اونکی برائت نازل
 ہوئی ایسا کام اونکی لونڈی سے بھی نہ ہوتا اونکا ریتہ تو بہت بلند ہے غرض کہ
 اطہار عشق کا ساتھ ایسے شخص کے جس کا وصال شرفا درست و طلال نہیں
 ہے سخت ظلم و تعدی ہے یعنی اہل معشوق پر اس کے سوا لوگوں کا اپنی بد نتیجی بد
 پرگواہ کرنا ہے جب یہ ظلم پھیل جاتا ہے مظلوم دیوت ٹھہرتا ہے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے رشتہ دلوئے والے پر لعنت کی ہے اسلئے کہ وہ واسطہ ہے درمیان رشتی
 و مرتشی کے پھر جو کوئی درمیان عاشق و معشوق کے واسطہ بنے اور وصلت
 محرم کا باعث ہو تو وہ بالاولیٰ ماعون مرد و دشطان ہوگا وہ معشوق مظلوم
 عاشق دیوت ظالم ٹھہرا کر ایسا ہوا ہے کہ بی بی کو شوہر سے جدا کرادیا لونڈی کو
 اس سے علیحدہ کر دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے یہ کام اکبر کا بیچار
 کسی کی سنگینی پر سنگینی کا پیغام بھیجنا کسی کے رخ پر رخ کا مقرر کرنا تو درست ہی
 نہیں ہے تو پھر کسی کی بی بی پر عاشق ہو کسی کی بی بی کو کسی غیر مرد عاشق
 بنانا یا اس کا معشوق ٹھہرانا کس طرح روا ہو سکتا ہے حالانکہ رخ کے لئے کشمکش
 اسکو پہل بات سمجھتے ہیں گناہ نہیں جاننے باوجود یہ ظلم بے مظلوم سے بڑھتا
 ہے یہ گناہ فاحشہ کرنے سے بھی زیادہ ہے مانا کہ توبہ سے گناہ دور ہو جاتا ہے
 مگر حق اللہ کا نہ حق بندیکا کہ وہ باقی رہتا ہے اسکا مطالبہ مواخذہ دن قیامت
 کے ظالم سے ضرور ہی ہوگا باپ پر یہ ظلم ہے کہ اس کے ولد کو بھڑکا دے شوہر پر
 یہ ظلم ہے کہ اسکی جو رو کو اس سے لڑا دے یہ ظلم اس ظلم سے بھی زیادہ ہے

خالۃ اعملہ ابدال باؤ تک باقی رہے لذت کو کسی چونہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی دل پر خیال اوسکا گزرا دنیا گزردن کی ہے اکثر لوگ تو کم عمری طفلی ہی میں مر جاتے ہیں جوان پنسبت بوڑھوں کے زیادہ مرتبہ ہیں جنکی عمر پیری کو پہنچ جاتی ہے وہ آلات عیش و اسباب لذت سے بسبب صد اسقام و امراض کے بے قدرت و بے خطا و بے لطف ہو جاتے ہیں پھر اس عیش و ناز و فانی کو آخر عمر میں اختیار کرنا اور عیش باقی و دائمی بے کدورت کو چھوڑ دینا بجز اسکے کہ سعادت الہی کو تفاوت و دائمی کے عوض مول لینا ہوا اور کیا اوسکا حاصل ہے عورت کی ذات ناقص العقل و الدین ہوتی ہے یہ اس بلا میں سب سے زیادہ مبتلا ہو جاتی ہیں مرد عیاش تو توبہ بھی کر لیتا ہے مگر عورت بعد توبہ کے بھی توبہ توڑ دالتی ہے سارے اگلے پچھلے گناہ مٹے ہوئے پھرتے سرے اس امید پر تازہ کر لیتی ہے کہ مرنے سے پہلے پھر توبہ کر لینگی مگر یہ خبر نہیں کہ موت کیسے خبر کر کے نہیں آتی معلوم نہیں کہ دم کسوقت نکلا جاوے آراوہ توبہ کا ویسا ہی دھڑا رہے یا مرنے سے پہلے زبان بند ہو جاوے یا ایسا مرض لگجاوے کہ ہوش و رست نہ رہیں تو پھر توبہ کیسے طرح نصیب ہو سکتی ہے اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ جبکا ارادہ ایسی توبہ کا ہوتا ہے اوندکو توبہ نصیب نہیں ہوتی اوندکا خاتمہ بالآخر نہیں ہوتا قرآن میں فرمایا ہے انما ھذہ الحیوۃ الدنیا صناع وان الآخرۃ ہی داس القیاس متاع وہ چیز ہے جس سے کوئی کام نکالیں سو دنیا سے آخرت کا کام نکالا جاتا ہے رہنے ٹھہرنے کی جگہ آخرت ہے معلوم ہوا کہ دنیا کی نعمت و لذت وسیلہ ہے لذات آخرت کا سو جلدت دنیا کی لذت آخرت پر مدد دے فانی سے بچا کر دائمی کو پہنچا دے وہ تو مذموم نہیں بلکہ بقدر ایصال محمود ہے اور جلدت دنیا کی آخرت سے باز رکھے جہنم رسید

مرد نے عورت کو ڈبویا عورت نے مرد کو تباہ کیا یہ قصہ آگتھ سے دیکھا کان سے
سنا گیا ہے جس عورت کا شوہر کسی پر عاشق نہیں ہے مگر عورت نے معشوق
پیدا کیا ہے تو یہ عورت رسوائی خلق ہو کہ خاتمہ بالخیر سے محروم ہو جاتی ہے
قائل عاشق فی نفسہ نہ محمود ہے نہ مذموم بلکہ نفع و ضرر عشق کا کیا امر
اضافی ہے جو محبت بندہ کو اپنے خالق سے جو کمال ذاتی خالق و احسان
مطلق کی ہوتی ہے وہ کسی درجہ زائد ہو سر اسراف و جائز ہے جو فطر محبت
مخلوق کو کسی مخلوق سے ہوتی ہے وہ کتنی کم مقدار ہو ضرر و حرام ہے کیونکہ کمال
لذت و فرح و سرور و نعیم دل و بیعت روح و دوا مر کے تابع ہے ایک کمال حال
محبوب کافی نفسہ جس کے سبب سے اوس نے اوس محبوب کو سب پر اختیار کیا ہے
و جس کے کمال محبت و استقراغ و سع محبت محبوب میں اور اختیار کرنا اوس کے مکمل
ہر امر پر سو ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ جو لذت حصول محبوب سے حاصل ہوتی
وہ بسبب قوت محبت محبوب ہوتی ہے جتنی محبت زیادہ و قوی ہوگی اتنی
ہی لذت محب کو کامل تر ہوگی سو جب یہ لذت نفس کے لئے مطلوب ہوئی
تو مذموم ہے اور جو اسلئے مطلوب ہے کہ کسی لذت و اعظم تک پہنچا دے
اور عیش بے کد و رت سے لیا کر ملاوے تو یہ محبت مذموم نہیں بلکہ مقصود
ہر وی حیات ہے یہ لذت وہی لذت آخرت اور عیش پاکیزہ جنت کی ہے
و الاخرۃ خیر و البقی اندر نے خلق کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ اوس لذت
دار خلد کو پہنچیں رہی دنیا سو اوس کی لذتیں سب منقطع ہیں کبھی عیش اس
جہان کا کہ ورت سے خالی نہیں ہوتا ہے اگر وہ بھر مزا ملتا ہے تو سالہا سال
غم میں جی گھلتا ہے یہاں کی لذت بھر و خواب و سراب ہے و ہاں کا عیش و اعظم سہم
حور و شراب ہے پھر عیش بھی کیسا دل چاہا ہوا جس انھیں ٹھنڈی ہوئی

رکھا ہے فرمایا من آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم انا و اٰلہا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون
اس آیت میں بی بی کو مسکن فرمایا ہے یعنی بی بی ایسی چیز ہے جس کے سبب
مرد کے دل کو تسکین دیتی ہے دل او سکی طرف جھکتا ہے پھر ان دونوں میں
مودت کو ثابت کیا مودت کہتے ہیں محبت خالص کو جو رحمت سے ملی ہوئی ہو
یعنی جو پیار پسین میان بی بی کے ہوتا ہے وہ دوسرے میں نہیں ہوتا پھر

فرمایا ویریل الذین یتبعون الشہوات ان تمیلوا میلا عظیما
یعنی جو لوگ تابع شہوت ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم خوب ہی طرف شہوت کے
جھک پڑو یہ آیت بعد بیان زنان طال و حرام کے ارشاد فرمائی ہے آسمانی کہ
شہد و ن لقوم نکاح کیا ہے جو دوسرے کی عورت کو ناکتے جھانکتے ہیں انہیں وہ
عورتیں بھی داخل ہیں جو شوہر کے سوا دوسرے مرد و کی طرف جھکتی جھکاتی ہیں
حدیث میں آیا ہے حضرت صلعم نے ایک عورت اجنبی کو دیکھا اچھی معلوم
ہوئی زینب کے پاس آکر حاجت روا کی پھر فرمایا عورت شیطان کی صو
میں آتی جاتی ہے سو جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو وہ
اپنی بی بی کے پاس آوے یہ آنا اوس و سوسے کو دور کر دیتا ہے جو اوسکے
جی میں گذرتا ہے یہ علاج بتایا و شہوت کا اسطرح جس عورت کو کوئی مر
پند آئے وہ اپنے شوہر سے محبت کرے و سوسے شیطان اوسکے دل سے
دور ہو جاوے گا آسے کہ جو چیز اوس مرد یا عورت کے پاس ہے وہی چیز شوہر
و زوجہ کے پاس ہے پھر مفت میں گناہ زنا میں پھنسا کیا ضرورت و طاو
صحبت کی ایک ہی طرح ہوتی ہے اس حدیث میں کئی فائدے ہیں
ایک تسلی مطلوب سے ساتھ جنس مطلوب کے دوسرے معاذ اوس پسندیدگی

وہ ملعون ہے **فائدہ** بڑی لذت دنیا کی یہی جامع ہے سو وہ حلال طور سے میسر آسکتا ہے پھر حرام کی کیا ضرورت ہے دوسری لذت شرابخواری ہے گواہ اول میں لذت ملتی ہے مگر آخرت میں کدورت ہوتی ہے رعس و رہو کے ہم آئے خار ہو کے چلے یہ اس کے عوض نبید وغیرہ موجود ہیں تیسری لذت غذا ہے سو خوش آواز قاری کی قرارت قوال کی آواز سے زیادہ تر اثر خیر و برکس رکھتی ہے غرض کہ حلال چیز و نعمین عوض ہر حرام لذت کا موجود ہے مگر شیطان لعین و دشمن بنی آدم ہے وہ نہیں چاہتا کہ بنی آدم خصوصاً عورتا یہاں لذات حلال حاصل کر کے آخرت میں بھی لذات جنت حاصل کریں بلکہ مطلب اوسکا یہ ہے کہ دنیا ہی کی لذت مکدر بنا جائز میں چند روز حیات مستغنی کے بسر کر کے آخرت سے بالکل محروم ہو کر صد نشین درکات جہنم ہوں بعض عیش صورتہ جائز ہوتا ہے مگر وریہ ناجائز بلکہ سبب استحقاق و ورخ و محرومی بہشت کا جس طرح کوئی عورت بلا وجہ شرعی و نقصان دین اپنے شوہر کو چھو کر کسی عاشق سے نکاح کرے خاوند سے زبردستی علیحدہ ہو جاوے کہ اگرچہ یہ صورت بوجہ نکاح ظاہر میں مباح ہے مگر درحقیقت حرام ہے اللہ کے یہاں یہ عذر نکاح ہرگز اوسکو حکم زنا سے باہر نہ کرے گا یا کوئی مرد بلا وجہ شرعی نقصان دین اپنے جوہر کو چھو کر کسی اور عورت سے محض شہوت رانی و عشق باز کے لئے نکاح کرے کہ یہ چھوڑنا بھی نزدیک خدا کے بغض مباحات ہے بعض روایات حدیث میں ذواقین و ذواقات و نونہ پر لعنت آئی ہے اس زمانہ آخر میں کہ قیامت لگا ہوا ہے یہ بلا اکثر آسودہ گھر و زمین نظر آتی ہے اللہ بچاوے **فائدہ** محبت نسوان کی داخل کمال انسانی ہے محبت یہ کوئی ملامت عائد نہیں ہوتی بلکہ خدا نے اس محبت کا احسان اپنے بند پر

وہ ہے جسکے سبب سے دشمنی خدا کی اور دوری رحمت خدا سے حاصل ہوئی
 اس عشق سے بڑھ کر کوئی چیز بندے کو دین و دنیا میں مضر نہیں ہے عشق
 حرام ہے عورتوں یا لونڈوں کا سو جو کوئی اس عشق میں پھنستا ہے وہ اللہ تعالیٰ
 کی نظر سے گر جاتا ہے رحمت کے دروازے سے نکال دیا جاتا ہے اور سکا دل
 اللہ سے دور جا پڑتا ہے ایک بڑا پرہیزگاریاں اور درمیان خدا کا جاتا
 ہے یہی عشق قوم لوط کو تھا جنکے مقین فرمایا ہے لعنکم اللہم لعنکم اللہم
 لعمہون تیری جان کی قسم ہے کہ وہ اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔
 بعض سلف نے کہا ہے جب کوئی خدا کی نظر سے گر جاتا ہے تو وہ لونڈو کی محبت
 میں مبتلا ہو جاتا ہے اس عشق کی علاج یہی ہے کہ سچے دل سے طرف خدا کے
 رجوع کرے توبہ واستغفار بجالائے تیسری قسم عشق کی یہ ہے کہ مباح ہو
 کسی عورت جمیلہ کا حال سنایا اور سکو بغیر قصد کے دیکھا پھر اسکا عشق ہو
 آگیا اس عشق سے کوئی مصیبت پیدا نہ ہوئی تو ایسے عشق پر عقاب نہیں
 اسلئے کہ اختیار سے باہر ہے لکن دور کرنا اس طرح کے عشق کا بھی ضرور ہے
 ایسی حالت میں کتمان وعفت وصبر اختیار کرے اللہ سے دعائے ازالہ مانگے

فصل

عاشق تین طرح کے ہوتے ہیں ایک عاشق جال مطلق کے دوسرے عاشق
 جال مقید کے خواہ طامع وصال مہون یا مہون تیسرے وہ عاشق جو طمع وصال
 رکھتا ہے اسلئے کسی پر عاشق ہوتا ہے ان تینوں قسموں میں باعتبار قوت و
 ضعف کے تفاوت ہے عاشق جال مطلق کا دل ہر جگہ ہر صورت جمیلہ میں
 پکڑ رکھا یا کرتا ہے کسانیکہ نریمان پرستی کنند بے آواز و لاپستی کنند
 یہ عشق اگرچہ بہت وسیع ہے لکن ثابت نہیں رہتا ایک جگہ سے دوسری جگہ

عاشق تین طرح کے ہوتے ہیں

نامحرم کا جو مورث شہوت ناجائز کا ہوا تھا حضرت صلحہ نے فرمایا ہے مجھ کو
 تمہاری دنیا میں سے یہی دو ایک چیزیں محبوب ہیں عورت خوشبو نماز
 پتھر فرمایا کھانے پینے سے صبر کر سکتا ہوں عورت سے صبر نہیں کر سکتا یہی حال
 اور انبیا کا تھا حضرت سارہ علیہا السلام اجل النساء عصر تھیں مگر ابراہیم علیہ السلام
 لاجرم کو چاہتے تھے داؤد علیہ السلام کے پاس نٹا وے بی بیان تھیں سلیمان
 علیہ السلام نوٹے عورت کے پاس ایک شب میں گئے حضرت صلحہ سے پوچھا
 آپ کس کو زیادہ چاہتے ہیں فرمایا عائشہ کو یہ بھی کہا کہ مجھ کو خدیجہ کی محبت دینی
 ہے آبن عباس نے کہا جسکے عورتیں زیادہ ہوتی ہیں وہ خیر امت سے آہم
 احمد نے روایت کیا ہے کہ ابن عمر کے حصے میں یوم بلوا کو ایک جاریہ آئی جسکی
 گردن چاندی کیسی صراحی تھی ابن عمر نے کہا مجھے صبر نہ ہو سکا میں اوسکو چھو گیا
 لوگ دیکھتے تھے مغیث و بریرہ کا قصہ مشہور ہے کہ حضرت نے سفارش مغیث
 محبت کی بریرہ محبوبہ سے کی تھی وہ پیچھے پیچھے بریرہ کے گلی کو پھونچا پڑا پھرتا تھا
 آنسو واڑھی پرہیتے تھے عباس سے فرمایا الا تعجب من حب مغیث بامرہ
 ومن بغضہا لہ لکن محبت مغیث کا انکار فرمایا اگرچہ بریرہ اوس سے بد
 ہو گئی تھی اسلئے کہ یہ بات اختیار باہر ہے اسطرح خلفائے راشدین و رحما
 ناس ہمیشہ سفارش محبت کی طرف محبوبین جائزہ حصول والوصول کیا کرتے
قائل کہ محبت مرد کی ساتھ عورت کے تین طرح پر ہوتی ہے ایک عشق قربت
 و ملاعت کا یہ عشق مرد کا اپنی بی بی لونڈی سے ہوتا ہے یہ عشق نافع ہے اس
 عشق سے وہ مقامد جنکے لئے اللہ نے نکاح مشروع کیا ہے حاصل ہوتی تو
 آنکھ اجنبی کے دیکھنے بھالنے سے دل غیر محرم کے تاکنے جھانکنے سے بچا رہتا ہے
 ایسا عشق نزدیک خدا و رسول و بندوں کے محمود ہے دوسری قسم عشق

زناح محبت

زن عزیز کا ساتھ یوسف علیہ السلام کے آیا ہے اور جو کچھ بکر و کید زلیخا نے واسطے
 اس کام کے کیا وہ بھی مذکور فرمایا ہے یوسف علیہ السلام نے جو صبر و عفت و تقویٰ
 اختیار کیا تھا اسکا انجام بھی بتایا ہے حالانکہ یہ ایک ایسی بلا ہے کہ جو کوئی اس میں
 پھنس جاتا ہے صبر نہیں کر سکتا مگر جسکو خدا صبر بخشے کیونکہ موافقت فعل کی سطح
 قوت داعی و زوال مانع کے ہوتی ہے یہاں داعی نہایت قوت میں تھا لہذا
 کہ اللہ نے طبیعت و جبلت مرد میں میل طرف عورت کے رکھا ہے جس طرح پیاسا
 پانی کو تھوکا کھانے کو چھکتا ہے اس طرح مرد طرف عورت کے مائل ہوتا ہے
 یہاں تک کہ بعض آدمی کھانے پینے پر صبر کر سکتے ہیں مگر بغیر عورت کے صبر نہیں
 کر سکتے سو یہ بے صبری مذوم نہیں ہے اگر حلال طور پر میتہ ہو بلکہ محمود ہے
 امام احمد نے انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے حب الی من دنیا لکم النساء
 والطیب اصبر عن الطعام والشراب ولا صبر عنہن ووسکت
 کہ یوسف علیہ السلام جو ان نوعمر نوخیز تھے شباب میں جوش جوانی و شہوات کا
 نہایت قوی ہوتا ہے سعدی نے گلستان میں لکھا ہے وراہم جوانی چنانکہ فتد
 ومانی حدیث میں بھی آیا ہے کہ شباب ایک شعبہ ہے جنون کا قریب یہ کہ
 یوسف علیہ السلام بے زن و بے کنیز تھے کوئی عورت ان کے پاس نہ تھی جو تیزی
 شہوت کو توڑتی چوتھے یہ کہ شہر غربت میں تھے مسافر جو کام سفر میں کر گذرنا
 وہ وطن میں سامنے اپنے اہل معارف کے نہیں کر سکتا یا بچہ یہ کہ عورت
 مذکور صاحب منصب و جمال تھی یہ دونوں امر داعی و قاع ہوتے ہیں چھٹے
 یہ کہ وہ مانع و منکر وصال بھی بنتھی کیونکہ اکثر لوگوں کی رغبت بسبب انکا و امتناع
 زن کے زائل ہو جاتی ہے وہ خضوع و سوال کو ذلت سمجھتے ہیں جس طرح
 بعض اشخاص کو انکا و امتناع زن سے زیادہ ترارادہ و قاع کا پیداسہوتا

نقل کیا کرتا ہے جو شخص عاشق جمال مقید ہے وہ معشوق پر زیادہ ثابت رہتا ہے
 اسکی محبت بھی محبوب سے دائم تر ہوتی ہے نوع اول کی محبت سے اسکی محبت
 قوی تر ہوتی ہے اسلئے کہ ساری محبت ایک ہی جگہ میں مجتمع ہے لکن بسبب عدم
 طمع وصال کے کبھی یہ محبت ضعیف بھی ہو جاتی ہے راوہ عاشق جمال جو طمع
 وصال ہے یہ سب عاشقون میں زیادہ تر عقلمند و شناسا تر ہوتا ہے اسکا
 حب بھی اقوی ہے کیونکہ حب کو اس کے طمع سے مدد ملتی رہتی ہے یہ حدیث
 کہ من عشق و عفت و کثر و مات فهو شهید بالکل ثابت نہیں کسی حدیث
 و صوفی محقق نے اسکی تصحیح حسین نہیں کی ہے ان ابن حزم سے کسی نے پوچھا تھا
 کہ جو آدمی عشق سے مر گیا اسکا کیا حکم ہے کہا قتل اطموی لا عقل لہ و لا قی
 یعنی کشتہ عشق کی نہ کچھ دیت ہے نہ کچھ قصاص احادیث صحیحہ میں ذکر شہداء
 آیا ہے کہ فلان فلان اشخاص شہید ہوتے ہیں جیسے مبطون مطعون نفسار
 غریق وغیرہ مگر قتل عشق کو کسی حدیث میں شہید نہیں فرمایا ہے قتل عشق
 اسبقہ رکافی ہے کہ وہ جنت میں نجاویگا جب تک کہ صبر و عفاف و کتمان نہ کرے
 سو یہ بھی اوسوقت ہو سکتا ہے کہ معشوق پر قدرت حاصل ہو مگر جبکہ خدا
 و ذکر گناہ سے باز رہے ایسا شخص سببات کا مستحق رہے کہ آیہ کریمہ و اما من

خاف مقام سربہ و نفی النفس عن الطوی فان الجنة هی المداوی
 کے تحت میں داخل ہو اور مفہوم و لمن خاف مقام سربہ جنتان میں
 شامل آئے اللہ تو ہم کو اوصیاء میں کر جنہوں نے تیری محبت کو اپنے ہوائے نفس
 اختیار کیا ہے اس اختیار کو صیب تیری قرب و رضا کا سمجھا ہے اللہم اہابین
فائدہ قرآن شریف میں حکایت اس مرض کے دو گروہ سے لگتی ہے
 ایک قوم لوط علیہ السلام سے دوسرے گروہ وہ نسا سے چنانچہ قرآن شریف میں عشق

عشق شریف

بارہویں کہ زلیخانے اونکو دھمکی قید خانہ و ذلت و خواری کی دسی تھی اور یہ
 ایک اسطرح کی زبردستی ہے کہ جسکی نسبت گمان و وقوع کا غالب ہوتا ہے سو
 اسگاہ داعی شہوت و داعی سلامت از قید و ولون جمع ہو گئے تیسرے میں یہ
 عزیز مذکور یعنی زوج زلیخا سے کسی طرح کی غیرت و سخت بھی ظاہر نہ ہوئی جسکے
 سے دونوں کو الگ کر دیا علمدہ رکھتا بلکہ یوسف علیہ السلام سے فقط اتنی بات
 کہی کہ اعرض عن ہذا یعنی جانے دو عورت سے یہ کہا اس تعقیب لانا تک
 انک کنت من الخاطئين یعنی تجھ سے خطا ہوئی تو توبہ کرو ال ورنہ شدت
 غیرت مرد ایک قوی ترافع ہے سو یہ غیرت بھی اوس سے ظاہر نہ ہوئی لکن باوجود
 ان سب دواعی و اسباب کے یوسف علیہ السلام نے خدا کی رضا و خوف کو
 اختیار کیا اللہ کی محبت میں قید خانہ کو زنا پر مقدم رکھا سبب السبحن احب
 الی مما یدعوننی الیہ یہ اونکی کمال معرفت ہے ساتھ حق تعالیٰ کے ان فیہم
 کہتے ہیں و فی ہذہ القصۃ من العبر و الفوائد ما ینبذ علی
 الف فائدۃ لعلنا ان وفق اللہ ان نفرد ہا فی مصنف مستقل تھی
 متکوم نہوا کہ یہ مولف مستقل لکھا گیا یا خیر بہر حال جو لوگ مرد راہ خدا ہیں وہ اس
 عشق و فسق سے بچتے رہتے ہیں جو بندہ شہوت پرستار ہوا ہے نفس میں وہ
 اوندھے منہ اس اندھے کوئی میں خوشی خوشی گر کر مر جاتے ہیں ۛ

فصل

دوسرا گروہ جنکے عشق کا ذکر فرمایا ہے لوطیت ہے قال تعالیٰ و جاء اهل
 المدینۃ لیتبشروا قال ان ہوا لاضیفی فلا تقضون انی فو
 لعمرك انہم لفی سکر تقم لیمھون ستویہ و و طرح کے عشق ہوئے
 جنکی حکایت قرآن شریف میں فرمائی ہے یہ دو طرح کے عاشق ہوئے ایک عاشق

بجز عشق تو کون

باجی از انکار سن

غرض کہ طبع مردم مختلف ہیں کسیکی رغبت و خواہش عورت کی رغبت و محبت کرنے سے زیادہ ہوتی ہے کسیکی رغبت عورت کے منع کرنے رکھنے کھینچنے سے مضمل ہو جاتا ہے حکایت ابن القیم نے لکھا ہے کہ بعض قضاۃ نے ہم سے کہا کہ میرا راہ و واسطے جماع کے ہوتا ہے مگر میری شہوت بی بی و کنیز کی رک جائے انکار کرنے سے ایسی جاتی رہتی ہے کہ پھر عود نہیں کرتی انتہی ایک وہ لوگ ہیں جنکی رغبت انکار عورت سے زیادہ تہو جاتی ہے شوق زور کرتا ہے لذت فحشابی حاصل ہوتی ہے جیسے کوئی شکار ماخذا گا ساتوین یہ کہ زلیخانے خود و رازوستی کی طلب و قانع کیا تو کج کشش و کوشش اپنے حصول مطلب میں اوٹھا نہ رکھی یوسف علیہ السلام کو ذلت و رغبت بھی اوٹھائی نہ پڑی بلکہ خود وہی راغب و ذلیل تھی یوسفؑ عزیز و مرغوب الیہ تھے آٹھویں یہ کہ یوسف علیہ السلام اوسکے گھر میں رہتے تھے اوسکے ملک مقہور تھے یہ بھی ڈرتا کہ اگر کہنا اوسکا نمانو گا تو وہ جکوا نڈا دیگی غرض کہ سارے اسباب رغبت و رہت کے مجتمع تھے توین یہ کہ اسباب کا بھی ڈرتا کہ یہ یا اور کوئی اوسکے گھر کا انکی جیلغوری کر گیا کیونکہ وہ طالب راغب تھی و راز بند کر دے تھے نگہبان غائب ہو گئے تھے و سوین یہ کہ یوسف علیہ السلام ظاہر میں اوسکے مملوک تھے رات دن صبح و شام اندر گھر کے آنے جاتے رہتے تھے کسیطر پیرودہ حجاب تھا اس طلب پر اُنس سابق بھی تھا یہ اُنس قوسی تر داعی ہے جیسے ایک عورت اشرف عرب سے کسی نے پوچھا کہ تو نے زنا کیوں کیا یہ بات کسیطر چہر ہوئی کہا یہ سبب قرب و ساد طول سواد کے یعنی ہر دم کا پاس رہنا آنا جانا سبب اس معصیت کا ہو گیا گیا رہوین یہ کہ زلیخانے اس کام کے لئے مکر و میلہ کیا اہل حیلہ و مکر سے مدد بھی لی انکو دکھلا کر اپنا مال کہا مگر انھوں نے خدا ہی سے مدد پا ہی کہا لا نصرف عنی کیونکہ اصعب الیہن و لکن من الجاحلین

عشاق خبیث تو صاف یہ جواب دیتے ہیں کہ وصال معشوق ہم کو توحید معبود
 سے زیادہ تر محبوب ہے جس طرح کسی دوسرے خبیث مروود نے کہا ہے کہ حمت
 خدا سے زیادہ ملنا یا رکاوٹ اللہ تعالیٰ اس خذلان و خسران سے بچا دے تو
 اس طرح کا عشق اعظم شرک و اکبر کفر ہے بہت سے عاشق فرماتے ہیں کہ ہم
 ولین سوائے معشوق کے کسی کی جگہ باقی نہیں رہی ہے سچ ہے معشوق
 اوسکو اپنا بندہ بے درم غلام بے دام بنا لیا ہے عبودیت خالق سے نکال کر تہ
 عبودیت مخلوق کا بخشا ہے یہ مفسدہ عشق کا مفسدہ فاحشہ سے کچھ کم نہیں
 بلکہ اوس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ زنا تو کبیرہ ہے یہ عشق شرک خالص ہے بعض
 عارفین نے کہا ہے اگر میں خدا نخواستہ کسی فاحشہ میں پھنس جاؤں تو وہ
 پھنسا اس عشق کے چنڈے میں پھنسنے سے آسان تر ہے کیونکہ عشق میں دل چلا
 بندہ معشوق ہو جاوے گا اللہ سے غافل کروں گا سو اس بیمار کا علاج بجز اسکے نہیں
 کہ اس عشق کو کفر و شرک سمجھ کر اور مخالف توحید و منافی ایمان جا کر پیسے دل سے تھوڑ
 کرے اس شغل کہ عوض عبادات ظاہر و باطن میں مشغول ہو اس تک جتنا باطنی
 میں گریہ و زاری کرے اس بت پرستی و عشق و رزی سے بیزار ہے شاید
 اللہ رحم فرماوے اور اس تائب نادوم کو اس آفت سے ہلک سے بچا دے **فائدہ**
 محبت چار قسم ہے ان اقسام میں تفریق و کار ہے جسے تفرق نہ کیا وہ گمراہ ہوا
 ایک محبت خدا کی سو یہ محبت تنہا نہ عذاب سے نجات دیتی ہے نہ ثواب کو پہنچاتی
 ہے آئیے کہ سارے مشرکین بت پرست و ہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ سب
 تو خدا کو دوست رکھتے ہیں دوسری قسم یہ ہے کہ جس امر کو خدا دوست رکھے
 اوسکو دوست رکھے یہ محبت اوس شخص کو دارالسلام اسلام میں داخل کرے
 دارالبوار کفر سے نجات بخشیگی سب سے زیادہ محبوب نزدیک خدا کے وہی شخص

محبت

فرج کے دوسرے عاشق و دہرے کے ہر ایک گروہ نے وہ عشق اختیار کیا جو ان پر حرام تھا
 کچھ پروا اپنے ضرر کی نہ کی سو یہ عشق وہ بیماری مزمن جسکی دوا سے سارے
 طبیب عاجز ہیں اس مرض سے شفا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے اس لیے اسکو
 دارِ عضال ستم قاتل کہتے ہیں جس دلو میں یہ مرض لگا اوس سے چھوٹنا اوسکا
 دشوار ہوا جسکے دل پر یہ آگ بھڑکی وہ گرفتار آزار ہوا اس عشق کے اقسام میں بھی
 یہ کفر ہوتا ہے جبکہ عاشق معشوق کو مثل خدا کے چاہنے لگتا ہے پھر جبکہ سیکو
 اوسکا معشوق خدا سے بھی زیادہ محبوب ہوا تو پھر کیا پوچھنا الکفر کفر میں جا
 ایسا عشق ہرگز بخشا نہیں جاوے گا کیونکہ یہ بڑا شرک ہے اللہ شرک کو نہیں
 مان تو یہ کہ لیگا تو امید مغفرت ہے اس عشق شرکی کفری کی علامت یہ ہے
 کہ عاشق مرضی معشوق کو مرضی رب جل جلالہ پر مقدم رکھے جب حق معشوق
 و حق خالق میں مقابلہ ہو تو حق معشوق کو حق خالق پر مقدم کرے معشوق کی
 رضا و طاعت کو خدا کی رضا و طاعت پر بالارکھے معشوق کیلئے اچھی سہی اچھی
 چیز صرف کرے خدا کے لئے دوسری چیزیں معشوق کے کام میں ہر وقت لگا رہے
 خدا کے کام میں بوجھ سے اوتارے معشوق کی خاطر سے گانے آپ گائے ناچے
 بجائے شراب پیئے ناجائز آرائش کرے کھیل تماشے میں رہے خدا کے لئے اگر کوئی
 نماز میں لبس ہو تو دل سے وہ نماز نہ پڑھے جی میں شوق و اہمیت کا غالب اثر
 اوقات کا بھرا ہے اے ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا + اکدم تر
 صرف عبادات ہوا + تھا جبکہ جوان تھا جوان بدست + اب پیر ہوا پیر
 ہوا + یہ دلیل ہے سو خاتمہ کی اب ذرا اس حال کو ایک پلہ ترازو میں رکھو
 دوسرے پلہ میں عاشق کے ایمان و توحید کو رکھو پھر رضا کو خدا و رسول کو او
 ملا کر تو لو دیکھو کہ یہ دونوں برابر ہیں یا عشق زیادہ ہے یا یہ کم ہے بلکہ بعض

اگھیرتی ہے فراق محبوب پر گرفتار حسرت و الم ہو کر دنیا سے انتقال کر جاتا ہے بعض
 باللہ منہ یہ سو رفاقت ہے اس میں کچھ شک نہیں جن لوگو کو خدا کی محبت ہے
 وہ کوئی کام کرین کسی دھندے میں رہیں مگر خدا کو نہیں بھولتے دنیا کو ایک
 برستے کی چیز آخرت کا وسیلہ سمجھ کر دل نہیں لگاتے فقط کام نکال لیتے ہیں اللہ
 صراحتاً لکھتا ہے **حکایت** ایک بزرگ نے کیا اچھی بات کہی کہ دنیا را
 بازی دادیم گفتند چلو ز گفت نان اینجا خوردیم کار آنجا کردیم دوسرے بزرگ
 نے جہنم کو خواب میں دیکھا آگ سے خالی پایا پوچھا کیسی دوزخ ہے جس کی آگ
 نہیں ہے مالک یعنی داروغہ نار نے کہا جہنم تو یہی ہے باقی رہی آگ سو جو کوئی
 یہاں آتا ہے وہ آگ اپنے ہمراہ لاتا ہے یعنی درحقیقت آتش دوزخ بجلی عمال
 عباد میں جب اللہ کو چھوڑ کر تیرے میرے عاشق بنے غیر اللہ کو محبوب و مغفول
 اپنا ٹھہرایا کیا ترین بسبب اس عشق و محبت کے پھنس گئے تو انجام اس عشق
 و عیش کا جہنم ہے یہ سارا عشق و عیش دوزخ کی آگ بن کر انکو جا دیا کسی
 دوسری آگ کی کیا حاجت ہے **حفت الناس بالشہوات** یعنی آگ دوزخ کو
 دلی خواہشوں سے چھپا دیا ہے جو اپنی خواہشیں پوری کرتا ہے اپنا شوق
 ذوق خاطر خواہ نکال لیتا ہے اسکا انجام آگ جہنم ہے جس طرح تکلیف دھاتا تھا
 انجام بہشت ہے **حفت الجنۃ بالکامات** یعنی بہشت کو کمالات سے چھپا دیا
 جسے کمالات دنیا پر صبر کیا اسکا انجام جہنم ہے امرار و سلاطین جو رات دن
 تاج شہوات طمع رہتے ہیں اور وہ غر با سلام جو شب و روز ناخوشی خاطر
 بسر کرتے ہیں دونوں کا انجام معلوم ہو گیا اللہ کا انصاف ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ
 اس کے چاہنے والے وہاں بھی مثل بیان کے خوار رہیں اس کے دشمن مثل بیان
 کے وہاں بھی عشق بازی کریں **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** فاعلم

جسکو یہ محبت سب سے زیادہ تر سخت ہے اور سب بڑھکر ساتھ اس محبت کے قائم ہے
 تیسری قسم محبت رکھنا ہے اللہ کیلئے اور محبت منجملہ لازم محبت قسم دوم مذکور کے
 ہے کیونکہ محبت امر محبوب محبوب کے بغیر اسکے نہیں ہو سکتی کہ اوس چیز کو محبوب
 کے سبب سے دوست رکھے چوتھی قسم محبت مع اللہ ہے اسکیو محبت شکر کیلئے
 سوجو کوئی ہمراہ خدا کے کسی اور کو بھی دوست رکھتا ہے مگر نہ اللہ کے لئے نہ
 اوسکے راہ میں تو گویا اوسنے اللہ کا کوئی شریک ٹھہرایا مشرکین کی محبت بھی
 ہی تھی رہی یا پھر یہ قسم جسکو محبت طبعیہ کہتے ہیں یعنی جھگڑا کسی آدمی کا
 طرف کسی آدمی کے جو ملائم و موافق مزاج ہے جیسے محبت پیاسے کی پانی سے
 بھوکے کی کھانے سے بیدار کی سونے سے شوہر کی جو روجون سے سونے محبت
 کچھ مذموم نہیں ہے مگر اوسوقت جبکہ خدا کی محبت و یاد سے روکدے باز
 رکھے قال تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم
 عن ذکر اللہ پھر اون کو گوئی تعریف فرمائی جنگو کار و بار تجارت کا معاملہ لین
 دین کا یاد الہی سے نہیں روکتا ہے ہاں لا تلہم ہم تجارت و لا
 بیع عن ذکر اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھر و مکان و خدا بھی کرتے ہیں
 نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ عبادت پر بھی قائم ہیں ذکر اللہ سے مراد اسکیلئے
 نہ تنہا وظیفہ خوانی ہے بلکہ ہر معاملہ ناجائز نہ ہر جائز پر خدا کو یاد کر کے اوس گناہ
 سے بچ جانا داخل ذکر ہے پھر اگر ہمراہ اس ذکر قلبی کے ذکر زبانی بھی ادا ہوتا
 تو کیا پوچھنا تو شعلی نور ہے ورنہ دعویٰ محبت خدا و رسول کا باوجود ابتلائے
 فسق و فجور و عشق و سرو کے بالکل کذب و زور ہے عاشق کو ہرگز محبت خدا کی
 نہیں ہوتی ساری محبت اپنے معشوق سے ہوتی ہے خواہ انسان ہو یا اور کوئی
 شے جو آدمی جس چیز کی محبت میں غرق رہتا ہے صرفہ دم اوٹھکی محبت اوسکو

شعبے ہیں مگر اصل تقسیم یہ ہے ستوان چاروں اقسام میں پہلی دو چوتھی قسم کے لوگ خوش نصیب و سعادتمند ہیں دوسری تیسری قسم کے لوگ شقی ہیں حدیث شریف میں آیا ہے آدمی دو طرح پر ہیں تو من تقی یا فاجر شقی سو مومن کی دو قسمیں ہیں اول و چہارم شقی کی بھی دو قسمیں ہیں دوم و سوم عشاق و موہ و اخل قسم دوم ہیں آسراء و رؤساء جو عشاق و فناء نہیں ہیں وہ قسم سوم و اخل ہیں دنیا میں عشق نزدیک الہ کے ایک قسم ہے مانیو لیا کی دین میں عشق و اخل شرک ہے اس حدیث میں بیان تو دیوانے پاگل ٹھہرے و ان ہمراہ مشرکین کے اب الہ اباد کے لئے و اصل جہنم ہو مگر وہ مرد عورت جنہوں نے عشق سے توبہ کر ڈالی فسق کو چھوڑ دیا عمل صراح سے تدارک اپنے کنا مان گذشتہ کار لیا کہ ایسے عشاق کے لئے امید مغفرت ہے خواہ اول و ہلہ میں بصورت قبول توبہ کے یا شفاعت شافعیں سے بخشدے جاوین یا بعد عذاب معین کہ جو علم خدا میں اونکے لئے مقرر ہے نجات پاوین بہر حال خدا ہر مسلمان کو اس مرض ملک عشق و فسق سے بچا دے اللہم آمین

فصل بیائین حرمت و زنا کے

و یا مین زنا سے بڑھ کر کوئی مفسدہ نہیں ہے یہ فعل شنیع انتظام عالم حفظ نسب حمایت شرکاء حیانت حرمت وغیرہ مصالح کے بالکل خلاف ہے لوگو میں اس کے سبب سے عداوت و بغض پڑتا ہے ہر ایک بدکار و سرے کی بی بی بی بہن مان کو تاکتا ہے اس میں ویرانی جہان کی متصور ہے اس لیے جب کسی قوم یا کسی شہر میں کثرت زنا کی ہو جاتی ہے تو وہاں ویرانی ہے ہزاروں سیکڑوں کو فنا کر جاتی ہے گھر کے گھر محلے کے محلے بے چراغ رہ جاتے ہیں آبادی کم ہو جاتی ویرانی پریشانی حیرانی بڑھتی جاتی ہے زنا کو مفسدہ قتل کے برابر بتایا ہے

جبکہ محبت ہر اس چیز اور کام کی جو محبوب خدا و رسول خدا ہے یہ نتیجہ دیتی ہے کہ
 محب کو منزل محبوب تک پہنچا دیتی ہے سبب نجات آخر و کیا ہو جاتی ہے جس طرح
 محبوب رکھنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب و علماء و صالحی را امت کا
 اور دوست رکھنا اعمال صالحہ کا مثل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جہاد و صدقات
 و خیرات و تلاوت و ذکر و صلوٰۃ وغیرہ کا تو جس بندے کو اپنے محبوب دے
 محبت ہوگی خدا کا محب رسول کا دوست رہے گا ہوگا جھوکے ہوگا اور سکا درجہ کتنا بلند
 ہوگا اس درجہ کی غایت اور اس مرتبہ کی سعادت سوائے خدا کے کوئی
 نہیں جان سکتا خدا کی محبت میں جن لوگوں نے دنیا کی اندر مکر و مات و
 تکلیفات پر صبر کیا ہے ان کا اجر حسب منطوق قرآن کریم عیساب ہے انما لعلی
 الصابرون اجرهم بغير حساب پھر وہ لوگ جو جامع صبر و محبت الہی
 ہیں خدا جانے ان کو کیا کچھ نلیگا اور سن یہ عشاق و فاسق جن کی عمر غیر خدا کے
 عشق و محبت میں بسر ہو گئی ہے اپنے سر پر خاک ڈالیں گے ان کی حسرت
 و زدامت بھی مثل اجر اہل صبر کے بے حساب ہوگی ان کا عشق و نیاوی ان کو جہنم تک
 پہنچا دیگا و ان نہ نکاح ہے نہ وصال نہ تکلف یا رہی ہے نہ ذوق تماشا ہے
 جمال آن او کی شرمگاہوں کی بدبو سے سارے جہنمی ایک دوسرے عذاب الہی
 میں گرفتار ہو گئے پھر خود ان عشاق و فاسق کے عذاب کا کیا حنا نا ہے **فائدہ**
 آدمی باعتبار انجام کے چار قسم میں آئی وہ جو دنیا و دین دونوں میں سعادتمند
 رہے دوسرے وہ جو دنیا و دین دونوں میں بدبخت تھے تیسرے وہ جو دنیا
 میں عیشمند آخرت میں گرفتار عقاب و گزند ہو گئے چوتھے وہ جو دنیا میں محروم
 آخرت میں صدر نشین جنت ہو گئے ان چاروں قسموں کا ذکر قرآن پاک میں
 آیا ہے پھر ان اقسام چارگانہ کے باعتبار تفاوت مراتب اشخاص کے بہت

انجام کار کی چیز

صورت فلاح کی نہیں ہے فرمایا قل افلم المؤمنون الی قوله والذین
 هم لغرو جهنم حافظون الاعلیٰ اسرارہم اور ماملکت ایمانہم
 فانہم غیر ملومین فمن ابتغیٰ سماع ذلک ناو لک ہم العادون
 اس آیت شریف میں تین مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ جو اپنی شرک گاہ کی
 حفاظت نہیں کرتا وہ فلاح مند نہیں ہے بلکہ منجملہ ملومین و عادیین کے ہے فلاح
 اُس سے گئی عدوان کا نام اور سپر لگا ملائت میں پڑا سرخ شہوت کا اور تکلیف
 خواہش کی کھینچنا اس سے آسان تر ہے کہ ظالم سنگ نالائق و ابرہہ ٹھہرے لقا شہید
 پاجی کہلاوے یا نثار و نکو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھ بند کرین اپنا سرنگاہ کھین
 اسلئے کہ نظر سے فساد فرج پیدا ہوتا ہے جس طرح چنگاری سے آگ لگ جاتی ہے یہاں
 چار درجے ہیں ایک نظر دوسرے خطر تیسرے خطوہ چوتھے خطیہ سو جیسے آپ کو
 ان چار چیزوں سے بچایا و سننے اپنے دین کی حفاظت کی عظمت خطرات لفظہ
 خطوات مسلمان کو چاہئے کہ ان ابواب چہارگانہ پر اپنی جان کا آپ و ربان بنے نہ
 پر نگہبانی رباط کی کرتا رہے کیونکہ دشمن انہیں راہوں سے گھر میں گھسکر شہر کے
 اندر تباہی و بربادی کرتا پھرتا ہے **قائد کا** اکثر گناہ جو آدمی سے ہوتے
 ہیں اونکے یہی چار دروازے ہیں تحکات یہ قاصد ہیں غہوات کے انکا حفظ
 اصل حفظ فرج ہے جسے اپنی نگاہ بڑبائی وہ ہلاکت میں پڑا رسول خدا صلی
 علیہ وسلم فرمایا تو نگاہ کو چھپے نگاہ کے مت لگا کہ پہلی نگاہ تیرے لئے ہے دوسری نگاہ کا
 وبال تجھ پر ہے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نظر زیر بھرا تیرے شیطاں کے
 تیر و نمین سے جسے اپنی نگاہ کسی عورت کے محاسن سے بند کی اوسکے دیکھو اللہ
 لذت ایمان کی قیامت تک دیکھا ہذا معنی الحدیث اسبطوح جو عورت
 اپنی آنکھ مروا جنبی کے محاسن سے بند رکھے گی اوسکے دیکھو لذت ایمان کی لمبکی

خطرات

اسی جہت سے قرآن پاک میں ذکر زنا کا ہمراہ قتل کے آیا ہے امام احمد کہتے ہیں
 میں نہیں جانتا کہ جب قتل کے زمانے بڑھ کر کوئی اور گناہ بھی ہو اللہ تعالیٰ نے
 حرمت زنا کو ہمراہ قتل کے ذکر کیا ہے والذین لا یذعن مع اللہ الا آخر
 و لا یقتلون النفس التي حرم اللہ الا بالحق و لا یزنیون و من
 یفعل ذلک یلق نائماً یضاعف لہ العذاب لیوم القیامۃ و یجذلہ
 فیہ مہانا الا من تاب و امن التم و یکف وزنا کو ہمراہ شرک و قتل کے
 ذکر کیا ہے پھر خرا او سکی ظود عذاب مضاعف فرمایا ہے جب تک کہ بندہ توبہ
 کر کے ایمان درست نہ کرے عمل صابح بجا نہ لائے پھر فرمایا و لا تقربوا الزنا
 انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلاً تم پاس نجاؤ حرام کے یہ کام ہے عجیبائی
 یہ بڑا مست ہے اس آیت میں خبر دی ہو اس بات کی کہ زنا فی نفسہ بے شرمی
 بے غیرتی کا کام ہے ایسا فعل بد ہے جسکی بدی ساری عقل و عین جمی ہوئی
 ہے یہاں تک کہ حیوان بھی زنا کو بڑا جانتے ہیں صحیح بخاری میں عمرو بن سمیون
 اودعی سے ایک قصہ زمانہ جاہلیت کا مذکور ہے کہ کئی بند روں نے ایک
 بند ریاسے زنا کیا تھا اوںکو لوگوں نے یہ جرم کیا یہ کہتے ہیں اوں رجم میں بھیجی
 شریک تھا زنا کو بڑا رسنہ اسلئے فرمایا ہے کہ یہ دنیا میں ہلاکت و محتاجی کی
 راہ ہے آخرت میں رسوائی و عذاب کی راہ ہے زانی مرد و عورت ہمیشہ
 محتاج رہتے ہیں انکے مال میں برکت نہیں ہوتی اکثر بانجھ ہوتی ہیں یہاں تو
 یہ فائدہ ہوا آخرت میں اوںکے اندام نہانی کے بدلہ سے دوزخی ایداپاؤں کے
 باپ کی جو رو سے نکاح کرنا چو کہ قبیح تر ہے اسلئے اس حرکت بے برکت کی زیادہ
 مذمت فرمائی ہے انہ کان فاحشۃ و مقنا و ساء سبیلاً پھر بندے کی
 ظلم و دستکاری کو موقوف حفظ فرج پر رکھا ہے کہ بدو ن اس حفظ کے کوئی

خدا ملتا ہے وہ حساب پورا کر دیتا ہے بے شبہ خدا سرِ لوحِ الحساب ہے برائے
 کم ہمت ولی الطبع وہ آدمی ہے جو حقائق کے عوض آرزو بائے دروغ پر
 راضی ہوا اپنی جان کو ان امانی کا ذبح کا زیور پہنا یا و اللہ بالتدراست لال
 مفلسوں کا تجارت بٹالین کی یہی تمنائے باطل ہے جس جی نے وصل
 کی عوض زیارت خیال پر حقائق کی عوض کو اذہامال پر قناعت کی ہے
 اور نکاحوت یہی تمنائے باطل ہے انسان کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز
 مضر نہیں ہے عجز و کسل تفریط و حسرت و ندامت اسی سے پیدا ہوتی ہیں
 جس کا دل خطرات پر جا سمجھو کہ اوس کا نفس نہایت خسیس ہے شرافت نفس
 یہ ہے کہ ہر خطرہ کو دل سے دور کرے بے حقیقت سمجھے ہرگز اس بات پر کبھی
 نہ ہو کہ اوس کے جی میں کوئی خطرہ آوے یہ خطرات چار طرح ہوتے ہیں ایک
 ایسے ہیں جو منافع دنیا کو چاہتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو مضار دنیا کو
 دفع کرتے ہیں تیسرے وہ ہیں جو مصالح آخرت کو کھینچتے ہیں چوتھے وہ
 ہیں جو مضار آخرت کو دور کرتے ہیں غرض کہ جتنے خطرات و افکار وہ ہوں
 وہ اخصین چار اقسام میں منحصر ہیں پھر جس قسم کے خطرات اسکے ولین
 جمع ہو جاتے ہیں وہ دوسری قسم کو اوس کے آس پاس بھٹکنے نہیں دیتے
 اور اگر کسی ولین ہر طرح کے خطرات بسبب تراخم تعلقات کے از دام
 کر رہے تو جو اہم فالہم ہوں اونکو مقدم کرے یعنی جتنے فوت ہونیکا ڈر ہے
 اونکو تیجے نہ ڈالے جو اہم نہیں ہیں اونکے فوت ہونیکا ڈر نہ کرے باقی رہیں
 دو قسمیں ایک وہ امر ہم جو فوت نہیں ہوتا دوسرے غیر ہم جو فوت ہوتا ہے
 سوان و لونین بھی ضرور کوئی داعی تقدیم و کلاسی لیتا ہیں ترد و حیرت ہوتی ہے کیونکہ اگر
 ہم کو مقدم کرنا ہو تو فوت ہونا دواہم ہو اگر اود کو مقدم کرنا ہے تو مشغول ہم سے باز رہتا ہے

عام حادثات و آفات کی جڑ جو آدمی کو پہنچتی ہیں یہی نظر ہے اس نظر سے خطرہ پیدا ہوتا ہے خطرہ سے فکر متولد ہوتی ہے فکر سے شہوت نکلتی ہے شہوت سے ارادہ پیدا ہوتا ہے یہ ارادہ قوی ہو کر عزیمت بن جاتا ہے عزیمت سے فعل حرام واقع ہوتا ہے اگر کوئی مانع آڑے نہ آوے اس لیے کہا ہے کہ چشم پوشی پر صبر کرنا اوس ریخ و الم سے آسان ہے جو بعد اس نظر کے لاحق ہوتا ہے آفات نظر سے ایک یہ امر ہے کہ حسرت و زفرات و حرقات و اسنگیرا ہوتے ہیں آہ و نالہ و فریاد و فغان و ملے ووائے کا شغل رہتا ہے جان و عذاب و عقاب میں پھنس جاتی ہے نہ قدرت حصول مراد ہے نہ صبر بر وقت مقصود و لطف تو یہ ہے کہ تیر نظر منظور الیہ کو نہیں لگتا خود اسی تیر انداز کے دیکو پلٹ کر زخمی کرتا ہے یہ اپنے تیر کا آپ ہی کشتہ ہو جاتا ہے نظر پہلے دیکو زخمی کر کے پھر اوس زخم پر دوسرے تیر سے زخم لگاتی ہے پھر کھادیں زخم کا دوسرے زخم کے لگنے سے باز نہیں رکھتا اس لیے کہیں کہا ہے کہ جس لطمات و دوا م حسرت سے سہل تر کا یہ لفظ دینی بالمرحہ ظبی وہ ہف + لغوب باطناب البریۃ عابثہ + فلو کان سریح واحد لا تقیتہ + ولکنہ سریح و ثانی و ثالث +

فائدہ رہے خطرات سوا و کما معاملہ بہت سخت ہے خیر و شر کی بنیاد انہیں سے ہے ارادے ہمتیں عزم سب انہیں سے پیدا ہوتے ہیں جتنے انکی رعایت کی اوس نے اپنے جی کی باگ مانجھ میں لے لی اپنی ہوا کو مقہور کیا جسیرہ خطرات غالب ہو گئے او سپر نفس و ہوا کا غلبہ ہوا جسے انکو ہکا بھکا اوسکو اومضون نے ہلاک میں ڈالا یہ خطرات ہمیشہ دلپر گزرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آرزوے باطل بن کر نظر آتے ہیں حسی طرح پیاسا سراب کو شراب لگانا جب پاس اوس نمایش ہے اب کے پہنچتا ہے تو کچھ نہیں پاتا و ان اوسکو

فکرت

نہ نکالے جو ضایع جاوے بلکہ جو بات کہے نفع دین یا دنیا کی کہے پہلے نفع نقصان
 بات کا جی میں سمجھ لے پھر بات کرے حدیث مرفوعہ انس میں آیا ہے تمہیک
 نہیں ایمان او سکا جسکا دل مستقیم نہیں مستقیم نہیں دل او سکا جسکی زبان
 مستقیم نہیں کسی نے پوچھا وہ کون چیز ہے جو لوگوں کو اکثر داخل ناکر کرتی ہے
 فرمایا زبان و فرج ہے اسکو ترمذی نے صحیح کہا ہے حدیث معاذ میں آیا
 ہے یہی زبان ہے جو لوگوں کو اوندھے منہ دو زخمین ڈالتی ہے اسکو بھی ترمذی
 نے صحیح بتایا ہے آدمی اکل حرام ظلم و زنا و سرقت و شرب خمر و نظر حرام وغیرہ
 سے تو بچ بھی جاتا ہے مگر زبان اکثر لوگوں کی قابو میں نہیں ہوتی زبان
 پر یہ وہ بگنچے شستہ حشم بگنچے باز کیکہ نباشد زبانش اندر حکم بعض
 آدمی عابد زاد عالم ہوتے ہیں مگر کچھ پر واز زبان کی نہیں کتے ایک کلفظ
 سے آدمی اتنی دور جا پڑتا ہے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب کا ہے قرآن
 شریف میں آیا ہے کہ آدمی جو بات کرتا ہے فرشتہ او سپر مکہبان ہے اب آدمی
 اپنی بات کا امتحان لے کہ کوئی بات منہ سے نکلی مناسب یا غیر مناسب ہے یا لغو
 نے بیانیہ حفظ لسان کے بہت طول کیا ہے غرض کہ یہ زبان وہ چیز ہے جسکا
 جرم یعنی جسم صغیر ہے اور جرم یعنی گناہ او سکا کبیر ہے اسلئے رسول خدا صلی
 حفظ زبان پر خاص من جنت کے ہوئے ہیں عورتوں کی زبان شوہر و کن کے حقین
 سب سے زیادہ چلتی ہے اسلئے حدیث میں ایک وجہ دو زخمی ہونے عورتوں کی
 یہ بھی آئی ہے کہ یكثر اللعن و یكثر العثر یعنی زبان و رازی
 لعن لعن کرنا کفران شوہر کا کرنا باعث عدم نجات کا ہوتا ہے زبان کا زخم کلوں
 کے زخم سے بڑھ کر کھجایا ہے جہا حلت اللسان طالت التیام و لا یتنام
 صاحب اللسان اس کے بعد فرج ہے جب او سکی حفاظت نہیں ہوتی تو وہ

اسی طرح کبھی دو امر ایسے پیش آتے ہیں جن کا جمع ہونا مشکل پڑتا ہے ایک کا حاصل
بدون فوت دوسرے کے نہیں ہو سکتا یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں ضرورتاً ^{مستعمل}
عقل و فہم و معرفت کی ہوتی ہے ایسی جگہ میں اقبال کا اقبال کو پہنچتا ہے
بدبخت بد بختی میں گرفتار ہو جاتا ہے بڑی عمدہ فکر و اجل و اعلیٰ یہ ہے جو
اللہ و دار آخرت کے لئے ہو اگر یہ فکر نہ ہو تو پھر انسان حیوان ہے اس کا
جینا ایسا ہے جیسے بہائم کا جینا جب وقت غفلت میں گزر گیا اور امانی بالحد میں
جی رہ گیا خواب و کھیل تماشے میں عمر کٹ گئی تو سمجھو کہ ایسی زندگی سے موت
اچھی ہے جب نماز کا یہ حال ہے کہ جتنی سمجھ کر پڑھی وہ ہوئی جو غفلت سے پڑھی
بر بار کوئی تو عمر آدمی کی اتنی ہی ہوئی جو اللہ کے کام میں گزری باقی سب
مساوس شیطانہ ہیں ۵ اوقات خوش آن بود کہ یاد و دست بسر شد
باقی ہمہ بیاصلی و بخیر ہی بود + **فائدہ** وار دہونا خطرہ کا دل میں مضر
نہیں مضر تو راستہ مار کر نا خطرہ کا اور حدیث نفس ہے جس طرح مسافر راہ سے
گزر جاتا ہے اس طرح اگر گزر خطرہ کا دل پر ہوا تو کچھ ڈر نہیں لگن جب اس
خطرہ کو دل میں جگہ دی تو وہ اپنی بات چیت سے دل پر جا دو کر دیتا ہے قریب
و کر و غرور میں چھانسن لیتا ہے جو نفس فارغ و باطل میں اونپر اس کا گزر
آسانی ہو جاتا ہے جو قلب شریف صاحب عقل سلیم میں اونپر خطرہ سب سے
زیادہ گراں ہوتا ہے اللہ نے انسان میں تین قسم کے نفس رکھے ہیں ایک
آمارہ و دوسرے لواہم تیسرے مطمئنہ نفس آمارہ پر طاعت خدا و عمل صالح
نہایت شاق ہوتا ہے جس طرح مطمئنہ پر عمل غیر خدا کیلئے سخت گراں
گزرتا ہے اللہ نے حکم دیا ہے کہ عاقبت واسطے تقویٰ و اہل تقویٰ کے ہم
فائدہ لفظات کا حفظ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اپنے منہ پر ایسی بات

ہے کہ دل پریشان و بیمار رہتا ہے ہم و غم و رنج و خوف بڑھتا رہتا ہے فرشتہ
 الگ ہو جاتا ہے شیطان پاس آ جاتا ہے زنا کے وقت ایمان زانی کو چھوڑ دیتا
 اس کا اصل مقصد قتل کے کوئی مفسدہ زنا سے زیادہ تر بڑا نہیں ہے اس لیے رسول
 نیز ان کی بری طرح سے قتل کرنا شرع میں آیا ہے یعنی زانی زانیہ سنگسار کئے
 جانے ہیں سخت تکلیف و ایذا سے مارے جاتے ہیں اگر کسی آدمی کو یہ خبر پہنچے کہ
 اس کی عورت یا حرم ماری گئی تو سہلتر ہے مگر یہ بات کہ اس نے بنگیا شکر لیا
 سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی مرد کو اپنی جو رو کے پاس دیکھوں
 بلا عفو قصور تلوار سے اس کو ماروں یہ بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 تعجب کرتے ہو غیرت سعد سے و التمدین سعد سے بھی زیادہ غیرت دار ہوں اور
 اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فواحش کو طہم
 کیا ہے کھلے ہوں یا چھپے صحیحین میں بذلی خطبہ نماز کسوف آیا ہے کہ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اے امت محمد و التمدین کسی کو زیادہ غیرت دار اللہ نہیں
 پاتا یہ کہ زنا کرے کوئی بندہ اس کا یا لونڈی اس کی اے امت محمد و التمدین اگر تم
 جانو جو میں جانتا ہوں تو ہنسو تھوڑا روو بہت نماز کسوف کے بعد جو ذکر اس
 گناہ کبیرہ کا کیا اسمین ایک عمدہ بھیج دے واسطے اس شخص کے جو تامل کرے
 ظہور زنا کا ایک نشانی ہے ویرانی جہان کی اور منجملہ علامات قیامت کے
 ہے صحیحین میں انس سے مرفوعاً آیا ہے کہ منجملہ علامات قیامت کے ایک
 یہ ہے کہ علم اوٹھ جاوے جہل ظاہر ہو شراب پی جاوے زنا ظاہر ہو مرد چھوڑے
 ہوں عورتیں بہت ہوں یہاں تک کہ بچا پس عورتوں میں ایک کا رباری ہو
 اللہ کی عادت پاک یوں جاری ہے کہ جب خلق میں زنا ظاہر ہوتا ہے تو
 اللہ تعالیٰ کو سخت غصہ نہایت غضب آتا ہے اس غصہ و غضب کا اثر ضرور

زنا لو املت مساحت وغیرہ میں پھنس جاتی ہے اپنے صاحب کو سیدھی جہنم کو پہنچا دیتی ہے **فائدہ** کہ خطوات کا حفظ یہ ہے کہ قدم اوسی جگہ پر جہاں امید نواب ہے مثلاً طرف مسی کے جاوے یا سفر حرمین شریفین کے یا طلب علم و تجارت کیلئے چلے پھرے یا کسی دوست خدا سے ملنے کو جاوے یا ماں باپ کی خدمت یا اہل و عیال کی پرورش کیلئے چلے و علیٰ ہذا القیاس اگر ایسا چلنا میسر نہ ہو تو پھر بیٹھ رہنا بہتر ہے یہ نہ کرے کہ گناہ سنے کو جاوے ناچ دیکھنے کو چلے چلنے کی سیر کرے عشاق کی کہانی سنے کو جاوے کا سطح کے خطوات شیطان لعین کے قدم بقدم چلنا ہے **قرآن** شریف میں فرمایا ہے تم شیطان کے قدموں پر نہ چلو **فائدہ** یہ سب جو لکھا گیا مقدمہ ہے تحریم فواحش و حفظ فرج کا حدیث میں زنا کو ہمراہ کفر و قتل نفس کے ذکر کیا ہے زنا بہ نسبت قتل نفس کے زیادہ تر واقع ہوتا ہے قتل نفس بہ نسبت ارتداد کے زیادہ وقوع میں آتا ہے زنا کا مفسدہ خلاف صلاح عالم ہے کہونکہ جب عورت نے زنا کیا اپنی قوم پر اپنے شوہر و اہل و اقارب پر عار لگائی اور نکاح سر نیچے کر دیا پھر اگر زنا کا حمل رکھ لیا اور بچہ زنا کو مار ڈالا تو زنا و قتل دونوں کو جمع کیا اور اگر شوہر نے اس بچے کو پرورش کر لیا تو اس پر ایک اجنبی کو شوہر کے قوم میں لا کر ملا دیا یہ اور بھی بڑا ہوا ایسی عورت پر لعنت آئی ہے اب وہ بچہ وارث ہو جاوے گا اسطرح مرد کا زنا کرنا موجب اختلاط انسا نکا ہے عورت محفوظہ کا بگاڑنا اور او سکونلف و فساد میں ڈالنا، غرض کہ اس گناہ کبیرہ میں بربادی و ویرانی دنیا و دین کی ہے گو بزرخ میں آبادی قبور کی آخرت میں آبادی دوزخ کی ہوتی ہے زنا میں اکثر حلال کرنا حریم کافوت کرنا حق و کافوت مظلوم کا ہوتا ہے ایک خاصیت زنا کی یہی

بہت حکایتیں سنیں ہیں اکثر یہ کام خدام و نسا سے ہوتا ہے اور نیز زنا
 غالباً بتراضی طرفین واقع ہوتا ہے ظلم و زیادتی و غصب نہیں ہوتا کہ اس
 سے دل نفرت کریں اسلئے لوگوں کو اقامت حد زنا پر رحم آتا ہے سو یہ لوگ
 اضعف الایمان ہیں کمال ایمان تو یہ تھا کہ اللہ کا حکم بلا عذر و رافت بجالایا
 بڑی رحمت تو یہی ہے جو خدا نے واسطے محمد و مکے باقامت حد مقرر فرمائی
 ہے قیسے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس حد کو سامنے ایک جماعت مومنین کے
 جاری کریں یہ ہنوکہ خلوت میں محمد و کو بن کوئی شخص زانی زانیہ کو نہ
 دیکھے ہمیں بڑی حکمت اور بڑا زجر ہے بعض امراء و رؤساء اپنے خدام
 کو اپنے گھر میں حد زنا کرتے تھے کیونکہ معلوم نہیں ہوتا یہ بالکل خلاف شرع
 ہے ایسی حد و کو سب کے سامنے جاری کرے تاکہ دوسرے کو عبرت ہو
 زانی کو غیرت آوے زانیہ شراوے **فائل** زانی محسن کی حد کو باعقوب
 قوم لوط علیہ السلام سے مشتق ہے کہ جب طرح اوپر پتھر برسائے گئے اور سبط
 زانی محسن سنگسار کیا جاتا ہے یا اسلئے ہے کہ زنا و لواط فحش میں مشترک ہیں
 اور ان دونوں میں فساد و ناقض حکمت الہی ہے لواط کا فساد بھی ہوتا ہے
 مفعول بہ کا قتل بہتر اس سے ہے کہ یہ فعل کیا جاوے کیونکہ اس فساد کے
 بعد ہرگز امید صلاح کی نہیں ہے فاعل لطفہ قلب و روح مفعول بہ میں
 کام زہر کا بد نہیں کرتا ہے اس میں اختلاف ہے کہ مفعول بہ جنبت میں جاوے یا
 یا نہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے دونوں قول نقل کئے ہیں مفعول بہ کو
 بدتر ولد الزنا سے بتایا ہے اخبث و اوقح و اخر علی ٹھہرایا ہے جو کوئی مفسد
 سن میں مفعول ہوتا ہے وہ بڑی عمر میں اور بھی بدتر ہو جاتا ہے اکیسے
 شخص کو نہ توفیق علم نافع کی ہوتی ہے نہ توفیق عمل صالح کی نہ توفیق توبہ کی

جزاء لواط

زمین پر کچھ نہ کچھ پڑتا ہے آہن مسود کہتے ہیں نہیں ظاہر ہوتی مسود خواری
 حرام کاری کسی لبتی میں مگر حکم دیتا ہے اللہ اوس لبتی کے ہلاک کا دیکھو سب
 حد و مین اللہ تعالیٰ نے حد زنا کو تین خصوصیت کے ساتھ خاص کیا ہے ایک
 قتل نہایت بڑی طرح سے اور جگہ بہ تخفیف فرمائی ہے وہاں کوڑے مارنا
 اور شہر سے ایک سال کیلے رکھا دینا مقرر کیا ہے دوسرے اپنے بند و ن کو
 منع فرمایا ہے کہ انکو زانیہ پر ترس کھانا چاہئے ایسا نہ کریں کہ دین میں ہمارے
 بنکر حد زنا ملے تو ی کرویں کیونکہ اللہ نے جو یہ سزا جزا زنا کی مقرر فرمائی ہے
 یہ خود ایک رافت و رحمت ہے خدا سے زیادہ اور کون رحیم ہوگا اگر کسی
 رحمت نے اس عقوبت سے زانی و زانیہ کو نرو کا سو بند و کو بھی پی چاہئے
 کہ سبب رافت کے اقامت حد زنا سے باز نہ رہیں اور یہ حکم اگر چہ سبب
 حد و مین عام ہے مگر ذکر اوسکا خاصہ حد زنا میں اسلئے کیا ہے کہ حاجت او
 ذکر کی زنا میں زیادہ تر ہے کیونکہ لوگوں کو اتنی غلطت و فسوت زانی پر
 نہیں آتی جتنی سختی و شدت سارق قاذف شارب خمر پر آتی ہے انکا
 دل زانی پر زیادہ دکھتا ہے دوسرے مجرموں پر اتنا نہیں دکھتا چنانچہ مشاہدہ
 ہوا ہے اسلئے منع فرمایا کہ تمکو ان پر رحم نہ آوے جسکے سبب غلے خدا مغل
 ہو جاوے اور سبب اس رحمت کا یہ ہے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ لا شراف
 و اوساط و اراذل سب سے واقع ہوتا ہے اور نفس انسانین داعی اوسکا
 موجود ہے اور شریک حال اس کام کے بہت لوگ ہیں پڑا سبب اس کبر و کا
 عشق ہے کیونکہ دل بچل میں اسبات پر کہ عاشق پر رحم کریں بلکہ عاشق کو
 طاعت و قربت سمجھیں اگرچہ معشوقہ اوسپر حرام ہو اور اسبات کو کچھ پڑا نہیں
 جانتے سو یہ لوگ مثل حیوانات کے ہیں ابنا القیم نے کہا ہے ہم نے اس قسم کی

ہو گیا تھا مرتے وقت اویسیکی یاد میں رہا اللہم احفظنا اس طرح ایک شخص ایک آدمی پر عاشق ہو گیا تھا اوسکے فراق میں صاحب فراس ہو اسٹو اوس سے بھاگتا تھا یہاں تک کہ لوگ بیچ میں پڑے وعدہ عیادت کا لیا جب یہ خبر اوس عاشق بے سبر کو پہنچی مارے خوشی کے بھول گیا منتظر وقت کا تھا شوق اگر راہ سے پھر گیا کہا میں ایسی جگہ نہیں جاتا جہاں مجکو نہمت لگے کشتہ سخت و جذبہ دل تمکو آفرین ہے اگر وہ پھر گیا میرے بیت الحزن کے پاس یہ جب یہ خبر اوس عاشق کو ملی کہ بابر راستہ سے پھر گیا پہلی حالت سے بھی زیادہ

بد حال ہو کر مر گیا عیاذ باللہ من سوء الخاتمتہ و سقم العاقبتہ غرض کہ منجملہ معاصی کے جو معصیت انسان پر غالب ہوتی ہے جس گناہ کی لذت و لذت جی رہتی ہے جس چیز کا شوق جی میں بھرا ہوتا ہے وہی گناہ مرتے دم آکر حسن خاتمہ سے روک دیتا ہے فساد فجا عیاش بدکار زانی شرابی شرمی وغیرہم کو بہت دیکھا سنا ہے کہ انہیں معاصی کے شوق میں مر گئے ایمان برباد کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ع چویر و مبتلا میر و چو خیر و مبتلا خیر و حدیث میں آیا ہے تخشرون کما تموتون یعنی جس حالت میں تم مرو گے اویسی حالت میں قبر سے اٹھو گے یعنی خواہ وہ حالت اچھی ہو یا بُری حکایت ایک رات سفیان ثوری صبح تک روئے گئے تو نے کہا خوف گناہ سے روئے اٹھو نے ایک تنکا زمین پر سے اٹھا کر کہا کہ گناہ تو اس تنکے سے بھی زیادہ تر ہے حقیقت میں میں تو خوف خاتمہ سے روتا ہوں ابن القیم نے کہا یہ عمدہ فقہ ہے کہ آدمی اس بات سے ڈرے کہ مرتے دم کہیں گناہ و مریان موت اور حسن خاتمہ کے حامل نہ ہو امام احمد نے ذکر کیا ہے کہ جب ابو دروار رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا لگا کبھی بیہوش

کی اسکی علت مشائخ و علت ابنہ کہتے ہیں لکن تحقیق یہ ہے کہ اگر مبتلی بلواط
 تو بہرہ لگیا اور عمل صالح اختیار کر لگیا چشم و فرج کو اس کبیرہ سے بچا و لگایا اللہ تعالیٰ
 سے سچا معاملہ رکھ لگایا تو اس کے لئے امید و غفرت کی ہے لکن جو مفعول بہ بڑا ہے
 میں بہ نسبت صغیر سن کے بدتر ہے اور سکونہ تو بہ نصیب ہوئی نہ اس نے
 عمل صالح کیا نہ استدراک مافات کیا نہ احیاء مافات کیا تو اسکا خاتمہ بالآخر ہونا
 مشکل ہے اکثر مرنے والوں اور حسن خاتمہ کے درمیان یہی اعمال سیہ چھین
 لوگ مبتلا ہوتے ہیں حائل ہو جاتے ہیں **فائل** زواج میں بھالہ احادیث
 لکھا ہے کہ جو شخص وصیت میں اضرار پہنچاتا ہے اسکا خاتمہ شر ہے ہوتا ہے اس طرح
 خاتمہ لوطی کا ابن و قیق العید نے کہا ہے کہ اکل مال یتیم واسطے سورہ خاتمہ کے
 مجرب ہے حافظ عبدالحق اشبیلی نے کہا ہے کہ سورہ خاتمہ کیلئے اسباب میں بہت
 سے طرق و ابواب ہیں سب سے بڑا سبب جھگڑنا ہے دنیا پر اعتراض کرنا،
 آخرت سے پیشقدمی و جزا کرنا ہے معاصی خدا پر اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک طرح
 گناہ و جرم انسان پر غالب آ جاتا ہے یا کوئی معصیت گھیر لیتی ہے و کلمی مالک
 ہو کر عقل کو بند کر لیتی ہے تو عقل مجھ جاتا ہے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے چھوٹی
 نصیحت و وصیت اثر نہیں کرتی تاکہ ان اسی حالت میں موت آ جاتی ہے کتنا
 پکارو کچھ ہی کہو سو کچھ فائدہ نہیں ہوتا **حکایت** ایک آدمی سے مروی
 کہ **تعالیٰ لا الہ الا اللہ** کہہاوس نے کہا فلان گھر میں یہ بناؤ فلان باغ کو
 یوں درست کرو و لیتی کلمہ نہ کہا جس و بیان میں تھا وہی بات سنہ سے نکلی صدیق
 ایک دوسرے شخص سے کہا **تعالیٰ لا الہ الا اللہ** کہہ وہ فارسی میں ذہ یا زہ
 کہنے لگا ایک تیسرے شخص سے کلمہ پڑھے کہو کہا اوس نے کہا حام منجا ب کا رستہ
 کہہ رہے اسی بات پر دم نکل گیا یہ شخص اوس رستہ میں ایک عورت پر غصہ

اسباب سورہ فائل

میرا دل چھین لیا کہ امین بڑا کام نہیں کرونگی اوس نے کہا میں تم سے نکاح کرونگا
 اوس نے کہا تم مسلمان ہو میں نصرانی ہوں میرا باپ سچ میرا دوسرا بھائی نہ کر گیا کہ امین
 نصرانی ہو جائے گا کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤ گے تو نکاح ہو سکتا ہے وہ مرد نصرانی
 ہو کر اوس گھر میں رہا اوس سیدن چھت پر مکان کے چڑا اتفاقاً وہاں سے گزرا
 مر گیا دین بھی گیا ایمان بھی گیا محبوب بھی فوت ہوا لعنہ ذباللہ منہ زواج
 میں ذکر کیا ہے کہ ابن السقاء نام ایک شخص بغداد میں تھا مشاہیر فضلہ سے
 وہ قسطنطنیہ کو گیا وہاں ایک عورت نصرانیہ پر عاشق ہو گیا جب پیار ہوا تو اس کو
 راہ میں ڈال دیا وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا ایک آشنا کا اوس طرف سے گذر
 اوس نے حال پوچھا ابن السقاء نے حکایت عشق کی ذکر کی اور کہا کہ میں نصرانی
 ہو گیا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ قرآن پڑھوں ایک حرف نہیں پڑھ سکتا اور نہ
 میرے دل میں اوس کا حضور ہوتا ہے وہ شخص دیکھنے والا کہتا ہے کہ پھر جو دوبارہ
 گزیرا ہوا تو وہ مختصر تھا مونہہ اوس کا طرف مشرق کے ہو گیا تھا میں نے مکتنا
 اوس کو طرف قبلہ کے پھیرا وہ طرف مشرق ہی کے پھیر جاتا تھا یہاں تک کہ اوس کی زبان
 نکل گئی اللہم احفظنا اتھنی اسکے بعد قصہ یوزن مذکور کا لکھا ہے **فابدا**
 اس بطرح کی حکایت ایک عورت کی سنی ہے کہ اوس نے ابتداء عمر کے سب گناہوں سے
 توبہ کر کے نہایت صلاحیت اختیار کی تھی نماز تلاوت قرآن تہجد و طیفہ ترجمہ
 حدیث وغیرہ اعمال صالحہ کا شغل رکھا یہاں تک کہ عمر پچاس برس کو پہنچی ناگہان
 ایک مرد کا شوق اوس کو دلوا لیا اوس کے ذوق و شوق میں بالکل دل دین کے
 کاموں سے بھر گیا نہ کتاب کا ذوق رہا نہ کسی اور اچھے شغل کا وہ بیان رات دن ہی
 پیغام سلام تحفہ خائف ارسال خطوط وغیرہ میں گذرے لگا غائبانہ اور عیہ میں
 زمانہ جوانی سے زیادہ بناؤ سنگار آرائش مکان و لباس و زیور وغیرہ کی شغلی

کبھی ہوش میں آتے یہ آیت پڑھتے و نقلاب اقلہ تھم والبصار ہم ک
 لم یوں سوا بل اول صراۃ و نذ سر ہم فی طغیانہم یعمہون بینی وجہ
 ہے کہ سلف گناہوں سے ڈرا کرتے تھے کہ مبادا کہیں موت اور حسن خاتمہ کے بیچ میں
 حجاب نہ ہو جاوین اب وہ وقت آیا ہے کہ اپنے اگلے اعمال ساتھ پرافسوس آتا ہے
 آخر عمر میں شوق عشق بازی و راگ و باجے کا زیادہ ہوتا جاتا ہے یہ بے غم عشق
 تو صد حیف ز عمر ہے کہ گذشت و پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم و
قائل کہ جس شخص کا ظاہر مستقیم باطن صالح ہے اس کا خاتمہ بڑا بہین ہوتا
 ابن القیم نے کہا ما سمع بهذا او لا علم به والله الحمد سور خاتمہ
 اوس شخص کا ہوتا ہے جس کے عقیدے میں فساد ہے یا کیا نہ پر مصر ہے عظام پر
 اقدام کرتا ہے سوا اکثر یہی اعمال بد وقت نزل موت کے توبہ کرنے سے پہلے نکال
 آجاتے ہیں اصلاح طویر سے پہلے انا بت و رجوع سے اول او سکوکیر طویر ہے
 فرصت توبہ و استغفار کی نہیں ملتی شیطان کی بن آتی ہے اس صدمہ کے وقت
 اور اس میت کو اوجک لیتا ہے والعیاذ باللہ ایک علامت سور خاتمہ کی یہ
 بھی ہے کہ توبہ کر کے توبہ توڑ ڈالے پھر اوسی حالت میں موت آ جاوے توبہ
 جو گناہ معاف ہو جاتے ہیں وہ توبہ توڑنے سے پھر قائم ہو جاتے ہیں یہ مضمون
 ایک حدیث میں آیا ہے حکایت ابن القیم نے لکھا ہے کہ مصر میں ایک
 شخص تھا رات میں مسجد میں رہتا تاز پڑھتا تھا اذان کہتا تھا انوار عبادت کے
 اوسکی صورت پر ظاہر تھے اکید موافق اپنی عادت کے منارہ پر اذان دینے
 چڑھنے منارہ کے گھر ایک نعرانی کا تھا اوس گھر میں جھانکا نعرانی کی درخواست پر
 نظر پڑی او سپر مفتون ہو گیا اذان چھوڑ کر نیچے اترتا اس کے گھر گیا و ختم کیا
 تم کوں ہو گیا چاہتے ہو کہا تم کو چاہتا ہوں کہا کس لئے کہا تھے میری عقل لی

اور کون بخشا ہے گناہ کو سوا خدا کے یہ نہیں اڑ رہے اپنے کئے پر اور یہ جانتے
ہیں انکی جزا ہے مغفرت طرف سے رب کے اور بہشت + معلوم ہوا کہ جس مرد
عورت سے اتفاقاً زنا ہو گیا ہے اور وہ اوپر چار توبہ کر ڈالی تو وہ گناہ
معاف ہو جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ بشارت اونکے لئے نہیں ہے جو زانیہ کی
ہیں خواہ ایک سے زائد کرین یا چند کس سے یا ارادہ آشنائی یا ریکا رکھتی ہیں
اسطیلے سورہ نسا میں آیا ہے وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُونَ السَّیِّئَاتِ

حتیٰ اِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ لَنْی تَنْتَبِثَ الثَّنِ وَلَا الَّذِیْنَ یَمِیْنُوْنَ
وہم کفار + او لنگ اعندنا لہم عذاب الیماء + اونکی توبہ نہیں جو کہ
ہیں بڑے کام یہاں تک کہ جب سامنے آئی ایسے آدمی کو موت تو کہنے لگا اب میں نے
توبہ کی اور نہ اونکی جو مرتے ہیں اور وہ کافر ہیں بھٹے اونکے لئے عذاب ورنہ ناک
طیار کر رکھا ہے اس آیت میں فاسقون کو مردہوں یا عورت جو آخر عمر تک مبتلا
گناہ رہتے ہیں برابر کافروں کے رکھا ہے دولون کیلئے ایک ہی سزا فرمائی ہے
ایسے فاسقون کی توبہ قبول نہیں ہوتی بعض عورتوں کو یہ خیال ہے کہ ہم خوب سا
عیش کر لیں جب مرتے لگین گی تو توبہ کر ڈالیں گی سو یہ ارادہ انکا خود دلیل
ہے اس بات کی کہ یہ طالب سورہ فاتحہ و عذاب الیم میں اسطیلے بعض اہل علم نے کہا ہے
کہ اصرار کرنا گناہ کبیرہ پر کفر ہے فاسق مصر مثل کافر کے ہو جاتا ہے اللہم حفظنا
یہ تو سچ ہے کہ تم مرتے وقت توبہ کر ڈالو گی مگر اتنا بند و بست بھی پہلے سے کرو کہ مرتے
سے پہلے کہیں زبان بند نہ ہو جاوے مرگ مفاجات موت ناگہان آکر نہ گھیرے
سر سام کی بیماری نہ لوقوہ و فاسج نہ مار جاوے ورنہ یہ ہوس دل ہی میں
رہ جاو گی قبر ایک گڈھاد و زخما ہو جاو گیا و لان کوئی یا راستہ یا عاشق باوفا
آکر کس طرح کی مدد نہ کر گیا۔ سورہ اعراف میں فرمایا ہے وَاِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

نوبت یہاں تک پہنچی کہ سوائے گانے بجانے کھیل تماشے کے کبھی بھولے سے بھی نام
 مسئلے مسائل کا زبان پر نہیں آتا کسی عمل صالح کے کر نیک تو کیا ذکر ہے ع دل دکھا
 ہو تو سب کچھ ہو سکے چ فاعتبروا منہ یا اولی الابصار یہ حالت علامت
 ہے سور خاتمہ کی اگر خدا خواستہ ایسی حالت پر انجام ہو ورنہ جسکا خاتمہ باخیر نہ ہو
 ہوتا ہے اوس سے اگر کوئی گناہ یا قصہ رزمانہ طفل یا عہد جوانی میں ہو گیا ہے
 تو وہ آخر عمر میں اودن حرکات بے وقوفانہ پر نام ہو کر اصلاح آئندہ کی کرتا ہے
 جبکا خاتمہ برا ہو نیوالا ہوتا ہے وہ آخر عمر میں بہک جاتے ہیں مرنے سے پہلے گناہوں
 میں پھنس جاتے ہیں اگر اعضا کے گناہ نہیں کرتے یا کم کرتے ہیں تو دیکھ گناہ تو
 خوب ہی کرتے ہیں حالانکہ دل کے گناہ اعضا کے گناہ سے زیادہ تیرے تیرے ہیں
 بعض ائمہ نے کہا ہے کیا شر القلوب اعظم من کیا نکر الجوارح لانھا
 کلھا توجب الفسق والظلم و تنزیل کیا شر القلوب بالذات کمال الحسنات
 و تقویٰ شداید العقوبات انتھی جسکا عزم باخیر م کسی گناہ کے لئے ہوا
 گو وہ گناہ ظاہر میں اوس سے صاف نہ ہو مکن نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اوپر
 ضرور مواخذہ ہوگا اوسکی سزا جزا ضرور ملے گی اب جس کی کو ایسا انجام معلوم کرنا ہو
 وہ اپنے اعمال کو دیکھے کہ آخر عمر اول عمر سے بہتر ہے یا بدتر ہے اگر بدتر ہے تو یقین
 کر لے کہ خاتمہ باخیر نہ ہوگا اگر بہتر ہے تو امید مغفرت کی رکے فقط

فصل بیستم در مت زنا وغیرہ آیات قرآن

ال عمران میں فرمایا ہے والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم
 ذکروا للہ فاستغفروا لذنوبہم ومن لغفر الذنوب الا
 اللہ ہ ولم یجہدوا علی ما فعلوا وہم یعلمون وہ لو کہ جب کہ بیچین کوئی
 کھلا گناہ یا ظلم کرین اپنی جان پر تو یاد کرین اللہ کو پھر استغفار کرین اپنے گناہوں

حکم ہے دونوں حرام ہیں جو عورتیں چھپکریا آشنا کرتی ہیں وہ آپکو گنہگار نہیں
 جانتیں حالانکہ انہیں اور کئی بیوی نہیں کچھ سی فرق نہیں ہے بلکہ یہ افسے بھی زیادہ
 بدتر ہیں اسلئے کہ وہ تو جو محتاجی و دوچار پیسے روپیہ کی واسطے حرام کرتی ہیں
 یہ ہزاروں روپیہ اپنی گروہ سے خرچ کر کے زنا کرتی ہیں یہ سارا مال اکھاڑ کر
 خرید کر لے کے لئے خرچ ہوتا ہے بات تو اچھی نکالی ہے کہ جس طرح بیان سیدہ
 نشین امارت ہیں اس طرح وہاں بھی صد نشین جنم ہوں یا آشنا کا شہ
 کہیں نہ چھوٹے نہ بیان نہ وہاں اور بیگ ایسا ہی ہوگا کہ زانیات ہمارا زانیوں
 کے اور زانی ہمارا زانیات کے ایک جگہ ہونگے۔ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا ہے
 و لا تقربوا الزانی انہ کان فاحشۃ و ساء مسبلا پاس نجاؤ زنا کے یہ
 ہے بیچاری اور بری راہ۔ جس عورت کو عادت زنا کی ہو جاتی ہے یا رسی
 آشنا کی کامز پڑ جاتا ہے وہ شوہر وار ہو یا دو بارہ ستہ بارہ شوہر کر لے کر بھیجی
 بار بار جی اوسکا اونہیں کاموں اور اگلے یاروں کی طرف جھکتا ہے۔ سورہ
 نور میں فرمایا ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منهما
 مائۃ جلدۃ و لا تأخذکم بہما سافۃ فی دین اللہ ان کنتم
 تقصرون باللہ والیوم الآخر لیشہدا علیہما طائفۃ من
 المؤمنین زانیہ اور زانی کو سو کوڑے مارو تمکو اونہر ترس نہاؤے اگر تم
 اللہ اور دن آخرت پر ایمان رکھتے ہو تاکہ دیکھاؤ کی سزا کو ایک گروہ مسلمانوں کا
 یہ سزا واسطے اوس زانیہ و زانی کے ہے جو کواری ہو اور شوہر کے ہو تو ہونے
 اوس نچ حرام کیا ہے تو لائقِ رجم کے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سزا کو سب کے
 سو برو جاری کرے اونہر گز رجم نہ کرے اگر رجم کر گیا تو گویا اللہ اور دن آخرت پر
 ایمان نہیں رکھتا ہے زنا ایسا گناہ ہے کہ اس میں حق اللہ و حق العباد و دونوں

قالوا وحيدنا عليه ايا عنا واللہ امرنا بھا یہ لوگ جب فاحشہ کرتے ہیں
 تو کہتے ہیں جینے پایا ہے اپنے باپ دادا کو واسطیٰ ح کیا کرتے تھے۔ یعنی ہم
 فاسقوں کی اولاد ہیں فسق ہمارے خاندان میں سورتی چلا آتا ہے یہ کچھ عیب
 کی بات نہیں ہے اگر تجھنے بھی فسق کیا تو کیا برا کیا یہ تو ہمارے گھرانے کی پرانی
 چال ہے اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فحش کا حکم نہیں کرتا کیا تم جھوٹے باندھے
 اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں ہے یعنی سن چکے کہ پہلے ان باپ نے شیطان کا قریب
 کھایا تھا پھر ان باپ کی سند کیوں لاتے ہو ان باپ کے فاحشہ کرنے سے کچھ
 زنا شراب ناچ رنگ تمھارے لئے حلال نہیں ہو سکتا یہ اور بات ہے کہ جہان
 مان باپ گئے وہاں تم بھی جانا چاہتے ہو سو بس اللہ جاؤ خدا کا کیا نقصان خدا
 بندوں کا کیا ضرر تھنے خوشی سے دنیا و آخرت کی رسوائی و عذاب کو قبول کیا ہے
 اچھا کیا اور رنگ سارے آبار و امہات تمھاری تنے لیکر آدمی تک کافر یا مشرک
 یا فاسق فاجر تھے مگر تم اچھے ہوئے تو تمھاری مغفرت ہوگی یہ کیا ضرر ہے کہ تم
 او نہیں کی لیک پر چلو اگر او کی لیک پر چلنا کوئی اچھی بات ہے یا صلہ رحمی میں
 داخل ہے یا دلیل سعادت تمھاری اولاد ہے تو پھر تم بھی او کی طرح حکم کھلاؤ گے
 فاجر یا کافر نہیں بناتے اسلام کا نام کیوں بدنام کرتے ہو یا جو کوئی او نہیں نہ کرنا چاہتا
 سے مارا گیا ہے یا نہ بہا ہو گیا ہے تو تم بھی اپنی آنکھ بھڑلو بہرے بنجاؤ تو ثابت
 ہو تم کو سچا سمجھیں شہوات میں اتباع آبار و اجداد کیا جاتا ہے آفات میں او کی
 راہ پر نہیں چلا جاتا تھے نہ اس دعوے پر لغو ذبا اللہ من غضب اللہ
 و دوسری جگہ فرمایا قل انما احکم ما لی الفواحش ما ظہر منھا و ما بطون
 و الاثم و البغی لغیر الحق اے پیغمبر کہہ دو حرام کیا میرے رب نے جہاں کے
 کام کو کھلے چھ اور گناہ و بغاوت کو ناحق۔ معلوم ہو اگر کھلے چھپے نا کا ایک

لِغَيْبَاتٍ وَالطَّيِّبَاتِ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أَيْ كُنْدِيَانِ
ہیں واسطے گندون کے گندے ہیں واسطے گندیوں کے ستھریاں ہیں واسطے۔

ستھروں کے ستھری ہیں واسطے ستھیوں کے زانی زانیہ کو دیکھا ہے کتنی ہی
چٹھری چکنی بنی پھرین نورایا کا شنبہ پر نہیں ہوتا پھٹکا رہتی ہے کیونکہ
نہ برسے حدیث میں آیا ہے زنا کے وقت ایان الگ ہو جاتا ہے نہ کیسا
قرآن شریف میں نظر بازی سے منع کیا ہے حفظ فرج کا حکم قطعی دیا ہے تو کو
منع فرمایا آسمات سے کہ اپنی زینت سوا محرمون کے دوسرے پر ظاہر کرین
زینت سے مراد سر و سینہ و بازو شکم و قدم و زیور وغیرہ ہے محرم سے مراد تو
ہے مگر آب آسودہ عورتین خاص اس لیے زینت کرتی ہیں کہ سب دیکھیں شوہر
نہ دیکھے سورہ فرقان میں فرمایا ہے وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ

آخَرًا وَيُقْتَلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ الْأَبَاحُ وَالْأَيُّرُونَ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَيُجْلَدُ فِيهِ مِائَاتٌ جُلُودًا لِّدَعْوَى اللَّهِ سَاحَتْهُ دُورًا كُونِهِنِ كَإِنَّمَا تَنَسَّى

جَانُوكَ حَسْبَا مَرَا حَرَامٌ قَتْلُ كَرْتِ هُنَ نَزَا كَرْتِ هُنَ اُورُ جُو كُوئِ اِلِسَا كَام

کریگا وہ گناہ سے بڑھیکا اوسکو قیامت کے دن ڈگنا عذاب ہوگا وہ جہنم میں نازل

ہوکر رہیکا ان مگر جسے توبہ کی اچھے عمل کئے تو اوسکی بُرائی نیکی سے بدل دیجاوگی

معلوم ہوا کہ شرک و قتل نفس و زنا کا گناہ اور گناہوں سے بہت بڑا ہے اور نہ

ڈگنا عذاب ہوگا اکثر عورتیں مشرک ہوتی ہیں اگر چہ نماز و روزہ کرتی ہیں صدقہ

خیرات دیتی ہیں زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ اضر رکھتا ہے قتل ظاہر ہے قتل

تو لعن ملعون بدعا و کج کردار از باہمی عورت ہی سے زیادہ ہوتا ہے اگر یہ مرد کو قابو نہ دین

تو اکثر مرد زنا سے غالباً بچ جاوین خیانت شرک زنا چوری جھوٹ کفر و فریب

ضایع ہوتے ہیں حق التدیہ ہے کہ نکاح عبادت تھا عبادت واسطے خدا کی ہوتی
 ہے جب زنا کیا تو اس عبادت کا اجر خاک میں مل گیا اللہ کا حق جو اس کو نڈی پر
 وہ بر باد ہوا حق العباد یہ ہے کہ شوہر کا بی بی پر یہ حق واجب تھا کہ زنا نہ کرے
 زنا کیسا بے اوسکے اذن کے کسی اجنبی مرد عورت کو گھر میں بھی آنے نہ دے تو
 جب زنا کیا تو حق اوسکا ضائع ہوا اب یہ نہ خدا کی رہی نہ خاوند کی ناں ایک
 یار کی رگہ بھی جبکا انجام نہ رہے یا عار آپ بھی بدکار بدنام ٹھہری سارے اپنے
 خاندان کو بھی رسوا و بدنام کیا پھر فرمایا الزانی لاینکح الانسانیتہ او مشرکۃ
 والزانیۃ لاینکحھا الانسان او مشرک و حرم ذکر علی المؤمنین
 زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرک سے زانیہ نکاح نہیں کرتی مگر زانی مشرک
 سے یہ کام حرام ہے ایمان والو نہ پر۔ موضح القرآن میں لکھا ہے یعنی مرد اگر بدکار
 ہو تو یا رسا عورت نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے و سبب
 سے ایک یہ کہ وہ عورت اوسکی کفو نہیں ہے اوسکو عار لگے گی دوسرے یہ کہ
 کہنیں ایک سے دوسرے کو علت نہ لگیاوے لیکن اگر ایسا کیا تو نکاح ہو گیا مگر
 کو عورت بدکار و رست نہیں ہے جب تک کہ وہ بدکاری کرتی رہے انتہی
 اگر توبہ کر لی ہے تو رست ہے جبکہ وہ توبہ قائم بھی رہے ورنہ خیریت
 غرض کہ بات یہ ہے کہ فاسقہ فاسق کی کفو ہوتی ہے صاحبہ صلاح کی کفو جب
 دونوں میں سے ایک فاسق دوسرا صالح ہوا تو نباہ نہ ہو گا صلاح کی تواسید
 ہی نہیں تھی بلکہ اگر اوس عورت بد کے سبب سے مرد بھی فاسق ہو جاوے
 تو کچھ تعجب نہیں ہے اگرچہ عورت بہ سبب زوجیت مرد صالح کے صاحبہ نہ ہو
 بہر حال جوڑوی اچھا ہوتا ہے جہاں میان بی بی ایک طرح کے ہوتے ہیں جیسا کہ
 اس آیت سے نکلتا ہے الخبیثات للخبیثین والنجیسات

تین دنیا میں تین آخرت میں دنیا میں یہ ہیں کہ رونق چہرے کی جاتی رہتی ہے
عمر کم ہو جاتی ہے محتاجی آتی ہے آخرت میں یہ ہیں کہ اللہ کا غصہ ہوتا ہے برا
حساب لیا جاتا ہے آگ میں عذاب کیا جاتا ہے شیخین واحمد وترندی و نسائی
نے ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا کہ میں نے حضرت سے پوچھا کون گناہ
نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے کہا شرک پھر قتل ولد پھر زنا ساتھ زن ہمسایہ کے
مسلم واحمد و نسائی کا لفظ یہ ہے تین شخص میں جس نے اللہ دن قیامت کے بات
نہ کر لیا اور نہ اونکو گناہوں سے پاک فرمایا اور نہ اونکی طرف نظر کر لیا بلکہ اونکے
لئے عذاب الیم ہو گا ایک بوڑھا مرد زانی دوسری بوڑھی عورت زانیہ تیسرے فقیر

طبرانی کا لفظ یہ ہے لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی الشیخ الزانی و الالی
العجوزہ الزانیۃ نسائی اور ابن مبارک کا لفظ یہ ہے چار آدمی ہیں جنکو اللہ
دشمن رکھتا ہے اونہیں ایک شیخ زانی اور بادشاہ ظالم ہے بزار کا لفظ بسند جدید
یہ ہے الشیخ الزانی و الامام الکذاب طبرانی کا لفظ بسند ثقات یہ ہے
اللہ نظر نہیں کرتا ہے طرف اشمط زانی کے اشمط البصیغۃ تصغیر وہ شخص ہے جسکے
موئے سر کچھ سفید کچھ سیاہ ہوں شیخین وابوداؤد وترندی و نسائی کا لفظ یہ
ہے کہ وقت زنا کے ایمان قائم نہیں رہتا ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جس نے یکا کر لیا
اوس نے رستی اسلام کی اپنے گلے سے نکال ڈالی مان اگر توبہ کر لیا تو اللہ قبول
کر لیا بزار کا لفظ یہ ہے کہ ایمان اللہ پر کریم تر ہے زنا سے یعنی باوجود زنا کے
ایمان باقی رہنا مشکل ہے شیخین و اہل سنن کا لفظ یہ ہے حلال نہیں خون کسی
مسلمان کا مگر تین سبب سے ایک شیب زانی یعنی گناہ بیاہے مرد کا ابو داؤد و
ونسائی کا لفظ یہ ہے زنا بعد احصان پھر کہا کہ وہ رجیم کیا جاتا ہے طبرانی کا لفظ
باسناد صحیح یہ ہے اسی کسبہ عرب کی بڑا عجیبو تنہا ہے زنا اور شہوت خفیہ کا

فسق و عسق وغیرہ کبائر کی ابتدا انھیں عورتوں سے نکلی ہے سورہ اتراب
 میں فرمایا ہے ینساء النبی من یات منکن بفاحشة مبینة
 یشعف لھا العذاب ضعفین ۛ اسے پیغمبر کی بیوی جو کوئی کر گیا تم
 کا معجزیائی کا صریح دوا ہوگی اوسکو مار دے یہی معلوم کہ زنا پر اگر کسی سے
 درگزر ہوتا تو پیغمبروں کی عورتوں سے ہوتا مگر اونسے لئے وگنا عذاب ٹھہرا
 یہ بھی اونسکو ہدایت فرمائی ہے فلا تخضعن بالقول فی طمع الذی فی
 قلبہ مرض تم وکبریات نہ کرو کہ جبکہ ولیمین بیماری ہے وہ لالچ کرے معلوم
 ہوا کہ عورت کو اجنبی مرد عورت سے نرم بات کرنا پیار سے بولنا جھکا کر لانا اور
 نہیں یہ کچھ حسن اخلاق نہیں ہے بلکہ تحمل تہمت تہمت کی جگہ سے بچنے کا حکم
 آیا ہے پھر فرمایا وقرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاہلیة
 الاالی کہ تم اپنے گھروں میں بیٹھی رہو جاہلیت کے وقت کی طرح آپ کو دکھائی
 نہ پھرو معلوم ہوا کہ عورت کا بن ٹھنکے گھر سے باہر چلنا پھرنا کسی جگہ کیوں نہ ہو
 فعل جاہلیت ہے جسوقت کہ سارے اگلے مرد عورت کا فرحتے بیاہ شادی جلسوں
 جشنوں میں عورتیں عمدہ عمدہ زیور عمدہ عمدہ لباس پہنکر سبکو دکھاتی چھڑتی ہیں
 اوس غل غپاڑے میں سیکڑوں نامحرم اگودیکھتے ہیں یہ اونسکو دیکھتی ہیں
 بھلا یہ اسلام کی بات ہے یا کفر کی ۛ

فصل بیان میں زنا کے احادیث

پہلے قرآن پاک سے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ زنا فاحشہ و سوسریل ہے اور باپ کے
 جو رو سے نکاح کرنا علاوہ فاحشہ و سوسریل ہونے کے مقت بھی ہے ایک شخص
 نے باپکی جو رو سے نکاح کیا تھا حضرت نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اوسکا
 سر کاٹ لاؤ مال چھین لو حدیث میں آیا ہے زنا سے بچو زنا میں چھ خصالتیں ہیں

برسکی عبادت پر غالب آگیا لغو و با لند طہرائی کا لفظ یہ ہے داخل ہو گا جنت میں
 شیخ زانی بھی کلمہ شیخ زانیہ کا بھی ہے دوسرا لفظ یہ ہے جنت کی ہوا ہزار برس
 کی راہ سے آتی ہے لکن بوڑھا اور سکا راہ کو نہ پا بیگا یعنی اور نہ بڑھیا بدکار
 بیزار کا لفظ یہ ہے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین لعنت کرتی ہیں شیخ زانی یہ
 یعنی اور شیخ زانیہ پر شرمگاہ بدکاروں کی انڈا دگی دوزخ کو اہل ناراون کی
 بدبو سے انڈا پونٹیکے ابن ابی الدنبا و خراطی کا لفظ یہ ہے کہ دن قیامت کو
 لوگوں پر ایک ایسی بدبو دار ہوا چلے گی جس سے سارے نیک و بد حد سے زیادہ
 انڈا پونٹیکے ایک منادی کہیگا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہوا ہے یہ بدبو زانیوں کے
 شرمگاہ کی ہے الحدیث دائم الخمر کو نہ غوطہ سے پلائیگی نہ غوطہ شرمگاہ سے
 بدکار عورتوں کے نکلے گی دوزخ سے اونکی شرمگاہوں کے انڈا پونٹیکے خراطی
 وغیرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے المقیم علی الزنا کا بد و شن یعنی عیاش مثل
 بت پرست کے ہے اسبطرح حق میں دائم الخمر کے فرمایا ہے کہ وہ اللہ سے مثل بت
 پرست کے ملیگا اسمین شک نہیں ہے کہ زنا سخت تر ہے شرب خمر سے اور ان
 دونوں کا ساتھ ہی شرابی زانی ہوتا ہے زانی شرابی بجاتا ہے ہمیشگی کا لفظ
 ہے کہ حضرت کا گدڑ معراج میں کچھ لوگوں پر ہوا اونکی کھال آگ کی قینچوں سے
 کتری جاتی تھی پوچھا یہ کون ہیں کہا وہ لوگ ہیں جو واسطے زنا کے بناؤ سنگار
 آرائش کا اظہار کرتے تھے پھر گدڑ آکا ایک چاہ پر ہوا اوسمیں سخت سخت آواز
 تھین پوچھا یہ کون ہیں کہا وہ عورتیں ہیں جو واسطے زنا کے بنی ٹھنسی آرائش
 پیرائش کرتی تھیں اور وہ کام کرتیں جو انکو حلال تھا انتہی جیسے گانا بجا
 نا چنانہ عشق کی کہانیاں پڑھنا سنا شوہر کو نوا راض رکھنا اونکی نافرمانی کرنا
 لعن ملعون سے پیش آنا اونیپر چلا کر لو لٹا خفا ہونا غصہ کرنا شراب پینا مست

حدیث احمد و طبرانی میں آیا ہے ہر آدمی رات کو دروازے آسمان کے کھلتے ہیں
 ہر مسلمان کی دعا اللہ قبول کرتا ہے ہر مشکل والے کی مشکل کھولتا ہے مگر زانیہ کی جو
 اپنی شرنگاہ کو لئے ہوئے دوڑتی پھرتی ہے احمد و طبرانی کا لفظ یہ ہے کہ اللہ اپنی
 خلق سے نزدیک ہو کر ہر استغفار کو نیا لے کو بخشا ہے مگر زن بدکار کو طبرانی کا لفظ
 یہ ہے زانیوں کے منہ آگ جہنم سے بھڑکتے ہوئے بخاری میں آیا ہے حضرت نے فرمایا
 میں نے آج کی رات ایک گڑا دیکھا مثل تنور کے جس کا منہ تنگ اور پیندا کشادہ ہے
 اوسکے نیچے آگ بھڑکتی تھی جب وہ آگ اوپر آتی وہ لوگ بھی اوپر آتے یہاں تک کہ
 قریب تھا کہ باہر نکل آویں جب وہ بجھ جاتی تو وہ بھی نیچے گر جاتے اوس گڑھے
 میں تنگے مرد عورت تھے الحدیث دوسری حدیث میں یوں ہے کہ اوسکے اندر بڑا
 غل غپاڑا اور شور زور تھا میں نے جھانک کر دیکھا تنگے مرد عورت پائے اوسکے
 نیچے سے آگ بھڑک رہی تھی جب وہ شعلے اوسکو لگتے تب وہ چیختی چلاتی وہ مرد
 عورت جو تنور میں تھے زنا کار مرد اور حرام کار عورتیں تھیں ابن خزیمہ میں
 حبان نے ابو امامہ سے مرفوعاً بذیل حدیث طویل قصہ حضرت کی خواجکاؤں کے کیا ہے
 اوسمیں یہ بھی آیا ہے کہ پھر وہ دونوں مرد مجھ کو لیکے ایک قوم پر جو خوب ہی بھولی
 ہوئی تھی اور نہایت درجہ کی بلبودار اور بد شکل تھی گویا اوکی بدبو مثل پانانک
 تھی میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا حرام کار مرد اور حرام کار عورتیں حاکم کا لفظ یہ ہے
 جس نے زنا کیا یا شراب پی چھین لیتا ہے اللہ اوس سے ایمان کو جس طرح کہ کوئی انسان
 اپنا پیر بن سر سے اوتاڑ لیتا ہے یہی حق کا لفظ یہ ہے کہ ایمان ایک سر بال ہے اللہ حکیم
 چاہتا ہے پہنا تا ہے بندے جب زنا کیا تو وہ سر بال یعنی پیرا بن اوس سے
 اوتاڑ لیا جاتا ہے یعنی وہ بے ایمان ہو کر رہ جاتا ہے حکایت ابن حبان میں
 مرفوعاً قصہ ایک عابد شصت سالہ کا آیا ہے کہ اوس نے زنا کیا تھا وہ زنا

عذاب اس امت کے ہوگا جبکہ یہ بغیر عام شوہر کے ہوگا اور اگر شوہر نے جا کر سکوت کیا تو اللہ جنت کو افسوس پر حرام کر دے گا کیونکہ دروازہ جنت پر یہ بات لکھی ہے کہ تو جو لکھا ہے دیوث پر زنا کے مراتب میں زنا زن اجنبی بے شوہر سے کرنا عظیم ہے اور اجنبی شوہر وار سے کرنا اعظم ہے اوس سے بڑھ کر زنا کرنا ساتھ محرم کے ہے کیا ہی کا زنا کرنا کواری کے زنا کرنے سے قبیح تر ہے اس لیے دونوں کی حدود میں فرق ہے یوڑھے مرو کا زنا کرنا بہ نسبت جوان مرو کے نہایت قبیح ہے آزاد و عالم کا زنا کرنا بہ نسبت غیر آزاد اور جاہل کے اچھ تر ہے واللہ اعلم ۝

فصل بیان میں کثرت زنا کے

حدیث ابن عمرؓ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے البتہ آؤ گیامیری امت پر وہ حال جو آیا تھا بنی اسرائیل پر جیسے ایک پالوپش برابر دوسری پالوپش کے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے اونہیں سے اپنی مان سے علانیہ کیا ہے تو اس میں بھی ایسے لوگ ہونگے جو یہ کام کرینگے سواۃ الترمذی پالوپش کی مثال کہی ہے کہ جب سطر بنی اسرائیل ذلیل و خوار ہو گئے اونہیں نہ نبوت باقی رہی نہ حکومت و دولت اس سطر جو کوئی اس امت میں بھی اونکی طرح کام کرے گا وہ بھی مثل پالوپش کے ذلیل و خوار ہو جاوے گا یہ حدیث گویا معجزہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت میں یہ سب کام کیے شیعوں کے بیان مسئلہ لفظ حریر کا مشہور ہے یعنی ضرورت کے لئے ایک ریشمی نرم کپڑا لپیٹ کر ان سے صحبت کر لے تو کچھ مضائقہ نہیں آسکے سال بھر میں اونکے بیان ایک عید ہوتی ہے اوس میں سارے شیعوں کی جو روئیں یکجا اور مرد و یکجا جمع ہوتے ہیں پھر چراغ غل کر دیا جاتا ہے اجازت عام و رخصت تمام ہوتی ہے کہ جو عورت جسکے ماتھے لگے وہ اوس سے کام نکالے اس میں مان بہن ہو وغیرہ سب یکساں استعمال میں آجاتی ہیں بھلا یہ فعل شنیع تو شیعوں کا ہے خفی مسلمانوں

احمد کا لفظ بہ سند حسن یہ ہے میری امت ہمیشہ خیر سے رہیگی جب تک کہ انہیں
 چرچا زنا کا نہ ہو جب انہیں زنا پھیل جائیگا تو لگتا ہے کہ اللہ سب پر عذاب اوتا رہے
 ابو یعلیٰ کا لفظ یہ ہے ہمیشہ امت میری بخیر رہیگی جب تک کہ انہیں ولد الزنا
 ظاہر نہ ہوں دوسرے لفظ یہ ہے ظاہر نہ ہوا زنا و رباکسی قوم میں مگر حلال کر لیا اوس
 اپنے لیے عذاب خدا کو حدیث احمد میں بسند ثقات آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی سوا
 عورتوں سے زنا کرے یہ آسان ہے اس سے کہ زن ہمسایہ سے زنا کرے
ف زنا کا کبیرہ ہونا مجمع علیہ اہل علم ہے بلکہ ساتھ زن ہمسایہ کے اکبر کبائر ہے اسطرح
 زنا کرنا عورت کا ساتھ مرد ہمسایہ کے بلکہ زنا کو مطلقاً قتل سے بھی اکبر تر کہا ہے
 شرک کے بعد قتل ہے پھر زنا غزالی نے احیاء العلوم میں کہا ہے کہ زنا لو ادا سے بھی
 بڑھ کر ہے اسلئے کہ زنا میں دونوں طرف سے داعیہ شہوت ہوتا ہے اور لو ادا میں فقط
 ایک طرف سے مالک و احمد کہتے ہیں لوطی کو رجم کرنا چاہئے اگر غیر محسن ہو اور بعض
 لوطا کو اعظم کہا ہے ہمارے نزدیک دونوں گناہ میں برابر ہیں دونوں کیلئے ایک
 ہی حد مقرر ہے زنا اگرچہ کبیرہ ہے اور ساتھ حلیہ جاری کے اکبر کبائر ہے اسطرح
 ساتھ محرم و اجنبیہ و ذات رحم کے لکن ماہ رمضان اور بلکہ حرام میں
 فاحشہ تر ہے بسبب شرف زمان و مکان کے حدیث میں آیا ہے نہیں ہے کوئی
 گناہ بعد شرک کے اعظم تر نزدیک خدا کے اوس لطفہ سے جسکو مرد نے رحم غیر حلال
 میں رکھا ہے جہنم میں ایک جگہ ہے جب الحزن نام اوس میں سانپ بچھو ہیں برابر
 چتر کے ہر خیر کے سو خار میں ہر خارا ایک گوشہ زہر قاتل ہے وہ زانی کو کاٹیں گے
 اور و سینگے اور زہر اوس کے جسم میں وہ درد پیدا کریگا جسکا اثر ہزار برس
 تک پایا کریں گے پھر اوسکا گوشت گلہ زہر مگاہ کی راہ سے لہو پیپ ہو کر بیگا یہ بھی
 آیا ہے جس نے زنا کیا ساتھ زن شوہر وار کے قبر میں اون دونوں کو برابر نصف

یعنی ہماری مغفرت ہو جاوے گی سلف کا تو یہ طریقہ تھا کہ سارے کبار سے الگ رہتے
 ساری عبادت بجالاتے معہذا رات دن خوف خدا سے لرزان رہتے تھے کہ وہ کیجئے
 عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں ان گناہوں سے بچنا کچھ فائدہ دیکھا یا نہیں کہیں
 رہا نہ لگیا ہو کوئی عمل بے نیت صلاح کے صادر نہوا ہو کستی کام میں خیال شہرت
 و نیکی نامی دنیا کا نہ آگیا ہو آب خلف نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ سارے جہان کے
 گناہ کبیرہ فرض عبادت کی طرح ادا کرتے ہیں سارا مال روپیہ اسی عیش و شہرت
 میں صرف ہوتا ہے ساری اوقات اسی عشق و فسق میں بسر ہوتی ہے
 ہر روز مردنی عورت بلاتا ہے خالکی ہو یا کسیبی یا کوئی پرائی آشنا عورت
 کبھی بار کرتی ہے نکاح کر کے شوہر کو دیوث بناتی ہے کہتی ہے خدا و رسول
 نے جو جہنم کا ذکر کیا ہے یا زنا کاری شراب خواری رقص سرود وغیرہ کبار سے
 منع کیا ہے طرح طرح کے عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے ایسے افعال پر لعنت فرمائی
 ہے خدا جانے سچ ہے یا چھوٹ نقد کو چھوڑ کر او دار پر دوڑنا ہے وقوف کا کام
 ہے ہمت و خوشی خان ہے جو جی میں آو گیا کرینگی ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے سچ
 ہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا جو جی چاہو سو کرو مگر آپ کو مسلمان نہ سمجھو اس لئے کہ یہی
 کام سارے کفار بد دین بھی کیا کرتے ہیں پھر وہ کس طرح بڑے ٹھہرے تم کس طرح
 اچھی ہوئی ہمتو یہ جانتے ہیں کہ پورا عیش و جوانی کا بڑا پے میں ہو یا اوائل
 عمر یا اوسط عمر میں جب ہی تم کو حاصل ہوگا کہ تم بھی مثل اہل کتاب کے پوری
 آزادی اختیار کر لو ورنہ جب تک نام مسلمان کا لگا رہے گا کیسا ہی عیش کیوں نہ
 کرو وہ مزہ نہ ملے گا جو عیاشان یورپ کو یا کبیران و خانگیان ہند کو حاصل
 ہے شرافت تو ایک شر و آفت ہے تیرا میرا خیال بلکہ خدا و رسول کا ڈرا یک
 مصیبت پر مصیبت ہے یہ فکر سارے عیش کو تلخ کرتی ہے اس کو تو بالائے

بھی سنا گیا ہے کہ بعض رئیس کنبے کی عورتیں اور گھر کی بی بیوں کو جمع کر کے
 کسی باغ کی حوض یا نہر یا تالاب پر سیر کو لیجاتے ہیں وہاں حکم ہوتا ہے کہ سب
 برہنہ ہو کر غسل کریں پھر بعد مطالعہ اس نسخہ مضرع الفیہ شلفیہ کے جو عورت
 اس وقت پسند خاطر خاطر حضور ہوئی وہ ماتحتی میں لے لی گئی غرض کہ وہ بات
 جو حدیث میں آئی تھی کہ قیامت کے قریب ہر سر بازار حیوانوں کی طرح مرد عورت
 زنا و جماع کریں گے اب وہ سب کام دیکھنے سے جاتے ہیں بعض ریاستوں میں
 بہو بہن سوتیلی ماں وغیرہ محارم کا کچھ امتیاز نہیں ہے بے تکلف ہم کہہ سکتی ہیں
 ہے بعض جگہ سو دہ عورتیں یا رکرتی ہیں اگرچہ شوہر موجود ہو بعض تو یہ
 کر کے پشیمان ہوتی ہیں کہ ناحق پہنے اپنے آرام کو کھو دیا عیش میں خلل ڈالا
 کسی ریاست میں سرے سے نکاح ہونیکا دستور ہی نہیں ہے رعسک و
 زادہ اگر کسی بہ کرسی پر بعض عورتیں شوہر و نسے کہتی ہیں کہ فلان مرد نے
 اپنی جو رو سے یہ بات کہہ دی تھی کہ جو تمہارا جی چاہے سو کرو یعنی اب تم بھی
 ہم سے یہی بات کہہ دو بعض کہتی ہیں کہ ہماری سی تقدیر خدا کسی دشمن کی
 نہ کرے کوئی ہو س جی کی نہ نکلی ابی بد نصیبی اسی بات کو جانتی ہیں کہ لوگو
 موافق فسق و فجور نہیں کیا خوش اقبال او سکو سمجھتی ہیں جسے ساری عمر گناہوں
 میں بسر کی ہے اسپر پھر آکیو مسلمان بھی کہتی ہیں سبحان اللہ و الحمد
 غرض کہ اس زمانہ آخر میں کہ نام کی مسلمانی رکھتی ہے مسلمانوں کے گھر میں اب
 سارے وہ کام ہوتے ہیں جو منہود وغیرہ کفار کیا کرتے ہیں یا اہل کتاب اونہیں مبتلا
 ہیں کیا شرک و کفر و بدعت کیا حرام کاری شرا بخواری کیا گانا بجانا ناچنا گمراہی
 اونکی مسلمانی میں کس طرہ کا ثبوت نہیں لگتا آیا نہیں کچھ خلل نہیں آتا خدا سے امید
 مغفرت رکھتے ہیں قرآن شریف میں فرمایا ہے - یہ لوگ کہتے ہیں سیغفر لنا

کم سے کم چاس ہزار کسبی ہے اسبقہ ربیونجات میں یہ مضمون کتاب آتہ اللہ
 ہے جسکا مصنف و مترجم عیسائی ہے کلکتہ میں دس ہزار چھ سو اڑھتر
 ہین ایک پاور یصاحب نے اخبار پانیر کو لکھا تھا کہ جوانین لوکر ہین اونکی
 بہو بیٹیان علی الاعلان کسب کرتی ہین اگرہ میں ایک مسیحی نے اپنی حقیقی
 بہن سے زنا کیا تھا پھر معرفت پاور یصاحب دونوں کی شادی کر دینی
 استیلج شراخوار کیا رواج اس عہد میں خوب ہے فقط ایک ملک انگلستان
 میں ایک ارب گیارہ کروڑ بارہ ہزار دو سو ساٹھ روپیہ قیمت شراخوار
 میں صرف ہوتا ہے سٹائم میں ایک ارب چالیس کروڑ ایک لاکھ سینتالیس
 ہزار ایک سو بیس روپیہ خرچ ہوا تھا انتہی حاصلہ غرضکہ زنا کاری شراخوار
 کی زیادتی و ترقی تمام دنیا میں روز بروز ہوتی جاتی ہے اب مسلمانوں نے
 بھی یہی چال الہ کتاب کی اختیار کی ہے معلوم نہیں کہ قیامت کے آئے میں
 کیا وقفہ ہو رہا ہے یہ دیکھو کیون لگ رہی ہے اگرچہ ہندوستان کے شیون
 میں الا اشار اللہ چلے مقرر ہین اونپر سرکار کی طرف سے ٹکس آمدنی کی لیا جاتی
 ہے جب کبھی فوج کسی طرف بھیجی جاتی ہے تو ہمراہ لشکر بیان خانگیان
 بھی روانہ کی جاتی ہین اس کارخانہ کا بہت اچھا انتظام رہتا ہے اہل لشکر کو
 بہت چین ملتا ہے زنا کا کچھ عیب کسی عورت کے نزدیک باقی نہیں رہتا
 بلکہ جو عورت پارسا با حیا بادین ہوتی ہے وہ احمق سمجھی جاتی ہے سخی
 بنائی جاتی ہے سچ ہے کہ ہر وقت کا ایک مقتضی علحدہ ہوتا ہے آخر ان کی زبان
 میں فحاشا سورکتوں سے بھی زیادہ ذلیل و خوار تر تھے جبکہ اسلام کا
 غلبہ تھا وہ شرعیہ جاری تھی اسوقت فاسق فاجر لوگ اہل دین و علم و
 عصمت کے سامنے آتے نہ تھے نہایت ادب و محاظ کرتے تھے اب دیندار

طاق رکھنا ضروری ہے جیالی بیخیرتی بے شرمی کا جھلا سو کہ جولدات اولاد
 ملی ہے اور ملیگی وہ کبھی حیا و پار سالی میں کیونہیں مل سکتی ہے ۵
 جائے ہے جی نجات کے غم میں ۶ ایسی جنت گئی جہنم میں قائل ۷
 بیروت میں جنان نام ایک اخبار علیٰ طبع ہوتا ہے اس کے پرچہ مورخہ ۱۸ کان
 ثانی صفحہ ۲۱ میں بذیل صفحہ ۲۱ یہ عنوان لکھا ہے اولاد غیر الناموسین
 پھر بعض جرائد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ شمار حرامی اولاد کا اور بیہ کثرت
 میں ایک طرح پر نہیں ہے کسی جگہ چار حلالی سو حرامی کسی جگہ سو میں ۱۱ حلالی
 باقی نصف حرام انگلستان میں فیصد آٹھ حلالی باقی سب ولد الزنا انتہی کتاب
 اعلام الاحبار میں بذیل صفحہ ۱۷۷ یہ عبارت لکھی ہے کہ فی الحال مالک فرنگستان
 میں ہر جگہ فحش و زنا کی کثرت ہے بے تعداد ولد الزنا ہر شہر و قصبہ میں موجود
 ہیں چنانچہ سلطنت پروشیا میں فی ہزار ایک سو نیاں حرامیوں کا شمار ہے آسٹریا
 فی ہزار دو سو حرامی علاقہ جنوبی جرمن میں ہیں فرانس میں فی ہزار تیر
 انگلند میں فی ہزار ساٹھ کذا فی نصرة الاخبار مطبوعہ شتہ ام بحوالہ مدراس
 ٹیمز علاقہ ولز میں جو شامل سلطنت انگلند ہے ایک سال اولاد نکاحی کی تعداد
 کلہم ایک ریلج تھی باقی تین حصے ولد الحرام حساب میں آئے یہ شمار اون حرام
 ہے جو زندہ رہ رہتے ہیں اور جو بنظر اخفائے عیب قتل و دفن ہو جائیں
 یا جنکا مال لوگوں پر شدیدہ رہ جاتا ہے اور نکاح تو کچھ حساب ہی نہیں چنانچہ
 بحساب اوسط فقط ایک انگلند میں فی سال تخمیناً تین ہزار بچے خاص بوجہ
 اخفائے زنا قتل ہوتے ہیں مدت وہ سال میں تیس ہزار بچے قتل ہوئے
 سہ ماہ میں خاص شہر لنڈن میں گلی کو بچوں کے اندر چھوٹے چھوٹے بچے چارو
 اکاسی پٹے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے یہ سب ولد الزنا تھے فقط ایک لنڈن میں

کاذب صادق بھڑے تجھوٹا عشق ظاہر کرے واپوٹی اختیار کرے خود غرض خود مطلب
 ہو ہر طرح سے جور و اور جملہ فاسقون کو خوش رکھے خواہ دین و ایمان رہے یا کاف
 نب کہین نزدیک عقلا کے خیر سگال و دستدار سمجھا جاوے اس سے زیادہ
 عمدہ کام یہ ہے کہ سب سے منافقانہ برتاؤ کرے خصوصاً عورت سے اسلئے کہ اس کو
 سچ بولنے سے عداوت جانی ہوتی ہے جانکی دشمن بن جاتی ہے سو عبطر عیو تین
 خود مکر و فریب سے بھری ہوئی ہیں اس بطر کا مکر و فریب دوسرے سے بھی پسند
 کرتی ہیں جو کوئی ان سے سچ بولا مارا گیا جس نے خیر خواہی کی وہ نکو نام ٹھہرا جس نے
 محبت کی وہ دیوث بنا جس نے خوشامد کی وہ وفادار ٹھہرا وفا کی تو غذا ہو ا
 ۵ زن بد در سر آمر و نکو + ہمد رین عالم ست و وزخ او +

فصل بیائین لو ا ط ت کی

جابر کا لفظ یہ ہے بڑا ڈر محبوا اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہے سواہ ابن حاتم
 والترمذی و حسنہ و الحاکم و صحیحہ طبرانی کا لفظ یہ ہے جب کثرت
 لو ا ط ت کی ہو جائیگی تو اللہ اپنا ماتھ خلافت سے اوٹھالیکا کچھ پروانہ کر گیا کہ کس
 جنگل میں ہلاک ہوئی طبرانی کا لفظ یہ سند صحیح ابو ہریرہ رہے مرفوعاً ہے
 ملعون من عمل عمل قوم لوط تین بار اس بطر فرمایا سواہ الترمذی
 و حسنہ و الحاکم و صحیحہ ابن حبان و بیہقی کا لفظ یہ ہے لعن اللہ
 من عمل عمل قوم لوط اسکو تین بار کہا حدیث طبرانی و بیہقی میں لوط
 کو منجملہ اولن چار شخصوں کے گناہ ہے جو صبح و شام کرتے ہیں خدا کی غضب میں
 ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ و بیہقی کا لفظ بسند صحیح یہ ہے جسکو تم پاؤ کہ قوم لوط کا سا
 کام کرتا ہے تو فاعل مفعول دونوں کو قتل کرو اس بطر حدیث ابوداؤد میں
 بحق فاعل بہیمہ حکم قتل فاعل و بہیمہ مذکور کا آیا ہے طبرانی میں کہا میں آدمی سے

لوگ فاسقون فاجروں سے چھپتے پھرتے ہیں کہ مبادا کوئی طعن و لعن صورت
اسلام پہنہ جاوے غرضکہ اکیڑا برس تک غالباً یہی کارخانہ تھا اسلام کا ڈنکا
بجاتا رہا جاہل فاسق لوگ حیوان سمجھے جاتے تھے اہل علم و دین و شرافت کی قدر تھی
اگر اس آخر وقت کا مقتضی یہ ہے کہ جاہل عزیز عالم ذلیل کیسے شریف شریف
مثل رذیل فستاق سر بلند اہل تقویٰ گرفتار رنج و گزند رہیں تو کیا جائے تعجب
ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر قیامت کا ہیکو آئی جب تمام عالم یا اکثر چانکا یہی
رنگ و رنگ ہو جاوے گا تہر عیب ٹھہرے عیب نہر قرار پاوے گا دنیا ظلم و جور سے
بھری ہوئی کی کثرت زنا کاری شرابخواری رقص و سرود و کھیل تماشے کی ہوگی
حرام و حلال کا فرق اوٹھ جاوے گا ریاست کا مال ترکہ سمجھا جاوے گا ستہر گانوں قصے
ولد الزناؤں سے بھر جاوے گا اہل دین کی خوب ہی تذلیل ہوگی تب کہیں قیامت
کا ٹم ہونے کی امید بندھتی ہے سو وہ وقت اب قریب آگیا ہے ہر طرف سے فتنے کا
مینہ بہرستا ہے ایک ایک مسلمان ذرا ذرا سی وین کی بات کو ترستا ہے تہدی علیہ السلام
کے ظہور کا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا سخت انتظار ہو رہا ہے جب یہ دونوں آئیں گے
تشریف لائیں گے تب کہیں اون تجارت فستاق کو انشا اللہ تعالیٰ آئے ڈال کا جھاؤ
معلوم ہو جاوے گا کفار و شرارتیہ اپنے ظلم و فسق و جور کا دیکھ لین گے کیونکہ
حدود شرعیہ جاری ہونگی زانیوں شرابیوں کے منہہ گارے پڑ جاوے گے انفسے زانیہ
کو بھی خوار و ذلیل و رسوا ہے اعتبار نہو گا اسلام کا ڈنکا بجے گا پر ہیز گار کا نشا
اونچا ہو گا کہہ سکتے ہیں کہ یہ سعادت ہم کو نصیب ہوتی ہے یا نہیں وقت معلوم نہیں
زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں اس فتنہ آخر زمانین ایمان کا بچانا و ضعیفاریکا
نگاہ رکھنا شرافت کا پرتاؤ کرنا مشکل پڑ گیا ہے آج کل کی عقل بند ہی تو یہ ہے کہ
آدمی چوٹا غبار رشوت خوار غریبی مکار چالاک حرام مکار بھوکھرام بن جاوے

دو اقسام انواع طرح کے بابے سنتی اور بجاتی ہیں کوئی دھول بجاتی ہے کوئی
 ستار کوئی اور کوئی مزار حالانکہ جتنے بابے دنیا میں ہیں وہ سب حرام ہیں
 اونکا بچانا یا ستانگنا کبیرہ ہے اس بحث کو صاحب زواج نے اولاً اور ثانیاً
 بھوپال نے ثانیاً اپنی کتاب میں مفصل طور پر لکھا ہے اگر خوف طول کلام نہوگا تو
 ہم ذکر اون احادیث و اقوال کا اسجگہ کرتے ہیں **فائدہ** کا بعض عورتیں
 کہتی ہیں دیکھو کسی عورت نے دعویٰ خدائی کا نہیں کیا یہ دعویٰ مردوں ہی
 سے صادر ہوا ہے یا شرک کفر و گناہ و امین ہم اور مردوں شرک میں اسکا
 جواب یہ ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنا کچھ اسی بات پر موقوف نہیں ہے کہ فرما
 طبعی اناس بلکہ الاعلیٰ کہے بلکہ جو کوئی غرور کی بات کہے یا جو ایسا کام کرے کہ وہ
 شایان ذات پاک پر دروغا رہے وہی مدعی خدا ٹیکا ہوتا ہے جتنے بعض عورتوں کو
 دیکھا ہے کہ جب کوئی بات خلاف اونکے ارادے یا مرضی کے ہوتی ہے تو اوپر کو
 ایسا غصہ آتا ہے جسکے سبب سے خدائی کا ساغرہ کرنے لگتی ہیں ذرا اسی
 بات پر کسی کو مار ڈالا کسی کو روٹونے ہلاک کیا کسی کو گالی گفتہ کر کے اوکی آبرو
 لے لی حالانکہ مسلمان کی آبرو و مال و جان کا ایک ہی حکم ہے اہل عزت کی آبرو لینا
 مثل امکے قتل کرنے کے ہوتا ہے یعنی گناہ میں ابلو ہر گز نہ لے کہا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کبر یا میری چادر ہے عظمت میری ازار ہے
 جسے جھگڑا کیا مجھ سے کسی ایک امر میں بھی ان دونوں امور میں سے تو میں
 او سکود و زرخ میں داخل کروں گا یا جہنم میں پھینک دوں گا اسکو سلم نے روایت
 کیا ہے معلوم ہوا کہ عظمت و کبر یا تیکا دعویٰ کرنا خدا سے جھگڑا مول لینا خدا کی
 برابری کرنا ہے جو کوئی مرد ہو یا عورت غرہ حکومت و دولت کا کرتا ہے مجھ کو
 او سے خدائی کا دعویٰ ہے گو منہ پر سے نہ کہے کہ میں خدا ہوں اس غرہ و شخصیت

دعویٰ خدائی

شہادت کلمہ طیبہ کی قبول نہیں ہوتی ہے راکب مرکوب راکب مرکوبہ امام جابر الحنفی
 لوطی اور زانی اور غلام وزانیہ و پادشاہ ظالم آسیطرح جو لوگ ذہر عورت
 میں جاتے ہیں اونپر حدیث میں لعنت اور طرح طرح کی وعید آئی ہے ان
 تینوں گناہ کا کبیرہ ہونا مجمع علیہ ہے اللہ نے اسکا نام فاحشہ و خبیثہ رکھا ہے
 ف قوم لوط والے لڑکوں سے اعظام کرتے مجلسوں میں گوز مارنے ننگے پھرتے
 عورتوں کی طرح بنتی ٹھنڈی تصنیف شعر کرتے حل ازار غلولہ بازی کرتے کنکریاں
 مارنے کبوتر اور اٹے تالی بجاتے نیچا پا جامہ پہنتے بند قبا کھولے رہتے شراب پیاتے
 ابن عباس نے کہا اس امت نے اونپر ایک اور حاشیہ چڑھایا کہ عورتیں عورتوں
 سے مساحقت کرینگی کہتے ہیں کہ قوم لوط والے نہ دکھیتے گتے مینڈھے لڑاتے
 مرغ بازی کرتے حمام میں بے ازار جاتے ناپ تول میں کمی کرتے کتاب زواجہ
 میں بابت مذمت اس فعل لواط کے بہت کچھ غل غباڑا کیا ہے اور سحاق کو
 گناہ میں برابر زنا کے رکھا ہے *

فصل

کھانا ہر شے مسکر طاہر کا جیسے خشیشہ افیون شکران یعنی بیج اور جیسے عنب ثعلبی
 جوزۃ الطیب کا مطابق تحقیقات صاحب زواجہ گناہ کبیرہ ہے جو عورتیں عیسا
 و حرامکار و بدکار و زانیات ہوتی ہیں وہ ہر طرح کا نشہ کرتی ہیں کوئی شراب پیاتی
 تو کوئی بھنگ نوش حالانکہ احادیث صحیحہ سے سارے مسکرات کا استعمال کرنا
 داخل کبائر ہے پھر شرابی دائم الخمر کو مثل بت پرست کے فرمایا ہے آسیطرح ایک
 شغل زنان آسودہ حال کا یہ ہے کہ ہر طرح کے کھیل کھیلیتی ہیں کوئی نہ وہاں ہے
 اور کوئی شطرنج باز کوئی گنبد باز کوئی قمار باز حالانکہ سارے طاعب و ملاہی
 حرام ہیں آسیطرح جو عورتیں عشق باز عاشق نواز معشوق ساز ہوتی ہیں

پھر بھی خوش نہیں رہتین بعض کو ایسا رشک سوت پر ہوتا ہے کہ اس کی شکل
 کے لئے اپنا ایمان چھوڑ دیتی ہے انصاف سے کچھ غرض نہیں رکھتین سبحان اللہ
 جس شوہر کو خدا و رسول نے عورت کے لئے جنت و دوزخ ٹھہرایا ہے جسکا
 حق بعد اپنے حق کے سب پر مقدم رکھا ہے اسکی یہ گت کیگئی حالانکہ عورت
 اگر سارے جہانکی بادشاہ ہو شوہر اگر ساری دنیا سے محتاج و فقیر ہوتا بھی
 اسکا وہی حق اس عورت پر ہے جو شوہر بادشاہ کا حق ہوتا ہے ہر عورت اسودہ
 حق بھی شوہر پر اوتنا ہی ہے جتنا ایک ادنیٰ قوم کی عورت کا ہوتا ہے کچھ عورت
 کے اسیر اسودہ رئیس بادشاہ دولت مند ہونے سے کوئی حق اسکا شوہر سے زیادہ
 نہیں ہو جاتا یہ غلط مشہور ہے کہ اسودہ عورت کا نان نفقہ یا اور کوئی حق غریب گھر کی
 عورت سے زیادہ ہوتا ہے شرع شریف میں اعتبار حالت شوہر کا ہے نہ حالت
 عورت کا شوہر اپنے مقدور و عرف کے موافق جو رو کو نان و نفقہ دے خواہ
 جو رو امیر ہو یا فقیر جس طرح اطاعت شوہر کی محتاج عورت پر فرض ہے اسطیل
 اسودہ عورت پر بھی مگر لائق عورتیں اپنا دین خراب کر نیکیو شوہر سے طالب
 اطاعت ہوتی ہیں لائق عورتیں شوہر کی اطاعت کرتی ہیں گو کیسا ہی حقیر فقیر کیوں
 نہ ہو ملک سب کی شہزادی بلقیس نام حکومت و دولت مستقل رکھتی تھی سلیمان علیہ السلام
 پر ایمان لائی نکاح کر لیا کبھی غرہ اپنی شہزادی کا نہ بتایا نہ کسی طرح کی طعن
 کی ایک عورتیں تو ایسی تعین ایک وہ ہیں جو شوہر سے کہتی ہیں کہ ہم بادشاہ
 ہیں سلام پر رنجیدہ ہوتی ہیں دشنام پر خلعت دیتی ہیں سبحان اللہ یہ معاملہ
 سلاطین کا رعایا و ملازم کے ساتھ ہوتا تھا نہ بی بی کامیان کے ساتھ شرع شریف
 میں کہہیں نہیں آیا ہے کہ میان بی بی کو مناوے بی بی کی خوشامد درآمد کرے
 بلکہ یوں آیا ہے کہ عورت وقت نا راضی شوہر کے جب تک شوہر کو راضی نہیں کرتی

و تکبر و عظمت میں ایک جہان گرفتار ہے مگر مسکو خدا بچائے اس لیے کہا ہے کہ خدا بنا
 آسان ہے بندہ بنا مشکل ہے **حدیث** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
 میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے تکبر چوتھوں کی طرح حشر کرے جاویدگی
 ہر طرف سے اونکو ذلت و خواری گھیرے گی جہنم میں ایک جیل خانہ ہے جسکا نام
 بؤس ہے انپر سب آگوں سے بڑھکر آگ ہوگی دوزخیوں کا پھوڑ یعنی لہو و سپ
 انکو پلایا جاوے گا **۵** تکبر عز ازیل را خوار کردہ بزرگان لعنت گرفتار کردہ
 احوال جتنے مروجہ عورت تکبر مغرور خود سر خوشی خانہ میں جو مسکو حقیر کر دے
 آپکو امیر و زبردست سمجھتے ہیں درحقیقت یہ سب دعویٰ خدا کا رکھتے ہیں
 گو منہ سے نکلیں کہ ہم خدا ہیں یہ غصہ و غضب میں وہ کام کر بیٹھتی ہیں
 ایسا اظہار حکومت و دولت کرنے لگتے ہیں اوسط طرح دوسرے کو عاجز و خوار سمجھتی ہیں
 کہ گویا یہی خدا ہیں یہ دعویٰ خدا کا نہیں ہے تو پھر کیا ہے جب یہ خیال کیا کہ
 ہم جو چاہیں سو کریں ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر کوئی ہمارے خلاف کچھ کرے گا
 یا کہیگا تو ہم بھی اسکو سمجھ لیں گے تکبر و کبر باری تو خاص خداے پاک ہی کی
 شان ہے اسکو زیبا ہے **۵** مر اور ار سد کبر بار و منی کہ ملکش قدیم است
 و ذاتش غنی ۴ بعض عورتیں ایسی کچ کچ فراج ہوتی ہیں کہ کسی پہلو پر کسی کام میں
 قانع نہیں رہتیں اون کے کہنے کے موافق کرو تو بھی خوش نہیں کرو تو بھی
 خوش نہیں کہ وہ اب تیسری شق کہاٹھے آوے جس سے وہ خوش ہوں بعض
 انہیں سے ایسی ہوتی ہیں کہ جب شوہر دوسرا نکاح کر لیتا ہے تو رات دن اسکو
 تلے کھاتی ہیں سیکڑوں بد عائنہ زار و ن کو سینہ دیتی ہیں دوسری
 جو روتا زو سے بنیاد کرنے کے لئے ہر طرح طرح کے افترا باندھتی ہیں خاوند کو
 بد دینی دنیا طلبی کی عار لگاتی ہیں مقدار و اجبی سے زیادہ نان و نفقہ طلب کرتی ہیں

فی بعض زنان
 سیر بعض زنان

صحیح کا ہے سو جب کسی عقل ناقص ہو جس کا دین ناقص ہو وہ کامل العقل والدین کو
 دہوکا دے تو یہ ایک دلیل ہے کمال قدرت الہی کی کسکی سمجھ میں آسکتا ہے کہ
 ایسا بھی ہو سکتا ہے عمار ازین گیا وضعیف این گمان نبود ہ آس وصف
 سارے جہان کی عورتیں ایک ہی طرح ہیں امیر ہوں یا فقیر شیخ ہوں یا سید یا
 کسی اور قوم کی ان اتنی بات ہے کہ جو عورتیں خاندان صلاح و علم کی ہوتی
 ہیں جتنے مرد خدائے خدا پرست ہیں وہ کسی قدر خوف سے مردوں کے یا
 خوف سے خدا کے اگر کچھ مسئلے مسائل جان لیتی ہیں یا دین کی بات بوجھتی ہیں
 تو نسبت دوسری عورتوں کے مستور العیب رہتی ہیں مگر جن عورتوں کو نہ کچھ
 خوف خدا ہے نہ شرم خلق وہ نہایت بے باک سفاک فاسق فاجر ہوتی ہیں ان کو
 اپنے مزے عیش کھیل تماشے سے غرض رہتی ہے خواہ خدا ناراض ہو یا خاوند
 کچھ پروا نہیں ان کو نہ نیکی نامی کی طلب ہے نہ بدنامی کا ڈر حالانکہ فقط نامی
 شوہر کی جسمین حق بجانب شوہر کے ہوتا ہے ان کے لئے موجب جہنم کلیے چہ جا
 ناراضی خدا اس قسم کی عورتوں کی یہ نشانی ہے کہ رات دن شوہر پر طعن
 کرتی رہتی ہیں ہر امر میں اس کی مخالفت روا رکھتی ہیں اگر پرہیزگار ہے تو اس کو
 اور بھی زیادہ بظہر حقارت دیکھتی ہیں اگر صابر شاکر و سوز خیر خواہ ہے تو اس کی
 ناشکری کرتی ہیں خواہ اس میں ان کا ایمان رہے یا جائے ہر بات چیت میں اپنا
 حق اوپر جتلاتی ہیں اپنا احسان رکھتی ہیں اس کا کوئی حق اپنے اوپر نہیں
 بلکہ جب کوئی مسئلہ خلاف اپنے مزاج و ارادے کے سنتی ہیں تو یہ کہتی ہیں کہ
 جو کچھ میں بھی مرد ہیں عورتوں کے لئے تو کوئی بات بھی شرع شرف میں
 نہیں رہی گئی حالانکہ یہ کلمہ کفر صریح ہے بعض عورتیں شوہر سے بھاگتی ہیں
 صحبت سے نفرت ظاہر کرتی ہیں کہتی ہیں مرد کی خواہش نہیں ہے بالکل

بجائے شوہر

خدا بھی اوس سے راضی نہیں ہوتا ہے اوسکا کوئی عمل نیک قبول نہیں ہوتا نہ فرض نہ نفل جب شوہر کے بستر پر جانے سے یا ملنے سے انکار کرتی ہے تو شام سے صبح تک اوسپر خدا کی لعنت برستی ہے **انا للہ فاعلہ** بعض عورتوں کو جو ہاتھ سے کسی ہمسر یا برتر کے کچھ ایذا و تکلیف پہنچی ہے اوسوقت تو اوصحون نے صبر کیا گزرتو وہ لوگ مر گئے تو اونکے سارے عیب کھلے چھپے سامنے ہر ایک مرد عورت کے بیان کرتی ہیں یہ نہیں سمجھتیں کہ جب تم نے اونکو سوا او کی غیبت کی تو رسوا کیا جو کچھ تم پر ایذا گزری وہ سب تم نے ظاہر کی تو اب صبر کر ان رہا اتو تم اور وہ دونوں ظلم میں برابر ہو صبر تو اوسکا نام ہے کہ منہ سے ایک حرف بھی شکایت کا نہ نکلتا بالکل تحمل و سکوت ہوتا غیبت و تبرکچہ زندہ آدمی ہی پر نہیں ہوتا ہے بلکہ اموات کو برا کہنے سے صریح ممانعت حدیث میں آئی ہے خواہ اپنے ہو یا بگائے جو مر گیا اوسکی قیامت قائم ہوگئی وہ اعمال کی سزا کو پہنچ گیا ۛ

فصل بائعین بعض حالات عورتوں کے

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو بنایا پھر اونسے جو اکو پیدا کیا بنی آدم کو دو طرح پر ٹھہرایا ایک نوع کو تو مرد کیا دوسرے نوع کو انشی قرار دیا نوع اول کو دوسرے نوع پر برامین شرف بخشا فرمایا الرجال قوامون علی النساء دوسری جگہ کہا للرجال علیہن دراجۃ سو اگرچہ طاعت الہی و معصیت رسالت پناہی میں دونوں یکساں شریک ہیں مگر جس قدر معاصی نوع نسوان سے صواب ہوتے ہیں اوتنے معاصی نوع رجال سے نہیں ہوتے بلکہ اکثر گناہ جو مردوں ہو جاتے ہیں سبب اعظم اونکا یہی ذات شریف عورتیں ہیں اسلئے حدیث میں انکو شیطان کا جال فرمایا ہے ایک جہان اسکے دام کرو فریب میں پھنس گیا ہے بڑے بڑے عقلمند و کی عقل یہ ضعیف العقل لے لیتی ہیں یہ مضمون حدیث

کے لئے جہنم کافی ہے ورنہ اچھا البتہ ہے اللہم احفظنا غرضکہ حالات
مختلفہ اس قوم کے اتنے ہیں کہ سب کا یکجا جمع ہونا نہایت مشکل ہے جس کی سبب
کسی قسم کی عورت سے جہاں کہیں معاملہ پڑا ہے اور سکوان باتوں کا تجربہ بخوبی
حاصل ہوا ہے ایک بی بی نے کہا ہم وطن چھوڑ کر کسی اور ملک میں جا رہیں گے
مکہ معظمہ میں اسلئے نہیں رہتی کہ ہم گناہ سے نہیں بچ سکتی گویا اس کا ارادہ
کر لیا ہے کہ جب تک جتن کی گناہ ضروری کر لگی اپنے عیش میں خلل نہ ڈالیں گی
بعض عورتوں کو دیکھا ہے کہ عام پرزگی سے اوکو کمال ہی نفرت ہے مگر باوجود
خانہ نشینی کے بالکل بے پردہ ہیں سو جب پردہ شرعی نہ ہوا تو دعویٰ پر دیکھا لاما
ٹھہرا غرضکہ یہاں پردہ کے نام میں وہ کام ہوتے ہیں جو بے پردہ عورتوں سے
بھی نہیں ہوتے ہماری طرح تھنے بھی سنا ہو گا کہ اکثر بیویں جب اپنے
بیشمار فاحشہ سے تو بہ کر لی یا کسی سے نکاح کر لیا تو ایسی نیکیخت ہو گئیں کہ انھوں
نے شر فاکہ بی بیوں کے بھی کان کترے ایسی مضبوطی سے نمازی روزہ دار
پر بہرہ گار خدا ترس خدا پرست تابعدار شوبہ رقی شناس خاوند بنگین جس کا جو
نہیں مگر جو عورتیں دعویٰ عالی خاندانی ولیاقت کا رکھتی ہیں آسودہ دار
دولتمند ہیں وہ فحش و فسق میں ایسی غرق ہوتی ہیں کہ یار و نکی طرح شوبہ
کو بھی بدلتی رہتی ہیں بعض عورتوں کو سنا ہے کہ جب کسی بھلے آدمی کے گھر
لی بیان بہ سبب انکے فسق و فجور کے انہیں نہیں ملتیں اونکے گھر میں نہیں آتیں
تو یہ بات کہتی ہیں کہ ہم کیا کسی ہیں جو ہمارے سامنے تم اپنی مستورات کو
نہیں آنے دیتے ہو اونکے نزدیک کسی وہی عورت ہوتی ہے جو چکے یا بازار میں
بیٹھ کر حرام کرتی ہے مال حرام کاتی ہے جو گھر میں بیٹھ کر ناکہ یا فعل منکرات صرف
لہو و لعب رہے وہ کسی نہیں ہے حالانکہ شرعاً عرفان دونوں قسم کی

مضبوطی تو بہرہ گار

دل اس کام کو نہیں چاہتا مگر عورتوں میں خوب ہی بن ٹھنک سنا کر کر کے اچھا لباس
 و زیور پہن کر دودو چار چار پھر دل لگی ہنسی ٹھٹھا مذاق کیا کرتی ہیں گالتی بجاتی ہیں
 عشق باز کیا چچا کیا کرتی ہیں یا تو اون عورتوں میں سے کسی کے ساتھ مبتلا ہوتی
 ہیں یا کسی سے اون کی معرفت ارادہ آشنائی یا نکاح کا ہوتا ہے اسطرح جو بے حیا
 بے غیرت جو دنیا کی زندگی کو عیش جاو والی سمجھ رہے ہیں نہ قابل چاکری ہیں نہ
 لائق نوکری نہ سیلٹر کا اعتبار رکھتے ہیں نہ کسی طرح کا شعور و وقار وہ جو روکے
 گھر میں پڑے رہتے ہیں رول کپڑا تو ملتا ہے ایمان کیا تو گیا آبرو سی تو کیا زہی
 تو کیا اسطرح بعض بے غیرت بے حیا عورتیں یاروں آشناؤں کے سامنے نہایت
 ذلیل و خوار ہوتی ہیں اون کی مار کھاتی ہیں وہ خوب اون کو ٹھونکتے پیٹتی ہیں چوٹیا
 پکڑ کر گھسیٹتے ہیں گدی جس سے نکاح کرتی ہیں اون کی محبت کی بات پر بھی ناک ٹنہ
 چڑھاتی ہیں وہ بچا رہ سو طرح کی ناز برداری بھی بھی کرتا ہے نگاہ کو دیکھتا رہتا ہے
 ہر حال کا شکار اگر تیار ہونے پڑے گا تو کیا کرے اپنی طرف سے کبھی جھوٹ مٹو بھی غصہ نہ نہیں کرنا لڑائی بھڑکائی
 کیا کرے بلکہ اگر جو روک سیلٹ سے لڑائی بھی ہوتی ہے تو خاموش رہتا ہے جلدی نہ
 جاتا ہے مگر بی بی صاحبہ کو جب خدا گئی تو مہینوں تک صاف دل نہیں ہون کتنی ہی کھوڑ کر
 کی بھی نہیں ہوتی ہم خوشی خان ہیں یعنی جو بھی چاہے گا سو کرے گی تم روٹھے ہم چھوٹے
 شراب سے توبہ کر ڈالو نہ ہضم طعام و تند رستی تن کے لئے بہت اچھی چیز ہے
 ایک عادت عورتوں کی یہ بھی ہوتی ہے کہ دین بگڑے یا دنیا مگر اپنی ضد پر جماتی
 اگر کوئی نصیحت سے سمجھاتا ہے کہ ضد چھوڑو تو اور بھی زیادہ ضد پڑھتی ہے
 اللہ نے سچ فرمایا ہے و اذا قيل له اتق الله اخذته العزة بالاثم
 فحسبه جهنم ولبس المفاد یہ آیت خاص حقین ضد والوں کے آئی ہے
 کوئی ہون کہیں ہون اس آیت میں انجام ضد کا بتایا ہے کہ الحیہ ضدی

دورخ کرائے گی یا بعد چند روز کے کسی دوسرے کے عشق میں چھوڑ دو گی خلیفہ
 والا خفا تو ذلک ہوا الحسن ان المبین ۵ وفا واری مارا ز بلبان چشم
 کہ ہر دم بگل و گیرا بند چرخہ جسد رتو انگری زیادہ اسبقہ رشوق عیاشی
 کھیل تماشے وغیرہ کا زیادہ **قائل** بعض آسودہ عورتوں نے حج کے بعد
 بھی زنا ترک نہ کیا بعض نے شرابخواری نچھوڑی کہو تمکو حج کرنا کیا ضرورت تھا بعض
 بڑے لپے تک نوجوان مرد و نکور و بیہ دیکر اپنا کام کالاکا لاکہ زبان و فرج کے گنا
 سب سے زیادہ بدتر ہیں جہنم کا اون پر وعدہ ہے ان دو لون قسم کے گنا ہونکا ان
 عورتوں نے خوب ہی مزا اٹھایا افسوس یہ ہے کہ یہ مزا تو باقی نہ رہا اور نہ بگا
 مگر وبال گناہ کا اوکے نامہ اعمال میں ثابت ہو گیا اگر یہ شوہر و نپر قناعت کرتیں
 تو بھی انکا مزا کہیں نہیں گیا تھا مگر مزا ملنا جنت بھی اتھ آتی شوہروں
 کے پاس گھڑی دو گھڑی رات کو ٹپنا بھی بھاری ہوتا ہے یاروں کے پاس
 خود زبردستی گھستی پھرتی ہیں شوہر کہے کہ ہمارے پاس بیٹھو اخلاط کرو
 تو یہ جواب ہے کہ ہمیں تو فقط دور سے دیکھنا پسند آتا ہے صحبت
 میں دو دو پہر رات تک نشست ہوتی ہے کچھ نکار و عار نہیں ہوتا شوہر اگر کیا
 بھی ہو تو اسکے پاس تھا نہیں جاتا وہ پہر وں تنہا بستر پر پڑا رہے اکیلا بیٹھا ہے
 بی بی اپنی یارنیوں کو لئے ہوئے ہنسی ٹھٹھ کر رہی ہیں معلوم نہیں کہ اس طرح
 کی عورت کو کیا ضرورت نکاح کرنے کی ہے خدا نے انکو دولت و آسودگی دی ہے
 انکو اسبقہ رکافی ہے کہ یاروں سے علاقہ رکھیں انکو دین لین عیش کرین
 مزے اور اویں ناخن نار و نکاح کر کے جہنم مول لینا کیا ضرور ہے خدا کو ناخو
 کرتی ہیں اپنی جان قید میں ڈالتی ہیں ہمنے مانا کہ یاری آشنائی عجی
 روز نکلو اون پر واجب کر دیتی ہے مگر آزاوگی میں اتنا فائدہ تو ہے کہ دنیا کا

عدم ترک گناہ بعد حج

عورتوں کا ایک ہی حکم ہے بلکہ اکثر بیوگانا تو بسبب عجز کے رزق سے ہوتا ہے یہ
 زنا محض واسطے شہوت رانی کے بسبب زیادتی مال و رزق کے کرتی ہیں ۵
 عشق نبودا ایک در مرد مہر بود ۶ این فساد خوردن گندم بود ۶ او کو تو کبھی
 توفیق تو بہ کی بھی میسر آ جاتی ہے مگر او کو غرہ آسودگی میں یہ توفیق بھی نہیں
 ہوتی اگر سوئی بھی تو بعد چند سال کے پشیمان ہوتی ہیں کبھی یہ کہتی ہیں کہ ہم
 زنا کیوں کرنے لگے ہم کو ایسا ہی شوق ہو گا تو طلاق لیکر دوسرا نکاح کر لیں گے طلاق
 حدیث شریف میں ایسے مردوں عورتوں پر لعنت آتی ہے جو مزا چکھنے کے لئے
 نکاح کرتی پھرتی ہیں یہ مرض جس طرح حالت آسودگی میں ہوتا ہے کہ اسیر نس
 صد ا عورتیں نو جوان بے حسب و نسب جمع کر لیتے ہیں پھر خبر نہیں ہوتی وہ
 عورتیں خدمتگاروں غلاموں کو کروں پا کر وٹے چھنی رہتی ہیں یا عورتوں
 سے مساحقت کرتی ہیں اس طرح حال اکثر دو تہند عورتوں کا بھی سنا گیا ہے کہ
 وہ بھی کسی مرد پر بند نہیں ہیں جو کوئی مطلب کے لئے اسے عشق ظاہر کرتا
 ہے جھوٹی محبت جتا تا ہے او کو پسند کرتی ہیں جبکہ ولیدین او کی سچی محبت ہوتی
 ہے مگر یہ دم اٹھا عشق کا نہیں کرتا اس سے ناراض رہتی ہیں یہ عجیب
 ہیں انکو عمل سفلی سے غرض ہے مرد کی خوبصورتی بد صورتی لائق نالائق شریف
 کہنے ہونے سے کچھ مطلب نہیں ہے نہ کچھ خیال اپنی آبرو کا ہوتا ہے نہ کچھ حقیقت میں
 اپنی رسوائی کا سجان اندر بارونکی وہ قدر شوہروں سے یہ قدر عاقل
 از تو آید و مردان چنین کنند ۶ سچ تو یہ ہے کہ غنا و زنا کا ساتھ ہوتا ہے جیسے
 عورت مالدار آسودہ مال سے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے جو کوئی ناواقف یا نجاب
 سے چھنس گیا ہو وہ تو مجبور ہے مگر جس نے خود ایسی عورت کو تلاش کر کے بطبع
 مال نکاح کیا ہے وہ لذت ایمان سے محروم را عورت او کو بھی اپنی ہمراہی

لٹیم ہوتا ہے یعنی ایماندار دوسرے کیونچہ کھڑے ہو کے مین آجاتا ہے منافق فریضہ گزار
 ہوتا ہے مسلمان کو فریب دیتا ہے یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ عورت مرد کی
 عقل کھودیتی ہے مرد بھی کون جو بڑا عاقل مند ہو شیار ہو بیوقوف کا تو بیان کچھ
 ذکر ہی نہیں ہے غرض کہ عورت تو کئی ذات عجب بے وفا بے مروت بے شرم بدعہد ہوتی
 ہے اپنا کہا ہوا کیا ہوا تو یاد نہیں رکھتی مگر دوسرے کا کہا سنا خوب یاد رہتا ہے
 اپنی حرکت و حماقت پر کبھی مذمت ظاہر نہیں کرتی دوسرے کی ہر بات کو حماقت
 سمجھتی ہے امام شافعی نے فرمایا ہے عورت جب تجھ کو چاہیگی تو تکلیف دے گی تو خیال
 کہ جب تیری دشمن ہوگی تو کیا کچھ نہ کرے گی یہ بھی کہا ہے کہ جب تو عورت کا اگر کام لے
 تو وہ تجھ کو ذلیل و خوار رکھے گی جب تو اس کی امانت کر لیا تو وہ تیرا وفار رکھ لے گی
 آدمی اس قوم سے کبھی اظہار محبت نہ کرے اسکے نزدیک ساری محبت یہ ہے
 کہ زبان سے دوستی جتائے چاہے دل میں دشمنی ہی کیوں نہ ہو کسی کے دل میں
 کتنی ہی محبت اون کی کیوں نہ ہو اون کو یقین نہیں آتا جھوٹ بولنے سے بہت
 خوش ہوتی ہیں سچ کہنے سے نہایت ناخوش ہوتی ہیں اسکا چھاننا فاسق و فاجر
 یوں آسان ہو گیا ہے کہ پیغام سلام تعشق کا کیا رقتے پرچے جوش محبت کے ککھے
 مان بہن یا کسی اور کو کٹنا پین کے لئے بھیج دیا جیسی چوری سے اگر کسی جگہ پر آنا
 ہو گیا تو بالکل جان سناری اپنی ثابت کر دی عورت فی الفور اس دم میں آکر
 سینہ باغ کی سیر کر کے اگلے یا ریا شوہر سے بیزار ہو جاتی ہے اسکی آشنا خالی
 ہے پھر جب اسکا کام نکل گیا یا رے چند روز غم سے اوڑالے تو آخر کو وہ اسکو
 یا یہ اسکو دہتا بتاتا یا بتاتی ہے اسکو چھوڑ کر دوسری جگہ بٹھب لگاتا یا لگاتی
 ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ عورت کے منہ پر اگر ناک نہ ہوتی تو وہ گوہ کھاتی پھرتی
 فائدہ اکثر اسودہ عورتوں کا جو خود سر بے باک ست چالاک شہوت پرست

عیش تو ماتھ لگتا ہے دلکا ولولہ تو بچھ جاتا ہے شوہر کرنے سے بیٹھے بٹھائے محبت
 میں بسبب اسکی رنجیدگی کے دوزخ گئے بند متی ہر خاک بھی مزار حاصل
 نہیں ہوتا امر اور ایسا ہی چاہئے کہ سارے مرنے پورے کر لیں اسلئے کہ جب
 اونکا آخرت میں کسیطرح کا حصہ نہ ہوا تو یہاں کا حصہ بھی چھوڑ دینا بالکل اونکی ہو گیا
 ہے اہل علم و دین نے دنیا کی مثال عورت سے دی ہے یعنی جس طرح دنیا کے
 پھندے سے کبھی مشکل ہے اسیطرح عورت کے فتنے سے نجات نہیں ہو سکتی
 عورت آسودہ گنتی ہی عمر کو بیچ جاوے کبھی اسکو رجوع طرف خدا و آخرت
 کے نہیں ہوتا عیاش تھی تو عیاشی کئے جاتی ہے ناچ گائے کا شوق تھا تو
 ولعین اسکیا سما بند مار رہا ہے اسیطرح دنیا بھی اپنے یاروں کو مرتے دم
 تک نہیں چھوڑتی ہاں جو آخرت کے دوست ہیں اونکے پاس نہیں چھٹکتی
 ان عبادی لیس لک علیہم سلطان فائدہ مر جسد روبرا ہوتا جاتا
 ہے نورانی صورت خوشرو نظر آتا ہے عورت کی عمر جتنی بڑھتی ہے بد صورت
 بد بودار ہوتی جاتی ہے بوڑھی عورت کو سوائے شوہر کے کوئی نہیں پوچھتا
 خواہ اس سے کام رکھے یا نہ رکھے ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی عورت آسودہ
 اپنا مال خرچ کر کے لالچ دیکر نئے نئے یار کرتی رہے مگر پھر اون یاروں کو محبت
 نہیں ہوتی مطلب تک آشنا ہیں مگر جس سرو کے پاس ایمان ہے یا شرافت
 ذات ہے اسکی کیا شامت آتی ہے کہ وہ مال کے لالچ سے کسی ایسی عورت
 سے واسطہ رکھے دنیا و آخرت میں منہبہ کا لاکرے حدیث شریف میں آیا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ دن قیامت کے بوڑھے زانیہ زانیہ کی طرف نگاہ بھی نہ کرے گا
 فائدہ کہ کبھی کوئی مرد عامل بھی کسی عورت کی ظاہری محبت پر دھوکا کھاتا
 ہے اسلئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن غر کریم ہوتا ہے منافق خبیث

فیلم دوزخی
 زن و مردی

یہ وہ قوم ہے کہ زمانہ کے لئے ہزار حیلے نکال کر اپنا کام پورا کرتی ہے گویا کہ قید و ن کے
 اندر کیونہو پتھر جو عورت کیسے قید نکاح میں نہیں ہے یا ہے مگر کس طبع کا غرہ
 رکھتی ہے تو اس کا شوہر اس کے قید میں ہوتا ہے کتاب اغاثۃ اللہ بیان و کتاب
 الدار والدوار میں مذمت عشق کی قرآن و حدیث سے ثابت کی ہے عشاق کو شکر
 و کافر ٹھہرایا ہے عشق کو مطابق تحقیق اطباء و حکماء کے مرض و سقم بتایا ہے تجربے
 بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ایسی عورتیں جو عشق بازی کرتی ہیں اکثر انہیں متکون
 مزاج سوداوسی طبیعت ہوتی ہیں انکے دماغ میں ہمیشہ خلل رہتا ہے حرکت
 و سکنت و کلمات مجنونہ ان سے صادر ہوا کرتے ہیں مگر جسکو نہ بجاوے **فائدہ**
 سب سے زیادہ حیا و شرم کا حکم عورت کے لئے ہے اسلئے کہ وہ سر سے پاؤں تک ستر
 ہوتی ہے اسکو اجنبی مرد عورت کی طرف دیکھنا یا غیر محرم کے پاس بیٹھنا یا بدکار
 عورتوں کو اپنے پاس حاضر رکھنا حرام ہے مگر جو عورت شامت اعمال سو بھیا ہو جاتی ہے
 تو اسکو کچھ کسی بات کی پروا نہیں رہتی کہو تو وہ سب کے سامنے نکلی ہو جاوے
 محفل میں ناپے سر و سینہ کے کھلے رہنے یا کسی کی اوپر نظر پڑنے کی تو کچھ مستی بھی
 نہیں اس طرف تریہ ہے کہ اگر شوہر اس سے اختلاط کرنا چاہتا ہے تو سو بخورے کرتی
 ہے جب اسکا جی کسی خوش ہوتا ہو تو پھر نہ بدستی فرما کر لیتی ہوا سچ اعتنائی سو مرد کی خواہش میں ترقی
 آجاتا ہر کچھ گنتی نام رکھ کر طبع ہو جاتا ہی ایسی عورت کا لہذا اس مرد سے ہو سکتا ہے جو حیوان مطلق
 دیکھتا ہی رہے وہ اسکو گھیبے جاوے بغیر ہو کسی طعن لعن کا اس کے دل پر اثر نہ ہو

فصل

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ایمان و صبر کا حق میں مرد و ن کے یہ بھی ہے کہ
 انکو نکاح کر نیا حکم دیا ہے تاکہ عورتوں کے جفا و جور پر صبر کریں صبر کا اجر حساب
 ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمراہ صبر کرنا والوں کے رہتا ہے اسلئے چارنا چار مرد و ن کو

ف
 باہیا ہونا عورت کا

ف
 صبر کرنا

ہوتی ہیں رات دن دلی خواہشیں پوری کرتی ہیں عشق باز کیا چہ چاہے حسن
 جال کا تذکرہ کرتی ہیں یہی حال ہے کہ شوہر سے بھی اسی بات کی طالب رہتی ہیں
 کہ وہ بھی رات دن مثل پر وائے کے ہمارے شمع حسن پر فدا ہے نہ خدا سے کام لے
 نہ بند و نئے ہمیں کو دیکھا کرے ہمارا عشق ہر دم ظاہر کیا کرے اگر ایسا نہ کرے گا تو
 وہ ہمارا چاہنے والا نہیں ہے ہم کسی اور کو اپنا عاشق بناوین گی جو ہماری
 ہر حرکت و سکون کا مداح ہوگا ہمارے ہر ناز و کرشمہ پر جان فدا کرے گا ایسا آدمی
 ملنا مشکل ہے سوائے کسی کافر بدست کے کسی مسلمان سے یہ بڑا تو نہیں ہو سکتا کہ
 اس لیے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرد و عورتیں تو بہت لوگ کامل ہوتے مگر عورتیں
 میں چار ہی عورتیں کامل ہوئیں پھر ان کے نام بتائے مگر ان کے سوا اور نئے درجے
 میں کم اور بھی بہت عورتیں اس امت میں ہوئی ہیں جبکہ حال کتاب و عین ملکہا
 خصوصاً صحابیات و تابعیات و تبع تابعیات جنکی گنتی لاکھوں سے زیادہ ہوتی ہے
 اور ہمیشہ کچھ کچھ عورتیں خاندان علم و شرافت و دین کی اسبب فیض صحبت نیک
 کے اچھی ہو جاتی ہیں مگر عموماً حال اکثر عورتوں کا یہی ہے جو اوپر گزراؤں کے لیے
 ایک یہی حدیث کافی ہے کہ حفت الناس بالسنہوات وحفت الجنۃ بالکاف
قائد سب سے پہلے جس نے شرک کیا عورت ہے سب سے پہلے جس نے مرد کو
 دھوکا دیا عورت ہے سب سے پہلے جس نے شوہر کی خیانت کی عورت ہے سب سے
 پہلے جس نے راز شوہر کو فاش کیا عورت ہے سب سے پہلے جس نے عشق بازی نکالی
 عورت ہے وہ عورت عاشقہ و سوقت کافرہ تھی قوم مہنود میں اب بھی تان
 عشق کا شعر شاعری میں طرف سے عورت کے ہوتا ہے عورت شوہر کیلئے سستی
 ہو جاتی ہے سب سے زیادہ مکر و فریب میں یہی عورتیں ہیں ان کے سامنے کھڑا
 مکر بھی ضعیف ہے ہمارا دانش میں کچھ چلتا اس گروہ خباثت پر وہ کے لئے ہو

عورتیں زنان

اس بات کو حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا اے
 گروہ جوانوں کے جسکو تم میں طاقت جامع ومہر و نان ونفقہ کی ہو وہ بیاہ کرے
 کہ اس میں بچاؤ آنکھ کا اور نگہبانی شرک گاہ کی ہے اور جسکو یہ طاقت نہ ہو وہ روزہ
 رکھے کہ یہ اس کے لئے خصی ہونا ہے یعنی بہ سبب روزہ کے شہوت ٹوٹ جاوے گی
 متفق علیہ متفق بن سيار کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے تم بیاہ
 کرو جننے والی دوست رکھنے والی عورت سے میں بڑا چاہتا ہوں اور متوہم
 اسکو ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے جنا اور چاہنا عورت کا یوں معلوم
 ہوتا ہے کہ اوس گھر لے کر اکثر عورتیں اس قسم کی ہوں یہ بات غریب مسلمانوں میں
 زیادہ ہوتی ہے امرار و ساء کے گھر اکثر اولاد نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے بادشاہیں
 اسی تمنائیں مرجاتے ہیں اونکے خاندان کی عورتیں اکثر فاسق فاجر خود غرض
 شہوت پرست بدعتیہ بدعمل بے مروت بے وفا ہوتی ہیں محبت سے اونکو کچھ
 کام نہیں ہوتا ایسے دوسری حدیث میں مال و جمال و حسب کے سبب
 نکاح کر نیکیو بڑا کہا ہے و نیدار عورت سے نکاح کر نیکیا حکم دیا ہے پھر یہ فرمایا کہ اگر
 تو و نیدار سے نکاح نہ کرے تو تجھ پر خاک پڑے یہ بدو عاہے رسول خدا صلعم کی اون
 لوگوں کو حقیقین جو مال و جمال و حسب کو دین پر ترجیح دیتے ہیں یہ ترجیح اسطرح
 ہوتی ہے کہ مرد عمدایہ کام کرے اور اگر کوئی عورت کسی نیکمرد کو کسی حکمت یا حکو
 سے مجبور کر کے اپنے وائٹن مال میں پھانس لے تو خدا سے امید ہے کہ وہ اس بدو عاہین
 داخل نہوگا ایک روایت میں آیا ہے کہ کالی عورت جننے والی بہتر ہے خوبصورت
 بانجھ سے بڑی اچھی عورت برکت میں وہ ہے جسکا منہ اچھا ہو مہر مستیا ہو
 یہ بھی فرمایا ہے کہ شوم یعنی نحوست عورت میں گھر میں گھوڑی میں ہوتی
 یہ حدیث متفق علیہ ہے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے عورت کی نحوست

انہیں نیکو خوں کے ساتھ بسر کرنا پڑتا ہے اگر نکاح نکو زمین تو زنا میں پھنستے ہیں اسلئے
 واسطے حفظ نفس کے گناہ زنا سے حکم نکاح کر نیکو دیا گیا ہے عورتوں کی نافرمانی کو بھرتی
 صبر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے عورتیں شوہر کو کٹھن تلف کر کے نافرمان ہو کر
 جہنم کا استحقاق حاصل کرتی ہیں شوہر صبر و شکر کر کے مستحق جنت کے ہو جاتے ہیں
 بی بیوں کے کفر و شرک و فسق و فجور سے انکا کچھ نقصان آخرت نہیں ہوتا جبکہ انکو
 احکام اسلام پر واقف کر دیتے ہیں حلال حرام بتا دیتے ہیں بلکہ مسلمان مرد کو بیوی
 نصرتی مجوسی عورت سے بھی نکاح کرنا درست ہے وہ اپنے مذہب پر رہے شوہر
 اپنے مذہب پر عیسیٰ دین خود موسیٰ دین خود اگر یہ بات نہ ہوتی تو سارے مرد
 ماتم سے ان عورتوں کے ہلاک ہو جاتے مقصود شوہر کا نکاح سے یہ کہ اولاد پیدا ہو
 اسلئے ایک مرد کو چار نکاح درست ہیں لونڈیاں شرعی جتنی ہوں سب حلال ہیں
 کبھی بد عورتوں سے نیک اولاد بھی پیدا ہو سکتی ہے جس طرح نیکم سے بد اولاد پیدا
 ہوتی ہے نیکبختی بدبختی تقدیر سے رہے ماں باپ کی نیکی بدی پر کچھ موقوف نہیں
 جتنجہ الحی من المیت و یخرجہ المیت من الحی نکاح کر نیک حکم خاص قرآن میں
 میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فانکحوا ما طاب لکم من النساء متنی و تلامذہ
 و سابع تم نکاح کرو جو تمکو پسند آوین دو تین چار و قال تعالیٰ و انکحوا
 الایامی منہ و الصالحین من عبادکم و اما انکحتم نکاح کرو و رائیڈوں
 اور نیک لونڈیوں غلاموں کا۔ جو لوگ انچل گھر کی رائیڈوں کا نکاح نہیں کرتے وہ
 اون رائیڈوں کو براہ کسر بناتے ہیں نکاح بیوہ کا حکم سکرانکار و مارکرنا کفر ہے اچھر
 تو خود کافر کی طرح ہو جاتے ہیں اُدھر اون کے زنا کا وبال بھی اپنے ذمہ ہے
 و قال تعالیٰ لا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبة النساء و انکحتم
 انفسکم تم پر کچھ گناہ نہیں اگر اشارہ کیا تمہیں منگنی کا کسی عورت سے یا ولین رکھا

نزدیک کے ہون یا دور کے وہ سب نکاح کے سبب سے ہوتے ہیں اگر نکاح شروع
 نہوتا تو کوئی رشتہ کسی کا کسی سے نہوتا دیکھو حرامی بچا مانکا ہوتا ہے نہ اوس کا
 نطفے سے پیدا ہوا ہے اصل میں وہ زانی اوس کا باپ ہے مگر خدا و رسول نے اوس کو
 محرم کر دیا ا سکو اوس کا بچا نہ ٹھہرایا نہ کوئی رشتہ درمیان اوس بچے اور اوس
 زانی کے مقرر کیا شوہر سے گواہوں کو کہ جبکہ یہ عورت اوس کے عصمت میں آئی تو
 سارے حقوق شوہریت کے اوس پر واجب ہو گئے اگر ایسا نہ اسی سے شوہر کی حالت
 میں مر جاوے گی تو قیامت میں اوس کی جو روٹھ گئی ورنہ جہنم میں ہمراہ یار کے
 ہوگی کچھ اولاد نہونے سے یہ رشتہ ٹوٹ نہیں جاتا نہ کوئی حق شوہر کا مست جائے
 ہے ہاں طلاق ہو جانے سے قطع علاقہ ہو جاتا ہے خواہ اولاد ہو یا نہ ہو سو مرد کو طلاق
 دینا درست ہے اگرچہ نزدیک خدا کے مبنیٰ ہے عورت کا بے سبب طلاق لینا
 حرام ہے جو عورت زبردستی بلا کسی وجہ شرعی صحیح کے شوہر سے طلاق مانگتی
 یا لینی ہے تو وہ طلاق نہیں ہوتی اوس کے بعد یاری کر نیکا تو کیا ذکر ہے اگر نکاح
 بھی کرتی ہے تو زانیہ ٹھہرتی ہے ایسی عورت پر جنت کی ہوا تک حرام ہے بہشت
 میں جائیکا تو کیا ذکر ہے یہ کیا بھی آسودہ گھر و نین سب جگہ سے زیادہ موجود
 رہتی ہے اس لیے ایسی عورتوں سے نکاح کر نیکو کر کہا ہے دیندار عورت سے
 نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے **حکایت** شہر حرّو کے قاضی نوح بن عمر
 چاہا کہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی سے کر دین ایک مجوسی پارسی اونکا ہمسایہ تھا
 اوس سے مشورہ لے چھا کہ کہو یا راسکا نکاح کس سے کرین اوس نے کہا سبحان اللہ
 لوگ تو تم سے فتویٰ لیتے ہیں تم مجھ سے مشورہ پوچھتے ہو فتویٰ لیتے ہو کہا نہیں
 تم ضرور مشورہ دو اوس پارسی نے کہا ہمارا رئیس کسی مال کو اختیار کرتا تھا
 تو ہم رئیس قیصر حسب نسب دیکھتا تھا تمہارے رئیس محمد صلام دین کو پسند کرتے

یہ ہے کہ بچانہ جنے مہر بھاری ہو بدخلق بد زبان ہو آسودگی شوہر کی مبد بچنا
 ہو جاوے نیک نامی شوہر کی بدنامی سے بدل جاوے وصف آسودہ عورتوں میں
 سب سے زیادہ ہوتا ہے انکی اولاد بھی کم ہوتی ہے یا نہیں ہوتی انکا مہر نہ زیادہ
 لاکھوں کروڑوں کا بانڈا جاتا ہے مبارک وہ عورت ہوتی ہے جسکے سب سے شوہر
 آسودگی حاصل ہو محتاجی دور ہو کفر فراغت ملے بدخلق کا یہ حال ہوتا ہے کہ شوہر
 برابر ایک نفر کے بھی نہیں سمجھتین گو گسیا ہی عالی رتبہ دین میں یا دنیا میں کیوں
 نہو پھر جو شوہر ایسا ہے کاصل میں غریب محتاج تھا اونکے طفیل میں اوسکو کچھ
 ثروت ہو گئی تھی تو اوسکی تو کچھ بھی ہستی نہیں ہوتی اوس سے زیادہ وہ لکھ
 غلام ہوتے ہیں جنگی معرفت کسی سے یاری آشنائی ہو چکی ہے ایسی عورتوں
 کے نزدیک خوش خلقی اسکا نام ہے کہ ہر مرد عورت سے ہنسی ٹھٹھا دل لگی کرین
 حالانکہ یہ صریح فسق ہے مہذب شوہر سے ترش روی کرین اوسکی ہر بات کو طعن
 سمجھدین اوسکو خوش خلقی ٹھہرایا ہے حالانکہ خوش خلقی کے یہ معنی ہیں کہ عورت
 کباڑ سے بچے عفت و عصمت میں مبالغہ کرے جس مرد عورت اجنبی کے ساتھ
 آنے سے نظر کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے جس طرح مکمل کرنا جاتا ہے
 جو کھیل تماشا حرام یا مکروہ ہے اوس سے جدا ہے شوہر کو جہاننگ ہو سکے
 راضی رکھے اوسکے سامنے ناک متہ نہ چڑھائے اوس سے ہنسکر پیار سے بات کرے
 جب وہ بلائے سلائے انکار نہ کرے اوسکو رنج نہ دے نیک کام میں اوسکی مدد
 رہے اوسکے غم کو دور کرے اوسکی رضا مندی کو موجب مغفرت و حصول جنت
 سمجھے اوسکی رنجیدگی و ناراضگی کو سبب دخول جہنم کا جائے حدیث میں آیا ہے
 کہ شوہر بی بی کے لئے جنت و دوزخ ہے عورت کے تعین کسی رشتہ دار کا و مرتبہ
 نہیں ہے جو مرتبہ شوہر کا ہوتا ہے حتیٰ کہ ماں باپ کا بھی دنیا میں جتنے رشتے

داود علیہ السلام سے نکاح کرنا مشورہ لیا کہا سلیمان علیہ السلام سے پوچھ پھر رہے
 کہ وہ سات برس کے بچے تھے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے ایک چوب پر سوار
 تھے اوس نے جا کر اون سے پوچھا کہا زرسرخ یا سیمفید کو اختیار کر گھوڑے سے
 بچ کہیں جگہ ضرر نہ پہنچا دے وہ آدمی کچھ نہ سمجھا کہ یہ کیا کہا داود علیہ السلام نے
 ذکر کیا فرمایا زرسرخ سے مراد کواری عورت ہے سیمفید سے مراد بیاری عورت
 عورت ہے اس کے سوا جو عورت ہے وہ مثل اس پر بدگام ہوتی ہے بعض اوقات
 میں آیا ہے کہ تم اپنے لطف کیلئے اچھی جگہ دیکھو خیال کرو اپنی اولاد کو کس جگہ نہ
 رکھو اپنا اثر دکھائی ہے یعنی جس کسی کے اصل میں کسی پشت میں کچھ بھی فساد
 نسب یا فسق و فحش ہوتا ہے تو ضرور ہی اس کا اثر عورت میں آتا ہے البتہ عورت
 سے بچنا چاہیے معلوم ہوا کہ جس خاندان میں فسق موروثی چلا آتا ہے حقوق
 شوہر کے ضائع کرنا خدا سے نڈیادین کا برباد کرنا دستویہ ہے اوس جگہ ہرگز نہ
 نہ کرے اوس جگہ کے لائق وہی بہائم سیرت و وحش سریت لوگ ہیں جو مثل اوس
 ہوئے ہیں الخبیثات الخبیثاتین والخبیثون الخبیثات قائل
 اس بات کا تجربہ ہر عظمہ پیدا مغز ہوشیار دلو حاصل ہے کہ جب میان بی بی
 میں سے ایک فاسق ایک صالح ہو گا تو ہرگز اون دونوں کے بیچ میں موافقت
 نہ رہے گی وہ اپنی صلاح کے طرف جھکیگا یہ اپنے فسق کے طرف جھکیگی باہم مدعویت
 کے جب ہی اچھا برتاؤ ہوتا ہے کہ دونوں فاسق فاجر ہوں آدھریاں زنا کرین
 آدھریاں بی یار آتش رکھیں یا دونوں صالح ہوں جس طرح میان زنا نہیں کرتے
 اس طرح بی بی کو بھی غیرت و شرم ہو قائل کہ بعض روایات میں آیا ہے
 کہ خضار و من سے بچو پوچھا کہ خضار و من کیا ہے کہا خوبصورت عورت ہے
 جو بڑی جگہ سے اُلگی و من کہتے ہیں گھوڑی کو جہان گوہ موت کوڑا کرکٹ ملوہ

اب تم انہیں سے جسکی پیروی کرنا پسند کرو اور اسکو اختیار کرو معلوم ہوا کہ سمارک
 دین میں مال جمال حسب کچھ چیز نہیں ہے ان سب پر دنیوی کو ترجیح دینی
حکایت ایک شخص نے جن بصری سے کہا میری ایک لڑکی ہے تم بتاؤ کسکے
 ساتھ اسکا بیاہ کروں کہا اس شخص سے نکاح کر جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اگر
 اس لڑکی کو چاہیگا تو اسکا اکرام کریگا اگر دشمن رکھیگا تو اسپر ظلم نہ کریگا
 ہوگا کہ دیندار کو بیٹی دینے میں ہر طرح کا فائدہ ہے خواہ شوہر اسکو چاہے یا
 نہ چاہے فاسق فاجر بد دین بدعتی مشرک کو بیٹی دینے میں سراسر نقصان ہے
 اگر نا پسند ہوئی تو ظلم کریگا ان نفقہ مهر وغیرہ نہ دیکھا جاہل سے تو لڑکا رکھیں گے
 نہ چھوڑے گا نہ کوئی حق اسکا ادا کریگا **حکایت** ایک حکیم سے کسی نے کہا فلا
 شخص نے فلاں عورت سے منگنی کی ہے پیغام نکاح دیا ہے پوچھا وہ عقل مند
 میں بھرپور ہے کہا ان کہا بہتر ہے اس سے بیاہ کرو معلوم ہوا کہ عورت کے
 حقیقین وہ مرد اچھا ہے جو عقل و دین و لون رکھتا ہو احمق جاہل بد دین شوہر
 اچھا نہیں ہوتا **فائدہ** کوارسی لڑکی سے نکاح کرنا مستحب ہے اسکا دین خوش
 ہوتا ہے اسکا رحم صاف تنہا ہوتا ہے وہ تھوڑی چیز پر خوش ہو جاتی ہے میٹھو
حدیث عویم بن ساعدہ میں مرفوعاً آیا ہے مگر بجائے خوشبودار شیرین دین
 فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے پوچھا تھا کہ تم نے کوارسی سے نکاح کیا ہے یا بیاہ
 سے جابر نے کہا بیاہی سے فرمایا کوارسی سے کیونکہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا
 تجھ سے کھیلتی متفق علیہ اس حدیث سے ترجیح کوارسی کی بیاہی پر ثابت ہوئی
 ایک بات کوارسی میں یہ بھی ہوتی ہے کہ اسکو جس راہ نیک پر لگا لگ سکتی ہے
 بخلاف بیاہی کے کہ وہ از سرودہ کار ہوتی ہے نافرمانی کرتی ہے دوسرے شوہر کو
 کیسا ہی اچھا کیوں نہ پسند نہیں کرتی الا ماشاء اللہ **حکایت** ایک حکیم

اولاد کو نہ ہوئی لڑکیاں ہوتیں اور بھون لے بھی اسباب فسق میں مردوں کے
 کان کترے جیسا و شرم کو بالائے طاق رکھ دیا دین کو جواب صاف دیدیا بھولے
 سے یاد ہو کے سے اگر کسی فعل بد سے توبہ بھی کر لی تو پھر اوسکا پستاد و سوان
 روح ہو گیا سخت مذمت و رنج گلے بندھا کر یہ کیا بیوقوفی کی حرکت ہوئی کہ
 ہم نے توبہ کر لی عیش میں خلل ڈالا شراب چھوڑ کر اپنی تندرستی میں نقصان
 ع باز ہوا ہے چیمچم آرزو ست ہنشتہ جوانی میں اگر یہ خیالات فاسد ہوئے
 تو بھی بڑے تھے تماشا تو یہ ہے کہ جتنی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے عیش جوانی
 کی ہوس شہوت رانی کی طمع بڑھتی جاتی ہے ع آخر عمر میں واول بیماری
 دل **فانل** کا مستطرف میں لکھا ہے کہ سارا عیش اسباب پر بیوقوف ہے
 کہ جو رونیک خصلت طے ساری ملایا ہے کہ جو رو بد کردار اتھ لگے جس سے
 نہ دل خوش ہو نہ آنکھ ٹھنڈی حکمت سلیمان علیہ السلام میں لکھا ہے
 کہ عورت عقلمند شوہر کے گھر کو آباد کر دیتی ہے عورت احمق گھر کو ڈالتی ہے۔
 حکایت عمر و کندہ نے جب ام ایاس و خنوعوف شیبانی سے نکاح کیا
 تو لڑکی کی ماں نے رخصت کے دن اپنی بیٹی کو یہ وصیت و نصیحت کی کہ ایسے
 بیٹی آج تو اوس گھر کو چھوڑاتی ہے جہاں پیدا ہوئی تھی اور اوس گھر کے
 ترک کرتی ہے جہاں اب تک رہی ہے تھی ایسے شخص کے پاس جاتی ہے جسکو
 تو نے کبھی نہیں پہچانا ایسے ہمنشین سے تجکو کام پڑتا ہے جس سے کبھی راہ
 و رسم الفت تھی تجکو چاہئے کہ تو اوسکی لونڈی بن جاؤ تیرا غلام ہو جاو گیادہل
 باقین کردہ تیرے لئے ذخیرہ ہو گا ایک رضا باقناعت دوسری سمع باطاعت
 تیسری دیکھتی رہنا اوسکی نگاہ کا کہ تجھ پر بے موقع اوسکی نگاہ نہ پڑے چوتھی
 حفظ اوسکے ناک کا کہ وہ تجھ سے سوا خوشبو کے بدبو نہ سونکھے پانچویں چٹنی

نصیحت تار بہ نصیحت

جمع ہوتا ہے خضر اوی کہتے ہیں سبزہ کو سویہ سبزہ اگر چہ خوشنما نظر آتا ہے و لکھو بھاتا
 مگر نجاست کی جگہ پر آگاہ ہے اسلئے کسی کام کا نہیں ہے اسبطرح جو عورتیں ظاہر
 میں خوش صورت حسین جمیل نظر آتی ہیں مگر بے گھڑنے کی ہیں نہ نسب
 درست نہ حسب موجود یا فاذان فسق و فجور و شیطنت و ظلم کی ہیں اولئے ہرگز
 نکاح نہ کرے وہ درحقیقت سبزہ نجاست گاہ ہیں او کی نجاست بخوبی او میں
 شخص میں اثر کر گئی اسکو بھی فاسق فاجر بدوین عیاش بے حیاء غیر بنایا
 اگر اولاد پیدا ہوئی تو وہ بھی اوسی رنگ و ہنگ کی ہوگی اللھم احفظنا
 و اول خبث الماء خبث تراہ و اول خبث الفم خبث
 المناکح یعنی پہلی نجاست پانی کی یہ ہے کہ اوسکی مٹی جہان وہ پانی ہے عیشت
 ہو اور پہلی نجاست قوم کی نجاست نکاح کی ہے یعنی ایسی جگہ بیاہ کیا ہے جہاں
 نجاست تھی حکایت جعفر بن سلیمان ایک دن اپنی اولاد پر خطا ہوئے کہ یہ
 ویسے نہیں ہیں جیسا میں چاہتا تھا یعنی نالائق ہیں اوسکے بیٹے احمد بن
 جعفر نے کہا تھے کہ مدینہ کی فاسق عورتوں کو اختیار کیا حجاز کی کنیز و کھو
 رکھا تمھارا لفظ انہیں کے اذام سے نکلا پھر تم چاہتے ہو کہ اولاد شریف و عیبت
 ہو ہم ویسے نہوں جیسے حجاز کی لکائیان ہیں تو بھگیا ہوں تھنے وہ کام ہو
 نہ کیا جو تمھارے باپ نے کیا تھا کہ عمدہ سے عمدہ عقل و دین کے گھڑنے کی عورت
 اختیار کی تھیں میں کہتا ہوں کہ یہ جواب نہایت سچا و شایستہ ہمارا رویہ
 نے جب سے حفظ نسب چھوڑ دیا ہر طرح کی عورتیں بڑی گھرو کی جمع کر لیں
 نکاح سے یا بے نکاح تب سے ساری اولاد او کی خراب ہو گئی تھے کچھ شہدے
 حرام زادے بدوین بد صورت بد سیرت جاہل پیدا ہونے لگے پھر مفت کمال
 ہاتھ لگا کر کھیلے خوب ہی دھوم و دھام فسق و فجور کی چالی یہاں تک کہ جس نے

انکے گھر وں ہوا ایک دروازہ پر ایک بوڑھیا بیٹھی تھی اوسکے پاس ایک لڑکی
تھی مین نے کبھی ایسی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی پاسبان تھی مگر مین
اوسکے پاس جا کر پانی مانگا بڑھیلے کہا کیا پیا چاہتے ہو مین نے کہا جو میسر آ جاو
لڑکی سے کہا جاو وہ لے آئے شخص مسافر معلوم ہوتا ہے مین نے پوچھا یہ لڑکی
کون ہے کہا جبریر کی بیٹی زینب نام قبیلہ بنی منطلہ کی ہے مین نے کہا فارغ
ہے یا مشغول کہا فارغ ہے پوچھا تم اسکا بیاہ مجھ سے کر سکتی ہو کہا ہاں اگر تم
اوسکے کفو ہو گے مین واپس چلے گئے لڑکی کو دوپہر کو ذرا سا سو رہی مگر غنیمت آئی
نماز پھر پڑھ کر دو ایک عرب اشرف کو ہمراہ لیکر پاس عم ذخر کے گیا اوسنے میرا
استقبال کیا پوچھا کدھر تشریف لائے مین نے کہا تمہاری جنتی زینب سے نکاح
کرنا چاہتا ہوں کہا بہتر ہے اوس سے نکاح کر دیا جب نکاح ہو گیا تو مین اپنے
جی مین پشیمان ہوا کہ یہ کیا کام مین نے کیا بنی تمیم کی عورتین تو سخت دل
ہوتی ہیں ارادہ کیا کہ طلاق دیدوں پھر کہا کہ ایک بار مل لوں دیکھوں کیا حال
ہے اگر پسند آئی تو خیر ورنہ پھر چھوڑ دوں گا غرض کہ جب سہ ماہ کی عورتوں نے اسکو
رخصت کر کے میرے گھر مین بھیج دیا تو مین نے کہا سنت یہ ہے کہ جب بی بی گھر
مین آوے تو مرد و دو رکعت نماز پڑھے اللہ تعالیٰ سے اوسکی خیر چاہے اوسکے شر سے
پناہ مانگے جب مین وضو کو بیٹھا وہ بھی وضو کرتے لگی جب مین نماز پڑھی اسنے بھی نماز پڑھی
پھر اوسکی چھو کر یوں نے آنکر میرے کپڑے اتارے چلو ایک زعفران کا رنگا ہوا کپڑا
پہنا دیا جب مین اوسکے ساتھ اکیلا ہوا ماتھے بڑانا چاہا تو اوسنے کہا ذرا ٹھہرو
پھر ایک خطبہ پڑھا جسکا مضمون بعد حمد و نعت کے یہ ہے کہ مین ایک عورت غریب
ہوں مین نہیں جانتی کہ تمہارے اخلاق کیسے ہیں اسنے تم مجھ سے کہہ دو
تمکو کیا بات پسند ہے کیا نا پسند ہے تاکہ مین تمہارے پسند کا کام کروں نا تو

رکھنا اوسکے کھانے سوئے کے وقت کا کیونکہ بھوک سے آگ بھڑکتی ہے نیند میں
 خلل آنے سے غصہ بڑھتا ہے ساتوین اٹھوین حفاظت کرنا اوسکی بچہ بست
 رعایت رکھنا اوسکے حشم و خدم و عیال کا نوین دسویں نافرمانی نہ کرنا کسی
 کام میں فاش نہ کرنا اوسکے بھید کا کیونکہ جب تو اوسکے حکم کو نہ مانگی تو اوسکے
 سینے میں غصہ کی بھڑک پیدا ہوگی جب تو اوسکے راز کو فاش کرگی تو اوسکے
 بد عہدی سے پھر جگوا من نہ رہیگا خیر واریہ کبھی نہ کیجو کہ جبوقت وہ غم میں ہو
 تو اوسکے سامنے ہنناش لبناش بکریٹھے جب وہ خوش ہو تو تو اوسکے روبرو
 رنجیدہ صورت فکر مند شکل ہو کر آوے اوس ٹکی نے یہ ساری وصیت
 اپنی مانگی قبول کی اللہ تعالیٰ نے اوسکو نہایت شریف نجیب نامور بنکنا
 کیا یا آرام رکھا اوسکے پیٹ سے حارث بن عمرو دادا امر بن القیس بادشاہ
 پیدا ہوئے سبحان اللہ یہ بی بی خدا جانے کہاں کی عقل کامل لانی تھی اس
 وصیت میں وہ عمدہ باتیں بتائی ہیں کہ اب زر سے لکھی جاوین تو بھی
 حق او کی قدر شناسی کا ادا نہو جو عورت اسطرح کا برباد شوہر سے رکھو گی
 وہ ہمیشہ عیش و راحت پائیگی جو اسکے خلاف کرگی وہ شوہر کو اپنا دشمن بالکی
 اتو یہی ہوتا ہے کہ شوہر تو رنجیدہ ہوتا ہے مگر یہ او کی روبرو خوب بھڑک
 آتی ہیں جب وہ لبناش ہوتا ہے تو یہ اوسکو دو چار باتیں ایسی سنائی
 ہیں کہ ساری خوشی اوسکی خاک میں لجاتی ہے :

فصل

بیستم بن عدی طائی نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ شعبی نے کہا شریح سے ملا تھا
 ہوئی جہ سے کہا تم بیاہ کرو تو بنی تمیم کی عورتوں سے کرو یہ نہایت عقلمند ہوا
 میں نے کہا تم نے او کی کیا عقلمندی دیکھی ہے کہا ایک جنازہ سے پھر کر میرا گذر

خازن کتب

اگر تمھاری خوشی ہو میں نے کہا ان تم ہر سال ایک بار آیا کرو اور اس طرح کی صحبت
 کر جایا کرو غرض کہ بنیٰ برس تک میں نے اوس بی بی سے کوئی ایسی بات نہ
 جس پر عیب لگاؤں میرے ہمسایگی میں ایک مروت گندی تھا وہ اپنی جو رو کو ہمیشہ
 ٹھونکتا بیٹھا رہتا انتہی یہ حکایت کیا ہے سراسر نصیحت ہے حکایت زن
 و فاحیۃ الحیوانین لکھا ہے کہ تاریخ و سیر والوں نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں
 بزمانہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام ایک مرد اسحق نام تھا اوسکے چچا کی بیٹی سارے
 اہل زمانہ میں نہایت جمیل تھی وہ اوس پر فریفتہ تھا اتفاقاً وہ مر گئی یہ اوسکی قبر پر بیٹھیں
 ایک مدت تک بیٹھا رہا اوسکا جی کس طرح اوسکی زیارت سے بھرتا تھا غم کھاتا ہو
 لکن سیری نیت نہیں بھرتی کیا غم ہے مریکا کہ طبیعت نہیں بھرتی یہ ایک کن
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوسط طرف سے گذر ہوا دیکھا کہ وہ شخص اوسکی قبر پر
 بیٹھا ہوا رو رہا ہے کہا تو کیوں روتا ہے اسو اسحق کہا اے روح اللہ میرے چچا کی
 بیٹی میری بی بی تھی میں اوسکو بہت چاہتا تھا وہ مر گئی یہ اوسکی قبر پر مجھ کو
 اوس سے صبر نہیں آتا اوسکے فراق نے مجھ کو مار رکھا ہے مہنت چھیڑ کر یا رہے
 جدا ہوں یہ اے مرگ میں آپ ہی مر رہا ہوں یہ عیسیٰ نے فرمایا تو چاہتا ہے
 کہ میں اوسکو اللہ کے حکم سے زندہ کروں کہا ان اے روح اللہ عیسیٰ نے
 قبر پر کھڑے ہو کر کہا کھڑا ہو جا اے قبر والی اللہ کے حکم سے وہ قبر بھٹ گئی اوسمیں
 سے ایک کالا آدمی باہر نکلا جسکے تنھنوں اور آنکھوں اور نافہ و جسمے اگل نکلتی تھی
 وہ کہنے لگا لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ و کلمتہ و عبدہا و سیدہا
 اسحق نے کہا اے روح اللہ یہ وہ قبر نہیں ہے جس میں میری بی بی ہے وہ قبر تو
 یہ ہے ایک اور قبر کی طرف اشارہ کیا عیسیٰ نے اوس سیاہ مرد سے کہا تو جاجس
 حال میں ہے وہ مر کر گر پڑا اوسکو قبر میں چھپا دیا پھر دوسری قبر پر کھڑے ہو کر

بات سے بچوں اسلئے کہ تمہارا بیاہ تمہاری قوم میں اور میرا بیاہ میری قوم میں
 ہو سکتا تھا لکن جب اللہ کسی امر کا حکم فرماتا ہے تو اسے طیرح ہوتا ہے اب تم میرے
 مالک ہوئے تو جو حکم خدا کا ہے وہ کرو مجھ کو اچھی طرح رکھو یا احسان کے ساتھ خدمت
 کرو و اقول قولی هذا واستغفر الله العظیم لی و لک و لجمیع المسلمین
 شریع کہتے ہیں اور سوقت پھر مجھ کو بھی خطبہ پڑھنا پڑا میں نے بعد حمد و نعت
 یہ کہا کہ سنو بی بی جو بات تم نے کہی ہو اگر تم او سپر قائم رہو گی تو میں خوش رہوں گا
 اور جو تم نے خلاف اوس کے کیا تو تمہی حجت قائم ہوئی میں فلاں کام پسند کرتا ہوں فلاں
 ناپسند تم جو بات میری اچھی دیکھو اوسکو مشہور کرنا جو بات میری بُری دیکھو اوسکو
 چھپانا اوس نے کہا بھلا سسرال والوں سے ملنا جتنا چاہتے ہو میں نے کہا
 میں نہیں چاہتا کہ سسرال والے مجھ کو اگر گھیر لیں تمہارے ہمسایوں میں تم کو
 آنا پسند ہے کسکا ناپسند ہے میں نے کہا فلاں قوم کے لوگ صالح ہیں فلاں
 قوم کے لوگ بد ہیں یعنی اون صلحار میں سے جو کوئی آوے مضائقہ نہیں ان
 فاسقوں کا گھر میں آنا بچا ہے پھر میں اوس کے پاس شب باش ہوا عجب شرے
 میں رات کئی ایک سال تک کوئی بات خلاف مرضی نہ دیکھی سال جبر کے بعد جب
 مجلس قضا سے پھر کر گھرا یا دیکھا کہ ایک بوڑھا بیٹھی ہوئی اسرو نہی کر رہی ہے
 میں نے کہا یہ کون ہے کہا تمہاری ساس ہے میں نے کہا صاحبہ اہل و عیال
 اوس نے کہا السلام علیک میں نے و علیک السلام کہا مجھ سے پوچھا تم
 اپنی بی بی کو کیسا پایا میں نے کہا نہایت اچھی بی بی ہے بہت موافق ہمنشین
 ہے تنہ اسکی بہت اچھی تعلیم کی نہایت خوب ادب سکھا یا اسکے ساتھ اچھی یا
 ک جنہ اک اللہ خیر کہا تم کو اگر کوئی بات اسکی بُری لگے تو کوڑے لگاؤ میں
 کہا نہیں بلکہ نہایت مودب مہذب ہے پوچھا میں کبھی تنہ لکھنے کو آیا کرو

پھیر دی تجکو جو میں نے تجکو دیا ہے وہ مرکزِ کرپری عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی
چاہے کہ ایسے آدمی کو دیکھے جو کافر مرا بھرا اللہ نے اسکو طلبا یا پھر مسلمان کر کے مارا وہ
اوس کالے مرد کو دیکھے اور جو کوئی چاہے کہ ایسی عورت کو دیکھے جو ایمان پر مری پھر
اللہ نے اسکو زندہ کیا پھر کافر کر کے مارا وہ اس عورت کو دیکھے بقدرہ اسحق اسٹری
نے اللہ سے عہد کیا کہ میں کبھی بیاہ نہ کروں گا اور ریشمان ہو کر روتے ہوئے جگمگ
رستہ لیا دسیری صاحبِ حیاتۃ النبیون کہتے ہیں وفی ہذا الحکایۃ اعظم
عبیرۃ لاولی الالباب وہی من اعجب ما لیجمع فی التوفیق والخذلان
نسأل اللہ السلامة وحسن الخاتمة بچاہ محمد والہ انھی
بعقہ عورتیں کہتی ہیں تقدیر میں اگر مغفرت ہے تو ہوگی آدمی ساری عمر بے کام
کرتا ہے دوزخ ایک بالشت بجاتی ہے بہشت میں نبت لکھی ہوتی ہے تو خاتمہ خیر
ہو جاتا ہے کوئی شخص ساری عمر نیک کام کرتا ہے بہشت ایک بالشت بجاتی ہے پھر
وہ دوزخی ہو جاتا ہے یعنی ہم بہشت میں جاویں گے گو ساری عمر بے کام کریں یا سزا
پہنیں یا ناج گانے کھیل تماشے میں رہیں تو دوزخ میں جاؤ گے گو کسی ہی اچھے کام
کیون نہ کرو لی لی صاحب نے یہ مسئلہ تو سنا تھا کہ خاتمہ موافق تقدیر کے ہوتا ہے مگر
مسئلہ یاد نہ رکھا کہ دنیا میں پیچان دوزخی بہشتی کی یہی ہے کہ دوزخ میں جانو
دوزخ میں کے کام کیا کرتا ہے آخر دم تک اوسی افعال بد میں پھنسا رہتا ہے بہشتی
ہے وہی کام بہشت والوں کیسے ہوتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کل مہلک
خلق لہ ۷ ہر کسی راہِ کار سے ساختہ میل اور اولش انداختہ ورن
شریف میں فاسقوں کا ذکر کافروں کے ساتھ کیا ہے بالشت بھر کافروں دوزخ بہشت
سے رہنا جسکا حدیث میں ذکر آیا ہے اسکا مطلب لی لی صاحب نے اولنا سمجھا اسکا
یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہ کئے جاوے ممت میں بہشت ہوگی تو ضروری ملکی بلکہ

تکمیل خاتمہ

فرمایا اوٹھ کھڑا ہواے ساکن قبر اللہ کے اذن سے وہ عورت اوٹھ کھڑی ہوئی
 اپنے منہ سے خاک چھارنے لگی علیہ السلام نے پوچھا تیری بی بی یہی ہے کہا
 اے روح اللہ فرمایا اسکا ماتھے پٹیکے لیجا وہ اوسکو لیکر چلا اوس مرد کو فیدائے لگی
 عورت سے کہا کہ میں تیری قبر پر جا کتے جا گئے مگر کیا میں چاہتا ہوں ذرا آرام لیں
 اوس نے کہا اچھا وہ اوسکے زانو پر سر رکھ کر سو گیا کجا از سوۃ صندل صدا
 عمر بہ تواند شد؛ علاج در دوسہ راز انوئے آن دلستان داند؛ وہ سوٹا تھا کہ
 اتفاقاً ایک شہزادے کا گزریا وہ یاد شاہ زادہ نہایت حسین و جمیل اچھی شکل و صورت
 تھا ایک عمدہ گھوڑی پر سوار یہ عورت اوسکو دیکھ کر فریفتہ ہو گئی جلدی سے اٹھ کر
 اوسکے پاس گئی جب اوس نے اس عورت کو دیکھا اوسکے دل میں بھی محبت آئی عورت
 نے کہا تو مجھ کو بچل اوس نے عورت کو ہمراہ اپنی گھوڑی پر سوار کر کے رستہ لیا شوہر
 نے جاگ کر دیکھا نظر نہ آئی تلاش میں نکلا گھوڑے کے نشان پر چلا دو نو کو پایا شاہزادہ
 سے کہا میری بی بی مجھے دے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اوس عورت نے انکار کیا
 کہا میں تو اسکی کنیز ہوں شوہر نے کہا نہیں بلکہ تو میری بی بی اور میرے چچا کی
 بیٹی ہے اوس نے کہا میں تجھے نہیں پہچانتی میں تو اس شاہزادہ کی لونڈی
 ہوں شاہزادہ نے کہا تو میری کنیز کو بگاڑنا چاہتا ہے اوس نے کہا واللہ وہ میری زوجہ
 ہے عیسیٰ بن مریم نے اوسکو اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے وہ مر گئی تھی اتنی میں عیسیٰ
 علیہ السلام آگئے یہ یقین آپس میں جھگڑ رہے تھے آخر حق نے کہا اے روح اللہ کیا یہ
 میری وہ بی بی نہیں ہے جسکو تجھے اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے فرمایا ان عورت
 نے کہا اے روح اللہ یہ جھوٹ بولتا ہے میں اس شاہزادے کی کنیز ہوں اوس
 شاہزادہ نے بھی یہی کہا کہ یہ میری کنیز ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو وہ نہیں
 ہے جسکو میں نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا ہے کہا نہیں واللہ اے روح اللہ فرمایا

وہی مرد ہوتا ہے جو عورت کی بدکاری پر راضی رہے ایسے شخص پر بھی ختم
ہے ان جو اس کام پر راضی نہیں ہے سخت نیرازنا چار عاجز ہے اور نچھوڑنے میں
کسی غیر کا مجھ سے تو کیا عجب کہ وہ معذور رکھا جاوے واللہ یعلم وانتم لاتعلمون

فصل

عبدالملک نے کہا جو کوئی مرے کے لئے نکاح کرنا چاہے تو وہ جاریہ
بربر ہے جو اولاد کے لئے نکاح کرنا چاہے وہ فارسیہ سے نکاح کرے
جو کوئی اپنی خدمت کیلئے نکاح کرنا چاہے وہ رومیہ سے نکاح کرے مین کہتا ہوں
جو کوئی دین برباد کرنے کے لئے بے غیرت ہونے کے لئے غلام بننے کے لئے لیل
خوار ہونے کے لئے نکاح کرنا چاہے تو وہ کسی امیر رئیس آسودہ صاحب ولایت
و حکومت سے نکاح کرے النشار اللہ تعالیٰ پھر نہ آبرو باقی رہے گی نہ شرافت حسب
و نسب حکایت اسمعی کے پاس ایک آدمی آیا ایک عورت سے نکاح کر نیک
مشورہ لیا او بخون نے کہا وہ عورت قصیر النسب ہے یا طولیہ النسب او اس نے
کہا اسکا کیا مطلب ہوا کہا قصیر النسب وہ ہے کہ فقط باپ کے ذکر پر اکتفا ہو مگر
النسب وہ ہے کہ جب تک سارے گھرانے کا ذکر نہ کیا جاوے کوئی او سکو جانے
پہچانے نہیں پھر کہا خبردار ایسی عورت سے ہرگز نکاح نہ کرنا کہ جسکے پاس دنیا
بہت ہو مگر کمینہ طبیعت ہو تیرا نسب سبکدہ بالکل ضائع ہو جاوے گا جتنی عورتیں
آسودہ گھر کی ہوتی ہیں یا خود کسب طرعی آسودگی رکھتی ہیں یہ سب کمینہ طبیعت
ہوتی ہیں الا اشار اللہ تعالیٰ نہ انہیں کسب طرعی کا ادب ہوتا ہے نہ عقل کمینوں
کی طرح انکی گفتگو ہوتی ہے کمینوں کی صحبت پسند کرتی ہیں متانت تہذیب
لیاقت انسانیت سے کچھ واسطہ نہیں رکھتیں **فائدہ** عورت خالصہ
وہ ہوتی ہے جسکا ذکر مستطرف میں لکھا ہے کہ حجاج نے حکم بن ایوب کو لکھا کہ عبدالملک

افواج زنان

مطلب ہے کہ اگر تحسے اتفاقاً بعض گناہ ہو گئے ہیں تو سزا امید نہ ہونے سے پہلے
تدارک اوسکا کر لو اگر آخر عمر تمھاری اچھے کام میں گزریگی تو امید نجات کی ہے اسکے
سوا یہ مسئلہ بھی یاد نہ رکھا کہ جو لوگ ساری عمر بد کاموں میں رہتے ہیں تو جبکہ لئے
انتظار موت کا کرتے ہیں اوکی تو قبول نہیں ہوتی ایسے لوگوں کا ذکر قرآن شریف

میں سچراہ کفار کے آیا ہے صاف فرما دیا ہے لیست التوبة للذين يعملون
السئیات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الالان ولا الذین
یموتون وھم کفاس ہر حال میں بیوں کے الفاظ و کلمات کا ضبط کرنا مشکل ہے
یہ سب آثار قیامت کے اور علامات سوء خاتمہ کے ہیں ایسی عورتوں سے کسی
مسلمان کو نکاح کرنا درست نہیں ہے قرآن شریف میں فرمایا ہے زانیہ کو زانی
بیاہتا ہے زانی سے زانیہ ہی نکاح کرتی ہے مومنہ پر یہ کام حرام ہے بے شبہ
الہی حق و صدق ہے ہرگز فاسق و مومن کا نباہ نہیں ہو سکتا ہے ہر جگہ یہی بات
دیکھی سنی کہ جب میان بی بی و دونوں حرام کار ہوتے ہیں یا دونوں نیکو کار تو
خوب نباہ ہوتا ہے جب ایک زانی شرابی ہو اور دوسرا نہوا تو نباہ نہیں ہو سکتا
ایک نہ ایک دن وہ عورت شوہر کو چھوڑتی ہے کسی فاسق زانی بدکار بدگرو
سے جا چھنتی ہے کیون نہ چھنے اللہ نے جنت و دوزخ دونوں کیلئے کچھ لوگ
بنائے ہیں اولے دنیا میں وہی کام ہوتے ہیں جیسے وہ بنائے گئے ہیں -
کبوتر یا کبوتر زاغ باز زاغ بد کند چھنس یا چھنس پر وازہ ایسی عورت
جب اپنے شوہر سے طالب جدائی ہو تو اوسکو بھی یہی چاہئے کہ اوسکی طلبت
اوسکو علم دے کہ اسے تاکہ اس ناخوشی کی طلاق سے وہ جنت سے محروم رہے
نکاح بھی کرے تو حکم زانیہ میں ہو جب عورت ناخوش ہو کسی طرح شوہر سے
راضی نہ ہو تو پھر اوسکو زبردستی اپنے نکاح میں رکھنا کیا ضرور ہے و توت

کہا کیونکر کیا اسلئے کہ تم سی عورت مجھ کو ملی میں خدا کا شکر کرتا ہوں مجھ سے مرد کو ملنا تم کو کتنی
 ہوشا کر صابر و دلون بہشت میں جاؤ گے دنیا میں ایسی بھی لی بیان ہوتی ہیں
 جو ایسے شوہروں کے ساتھ بستر کرتی تھیں آیتو شوہر جس قدر بہتر ہوتا ہے اوتنا ہی بہتر
 ٹھہرتا ہے جس قدر کہ ظرف کمینہ جاہل حیوان مطلق ہوا اوتنا ہی عورت کو زیادہ پسند
 آتا ہے عزیز ہوتا ہے **فصل سیاحین بد عورت کے چ**
 حکمت داؤد علیہ السلام میں لکھا ہے کہ بد عورت ایسی ہے جیسے جال شکار کا جیسے
 خدا راضی ہوتا ہے وہی اس جال سے بچتا ہے کسی نے کہا بد عورت ایک طوق ہے
 جسکی گردن میں خدا چاہتا ہے ڈالتا ہے **حکایت** ایک اعرابی سے پوچھا بعد
 وشر یہ کون ہوتی ہے کہا جسکا بدن لاغر ہو گوشت کم ہو حیض بہت آوے بیمار
 کرے زرد رنگ ہو مخموس طبیعت ہو زبان دراز بد لگام ہو اتراوے غمر سے
 کرے آنکھ میں مروت و حیا و لمین و فا و صفا ہو ہر بات کا جواب دے جلدی سے
 کو دپڑے زبان کیاتے ایک حربہ ہے ہر بات پر طعن کرے بے تعجب ہنسنے بے سبب
 رووے قہقہہ زن ہو سخن اپن کرے بے ادب بے محاط ہونا ک آسمان پر چوڑائی
 میں چلا کر بوئے ہر بات پر دھمکاوے ڈراوے آواز بلند کرے نیکی کو چھپاوے
 بد کو نکو بھلاوے زمانے والوں کو شوہر پر غلبہ دے شوہر کی مدد اہل زمانہ پر کمر
 و لمین خاوند کی گنجائش نہ رکھے نہ آوے سے خوف کرے خوشی خان ہوا کردہ ٹھہر
 میں آوے تو یہ گھر سے باہر جاوے یا علوہ جا کر بیٹھے جب وہ باہر نکلے تو یہ گھر میں طبع
 کرے وہ ہنسنے تو یہ رووے وہ رووے تو یہ ہنسنے و عاکم کرے بدعا بہن کرے
 ہر کسی کو سے کاٹے سبکی بڑا بیان یا درکھے نیکی شوہر کی یا کسی شخص کی یاد نہ کرے
 بھول جاوے پردہ کرے آپ ہی ظلم کرے آپ ہی رووے زبان پر کروزوڑ
 و لمین دولت و حکومت کا غرور ہو ترک فجور سے آنسو بہاوے بیوجہ غم کرے

بن مروان کے لئے ایک عورت ایسی تلاش کرو جو دور سے جمیلہ نزدیک سے ملے جو
 قوم کی شریف اپنے نفس میں ذلیل شوہر کی تابعدار ہو حکیم بن ایوب نے جواب لکھا
 کہ ایسی عورت ملی مگر اسکی چھاتیاں بڑی ہیں تنہا نے لکھا کہ عورت کا حسن
 جب ہی یور ہو تا ہے کہ چھاتی بڑی ہو بستر پر شوہر کو گرم کرے بچے کو پیٹ بھڑو
 پلاوے حکایت عبدالملک نے اکبر عطفانی سے کہا عورت حسین کی تعریف
 کرو کہا بہتر پھر تعریف کی کہ قدم چکے ہوں آئری بھر پو پو نیڈلی ملائم ہو زانو
 بجاری ہوں رانیں ملی ہوئی ہوں بازو پر گوشت ہوں ہتھیلیاں نرم و نازک
 ہوں سینہ اونچا گول کرا را ہو رخسارے سرخ و سفید ہوں آنکھ سرسبز ہوں
 بھون بالون سے بھری گٹھی ہو ہونٹ سرخی لئے ہوں پیشانی کشادہ و شگفتہ
 ہوناک تیز ہو دانت سفید چمکے ہوئے ہوں بال خوب ہی سیاہ و لمبے ہوں گردن
 خوشما ہو پیٹ و باہوا ہو عقبہ الملک نے کہا بھلا ایسی عورت کہاں مل سکتی ہے
 کہا خالص عرب یا خالص فارس میں میسر آسکتی ہے میں کہتا ہوں حدیث
 شریف میں قریش کی عورت کو بہتر فرمایا ہے حق میں شوہر و اولاد کے مگر جو کہ صحیح
 النسب ہوں کسی طرح کا خلل اصل میں واقع نہوا ہو قاعلاً ایک حکیم نے
 کہا تو ایسی عورت اختیار کر جسے نعمت میں پرورش پائی ہو پھر اسکو محتاجی
 پیش آئی ہو تو نگری لے او میں اثر کیا ہو محتاجی نے اسکو ادب سکھایا ہو ایک
 شخص نے کہا میرے لئے ایسی عورت لاجو ہمسایوں کے گھر جاتی ہو ہمسایوں کے
 گھر میں نہ آئے ہوں یہ اسلئے کہا کہ عورت کا زیادہ ملنا جلتا ہر گھر والوں سے خوب
 فساد ظاہر و باطن کا ہوتا ہے حکایت عمران بن قحطان کی بی بی ہنا
 حسین جمیل شکیل تھی یہ بہت ہی بد صورت مگر وہ شکل تھے اونھوں نے
 ایک دن اپنی بی بی سے کہا اگر خدا چاہے گا تو میں اور تم دونوں بہشت میں جاؤ گے

وہ انکار دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حکیم نے کہا ساری عورتیں بدین
 ان سے زیادہ یہ بات بد ہے کہ بے ان کے نہیں بننا یعنی چارنا چار گناہ سے بچنے کیلئے
 ان سے نکاح کرنا پڑتا ہے جس کو اس کا کوئی نیک عورت ملے گی جس کا شر و باپ ہو
 تو اس کو دنیا میں چین و آرام ہے ورنہ وہ بیچارہ دوزخ میں گرفتار رہتا ہے
 لکن یہ دوزخ اس کو اگر صابر ساکت ہے تو اکیڈن انشاء اللہ تعالیٰ بہشت
 میں پہنچا دیگی اللہ کے پاس کوئی عمل ضائع نہیں ہوتا صبر کا اجر بے حساب ہے
 یہ بہشت دنیا جہنم عورت خوشی خان بن کر رہتی ہے شوہر کو سخت رنجیدہ رکھتی
 ہے اکیڈن اس کو جہنم کی سیر کراو گی ظلم و نا انصافی کی سزا ضرور پائی گی ہر نیک
 انجام نیک ہوتا ہے ہر سبکی کا انجام بد ہوتا ہے ۵ دریں ہر گز یہ آخر خندہ اب
 مرد آخر بدین مبارک بندہ الیست ۶ حکما نے کہا ہے عورت پر کبھی بھروسہ نہ کرے
 مال پر ہرگز ٹھنڈ نہ لاوے کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو حدیث میں عورت کو
 شیطان کا جال فرمایا ہے ایسی عورت سے پناہ مانگی ہے جو تیرے پاؤں سے پہلے بوڑھا
 کر دے جب تک خوشی سے بھر ہو لبر کرے ہرگز اس قوم کی جدائی پر رنج نہ لاوے
 حکیم کہتے ہیں جب تو عورت کو کسی کام سے منع کرے گا تو وہ اس کو ضرور کرے گی قیامت
 ان کی ایک یہ بھی علامت لکھی ہے کہ مرد عورت کو کی اطاعت کرے جسے جو رو کی تابعدار
 کی اس نے اپنی جان و آبرو ضائع کی مال برباد کیا علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے
 کہ عورت سے کبھی مشورہ نہ لے اگر لے تو اس کے خلاف کرے یہ بھی فرمایا ہے کہ عورت کو
 کسی حال پر مطلع نہ کرو نہ کسی مال پر او کو امین سمجھاؤ کی عادت ہے کہ خیر کو بھول
 ہین شر کو یاد رکھتی ہین بہتان باندھنے میں مشاق ہوتی ہین فسق و فطیان
 میں طاق ہوتی ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس نے اپنا کام عورت پر ڈالا
 وہ ذلیل و خوار ہوا ایک حکیم نے کہا ہے تو خلاف کر عورت وہوے نفس کا چھتر تو

منہ بٹھاوے شوہر کو ناحق ناروا ستاوے سو ایسی عورت کو خداویل و شبور میں
 مبتلا کرے اور سکے کئے کی پوری سزا و جزا اس کو دے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ جب یہ
 سارے وصف کسی عورت میں جمع ہوں تبھی وہ بد ٹھہرے بلکہ جو نسا و صف ہو کا
 اتنی ہی وہ عورت بد ٹھہری جاوے گی اور جو اکثر یا سب او صاف جمع ہیں تو پھر کیا اچھا
 اربشیلا کی کچھ ضرورت نہ رہی **قائل** مستطرف میں لکھا ہے جو عورت شوہر کو
 دشمن رکھتی ہے اس کی بچان یہ ہے کہ وقت صحبت کے آنکھ اس کی طرف سے پھیر لی
 ہے گو یا کسی اور طرف دیکھ رہی ہے اگر دوست رکھتی ہے تو اس کی طرف نظر
 کرتی ہے وافر علیہ السلام نے فرمایا ہے بد عورت حتمین شوہر کے ایسی ہے
 جیسے ایک بڑا بوجھ کسی بہت لوڑھے آدمی پر لا دیا جاوے نیک عورت ایسی
 ہے جیسے ایک تاج مرصع سر پر رکھ دیا کہ ہر بار اوس پر نظر پڑتی ہے اس کو
 دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ مرد و عورت ہر ایک
 یا یا بھی گرساری عورت عین ایک بھی نہ ملی عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس
 سے ہوئی دیکھا چار گدھوں پر بوجھ لادے ہوئے چلا جاتا ہے پوچھا یہ کیا ہے کہا تجارت
 مال ہے خریدار کی طلب میں لئے جاتا ہوں کہا اس گدھے پر کیا مال ہے کہا جو
 ستم فرمایا اس کو کون خریدے گا کہا اُمرو و رؤسا سلاطین والیان ملک کہا دوسرے
 گدھے پر کیا ہے کہا حسد فرمایا اس کو کون مولے گا کہا دنیا کے بندے پوچھا تیسرے
 گدھے پر کیا چیز ہے کہا خیانت فرمایا اس کا خریدار کون ہوگا کہا سوداگر لوگ پوچھا
 چوتھے گدھے پر کیا مال ہے کہا مکر و فریب و دغا بازی کہا اس کو کون لے گا کہا عورتیں
 میں کہتا ہوں قرآن شریف میں عورتوں کے مکر کو عظیم المیس کے مکر کو ضعیف
 فرمایا ہے معلوم ہوا کہ مکر و فریب و دغا بازی میں یہ عورتیں شیطان
 سے بھی زیادہ طاق ہوتی ہیں یہ آستانہ میں وہ انکا شاگرد ہے یہ پیر و مرید

من جاننا رہا ہے عورت کی خوبی یہ ہے کہ موافق مرضی کے ہو یعنی جب سیرت
 نہ ہوئی تو صورت کیکر کوئی کیا کرے حکایت ایک شخص نے ایک آدمی سے
 مشورہ لیا کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں کس عورت سے کروں کہا کواری سے
 وہ تیری ہوگی بیاہی نہ کروہ شکوہ نقصان پہنچا دے گی اور جو عورت بچے رکھے
 اوسکے پاس مت پھٹک بے شبہ جس مرد نے اولاد والی عورت سے نکاح کیا وہ
 عذاب میں گرفتار ہوا اگر ایسا ہی اتفاق ہو کہ بیوہ سے نکاح کرے تو بے اولاد
 سے نکاح کرے ورنہ سب سے بہتر کواری ہے گو کالی بد صورت ہو آں سیرت
 کہا ایسی عورت سے نکاح نہ کرو اپنے ہاتھ کو دیکھا ایسی عورت سے کہ جو ترے
 ہاتھ کو دیکھے حکایت حاج نے کہا میرے پاس چار عورتیں ہیں ایک کے
 پاس رات ایسی گذرتی ہے جیسے جوان آدمی آپس میں لہو لعل کرتے ہیں تو
 کے پاس ایسی گزرتی ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی بادشاہ کے پاس ہو۔
 تیسری کے پاس ایسی بسر ہوتی ہے جیسے کوئی گنوار کسی گنوار کے پاس چوٹی
 کے پاس اس طرح رات کشتی ہے جس طرح کوئی عالم درسیان علماء کے ہوں حکایت
 خلیفہ ابوالعباس نے خالد بن صفوان سے کہا کہو یا رب تم کو کیسی عورت پسند ہے
 لوگ تو طرح طرح کی عورتیں پسند کرتے ہیں کہا مجھے تو وہ پسند ہے جو نہ ضعیف نہ
 نہ فانیہ کبیرہ یعنی نہ ایسی چھوٹی عمر کی جس سے کام نہ چلے نہ ایسی بوڑھی جو
 مرنے کو ہو رہی ہو بصورتی سواستقدر کافی ہے کہ دور سے حسین پاس سے
 نمکین معلوم ہوا علی او کا مثل سرو ناز کے ہو اسفل او کا مثل شیلے کے ہو
 یعنی چوڑ بھاری ہون پہلے وہ ناز و نعمت میں رہ چکی ہو پھر اوس فقر و
 فاقہ کی ذلت اٹھائی ہو جب ہم دونوں یکجا ہوں تو اہل دنیا ٹھہرنے جب
 علیہ ہوں تو دونوں اہل آخرت سمجھے جاوین خلیفہ نے کہا ہنہ تمہارے لئے

چاہے سو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عورتوں سے ہر بات پر سنا کر کیا کرانے کسی بات کی
 حامی مت بھرورنہ یہ سربات کا سوال کیا کرنگی یہ بھی کہا کہ تم پناہ مانگا کرو شہر پر
 عورتوں سے اور جو ان میں نیک ہیں اون سے بھی ہوشیار رہا کرو بچا کرو مالک بنس
 کے سامنے ذکر جامع کا آیا کہتا ہے تیرے منہ کا نور تیری پندلی کا گودا ہے اب تجھ کو اختیار
 ہے خواہ زیادہ کر یا کم کر **حکایت** ایک شخص کی بی بی بڑی لڑاکا تھی ہمیشہ
 شوہر سے خصومت کرتی جب وہ خصومت کرتی تو بیاؤ ٹھکراؤس سے جامع کرتا
 ایک دن اس عورت نے کہا میں جب تم سے لڑتی ہوں تم ایک ایسا شفیع بنو غاری
 لاتے ہو کہ میں او کو بچھیر نہیں سکتی معلوم ہوا کہ عورت جامع کرنے سے راضی
 رہتی ہے غصہ و رنج او کا دور ہو جاتا ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ عورت کی
 ذات شہوت پرست تابع ہوا ہے نفس ہوتی ہے او کی رضا مندی غرض
 ان کے شرکاء پر موقوف ہے **حکایت** ایک شخص نے علی مرتضیٰ رحمہ سے کہا میں جب
 اپنی جو رو کے پاس جاتا ہوں وہ کہتی ہے کہ تو نے مجھ کو مار ڈالا قتل کر ڈالا کہا تو
 ضرور او کو اس طرح قتل کیا کہ گناہ اس قتل کا میرے ذمہ ہے حکما دے کہا ہے
 جو شخص قلیل اجماع ہوتا ہے او کا بدن تندرست رہتا ہے او کی کھال پاک صاف
 رہتی ہے عمر زیادہ ہوتی ہے دیکھو حیوانوں میں سب سے زیادہ عمر خچر کی ہوتی ہے
 سب سے کم عسافیر یعنی چڑیوں کی ہوتی ہے اس لئے کہ خچر جامع کرتا ہے چڑیاں جامع
 زیادہ کرتی ہیں عمروہ بن الزبیر نے کہا بعدایان کے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے
 رفعت نفس حاصل ہو مگر منکح صدق یعنی سچا نکاح اچھی عورت سے اولیٰ
 کفر کے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے وضاعت نفس ہو مگر منکح سوہر یعنی سوہر
 نکاح کرنا جال کا ذب ہے حسن مخلف ہے یعنی خوبصورتی کا بھر و سناہیں یہ
 تھمنے کی چیز نہیں ذرا سی بیماری میں صورت بگڑ جاتی ہے عمر بڑھنے سے

حاد و محدود عورت ہے جو زینت نہیں کرتی شاکل - شکل - شکل - شکل - وہ عورت
 ہے جسکا پچاس چارواں حصہ حسان وہ عورت ہے جو پارسا با عصمت عفت
 مجنون نے لیلیٰ کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے ۵ لقا اصحت منی حصا نا کبریتہ
 مطهرۃ لیلیٰ من الفحش والکفر + یعنی لیلیٰ فحش و منکر سے بالکل پاک ہے -
 خذ علی احمق عورت کو کہتے ہیں اگرچہ حماقت جو ہر ذاتی ہر عورت کا ہے لکن انہیں
 آسودہ حال ہوتی ہے اسکی عقل بالکل ماری جاتی ہے غریب محتاج عورت کی
 حماقت تو چھپ بھی جاتی ہے اسکا عیب ظاہر نہیں ہوتا مگر والدہ عورت کی حماقت
 سب پر ظاہر ہو جاتی ہے گو وہ اپنے خیال میں سب سے زیادہ عظمند کیوں نہ ہو -
 خروس وہ عورت ہے جسکے دودھ کم ہو خرمل بے وقوف عورت کو کہتے ہیں
 خرکیع فاجرہ فاسقہ عورت کو کہتے ہیں یا اترائے والی خرمہ باز کو وارس کہتے ہیں
 حیض والی کو وفسس کہتے ہیں حقار رعنار بلہار کو جسکو کچھ عقل و شعور نہ ہو
 کمینہ مزاج پجوری ہو وائر وہ ہے جو شوہر سے لڑے اور بدظن ہو ر کبوح
 وہ ہے جو شدت شہوت سے خوب ہی چٹے لیٹے رشوق وہ عورت ہے جسکے
 تنہ سے خوشبو آوے رصوف وہ ہے جسکا بدن تنگ ہو زلیع بق وہ ہے جو بد
 ہو سافر وہ ہے جو اور حسی او تار کر بیٹھے سلفع وہ ہے جو پیچھے چلائے بد زبان
 بدظن تیز مزاج بے لحاظ ہوا ایک روایت میں آیا ہے بدتر عورتوں میں وہ عورتیں ہیں
 جو سلفعہ ہیں آؤں کو بھی سلفعہ کہتے ہیں جو کم گوشت جلد چلنے والی ہو پٹلی باز
 اوں کے ہلکے ہون شموع وہ ہے جو دل لگی باز کھنڈ رہنہ شور ہو صدوف وہ
 جو پیچھے نہیں پھیرے پھیرتی طرف جسکے صہر صلق وہ بوڑھا ہے جو پیچھے چلاؤ
 شروع وہ ہے جو حرام کار ہو صمچ مولیٰ عورت تمام الخلق کو کہتے ہیں صمناک
 وہ ہے جو مٹا پے سے بھاری بھر کم نظر آوے طامع وہ ہے جو شوہر کو دشمن رکھے

ایسی عورت تلاش کر لی ہے کہا کس جگہ ہے کہا رفیق اعلیٰ میں خیت کے اندر لب
 تم اوسکے لئے عمل کرو کہ وہ تمھارے ماتھے لگے **حکایت** ایک اعرابی تجربہ کار
 عورتوں کے حال سے واقف کار تھا اوس سے پوچھا کون عورت افضل ہوتی
 ہے کہا جو کھڑے ہونے میں سب عورتوں سے لنبی معلوم ہو جب بیٹھے سب میں
 بھاری بھکم نظر آوے جب بات کہے سچ بولے جب اوسکو غصہ آوے حکم کو پہلی جاوے
 جب ہنسنے متبسم ہو یعنی قہقہہ مارے جب کوئی چیز بناوے تو عمدہ بناوے شوہر کی
 مطیع ہو گھر سے باہر نہ نکلے قوم میں عزت پر اپنے نفس میں ذلیل ہو چاہنے والی جتنے
 والی ہو ساری کام اوسکے لائق تعریف کے ہوں **فائدہ** اہل علم نے کہا ہے
 آخر عمر مرد کی اول عمر سے اچھی ہوتی ہے حکم پر جاتا ہے غصہ گھٹ جاتا ہے شہانت
 زیادہ ہو جاتی ہے سیرت عمدہ حاصل ہوتی ہے تجربہ کامل ہو جاتا ہے چہرہ نورانی
 ہو جاتا ہے آخر عمر عورت کی اول عمر سے بدتر ہوتی ہے جمال جاتا رہتا ہے زبان و راز ہوجاتی
 ہے تجربہ نہیں جتنی بدخلق بدبودار ہو جاتی ہے سارا بدن و جسم ڈھیل پڑ جاتا
 ہے **فائدہ** حسن کی صفت یہ ہے کہ رنگ سرخ زردی مائل ہو سائیں میں زیادہ
 بیٹھے پسینے میں خوشبو آوے گویا ایک مورتی ہے ڈیامین رکھا قرآن شریف میں
 فرمایا ہے وعند ہم قاصرات الطرف عین کافقن بیض ملکون او
 پس عورتیں ہیں نچی نگاہ کھتیاں بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ ایشے ہیں چمچے دھڑے

فصل ما بین الفاظ صفات نسار کے

الوقوف وہ عورت ہے جسکی ناک خوشبودار ہو بیروںک وہ عورت ہے جو بیاہ
 کرے اور اوسکا بچا بالغ ہو لغبی حرام کار عورت کو کہتے ہیں جو نہا کرتی ہے خواہ
 بازار کی بیٹھنے والی ہو یا خانگی حاسرہ عورت ہے جو سر یا بازو یا سینہ کو لگڑی
 ان چیزوں کا کھولنا شرعاً عورت پر حرام ہے اگرچہ گھڑی کے اندر یہ وضع دار کی ہوتی

سلف کہتے ہیں پُرانے آدمی کو معصومہ وہ ہے جو بھرپور جوانی کو نہیں چھوڑی ہے حیض
 آنے لگا معوطار وہ ہے جو عطر بہت ملتی ہے معقاب وہ ہے جو ایک مادہ ایک
 نر جنے مغیب وہ ہے جسکا شوہر غائب ہو مقلات وہ ہے جسکا بچانہ جئے مختار
 وہ ہے جو وقت جماع کے بہت خسرے کرے گویا پاگل ہے مہراق وہ ہے جو بہت
 ہنستی رشتی ہے کسی جگہ نہیں ٹھہرتی عورت کے لئے بہت ہنسنا چلا کر بات کرنا
 چیخنا ہر جگہ جانا عیب ہے قرآن شریف میں فرمایا ہے بہت منکر آواز گھر سے کی
 آواز ہے تابد وہ ہے جسکی چھاتیان اونچی بلند کھڑی ہوں نشور وہ جسکی لاد
 بہت ہو نشور وہ جسکے اولاد کم ہو نکوح وہ جو پستہ قد ہو ایسی عورت غالباً ہنپا
 شریغیر پارسا چالاک بے باک ہوتی ہے یہی حال مرد پستہ قد کا ہے کہ وہ بھی بڑا
 متفنی بد نفس بد اندیش فسادی موزی ہوتا ہے الاما شاء اللہ ہدی
 وہ عورت ہے جو تحفہ میں پاس کسی مرد کے بھیجی جاوے جس طرح بادشاہوں کے
 بیان ڈولا جاتا ہے ہلوک وہ ہے جو فاسقہ فاجرہ ہے مرد و نپر کرتی ہے شرم
 نہیں کرتی اسکا نام ہلوک اسلئے رکھا ہے کہ اسکی آخرت بالکل خراب ہے وہاں یہ
 ہلاک ہوگی ارطہ رائڈ کو کہتے ہیں آناۃ وہ ہے جو دیر میں جگہ سے اونٹے پرزہ
 وہ ہے جو مجلس میں بیٹھ کر دوسرے بات چیت کرے مگر پارسا ہو بہکنہ جو تروتازہ
 جوان عمر ہو ایسی ہی عورت پر یو جوان لوگ زیادہ بہکتے ہیں بہتانہ وہ ہے جسکی
 پونخ شودار ہو بات نرم کرے کام اچھا کرے مسکرائے سیکر وچ ہو جالعم وہ ہے
 جسکو شرم کم ہو جدا بروہ ہے جسکی چھاتی چھوٹ ہو خشک وہ ہے جو بد صورت
 کالی درشت مزاج ہو طلعہ وہ ہے جو شرم کی اور ٹھنی اپنے سر سے اوتاڑا
 حیا کو بالائے طاق رکھ دے بے شرمی ہر انسان سے بڑی ہے مرد ہو یا عورت مگر
 عورت کا بے شرم ہونا قیامت ہے خصوصاً سامنے غیر شوہر کے سالقہ جو وقت مصیبت

دوسری طرف نگاہ کرے قابل وہ ہے جسکا خاوند نہیں عروہ وہ ہے جسکو
 شوہر چاہتا ہے وہ شوہر کی مطیع ہے عروہ وہ ہے جو اپنی شرمگاہ میں خیا
 کرے بنفس ہو غطل وہ ہے جسکا گلزار نور سے خالی ہے عفضا ج و
 ہے جسکا پیٹ بڑا ہو گوشت لگا ہوا ہو عفر وہ ہے جو سیکو بد یہ تحفہ نہیں دیتی
 علوق وہ ہے جو سوا خاوند کے کسی دوسرے کو نہیں چاہتی عفتص وہ
 ہے جسکو شرم و حیا نہ ہو گوشت ہلکی بذکی ہوانے جانے میں کثیر الحکرتہ ہو
 لیسۃ قدائر لے والی غمرے کرنیوالی آپ کو دیکھنے والی کج خلق باتولی بکواس
 کرنیوالی بدبودار ہو عوان وہ جو شوہر رکھتی ہو غطل وہ ہے جسکی گردن
 لنبی ہو جسم اچھا ہو قروک وہ ہے جو شوہر سے بغض رکھے قاعدہ وہ ہے
 جسکے نہ بچا ہونہ خاوند نہ حیض قرآن شریف میں ذکر قواعد کا آیا ہے میں
 جسکے دودھ کم ہو قروہ عورت ہے کہ جو کوئی اوسکو باغہ لگا دے وہ منہ
 نہ کرے تہمت کے کام و جگہ ہے نہ بچے بدنامی کی پروا نہ کرے کا عیب وہ ہے جسکا
 سببہ اوٹھا ہوا گول کرار ہو قرآن شریف میں آیا ہے و کو اعب اترا ابا
 کنو وہ عورت ہے جو شوہر کی محبت کا حق نہ سمجھے ناشکری کرے نیکی یاد نہ
 رکھے بدی یاد رکھے لفوت وہ ہے جسکے کوئی بچا دوسرے مرد سے ہو وہ
 بچے کی طرف جھکے شوہر سے خبر نہو مہنات وہ ہے جو فقط لڑکیاں جنے
 مذکار وہ ہے جو فقط بیٹے جنے مہر اسل وہ ہے جسکا شوہر مر گیا ہے یا شوہر
 ہے مگر اوسکو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ طلاق دیا یا یہ دوسرے کیلئے بناؤ کرے خط خط
 بھیجے مہر اسل اوس عورت کو بھی کہتے ہیں جسکی بیٹی پر بال ہوں نکاح کرنیوالا کو
 پیغام سلام بھیجے مہر عاج وہ ہے جو ایک جگہ نہ تھے مسلف وہ ہے جسکی عمر
 پینتالیس برس کی ہو اوسکا شمار بوڑھو نہیں ہے اسلئے کہ سلف سے مشتق ہے

چھاتیان لنبی او بیہوشی ہون ہتھ مار جسکی کمر پٹی ہو فصل بیائین کبار مستورات کو

ف زواج میں یہ حدیث لکھی ہے لعن الله المتبتلين من الرجال لئن
 یقولوا ان لا تترقی و المتبتلات اللاتی یقین ذلک یعنی جو مرد عورت یہ
 کہے کہ میں بیاہ نہیں کرتا وہ ملعون ہے یعنی باوجود خوف زنا اور قدرت ادا
 حقوق کے ایسا کہے والا فلا دیکھنا طرف اجنبیہ کے باوجود خوف فتنہ کے اور ہاتھ
 لگانا او سکوا اور خلوت کرنا اوس سے حرام ہے یہ مضمون صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے
 اس لفظ سے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا کان کا زنا سنانا یا کانکا زنا بات کرنا ہاتھ کا زنا
 پکڑنا یا کانکا زنا چلنا ہے پھر دل چاہتا ہے شرکاء سچا کرے یا جھوٹا یہی حکم عورت کا
 نسبت مرد اجنبی کے ہے پھر یہی حکم امر و جمیل کا ہے کہ اوسکے ساتھ بھی تینوں
 کام حرام ہیں ف قرآن شریف میں نہی فرمائی ہے اس سے کہ عورتیں جو
 سے سخن کریں لا یسخرن قوم من قوم الی قوله لا النساء من النساء نہی
 واسطے تحریم کر آئی ہے سخر یہ کہتے ہیں کسی کو بنظر حقارت دیکھنا ابلیس نے آدم کو
 بنظر حقارت دیکھا تھا ملعون مطرود ہو گیا اسبطرح عیب جوئی کرنا غیبت کرنا کسی
 بڑا القب رکھنا یہ سب کام نبض قرآن حرام ہیں اس میں عورتیں بنسبت مردوں کے
 زیادہ مبتلا رہتی ہیں غیبت کرنا انکی عبادت ہے عیب جوئی کرنا انکی عادت ہے
 ف جلیغوری کرنا گناہ کبیرہ ہے قال تعالیٰ ہما من مشاء بنیم عتل بعد ذلک
 نہ نیم مراد زیم سے ولد الزنا ہے ابن المبارک نے اس آیت سے یہ استنباط کیا ہے
 کہ ولد الزنا بات نہیں چھپاتا یعنی خواہ مرد ہو یا عورت یہ نہ چھپانا اوسکا مستلزم
 مشی بہ نسیم ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ نام ولد الزنا ہوتا ہے ف لونڈی یا بی
 سے دہر میں صحبت کرنا گناہ کبیرہ ہے حدیث میں اطلاق کفر و لعنت کا اس فعل پر آیا ہے

آواز بلند کرے منہ پر پٹا بچے مارے سلقہ زبان و راز فاشہ بدکار عورت کو کہتے ہیں
 سلقہ وہ ہے جسکو حیض دُبر سے آوے صلفہ وہ ہے جسکو شوہر کے پاس
 کچھ غائب ہو خاوند اسکو دشمن رکھے ضمہ ہار وہ عورت ہے جسکو حیض ہی نہیں
 عیبی وہ جسکا کوئی بچا نہیں مگر افرار وہ ہے جسکے بال بہت ہوں بھاری
 چوٹی ہو یہ وصف عورت میں محمود ہے کہلہ وہ ہے جو تین برسکی ہو یا چونتیس
 برسکی اکاؤں برس تک کیونکہ تین برس کے بعد عورت جوانی سے اوتر جاتی ہے
 مگر اب تو بسبب قرب قیامت کے چالیس پچاس برسکی عورتیں بھی جوان عورتوں
 کے کان کترتی ہیں انکو اگر کوئی جوان نہ کہے تو سخت بُرا مانتی ہیں اوکسی صورت
 سے بزار ہو جاتی ہیں جو کوئی یہ کہے کہ ابھی تمہاری کیا عمر ہے ابھی دن عیش و عشر
 کے ہیں دیکھو تمہاری کانٹھی پر مین تین ہی برسکی عمر معلوم ہوتی ہے تناحق
 بوڑھی بنی جاتی ہوا بھی کیا گیا ہے تمہارے عشق میں کتنے لوگ خاک چھان رہے
 ہیں لختنا مر جسکے بدن بدبو آوے بہن دیکھا ہے کہ جو عورتیں شراب پیتی ہیں
 اوکا منہ سند اس سے کچھ کم نہیں ہونا انہیں بے حیالی بھی زیادہ آ جاتی ہے
 ستہری صاف بھی نہیں رہتیں شوق کا نشہ اوترے تو طہارت کا سلیقہ آوے
 ماجر زانیہ کو کہتے ہیں مرد و وہ مطلقہ کو کہتے ہیں کیونکہ خاوند نے
 اوکو رو کر دیا ہے وہ خدا کے گھر سے بھی مرد ہو جاتی ہے مسافحہ زانیہ کہتے ہیں
 بدکار کو کہتے ہیں مسافحہ وہ جو عورت سے سحاق کرے اس بلا میں بھی بہت عورتیں
 مبتلا ہیں بعض ایسی استاد ہیں کہ اوھوں نے یہ بھی کیا زنا بھی کیا یا رہی
 آشنا کا مزہ بھی کچھا شرابخواری بھی کی غرض کہ کوئی فعل بد کوئی رسم بدعت
 کوئی کفر و شرک نہ چھوڑا کرتے دم تک مزاگناہ کا نہ گیا مقضاۃ وہ ہے جسکے دو
 راہیں ایک ہو گئی ہوں مومرا مکار عورت کو کہتے ہیں و طہار جسکی

نہیں ہے تو بھی یہ کام حرام ہے ان شوہر کے لئے آراستگی کرنا عطر لٹنا جائز ہے مجلس
 کے لئے آسیطرح بغیر اون شوہر کے گھر سے باہر جانا یا کسی کے گھر جانا گناہ کبیرہ ہے
 مگر کسی ضرورت شرعی سے آسیطرح نشوز کرنا بی بی کا خاوند سے گناہ کبیرہ ہے
 مراد نشوز سے مخالفت ہے یعنی اگر شوہر نے کوئی نصیحت کی او سکونما کسی صحبت بہ
 سے منع کیا یا کسی کام ناجائز سے روکا قبول نہ کیا صحبت کرنا چاہا انکا رکیا وہ مراض
 ہو کر الگ سورما ف بے سبب جو روکا خاوند سے طلاق مانگنا گناہ کبیرہ ہے حضرت
 نے فرمایا ہے ایسی عورت پر جنت کی ہوا حرام ہے بعض عورتیں فقط اسلمی طلاق مانگتی
 ہیں کہ خاوند انکو خلاف شرع کاموں سے منع کرتا ہے وہ چاہتی ہیں کہ کسی فاسق فاجر
 سے علاقہ رکھیں جو انکے ایسے کاموں میں شریک رہے اونپر سوائے حرمت جنت کے
 دوزخ بھی واجب ہو جاتی ہے ان اگر طلاق نہونے سے کوئی غل ایان ولام
 زوجہ میں آتا ہے اور خوف کفر کا ہے تو طلع کر لینا یا طلاق لے لینا جائز ہے ورنہ
 حرام ف عورت کو مردانہ وضع اختیار کرنا کبیرہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایسی عورت
 بہشت میں بن جائیگی آسیطرح دیوث مرد جو عورت کی بدکاری پر خاموشی خواہ
 مرد عورت کی شکل بنے جیسے مخنث، جحرے وغیرہ کیا کرتے ہیں یا عورت مردانہ
 لباس پہنے ہتیا رابند سے گھوڑے پر سوار ہو مردانہ جو تاپہنے مردوں کی طرح باجیت
 کرے غرضکہ ایک جنس کو دوسری جنس کی خاص وضع اختیار کرنے سے جنت
 حرام ہو جاتی ہے استحقاق جہنم کا اٹھ آتا ہے زواج میں دیانت و قیادت کرنا
 درمیان مرد و عورتوں کے کبیرہ شمار کیا ہے دیانت کہتے ہیں دیوثی کو قیادت
 کہتے ہیں کٹنا پن کرنے کو ع قحہ چون پریشود پیشہ کند دلالی پ ف مرد کا عورت
 پر تہمت زنا کی لگانا اور عورت کا مرد پر تہمت زنا کی کرنا گناہ کبیرہ ہے قاذف پر
 حد آتی ہے آسیطرح حکم تہمت لواطت و ساقن کا بھی ہے آتہنہ گھوڑے مارنے کا

بیان کرنا عورت مرد کا تفصیل جامع گو گناہ کبیرہ ہے ایک بی بی حضرت سے کہا تھا انھن
 لیفعلن فرمایا انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شیطان کسی شیطانہ سے ملکر سانسے
 لوگوں کے صحبت کرے سو جسطرح یہ بات گناہ کبیرہ ہے اسی طرح یہ بھی کبیرہ ہے کہ مرد
 اپنی جو رو سے سامنے کسی عورت یا مرد اجنبی کے جماع کرے یہ دلیل پوجیائی وقت
 دین اور فساد اجنبیہ پر **ف** بھڑکانا بی بی کا خاوند پر اور بالعکس گناہ کبیرہ ہے
 حدیث میں اس فعل پر لعنت آئی ہے عقد کرنا مرد کا اپنی محرم سے نسباً یا رضا
 یا معاہدہ گو وہ طہی کی ہو گناہ کبیرہ ہے راضی ہونا طلاق دینے والیکہ ساتھ حلالہ
 اور مان لینا زن مطلقہ کا اس امر کو اور راضی ہونا زوج محلل بہ کا ساتھ اوکے
 گناہ کبیرہ ہے حدیث میں تحلیل پر لعنت آئی ہے یہ سب معاصی کبار میں **ق**
 بیاہ کرنا کسی عورت سے اور جی میں یہ ہے کہ میں اوکا مہر نہ دوں گا اگر وہ مانگے
 گناہ کبیرہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایسا شخص خدا سے مثل زانی کے ملے گا ایک بی بی
 دوسری بی بی پر ترجیح دینا برا ظلم و تعدی گناہ کبیرہ ہے دنیا شوہر کا حق واجب
 زوجہ کو جیسے مہر و نفقہ اور ادا نہ کرنا بی بی کا حق شوہر کو جیسے تمتع بغیر عذر شرعی
 کے گناہ کبیرہ ہے **ف** ادا نہ کرنا عورت کا حقوق خاوند کو کبیرہ ہے اسی طرح ترک کرنا
 مرد کا حقوق بی بی کو عورت پر زور اور اسی بات پر جو خلاف مرضی شوہر کرتی ہے ذکر
 لعنت اور خدا کے غضب کا احادیث صحیحہ میں آیا ہے لکن جو نافرمانی یہ قوم پر
 ازواج کی کرتی ہے وہ کوئی شخص نہیں کرتا اس نافرمانی کی وجہ سے سارے عوام
 فرض و نفل بی بی کی برباد جاتی ہے حق جہنم ٹھہر جاتی ہے **ف** حدیث صحیحہ
 آیا ہے عورت جب عطر ملکر مجلس میں آتی ہے تو وہ زانیہ ہے سواہ ابوداؤد
 والترمذی اسی طرح عطر لگا کر عورت کا مسجد میں جانا کبیرہ ہے نبی اسرائیل کی
 عورتیں بن ٹھکر عطر ملکر ساجدین آتی جاتی تھیں اونپر لعنت پڑی اگر خوف فتنہ

ایسے ہی کاموں سے جہنم لیتی ہے حینت حرام ہو جاتی ہے **ف** قرآن شریف میں طہی
الحمد بیٹ پر وعدہ عذاب الیم کافر مایا ہے اس لفظ کے دو معنی ہیں ایک پینہا پینا
قصے کہانی کی کتابوں کا دوسرے سننا سنانا گانے مزامیر کا ان دونوں کاموں کا شوق
جستہ ریہودہ عورتوں کو ہوتا ہے خصوصاً زنان امرار کو وہ دوسرے کو نہیں ہوتا
مستغنی می حسن فسانہ عجائب بوستان خیال انکا وظیفہ رہتا ہے گانا بجانا کھیلنا
کرنا لہو و لعب بن بصر ز سر مشغول رہنا دوسرے کو او سین شریک کرنا انکا تانا بانا
سے حالانکہ یہ دونوں امر گناہ کبیرہ ہیں بلکہ کبھی بعض یہ افعال سرحد کفر تک بھی پہنچاؤ
ہیں جبکہ عادت راستہ ہو کر دلوں کو طرف رسائل مسائل کے پھیر کر بد عقیدہ عاشق طبع
کر دیتے ہیں اور کسی طرح بھی انکی لذت انکے جی سے نہیں جاتی ہے مرتے دم تک
توبہ نصیب نہیں ہوتی ہے مزامیر کا سننا کوئی سا باجا کیون نہ ہو قطعاً حرام ہے اتفاقاً
علماء نے انکا ناجب کہ وہ کسی مضمون خلاف شرع پر شامل نہ ہو گو جائز ہے مگر وجود اسکا
محال تستار وغیرہ کو سب سے پہلے عراق میں زنادقہ نے نکالا تھا تاکہ لوگ نماز و ذکر
خدا سے باز رہیں دنیا میں جتنی اقسام لہو و لعب کی ہیں وہ سب حرام ہیں مگر وہ
جیسے گھڑ و کرنا یا خانہ کالی بی سے ہنسنا کھیلنا **ف** عورت کا شعر اشعار میں ذکر
مرو کا کرنا مضامین عشق کا باندھنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ مرد کے حق میں بھی کام
حرام ہے اس بلا میں بھی اکثر عورتیں مبتلا رہتی ہیں جو خود شاعرہ نہیں ہوتی ہیں
اور اردو و خان یا فارسی دان ہیں وہ شعراء کے دواوین دیکھ کر لذت اوٹھاتی ہیں
ایسے مرد عورت ستر خا فاسق کہلاتے ہیں خصوصاً دیوان بانصاحب یا واسطہ
اور دیوان شعر پڑھنا یا مول لینا جنہیں کہ ذکر فواحش کا ہوتا ہے تعجب نہیں کہ عورتوں
اور مردوں کو ایمان سے باہر نکال کر سیر جہنم کی کراے لغو ذی اللہ منہ **ف** اکثر
کبار ایسے ہیں کہ انہیں مرد عورت سب برابر ہوتے ہیں خاص کبار مردوں

حکم قاذف کو خاص قرآن میں آیا ہے اس تہمت پر لعان ہو کر جدا ہی ہو جاتی ہے پھر تمام
 عمر دونوں جمع نہیں ہو سکتے اس بلا میں اکثر مرد عورت گرفتار رہتے ہیں دوسری
 آیت میں لعنت بھی آئی ہے وکیل ہے اس بات پر کہ قذف کرنا گناہ کبیرہ اور سخت ظلم
 ہے خصوصاً جبکہ یہ تہمت مرد و عورت پارسا پر ہوف حدیث میں آیا ہے جو عورت
 داخل کرے کسی قوم پر اوس سچے کو جو ان میں سے نہیں ہے تو وہ جنت میں بخاوی
 بلکہ دوسری حدیث میں ایسے آدمی کو جو غیر کا بیٹا بنے کا ذکر کیا ہے امرار گھر میں کبیرہ
 رات دن موجود رہتا ہے پتھ زنا سے تو کسیکا ہوتا ہے اور بچا شوہر کا ٹھہرا دیتے ہیں
 پھر وہ بچہ اوس فرضی باپ کا وارث ہو جاتا ہے ایسی عورت پر جنت حرام ہے وہ
 والنسب تنسب کا چھپانا برابر کا فرمودے کے ہوتا ہے نسب میں کسیا ہی بار نکاح
 کیون نہ ہو ظاہر کر دے ورنہ ہمیشہ سے محروم جہنم میں جانا ہوگا اسطرح طعن
 کسی کے نسب ثابت میں گناہ کبیرہ ہے عورتیں غصہ میں اگر ضد سے کسیکو کم
 کہنے لگتی ہیں حدیث میں اس بات کو کفر فرمایا ہے کفر کی جزا جہنم ہے ف طفل
 بے ریش یا عورت سے دُبر میں جماع کرنا گناہ کبیرہ ہے جو عورت اس کام پر
 راضی ہوتی ہے اوسکا حکم اور فاعل کا حکم معصیت میں برابر ہے حضرت نے فرمایا
 ہے فاعل و مفعول کو قتل کرے اللہ نے اسکا کم کا نام فاحشہ و جہیہ رکھا ہے اس
 فعل پر لعنت بھی آئی ہے اسطرح بہائم سے جماع کرنے پر حضرت نے فرمایا ہے زنا
 عورتوں کا آپس میں سحاق ہے یہ بھی فرمایا ہے کہ راکبہ و مرکوبہ کی گواہی قبول نہیں ہے
 سحاق و مساحت اسکو کہتے ہیں کہ ایک عورت دوسری عورت سے وہ کام کہیں
 جو کام مرد و عورت سے کرتا ہے اس بلا میں اون امرار کی عورتیں زیادہ مبتلا ہوتی
 جنسے شوہر خبر نہیں ہوتی اور انکو مرد میسر نہیں آتا بلکہ بعض ناپاکین باوجود شوہر
 ہونے کے بھی اس کام کو زیادہ لذت جانتی ہیں پھر بعدہ کسی مرد کو بھی پسند نہیں کرتیں

اگر دشمن دوست بنکر آتا ہے تو یقین کر لیتی ہیں دوست کو صاف بات کہنے پر
دشمن سمجھ لیتی ہیں خود تو کم عقل ہوتی ہیں مگر عقلمند مردوں کے کان کترتی ہیں
شوہر کو بیوقوف احمق بنا لیتی ہیں صبر کی توفیق کبھی نہیں ہوتی اپنی غرض
کے مقابلہ میں نہ خدا سے غرض رکھیں نہ رسول سے واسطہ نہ شوہر سے کام نہ مایگی
پر واپسے تکلف حالت غضب اور رنجیدگی میں کلمات کفرانکے منہ سے نکلنے لگتے ہیں
حدیث میں آیا ہے بعض کلمہ آدمی کہتا ہے اور اسکو ہلکا سمجھتا ہے لیکن اس کلمہ کے
سبب سے جہنم میں چلا جاتا ہے غرض کہ عورت کی ذات مجموعہ سیئات ہوتی ہے
مگر جسکو اللہ بچائے **ف** جس طرح بعض اہل علم نے اون عورتوں کا ذکر کیا ہے
جو صالحات تھیں اور اونکا شمار اولیاء اللہ میں کیا گیا ہے اس طرح کتاب بہار دانش
وغیرہ میں بعض تجربہ کاروں کی عورتوں کے چلن اور اونکے فریب و مکر بھی ہے
بلکہ خود اللہ نے شیطان کے مکر کو ضعیف اور عورتوں کے مکر کو عظیم فرمایا ہے
اس سے بڑھ کر کیا کیسی گواہی ہو سکتی ہے مسلمان عورتوں کو یہ حال سن کر سیکڑے
زیادہ اللہ سے ڈرنا چاہئے جس خاوند نے عورت کے حقوق ادا نہ کئے وہ بدستور
گنہگار ہے اوسکو سزا جزا اوسکے گناہ کی ملے گی یا باوجود زوجہ کے فسق و فجور خصوصاً
زنا میں مبتلا رہا تھا تو وہ اپنے عمل کی پاداش ضرور پائیگا دنیا میں لائق رجم تھا
اگر یہاں بچ گیا تو وہاں کیا کرے خصوصاً وہ شخص جس نے یہ کام کھل کھلا کئے ہیں اور جو
شخص مستور بحال رہا اللہ کو اوسکے عذاب کہئے اور معاف کرنے کا اختیار ہے وہ توبہ و
استغفار کرے یا اپنے اوپر حد شرعی جاری کر اگر باک ہو جائے اس طرح جو عورت حقوق
شوہر کے ادا نہیں کرتی ہے وہ بے شک بڑی بلامین مبتلا ہوگی اگر زانیہ ہے تو
رجم ہو چکی اگر فاسقہ ہے تو سزا فسق کی پائیگی اگر مستورہ ہے تو مشیت الہی میں
ہے لیکن آفت تو یہ ہے کہ اکثر عورتیں بے باکانہ حال اپنے فسق و فجور کا مجلس میں

یا عورتوں کی بہت کم ہیں اسلئے اس جگہ کثرتِ قلت دیکھی جاتی ہے ارتکا کی طرح
 جس قدر عورتوں میں ہوتا ہے اوتنا مردوں میں نہیں ہوتا کیونکہ شرفا میں بہت دیکھا
 ہے کہ باوجود فاسق ہونے مرد کے عورت پارسا رہتی ہے پھر جو مرد خود عالم
 درویش یا صالح ہیں ان کی عورتیں بھی غالباً پارسا و نیکیخت ہوا کرتی ہیں سار
 خرابی اور گمروغین ہے جہاں آسودگی اور بددینی جمع ہو گئی ہے بلکہ جو عورتیں
 ظاہر میں پارسا ہیں وہ خاوندوں سے چھپکر شرک و بدعت کرتی ہیں اور جو میاں
 ہیں ان کو تو کچھ بھی خوفِ شوہر کا استعمالِ فسق و کفر و عشق میں نہیں ہوتا ہے
 یہ قوم بہ سبب اپنی نقصانِ عقل و دین کے زبردستی جہنم کو مول لیتی ہے کلماتِ کفر کا
 ان کے منہ سے نکلنا ناشکری خدا و خاوند کی کرنا لعن ملعون غیبت بدگوئی عیب جوئی
 طمعِ محبتِ کناہ و فسق و انہارِ عشق میں مبتلا رہنا تا زروزہ نکرا حقوقِ شوہر کے
 بجانہ لانا خاوند سے طالبِ طاعت ہونا و سکی بے ادبی کرنا جلا کر بولنا خفا ہونا انکی عام
 خصلت ہوتی ہے یہی سب اسباب ان کے لئے موجبِ سکونتِ جہنم کے ہیں اسلئے
 حدیث میں آیا ہے کہ بہت کم ساکنِ جنت میں یہی عورتیں ہوں گی دوسری حدیث
 میں آیا ہے کہ اکثر اہل نار عورتیں ہیں بے رحمی بیوفائی سخت دلی خود غرضی مطلب
 آشنائی انکارِ شیوہ ہے **ف** سب سے زیادہ عیب عورتوں میں یہ ہے کہ وہ سچ کو
 اور سچی بات قبول کرنے سے سخت نفرت و وحشت رکھتی ہیں سب سے زیادہ محبوب
 ان کو جھوٹ بولنا اور جھوٹ سنا ہوتا ہے جب تک اونسے جھوٹ بولے جاؤ خوش
 ہیں سچ بولو تو برا مانتی ہیں حالانکہ جھوٹ بولنا یا جھوٹی بات فریب سے کہنا یا جھو
 گواہی دینا شرع شریف میں برابر شرک کے ٹھہرا ہے یہ قوم اس بلا میں بہت
 مردوں کے بہت زیادہ مبتلا رہتی ہے انسی جھوٹی محبت ظاہر کرو تو خوش ہیں
 سچی محبت کرو تو ناخوش ہیں سارا دار و مدار انکا ظاہر یہ ہوتا ہے ان کے سامنے

خاتمہ الرسالۃ بیان میں ترغیب و ترہیب نکاح کے

حدیث قدسی میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہما یہ ہے نظر ایک تیرہ روزہ ہونا
 البلیس کے تیر و نین سے جسے اس نظر بازی کو میرے و ترسے چھوڑا میں اس کو عوض
 میں اس ترک نظر کے ایسا ایمان دوں گا جسکی عداوت وہ اپنے دلمین پاویگا اسکو
 طبرانی نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے ابویہریرہ کہتے ہیں رسول
 خدا نے فرمایا ہے ہر آنکھ دن قیامت کے رووگی مگر وہ آنکھ جو اللہ کے محارم سے
 بچی رہی اسکو صبر ہانی سے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ نامحرم پر نظر کرنا حرام
 ہے نہ مرد و عورت نامحرم کو دیکھے نہ عورت مرد نامحرم کو اس نظر سے بچنے والا فریدار
 مومن ہے نہ بچنے والا اپنی قیمت کو رووگا علی رضی اللہ عنہ حدیث میں پہلی نظر کو
 جو ناگہان پڑ جاتی ہے معاف کہا ہے دوسری نظر کو موجب گناہ کا بتایا ہے اس کو
 امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابن مسعود نے کہا رسول خدا نے فرمایا ہے
 دونوں آنکھیں دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں شرگاہ زنا کرتی ہے اسکی اسناد
 صحیح ہے اسکے راوی احمد و بزار و ابویعلیٰ بن یعنی کوئی شخص یہ سمجھ کر ہم زنا سے
 بچے ہوئے ہیں اسکے کہ حفظ شرگاہ کرتے ہیں بلکہ آنکھ سے نامحرم کو دیکھنا یا اون
 سے اوکی طرف چلنا یہ بھی ایک طرح کا زنا ہے عورت کو سب سے زیادہ ناگنا جھانکنا آیت
 سیر تماشے کا شوق ہوتا ہے یہ زنا بھی گناہ ہے حدیث ابوسعید میں مرفوعاً
 آیا ہے ہر صبح دو فرشتے پکارتے ہیں کہ خرابی ہے مرد و عورتوں نے عورت کو دیکھا
 سواہ ابن ماجہ و الحاکم و قال صحیح الاسناد ہر او وہ مرد ہیں جو عورتوں کو
 گھور کرتے ہیں او وہ عورتیں ہیں جو مردوں کو ناگنی جھانکتی ہیں دل کا زنا یہ
 کہ بار آشنا کا خیال باندھے زبا کا زنا یہ ہے کہ اسکا ذکر نکالے پھر شرگاہ خواہ
 بچا کر دے یا جھوٹا عیشہ رہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے ایک

بیٹھ کر کسی کے سامنے تکلف بیان کرتی ہیں جو لوگ اوس حال سے واقف تھے
 وہ بھی اوسکے گناہ پر گواہ ہو جاتے ہیں گو وہ منہ پر کچھ نہ کہیں مگر دل میں اوسکو
 نظر حقارت سے دیکھتے ہیں یہ نتیجہ عورت کی بعقلی کا ہے گناہ کو مسلمان چھپاتا ہے
 یا ظاہر کرتا ہے اپنا گناہ ہو یا دوسرے کا قرآن وحدیث میں حکم کیا ہے کہ کسی کا عیب بیان نہ
 آئے کہ اگر وہ بُرا ہے تو سزا اپنے گناہ کی پائیگا تم اوسکا عیب خواہ ظاہر کرو یا نہ کرو
 وہ مستحق سزا ہو چکا اور جو وہ کنگھا رہیں ہے یا تائب ہو گیا ہے تو اب یہ عیب جوئی
 کر نیوالا گنگھا رہو جائیگا مظلوم نہ کہ ظالم ٹھہریگا یہ کون عقل ہے **ف** سب سے بُرا
 عیب عورتوں کا یہ ہے کہ زبان اوسکی لعن و طعن سے شوہر پر بلکہ ماں باپ اولاد
 اقارب پر بند نہیں رہتی ہے مرد وہ ہوں یا زندہ حالانکہ یہ بہت بُرا گناہ مہلک ہے
 جس سے جہنم کا استحقاق کامل طور پر ہو جاتا ہے حدیث میں بُرا سبب و وزخ
 میں عورتوں کے جائیگا یہی فرمایا ہے کہ وہ خاوند کی ناشکر ہوتی ہیں لعن طعن
 بہت کیا کرتی ہیں متوجہ کو بھی ملعون لائق لعنت کے نہیں ہوتا ہے تو وہ لعنت
 اوسی لاعن طاعن پر مرد ہو یا عورت پھر کر پڑتی ہے وہ تو اچھا رہا یہ نیکخت زبردستی
 ملعون ہو گئی کسی کا کچھ نہ کیا اسکا بگاڑ ہوا دین دنیا و لون بر باد گئی انا للہ
ف کبیر و گناہوں سے توبہ نہ کرنا بھی ایک گناہ کبیرہ ہے یہ توبہ کرنا فوراً واجب ہوتا
 ہے کتاب وحدیث واجماع اُمت بلکہ تاخیر توبہ سے بھی توبہ کرنا واجب ہوتا ہے
 اسطرح گناہ صغیرہ سے بھی فی الفور توبہ کرنا واجب ہے یہی مذہب ہے اشعری کا
 سوا معتزلہ کے اور کوئی اسمین مخالف نہیں ہے بلکہ امام الحنبلین نے اس پر اجماع
 نقل کیا ہے واللہ اعلم اس بحث کی تفصیل ابن حجر مکی نے کتاب زواجر میں بہت
 اچھی طرح کی ہے اور بیان کیا ہے ظاہر و باطن میں دوسرے نواصب اہل حق

والحاکم اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ درست ہوتا تو عورت
 شوہر کو سجدہ کرتی عورت کو حلاوت ایسا کی نہیں ملتی ہے جب تک کہ شوہر کا حق ادا نہ
 کرے اگر تنور پر ہوا اور شوہر اس کا بلاوے تو انکار نہ کرے اگر کہے لال پہاڑ کے تھڑکے
 پہاڑ پر اور کالے پہاڑ کے تھڑکے لال پہاڑ پر ڈال تو عورت کو چاہئے کہ ایسا ہی کرے **حدیث**
 ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے طلال نہیں کسی عورت کو کہ روزہ نفل رکھے اور اس کا
 شوہر موجود ہو مگر شوہر کے اذن سے نہ کسی کو گھر میں بے اذن شوہر کے آنے سے
 اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ بے اجازت و رضا مندی غیر
 کے کسی مرد عورت کو گھر میں آنے دینا حرام ہے اللہ نے واسطے اطاعت شوہر کے
 اپنی عبادت تک کو اذن شوہر پر موقوف رکھا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک
 فرما دیا ہے کہ اگر شوہر ناراض ہے تو پھر عبادت فرض بھی مقبول نہیں اب اس سے
 زیادہ اور کیا شرف شوہر کا ہوگا مگر نہ اس میں ایک عورت بھی یہ حقوق شوہر کے ادا
 نہیں کرتی حالانکہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے خاوند کا راضی رکھنا کیا بڑی بات ہے
 خصوصاً غریب مزاج نیکوخت پارسا شوہر کا مگر حکیہ قسمت ہی میں جہنم لگ گئی
 تو پھر کوئی کیا کرے شوہر کا تو کچھ بھی نہیں جاتا انہیں کی آخرت تباہ ہوتی ہے
 معاذ بن جبل کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں حلال ہے کسی عورت
 جو ایمان رکھتی ہے اللہ پر یہ کہ اذن دے کسی کو شوہر کے گھر میں اور شوہر اس کے
 آنے سے ناخوش نہ یا نکلے گھر سے اور شوہر ناخوش ہو شوہر کے حقدین کسی کے کہتے
 کی اطاعت نہ کرے نہ اس کے بستر سے جدا ہو نہ شوہر کو مارے پھر اگر شوہر ہی ظالم
 ہے تو اس کے پاس آکر اس کو منالے یہاں تک کہ وہ راضی ہو اگر اوس نے عذر تو کافو
 کر لیا تو بہت اچھا ہوا اللہ بھی اوس عورت کا عذر قبول کر لیا اوس کی حجت کو بالا
 رکھیا عورت پر کچھ گناہ نہ رہ گیا اور جو شوہر راضی نہ ہوا تو عورت اپنا عذر نزدیک

عورت قبیلہ مزینہ کی اچھے کپڑے پہنے ہوئے مسجد میں آئی فرمایا اسے لوگو تم اپنی
 عورتوں کو منع کرو کہ وہ زینت کا لباس پہنکر ناز و نبھنے سے مسجد میں نہ آئیں۔
 بنی اسرائیل پر جب یہ لعنت ہوئی کہ اونکی عورتیں زینت کر کے مسجد میں
 ناز سے آئے لگین اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ عورت کا ہنک
 مسجد میں آنا حرام ہے اوسوقت کا بناؤ فقط اچھا لباس تھا یہ لوٹا ہٹا چیک
 وک یہ طرح طرح کا زیور طرح کا لباس باریک و رنگین نہ تھا جب نرے اچھے کپڑے
 سے آنا وہ بھی مسجد میں درست نہوا تو جو عورتیں قیمتی لباس عمدہ زیور
 پہنکر زرق برق ہو کر بڑے لطیف طراق سے سیر میلوں ٹھیلوں بازار و باغ و محفل کی
 کرتی پھرتی ہیں وہ بے شبہہ مرکب گناہ کبیرہ کی ہوتی ہیں بہت ہوا تو فرج کا
 زنا نہوا باقی اعضا کا زنا تو ضرور ہی اٹنے ہوتا رہتا ہے مسئلہ مرد و عورت
 ہے کہ بے محرم کسی عورت کے پاس تنہا بیٹھے ہر عورت پر حرام ہے کہ بے محرم کسی
 اجنبی مرد یا عورت بد کے پاس تنہا نشست کرے شوہر سے زیادہ کوئی محرم
 نہیں ہوتا ہے خصوصاً اوس مرد عورت کے پاس بیٹھنا جسکے آنے جانے سے شوہر خوش
 ہے گو وہ پارسا ہی کیون نہو چہ جائے اسکے کہ وہ مرد یا عورت بد وضع
 عقیدہ بد عمل نابکار بدنام رسوائے خلق ہو کہ اوسوقت نشست بالکل
 حرام ہو جاتی ہے خواہ شوہر منع کرے یا خاموش رہے مسئلہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم بن محسن کی بھوپھی سے فرمایا کیف انت لک فانہ جنتک
 و ناسک تیرا برتاؤ تیرے شوہر کے ساتھ کیسا ہے کیونکہ وہ تو تیری بہشت و
 دوزخ ہے ساواہ احمد والنسائی باسنادین جیدین والحاکم و قال
 صحیح الاسناد عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کس آدمی کا حق عورت پر سب سے
 زیادہ ہے فرمایا شوہر کا پوچھا مرد پر کہا مانکا ساواہ البزار باسناد

مگر لفظ حدیث عام ہے یعنی خواہ صحبت کے لئے بلاوے یا فقط اختلاط کے لئے
 و لون صورت میں بصورت انکار کے خدا کی مار فرشتوں کی لعنت شام سے
 صبح تک دس عورت پر بستی رہتی ہے حاصل یہ کہ شوہر کا ناراض رکھنا اور
 خوش ہو کر نکلنا اور سکی اطاعت و اجبی کرنا کئی نالائق با تو نیز تیرے میرے
 کہنے سننے سے کھینچے رہنا کچھ آسان بات نہیں ہے بیان تو ہر طرح گزر جاوگی
 مگر وہاں حقیقت اس ناراضی کی بخوبی کھل جاوے گی اسوقت نہ کوئی بار بار
 کام آویگا نہ کوئی عاشق بدنام مددگار ہوگا نہ کوئی سببی خالی کشتی ناگہ بچاویگی
 بہنم ہوگی اور کتون کی طرح بھوکنا ہوگا کاش یہ عذاب اوستے ہی دن ہوتا
 جتنے دن شوہر کو ناراض رکھا تھا یا جتنی عمر عیش و عشرت میں گزر چکی تھی
 یا سرور وصل یا غم فراق یا رواشناؤں میں بسر ہوئی تھی غضب تو یہ ہے
 کہ وہاں عمر راز راز بے پایاں کا سامنا ہے جسکی کچھ انتہا نہیں ہے وہاں نہ کسی کی
 سفارش چلے گی نہ کوئی رشوت لیگا نہ کوئی فریاد و رسی کرے گا اللہم حفظنا
 اب میں اس خاتمہ کو ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہوں جس میں
 عورتوں کے لئے رہنمائی آئی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے جب عورت
 نے پانچوں غارین پڑھیں شرمگاہ کی حفاظت کی یعنی زنا نہ کیا ساقط کا مزہ کھیا
 شوہر کی اطاعت کی یعنی امور جائز میں نہ امور خلاف شرع میں تواجد جس دروازہ بہشت سے
 چاہے خست میں جا کر وہاں حیا فی صحیحہ پہنچے رہے امید ہے کہ ہمارے
 ازواج و اولاد کو ایسی ہی نیک توفیق دے جس طرح کہ ہمارے مان باک و توفیق خوشی تھی
 ہمارے غریب خانہ کو ہفتہ و ملا سے بچا دے ہمارے دل و زمین اپنا خوف بخشے ہمارے ہر طرح پرستی
 و فجو سے تادم مرگ محفوظ رکھے ہمارا خاتمہ ایمان پر کہ اللہم امین والحمد لله اولاً و آخراً

تا وقت الطبع یہ رسالہ تالیف جناب مولوی بشارت کریم صاحب ہجری ۱۳۲۱ بمطبع سید الطالح
 بازار میں شائع ہوا تھا فقط

خدا کے رکچلی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے معلوم ہوا کہ شوہر کے ظالم ہونے پر
 بھی عورت ہی پر شوہر کا منانا راضی کرنا واجب ہے نہ مرد پر عورت کا منانا اور یہ
 لفظ کہ کسی ایمان والی عورت کو یہ کام طلال نہیں ہے وکیل ہے اس بات پر کہ یہ
 سب کام مسلمان عورت پر قطعی حرام ہیں ہرگز خلاف مرضی شوہر کے یہ کام نہ کرے
 یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد کو عورت کا عذر واجب قبول کر لینا چاہئے ورنہ شوہر ظالم
 ٹھہرے گا عورت معذور سمجھی جاوے گی ان اتنی بات ضرور ہے کہ اگر وہ عذر سے
 ہی سے لائق قبول کے نہیں ہے تو پھر شوہر اوس پر مجبور نہیں ہو سکتا مثلاً ایک
 عذر تو یہ ہے کہ بچے جو فلان عورت یا خادم کو گھر میں آئے دیا یا ہم کسی عذر سے
 ملنے کو بے اجازت چلی گئی بڑا کیا اب آئندہ اوس کو نہ آئے دینگے یا بے تھا ہے
 اجازت و مرضی کے کسی جگہ نہ بجاوینگے تو یہ عذر لائق قبول ہے اکید و باکی
 خطا معاف کر دینا چاہئے دوسرا عذر یہ ہے کہ بچے جو فلان شخص سے ارادہ باری
 آشنائی کا کیا ہے یا فلان عورت فاحشہ بد وضع کو اپنے گھر میں مصاحبت کے
 لئے رکھا ہے سو تم اوسکی اجازت دیدو یہ عذر ہرگز لائق قبول کے نہیں ہو سکتا
 حدیث جابر میں مرفوعاً آیا ہے کہ اوس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی
 نہ کوئی عمل حسنہ اوس کا آسانہ چڑھتا ہے جبیر اوس کا خاوند غصے ہے یہاں تک کہ
 راضی ہو سواہ الطہرانی وابن حبان مراد نماز سے اسکا کہہ نماز فرض ہے
 حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مردے جب
 لی لی کو اپنے بستر پر بلا یا وہ نہ آئی شوہر غصے میں سو رات تو صبح تک سارے
 فرشتے اوس پر لعنت کرتے ہیں سواہ الشیخان والی داود والنسائی
 دوسرے لفظ میں یوں آیا ہے کہ لئذا اوس عورت پر غصہ کرتا ہے یہاں تک کہ شوہر
 اوس سے راضی ہو اگرچہ مراد بلائے سے بستر پر یہ ہے کہ صحبت کیلئے بلا سکا

صحت نامہ اللتیا والتی

صفحہ	خط	باب	صفحہ	خط	صواب
۳	۹	کہ	۵۶	۱۳	لعوب
۴	۲۰	ہتین	"	۱۳	الطباب
۱۲	۱۵	نذی	۵۷	۳	والد
۱۶	۱۰	کہ	"	۱۵	بہنگنی
"	۹	کہاتی ہے	۶۰	۱۸	انساب کا
۳۱	۲۱	نہیں	۶۳	۱۵	کہا تھا اور کہتے
۳۰	۸	کی	۷۱	۱۸	اور اگر شور
۳۲	۱۱	پاسی	۷۳	۱۵	ٹریگا
۳۵	۳	وہنر	۷۶	۱۱	کہ
۳۰	۳	آخرت میں	"	۱۳	اب بیاہ
۴۰	۶	برک	۷۵	۵	کیا
۴۲	۹	یوم ملو لا کو	"	۲۱	بڑا
"	۱۹	ہوتی تو	"	"	اس سے
۵۱	۹	بھی	۷۹	۱۹	غل
۵۵	۱۱	لفظہ	۸۰	۲۱	رکتی
۵۶	۸	مراد	۸۵	۲۱	مین
"	۹	نظر	۸۷	۴	کلام

فہرست کتاب البت سیاہی

صفحہ	مطالب
۶	مقدمہ بیچنے میں فتنہ زنان سے
۱۶	فصل ۱ بیان میں معنی عشق کے
۱۹	فصل ۲ بیان میں معنی محبت زن و مرد کے
۲۱	فصل ۳ بیان میں مذمت عشق کے
۳۲	فصل ۴ بیان میں عشق غیر اللہ کے
۴۳	فصل ۵ عاشق تین طرح کے ہوتے ہیں
۴۶	فصل ۶ ذکر عشق کو اہل
۵۳	فصل ۷ بیان میں مذمت زنا کے
۶۸	فصل ۸ بیان میں ذمہ زنا کے قرآن شریف سے
۷۳	فصل ۹ بیان میں ذمہ زنا کے احادیث سے
۷۹	فصل ۱۰ بیان میں کثرت زنا کے
۹۰	فصل ۱۱ بیان میں بعض حالات عورتوں کے
۹۹	فصل ۱۲ صبر بر نکاح
۱۰۸	فصل ۱۳ بیان میں ذکر زن نیک کے
۱۱۶	فصل ۱۴ بیان میں بد عورت کے
۱۲۲	فصل ۱۵ بیان میں صفات فساد کے
۱۲۶	فصل ۱۶ بیان میں کہا یہ سقورات کے
۱۳۴	خاتمہ ترویج و ترغیب نکاح میں

سائق لعباد الى
صحة الاعتقاد

طبع في المطبع سعييد المطابع الكائن
ببلك بنكس في سنة
المجربتين

صواب	خطا	ک	نہ	صواب	خطا	ک	نہ
طلالہ	طلالہ	۷	۱۲۸	اونکو	اونکو	۲	۹۲
منع تمتع	تمتع	۱۰	"	سناح کا	سناح	۱۰	۱۰۲
حبشہ	حبشہ	۱۵	۱۳۰	عزیز تر	عزیز	۵	۱۱۴
یا شعر	شعر	۱۹	۱۳۱	چوڑ	چوڑ	۱۳	"
کار وکی	کار وکی	۱۰	۱۳۳	انکی	اونکی	۱۰	۱۲۰
طرح	طرح	۶	۱۳۶	کم عمر	کم	۱۶	"
کھینچی	کھینچی	۵	۱۳۹	یقین	یقین	۲	۱۲۷
				نسار	النار	۱۲	"

ہو گئے ہیں غرض اسکی تصنیف سے نفع اپنی ذات کا اور اس شخص کا ہے جو عقائد صحیحہ شرعیہ کا طالب ہو تاکہ خمد سعادات دینی و دنیوی پر فائز ہو اور ادلہ عقائد کی تفصیل دوسری جلد پر محمول رکھی ہے جسکو من بعد بقصد ثواب ہدیہ ارباب سنت و کتاب کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ و باللہ التوفیق اہل حق و اصحاب حدیث کے اقوال و احوال متفق ہیں ایمان باللہ عزوجل اور توحید کی شہادت پر اور اس امر پر کہ ذات باری تعالیٰ موصوف ہے صفات قدیمہ سے جسکا ثبوت یا تو قرآن مجید سے ہے جسکے پس و پیش میں باطل کو گزند نہیں یا احادیث صحیحہ معتمدہ آنحضرت معلوم ہے کیونکہ حضرت اپنے حق تبلیغ سے کاحقہ فارغ ہو چکے تھے اور راہ ہدایت کو روز روشن کی طرح واضح فرما گئے ہیں کہ نہ کسی لمحہ کو اس میں کتاب مقال ہے اور نہ کسی مخالف کو کچھ محل مجال الغرض ایمان لے آئے اہل حق و حدیث خدا سے پاک کے اول اسما و صفات پر جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں اور محمول ہیں وہ اپنے معانی ظاہر پر نہ اونہیں کسی طرح کی تاویل کرتے ہیں جو مسئلہ تمطیل و انکار صفات ہو اور نہ ایسی تشریح کی جاتی ہے جو تشبیہ و تمثیل ذات ہو بڑا فضل اللہ نے اہلسنت پر یہ کیا کہ بچا لیا ہے اونکو تحریف و تاویل آیات اور تشریح کیفیت صفات سے جو داخل تفسیر و افراط ہیں اور توفیق بخشی ہے فہم و ادراک صحیح کی ہی سبب ہے کہ ملے کر گئے ہیں وہ شاہراہ تنزیہ و توحید کو اور محفوظ رہے ہیں تمطیل و تشبیہ سے اتباع کیا ہے اونہوں نے ارشاد الہی لیس کمثلہ شئی اور لم یکن لہ کفوا احد کا ان آیتوں نے خیال مائلت ذات و صفات و افعال کو بخ و بن سے قطع کر دیا اور کفایت کر گیا ہے اونکو اس بارہ میں یہ طریقہ بہتہ مع سنت نبوی کے اس طرح کہ نہ پھر وہ کبھی طرف بدعات روئے کے اور پالیا ہے اونہوں نے اسکی بدولت عند اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الهادي الى اصول الايمان وفروع الاسلام وشيون
 الاحسان والصلوة والسلام على افضل رسله وخاتم انبيائه
 من جانا بالسنة المقدسة وعظيم القرآن وعلى آله وصحبه
 الماضين على خير هداية والسرايين اليه كل انسان اما بعد يرسله
 اردو زبان کا بیان میں عقائد صحیحہ اسلام کے ترجمہ ہے رسالہ عربی افتادہ الی لقا
 کا جسکو سید ابوالنصر میر علی حسن خان کان اللہ له وکان نے بحسب فرمائش بعض
 اخوان ایمان کے لکھا تھا میں نے اسکا ترجمہ محکم جناب عالیہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
 والیہ ریاست بھوپال اداہم التہ مجد کے اردو میں تحریر کیا اور اسکا نام صائق العباد
 الی صحف الاعتقاد رکھا نفعہا اللہ بہا و سائر المسلمات والمسلمین بخیر
 وکمہ اللہم امین مولف رسالہ نے بعد حمد و نعت کے یوں کہا ہے کہ اس
 مختصر رسالہ میں خاص عقائد سلف کا بیان ہے جو کہ اکابر ائمہ مستندین امت

یکل اسماء کیسوا کا ون بین ہر ایک کے معنی انہیں سے جس طرح علیہ علیہ ہیں اور
 ہر ایک سے جدا جدا ایک وصف سمجھا جاتا ہے اور سیطر بعض مختلف اسماء بھی باعتبار قیاس
 مشترک کے صفت واحدہ پر دلالت کرتے ہیں بعض اسماء سے ثبوت و بقا و خدا
 پاک ظاہر و ہویدا ہے اور بعض سے صفت وحدانیت و خلق و تدبیر خلایق پیدا
 کوئی وصف ایجاد و ابداع ظاہر کر رہا ہے اور کوئی نفی تشبیہ بتلا رہا ہے و علیٰ الغیا
 بخاری و مسلم و ترمذی و غیر ہم دیگر محدثین نے ابو ہریرہؓ روایت کی ہے کہ فرمایا انھیں
 صلعم نے المد پاک کے ثنائی نام ہیں یعنی ایک کہ تنو جو شخص احصا کر لیا او کو دا
 ہوگا بہشت میں لفظ احصا کے معنی اگرچہ لغتاً شمار کر لینا ہے مگر یہاں مقصد
 ناموں کا زبانی یاد کرنا ہے نہ فقط کتنی کر رکھنا اور تفصیل **ترجیح** اون ننانوے
 ناموں کی جو روایت ترمذی و غیرہ میں وارد ہے وہ دراصل منجانب راوی سے
 ارشاد نبوی سے ثبوت تفصیلی نہیں ہے اور خدا کے ناموں کو ننانوے کہنا یا
 کثرت اطلاق و زیادت احتمال کے ہے کل اسماء کا احصا و احاطہ ننانوے میں مراد
 نہیں ہے کیونکہ اسماء مذکور الصد رجحین نو و نہ نام مرویہ ترمذی بھی خلق
 بتماہ کتاب و سنت کے ثابت ہیں اور ہر ایک کی سند محدثین میں معروف و مشہور
 ہے اور کتاب الجوائز و الصلاۃ وغیرہ دیگر کتب مبسوطہ میں درج ہے ہر مسلمان کو
 اپنا ایمان لانا لازم ہے یہ اسماء اپنے ظاہری معنی پر بلا تشبیہ و تمثیل کے رکھی جائیں
 کسی طرح کا اقتراض یا کچھ تاویل و اکاد و لکی بیشی انہیں نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ امر
 توفیقی ہے خداے پاک کا جو اسم و وصف شارع سے منقول ہے فقط وہی جب
 القبول ہے رائے واجتہاد ہے کسی چیز کا قیاس اون پر درست نہیں ہے۔

فصل

منجملہ اون صفوں کے جنکو پروردگار نے اپنی ذات کی واسطے ثابت کیا ہے اور جو

سجانه و تعالیٰ ارباب علیہ و مدارج سنیہ رضی اللہ عنہم و ارضاہم و جبل القدر و س نزہہم و ماواہم

فصل

اسماء اللہ عز و جل مندرجہ قرآن و سنت جو کہ اوستی ذات و صفات کے ثبوت اور

رحمن	رحیم	ملک	ملیک	سبح	قدوس	سلام	مؤمن	مہین	عزیز
جبار	متکبر	خالق	خالق	ذاری	مصور	غافر	غفار	قہار	تہا
قہار	واب	رازق	رازق	رب	فتاح	علیم	علام	قابض	باسط
بسط	ناقص	رافع	فاطر	صانع	مضر	محل	سمیع	بصیر	شکور
حکم	عدل	جلیل	لطیف	خبیر	حلیم	عظیم	غفور	شکور	شاکر
شاکر	علی	کبیر	حفیظ	حافظ	ناصر	نفیر	مقیم	حسب	رفیع
رفیع	جلیل	اکرم	کریم	فعال	قدیم	رقیب	قریب	مجیب	خان
خان	منان	دیان	واسع	محیط	حکیم	لطیب	کافی	شافی	ودود
ودود	مجید	باعث	شہید	کیل	کفیل	قوی	متین	ولی	حمید
حمید	محمی	مبدی	معید	سمیت	کاشف	قاضی	حی	قیوم	مدبر
مدبر	واحد	ماجد	سید	واحد	وتر	فرد	احد	صمد	قاد
قاد	قدیر	مقتدر	مقدم	مؤخر	اول	آخر	ظاہر	باطن	والی
والی	مولی	متعالی	بر	تواب	طالب	غالب	منتقم	عفو	غیاث
غیاث	یوف	مقسط	جامع	غنی	مغنی	معطی	مانع	وفی	صادق
صادق	ضار	نافع	جواد	بور	مادی	بدیع	باقی	وارث	رشید
رشید	صبور	حی	الحی	المبین	سری	الحساب	فالق	الحب	والنوی
والنوی	ذوالطول	ذوالفضل	ذوالعشر	ذوالمعارج	ذوالانتقام	ذوالجلال	ذوالاکرام	ذوالکرم	ذوالکرم

کاملاً مشتملاً

تبشیش - نظر - غیرت - ملال - استیحا - استہزار - خدلیت - مکر - فراغ
 ترو - فضل - رحمت - محبت - رضا - سخط - غضب - عداوت -
 ولایت - اختیار - صبر - اعادہ طلق - محاضره - مصافحہ - اطلاع - اشراف
 عندیت - تقلیب قلوب - علم غیب - ذکر طلق - اور ہر روز کسی شان میں
 اور جو کچھ کہ اسکے ماورائے آیات قرآنی سے واضح طور پر ثابت ہیں یا احادیث
 حسنہ و صحیحہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیت مندرجہ دوارد ہیں وہ سب اسکا
 حسنی و صفات جلیلہ سے معدود ہیں بعض اوصاف بعض احادیث میں متعین
 المراد ہیں اور بعض محتمل المعنی ہیں **تنبیہ** صفات ذاتیہ اللہ عزوجل
 کے تعلقات باعتبار کثرت اشخاص و افراد متعلق بہا کے اگرچہ سچید و حساب ہیں
 مگر اس کثرت اضافات سے کسی صفت ذاتی میں تکثر نہیں ہوا بلکہ اونہیں سے
 ہر واحد ذات کی مانند واحد بالذات ہے۔

فصل

اجماع کیلئے جملہ الحق و توحید نے اسباب پر کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر رات میں
 آسمان و دنیا پر نزول فرمایا کرتا ہے اور نزول اوسکا مخلوق کے نزول کے کسی
 قسم کی مشابہت و مناسبت نہیں رکھتا ہے نہ اوسکی اصل کیفیت ہمیں معلوم ہے
 اور نہ اوسکی تشبیہ کسی چیز کے ساتھ ہم دے سکتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اوسکی کیفیت ہمیں نہیں بتلائی فقط اسبقدر فرمایا ہے کہ اللہ پال ہر شب کو
 آسمان و دنیا پر نزول فرماتا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 یہ کہا کہ آج کے روز نزول فرمایا کرتا ہے اللہ پاک آسمان و دنیا پر لوگوں نے
 کہا کہ کوئی دن حضرت ام سلمہ نے جواب دیا کہ عرفہ کے روز اور حدیث عائشہ
 میں وارد ہے کہ نزول کرتا ہے اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان و دنیا پر رات

نزول رب ہر رات

منصوص قرآن مجید ہیں یہ بھی صفت ہے کہ ساتون آسمان کے پرے عرش مجید کے
 اللہ پاک مستقر و مستوی ہے قرآن مجید میں سات جگہ اسکا بیان آیا ہے اور
 احادیث متکاثرہ سے بھی یہ بات پابہ ثبوت کو پہنچتی ہے اسد واسطے محدثین
 و راہنہ فی العلم کا اسپر ایمان و اذعان ہے تشبیہ سے بچنے کے لئے مختصر کلمہ
 لیس کملہ شئی اور چھوٹا سا جملہ کم یکن لکھ کفول احدا کفایت کرتا ہے ما انہم
 بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی فوقیت و علو کل خلق پر اور عالم فانی سے اوسکی علی گئی
 جو شخص تسلیم کرے وہ رد کر نیوالا ہے قرآن و حدیث کا اعادۃ اللہ من ذلک
 امام مالک کہتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات سے تو بالا ہے آسمان ہے اور علم اوسکا ہر
 مکان میں ہے امام شافعی نے کہا کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ اس واسطے حق ہے کہ حق
 اوسکا حکم آسان ہے دیکھا ہے۔ ابن مبارک نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار کو
 ساتون آسمان کے اوپر تمام خلق سے جدا جانتے۔ اور جو مقولہ جہمیہ کا ہے کہ خدا
 ذات بیان ہے یعنی زمین پر تعالیٰ الذعن ذلک ہم اس کے معتقد و قائل نہیں ہیں
ف اجل صفات الہیہ سے حیات۔ علم۔ قدرت۔ قوت۔ عزت۔ جلال۔ مجید
 جبروت۔ کبریا۔ عظمت۔ مشیت۔ ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ رویت۔ کلام
 قول۔ وحی۔ اور پردہ کے آئسے بات کرنا۔ اور بعض مرسلین و ملائکہ و دیگر
 عباد مقربین کو اپنا کلام سنا دینا۔ اور وعدہ۔ وعید۔ ترغیب۔ ترہیب۔
 خلق۔ امر۔ شہادت و عیب۔ اور تقدس ہر نقصان و عیب سے ہے
 اسکے سوا۔ وجہ۔ یدین۔ نفس۔ عین۔ ذات۔ شخص۔ مرد۔ صوت۔
 یمین۔ کف۔ حشیات۔ اصبع۔ ساعد۔ ذراع۔ صدر۔ ساق۔ قدم
 و جل۔ جنب۔ روح۔ رحم۔ ظل۔ علو۔ مشیت۔ مرصاد۔ ونو
 قرب۔ اتیان۔ نزول۔ ہرولہ۔ و طاۃ بوج۔ نفس۔ ضحک۔ عجب۔ فرج

ازلی ٹھہرایا ہے قرآن و حدیث میں اسکا کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔

فصل

خداے عزوجل واجب الوجود ہے اور کل کالات و صناعات حسنہ سے موصوف
زوال و فنا سے مقدس اور ہر طرح کے نقصان سے برآ ہے تمام مخلوق کا وہی
اکیلا پیدا کر نیا لایا ہے جمیع معلومات سے آگاہ ہے ممکنات سے کوئی فردا و کے
قبضہ قدرت سے خارج نہیں اور نہ موجودات سے کوئی شے اس کے بلا عزم
و ارادہ کے واقع شتو آئینا ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت والوہیت
اور وصف خلق و تدبیر و غیر ہا میں کوئی اسکا شریک و ہم نیم نہیں ہے فقط وہی
اکیذات مستحق عبادت و رازق عباد ہے اور وہی شفا بخش ہر بیمار و دافع جملہ
مضار ہے نہ خود کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ دوسرا اس میں حلول کر سکے نہ وہ
کسی سے متحد ہو اور نہ دوسرا اس کے مل سکے حدوث و تجدد و سیطرہ کا اس میں
نہیں پایا جاتا ہے ذات و صفات میں بمثل و یگانہ ہے یکتائی و استغنائی
کامل اور سکیو حاصل ہے نہ کوئی اسکا جنا ہے اور نہ اسکو کسی نے جنا ہے
ذات و صفات میں اسکا کوئی ہمتا نہیں ہے جہل و کذب سے بری و حقرا
و حدیث میں صفات الہیہ جو دار و ہین اس کے بارہ بین چھان بین کرنا عین

فصل

مذمومہ ہے۔

اہل ایمان کیلئے عقلی بین الدنیا و الدنیا آیات قرآن سے ثابت ہے
اور احادیث صحیحہ متواترہ میں اسطورہ سے وارد ہے کہ تم لوگ دیکھو گے بیشک
اپنے رب کو جس طرح کہ دیکھتے ہو تم چاند کو لیلۃ البدر میں یعنی جبکہ وہ کامل ہو جاتا
اور خفا اور اشتباہ اس کے دیکھنے میں کسی طرح باقی نہیں رہتا صالوئی نے کہا
کہ مقصود رسولی اصلہم کا اس تشبیہ سے ذات پروردگار کی تمثیل چاند

تکریم خدا

روایت الہی

سے لیکر آخر دن تک صابونی نے رسالہ عقائد میں اپنی سند سے ان روایتوں کو
 لکھا ہے اور اس صفت کے ثبوت میں تقریر مبسوط کی ہے۔

فصل

غزل کلام

عقائد متفق علیہا سے یہ بھی اعتقاد ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مشکلم ایسے کلام سے ہمیشہ
 رہا ہے جو فہم و سماعت اور کتابت و قرائن میں آیا کیا قرآن مجید کتاب اللہ و
 کلام الہی اور وحی و تنزیل سماوی ہے حفاظ قرآن کو جو چیز یاد ہے اور اس کا
 پڑھنے والا جس شی کو پڑھتا ہے اور سامعین کے کان میں جو کلمات پہنچتے ہیں وہ سب
 حقیقت میں اللہ ہی کا کلام ہے جس چیز پر اس کی کتابت کرین خواہ وہ لڑکوں کی
 تختی ہو یا کوئی کتاب اور عالم کے قطعات ارض و سموات سے جہاں کہیں اس کی
 قرارت ہو بہر حال وہ کلام پاک ذوالجلال ہے خدا کا کلام اس کے واسطے صفت الہی
 ہے مخلوق نہیں ہے اور وہی دلو کو ضبط و محفوظ اور زبانوں پر عند القرائت متلو
 کتابوں میں مرقوم اور سماعہ و باصرہ کو مسموع و مشاہد ہوتا ہے جو شخص خدا کے
 کلام کو مخلوق بتاوے اہلسنت کے نزدیک وہ کافر ہے قرآن کی ابتدا انہاد و
 اللہ ہی کی جانب سے ہیں عربی زبان میں محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر حضرت جبریل
 کے واسطے وہ نازل ہوا ہے ہر نیک و بد کے لئے خوشخبری اور دہمکی اور سین
 درج ہے حضرت نے تمام کمال قرآن بلا زیادت و نقصان اپنی امت کے حوالہ
 فرمایا لیکن پڑھنے میں بنفسہ کلام خدا تعالیٰ مکتوب اور مرقوم و مسموع ہوتا ہے
 نہیں کہ اس کی نقل و حکایت کی کتابت و تلاوت ہوتی ہے حرف و صوت کا ہونا
 بھی کلام الہی میں خود قرآن و حدیث سے اس طرح ثابت ہے جس کا انکار کوئی مسلمان
 نہیں کر سکتا ہے جو شخص اس کے سوا اور طریقہ اختیار کرے وہ سنت کا تار کاٹا
 مبتدع ہے متکلمین اشاعرہ وغیرہم کے کلام میں جو کلام نفسی کو بالخصوص صفت

یعنی جلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور برائی سے تو بری ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ سے قرآن مجید میں یہ ماثور ہے و اذا مرضت فهو لشفیع یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا ہی مجھ کو شفا عطا کرتا ہے بیماری چونکہ سبب اذیت و کلفت تھی اس کو حضرت ابراہیمؑ نے تا و با اپنی ہی طرف نسبت کیا اور شفا کو فعل خدا بتایا حالانکہ واقع میں مرض و شفا دونوں بدست خدا ہیں گناہگر چہ بنو خدا حافظ پڑتو و طریق ادب کو پیش و گونا گونا من ست ۛ

فصل

خدا تعالیٰ تمام عالم سے غنی و بے پروا ہے اپنی ذات و صفات میں کسی حجت سے کسی شخص و سبب کا محتاج نہیں ہے اور نہ کسی کا محکوم و تابع ہے۔ ہر آدمی کو ہی سب پر غالب ہے جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے اور جس امر کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم جاری کر دیتا ہے اللہ پر کیسے لازم و واجب کرنے سے کوئی فعل لا بد نہیں ہوتا ہاں جس چیز کا وعدہ وہ کر لیتا ہے اپنے لطف و کرم سے اس کا ایفا البتہ فرما دیتا ہے کیونکہ اللہ سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں ہے اللہ کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور نہ معاملات جزئیہ میں لطف و اصلاح کا پاس اس پر لازم ہوتا ہے کوئی فعل خداے پاک کا قبیح نہیں ہے اور نہ خلاف حق و انصاف اس کا کوئی حکم و کام ہے اس کی ہر ایجاد و ارشاد میں حکمت پائی جاتی ہے سو اس کے کسی حکم نہیں چلتا اشیاء کا حسن و قبح عقل کی رو سے نہیں ہے اور اس کی مثل اعمال کا نیک و بد ہونا اور اوپر تقسیم ثواب و عذاب کی ہونی بھی تابع عقل نہیں ہے بلکہ یہ جملہ امور اللہ ہی کے حکم و مقدور اور اس کی تشریع و ارشاد پر موقوف ہیں ۛ

فصل

فرشتے بھی اللہ کی ایک مخلوق ہیں مختلفہ المراتب مقرب غیر مقرب آسمانی

نہیں ہے بلکہ فقط اوسکے دیدار کی تمثیل ہے رویت قمریۃ البدر سے انتہی میں
 کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا دوطرے پر ہو سکتا ہے اول اوسکا ظہور واکٹاف
 کامل طور پر ہونا جسکے مقابلہ میں تصدیق ایمانی و ایمان بالغیب بھی بے اصل
 ولانے ثابت ہوگا۔ معتزلہ کا مسلک مختار یہی ہے اور فی نفسہ حق بھی ہے مگر خطا
 او کی اسباب میں حصر کر دینا رویت کا بے معنی میں دوسرا طریقہ رویت اللہ
 تعالیٰ کا متعدد صورتوں میں دیکھنا ہے جس پر احادیث کثیرہ وال ہیں اور یہی حق
 قوی ہے الغرض اللہ کو ایمان والے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر
 اور رنگ کے دیکھیں گے چنانچہ فرمایا آنحضرت صلعم نے دیکھا میں نے اپنے رب کو
 اچھی صورت میں اور حسب طرح خواب میں یہاں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اسی
 طرح عقی بن اوس کا دیدار مشافہتہ ہوگا اور اگر مقصود شایع ان دو صورتوں
 کے سوا اور کچھ معنی رویت کے ہیں تو اوس پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ بعینہ
 اس وقت تک مجھے اوسکو نہ سمجھا ہو ۛ

فصل

ہر نیکی بدی اور طاعت و معصیت اور ایمان و کفر اللہ ہی کے خلق و ارادہ سے
 ظاہر ہوتا ہے اوسکے بلا عزم و ایجاد کوئی شے خیر ہو یا شر و وقوع نہیں پاتی اتنا
 فرق البتہ ہے کہ ایمان و طاعت سے اللہ خوشنود و راضی ہے اور کفر و معاصی سے
 خفا و ناخوش **تنبہ** ہر باوجودیکہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر خیر و شر کا
 وجود اللہ ہی کی قضا و قدر اور اسکی ایجاد و امر سے ہے مگر براہ ادب محض شر
 و بدی کو اللہ کی جانب منسوب نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس میں ایہام و رائے طعن
 و الزام کا اوسکی ذات عالی سمات کی نسبت متبادر ہوتا ہے یہی سبب ہے
 رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا ہے الخیر فی یلایک و الشریس البیک

دین خیر و شر

وہ کافر گمراہ ہے کیونکہ معراج کا بیان بطور تواتر منقول ہے اور میں شک کس طرح نہیں ہو سکتا احادیث صحیحہ جو اہل نقل و فضل کے نزدیک مقبول و مسلم ہیں اس پر شاہد ہیں ظاہر حدیث صحیح اگر اور میں کس طرح کی توجیہ و تاویل کی جاوے اسے مفید ہے کہ آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم معراج میں مشرف بدیدار پروردگار ہوئے ہیں چونکہ اس مقدمہ میں قیل و قال کا کرنا بدعت ہے اس لیے کسی سے بڑا ہے
میں ہمیں بھی منظور نہیں روایت کا منکر اللہ و رسول کا خلاف کرنا لایسرا انا وانا اللہین

فصل

اجسام دنیوی کا اعادہ عقبی میں ارواح کے ساتھ دلائل واضح کتاب و سنت سے ظاہر ہے آخرت میں ہر شخص کا بدن عرف و شرع کی رو سے وہی ہوگا جو دنیا میں تھا اگرچہ بیشیت ایزدی مقدار طول و عرض میں کچھ کمی بیشی کیونکہ نہ آجائے مرنیکے بعد ہر شخص کا قبر سے اوٹھنا برحق ہے قیامت کے شدائد و واقعات مہیب جنکی خبر اللہ و رسول نے دی ہے جس طرح بند و نکاح علی اختلاف المراتب اذیت و تکلیف اوٹھانا اور واسطے بائین ماتھو نہیں نامہ اعمال کا تقسیم ہونا اور ذرہ برابر تک کی نیکی بدی اور نین مرقوم پانا اور وزن اعمال و عبور صراط اور حساب و کتاب و سوال و جواب اور ہر عمل کی جزا و سزا ملنا وغیرہ کج جن جن زلازل و فتن اور آلام و محن کا وقوع و حشر کے روز بتلایا گیا ہے سب شدنی اور سچ ہیں

فصل

اہل سنت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اولیٰ خدا کے حکم سے قیامت میں کل اہل محشر متقین و فاسقین اور کفار و مشرکین کی واسطے عام ہوگی جسکے سبب نہایت کرب و بیچینی سے لوگوں کو تخفیف و آفاقہ ہوگا۔ اور شفاعت ثانیہ خاصۃً مومنین و مشرکین کبائر کے لئے جہنم سے نکالنے کی غرض سے ہوگی جبکہ وہ اگلے

نہایت کرب

نہایت شفاعت

زمینی اور ہر ایک کے متعلق ایک ایک خدمت ہے بعض ملائکہ بندوں کے اعمال
لکھتے ہیں اور بعضے لوگوں کی حفاظت اسباب ہلاکت سے کرتے ہیں بعض کے
متعلق مخلوق کے دلمین خیر و فیکر کا اظہار ہے جس طرح کہ بڑے خیالات بنی
آدم کے دلوں میں شیطا لین ڈالا کرتے ہیں ہر فرشتہ کی واسطے من جانب اللہ
ایک مرتبہ علیحدہ مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا ہر ایک تعمیل حکم
پر ہمیشہ مستعد کرتے رہتا ہے عصیان و خلاف کے نام سے کبھی حکم آگاہی نہیں ہے

فصل

جملہ مقدرات قلیل و کثیر نیک و بد اور تلخ و شیرین اللہ ہی کے حکم و تقدیر سے
واقع ہیں کوئی شے تقدیر کی دافع نہیں اور نہ اوس سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے
ہر شخص کو وہی بات پیش آتی ہے جو نوشتہ پیشانی ہے تمام خلق فرشتہ متفق
اس امر پر ہوں کہ کوشش کر کے کچھ منفعت کیسے پہنچا دیں جو اوس کے مقدر میں اللہ
نے نہیں لکھی تو کامیابی اور نیکو سیطرہ سے ممکن نہ ہوگی اور اگر ایسے ہی کسی کا
ضرر سب ملکر خلاف تقدیر چاہینگے ہرگز اونکے کرنے سے بال تک بیکار نہ ہوگا اللہ تعالیٰ
جو تکلیف و ضرر اپنی مشیت و ارادہ سے بندہ پر بھیجتا ہے اوس کا دفع کرنا والا
اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا اور جسکی بہبود و بہتری وہ چاہتا ہے اوس کا
رد کر دینا بھی کیسے ہاتھ میں نہیں رہتا :

فصل

ایمہ سلف حدیث کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلعم ایک شب مع جسد اطہر و روح
مبارک کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتون آسمانوں کو طے کر کے
سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور صبح صادق سے پیشتر کہ معظمہ میں واپس آگئے اسکے
خلاف جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ معراج کا قصہ خواب کا واقعہ ہے سیر خیالی نہیں تھا

بزرگوار

و ان کون تیرا مددگار ہے جب قبر تیرے واسطے محل خواب ہو ملائکہ سے کیا سوال و جواب ہو۔ مقامات حشری میں کیا خوب فقرہ لکھا ہے والی اللہ مصیرک فمن نصیرک و فی القبر مقیلک فما قیلک بہشت و دوزخ کا وجود برحق ہے آیات و احادیث کثیرہ اس پر ناطق ہیں یہ دونوں فی الحال باوجود خدا موجود ہیں بہت سے اولیائے اسکا ثبوت ہے انکے واسطے فنا و عدم نہیں ہے کیونکہ بغیر من بقا اللہ تعالیٰ نے اونہیں بنایا ہے صاف طور پر کسی آیت و حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جنت و نار بالفعل کہاں ہیں زمین کے نیچے ہیں یا بالائے آسمان بلکہ جہاں اونکا رکھنا خدا نے چاہا وہیں ہیں عوالم و مخلوق الہی کا علم تفصیلی جہن نہیں جو اونکا پتہ ہم بتاویں مانگتے ہیں ہم اللہ سے بہشت برین مع اعلیٰ درجات کے آوریہ چاہتے ہیں دوزخ اور اوسکے کل درجات سے اہل جنت جنت سے خارج کبھی نہ کئے جاویں گے اور اسطرح اصلی دوزخی جو دوزخ کی واسطے پیدا ہوئے ہیں ابد الابد اوس سے باہر نہ کئے جاویں گے جہنم سے جسوقت کل اہل اسلام رہا ہو چکیں گے اور سوا کفار کے کوئی مومن اوس میں باقی نہ رہے گا اوسوقت ایک منادی یہ ندا کرے گا کہ اے اہل جنت ہمیشگی کا قیام ہے موت کا نام نہیں اور اے اہل جہنم اب خلود کبھی موت نہ آوے گی یہ بات حدیث صحیح میں آئی ہے مسلمان متکبر کبار کو جہنم میں خلود نہ ہوگا اگرچہ بلا توبہ کئے مر گیا ہو اور بطور خرق عادت ہر طرح کے عذاب سے اوسکو معافی ملنا ناممکن ہے کیونکہ دنیا و عقبی میں اللہ تعالیٰ کے افعال و طرح کے ہیں ایک تو وہ جو بطریق عادت و سر وجہ کثیر الوقوع اور عام طور پر واقع ہوتے ہیں دوسرے طرح خاص قلیل الوجود خرق عادت و خلاف متعارف و صاحب کبر کو نجات کلی ملنا بغیر توبہ کے طریق دوسرے سے معدود ہے اس بارہ میں بتظر ظاہر جن نصوص کے باہم ذکر تعارض معلوم ہوتا ہے ہماری اس تفسیر سے رفع ہو گیا ^{اعلم}

جلکہ کو لے بٹگئے ہونگے رسول خدا صلعم ہی سب سے پہلے شفاعت کو کھڑے ہون گے اور آپ ہی کی شفاعت پر قبولیت کا اثر سب سے پیشتر و مکملی دیا قرآن مجید میں جہاں شفاعت کی نفی آئی ہے اوس سے مراد بدون مشیت و رضا اور۔

بغیر حکم خدا اوسکا واقع ہو جانا ہے چنانچہ فرمایا اللہ پاک نے لَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ الْحَمْدُ وَقَالَ صَدَقَ مَا لَعْنِي نَهْ كَلَامَ كَرِيحِي اَوْ سَدَن مَرُوهُ لَوْ كَرَاوُ اللہ کا حکم ہو جاوے گا اور کہیں گے بہتر بات اس شفاعت پانیکا مستحق وہی شخص ہے جو دل سے باخلاص تمام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتا تھا تو حید پر ثابت قدم اور نہ شرک سے متفرق تام رکھتا تھا اس پر بھی ایمان لانا چاہئے کہ اہل ایمان و توحید کا ایک گروہ بلا حساب و کتاب کے جنت کی راہ لے گا و سر اگر وہ کچھ خفیف صاحب سمجھا کہ بلا تکلیف و عذاب پانے کے بہشت میں جگہ پالے گا تیسرا فرقہ گنہگار و سکا جہنم میں جا کر مختلف عذاب اوشکا کر نجات پاوے گا اور داخل ہو کے سابقین سے ملحق ہو جائیگا غرض کہ کوئی ایمان والا جہنم میں ہمیشہ مقیم نہ رہے گا انہیں سے ہر ایک کو اول یا آخر میں اللہ پاک بالضرورت جنت پہنچا دے گا بخلاف کفار کے کہ وہ ہمیشہ آگ میں پڑے رہیں گے صورت خلاص کی ابدالاً بذاتک نہ کیجئے لغو بات نہ

فصل

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلعم کو جناب الہی سے ایک حوض کوثر نام عطا ہوا ہے امت مرحومہ یعنی اہل اسلام کا اوسپر گز رہو گا پانی اوس حوض کا دودھ سے بڑھ کر سفید شہد سے زائد میٹھا ہے ایک بار جسکو وہ میسر ہوگا کچھ تکلیف پیاس کی اوسے نہوگی مومنین غلصین کو قبر میں آرام کا ملنا اور کفار و منافقین کو عذاب میں رہنا بھی ضروری امر ہے اسطرح منکر و نکیر سے سوال جواب کا ہونا بھی درست و صحیح ہے اسباب میں کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ جانا تجکو جانب پرور

فصل شفاعت و نجات

ختم ہو چکی اب قیامت تک کوئی سچائی نہ ہوگا آپ کی شریعت سب کی واسطے عام ہے
جملہ جنات و انبیا نو پر تعمیل و اتباع محمد رسول اللہ فرض و لازم ہے۔ رسول خدا
صلعم سید الانبیا خاتم الرسل ہیں بوجہ عموم بعثت و دیگر فضائل مختصہ کے جو آپ کی
ذات عالی میں مجتمع ہیں تفصیل فضائل آنحضرت صلعم میں محدثین کی جماعت نے
عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں جیسے شفاء قاضی عیاض۔ خصائص کبریٰ للسیوطی
مواہب اللہ بنہ للعسقلانی۔ مدارج النبوة للشیخ عبدالحق الدہلوی۔ ج۔

فصل

کرامت اولیاء اللہ کی برحق ہے خداے پاک اپنے نیک بندوں کے جسکی عزت
چاہتا ہے بمقتضائے رحمت اوسکو کرامت عطا فرمادیتا ہے۔ عرف شرع میں ولی
وہ شخص ہے جسکو ذات و صفات پروردگار کی معرفت حاصل ہو ایمان و اخلاص
کی حقیقت معلوم ہو۔ عالم کتاب و سنت ہو یا نبی احکام شریعت ظاہر و باطنی
تحریف لفظی و معنوی کو آیت و حدیث میں روانہ رکھتا ہو معتقد بدعات و غلط
منکرات نہ ہو جو لوگ متصف بدین کالات ہونگے اولئے جو امر خارق عادت ہوا
ہوگا اوسکو کرامت کہیں گے سلف امت و امیر سلف کا یہی اعتقاد رہا ہے اور جو تصرف
و خرق عادت خدا کے دشمنوں شیطان کے دوستوں سے صادر ہو مشاہد ہو اوسکو
کرامت نہ کہیں گے کیونکہ وہ تو ان کے واسطے دنیا میں حاجت روائی اور کوشش
الہی ہے اور عاقبت میں باعث عقوبت و تباہی ہے اولیاء اللہ کی شناخت
کوئی معین قاعدہ اور علامت ظاہر و خاص از قسم وضع و لباس یا کسی کھانا
پینے چیز کی خصوصیت و امتیاز یا ان کے گھر کا کوئی خاص انداز یا علوم و فنون
متداولہ سے علم و فن معین کا اکتساب یا کسی ظاہری و باطنی طرز کا اختصار
مباحہ میں سے نہیں ہے کیونکہ اولیاء اللہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

ذکر اولیاء

اور دروازہ لہ پر جو دُشَق کے پورب رخ ہے و جال کو قتل کرینگے۔ لہ نام ہے
 ایک جگہ کا ملک شام میں جو تخمیناً رملہ سے دو میل کے قریب ہے۔ اہل حدیث کا اعتقاد
 اس پر بھی ہے کہ ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب قبض روح کے
 قصد سے آئے تو او کو ایک علانیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس زور سے مارا کہ او کو
 ایک آنکھ جاتی رہی اللہ پاک نے اپنی قدرت سے او کی آنکھ اچھی کر دی کیونکہ
 آنحضرت صلعم سے بروایت صحیح یہ مروی ہے سوائے بدعتی اور گمراہ کے جو مخالف
 دین خدا ہیں کوئی مومن خالص اسکا منکر نہ ہوگا اور اس پر بھی ایمان ہے کہ جو
 موت کا برحق ہے موت بہشت و دوزخ کے بھی میں ذبح کی جائیگی ۛ

فصل

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کیفیت مال و انجام ہر شخص کا مجہول ہے یہ کوئی نہیں جانتا
 کہ خاتمہ کیا کس طرح ہوگا اور کسی آدمی کو بہشتی یا دوزخی نہیں کہہ سکتے
 اس واسطیکہ کسی کے انجام کار سے ہم واقف نہیں ہیں ۛ حکم توریستی
 ہمہ بر خاتمہ ست ہر کس مذلتہ کہ آخر چہ حالت گذرہ ۛ حدیث صحیح میں آیا ہے
 کہ آدمی تمام عمر اعمال حسنہ بہشتیوں کی طرح کیا کرتا ہے حتیٰ کہ بہشت اور اس کے
 درمیان میں بقعہ را ایک ہاتھ کے فاصلہ باقی رہتا ہے کہ اسکا نوشتہ تقدیر جو جہنم
 ہے دفعہ غالب آجاتا ہے اور قریب مرگ ایسے کام کرنے لگتا ہے جو جہنم میں
 لجا بیٹھے اور اس طرح بعض آدمی دوزخیوں کے اعمال کیا کرتے ہیں تا آنکہ
 اونہیں اور دوزخ میں ایک ہی ہاتھ کی فصل رہ جاتی ہے کہ خط تقدیر
 بہشتی ہونیکا اپنا رنگ جاتا ہے اسکے سبب تھوڑی نیکیوں کی بدولت جنت
 میں بلا کلفت داخل ہو جاتا ہے اسی خاتمہ کی حالت پر خطر کی رو سے ایمان
 اپنے کو انا مومن استاء اللہ کہہ سکتا ہے یعنی میں ایمان دار ہوں بشرطیکہ

ذکر خاتمہ

ہر فرقہ و طبقہ میں باستثنائے فساق و مبتدعین کے موجود ہوتے ہیں کہیں
 اصحاب حدیث و قرآن ہیں اور کہیں مجاہد پستان و لسان ہیں کہیں دخل
 اور باب تجارت و صناعت ہیں اور کہیں مشتعل بہ مزووری و زراعت ہیں
 باقی رہا اولیا کو صوفی یا مشائخ و فقر اکہنا سو یہ عرف جدید ہے سلف کے کوئی
 لفظ و نام اون کا منقول نہیں ہے بلا لحاظ صنعت و حرفہ ان لوگوں نے جو آدمی
 زائد متقی و زاہد ہو گا خدا کے نزدیک قبولیت و عزت اوسکی زیادہ ہوگی اور
 جو دوس شخص! ہم دگر گاہارت و تقویٰ میں برابر ہونگے اللہ کے بیان بھی
 دونوں کا کیا سان ہوگا علامت اولیا کی قرآن و حدیث کا اتباع کرنا ہے جملہ اعمال
 و عقائد میں چھوٹے ہوں یا بڑے کم ہوں یا زائد مگر بایں ہمہ ولایت کے لئے
 عصمت شرط نہیں ہے اولیا کے دل و نین جو خیالات و خطرات آتے ہیں اون پر عمل
 بدون مطابقت کتاب و سنت کے نہیں چاہئے اس پر اتفاق ہے کل اولیا کا
 اسکے خلاف جو چلے وہ ولایت سے بالکل بے بہرہ ہے اسلام اور ایمان اولیائے
 نریق کے باب میں فقط حدیث جبریل علیہ السلام کی سند کافی ہے اوسکے بموجب
 اقرار شہادتین و کلمہ طیبہ اور اعمال صالحہ کا نام اسلام ہے اور ذاتی تصدیق
 و اذعان کا نام ایمان ہے اور باطنی اخلاص جو صداقت زبان کے ساتھ
 وہ احسان ہے اسکے ورا جو کچھ علما و فقرا نے اس بارہ میں تشریح زائد
 لکھی ہے یا استنباط اولہ مختلفہ سے کیا ہے وہ امر حقیقی و وجدانی ہے نہ تحقیقی و قرآنی

فصل

اہل اسلام باجمہ عام کے معتقد ہیں کہ قبل از قیام قیامت بالضرورت جال خروج ہوگا
 اوسی طور پر کہ رسول خدا صلعم نے خبر دی ہے اوس زمانہ میں آسمان چار حصوں
 حضرت عیسیٰ بنیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سفید منارہ مشرقی شہر دمشق پر نازل فرمائیگا

جبریل علیہ السلام

درجات من الذين اتفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله
یعنی برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے خرچ کیا ہے پہلے فتح ہوئے کہ
اور لڑائی کی ان لوگوں کا بڑا درجہ ہے اور لے کر خرچ کیا ہے انہوں نے فتح
کے بعد اور لڑے ہیں اور یہ ایک کیوا اسکے وعدہ کیا ہے اللہ نے بھلائی کا۔ باقی
رہی تفصیل فضیلت اولاد صحابہ کی صحیح اس بارہ میں یہ قاعدہ ہے کہ اولاد و انبا
صحابہ کی فضیلت و بزرگی بموجب درجات حضرات صحابہ کے ہے اس کلیہ سے
حضرت فاطمہ زہرا کی اولاد فقط مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ بوجہ قرب قرابت
آنحضرت صلعم کے جمیع صحابہ کی اولاد سے بہتر و افضل ہیں رسول خدا صلعم
کی ذریت طیبہ و عترت طاہرہ صرف اولاد فاطمہ زہرا ہے اور عند اللہ تعالیٰ
وہی شخص بہتر و اعلیٰ ہے جو زائد پر ہیزگار و اقلیٰ ہے۔

فصل

رسول خدا صلعم کے بعد کل امت محمدیہ سے افضل و اعلیٰ حضرت کے اخص و سوت
ایمانی بھائی ہجرت کے ساتھی یا رخا را بکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو
حیات سرور کائنات کے زمانہ میں وزیر اور وفات کے بعد جانشین و خلیفہ
باندہ ہوئے ان کے بعد مرتبہ حضرت ابو حفص فاروق عمر بن خطاب کا ہے جنہوں نے
اسلام کو عزت اور دین حق کو قوت اللہ نے دی۔ پھر فضیلت حضرت عثمان
ذوالنورین کو ہے جنہوں نے قرآن کو متعدد جلد و نمین لکھوا کر اقطار زمین میں
بھیجا دیا اور انصاف و احسان کے ساتھ حکومت کے بعد ان کے رسول خدا صلعم کے
چچا زاد بھائی اور داماد حضرت ابوالحسن علی بن ابیطالب کو سب پر فوقیت
و شرف ہے یہ چاروں صاحب خلفائے راشدین و ائمہ مہدیین ہیں ان کے
نبوی تمام ہوئی من بعد جبری سلطنت و چوٹ راج باقی رہا خلفائے راشدین کی

ذکر خلفائے راشدین

چاہیے والا اسکا کہنا بطور شک نہیں چاہئے خاتمہ جس شخص کا اسلام پر معلوم
 اوسیکے واسطے مسلمان اسقدر گواہی دے سکتے ہیں کہ جلدی یا دیر میں اوسکا
 پہنچنا جنت میں آخر الامر ضرور ہے اور انہیں سے جسکی تقدیر میں اعمال شنیعہ کی
 عوض جیسے توبہ کی نوبت نہیں آئی عذاب کا پانا لکھا ہے وہ مدت عذاب کو
 آگ میں پورا کر کے آخر بہشت میں پہنچ جائیگے حتیٰ کہ اللہ پاک اپنے فضل و کم
 سے کفار کے سوا کسی کو اہل ایمان سے دوزخ میں باقی نہ رکھیکا اور جس آدمی کی
 موت کفر پہ ہوگی اوسکا ٹھکانا جہنم کے سوا کہیں نہوگا نہ اوسکو کبھی نجات ملیگی
 اور نہ مدت عذاب کی کوئی حد و نہایت ہوگی رسول خدا صلعم نے جن لوگوں کو
 بالخصوص افضل امت یا جنتی ہونکی اونسکے لئے شہادت دی ہے جیسے عشرہ
 مبشرہ اور حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ اور امام حسن و امام حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اونسکے بہتر و بہشتی ہونے کے ہم بھی گواہی دے سکیں گے
 کیونکہ یہ یقین ہے تصدیق خبر و وعدہ آنحضرت صلعم کو اور عظمت و وقار کا ان
 لوگوں کے اعتراف و اقرار ہمیں کرنا چاہئے اسلئے کہ دین و اسلام میں انکا بڑا
 رتبہ اور مقام ہے اویسی حال ہے اہل بدر و اہل بیعتہ الرضوان کا الحاصل جیسے آن
 آنحضرت صلعم نے جنت کی شہادت دی ہے اور اس باعث سے ہم بھی اونسکے
 بہشتی ہونے پر گواہی دیتے ہیں اونسکے ماوراء اور انخاص کے لئے جنتی ہونیکا
 حکم ہم نہیں دے سکتے ہیں بلکہ عام طور پر اچھے لوگوں کے واسطے بہتر سی کی
 امید اور بدکاروں کے لئے خطر کا خطرہ رکھتے ہیں اور حقیقت کیفیت اللہ کے
 خدا کہہ رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ہی مسلمات سے ہے کہ سابقین اولین انصار و ہجرت
 ستارین صحابہ و اخلاف مسلمین سے افضل و اشرف ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 لَیْسَ بِمُتَّقٍ مَنِ اتَّقَىٰ مِنْكَ خِطْمًا قَبْلَ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَٰئِكَ أَكْثَرُ

و واجب ہے بموجب حکم خداے پاک و ارشاد رسول اللہ صلعم کے جو قرآن و حدیث میں درج ہیں فضائل و مناقب صحابہ میں جو احادیث صحیحہ وارد ہیں کتب معتمدہ حدیث میں و مرقوم ہیں انکار و جرح اونیہ کوئی ضال مضل مبتغی نہیں کر سکتا و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد باقی رہا خلاف و شقاق باہمی صحابہ کا سوا و سکا تذکرہ ہمیں نہ کرنا چاہئے صحابہ کا عیب و ثواب ناگفتہ بہتر ہے اور اسطرح جمیع ازواج مطہرہ و اہلبیت و ذریت طاہرہ رسول خدا صلعم کی بھی قدر و منزلت اور ان کے حقوق و فضائل کی معرفت ہمیں ضرور ہے حضرت کی ہر ایک بی بی کو ام المؤمنین جاننا اور سب کے واسطے اللہ دعا خیر مانگنا چاہی

فصل

۱۔ عیان اسلام و اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنا چاہئے تا وقتیکہ اس کا ثبوت نہ ہو کہ وہ منکر ہے ذات صانع عالم یا اس کے صناعات علم و قدرت و اختیار و غیرہ کا یا بعثت رسل اور بعثت و قیامت و غیرہ ضروریات دینیہ کو نہ ماننا ہو یا پیش و عبادت اور وصف الوہیت و صفت ربوبیت عمل و اعتقاد مشترک ظاہر ہو و عمدہ ارکان اسلام سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے یعنی حکم کرنا ساتھ بھلائی سکھا اور اعمال بے منہ کرنا جو مسلمان اس سے باز رہے وہ ناقص الایمان ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے میں یہ شرط ہے کہ فتنہ و شر او سپر قائم نہ ہو تا ہوا و قبول نصیحت کی امید اس سے ہو جسکو نصیحت کی جاوے۔ ایمان شرعی عبارت ہے قول اور عمل اور نیت دل سے اور کبھی ایمان کی تفسیر یوں کی جاتی ہے کہ ایمان نام ہے معرفت کا بڑا ٹکڑا ہے صفات و سیئات سے ایسا ٹکڑا کہ وہ یوں ثابت ہے قرآن و حدیث اور اتفاق ائمہ مہلف و خلف امت مرحومہ سے باقی رہتا ہے ایمان حالت غفلت و بیہوشی اور سوئے مرتے وقت بھی اگر چہ یہ چیزیں

و ذکر اہل قبلہ

فضیلت ترتیبی سے یہ مراد نہیں ہوگا اول کو ثانی پر اور ثانی کو ثالث و ثالث کو ثالث پر
 جمع کالات ذاتیہ و ملکات کسبہ میں فضیلت کلی حاصل ہے جبکہ یہ مقصداً ٹھہرا
 ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو کہ جامع نسب و حسب اور شجاعت و قوت
 اور علم ظاہر و باطن و دیگر صناعات میں فرد کامل تھے ان سب میں بھی پہلے تنویر
 خلیفہ سے گھٹ جاوین مواذ اللہ عن ذلک بلکہ مقصود اس ترتیب سے انہما حضرت
 و منفعت اسلام کی مقدار کا ہے جو ہر ایک کے عہد میں واقع ہوئی مثلاً حضرت
 ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے وقت میں جو دین حق کو قوت و شوکت جیسا
 حاصل ہوئی اور سلاطین مجوس و الملکتاب و مشرکین نے بید زلت اوٹھائی وہ
 حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے عہد میں اسلام کا فائدہ نہوا۔ اس سلسلہ
 شیخین کو حضرت رسول خدا صلعم کا وزیر مطلق اور سردار امت کہا جاتا ہے کیونکہ
 ذات آنحضرت صلعم میں دو جہتیں موجود تھیں ایک نسبت اللہ سے لیض کی
 دوم مخلوق کو دینے کی اس جہت دوم میں شیخین کو آنحضرت صلعم کے ساتھ
 بید مناسبت و مہارت خاص تھی اور فرق مختلف بنی آدم کے جمع و تالیف کا
 سلیقہ اور جنگی تدابیر میں جیسا ید طولی و ملکہ تھا وہ کسی صحابی کو تہہ حاصل نہ تھا

فصل

حضرات صحابہ و صحابیات کی توہین و بدی سے ہمیں اپنی زبانوں کا۔ و کنا لازم ہے
 کیونکہ وہ مجملہ ہم ہمارے مقتدا اور سردار و پیشوا ہیں اوکلی بدی کرنا قطعاً حرام
 و گناہ کبیرہ ہے بلکہ بعض اہل علم نے اسکو کفر بتلایا ہے بدلیل اس آیت کے لیغظ
 بہم الکفار یعنی تاکہ غصہ میں لاوے اللہ بسبب صحابہ کے کافر و نکو۔ اسکے
 موافق صحابہ پر غیظ کرنا اور اونسے بغض رکھنا کفار کا خاصہ ٹھہرا۔ اور یہ استدلال
 فی الواقع نہایت عمدہ اور واضح ہے صحابہ کی تعظیم کل افراد امت اسمیہ و قریش

اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اپنے مکانوں میں البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا جانا اپنے
 قتل ہونے کے جگہ کی جانب موت صفت ہے قاتل بذات میت منجملہ نواقات الہی کے فرمایا
 حق سبحانہ نے خلق الموات والحيات لیسو لکم ایکم احسن عملاً یعنی اللہ نے پیدا کیا
 ہے موت اور حیات کو تاکہ آزمائے تم کو کہ کون تمھارا اچھے عمل کرتا ہے۔ موت اور
 بمنہ نہ شے واحد کے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے و لكل املة اجل اذا جاء اجلها
 لا يستغفرون ساعة ولا يستقدمون یعنی ہر گروہ کے لئے وقت مقرر
 جبکہ آجاو گی اجل او کی نہ تاخیر کرے گیے ایک گھڑی کی اور نہ پیش قدمی کرے گیے حیات
 میعاد اجل کیسی تمام ہو جاتی ہے موت کے سوا اور وقت کو کچھ نہیں ہوتا۔

فصل

موزون پر مسج کرنا ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جو متواتر کے قریب بین مقیم کو واسطے
 مسج کی مدت اکیدن رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین راتیں رمضان
 کے مہینے میں تراویح کا پڑھنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیح ثابت ہے البتہ
 تعداد رکعات کی تصریح کسی حدیث صحیح میں وارد نہیں مجملہ اس قدر ہے کہ تیس
 کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب مہینوں کی نسبت رمضان میں زائد محنت و عبادت
 کرتے تھے اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رمضان وغیرہ میں گیارہ رکعت سے
 زائد حضرت نے نہیں پڑھیں۔ اور ایک روایت سے تیرہ رکعت تک پڑھنا معلوم
 ہوتا ہے حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جب لوگوں کو علیہ علیہ تراویح
 پڑھتے دیکھا تو انکو ابی بن کعب کے پیچھے تراویح گزارنے کا حکم دیا ابی بن کعب
 نے اس وقت بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھے افضل سمین وہ
 مقدار ہے جہاں تک نماز کو ذوق و نشاط رہے یا فضیلت زمان و مکان کی
 او سمین رعایت ہو۔ نماز جمعہ و جماعت عیدین وغیرہا ہر امام مسلمان کے

تصدیق و معرفت سے کہ مقتضی حیات اور پوش و حواس ہے مہانت کلی رکھتی ہیں :

فصل

عہدِ ميثاق و اقرار ربوبیت کہ اللہ پاک نے عالم ارواح میں اپنے بندوں سے لیا، قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ہم اوسکے وقوع کے قائل ہیں فرقہ معزلہ اسکا منکر ہے اور آیات و احادیث جو اس بارہ میں وارد ہیں اوںکی عقلی تاویلین و کرتے ہیں مگر یہ اعتقاد بالکل خلاف و ناقض ہے عصمت حضرات انبیاء کے سوا اور شخص کو نہیں ہے اگرچہ کوئی کیسا ہی عالی رتبہ یا کسی منبر کا مقام کارہنے والا کیون نہواور علیٰ ہذا القیاس ہر قول و عمل میں متابعت بھی نبیوں ہی کیوں اسلئے صفت خاص ہے امت سے کسی صحابی و تابعی یا اہلبیت یا امام و مجتہد کو یہ منصب حاصل نہیں ہے سوا کے رسول خدا صلعم کے کہ آپ کے جملہ ارشادات پر حق و کلام حق ہیں ہر آدمی کے بعض اقوال مقبول ہوتے ہیں اور بعض مردود و ناجوی اپنی زندگی میں رزق مقدر پورا کر لیتا ہے حلال سے ہو یا حرام سے اور جب تک رزق کو کامل نہیں کر لیتا کوئی نہیں مرتا ہے رزق حلال پر آدمی کو اجرو ثواب ملتا ہے اور حرام غری کے باعث جہنم و گنہگار ٹھہرتا ہے یہ بات ناممکن ہے کہ آدمی عرصہ تک دنیا میں جیتا رہے اور خوب کھاوے پیئے بھی مگر یا این ہمہ رزق اوںکو میسر نہو یا دوسرے شخص کے رزق پر اوںکی عمر بسر ہو جاوے جو شخص قتل کر دے یا وہ بھی اپنی میعاد زندگی کو ختم کر کے مرتا ہے پس جو آدمی موت طبعی سے مرتا و اور جو مار ڈالا جاوے دونوں مدت حیات کو تمام کر لیتے ہیں فرمایا اللہ سبحانہ و ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا معجلا یعنی نہیں ہے کسی نفس کیواسلئے مرجانا بلا حکم خدا کے لکھا ہوا وعدہ - اور فرمایا قل لو کنتم فی بیوتکم لبئز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم یعنی کہتے

ہو ميثاق وغیرہ

واسطے ذات انہی کے جلالی اور برائی کا مگر جو کہ چاہا اللہ نے اور اگر سوتا میں آگاہی کھینچا
 غیب سے بیشک جمع کر رکھتا ہو جو کہ اور نہ پہنچتی محلو کوئی برائی نہیں ہونگے ڈانٹا
 اور خوشی سنا نیا والا اون لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں جبکہ آنحضرت صلعم
 علم غیب اپنے کو یوں صاف صاف ناواقف ٹھہرا تین پھر بھلا دوسرے لوگ یہ کہ
 کیونکر آگاہ ہو سکتے ہیں آیتاں زندہ جو کسی بھالی مسلمان مردہ کی واسطے دعا
 خیر کرے یا اسکی جانب سے کچھ صدقہ دے یا کوئی عبادت مالی یا دینی یا مرکب
 نیابتہ ادا کرے مطابق اولہ صحیحہ کے ان سب صورتوں میں مردہ کو اجر و ثواب
 ملتا ہے۔ دعاؤں کا قبول کرنا اور کل حاجتوں کا برآنا صرف اللہ ہی کا کام ہے۔ کافر
 دعا کی قبول ہونے میں اختلاف ہے ظاہر عبارت آیت کریمہ و ما دعاء الکافرین
 الا فی ضلال یعنی نہیں ہے پکارنا کافر و نکاح نہ ہونا۔ مفید نفی اجابت ہے
 و عقبی دونوں میں واللہ اعلم۔ کفار جن جہنم میں جھونکے جاؤ گے بموجب ارشاد
 الہی و لکن حق القول منی لا ملأ من جہنم من الجنة و الناس جمعین
 یعنی و لیکن حق ہو چکا ہے میرا کہنا البتہ بھروسہ نگاہ میں جہنم کو جن آدمیوں کے لئے
 اور سورہ رحمن میں ہے و اما القاسطون فکانوا لالجہنم خطبا یعنی
 اور جنوں میں سے ظالم ہیں پس ہونگے وہ جہنم کے لئے اندھن۔ اور مسلمان جن آدمیوں
 طرح جنت میں جاؤ گے اسکا ثبوت اس آیت سے ہے جو وصف میں حوران جنت
 وار رہے فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان
 یعنی جنوں میں نیچی نگاہ والیاں ہیں جنکو نہیں بایا آدمیوں نے اہل بہشت سے
 پہلے اور نہ جنوں نے۔ اللہ پاک نے شیطان کو پیدا کیا ہے آدمیوں کے دلوں میں
 و سو سو نکاح و النسا اونکا کام ہے شب و روز انھیں یہی فکر رہتی ہے تاکہ
 سیدھی راہ سے بنی آدم کو پھیر دین تسلط و غلبہ اونکو اوسپر ہوتا ہے جسکو خدا

پیچھے ہونے والی ہے خواہ امام معید و پیر بنیز گاہ یا فاسق و بدکردار اور بعض سلف سے
 جو الہدیت کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت منقول ہے مراد اوس سے کراست تشریح
 ہے یا وہ بدعت مقننہ ہے جو کفر ہو یا منکر کفر اہل اسلام کا اسپر اجماع ہے کہ کوئی
 ولی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچتا اور کرامیہ کا یہ قول کہ ولایت نبوت سے افضل و
 اعلیٰ ہے مردود ہے یا مؤول۔ اور یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے کہ کشف والہام اولیا
 اور وقایح لومیہ حجت شرعی نہیں ہوتی ہیں لہذا کسی شے کی فضیلت و حرمت
 یا کراست و حرمت کا ثبوت اوس سے نہ ہوگا۔ مان جو احکام بادلہ اسلام ثابت ہیں
 اونکے واسطے مزید سند و شہادت ان سے بشرط موافقت التبتہ ہو سکتی ہے کل
 سلف و خلف امت کا اسی پر اجماع ہے باستثناء معدودے چند غیر معتہم
 کے اس بارہ میں اکثر الہدیت و صوفیہ نے دھوکا پایا ہے۔ اللہ کے فضل
 یاس و قطع امید کر دینا کفر ہے فرمایا اللہ پاک نے اِنَّهٗ لَا یُؤْمِنُ مَنْ سَلَخَ
 اللہ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ یعنی بیشک حال یہ ہے کہ نہیں مایوس ہوئے اللہ
 فضل سے مگر وہ لوگ کہ کافر ہیں اور اس طرح اللہ کے غضب سے ڈر رہو جانا
 بھی کفر ہے سورہ اعراف میں ہے اَفَا مَنَّا مَلِکُ اللہ فَاوْیَا مِنْ مَلِکِ اللہ
 اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ یعنی کیا نہ رہو گئے کفار اللہ کے داؤ سے سو نہ رہیں ہوتے
 اللہ کے داؤ سے مگر وہی لوگ جو خراب ہو گئے اور اس کی مثل و قائع غیبیہ کی بابت
 کاہن کی تصدیق بھی کفر ہے اور پھر جانا ہے قرآن سے جو نازل ہوا ہے آنحضرت
 صلعم پر اور سوائے اللہ عزوجل کے دوسرے کو غیب دان جانا بھی آدمی کو کافر
 بنا دیتا ہے فرمایا اللہ پاک نے قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللہ
 وَلَوْ کُنْتَ اَعْلَمُ الْغَیْبِ لَا سْتَکْثَرْتَ مِنَ الْخَیْرِ مَا مَسَّنِیَ السُّوءُ اِنْ اَنَا
 اِلَّا ذَمِیرٌ وَّلِیُّ شَیْرِ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ یعنی کہہ دے اسی کو صلیب نہیں ختم رہیں

کہ مبادا اونکی جھوٹی رنگ آمیز تقریریں کانٹو کی راہ سے دل تک پہنچنے کے خیالات باطلہ و
 خطرات فاسدہ کو پیدا کر دیں اور ولوں کو بالکل ضلالت و جہالت میں ڈال دیں۔
 اہلبعدت کی علامات ظاہری اونکی بدعات ہیں اور واضح ترین علامات الہمدیت سے
 بغض و عداوت کا رکھنا ہے اور اونکی توہین و تحقیر کے ورپے رہنا کبھی حشو و فحش
 کبکری محدثین کو بدنام کرتے ہیں اور کبھی مجسمہ و مشبہہ اور کالقب و نام رکھتے ہیں سبب
 اصلی اوسکا یہ ہے کہ مبند عین خیال میں احادیث صحیحہ جو بروایت صحیح آنحضرت صلعم
 سے مروی ہیں یقین و اعتقاد صحیح کے مفید نہیں ہیں انکے اذہان لالین اور اغان
 وہی نتایج و دعاوی ہیں جنکو شیطان اوکار و قیاسات فاسدہ اور ساوس و مغالط
 باطلہ پر مرتب و تفرع کر دکھاتا ہے حتیٰ کہ قلوب و صدوران اتباع الشیاطین کے
 بالکل تنگ و تاریک ہیں اور تمامی شبہات بے اصل و ساقط از اعتبار ہیں چونکہ خدائی
 اونپر چھٹکا ہے اسلئے اللہ نے راہ حق سے اونہیں اندھا اور بہرہ نوا یا چھپکا
 رسوا کرنا خدا نے چاہا ہوا اسکے لئے بزرگی کا دینے والا کوئی نہیں ہو سکتا اور یوں
 ہے اللہ وہی کہ دکھاتا ہے تمام ہوا مطلب صابونی کا۔ سعید و نیکیخت انجام کار
 بگڑا کر کبھی شقی ہو جاتا ہے اور اشقیاء عقائد و اعمال صالحہ کی بدولت کبھی سعید بنجاتے
 اشرار و علامات صغری و کبری قیامت کے جو کچھ کہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائی ہیں
 اور تفصیل اونکی کتب حدیث میں آئی ہے وہ تمام مباحث و بجا میں محدثین نے
 اونکے جمع کرنے میں عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں مثلاً اشاعہ اذاعہ۔ حج الکرامۃ۔
 وغیرہ۔ مسکین بکثرت رسل ملائکہ سے افضل ہیں بوجہ چند جنکی تفصیل موقع مناسب
 میں ثبت ہے اور رسل ملائکہ افضل ہیں سائر الناس سے باجماع امت بلکہ
 بحکم بدایت اور عام اہل اسلام نبی آدم نامہ ملائکہ سے بہتر و اگر مرہیں۔ جس چیز کا
 گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہوا اسکے حلال جاننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے

نہیں چاہتا اور جسکو اسد چاہتا ہے اونکے کید و کمرے بچا لیتا ہے۔ دنیا میں جادو اور جادو
 دونوں موجود ہیں مگر بلا حکم خدا وہ کسیکا نقصان کر سکتے مجاز نہیں جو آدمی سحر کرے
 یا یہ اعتقاد رکھے کہ سحر سے کسیکو نفع نقصان بدون تقدیر الہی کے ہونا ممکن ہے
 ہر دو صورت میں کافر ہو جاتا ہے۔ کفر کا کوئی کلمہ اگر کسی مسلمان کی زبان سے آئے
 تو اس سے توبہ کرانی چاہئے اگر توبہ کر لے فبہا والا اسکی گردن ماروین اور اگر وہ
 کلمہ صریح کفر نہ ہو بلکہ مجہول و مشتبہ لفظ ہو تو اسکے کہنے سے فہمائش کے بعد ماحول
 کو دینی چاہئے اگر دوبارہ اعادہ کرے تو کچھ تعزیر و سزا تنبیہا و دیدین۔ کل شے
 چینیہ بن بنص شارع حرام ہیں قلیل و کثیر کی حرمت یکساں ہے۔ مباحولی کا
 مقولہ ہے کہ الہدیت نماز و نکا اول و قتمین ادا کرنا پسند کرتے ہیں اور مساعت
 و تعجیل کو اسبارہ میں ترجیح و تفصیل دیتے ہیں تاخیر صلوات پر اور مقتدی پر
 پڑھنا سورہ فاتحہ کا پیچھے امام کے واجب بتلاتے ہیں اور حکم کرتے ہیں تہجد کے پڑھنا
 کچھ سو رہنے کے بعد اور سلوک کرنا قربت داروں کے ساتھ اور ہر کس و نا کس سے
 سلام علیک کرنا اور کھانا کھلانا اور فقرا و مساکین و یتیموں پر شفقت رکھنا اور مسلمانوں
 کے کام کو عالی جہتی سے انجام دینا اور کھانے پینے شادی بیاہ وغیرہ میں اعتدال
 سے نہ بڑھنا اور امور خیر میں مبادرت و سعی سے باز نہ رہنا وغیر ذلک محدثین کے
 وصایا میں یہ سب باتیں داخل ہیں الہدیت اپنی عداوت اور محبت و دشمنی
 شریعت ہی کو موافق ہوتی ہیں۔ مسائل دین میں جدل و خصومت اور کٹنا
 شیوہ نہیں ہے۔ الہدیت و سننالت کے پاس تک نہیں پھٹکے جہلا و نفس پرستوں
 سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ اور بڑا جانتے ہیں۔ الہدیت کو جو دین میں نئی
 نئی باتیں کرتے ہیں جکا ثبوت و نشان حدیث و قرآن سے نہیں ہے ایسوی
 مجالست و صحبت سے بھی وہ دور بھاگتے ہیں انکی گفتگو تک کا سننا وہ نہیں رکھتے

دو طرح کے ہیں ایک تو وہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے تو ثابت ہیں اور
 سلف صالحین صحابہ و تابعین نے بھی ان کو مقبول و مسلم رکھا ہے مگر چار عقلیں
 کا حقہ ان کو ادراک و تشریح سے قاصر ہیں اس لئے ایک گروہ نے ایسے عقائد کو قبول
 نہ کیا اور آیت و حدیث کے معنوں میں تاویل کرنی اختیار کی حالانکہ مناسب اس بارہ
 میں ایسا نکالے آتا تھا ہر اوس شے پر جو ثابت ہے حدیث و آیت سے جس طرح پرکھو
 وارد ہوئی ہے اور تاویل کا کرنا درحقیقت شریعت کا جھٹلانا ہے دوسرے وہ
 ہیں جن کا پتہ کتاب و سنت میں نہیں لگتا اور نہ قرون مشہود لہا یا بخیر میں ان کے
 متعلق کسی طرح کی گفتگو ہوئی ہے ایسی چیزوں سے اپنی فکر و فوض کا علم نہ رکھنا
 اور شکی لال یعنی سمجھ کر ان کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے فرمایا رسول خدا صلعم نے کمال
 ایمان و اسلام آدمی کا ترک کرنا ہے اوس شے کا جو کہ غیر مفید و بیکار ہے۔ مجتہد
 مسائل شرعیہ و عقلیہ میں کبھی تو چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھکڑے کی بات کہتا ہے
 چوکنے والے کو ثواب ایک حصہ اور صحیح الراء کے کو المضاعف اجر ملتا ہے اگر مجتہد کا
 مصیب ہونا مسلم ہو تو یہ ثواب کی تقسیم جو حدیث کو بموجب مجتہد غلطی و مصیب
 کے لئے ہے بیکار و رایگان ہو جائیگی۔ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں رہتا
 اور ایسے شخص سے کہ دلائل حقہ کا اظہار نہ کر سکے کسی وقت و کسی حال میں زمین
 خالی نہ رہیگی اگرچہ قلیل و اقل قلیل بھی ایسے لوگ کیوں نہ ہوں امت محمدیہ میں
 قیامت تک اسی حق کا رہنا جو سچی اور سیدھی راہ بتایا کرے لازم و لا بد ہے۔
 حدیث صحیح میں آیا ہے ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت کا حق پناہر غالب آونگے
 اور پیغمبر اللہ صلی علیہ وسلم کی آجاوے گا اللہ کا حکم جس شخص کو دین کی کچھ بھی سمجھ ہے وہ جانتا
 کہ مجتہدین متاخرین پر خدائے جسطرح اجتہاد کو آسان کر دیا ہے اگلے مجتہد و ذکوۃ
 بات حاصل نہ تھی کیونکہ کل سامان ضروری اجتہاد کا ان کے پاس فراہم تھا

اور اوسکا خفیف و سبک سمجھنا یا کسی شرعی مسئلہ پر تسخیر و استہرا کرنا تکذیب دین
 و کفر کی علامات سے ہے جسکے باعث کفر کا حکم دیا جاتا ہے۔ معدوم محض پر شیعو کا اطلاق
 ثابت نہیں اللہ کا دیکھنا دنیا میں آنکھوں سے عقلاً ممکن ہے نہ شرعاً اور آخرت
 میں بشر بات حدیث و آیت ثابت ہے اور خواب میں دیکھنا خدا کا شرعاً جائز ہے
 کیونکہ یہ ایک نوع کا قلبی مشاہدہ ہے جو اکابر و کرام اہل اسلام کو اوسکے فضل
 میں ہو جاتا ہے۔ روح حادث چیز ہے اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے ضروریات
 دنیویہ اس پر ملحق ہیں حضرات صحابہ و تابعین کا مسلک یہی ہے جسمانی موت سے
 روح نہیں مٹ جاتی اوسکا حدوث بقول حافظ ابن قیم کے زمانہ پیدائش اجسام
 میں ہوتا ہے۔ کافر جب تک دنیا میں رہتا ہے منجانب اللہ نعمت میں ہے انشاء
 فرمایا رسول خدا صلعم نے دنیا ایمان والے کے لئے بقیدماند ہے اور کافر کیو اسلئے
 بہشت ہے۔ اللہ کی معرفت اور عبادت کا واجب ہوا اللہ کے حکم اور شرع
 سے ہے نہ فقط طریق عقل سے۔ جو چیز طاقت بشری سے خارج ہے اوسکی
 بجا آو کیا حکم شرع سے ثابت نہیں ہے بلکہ دلیل اوسکے خلاف یہ قائم ہے فرمایا
 اللہ پاک نے لا یكلف الله نفساً الا وسعها یعنی نہیں حکم دیتا ہے اللہ
 کسی نفس کو مگر اوسکی طاقت کے موافق۔ اور یہ بھی ارشاد کیا ہے سربناکی
 لا تحملنا ما لا طاقت لنا به یعنی اسے رب ہمارے نہ بوجہ رکھتا ہے اور سجدہ جسکی
 طاقت ہمیں نہیں ہے۔ باقی راہ متبع بالغیر بطرح ایمان لے آنا اوس شخص کا
 کہ پروکار سے کا ذریعہ ایمان جانا اور لکھا ہے مثل فرعون و ابولہب وغیرہم
 سو باتفاق اہل علم کے ایسی چیز کے ساتھ تکلیف و حکم شرعی کا تعلق صرف جائزہ
 ممکن ہی نہیں بلکہ محقق و واقع ہے۔ سحر حق ہے اور نظر کا لکھا ابھی برحق ہے
 احادیث صحیحہ بخاری و مسلم وغیرہما سے یہ دونوں ثابت ہیں۔ عقائد و مسائل

اجماع معتبر مجتہدوں کا ہے نہ مقلدوں کا ہر فرقہ کا یہ گمان ہے کہ وہی لوگ نجات پاؤ گئے
اور باقی سب جہنمی ہیں اس فرقے کی تعین میں تشریح آنحضرت صلعم کی مکمل تریع
و جد ال کو رفع کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو چلتے ہیں میرے اور میرے
اصحاب کے طریقہ پر اسکے بموجب فرقہ ناجیہ وہی ہے جو اختیار کرے عمل و عقیدہ مطابق
ظاہر قرآن و حدیث صحیح کے جبہ گذر گئے ہیں جمہور صحابہ و تابعین۔ اور باجمعی خلاف
اونکا اونہیں مسائل میں ہے جنہیں کوئی نص مشہر نہیں ہوئی اور نہ اتفاق کرے
صحابہ سے وہ قرار پائے ہیں **ف** اختلاف کا سبب استنباط کا مختلف ہونا یا محلی
تفسیر علیحدہ طور پر کرتا ہے اور غیر ناجیہ وہ فرقے ہیں کہ تراشتے ہیں اعمال و عقائد کثیف
کے خلاف۔ علم تین چیزوں میں ہے اول آیت محکمہ یعنی غیر منسوخ یا آیات حکمات
مشتاہرات کے سوا۔ دوم سنت قائمہ یعنی حدیث جسکی اسناد و متن میں کسی کمزوری
خلل نہ ہوا اسکے بموجب عمل ہوتا ہو سوم فریضہ عادلہ یعنی علم فرائض یا وہ احکام
کہ منصوص کتاب و سنت نہیں ہیں بلکہ اولئے مستنبط ہیں یا حاکم مومن عادل
عادل کے احکام اس سے مراد ہیں بموجب آیت کہ یدعون اللہ واطيعوا الامر
والی الامر منکم انکے سوا جو علم ہے وہ زائد ہے۔ خصوص قرآن و حدیث اپنے
ظواہر پر رکھی جاوینگی جب تک کہ کسی دلیل قطعی سے ضرورت تاویل کی ثابت نہ ہو
اور جو چیزیں عرفاً اولئے متبادر ہیں اونکا اطلاق بھی شرعاً درست ہے اور
اوسیکے موافق اعتقاد بھی رکھنا چاہئے مگر تشبیہ سے جو لازم و بھی ہے تنزیہ و
ہے اور واجب اہل اسلام پر امام کا قائم کرنا جو احکام اسلام جاری کرے حدود و
رواج دے شرحدوں کا بند و بست کرے لشکر کو آراستہ رکھے صدقات و زکوٰۃ وصول
کرتا رہے باغیوں اور لٹیروں کو دبا کر رہے۔ جمعہ و عیدین کا اہتمام رکھے تازنات
و خصوصیات جو لوگوں میں واقع ہوں اونکا موافق شرع کے تصفیہ کر دینا اور

اسکی سبب متقدمین کو اجتہاد کرنے میں نہایت محنت و وقت اوٹھانی پڑتی تھی
 یہ عکس متاخرین کے کہ انکو ہر طرح کی سہولت ہے مقلدین چونکہ تقلید و قیاس
 اڑے ہیں اور قرآن و حدیث چھوڑ کے دوسرے علوم میں پڑے ہیں اسلئے انکو
 وہی دکھاتا ہے جس میں خود مبتلا ہیں اور اپنا الزام دوسروں کے سر رکھتے ہیں
 علم نافع و فہم کامل سے جسکو خدا نے کامیاب کر دیا ہے اوپر اجتہاد کا دروازہ
 کھول دیا ہے مگر مقلدین کے خیال میں یہ امر بالکل مستبعد و محال ہے۔ تقلید کرنا مسأ
 شرعی میں اصلی ہون یا فرضی مطلقاً جائز ہے امام ابن حزم نے بدلیل اجماع اسکا
 منہی ہونا ثابت کیا ہے علامہ شوکانی نے قول مفید اور ادب الطلب وغیرہ میں
 تقلید کی ممانعت میں چاروں اماموں کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں ہر اجماع
 تمام نہیں ہے اپنی اور غیر و کئی تقلید سے۔ اسجگہ سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر اجماع
 سے تقلید کی ممانعت فرضاً ثابت نہ ہو تو جمہور کے نزدیک اس کے حرام ہونے میں تو
 کچھ کلام ہی نہیں ہے تو خدا کے نقل اجماع اس معنی پر کہ اسوات کی تقلید بالکل
 ناجائز ہے۔ اور دوسرا یہ اجماعی مسئلہ کہ مجتہد کا عمل کرنا قیاس و رائے پر مست
 و کتاب سے کوئی دلیل اسے دستیاب نہ ہو جو کم ضرورت خاص اسکی واسطے
 جائز ہے اور دوسروں کے لئے ناجائز۔ اسکی متعلق قاضی شوکانی نے اثبات و نفی
 میں یہ تحریر کیا ہے ان دونوں اجماعوں سے تقلید کا استیصال ہو گیا انتہی۔
 حامی پر یعنی جو قرآن و حدیث سے واقفیت نہیں رکھتا ہے مذہب خاص کا التزام
 لازم نہیں ہے ابن برہان و نوویکا ہی مسلک مختار ہے ایمان مقلد کا جو سید
 کی حجت اپنے پاس نہیں رکھتا ہے صحیح و مقبول ہے۔ جو اجماع قرآن و حدیث سے
 ثابت نہواستدلال کے لائق نہیں ہے اور جبکی اصل قرآن و حدیث میں ہو
 اوس سے استناد و درست ہے بقول اون لوگوں کے جو اجماع کو حجت کہتے ہیں

زمین میں اور جو کہ صفت صحابہ میں کہا تھا اشداء علی الکفار یعنی سخت و غا
 بین کافروں پر زمانہ خلافت میں ان سب امور کا ظہور کما حقہ ہو گیا۔ جو شخص ظالم
 سے محبت و اخلاص رکھے اور بدعائے خیر اور نہیں یاد کرے اور ان کے فضائل و حق
 کما حقہ سمجھے منجملہ منصفین اور کما شمار ہوگا اور جو اس نے بغض رکھے اور روافض خواج
 کے طرح ان کے مطاعن و معائب کے فکر میں رہے وہ ہلاک ہو نیا الوہدین داخل ہوگا
 ۔ سلطان و امام وقت اگر یہ ظالم و فاسق انتہا درجہ کا ہو اس کے سبب وہ ضرور
 مستحق نہ ہوگا جب تک کہ ایسا امر نہ کرے جو کھلا ہو کفر ہے جیسے عداوت ترک نافرمانی
 وغیر ذلک۔ امام سے جو لوگ باغی ہوں ان کا قتل کرنا چاہئے تا وقتیکہ وہ مطیع و قار
 نہ بنجائیں جو باغی بھاگ جائیں یا گرفتار ہو کر آویں یا مجروح و زخمی ہوں ان کا
 مار ڈالنا چاہئے۔ تابعین یعنی وہ لوگ کہ صحبت صحابہ میں رہے ہیں صحابہ کے
 علاوہ تمام امت سے افضل ہیں بموجب اس ارشاد نبوی کے کہ سب قرون کے
 بہتر میرا قرن ہے اور میں بعد وہ لوگ جو اس سے قریب ہیں اور اس سے پیچھے وہ
 اشخاص جو ان کے ملحق ہیں تابعین کے بعد فضیلت ان حضرات کو ہے جن کو علم
 و عمل کے ساتھ تابعین سے قرب مزید ہو بطرح صحاح ستہ کے مصنفین
 اور ان کے اساتذہ و تلامذہ ایک قرن کو جو دوسرے پر فضیلت دیا جاتی ہے مقصود
 اس سے ترجیح ہر جہت سے نہیں ہے بلکہ لجا لگا کر فضائل و شیوع حسنات کے
 ایک کو دوسرے پر فوقیت دیا جاتی ہے یہی ہے وجہ تطبیق احادیث متعارضہ کی
 جو اسباب میں وارد ہیں۔ ارشاد آنحضرت صلعم کل بدعة ضلالة یعنی
 ہر بدعت شرعی گمراہی ہے۔ اپنے عموم پر ہے شامل ہے کل افراد بدعت کو
 احادیث کثیرہ جو آنحضرت صلعم سے مروی ہیں اس کے موافق ہیں احادیث نبوی
 بدعت کی تفسیر کا رائج بھی نہیں پایا جاتا ہے بدعت کی تفسیر کے جو قائل ہیں خود

گواہیان جو حقوق کی بابت قائم ہوں اور ان کے قبول و رد میں نظر کرنا لاوارث لڑکے
 لڑکیوں کی شادی کا انتظام اور تقسیم مال غنیمت وغیرہ کی ضرورت سے جبکہ انصار
 ہر ہر واحد سے ناممکن ہے امام کا قائم کرنا واجب باجماع امت ہے اور یہ وجوب بمعنا شریعت
 ہے نہ عقلاً کتب مبسوطہ میں لوازیم و شرائط امام بہ لبط تمام مرقوم ہیں۔ خلافت
 ثابت ہوتی ہے بیعت سے اہل حل و عقد کے کہ عبارت ہے علماء و سادات و سواران
 لشکر وغیرہم سے کہ ذی ادراک و شعور ہوں اور مسلمانوں کی مصلحت و منفعت پر
 عبور رکھتے ہوں خلافت ابو بکر صدیق اس صورت سے منعقد ہوئی تھی یا جبکہ
 واسطے خلیفہ وصیت کر دے اور سکو بھی خلافت پہنچ سکتی ہے جیسے حضرت عمرؓ کی
 خلافت کہ ان کے لئے حضرت ابو بکرؓ نے وصیت کر دی تھی یا چھ آدمیوں کے مشورے
 جو ہر ایک خلافت کی لیاقت رکھتا ہو بالخصوص ایک شخص مخصوص بخلافت کر دیا جا
 جس طرح حضرت عثمانؓ کی خلافت چھ صحابہ کے شوری سے حضرت عمرؓ کی رائے کو
 موافق ہوئی اور حضرت علیؓ کی خلافت آخر الامر پر بیعت سے اہل حل
 و عقد حضرات صحابہ کی ہوئی اور سوقت میں حضرت علیؓ سے اولی اور اخنی بالخلافت
 صحابہ کی نظر میں کوئی نہ آیا اور ابھی سبب سے کہا رہا ہجرین و انصار نے حضرت علیؓ
 خلاف و بغاوت کو ممنوع و ناجائز ٹھہرایا۔ یہ چاروں حضرات خلفائے راشدین کہلائے
 جنکے ذریعہ سے اللہ نے دین محمدیؐ کو شوکت و عزت دی کفار و مشرکین کو ہر جگہ شکست
 و ذلت ملی آسائے اسلام کو استحکام و ایات حق کو رفعت تمام ہوئی ان کو گونے
 اور جو ان کے پیرو ہوئے خلیفہ کرنے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا
 جو غربت اسلام کی وقت کیا تھا و عد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات
 لیستخلفنہم فی الارض یعنی وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں کے لئے
 کہ ایمان لے آئے ہیں تم میں سے اور عمل کئے ہیں اچھے البتہ خلیفہ بنائیں گے اور ان کو

کسیکو تو اللہ نے غوسی و شقی بنایا ہے اور کسیکو سعید و شید ٹھہرایا ہے اور کسیکو
 رحمت سے قریب کیا ہے اور کسیکو ہمد خدا اپنے افعال میں جو ابدہ کسیکا نہیں ہے
 بلکہ ہندون سے ہر عمل کی بابت پریش ہوتی ہے۔ تو بہ کر نیوالے سے عذاب الہیہ
 عقل کی موافق اللہ پر واجب نہیں ہے کہ خواہ مخواہ وہ ایسا ہی کر دے بلکہ فضل
 و رحمت کا اوسکے یہ مقتضا ہے کہ توبہ کے بعد عذاب نہ کیا جاوے باقی رہی بحث
 شرعی قبول توبہ کی جو شخص کسی گناہ کبیرہ سے توبہ کرے اگرچہ دوسرے کبیرہ میں
 وہ مبتلا ہو تب بھی اوسکی توبہ صحیح ہوگی اوس گناہ کا مواخذہ اوس سے نہ ہوگا
 اور جن صفات سے توبہ نہ کی ہو اوسپر گرفت و عذاب کیا عدل کے موافق خدا کو
 پہنچ سکتا ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ مسلمان آدمی اگر بیشمار گناہوں کا ترکب ہو کر
 بلا توبہ کئے مر جاوے تو اوسکو جیگنہ گازیہوں کے سبب کافر نہ ٹھہراوینگے بشرطیکہ خالص
 تک اخلاص و توحید پر متقی رہا ہو کیونکہ انجام اوسکا اللہ کے ہاتھ ہے اگر چاہے
 تو کل معاصی سے اوسکے درگزر کر دے اور قیامت کے روز سالم و غنا ہمیشہ
 میں پہنچا دے اوسکے اعمال و افعال پر کسی طے کا حساب و کتاب تک نہ ہو اور ہر نوع
 کی تکلیف و عذاب سے رانی کلی پالے اور اگر خدا چاہے تو میعاد سزا و نصاب عذاب
 تک اوس کو جہنم میں رکھے۔ بہر حال ہمیشہ تک جہنم میں نہ پڑا رہیگا بلکہ آخر الامر داخل جنت
 بالضرور ہو جاویگا حاصل کلام یہ کہ ایماندار گنہگار اگرچہ مغضب بالنار ہو گا مگر کفار کی طرح
 نہ پھینکا جاویگا اور نہ اونکے ساتھ تک جہنم میں ٹھہریگا اور نہ کافر کی مثل شقی بجا آئے گا
 کافر کو اللہ کی رحمت سے یاس کلی ہوگی کسی حال میں راحت کا خیال بھی اونہیں
 نہ بندھیگا۔ اور جو مومن ہیں ہر زمانہ میں اونہیں اللہ کی رحمت پر بھروسہ رہیگا
 اولیٰ مال کا رنجیت ہے اسواسطیکہ اوسکی پیدائش خاص جنت ہی کیواسطے ہے اور
 جنت کی آفرینش اوسکیواسطے ہے۔ یہ اللہ کے فضل و کرم کا مقتضا ہے اے رب دنیا

اور انکی تصریحات کے موافق چھوٹی سی سنت کا اتباع بدرجہا افضل و بہتر ہے عبت
 کی مزوج و اختراع سے اگر عبت حسنہ کیوں نہ ہو۔ نیکو و نیکو چاہئے کہ ہمیشہ تو کیا
 کرین نصوص قرآن و حدیث سے یہ حکم ثابت ہے۔ توبہ کل گناہوں کو بلاشبہ مٹا دیتی
 ہے صغیرہ ہوں گناہ یا کبیرہ۔ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا معصیت صغیرہ ہے اور اصرار
 کبیرہ پر کبیرہ۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ایمان والے کو معاصی سے کچھ ضرر و خطر
 نہیں ہے وہ گمراہ ہے کتاب و سنت کے مخالف اور اجماع سلف و ائمہ امت کا
 رو کر نیوالا ہے۔ جو آدمی تقدیر کو عذر و حجت اہل شرک و معصیت کی واسطے
 بتلاوے۔ وہ بھی مشرک و منین معدود ہے۔ اہل سنت اس کے معتقد ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 جس شخص کو چاہتا ہے دین حق کی ہدایت کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ حق
 سے پھیر دیتا ہے خدا جسکو گمراہ کرے اس کے واسطے بھی کوئی دلیل و سند بکار
 نہ ہوگی فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فللہ العجۃ البالغۃ فلو شاء طہد اکم جمعین
 و لو شئنا لاتینا کل نفس ہدایا و لکن حق القول منی لاملئن جہنم
 من الجن و الانس اجمعین یعنی واسطے اللہ ہی کے ہے حجت پوری اگر چاہتا
 اللہ بیشک ہدایت کر دیتا تم سبکو اور اگر چاہتے ہم البتہ زید سے ہم سب نفس کو راہ
 او کی و لیکن سچ ہو چکا ہے کہنا سیر البتہ بھر دو نگاہیں جہنم کو جن اور آدمیوں کے
 اکٹھے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے و لقد اذنا لجمعہم کثیرا من الجن و الانس
 یعنی اور بلاشبہ پیدا کیا ہے جہنم کے واسطے بہت سے جن اور آدمیوں کو
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کل خلق کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے بلا استثناء
 کے اور خلق کے و گروہ کے ایک کو اپنے فضل و رحمت سے بہشت و نعمت کے
 واسطے بنایا اور دوسرے کو جہنم جانے اور عذاب اوٹھانے کے لئے پیدا کیا جہنمیوں
 جو تکلیف و عذاب ہو گا وہ عدل و انصاف کے بموجب ہو گا نہ بطریق ظلم و جبر کے

جاتی رہتی ہے اور ابی قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں لوگوں نے اونکے سامنے
 محدثین کا تذکرہ کیا ابی قتیبہ نے کہا کہ الحمد للہ بد قوم ہیں اسکا کہنا تھا کہ امام احمد
 اپنے کپڑے جھاڑ کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن ابی قتیبہ کو زندیق زندق
 کہتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے اور ابو نصر بن سلام نے کہا کہ اہل الحاد پر کوئی شہر زائد
 سبعغوض و ثقیل حدیث کی سماعت و روایت بالاسناد سے نہیں ہے۔ اور مناظرہ
 احمد بن اسحاق فقیہ سے ایک شخص سے اوسمین یہ کہا کہ حدیثا فلان وہ شخص اسپر
 کہنے لگا حدیثا کو رہنے دو کہا تنگ حدیثا کہ جاؤ گے شیخ احمد نے ظاہر کر اوس سے کہا
 کہ اسے کافر اٹھ جا یہاں سے اور نہیں روا ہے تجکو کچھ کبھی میرے گھر آنا محمد بن ادیب
 رازی کہتے ہیں کہ اہل بدعت کی علامت عیب جوئی کرنا ہے محدثین کی اور زندیقوں کی
 نشانی اہل حدیث کو حشو یہ کہنا ہے اور غرض اونکی حدیث کا بے اصل و اعتبار ٹھہرا
 ہے اور فرقہ قدر یہ کایتہ سنو نکو جبرۃ تبلانا ہے اور جہمیہ کی عادت اہلسنت کا
 نام شبہہ رکھنا ہے اور روافض کا شیوہ حدیث والو کو ناصبی قرار دینا ہے۔
 شیخ مالونی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اگر ہونکا یہ سب تعصب ہے کیونکہ اہلسنت کا
 نام اہل حدیث کے سوا اور کچھ نہیں ہے اہل بدعت جو اپنی طرف سے اہلسنت کی واسطے
 ایسے القاب تراشتے ہیں اسمین وہ ہم مسلک ہیں اون شیطا طین مشرکین کے
 جو رسول خدا صلعم کے لئے طرح طرح کے نام گڑا کرتے تھے کوئی ساحر کہتا اور کوئی
 کاہن ٹھہراتا کسی نے شاعر کہا کسی نے مجنون بعض نے مخلوق کذاب بتایا اور بعض نے
 منقری مفتون بنایا حالانکہ جناب رسول خدا صلعم ان سب معائب و زوائل سے
 پاک و صاف تھے اور برگزیدہ رسول و پچھے نبی تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انظر کیف
 ضربوا لک الامثال فضلو اولا لیستطیعون سبیلای یعنی دیکھ تو اسے محمد
 کہ کس طرح بیان کین کفار نے تیرے بارہ میں مثلیں پھراہ ہو گئے و جتنی کہ نہیں گات

ہمیں اسلام کی حالت میں اور پہنچا دے صاحبین میں جو شخص یہ خواہش رکھتا ہے
 کہ تمام طوائف اسلام میں سے اوسکا ایمان و اسلام خالص و صحیح ٹھہرے اوسکو قرآن
 و حدیث کے مطابق اپنے عقائد کا درست کرنا چاہئے اور سب گناہوں سے توبہ کرے
 اور اتحاد و ارتداد سے اپنے کو محفوظ رکھے اور اگر خدا خواستہ کوئی ایسا قول و
 فعل صادر ہو یا ہو جو مستلزم ارتداد ہے تو فوراً خدا کی درگاہ میں اوس سے
 توبہ کرے اور یہ عزم کر لے کہ پھر کبھی اوسکا مرتکب نہ ہوگا استصورت میں سعادت زائکہ
 پھر عود کر آوے گی المحدث کا اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان عہد نماز فرض ترک
 کر دے آیا وہ کافر ہوگا یا نہیں مقتدائے اہل سنت امام احمد و دیگر علمائے سلف کا
 یہ اعتقاد ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث صحیحہ میں
 وارد ہے تبتہ کے ایمان و کفر میں فارق ہی نماز کا چھوڑ دینا ہے اسکے بموجب
 تارک الصلوٰۃ کافر کہلاتا ہے اور امام شافعی مع ایک جماعت علمائے سلف کے اس پر ہیں
 کہ ترک نماز سے مسلمان کو کافر نہ کہیں گے تا وقتیکہ نماز کے فرض ہو نہیکا اعتقاد رکھتا ہو
 اسکے بعد نماز کو مرتد کی طرح اونکی رائے میں قتل نہ کرنا چاہئے اور حدیث کی تاویل
 یہ لوگ یوں کرتے ہیں کہ ترک صلوٰۃ جب کفر کا حکم ہے وہی ہے کہ انکار و جحود کے ساتھ
 ظاہر حدیث مؤیدہ مذہب اول کی اگرچہ تاویل بھی ضعف کے ساتھ اوسمیں ہو سکتی ہے
 والتا علم۔ یہ مختصر مجموعہ ہے عقائد صحیحہ کا جو ترازو میں کتاب و سنت کے وزن
 کر لئے گئے ہیں اور انھیں پر سلف امت وائمہ دین و علمائے مسلمین کلام جمعین
 گذر گئے ہیں شیخ الاسلام ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن صابونی رضی اللہ
 عنہ نے اپنے عقائد کے رسالہ کو ختم کیا ہے مع المحدث و دم المہدیت پر اور نقل کیا
 ہے احمد بن سنان قحطان سے کہ دنیا بھر میں ایسا بدعتی نپایا جاوے گا جو المحدث
 سے بغض نہ رکھتا ہو اور جو شخص بدعتی ہو جاتا ہے حدیث کی حلاوت اوسکے دل

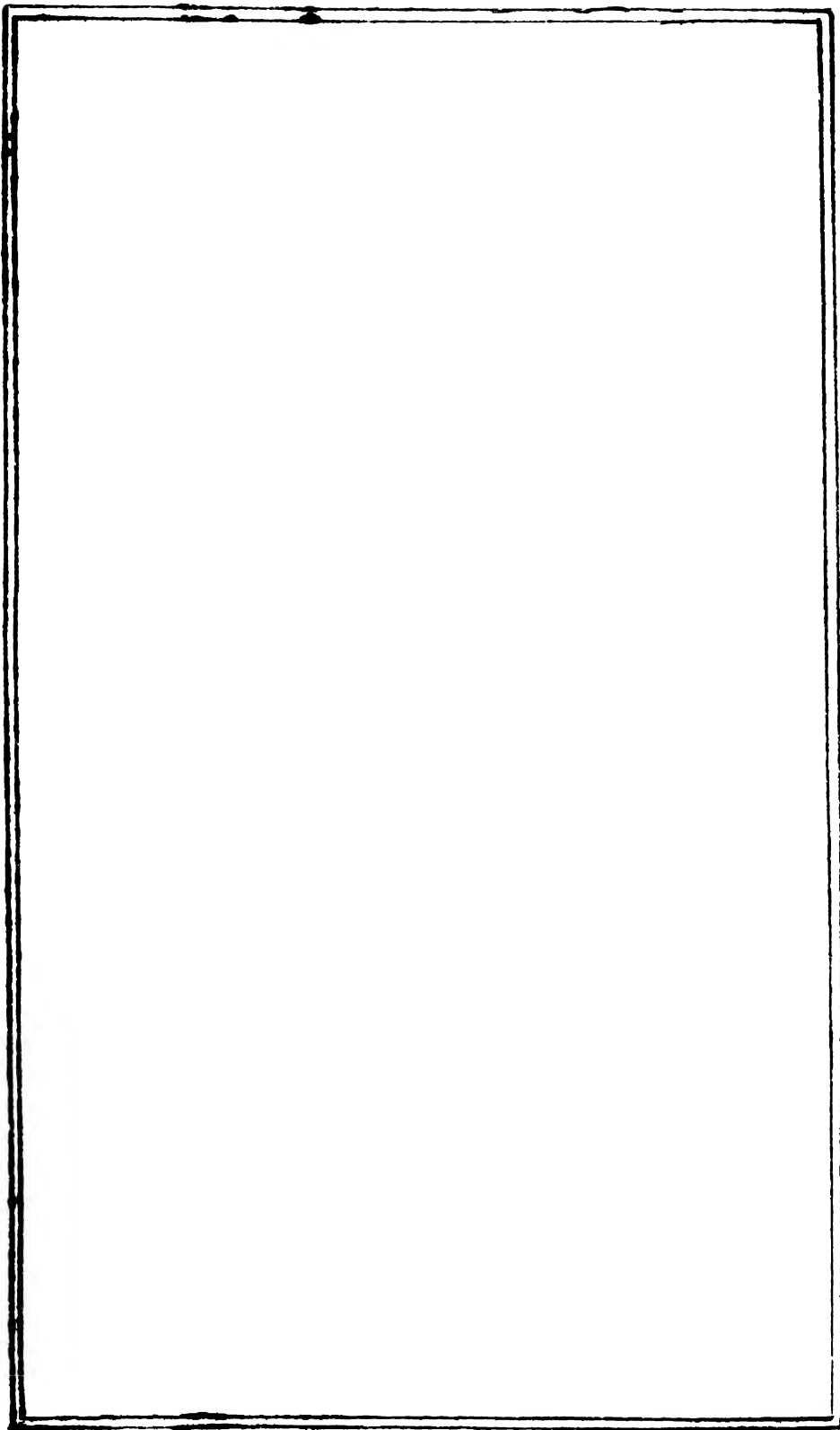
انکے ہوئے مثلاً النبیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ اور حماد بن اور ابن عون وغیرہم
 اور جو ان سے پیچھے آئے مثلاً زید بن ہارون اور عبد الرزاق اور جریر بن عبد الحمید
 وانکے امثال اور جو انکے اعتقاد ہیں جسطرح محمد بن یحییٰ ذہلی اور محمد بن اسمعیل بخاری
 اور مسلم بن حجاج قشیری اور ابو داؤد سجستانی اور ابو نعیم رازی اور ابو حاتم اور ابن
 ابی حاتم اور محمد بن اسلم طوسی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن خزیمہ اور ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ قزوینی وغیرہم ائمہ سنت کہ حدیث پر عامل اور اسکے ناصر تھے
 اور اسی جانب نطق کو ہدایت و دلالت کرتے ہیں اس صفت کے علما بہت بلکہ جمیع
 و شمار گزرے ہیں جنکی تفصیل لکھنا بیوقوف ہے۔ صابونی کہتے ہیں کہ جو عقائد میں
 یہاں لکھے ہیں محدثین مذکورین بالاتفاق سب اسکے قائل تھے باجمہر کرام اعلیٰ نقاد
 میں وہ مختلف تھے اور اس پر بھی سکنا اتفاق رہا ہے کہ المہدبت کو ہمیشہ مقہور و ذلیل
 اور مغضوب و حقیر سمجھنا چاہئے نہ اونکو اپنے پاس پھٹکنے دین اور نہ آپ اونکی صحبت
 و معاشرت و ہونڈین انکے ترک و ہجرتین اللہ کی رضا و خوشنودسی طلب کریں۔
 صابونی کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے میں بھی انہیں حضرات کا متبع آثار ہوں
 اور اوغنین کے انوار سے روشنی کا خواہان اپنے بھائی اور دوستوں کو نصیحت
 کرتا ہوں کہ اس راہ سے نہ بہکین اور اغیار کے قولوں کو نہ دیکھین بدعات و محدثات
 جو مسلمانوں میں شائع ہیں اوغنین نہ پڑھیں کیونکہ زمانہ محدثین میں بدعات مروج
 سے اگر ایک بھی بدعت کسیکی زبان پر آتی تو قطعاً اوکو چھوڑ دیتے بدعتی کا لقب
 دھرتے جھوٹا بناتے ہر طرح کی اذیت پہنچاتے اور دھوکہ دے میرے بھائیوں کو کثر
 و زیادتی المہدبت کی کیونکہ یہ تو علامات قرب قیامت سے ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے آثار قیامت سے ہے علم کی کمی اور جہل کی زیادتی علم سے مراد سنت ہے اور
 جہل سے بدعت۔ اس زمانہ میں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کپڑے رہے

رکھتے راہ یابی کی اسطرح البیعت خدا لہم اللہ تعالیٰ عالمین اخبار و ناقلین آثار و
 راویان امارت رسول خدا صلعم کو جو متبع ہیں طریق نبوی کے اور مہدی ہیں
 بسنت احمدی النواع واصناف القاب و اوصاف سے یاد کیا کرتے ہیں حالانکہ اصحاب
 حدیث ان جمیع مطاعن والزامات سے بعید و بری ہیں انکے واسطے کوئی عیب
 و رسم نہیں ہے بجز اسکے کہ وہ سنت سنہ و سیرت مرضیہ و طرق سودیہ و حجج قویہ
 اہل بین تو فقیہ دی ہے اللہ نے انکو اپنی کتاب و خطاب کے اتباع کی اور امانت
 و اخبار رسول خدا صلعم کے اقتدا کی جملہ اوامر و نواہی میں اور امانت کی ہے انکی
 اللہ نے اسطرح کہ اخذ کرتے ہیں سیرت آنحضرت صلعم کو اور ہدایت پاتے ہیں
 طاعت سنت سے کھول دیا ہے اللہ نے انکے دل کو واسطے محبت رسول خدا صلعم
 اور محبت ائمہ شریعت و علمائے امت کے۔ اور جو شخص جس قوم سے محبت رکھیں
 قیامت کے روز وہ انھیں میں اوٹھیں گے جو جب ارشاد آنحضرت صلعم کے آدمی و علی
 ساتھ ہے جسکو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور علامات اہل سنت سے محبت کرتا ہے
 علما و ائمہ حدیث اور اوسکے اولیا و انصار کے ساتھ اور بغض رکھتا ہے ائمہ عت
 سے جو بلاستے ہیں لوگوں کو جانب ناری کے اور کھینچتے ہیں ساتھ کو طرف دار البوار کے
 منور و راستہ کو یا ہے اللہ نے اہل سنت کے دل کو محبت سے علمائے سنت و
 اہل بیت کے یہ بات اللہ کے فضل و رحمت سے ہے۔ ابو جابر قتیبہ بن سعید نے
 کتاب النایمان کے آخر میں لکھا ہے کہ جب پاوے تو ایسے شخص کو جو محبت رکھتا ہے سفیان
 ثوری اور مالک بن انس اور ازاعی اور شعبہ اور ابن مبارک اور ابو الاحوص اور
 شریک اور وکیع اور یحییٰ بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی سے تو یقین جان
 کہ وہ سچا سنی ہے اور انھیں لوگوں سے ہن محمد بن اور یسٰی شعبی اور احمد بن حنبل
 اور جو لوگ کہ انکے قبل تھے جیسے سعید بن زبیر اور زہری اور شعبی اور یحییٰ اور جو کہ بعد

ارادات مضلہ و آرائے فحشہ و سیئات مذکورہ سے بچاوے۔ تمام ہوا حاصل کلام بونی کا
 اصل رسالہ صابونی پر جو ہمارے زیر نظر ہے حافظ عبدالغنی بن عبد الواحد کا کہ
 مشہور امام ہیں سماع لکھا ہے مع سند کے مصنف رسالہ تک رجال سند کے حفاظ
 مقدسی ہیں۔ اور تاریخ سماع ۲۸۵۰ حافظ شمس الدین ذہبی نے کتاب ^{العلوم}
 میں لکھا ہے کہ اسمعیل بن عبدالغافر نے امام الحرمین سے سنا کہ کہتے تھے کہ مکہ معظمہ
 میں مذہبیوں کے بارہ میں مجھے خلیان و تنوید پیدا ہوا آنحضرت صلعم کو میں نے خواب
 میں دیکھا کہ مجھے فرماتے ہیں کہ تو اعتقاد صابونی کو اختیار کرنا انتہی۔ میں کہتا ہوں
 جو عقائد ابن صابونی کی کتاب میں ہیں اوں سبکو مختصراً اس رسالہ میں درج
 کر دیا ہے مع زیادتی کے جو ثابت ہے کلام دیگر ائمہ حدیث و علمائے کرام سنت
 سے۔ لہذا لازم کر لے تو اپنے اوپر یہ تحقیر رحمت ہو خدا کی جو لکھا ہے مجھے مضمون
 قرآن و حدیث کا اور نہ جدا ہونا تو ان دونوں سے ہرگز اورائے کے سوا دوسری
 شے سے ہدایت مت چاہنا اور فرخ فرات آسے مبطلین و متکلفین کی جانب متوجہ
 نہونا آسوا سطیکہ فونو فلاح اوسی شے میں ہے جو اللہ و رسول اللہ صلعم
 کی کتاب و سنت میں ہے نہ اوں امور میں جنکو متکلفین و متعقبن نے اپنے
 عقول منطکہ و افکار مدلبہ سے ایجاد و احداث کر لیا ہے جسکو چاہے کہ مقولہ ظاہر
 اور ہر زخرف و باطل کے بالعوض اللہ عز و جل کے کلام اور حدیث رسول اللہ صلعم
 پر قانع و راضی رہے۔ چونکہ مجھے دیکھا ہے کہ حافظ امام عبداللہ بن محمد بن قاسم
 مقدسی نے جو دینیات میں مجتہد مطلق ہیں اور علمائے آفاق اونسکے علم و فضل
 کے معتقد رسالہ عقائد کے خاتمہ میں اتباع کی فضیلت میں ایک فصل لکھی ہے
 چنے چاکا کہ اوسمیں ہے فقط احادیث کو ملقط کے بیان لکھدین کیونکہ عقائد تو
 اوس رسالہ کے ہماری تحفہ میں آچکے اودلائل کو ملحوظہ کتاب میں جمع کرنے کا

اور اوسپر استقامت کے ساتھ عمل کرے اور لوگوں کو بھی اوسکی تلقین دے اجمہ
 و ثواب اوسکا جید و حساب ہوگا بڑھکر اون لوگوں نے جنھوں نے اول اسلام میں
 سنت کے بموجب عمل کیا ہے اسواسطیکہ جب آنحضرت صلعم نے ایچہ آدمی کیلئے
 پچاس آدمیوں کا ثواب بتلایا تھا تو صحابہ نے پوچھا تھا کہ کیا آخرا زمانے کے پچاس آدمیوں
 کے ثواب کی برابر حضرت نے جواب میں فرمایا کہ نہیں بلکہ تمھارے پچاس شخصوں کی مثل
 اوسکا اجر ہوگا اور یہ وعدہ خاص اوسیکے واسطے ہے جو کالت فساد امت حضرت ہوں
 سنت پر قائم رہے۔ زہری کہتے ہیں ایک سنت کی تعلیم و وسوسہ برس کی عبادت
 سے بہتر ہے صحابونی نے کہا کہ ایک روز ابو معاویہ رضی اللہ عنہ مجلس مارون رشیدین
 حدیث بیان کر رہے تھے اوسی اثنا میں روایت ابو ہریرہ اجتہاد آدم موسیٰ کا
 تذکرہ بھی آیا عدیلی بن جعفر نے اوسپر کہا کہ آدم و موسیٰ کے باہم ذکر گفتگو کیونکر
 ہو سکتی حالانکہ ہزاروں برس کا فاصلہ دونوں میں ہے یہ کہنا تھا کہ مارون غصہ سے
 اوجھل پڑے اور یہ کہنے لگے کہ وہ تو حدیث رسول خدا صلعم بیان کر رہے ہیں اوسپر
 تو کہتا ہے کہ یہ کیسی طرح ہو غصہ کے فرو ہوئے تک مارون کی زبان پر یہ کلمہ بار بار نکلتا
 صحابونی نے کہا کہ ہر آدمی پر واجب ہے کہ اسطرح اخبار و احادیث آنحضرت صلعم کی
 قدر و تعظیم کیا کرے اور رضا و تسلیم و قبول و تصدیق سے پیش آتا رہے جو شخص
 اسکے سوا اور راہ اختیار کر گیا اور حدیث صحیح سنکر چون و چرا یا نہ لایگا یا ولین اسکے
 قبول کی بابت تردد و شک پاوے یا اوسکے مضموں کو مستبعد و منکر بتاوے
 اوسپر مارون رشید کی مانند اشد انکار و سختیر کرنا چاہئے جس طرح کہ قبول کالینا
 آنحضرت صلعم کے کل احادیث کا جو مروی بطریق صحیح ہیں لازم و ضرور ہے اللہ
 عز و جل ہمیں اون لوگوں میں سے کرے جو اوسکے کلام کو شکر اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں
 اور دنیا میں تمام عمر کتاب و سنت پر قائم رہتے ہیں اور اپنے فضل و کرم سے ہم کو

میرے بعد کوئی شخص ہلاک ہونیوالے کے سوا یعنی جیکے مقتدر میں نار و ہلاکت لکھی
 اور ایک روایت میں یہ زیادتی وارد ہے ابوالدرداء نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک
 سچ کہا رسول خدا صلعم نے چھوڑ گئے ہمیں وہ کھلی ہوئی راہ پر جسکی راہ
 مثل دن کے ہے۔ اور حدیث کی ابو ہریرہ نے آنحضرت صلعم سے تحقیق چھوڑا ہے
 میں نے تم لوگوں میں اوس چیز کو کہ نہ گمراہ ہو گئے تم اوسکے بعد جب تک کہ پکڑے رہو گے تم
 اوسے وہ کتاب ہے اللہ کی اور میری سنت کبھی نہ جدا ہوگی یہ دونوں ایک دوسرے
 سے حتی کہ حوض کوثر پر بھی میرے پاس یہ دونوں بالاتفاق ساتھ ہی ساتھ پہنچیں گے
 یہ روایت سنن طبرانی کی ہے۔ ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں کہا ہے کہ میں ہر
 امر میں متبع ہوں کسی وجہ سے مبتدع نہیں۔ اور عمر فاروق کہتے ہیں بیشک
 چھوڑے گئے ہوں کھلی ہوئی راہ پر مگر یہ کہ تم اپنے آپ سے گمراہی اختیار کر لو لوگوں کے
 ساتھ ملکر دامنہ جاتے یا بائین طرف مڑ کر ابن مسعود نے کہا کہ ہم مقتدی اور متبعین
 مبتدعی اور مبتدع نہیں ہیں تم نہ گمراہ ہو گئے جب تک حدیث کو پکڑے رہیں گے
 زہری نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ نہیں زنا کرتا ہے زانی اور حال یہ کہ وہ
 اوسوقت میں باایمان ہوا وزاعی کہتے ہیں کہ میں نے اسکی بابت زہری سے یہ پوچھا
 کہ مقصد اسکا کیا ہے زہری نے جواب میں کہا اللہ کی طرف سے جو علم آیا رسول خدا
 صلعم نے بہستور ہم تک پہنچا دیا اب ہمارا کام فقط اوسکا قبول کر لینا ہے۔ رسول خدا
 صلعم کی حدیثوں کو اوسطرح رکھنا چاہیے جس طرح کہ وہ وارد ہیں یعنی اونہیں بدلنا
 نیکجاوین اور زاعی کا قول ہے صبر کر سنت پر اور ٹھہر جا جہاں ٹھہری ہے قوم۔
 اور وہی کہنا جو اونہوں نے کہا ہے اور رکنا اوس چیز سے جس سے کہ وہ رکے
 اور چلنا راہ پر سلف صالح کے کیونکہ تیرے واسطے اوسمیں کفایت ہے جو انکے واسطے
 کافی ہوا۔ کہا ابن قدامہ رحمہ نے یہ جملہ مختصر کتاب وسنت و آثار سلف سے ہم کو



چاہیے کہ لازم کر لے اسکو اور جو کچھ کہ اسکے وراستہ طرح وارد ہوا ہے اللہ عزوجل اور
 رسول خدا صلی علیہ وسلم اور صاحبین سلف وائمہ امت سے جسپر کہ اتفاق ہو چکا ہے خیال
 امت کا سوا اسکے دوسروں کے اقوال کو ذلیل و خوار اور لغو و بے اعتبار اور بے
 عبث و بیکار جان کر چھوڑ دے اگرچہ اکثر متاخرین اسکے سبب دھوکے میں پڑ چکے
 اور اسکو اپنے سرواٹھ نہ پرکھ چکے ہوں یہ جامعہ مسلم ہی باطل ہیں انکے
 کثیر بیوٹے سے تو دھوکا نہ کھانا اسکے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم مروی ہے کہ اپنے
 فرمایا عنقریب مختلف ہو جائیگی میری امت تہتر فرقوں پر وہ سب آگ میں جائیں گے
 ایک فرقہ کے سوا جو چلیگا میری اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ائمہ حدیث سے
 ایک جماعت نے اسکو روایت کیا ہے بالفاظ و طرق مختلفہ۔ چاہتے ہیں کہ اللہ
 سبحانہ و تعالیٰ سے توفیق اس کے مرضیات کی اور پہنچا دے ہمکو نبی مختار
 محمد صلی علیہ وسلم اور انکی آل الہیار و اصحاب اختیار کے پاس اور جمع کر دے دار
 کرامت میں بیشک اللہ دعا کا سننے والا اور قبول کر لینی والا ہے۔ تمام ہوا
 مطلب علامہ ابن قدامہ کا۔ مصنف رسالہ قائد الی العقائد نے بعد صلوة
 و سلام کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ اس رسالہ کی تصنیف و تدوین و طبع و ترویج ہوئی ہے
 آخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۷ھ ہجری میں دارالاقبال بھوپال میں محفوظ رکھے
 اللہ ہمیں اور اسے ہر آفت و زوال سے بلوغ المرام کے ساتھ اس مختصر رسالہ
 اس واسطے چھپوا دے کہ مجموعہ مطبوعہ جامع ہو عبادات و معاملات اور
 اصول و آداب اسلامیہ و عقائد دینیہ کو اور اللہ ہی سے ہے سوال توفیق و انکسار

شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ حافلہ تہ ترجمہ کتاب لقائد الی القائد

غیر ایک کانہین ہے فقط جب سکور وئے ۛ و لکو جگر کو جان کو کس کسکور وئے
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول متبع سنت رسول ربانی مولانا
سید عبد الباری نقوی سہبوانی ابن زیدۃ المتکلمین عہدہ المحققین مقبول
یار گاہ محمد سید سراج احمد اذ ظہما اللہ فی اعلیٰ علیٰ بن ماہ محرم الحرام سال
یکہ ہار و د و صد و شصت و ہفت ہجری میں پیدا ہوئے او آغوش شفقت
والدین میں پرورش پا کر دوازدہ سالگی میں داغ یشیمی سے آشنا ہوئے
کچھ دنوں و لکن میں علوم رسمی اساتذہ مختلف سے حاصل کئے آخر الامر بھر
چہار و ہ سالگی شیخ العلماء سید الفضلار گانہ زمین سید امیر حسن صاحب سہولتی
غفر اللہ لہ کی خدمت بابرکت میں رہ کر استفادہ معقول و منقول میں
مشغول رہے نوزدہ سالہ عمر میں بلعد فراغ و تحصیل علوم بمواجہ علمائے کبار
و فضلاء عالی تبار مقام میرٹھ میں دستار فضیلت زیب سرفرمائی جناب
مرحوم کو تحقیق مذاہب غیر میں ید طولیٰ حاصل تھا جس پر آپ کی کتاب اعلام اجاب
والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام شاہد عادل موجود ہے ایک زمانہ تک
درسہ اسلامیہ اکبر آباد میں گورنمنٹی ملازم رہے بعد شکست مدرسہ ریوانہ
خوشنودی مزاج حکام وقت سے حاصل کئے آٹھ ۛ سال سے یہ قدر و اتنی



انور شمس جلیل احمد جلیل سہسوالی ہمیشہ زاد و جناب مغفور علیہ قطعہ
تاریخ موزون گیارہ

چشم خون بار و کہ عبد الباری از دنیا فیت ۴ ول فزون نالکہ ماندہ جادہ دین بیدیل
خورد سال اندر غم آوزار و گریان نخورد ۴ شد مقیم اند و بناک سیدہ چاکہ بن السبیل
سب با احمد گشت مخزون قید باقی بقیرارہ ۴ خستہ از غم شد طبل شفته از ماتم جلیل
بود فکر سال فوت او کہ رضوان از بہشت
گفت یاد او ارشاد حور و نعیم و سبیل
۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے جلیل آپ او حمد خدا ۴ پیروم شد خدا کیجئے
لغت پیغمبر اور آپکا منہ ۴ شرم کیجئے و راجبا کیجئے
اما بعد اہل دین کو خوشخبری سناتا ہوں مضمون تازہ زبانہ لا تا ہوں مسکین
سے تنہاے تحسین ہے ناظرین سے رجاے آفرین ہے کہ اندون یہ رسالہ انجہ
و مقالہ سامعہ رہبر عقائد ایمانی رہنمائے اصل سلامتی محتوی فوائد ناممکن
منافع اہل اسلام سائق العباد الی صحتہ الاعتقاد نام نتیجہ طبع و قادی و ذہن تقاد
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول متبع سنت رسول ربانی ہو
سید عبد الباری صاحب سہسوالی غفر اللہ لہ ترجمہ اردو کے کتاب ہدایت
آب القائل الی العقائد ریختہ قلم گرامت رقم نو نہال گلشن علم و
کمال تو باوہ چین و دولت و اقبال معدن فضائل عدیدہ مخزن خصال حمیدہ
ذی فہم صائب البوالنصر میر علی حسن خان صاحب زاد اللہ اقبالہ و ضاعف کما
مطہج فیض بنیاد بنارس سعید المطالع نام میں طبع ہو کر مشہور زبان و

صحت نامہ سائق العباد

نمبر	خطا	صواب	نمبر	خطا	صواب
۲	جائنا	جاءنا	۴	نقصان	نقصان عیب
۳	الراعين	الراعين	۵	جزیہ	جزیہ
۴	الى الثابت	الى الثابت	۶	اکے	اکے
۵	تنزیہ	تنزیہ	۷	آئی	آئی
۶	اسکی	اسکی	۸	اکے	اکے
۷	غلاف	کھلاق باری	۹	اسی	اسی
۸	ولی	×	۱۰	حی	حی
۹	لغنا	لغنا	۱۱	سنت کے	سنت کے
۱۰	صلاة	الصلات	۱۲	او کمی	او کمی
۱۱	توفیقی	توقیفی	۱۳	جانتے	جانتے
۱۲	مشیت	معیت	۱۴	اشراق	اشراق
۱۳	مندرج	مین مندرج	۱۵	صفت	صفت
۱۴	صفت	صفت	۱۶	کسی شخص	کسی شخص

زمین و مقبول ارباب دین ہوا ہے جانان نہ صرف در دل دیوانہ جلوہ کرڈ
 آئین مہر نیمروز ہر خانہ جلوہ گرد و آواہ کیا ترجمہ مفید ہے جس سے ہر عامی و
 عالم استفادہ ہے تمام عقائد سنن صحیحہ شایعہ سے اخذ کئے گئے ہیں اقوال
 زید و عمر و بکر سے نہیں لئے گئے سچ کہتا ہوں خدا گواہ ہے سلف صالح کی
 یہی روش یہی راہ ہے جلوہ یار کہ امروز دل افروز منست پان
 ہمانست کہ موسیٰ سر طورش دریافت ہے عبارت سلیس ہے ترجمہ نفیس ہے
 لفظ خوب ہیں معنی محبوب ہیں زبان پُر تاثیر ہے بیان نقش کش ہے
 اللہ تعالیٰ اسکے صلہ میں مترجم کی مغفرت کرے مولف اصل کتاب کی
 عمر و اقبال میں برکت دے جملہ مومنین و مومنات کو توفیق عمل بخشتے
 ع من دعا گویم و خضرار بگویند آمین

قطعہ تاریخ طبع

چہ زیبا ترجمہ مطبوع گردید کہ ہر دیندار ازوے بہر مند
 سو خوش و مسکند و لہاے عالم بہ ہمانا سطر سطر او کمندست
 نہ تنہا عامیان محتاج او بند کہ خیل عالمان ہم مستمندست

جمیل الکون ہے تاریخ طبعش
 بگو شرح عقائد و لپندست

۱۳

۴

۰۴

کمترین خالق تزیین جمیل احمد ہسوالی غفر اللہ لہ

۲

۳

۱

۱۳۰۴

تَوْحِيدُ الْمَعَاصِي وَالطَّبَقَاتِ

الْمَخَائِلِ وَالْكَارِ وَالْجَنَاتِ

قَدْ طُبِعَ بِمَطْبَعِ مُفِيدٍ عَامِ الْكَائِنِ

فِي الْكَرَةِ فِي سَنَةِ ١٣٠٤

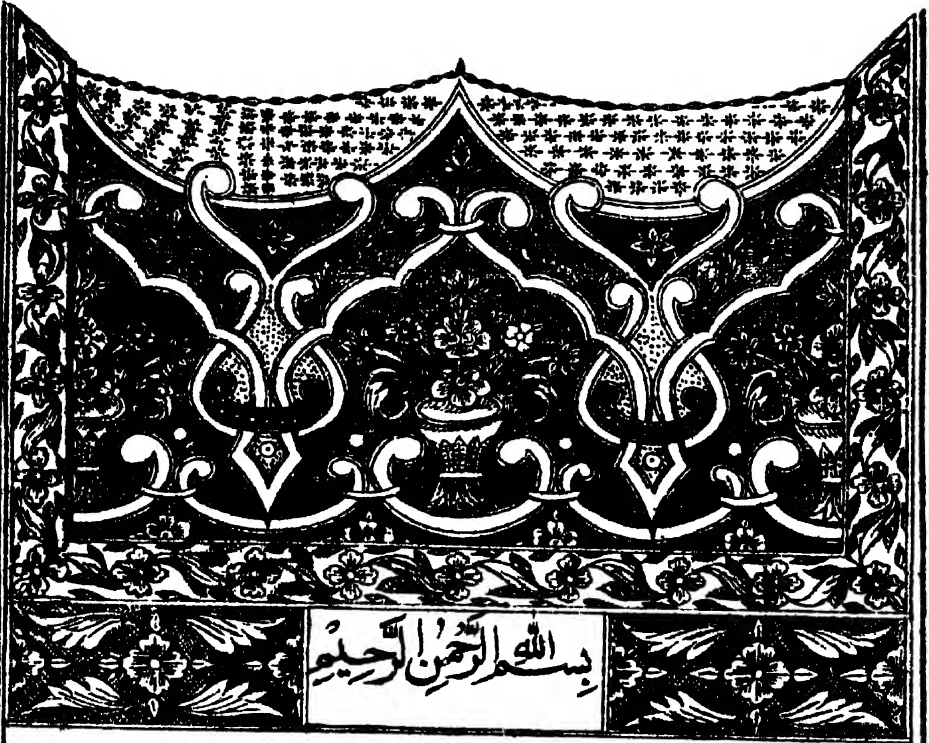
الْهَجْرِيَّةِ

صفحہ نمبر	نصف	صواب	صفحہ نمبر	خطا	صواب
۲۶	۱۰	ے	۳۵	یک	*
۲۸	۲	ن	۳۸	موئ	موئ
=	۱۰	تفصیل	=	اول کی	اول کا
۲۹	۸	رساوس	۴۰	عالمین	حالمین
=	۹	مرتب	=	یقین	یقیناً
=	۱۸	بوجہ چند	۴۱	زبیر	زبیر
۳۰	۱۱	ہونا	۴۱	واکے	اوراکے
=	۱۸	پرو دگار	=	کرتے تین	کرتے تھے
۳۱	۱۶	بھی	=	دھونڈین	دھونڈین
۳۲	۶	اوٹھالی	=	اونھین	انھین
=	۱۲	موئ	۴۲	الیے	الیے
۳۳	۸	کرتا ہے	=	اوسپر	اسپر
=	۱۳	اطیعو	=	آحادیث	احادیث
۳۴	۱۷	آساس	=	آثار ہے	آثار ہے
=	۱۸	خلیفہ	۴۴	انسپر	اوسپر
۳۵	۶	اوسکے	=	روایت میں	روایت میں
=	۱۱	لعبہ	۴۵	تارہ	ناروہ
=	۲۰	موئ	۴۶	الہار	الہار
۳۶	۱۳	الجن والانس	=	آواخر	آواخر
		الجنة والنار			

اقسام عباد کا باعتبار داریں کے اور واضح کرنا انواع ذنوب کا بہ نسبت منفات عباد کے
 اور غلط ہر کرنا ان اسباب کا جسے مغائر ذنوب جرائم عظام ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی
 بیان سے بڑھ کر کسی کا بیان نہیں ہے اور نہ رسول و اہل علم باللہ کے کشف سے کسی کا
 کشف زیادہ تر ہے اسلئے ابتدا اس بیان کی کتاب اللہ سے کی گئی پھر کلام عارفین باللہ سے
 اس رسالہ کے مطالعہ سے مومن منجھلے یہ بات دریافت کر لیا کہ وہ منجملہ اقسام عباد کے دنیا اور
 آخرت میں کس قسم کے اندر منسلک ہے کیونکہ اسکا اعتقاد و عمل جس قسم کے موافق ہو گا وہی
 حالت اُس پر غالب سمجھی جائیگی ہر چند ہر کو انجام اخروی کسی مسلمان کا اس دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتا
 مگر بیان رسول سے سوچنا انجام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے اور اُنکو
 بشارت جنت کی دیدی ہے وہ تو بالیقین قطعی بہشتی ہیں باقی ساری امت اسلامیہ خطر عاقبت
 میں گرفتار ہے اسلئے ایمان کو بین الخوف والرجا ٹھہرایا ہے۔

مسئلہ ہر انسان مکلف ہے ساتھ تین امر کے ایک یہ کہ اوامر و طاعات بجالائے
 دوسرے یہ کہ نواہی و مخالقات میں بچ پڑے تیسرے یہ کہ قضا و قدر سے ناخوش نہ ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے لا بد للعبد من امر فیصلہ
 و غنی بختبہ وقد رصیبر علیہ اس کلام کا تعلق دو طرف ہے ایک طرف رب کے دوسرا
 طرف عبد کے رب کی طرف یہ ہے کہ اللہ کے حکم بندے پر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک
 حکم شرعی دینی دوسرا حکم کوئی قدری سو حکم شرعی کا علاقہ امر سے ہے اور حکم کوئی کا علاقہ
 خلق سے الالہ الخلق و الاہر اور حکم کوئی طلبی بحسب مطلوب کے دو طرح پر ہوتا ہے کیونکہ مطلوب
 اگر محبوب خدا ہے تو مطلوب اُس کا فعل ہے وجوباً یا استحباباً اور اگر مغضوب ہے تو مطلوب اُس کا ترک
 تحرماً یا کراہتہ تو یہ حکم دینی شرعی ہوا رہا حکم کوئی قدری سو یہ وہ مصائب ہیں جنکو اللہ نے
 مقدر و مقضی کیا ہے ان میں بندہ کی کچھ صنعت نہیں ہے نہ کو ان آفات و مصائب پر صبر کرنا و نہ
 نہیضا بقضا سو وہ واجب ہے یا مستحب غرض کہ مرجع سارے دین کا انہیں تین قواعد کی طرف



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يَجِدُّهُ يَنْتَقِمُ اَهْلَ الْقُبُورِ فِي دَارِ النُّوَابِ وَبِاسْمِهِ يَتَسَلَّى اَهْلَ الشَّقَاءِ وَان
 اَرْتَضَى دُونَهُ الْمَجَابِ وَنُوبِ اِلَيْهِ تَوْبَةً مِنْ يَوْقِنَ اَنَّهُ رَبُّ الْاَرْبَابِ وَنَرْجُوهُ رَحَاءً مِنْ يَوْمِ
 يَأْتُهُ الْغَفُورُ لِلنُّوَابِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى اَوَّلِ اَنْبِيَائِهِ وَخَاتَمِ رُسُلِهِ صَلَوةٌ تَجْنِيَتْ
 مِنْ هَوْلِ الْمَطْلَعِ يَوْمَ الْعَرْضِ وَالْحِسَابِ وَتَمَهَّدْنَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى زِلْفِي وَحَسَنَ مَأْبٍ
 وَعَلَى اَلْهَيْوَةِ صَحْبَةِ خَيْرِ اَكْلِ اَصْحَابِ اَمَّا بَعْدُ اَوَّخِ خَاطِرَ عَاطِرِ اَهْلِ حَقِّ هُوَ كَهْ دُنْيَا عَالَمٍ
 كَلْبٍ وَشَهَادَتِ هُوَ اَوَّلُ اَخْرَجْتَ عَالَمِ غَيْبٍ وَكُلُّهُ مُرَادِ بَارِي دُنْيَا سَهْ وَهَ مَالَتِ هُوَ جَوْبِلِ مَوْتِ كَهْ
 هُوَتِي هُوَ اَوَّلُ مَرَادِ اَخْرَجْتَ سَهْ وَهَ مَالَتِ هُوَ جَوْبِلِ مَوْتِ كَهْ هُوَتِي سَهْ وَهَ مَالَتِ اَخْرَجْتَ مَنَعَاتِ وَاهْوَالِ
 عِبَادِيْنَ جَوْصَفَتِ وَهَالِ قَرِيبِ هُوَ اُسْكَانِ دُنْيَا هُوَ اَوَّلُ جَوْصَفَتِ اَخْرَجْتَ اُسْكَانِ اَخْرَجْتَ هُوَ
 اَهْمُ اِسْ رَسَالَةِ دُنْيَا سَهْ اَخْرَجْتَ پَرِ بَحْكَمِ كَرْنَا چَاهْتِي مَن مَقْصُودِ چَارِ اِسْ حَكْمِ سَهْ بِيَانِ كَرْنَا
 كَيْفِيَّتِ تَوَزَعِ دَرَجَاتِ وَدَرَكَاتِ كَا اَخْرَجْتَ مَن هُوَ بِحَسْبِ مَرَاتِبِ حَسَنَاتِ دُنْيَا كَهْ اَوَّلُ كَرْنَا

دنیا میں اور نہیں ہے اٹھکو آخرت میں کچھ حصہ اور کوئی انجین یوں کہتا ہے اسے رب ہمارے
دے ہو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ انجین کو
کچھ حصہ ہی کمائی کا اللہ جلد لیتا ہے **ف** دعا ایک نوع ہے ذکر کی اللہ نے دعا کو
اس جگہ دو قسم ٹھہرایا ہے ایک وہ جو طالب ہے حظ دنیا کا اور طرف حظ آخرت کے انعامات
انہیں رکھتا ہے تو صبح قرآن میں کہا ہے منکو رغبت نہی دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم
ہیں انتہی دوسرا وہ جو طالب ہے دونوں امر کا خلاق کہتے ہیں نصیب کو یعنی پہلے قسم کے
داعی کا آخرت میں کچھ حصہ نہو گا ایسے کہ ساری فکر اسکی مقصور ہے دنیا پر وہ ارادہ غیر دنیا
نہیں رکھتا ہے اور نہ سوا دنیا کے کسی اور شے کا طالب ہے اس خبر میں معنی این نہی کے
یعنی اقتصار علی طلب الدنیا سے منع کیا ہے اور ذم ہے اس شخص کی جس نے دنیا کو غایت
رغبت و معظم مقصود اپنا ٹھہرایا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ہلاک ہو بندہ دنیا کا
اور بندہ درہم کا اور بندہ لباس کا اگر دیا گیا راضی ہے اور جو نہ دیا گیا تو ناخوش ہی ہلاک
اور سرنگون ہو اور جب کاٹا لگے تو نکال دیا جائے اخراجہ البغاری یہ دعا ہے حضرت کی
طالب دنیا پر ساتھ ہلاک کے وفی الباب احادیث کثیرہ تفسیر ہر دو حسنہ میں اختلاف ہے
کسی نے کہا مراد عافیت و زرق ہے دنیا میں اور تعیم جنت و رضا آخرت میں یا زوہ حسناء
یہاں اور حور عین وہاں یا علم و عبادت اس جگہ اور جنت اس جگہ یا اول سے مراد عمل
صالح ہے اور ثانی سے مغفرت و ثواب پھر کسی نے کہا ہے کہ جسکو اللہ نے اسلام و قرآن
واہل و مال دیا ہے اُسکو دارین میں سنہ ملا قرطبی نے کہا ہے اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ مراد
حسنین سے نعیم دنیا و آخرت ہے پھر کہا کہ یہی صحیح ہے ایسے کہ لفظ ان سبکو مقتضی ہے
کیونکہ لکھ سیاق دعائیں آئی ہے پس محتمل ہے ہر حسنہ کو حسنات میں سے بطور بدل کے اور حسنہ
آخرت کا ہا لاجماع جنت ہے **ف** انسان چار طرح پر ہوتے ہیں ایک وہ ہیں جو دنیا و
آخرت دونوں جگہ میں آرام بائیکے انجین کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے

ٹھہرتا ہے فعل امور ترک مخطور صبر علی المقدور پھر وہ بات جو طرف بندہ کے ہے اُسکا انکار
 بھی ان تینوں امر سے نہیں ہو سکتا ہے جتنا کہ بندہ مکلف ہے ان اگر بندہ سے تکلیف
 ساقط ہو جائے تو یہ تینوں امر بھی ساقط ہو سکتے ہیں والشیخ داؤد ایما یحوم حوم هذا الاصول
 الثلاثة حیث یقول یا بنی افعل المأمور اجتنب المخطور واصبر علی المقدور یہ وہی
 تین چیزیں ہیں جنکی وصیت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو کی تھی کما قال الله تعالی یا بنی اقم الصلوة
 و امر بالمعروف و انه عن المنکر واصبر علی ما اصابک قرآن کریم میں اس کے سوا اور
 بھی آیات ہیں جو مشتمل ہیں ان اصول تہ گانہ پر مبنی بسط انکار سالہ اداۃ السکرین کیا ہے
 وکل موضع قرن فیہ التقوی بالصبر اشتغل علی الاصول الثلاثة فان حقیقة التقوی
 فعل المأمور ترک المخطور الصبر علی المقدور غرض کہ سارے مقامات اسلام و ایمان
 و احسان کے ان تین اصول تہ گانہ کے از دیگر ڈبھرتے ہیں اور جتنے مابج عروج و نزول
 و رد و قبول آخرت کے ہیں وہ ان تین امور ثلاثہ کے آس پاس چکر مارتے ہیں جس شخص نے
 حقائق ان امور کو معلوم کر لیا ہے اور ان پر عامل قائم رہا ہے وہ فائز ہوا اور جس کسی میں
 جتنا نقصان رہ گیا ہے وہ اسی قدر نازل و مخذول ہوا فحولاً نذہن وقد قال تعالی
 فمن ذخر من النار فا دخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنیا الا متاع الغرور
 وقال تعالی تلك الدار الاخرة فجعلها للذین لا یریدون حلوا فی الارض ولا فسادا و العاقبة

للمتقین ۵۵

فصل

قال تعالی فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا و ما لہ فی الاخرة من حلاق و منهم
 من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قاعذاب النار و لك لعم
 نصیب مما کسبوا و الله سیرہا لحساب پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہو

آمد اندیشہ دنیا بطلبگارے دل | گفتہ آن شیفہ بے سرو پا حاضر نیست

تیسری قسم کا حال یہ ہے

دلت پر مہلکدہ بر اختلاط صحبت دنیا | مہادایخبر پیدا کنی زین قحبہ سوزا کے

چوتھی قسم کا حال یہ ہے

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جان | انچہ من در کار دارم اکثرش در کار نیست

قال تعالیٰ منہم من امن ومنہم من کفر بھم کوئی انہیں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا
 ف یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ ایک تقسیم نوع بشر کی طرف ایمان و کفر کی جو کوئی انہیں من قول ہے
 اور کوئی منکر کفر بعد از قیام حجت وقال تعالیٰ ومن یرد ثواب الدنیا فوٹہ منہا و
 من یرد ثواب الاخرۃ فوٹہ مہنا و سنجزی الشاکرین جو کوئی چاہیگا بدلا دنیا کا
 اس میں سے دیئے ہم اس کو اور جو کوئی چاہیگا بدلا آخرت کا اس میں سے دیئے ہم اس کو ہم ثواب
 دیتے ہیں احسان ماننے والوں کو ف یہ جو لوگ اس دین پر ثابت رہیں گے ان کو دین بھی
 لیاگا اور دنیا بھی لکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے انتہی مافی موضح قرآن اس آیت
 میں اشارہ ہے طرف تقسیم مذکور کے وقال تعالیٰ منکم من یرید الدنیا و
 منکم من یرید الاخرۃ کوئی تم میں چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم میں چاہتا تھا آخرت
 معلوم ہوا کہ بعض لوگ سلا نون میں بھی مرید دنیا ہوتے ہیں جس طرح کہ بعض گیر مرید آخرت ہوتے ہیں سو
 جنہوں نے لڑائی میں ہمراہ حضرت کے ارادہ دنیا کا کیا تھا آپ شریکست پڑی تھی قصہ غزوہ احد کا
 مستند میں لکھا ہے وقال تعالیٰ منہم امۃ مقصدۃ وکتلہ منہم ساء ما یعملون
 کہ جو لوگ انہیں سیدھے ہیں اور بہت ان کے بڑے کام کر رہے ہیں یہ آیت مقیم ہو
 و نصاریٰ کے آئی ہے اس میں مدح بعض مردم و ذم اکثرین فرمائی ہے یہ تقسیم ہے اہل کتاب
 کی طرف دو قسم کی بیچ میں انہیں کہتے ہیں امت مقصدہ وہ لوگ ہیں جو نہ دین میں
 فسق کریں اور نہ علو وقال تعالیٰ و قطعنا ہم فی الارض اعلیٰ منہم الصالحون ومنہم

تقین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمایا ہے و آتینا فی الدنیا حسنة و انہ فی الآخرۃ
 لمن الصالحین اکثر انبیاء و صدق اسی آیت شریف کی گزرے ہیں جیسے داؤد و سلیمان
 و موسیٰ علیہم السلام دوسرا وہ شخص ہے جو خاص آخرت کا طالب ہے انکو کچھ واسطہ دنیا
 نہیں ہے کہ ما قال تعالیٰ انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار و انہم
 عندنا لمن المصطفین الاخیار اکثر رسول خدا کے موصوف ساتھ اسی صفت فاضلہ
 کے تھے خصوصاً زہد و رسل جیسے عیسیٰ و یحییٰ و زکریا علیہم السلام تیسرا وہ شخص ہے جو
 مخصوص بطلب دنیا و مخطوط ہمال و منال دنیا ہے آخرت کی کچھ پروا نہیں کرتا اول آیت
 باب میں اسی طرف اشارہ ہے و نود بالہ منہ چوتھا وہ آدمی ہے جو بیان اور بیان دونوں
 جگہ محرم و مخدول ہے کہ ما قال تعالیٰ خسر الدنیا و الآخرۃ و ذلک ہوا الخسران المبین
 ان سب اقسام میں اعلیٰ درجہ قسم اول کا ہے پھر دوسرا درجہ قسم ثانی کا پس بن الیقین نے
 عدۃ الصابرین میں لکھا ہے قد انقسم الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اربعۃ
 اقسام قسم امیرید و الدنیا و لم یردہم کالصدیق رضی اللہ عنہ و من سلك سبیلہ و قسم
 ارادہم الدنیا و لم یرید و ہا کہ عمر بن الخطاب و من سلك سبیلہ و قسم ارادہ
 الدنیا و ارادہم الدنیا کخلفاء بنی امیۃ و من سلك سبیلہم حاشا عمر بن عبد العزیز فانہا
 ارادتہ و لم یردہا و قسم ارادہا و ہی لم یردہم کمن افقر اللہ منہا ید و اسکتہا فی قلبہ
 و امتنعہ بجمعہا و لا یخفی ان خیر الاقسام القسم الاول والثانی لانہ لم یردہا فالتمحق
 بالاول انتہی پہلی قسم کا حال یہ ہے

دنیا اگر روہند نہ جنیم ز جا سے خویش	من بستہ ام خمای قناعت بیائے خویش
و کہما قیل دنیا بہ نہر طالوت میمانہ غرقہ ازان حلال است زیادہ حرام	
درین دیار کہ شاہی بہر گدابخشند	غینمت ست کہ مارا ہمیں بسا بخشند

دوسری قسم کا حال یہ ہے

برابر ہیں یا نہ سیتا ہیں نہ حسات جیسے مجاہدین و اطفال سو وہ زیر مشیت ہیں انکے حق میں جو چاہے
 وہ حکم دے وقال تعالیٰ منکم من یتوفی و منکم من یروا الی ازل العمر لکیلا
 یعلم من بعد علم شیئاً سیکو تم میں پورا بھر لیا اور سیکو تم میں پھر چلا یا کئی عمر تک تاکہ سمجھ کے
 پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے **ف** یہ تقسیم ہے عمر انسان کی دنیا میں کہ کوئی تو جوان مرتا ہے اور کوئی
 بوڑھا خرف ہو کر بعض علماء نے کہا ہے کہ عالم بال کتاب و اس حدیث گو معمر ہو جائے مگر خرف
 نہیں ہوتا حدیث میں استعاذہ کرنا حضرت کا ازل ذل عمر سے آیا ہے مفسرین کہتے ہیں مرد
 وفات سے اس جگہ موت قبل بلوغ اشد کے ہے اور مراد ازل عمر سے اخص و ادون
 عمر ہے جسکو هرم و خرف کہتے ہیں علی نے کہا ہے یعنی ۵ سال اور بعض نے کہا ہے انسی سال
 قنادر نے کہا نوے برس یہاں تک کہ پھر وہ کچھ نہیں سمجھتا بوجہ تا یعنی پہلے وہ عالم بال اشیاء
 تھا اور فہم رکھتا تھا اب بے علم و فہم ہو گیا مانند میت اولی کے جس طرح کہ زمان طفولیت میں تھا
 بسبب سخافت اسے و قلت فہم و علم و فہم کے جو جانتا تھا وہ بھول گیا جو پہچانتا تھا اسکا
 انکار کرنے لگا و مثله قوله تعالیٰ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم
 ردناہ اسفل سافلیں قولہ و من نعمرہ ننکسہ فی المخلوق عمرہ نے کہا من قرء القرآن
 لم یضربہ فی الحالۃ یعنی یہ رد و کس خاص ساتھ غیر قرآن و علماء کے ہے بلکہ انکی
 عمر تو جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی انکی عقل بڑھ جاتی ہے یہ ازل نہیں ہوتی وقال تعالیٰ
 و من الناس من یعبدا اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابہ فتنۃ اقلع
 و جہہ خسار الدنیا و الاخرۃ و ذلک ہوا الخسران المبین بعض آدمی بندگی کرتا ہے اللہ
 کے کنارے پھر اگر ملگئی اسکو بھلائی چین کھڑا اُسپر اور اگر ملگئی اسکو جانش پھر گھبرا اُٹا اپنے
 منہ پر گنوائی دنیا و آخرت ہی ہے ٹوٹا میر **ف** یعنی دنیا کی نیکی پائے تو بندگی پر قائم رہے
 اور تخلیق پائے تو چھوڑ دے اُدھر دنیا گئی اُدھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل بھی
 اس طرف ہے نہ اُس طرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکلیاے

دون ذلك وبلونا هم بالحسنات والسيئات لعلمهم يرجعون متفرق کیا ہننے انکو ملکہ
 فرتے فرتے بعضے انہیں نیک ہیں اور بعضی اور طرح کے اور آرمایا انکو جو بیون میں اور برائیوں میں
 شاید وہ پھر آویں ف موضع قرآن میں کہا ہے یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپسکی مخالفت سے
 ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ احوال اس امت کو سنایا کہ یہ سب کچھ انہیں
 بھی ہوگا حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بعضے بندہ سو رہو جائیں گے اتنی اندک رائج
 پناہ دے ابن عباس نے کہا مردمانات سے رخصا و عافیت ہے اور مرد سیئات سے بلا و عقوبت
 یا نمب و جب و قال تعالیٰ فمنهم شقی وسعيد فاما الذين شقوا ففى النار لهم فيها
 نزع و مشرق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربك ان سربك
 فعال لما يريد واما الذين سعدوا ففى الجنة خلدين فیہا مادامت السموات والارض
 الا ما شاء ربك عطاء غیر مجذوذ سو انہیں کوئی بے بخت ہے اور کوئی نیک بخت سو وہ لوگ جو
 بے بخت ہیں سو ان میں ہیں انکو وہاں چلانا ہے اور دباڑنا رہا کرین اس میں جب تک رہے
 آسمان وزمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کرڈالتا ہے جو چاہے اور وہ جو نیک بخت
 ہیں سو جن میں ہیں رہا کرین اس میں جب تک رہے آسمان وزمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک ہے
 بے انتہا ف یقیم متعلق دار آخرت ہے کہ وہاں دو ہی طرح کے فریق ہوں گے ایک شقی و
 سعید پھر ہر ایک کا انجام ہی ذکر فرمایا ہے مراد منہم سے من الانفس یا من اهل الموقف
 شقی وہ جس پر بد بختی لکھی گئی سعید وہ جس پر نیک بختی لکھی گئی تقدیم شقی کی سعید پر ایسے ہے کہ تمام
 مقام تخریر ہے یا ایسے کہ شقی اکثر ہوں گے اور سعید اقل جب یہ آیت اتری عمر بن خطاب نے
 کہا اے رسول خدا ہم کس بات پر عمل کریں فمرفوع منہ پر یا غیر مرفوع منہ پر فرمایا بلکہ مرفوع
 منہ پر جاری ہو چکیں حدیث سے عمر کن ہر شخص کو وہی کام رسان کیا گیا ہے جسکے لیے وہ پیدا ہوا ہے
 ف یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اہل موقف دو ہی قسم میں انکے لیے تیسری قسم نہیں ہے
 ظاہر آیت و حدیث ایسی دلیل ہے کہ ایک اور قسم باقی رہ گئی وہ مسکوت عنہ ہے جسکے مناسبات

چنے بندوں میں امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہوں رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے
 اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے موبس سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اسکے یہاں
 کمی نہیں ہے اتنی فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے واسطے وراثت
 کتاب کے اپنے بندوں میں سے چنا ہے وہ میں قسم ہیں قید باز ذن اللہ تنبیہ ہے عت
 مثال صوبت ماخذ اس وجہ پر بہت سے اہل علم اس آیت کو مشکل بتاتے ہیں اسلئے کہ ظالم
 نفسہ کو اس تقسیم میں داخل کیا ہے وہ کس طرح ہے بندوں میں ہو سکیگا اس پر کسی نے
 کہا کہ یہ تقسیم راجع ہے طرف عباد کے کہ انکی تین قسمیں ہیں ایک ظالم نفسہ وہ کافر
 ہوتا ہے کسی نے کہا مراد ظالم نفسہ سے مقصود فی العمل ہے اسکے حق میں امر اللہ مرجو ہے
 اور کچھ وارث کتاب ہونے سے رعایت اسکے حق کی ضرورت نہیں ہے لقولہ خلف
 من بعدہم خلف وراثۃ الکتاب لکن اس قول میں نظر ہے اسلئے کہ ظالم نفس مناسب
 اصطفا کے نہیں ہے بعض نے کہا ہے مراد عامل صغائر ہے عمر و عثمان و ابن سعود و ابوالکر
 و عائشہ کا قول ہی ہے و هذا هو الراجح کیونکہ عمل صغائر کچھ منافی اصطفا کو نہیں ہے
 اور نہ جو جنس جنت سے ہمراہ داخلین کے مانع ہوتا ہے اسکو ظالم اسی لیے کہا ہے کہ وہ بسبب
 عمل صغائر کے ثواب میں گھٹ گیا اگر بجائے ان صغائر کے طاعت بجالاتا تو حظا عظیم امر
 جزیل پاتا بعض نے کہا ہے ظالم نفسہ صاحب کبائر ہے منشا اشکال کیا ہے کہ ظالم منجملہ
 وارثین کے ٹھہرے کہ وہ علماء ہیں اور اگر وراثت واسطے ساری امت کے ٹھہرائی جاے
 تو پھر کچھ اشکال نہیں ہے اسلئے کہ امت میں وجود ظالم نفسہ کا یقینی ہے سو یہ کچھ منافی
 اصطفا کے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ امت اور امتوں پر فاضل ہے پھر سلف کا انتقال
 اس میں ہے کہ سابق و مقصد سے کون لوگ مراد ہیں عکرمہ و قتادہ و ضحاک نے کہا ہے
 مقصد مومن عاصی ہے اور سابق مومن تقی علی الاطلاق قراء کا بھی یہی قول ہے تمجاہ نے
 کہا ظالم نفسہ اصحاب مشائم ہیں اور مقصد اصحاب میمنہ اور سابق وہ جو سارے لوگوں سے

مفسرین نے کہا ہے مراد عبادت علی حرف سے تزلزل ہے یعنی بغیر یقین لانے کے وعدہ
 وعید خدا پر عابد ہے بخلاف مومن کے کہ وہ اللہ کی عبادت یقین و بصیرت پر کرتا ہے حیرت
 مراد رخا و صحت و عافیت و سلامت و خصب و کثرت مال ہے اگر یہ اشیا حاصل ہوئی تو
 دین پر ثابت رہتا ہے اور عبادت پر استمرا کرتا ہے اور اگر کوئی مکروہ اہل مال نفس معیشت
 میں پہنچا جیسے جدب و مرض و سائر محن تو جھٹ پٹ مرتد ہو گیا اسی لکھ کفر پر گیا ایسا آدمی
 دارین میں خاصہ ہوتا ہے **وَقَالَ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ**
فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں
 کہ سچ کر دکھایا انہوں نے وہ امر جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے انہیں کہ پورا کر چکا
 وہ اپنا ذمہ اور کوئی ہے انہیں کہ راہ دیکھنا ہے بدلنا نہیں ایک ذرہ **ف** موضع قرآن
 میں ہے ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی میں جان دیکھ چکا جیسے شہداء بدر واحد اور راہ دیکھتے
 اور اصحاب ین جو جہاد پرست تھے ان کی موت کی راہ دیکھتے ہیں لکن رسول نے فرمایا کہ طاع
 انہیں سے ہیں جو شہید ہو چکے انتہی یہ تقسیم ہے اہل جہاد فی سبیل اللہ کی کہ وہ دو طرح کے ہوتے ہیں
 ایک شہداء دوسرے غزاة منتظرین میں سے ایک انس بن نصر تھے جو دن اُحد کے شہید
 ہوئے یہ پہلے ہی سے مرنے پر مستعد تھے پھر بتھے حدیث احمد و مسلم و ترمذی میں انکا قصہ
 آیا ہے عثمان بن عفان وزیر و ظلمہ بھی انہیں میں سے تھے **قَالَ تَعَالَى ثَمَّ** اور ثناء الکتاب
الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ
بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ پھر نے وارث کیے کتاب کے وہ لوگ جو چنے ہوئے
 اپنے بندوں میں سے پھر کوئی انہیں بُرا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی انہیں بے بیج کی چال
 اور کوئی انہیں ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی ہے بزرگی بڑی
ف موضع قرآن میں کہا ہے تمہاری پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئی ایک اور چنے بندے
 ہیں یعنی یہ امت انہیں تین درجے تباے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلیٰ سیکو گنا

کہا ہے مقصد صاحب صفائے سابق مجتنب کہا ہے صفائے سابق حکایت ابو یوسف
 سوال اس آیت کا کیا تھا کہا یہ سب مومنین ہیں صفت کفار کی بعد اسکے بیان فرمائی ہے
 وہو قولہ والذین کفرو والہم نار جہنم رہے یہ طبقات ثلاث سو یہ منتخب ہیں جملہ عباد سے
 اور اہل ایمان ہیں اسی پر مجبور ہیں بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جس کا ظاہر باطن سے بہتر ہے
 مقصد وہ ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہے سابق وہ ہے جس کا باطن ظاہر سے بہتر ہے
 کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو تالی قرآن ہے لیکن اُس پر عمل نہیں کرتا ہے مقصد وہ ہے جو
 تالی و عالم بالقرآن ہے سابق وہ ہے جو قاری قرآن و عالم و عامل بالکتاب ہے ثعلبی نے
 اس آیت کی تفسیر میں اقوال کثیرہ ذکر کیے ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ معانی لغویہ
 ان ہر سہ الفاظ کے معروف ہیں جب نفس کو محروم حظ سے کیا اور خیر فوت ہو گئی
 تو اُس پر ظالم لنفسہ صادق آتا ہے تارک استکثار طاعات کا ظالم نفس ہے باعتبار کوتاہی
 ثواب کے اگرچہ قائم بواجب تارک منہی عنہ ہو پس وہ اس حیثیت سے منجملہ مصطفین و اہل جنت
 کے ہو سکتا ہے فلا اشکال فی الایۃ اسی جگہ سے یہ قول آدم علیہ السلام کا ہے
 رہنا ظلمنا انفسنا اور قول یونس علیہ السلام کانی کنت من الظالمین
 معنی مقصد کے یہ ہیں کہ متوسط الحال ہے امردین میں مائل طرف افراط و تفریط کے
 نہیں ہے سو یہ بھی جنتی ہے سابق وہ ہے جو امردین میں اپنے غیر پر سبقت لے گیا ہے
 یہ ان تینوں میں بہتر ہے وجہ ترتیب طبقات کی یہ ہے کہ ظالم بہت ہیں اور مقصد بہت
 ان کے کم ہیں اور سابق ان سے بھی کم ہیں ایسے اکثر کو قلیل پر اور قلیل کو قلیل پر مقدم کیا ہے کسی نے کہا
 اول احوال معصیت ہے پھر توبہ پھر استقامت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے ابند
 بظالم اس لیے کہ کہ تقرب الی اللہ بغیر کرم الہی کے نہیں ہو سکتا ہے اور ظالم توبہ ثمرنی الا صفا
 نہیں ہوتا پھر ذکر مقصد کا کیا کیونکہ یہ درمیان خوف ورجا کے ہے پھر سابق پر ختم کیا تاکہ کوئی نہ
 خدا سے امن میں نہ رہے وکلمہ فی الجنة ابن عباس نے کہا ہے مراد امت محمد

آگے بڑھ گئے ہیں مبر دے کہا مقصد وہ ہے جسے دنیا کو حق دنیا کا اور آخرت کو حق آخرت کا
 دیا ہے حسن نے کہا ظالم وہ ہے جسکے سیات راجح ہیں حسنات پر مقصد وہ ہے جسکے حسنات
 و سیات برابر ہیں سابق وہ ہے جسکے حسنات راجح ہیں سیات پر مقابل نے کہا ظالم اصحاب
 کہا کرین اہل توحید سے مقصد وہ ہیں جسے کبیرہ نہیں ہوا ہے سابق وہ ہیں جسوں نے
 سبقت کی ہے طرف اعمال صالحہ کے نحاس نے ذکر کیا ہے کہ ظالم صاحب کبیرہ ہے او
 مقصد وہ ہے جو مستحق جنت کا نہیں ہے بسبب عدم زیادت حسنات علی الیات کے جنت و
 سابق کے ہے پھر اسکو ایک جماعت صاحب نظر کا قول ٹھیرایا ہے ضحاک نے کہا فمنہم ای من
 ذریتہم ظالم لنفسہ سہل بن عبد اللہ نے کہا ہے سابق عالم ہے مقصد متعلم ہے ظالم
 لنفسہ جاہل ہے ذوالنون مصری نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو ذکر خدا ہے فقط زبان سے
 مقصد وہ ہے جو ذکر خدا بالقلب ہے سابق وہ ہے جو اسکو فراموش نہیں کرتا انطاکی نے
 کہا ظالم صاحب اقوال ہے مقصد صاحب افعال ہے سابق صاحب احوال ہے ابن عطاء نے
 کہا ظالم وہ ہے جو اللہ کو دنیا کے سبب دوست رکھتا ہے مقصد وہ ہے جو اللہ کو عقبی
 کے سبب دوست رکھتا ہے سابق وہ ہے جسے اپنی مراد سامنے مراد حق کے ساقط کر دی
 بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے بخوف نازق مقصد وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے
 بطمع جنت سابق وہ ہے جو کہ عابد لا بسبب کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو اپنے نفس کا محب ہے
 مقصد وہ ہے جو اپنے دین کا محب ہے سابق وہ ہے جو اپنے رب کا محب ہے بعض نے
 کہا ہے ظالم وہ ہے جو انصاف کرتا ہے نہ انصاف مقصد وہ ہے جو انصاف انتصاف دونوں
 سابق وہ ہے جو انصاف کرتا ہے نہ انتصاف کسی نے کہا ظالم مرخا لا مرشد ہے مقصد ظالم علی صالح سبی
 نفسی نے کہا ہذا التاویل یوافق التذیل فانہ تعالیٰ قال والسابقون الاولون ملیہا جوت
 واکلا نصارا لایہ وقال بعدہ و اخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملہا صالحا و اخر
 سیئا وقال بعدہ و اخرون می چون لا مرانہ انتھی ریح بن انس نے کہا ہے ظالم صاحب

والطبرانی وغیرہم ابن مسعود کہتے ہیں یہ تین ٹلٹ ہیں دن قیامت کے ایک ٹلٹ بجسا جنت
 میں جائیگا ایک ٹلٹ کا حساب سیر ہوگا ایک ٹلٹ ذنوب عظام لیکر آئیگا لکن انھوں نے
 شرک نہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیگا داخل کرو انکو میری سعت رحمت میں پھر یہ آیت پڑھی
 میں کہتا ہوں اللہم مغفرتک اوسع من ذنوبنا ورحمتک ارجی عندنا من
 اعمالنا عمر بن خطاب جب اس آیت پر گزرتے کہتے اے ان سابقین سابق و مقصد
 ناجہ وظالمنا مغفور لہو و اخرجہ البیهقی وابن النجا مرہو فوعاً ابن عباس نے کہا
 سابق جنت میں بغیر حساب کے جائیگا اور مقصد رحمت خدا سے داخل ہوگا اور ظالم صاحب
 اعزاز ہے شفاعت سے جنت میں جائیگا عثمان بن عفان نے کہا سابق ہمارے اہل جہاد میں وہ
 مقصد اہل حضر اور ظالم اہل بد و براہ بن عازب نے کہا اشہد علی اللہ انہ یدخلہم
 الجنة جميعاً اور براہ نے یوں کہا ہے حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر یہ فرمایا ہے
 کلہم ناجہ وہی فی ہذا الا مقلہ ابن عباس نے کہا ہے یہ آیت مثل آیت سورہ
 واقعہ کے ہے اصحاب المیمنة واصحاب المشأمة سابقین ووصفہن ووفون
 ناجی بن تیسرا صنف ہا کہ ہے وہ کافر ہے مقصد اصحاب ہیں بن لکن یہ روایت ان کے
 مطابق ظاہر نظم قرآنی کے نہیں ہے اور نہ موافق روایات صحیحہ حدیث و اقوال جامعہ
 صحابہ کے بلکہ خود اس نے ناجی ہونا ظالم نفسہ کا آیا ہے سو وہی قول راجح ہے -
 حکایت ابن عباس نے کعب سے سوال اس آیت کا کیا تھا کہا انجوا کلہم
 پر کہا تھا کت منا کہ ہم و سب الکعبۃ ثما عطا الفضل باعمالہم
 جنات عدن یدخلوھا فی ضمیر راجع ہے طرف مناف سہ گانہ کے کوئی وجہ تھری
 صنف اخیر پر نہیں ہے لکن ان ہر سہ صنف کا ناجی ہونا مشروط ہے ساتھ عدم شرک
 باللہ کے شرک کے شر دروازے ہیں ان سبے بچ گیا اور زرے کبائر لیکر آیا تو ترفع
 نجات کی ہے اور اگر ہمراہ ایک باب شرک کی جہان بھری طاعت لایا تو کچھ نقص نہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جنگو اندر نے وارث کتاب کا کیا ہے ظالم انکا مغفور ہے
 مقصد محاسب بحساب یسیر ہے سابق داخل جنت بغیر حساب ہے ابو سعید خدری
 کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے یہ سب ایک درجہ میں ہونگے اور سب جنت میں جائیں گے
 لکن اس حدیث کی سند میں دو مرد مجہول ہیں آخر جہ احمد والترمذی حسنہ غیر ہا
 ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے سابقین وہ ہیں جو داخل جنت ہو بغیر حساب کے مقصدین
 وہ ہیں جنکا حساب یسیر ہو گا طالعیدہ ہیں جو طول عیش میں محبوس رہیں گے اللہ انکی تلافی بخیر
 رحمت سے کرے گا وہ کہیں گے الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن رواہ احمد وابن ابی حاتم
 والطبرانی والحاکم وغیرہم بیہقی نے کہا اذکثر روایات
 فی حدیث ظہران للحدیث اصلاً انتھی اسناد احمد میں محمد بن اسحق ہیں
 اور سند ابن ابی حاتم میں ایک مرد مجہول ہے عوف بن مالک رفعا کہتے ہیں میری
 امت تین ثلث ہوگی ایک ثلث تو جنت میں بلا حساب جائیگا دوسرے ثلث کا حساب
 یسیر ہوگا پھر وہ داخل جنت ہوگا تیسرا ثلث آزمایا جائیگا پھر فرشتے اگر کہیں گے منے اگو
 پایا تھا کہ وہ لا الہ الا اللہ وحدہ کہتے تھے اللہ فرمایا اگو بسبب اس قول کے جنت
 میں داخل کرو اُنکے خطایا اہل تکذیب پر ڈالو احمد بن ابی حاتم نے اس حدیث کو غریب
 کہا ہے یہ احادیث مقوی یکدیگر ہیں اسلئے یہ قول کہ مراد ظالم سے کافر ہے دفع ہو جاتا ہے
 آسانہ بن زید نے رفعا کہا ہے کہ کلہم من ہذا الامم وکلہم
 فی الجنة رواہ الطبرانی وابن مردودہ والبیہقی فی البعث عقبہ
 بن صہبان کہتے ہیں میں نے عائشہ سے کہا بھلا اس آیت کا تو حال کہو کہما سابق وہ ہے
 جو حضرت کی حیات میں گذر گیا اور حضرت نے اُنکے لیے شہادت جنت کی دی مقصد وہ ہے
 جو تابع اُنکے آثار کا ہوا ہے اور اُنکا سائل کیا ہے یا تک کہ اُنکے ساتھ جا ملا ظالم مثل میر
 اور تیسرے ہے اور جو ہمارا تابع ہے وکل فی الجنة رواہ الطیالسی وعبد بن حمید

آلودگی بیشک تیرے رب کی بخشش میں سمائی ہے ف اسادت سے مراد شرک ہے
 اور حسنی سے مراد توحید و طاعات ہیں کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے وعید ناز کی فرما
 ہے یا انکے فاعل کی ذم کی یا اسکو ناز ختم کیا ہے فاحشہ ہر وہ گناہ ہے جس میں حد آگئی ہے جیسے زنا انعام
 لحم سے مراد ذنب قلیل و گناہ صغیر ہے جیسے قبلہ غمزہ نظرہ یا وہ گناہ جس سے آدمی
 توبہ کر لیتا ہے ورنہ ۵

وای عبدی لا الما

ان تغفر اللهم تغفر جمعا

یا مرا و گناہ جاہلیت ہے جسکا مواخذہ اسلام میں نہیں ہوتا ہے یا کوئی ایسا
 گناہ ہو گیا ہے کہ جسکی عادت نہ تھی صحیحین میں ابن عباس سے آیا ہے ما را بیت
 شیئا الشبه باللمم مما قال ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه واله وسلم
 ان الله كتب على ابن آدم حظا من الزنا ادرک ذلك لا محالة فزنا العين النظر
 وزنا اللسان النطق والنفس تمنى وتشتى والفرج يصدق ذلك اویہ کذبہ
 ابن مسعود نے تفسیر لمم میں کہا ہے زنا الشفتین التقییل وزنا الیدین البطش و زنا
 الرجلین المشی فان تقدم بفرجة كان ذانیا والا فهو اللمم ابن عباس نے کہا ہے
 اللمم کل شی بین الحدین حد الدنیا وحد الآخرة ہر حال یہ آیت دلیل ہے
 تقسیم جزا و اعمال پر پھر یہ جو فرمایا کہ تیرا رب واسع المغفرہ ہے سو کرخی نے کہا ہے کہ
 یہ اسلئے ہے کہ صاحب کبیرہ رحمت الہی سے مایوس نہو اور یہ وہم نہ کرے کہ اللہ پر عطا
 کرنا اسکا واجب ہے بعض نے کہا ہے کہ اصرار صغیرہ پر کبیرہ ہوتا ہے اور اصرار کبیرہ
 کفر ہے لکن تحقیق یہ ہے کہ اصرار صغیرہ پر صغیرہ ہے اور اصرار کبیرہ پر کبیرہ ہے وقال
 تعالیٰ وکنتم انرا و اجا لثلة فاصحاب المیمنة ما اصحاب المیمنة واصحاب
 المشأمة ما اصحاب المشأمة والسابقون السابقون اولئك المقربون
 فی جنات النعیم ثلثة من الاولین وقلیل من الآخرین ثم ہو جاؤ تین قسم

ہاں کہ ہوا اللہ غفرًا وقال تعالى فريق في الجنة وفريق في السعير
 ایک فرقہ بہشت میں ہے اور ایک فرقہ آگ میں ف یہ ذکر ہے دن قیامت کا کہ وہاں
 اولاً مجمع خلافت کا ہو گا پھر بعد فیصلہ کے لوگ دو فرقے ہو جائیں گے ایک جنتی ایک ناری
 لو پڑانا مجبوظ اچھا گیا مقدمہ ختم ہوا ع قضیۃ المدۃ الطولی قد انفصلت
 ابن عمر کہتے ہیں حضرت پھر نکلے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں کہ تم جانتے ہو کہ یہ دونوں
 کتابیں کیا ہیں ہم نے کہا نہیں آپ ہی کہو تب انہیں جو کتاب دہانے ہاتھ میں تھی اسکو کہا کہ
 یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل جنت و نام آباء و قبائل اہل جنت کے
 پھر اجمال کر دیا گیا انکے آخرین یعنی مرگ گئی اب نہ کوئی انہیں بڑھے نہ گھٹے پھر اس کتاب
 جو بائیں ہاتھ میں تھی کہا یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل نار و اسماء
 آباء و قبائل اہل نار انکے آخر پر اجمال کیا گیا اب نہ کوئی بڑھے نہ گھٹے صحابہ نے کہا پھر
 کرنا کیون ہے اے رسول خدا اگر کام سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا تم تو سیدھے چلو
 نزدیکی حاصل کرو اسلئے کہ خاتمہ جنت والے کا عمل اہل جنت پر ہوتا ہے گو وہ کیسا ہی عمل
 کیون نہ کرے اور خاتمہ نار والے کا عمل اہل نار پر ہوتا ہے گو وہ کوئی ساعل کون کرے
 پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے ان دونوں کتابوں کو چھوڑ دیا پھر فرمایا فارغ ہو اب
 تمہارا بندہ ان سے فریق فی الجنة و فریق فی السعیر رواہ احمد والنسائی
 وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والترمذی وقال هذا حدیث حسن
 صحیح غریب قال تعالى والله ما فی السموات وما فی الارض لیجزی الذین اساءوا
 بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنى الذین یجتنبون کبائر الاثم
 والفواحش الا اللہم ان ربک واسم المغفرة اسد کا ہے جو کچھ ہے اسمائے
 اور زمین میں تازہ بدلادیوے بڑائی والوں کو انکے کیے کا اور بدلادے بھلائی والوں کو
 بھلائی کا جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور سببیائی کے کاموں سے مگر کچھ

۴

نہ

نہ

نہ

نہ

ملعم و تو انی محمد بن کعب نے کہا ہے مراد انبیاء ہیں آبن سیرین نے کہا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے طرف قبلتین کے نماز پڑھی ہے یا وہ لوگ ہیں جو حیا زت فضائل و کمالات میں سابق ہوئے یا وہ لوگ ہیں جو سابق میں طرف نماز پنجگانہ کے یا شتاب کار میں خیرات میں مجاہدے کہا مراد سبق الی الجہاد ہے ضحاک و سعید بن جبیر نے کہا ہے مراد سابق طرف تو بہ و اعمال کے ہیں زجلج سے کہا مراد سابق الی طاعت اللہ میں یہی لوگ سابق الی رحمۃ اللہ بھی ہونگے ابن عباس نے کہا سابقین یوشع بن نون ہیں طرف موسیٰ علیہ السلام کے اور موسیٰ بن جابر نے کہا سابقین یوشع بن نون ہیں ابی طالب طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرا لفظ انکار ہے کہ یہ آیت حقین جز قیل و مومن آل فرعون و حبیب بن جابر و علی بن ابیطالب کے اُتری ہے انہیں ہر شخص سابق امت تھا حدیث عائشہ میں آیا ہے حضرت فرمایا تم جانتے ہو کہ سابقین دن قیامت کو طرف سایہ خدا کے کون لوگ کہا اللہ و رسول جائیں تم یا وہ لوگ ہیں کہ جب دیئے جائیں حق تو قبول کریں انکو اور جب سوال کیے جائیں تو بزدل کریں اور حکم کریں واسطے لوگوں کے جیسے کہ اپنی جان پر حکم کرتے ہیں اخراجہ احمد ثلثہ کہتے ہیں جماعت غیر محصور العدد کو مراد اولین سے امم سابقہ ہیں آدم سے تا خاتم علیہما السلام آخرین سے مراد یہ امت ہے انکو قلیل بہ نسبت امم با قبل کے کہا ہے کیونکہ وہ بسبب کثرت انبیاء کے کثیر تھے حسن نے کہا مراد اکثر سے ہماری سابقین ہیں زجلج نے کہا جن لوگوں نے سارے انبیاء کو دیکھا تھا اور انکی تصدیق کی تھی وہ اکثر ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے فقط ہمارے حضرت کو دیکھا ہے حدیث صحیح میں جو یوں آیا ہے انی لہم جو ان تکون انصف اهل الجنة سو وہ کچھ خلاف اس آیت کے نہیں ہے اسلئے کہ یہ قول فقط تفضل سابقین کے لئے ہے بطرح کہ ذکر میں اصحاب یمن کے آیا ہے ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین ہو سکتا ہے کہ اصحاب یمن اس امت کے اصحاب یمن امم دیگر سے اکثر ہوں پس جبکہ قلیل سابقین اس امت کے اور ایک ثلثہ اصحاب یمن کا اس امت کے مجمع ہوگا

داہنے والے کیسے داہنے والے بائیں والے کیسے بائیں والے اور آگے والے کیسے
 آگے والے وہ لوگ ہیں پاس والے باغون میں نعمت کے آنوہ ہے پہلوں میں تھوڑے
 ہیں پچھلوں میں **ف** پہلے کہا پہلی امتوں کو اور پچھلی یہ امت یا پہلے پچھلے اس امت کے
 یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں چھپے کم ہوتے ہیں کذا فی موضع قرآن
ف یہ خطاب ہے امت حاضرہ کو اور امم سابقہ کو تغلیباً یا فقط حاضرہ کو ہے مطلب
 یہ کہ لوگ اُس دن میں صنف ہونگے دو جنت میں ایک نار میں ہر صنف مشاغل صنف
 دیگر کے ہوگا ابن عباس نے کہا ہے مراد از و ارج ثلثہ سے وہی اصناف ثلثہ ہیں یعنی
 فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقصد و منہم سابق بالخیرات اصحاب میمنہ سے
 مراد وہ لوگ ہیں جنکا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں لیگا اور جانب یمن سے انکو جنت
 میں لیجا ئینگے اصحاب مشامہ وہ لوگ ہیں جنکو بائیں طرف سے طرف نار کے لیجا ئینگے
 اور انکو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائیگا مراد تعجب میں ڈالنا سامع کا ہے حال ہے
 ان دونوں فریق کی فحاشی و فظاحت میں گویا یہ بات کہی ہے کہ اصحاب میمنہ نہایت
 سعادت و غایت حسن حال میں ہونگے اور اصحاب مشامہ نہایت شقاوت و نایب
 سو حال میں سدی نے کہا اصحاب میمنہ وہ ہیں جو یمن آدم پر تھے جبکہ ذریت کو انکے
 صلب سے نکالا تھا اور اصحاب مشامہ وہ ہیں جو کہ شمال آدم پر تھے ابن جریر نے کہا ہے اصحاب
 اصحاب حسنات ہیں اصحاب مشامہ اصحاب سیئات ہیں حسن و ربیع نے بھی اسی کے آگے
 کہا ہے تبرکاً لفظ یہ ہے اول اصحاب تقدم ہیں ثانی اصحاب تاخر کسی نے کہا مراد اصحاب
 منزلت سیئہ رفیعہ و اصحاب منزلت دنیہ خسیہ ہیں حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت
 اس آیت کو پڑھ کر دونوں مٹھیاں بند کر کے فرمایا ہذا فی الجنة ولا ابالی و ہذا
 فی النار ولا ابالی اخرجہ احمد تکرار لفظ سابقین کی واسطے تعظیم و تعظیم کے ہے حسن
 قتادہ نے کہا ہے مراد سابقین الی الایمان ہیں ہر امت سے وقت ظہور حق کے بغیر

گو بعد التیاء التي مغفور ثمیرین وانشاء علم اسی لیے آخر سورت میں ارشاد کیا ہے فاما
ان کان من المعقرین فر دوح وریحان و جنت نعیم و اما ان کان
من اصحاب الیمین فسلام لك من اصحاب الیمین و اما ان کان من
الملکذین فنزل من حمیم و تصلیة بحمید ان هذا الهو حق الیقین
فبسم باسم ربك العظیم سو اگر ہو اوہ پاس والون میں تو راحت ہے اور
روزی ہے اور باغ ہے نعمت کا اور اگر ہو اوہ داہنے والون میں تو سلامتی ہوگی
تجکوداہنے والون سے یعنی تو انکی طرف سے خاطر جمع رکھ اور جو ہو اوہ جھٹلانے والو
ہمکون میں تو مہمانی ہے جلتا پانی اور پٹھانا ہے آگ میں بیشک یہ بات ہی ہے لائق
یقین کے سوبول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ہے انتہی قال تعالیٰ
و من یطمع الله والرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیہم من النبیین و
الصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً جو لوگ حکم میں چلتے
ہیں اللہ کے اور رسول کے سوائے ساتھ ہیں جنکو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور
شہید اور نیک بخت اور خوب کامی رفاقت ف نہی وہ لوگ جنکو اللہ کی طرف سے وحی
آوے یعنی فرشتہ ظاہر میں پیغام کہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی میں آوے انکا جی
آپ ہی اُسپر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اُسپر حبان
دیتے ہیں اور نیک بخت وہ جنکی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن
حکمداری میں لگے جاتے ہیں اللہ انکو بھی اُنکے ساتھ لگے گا ۵

شہید کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان بخشد کریم
---------------------------	----------------------------

اس آیت میں چار درجے اعلیٰ مومنین کے بیان فرمائے پانچواں درجہ مطیعین کا رکھا
ہر درجہ مابعد کے درجے سے اعلیٰ ہے صدیقین کہتے ہیں فضلاء را اتباع انبیاء کو شہداد
وہ ہیں جو راہ خدا میں بصدق طوئیت و خلوص نیت درجہ شہادت کو پہنچے ہیں جیسے

تو وہ نصف اہل جنت ہو جائینگے اور مقابلہ درمیان دو ثلث اصحاب میں کے کچھ مستلزم
استواء ہر دو ثلث کو نہیں ہے کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ثلہ اُس ثلہ سے اکثر ہے جس طرح کہ
یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت اُس جماعت سے یا یہ فرقہ اُس فرقہ سے اکثر ہے واصحاب الیہین واصحاب
الیہین فی سدس مخضود وطلح منضود وظل ممدود و دو ماء مسکونہ
قولہ ثلثہ من الاولین وثلثہ من الاخرین داہنے والے کیسے داہنے والے پیری کے
درختوں میں لہرے ہوئے کیلے تہ پر تہ چھانڈون لنبے پانی بجایا ابنوہ ہے پہلون میں اور ابنوہ
پہچلون میں ابوالعالیہ و مجاہد و عطاء و ضحاک نے کہا مراد اولین و آخرین اس امت کے ہیں
ابوبکر کا لفظ رضایہ ہے جمیعہا من ہذا الامۃ اخرجہ الطبرانی بسند حسن و
مسند حواہن المنذر و عتہ ہما جمیعاً من ہذا الامۃ ابن عباس کا لفظ مرفوع ہے
ہما جمیعاً من امتی اخرجہ عبد بن حمید و ابن عدی و الفربانی و غیر ہم
قال السیوطی بسند ضعیف و عتہ قال لثلاثان جمیعاً من ہذا الامۃ و بہ قال
ابوالعالیہ و عطاء و الضحاک و ہواختیار الزجاج انتہی واصحاب الشمال واصحاب
الشمال فی سموم و حمیم و ظل من یعموم لا بارہ ولا کریمہ یأین و الے
کیسے یأین و الے آنج کی بھاپ میں اور جلتے پانی میں چھانڈون میں دسویں کی نہ ٹھنڈی اور نہ
عزت کی ف موضع قرآن میں کہا ہے داہنا اور بائیں یہ کہ کا غذا اعمال کا جسکے داہنے
میں آیا تو وہ بہشتی اور جسکے بائیں میں آیا تو وہ دوزخی اتنی یہ آیت سورہ واقعہ کی ہے آمین
تین ازواج بیان فرمائے ہر زوج کا انجام نیک یا بد سمجھایا آیت دلیل ہے اسباب پر کہ
دو زوج یعنی اصحاب میمنہ و سابقین اہل جنت ہونگے اور ایک زوج یعنی اصحاب مشامتہ
دوزخی ہوں گا مراد اس زوج سے کفار ہیں اور دو زوج اول سے مومنین اس دلیل سے کہ
بذیل ذکر اصحاب شمال یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ انکا ربعث کا کرتے تھے سو یہ صفت اہل کفر کی ہے
نہ اہل ایمان کی اسے مومنین عامین سوا اللہ سے امید ہے کہ وہ زمرہ اصحاب میں ہیں جو

اللهم امتنع على حبك وحب نبيك وحب صحبه وآله ومن على منوالهم

فصل

شرح کرنا عالم ملکوت کا اس عالم ملک میں بغیر اسکے متصور نہیں ہے کہ قالب مثال میں یہ مضمون ادا کیا جائے ولہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وتلك الامثال نضوبها للناس وما يعقلها الا العالمون : ایسے ہے کہ عالم ملک یعنی دنیا بہ نسبت عالم ملکوت یعنی آخرت کے خواب ہے ولہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الناس نيام فاذا ما اتوا انتبهوا لوگ سوتے ہیں جب مرگئے تب جاگینگے جو بات بیداری میں ہوتی ہے اُسکیاں خواب میں بغیر اسکے نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک مثال محتاج تفسیر میں ذکر کیجائے اسطر جو چیز بیداری آخرت میں ہے اُسکا بیان خواب دنیا میں نہیں ہو سکتا ہے مگر ساتھ کثرت امثال کے مراد کثرت امثال سے وہ چیز ہے جو علم تعبیر سے پہچانی جاتی ہے اس جگہ ہم تین مثالیں حکایت لکھتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ کافی ہوگی حکایت ایک دیئے اگر ابن سیرین کہتا تھا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں لوگوں کے سٹھ اور عورتوں کی ٹھگاہوں پر مہر لگاتا ہوں کہا تو مودن ہے رمضان میں قبل طلوع فجر کے اذان دیتا ہے کہا ہے یہ ایک مثال ہوئی حکایت دوسرے آدمی نے اگر کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں بیٹوں میں بیت ڈالتا ہوں کہا تیرے پاس اگر کوئی کینز ہو جسکو تو نے خریدا ہے تو تو اسکے مال کو تلاش کرو تیری مان ہے تیرے لڑکپن میں قید ہو گئی تھی کیونکہ زیتون اصل زیت ہے وہ اپنی اصل کی طرف جاتا ہے دیکھا تو حقیقت میں وہ کینز اسکی مان تھی جو اُسکے صخر سن میں گرفتار ہو گئی تھی یہ دوسری مثال ہے حکایت تیسرے شخص آیا اسے کہا میں نے دیکھا کہ جن کے گلے میں دوتی پہناتا ہوں کہا تو تعلیم حکمت کی نازل کو کرتا ہے چنانچہ ایسا ہی ماجرا تھا یہ تیسری مثال ہوئی اکی تعبیرات اول سے تا آخر امثال میں جس سے معرفت طریق ضرب المثل کی بات آتی ہے مراد مثل سے یہ ہے کہ معنی کو

شہدائے اُحد و بدر و غیر ہم صحابین سے مراد اہل اعمال صالحہ ہیں کسی نے کہا مراد
نبیین سے حضرت ہیں اور مراد صدیقین سے ابو بکرؓ اور شہدائے عمر رضی اور صلح سے
عثمان و علیؓ و سائر صحابہ و لیکن عموم اولیٰ ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے نہیں ہے پھر ان
سب کو فریق حسن فرمایا ہے مراد رفاقت سے رفاقت ہے یعنی انکی ہمنشینی واسطے اہل
طاعت کے اچھی رفاقت ہے عائشہ کمتی ہیں ایک آدمی نے اگر کہا اس رسول خدا تم مجھ کو
میری جان سے زیادہ دوست تر ہو اور میری اولاد سے زیادہ تر مجھ کو محبوب ہو میں
گھر میں ہوتا ہوں تو تم کو یاد کرتا ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں اگر آپ کو آنکھ سے
دیکھتا ہوں اور جب انبی اور آپ کی موت یاد کرتا ہوں تو جانتا ہوں کہ آپ جب بہشت میں
جائینگے تو ہمراہ انبیاء کے بلند جگہ میں ہونگے اور میں اگر بہشت میں گیا تو مجھے ڈر ہے کہ میں
آپ کو نہ دیکھوں حضرت نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ بہتر ترجمانیہ السلام یہ آیت لیکر
اُترے اخرجہ الطبرانی وابن مردويه وابن عساکر فی الجملیۃ والاضیاء لمقدمی
وحسنہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت چھ تین زبانوں میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اُتری ہے وہ شہدائے محب تھے ساتھ حضرت کے قلیل اے

ابا علیک فات ۵ لا یحمد

الصبر یجد فی المواطن کلھا

انس کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سے سوال کیا کیا تم کسب ہے فرمایا تو نے کیا طیاری
واسطے اُسکے کی ہے کہا کچھ بھی نہیں اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول کی دوست رکھتا ہوں
فرمایا انت مع من احببت انس کہتے ہیں فافرحنا بشئ اشد فرحاً بقول النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انت مع من احببت پھر انس نے کہا فانا احب النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم و ابابکر و عمر و ارجوان اکون معهم بحبی ایاہم وان لم اعمل
بأعمالہم اخرجہ الشیخان ۵

وللناس فیما یعشقون مذہب

ومن مذہبی حب النبی وصحبہ

دور ہو گئی اب پھر عوذ نہ کر گئی اسلئے کہ مذبح سے یاس ہو جاتی ہے تو اب معبر تعمیر میں اور نام
 رویت میں پئے ٹھہریکے اور حقیقت اسکی راجع طرف اُس فرشتہ موکل ہوا کے ہوگی جواروح کو
 وقت خواب کے مافی اللوح المحفوظ پر مطلع کرتا ہے اس فرشتہ نے وہاں کی بات ایک مثال بنا کر
 پہنچوا دی کیونکہ نام اسی مثال کا تحمل ہے سو یہ مثال بھی صادق ہے اور اس مثال کے معنی بھی
 صادق ہیں اسی طرح پر انبیاء کا کلام لوگوں سے دنیا میں ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا بہ نسبت
 آخرت کے نوم ہے انبیاء را ایصال معانی کا طرف افہام خلق کے مسئلہ سے کیا کرتے ہیں یا اسکی
 حکمت اور اسکا لطف ہے ساتھ عباد کے کہ جس شے کی ادراک سے لوگ عاجز ہیں اسکی
 ادراک کو انہیں فرما مثال سے یوں سہل و آسان کر دیتا ہے موت کا صورت کبش اربع میں لانا
 مثال ہے اس بات کی سمجھانے کی کہ موت سے یاس کا حاصل ہونا سمجھ میں آجائے اللہ نے دلوں کو
 تاثر بامثلہ پہ مجبول کیا ہے اور معانی کو مسئلہ سے ثابت فرمایا ہے انتہی کلام الغزالی اس کلام
 میں تاویل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ تفویض کو اختیار کرے اور لفظ و معنی دونوں پر بلا توقف
 و تشکیک ایمان لائے بہر حال حکم اس جگہ پہنچوانا توزیع درجات و درکات آخرت کا بنیاد
 حسنات و سیئات پر مقصود ہے اور یہ بدون بیان کرنے مثال کے ممکن نہیں ہے اسلئے
 ہم اسکی ایک مثال بیان کرتے ہیں اسکو تم معنی سمجھو نہ فقط صورت و آخرت میں کمی
 قسم ہونگے انکے درجات و درکات سعادت و شقاوت میں متفاوت ہیں یہ تفاوت ایسا
 ہوگا کہ حصہ میں نہیں آسکتا ہے جس طرح کہ وہ سعادت و شقاوت دنیا میں بھی متفاوت
 ہیں آخرت دنیا سے اس معنی میں ہرگز جدا نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ مدبر ملک و ملکوت
 ایک ذات لاشریک نہ ہے اور اسکی سنت و عادت جوارادہ ازلیہ سے صادر ہوئی ہے
 سطر ہے انہیں تبدیل کو دخل نہیں ہے مگر ہم احصا کرنے احاد و درجات اُس سنت الہی سے
 عاجز ہیں گو احصا کرنے اجناس سے عاجز نہوں اعلیٰ ہم کہتے ہیں کہ لوگ آخرت میں بالضرورت
 چار قسم کے ہونگے ایک ہالکین و دوسرے معذبین تیسرے ناجین چوتھے فائزین اس تقسیم کی

صورت میں ادا کیا جائے پھر جب معنی کی طرف نظر کریں تو اسکو سچا پائین اور جب صورت کی طرف نظر کریں تو اسکو جھوٹا پائین مثلاً موزن اگر طرف صورت خاتم کے نظر کریگا تو اسکو جھوٹا پائینگا اسیلئے کہ اُسنے کسی کے دہان فرج پر مہر نہیں لگائی ہے اور اگر طرف معنی کے نظر کریگا تو اسکو سچا پائینگا اسیلئے کہ اس سے روح و معنی ختم کے صادر ہوئے ہیں مراد ختم سے یہی منع تھا سو ہوا انبیا علیہم السلام کا کلام ساتھ خلق کے بطور ضرب امثال ہوا کرتا ہے کیونکہ وہ مکلف ہیں ساتھ اس امر کے کہ لوگوں سے بقدر انکی عقلوں کے گفتگو کریں سو اندازہ انکی عقل کا یہی ہے کہ جب لوگ خواب میں ہن اور نام کو کشف کسی شے کا نہیں ہو سکتا ہے مگر مثل سے ہاں جب مریٹے تب جاگینگے اور پہچان لینگے کہ مثل سچی تھی و لہذا حضرت نے فرمایا ہے قلب المؤمنین اصبعین من اصابع الرحمن سو یہ وہ امثال ہیں جنکو سوا علما کے کوئی نہیں سمجھتا ہے رہا جاہل سو اسکا اندازہ ظاہر مثال سے تجاوز نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ اُس تفسیر کو جس کا نام تاویل ہے بالکل نہیں جانتا ہے سو جس طرح کہ مثال خواب کی تفسیر کا نام تعبیر ہے اسی طرح امر آخرت کی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں لہذا انکا انکار کرتا ہے کیونکہ اسکی نظر ظاہر مثال پر جمی ہے وہ اسکے معنی کیا سمجھے اسکے نزدیک تو یہ مسئلہ آخرت گویا متناقض ہیں کقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوقی بالموت یوم القیامة فی صورۃ کبش املح فیدبح محمد امق اس مثال کو سکر برہم ہو کر تکذیب کرنے لگتا ہے اور کذب انبیا پر دلیل لانے کو طیار ہو جاتا ہے کہتا ہے سبحان اللہ موت عرض ہے کبش جسم ہے کسطح عرض منقلب جسم ہو سکتی ہے یہ تو بالکل محال ہے لکن اللہ نے ان حقائق کو اپنی معرفت اسرار سے بر کران کر دیا ہے اور فرمایا ہے وما یعلمہا الا العالمون یہ مسکین اتنا نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ ایک کبش لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ وبا ہے جو شہر میں پڑی ہے پھر اسکو ذبح کر ڈالا ہے تو معجزہ کیسا کہ تو سچا ہے اور بات یہی ہے جو تو نے خواب میں دیکھی ہے یہ دلیل ہے اسپر کہ وبا

رتبہ ہے مراد اسے وہ لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے ناامید ہو چکے ہیں کیونکہ مثال مذکور میں جبکہ بادشاہ نے قتل کیا تھا یہ وہ شخص تھا جو بادشاہ کی رضا و اکرام سے ناامید ہوا تھا سو غنی مثال سے غافل رہنا نہ چاہیے آخرت میں ہلک و ہی لوگ ہیں جو ایمان اللہ کی رحمت سے ناامید ہیں۔ بالکلین منکرین کا فرق ہے جو اللہ سے منہ پھیر کر زے دنیا کے ہو رہے ہیں مگر اللہ اور اس کے کینوں کے کیونکہ مدار سعادت اخروی کا اسپر ہے کہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس کے دیدار سے تشریف باتھ آئی سو یہ نعمت بدون اس معرفت کے جسکو ایمان و تصدیق کتب میں حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور چونکہ منکرین مکذب ہیں اس کے اس لیے وہ ابدال باہک رحمت اسی سے محروم رہینگے اور بوجہ تکذیب خدا و انبیاء کی مصداق انھم عن سر بہم یومئذ لمحجوبون ہونگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے محبوب سے جدا رہتا ہے تو درمیان اس کے اور درمیان اس کی آرزوؤں کے حجاب آجاتا ہے اسی وجہ سے منکر لوگ مدام آتش فراق آتشی میں جلتے جھٹتے رہینگے و لہذا اہل معرفت نے یہ بات کہی ہے کہ ہکو نہ دوزخ کی آگ کا ڈبے اور نہ حور عین کی خواہش بلکہ ہمارا مطلب تو فقط دیندار خدا ہے گریز نہرا ایک پردہ ہے جو شخص اللہ کی عبادت کسی عوض کی توقع پر کرتا ہے وہ کینہ ہے عارف کی عبادت خاص اللہ کی ذات کے لیے ہوتی ہے وہ سوا اس کی ذات کے کسی شکر کا طالب نہیں ہوتا ہے ۵

نہیں نیز دوزخ سے زمین مشتاق جنت کا

غضب ہے یہ دوزخ ہونے والی ہے تو اس میں

تسلیم خم ہے جو مزاج پار میں آئے

اگر بخشے زہے جنت بخشے تو نکایت کیا

غرض کہ عارف کو نہ حور و میوے کی تمنا ہوتی ہے نہ دوزخ کا درد کیونکہ جدائی کی آگ جب کہ کانون سینہ میں بھڑکتی ہے تو وہ آگ اس آگ پر جس سے نہان بدن جلتا ہے غالب آجاتی ہے آتش فراق کا وصف یہ ہے۔ ہمارا اللہ الموقدۃ التي تطلع علی الافئدة اور آتش دوزخ کا اثر فقط بدن پر ہوگا سامنے دیکھنے دل کے بدن کا دکھنا کچھ چیز نہیں ہوتا ہے اس طرح سامنے آتش دل کے آتش دوزخ کی کچھ ہستی نہیں ہے اس حال کا انکار

مثال دنیا میں یوں ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ منجملہ ملک کے کسی ایک اعلیٰ پرستولی ہو جائے
 پھر وہ بعض کو قتل کرے یہ بالکلین ہوئے اور بعض کو عذاب کرے ایک مدت تک لکن قتل
 نہ کرے یہ معذین ہوئے اور بعض کو چھوڑ دے یہ اچھین ہوئے اور بعض کو خلعت بخشے
 یہ فائزین ہوئے پھر اگر وہ بادشاہ عادل ہے تو یہ تقسیم اُسے نہیں کی ہے مگر استحقاق سے
 قتل اُسکو کیا ہے جو بادشاہ کے استحقاق کا باحد اور اصل ولت میں اُسکا معاند تھا
 تعذیب نہیں کی ہے مگر اسی شخص کو جو باوجود اعتراف ملک و علو درجہ ملک کے خدمتِ بادشاہ
 میں قاصر رہا تھا خالی اُسکو چھوڑا ہے جو معترف تھا رتبہ ملک کا لکن نہ مقصر تھا کہ اسکو عذاب
 کیا جاتا اور نہ اُسے کوئی خدمت کی تھی کہ اُسکو خلعت دیا جاتا خلعت اُسکو دی ہے جسے ساری
 عمر اپنی خدمت و نصرتِ بادشاہ میں پُرانی کردی پھر یہ خلعت فائزین کے بھی بحسب مراتب
 خدمت متفاوۃ الدرجات ہوتی ہیں اسی طرح (ہلاک ہالکلین کا یا تحقیقاً ہوتا ہے مثل قطعِ رقبہ
 یا نگیلا مثل مشکہ کرنے کے یہ ہلاک بھی بحسب درجات معاندت کے متفاوت ہو کر تا ہے تعذیب
 معذین کی خفت و شدت و طول و قصر مدت اتحاد انواع و اختلاف اقسام میں بھی بحسب
 درجات تقصیر کے ہوتی ہے اس بنیاد پر ہر رتبہ منجملہ ان رتبہ کے منقسم ہوتا ہے
 طرف درجات لا تخصی ولا تخصر کے اسی طرح حال عالم آخرت کو سمجھنا چاہیے کہ لوگ
 وہاں متفاوت احوال ہونگے کوئی ہلاک ہوگا کوئی معذب تا ایک مدت کوئی ناجی نازل
 دارالسلامتہ کوئی فائز بنیعم مقیم پھر فائزین کے اقسام ہیں کوئی نازل جنات عدن ہوگا
 اور کوئی نازل جنات الماویٰ اور کوئی آسمان فردوس اسی طرح معذین کی انواع ہیں سیکو
 تھوڑا سا عذاب ہوگا سیکو ہزار برس تک سیکو سات ہزار برس تک یہ سب یکے پیچھے دوڑنے
 نگیلا جسطرح کہ حدیث میں آیا ہے اسی طرح حال درکات ہالکلین کا ہے جو رحمتِ خدا سے
 ناامید ہو چکے ہیں غصنکہ یہ سارے درجات و درکات بحسب اختلاف طاعات و معاصی کے
 ہونگے اب ہم کیفیت توزیع خلق کی ان مراتب پر بیان کرتے ہیں پہلا رتبہ ہالکلین کا

خلق الله للمعزوب رجلاً ورجلاً بقصعة وشرید

سویہ حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے جنکو صفاتِ بیہیمہ و سببیہ نے اپنا بندہ بنا لیا ہے اور ظہور صفاتِ ملائکہ کا جو ضدِ ہین صفاتِ مذکورہ کی زمین نہیں ہوا ہے انسانِ مبنِ صفت ملکیت کے ہوتی ہے تو پھر اسکو بدونِ قرب الی اللہ کے مزا نہیں ملتا اور نہ کوئی شرم و بعد و حجاب کے سبب کے رنج کی ہوتی ہے ۵

شان المحب عجیب فی صابتنہ العبد یقتلہ والوصل عجیب

سو بطرح کہ ہر عضو ایک وصفِ خاص کے لیے ہے مثلاً زبان ذائقہ کے لیے ہے اور کان استماع کے لیے اسی طرح یہ صفت واسطے دے گئی ہے جسکو دل نہیں ہے اسکو البتہ ادراکِ لذتِ قرب اور کلفتِ بعد کا بھی نہیں ہے مثلاً اگر ایک شخص کے کان آنکھ نہ ہوں تو اسکو کچھ مزا آواز اور خوبصورتی و رنگ کا بھی دریافت نہیں ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو قوتِ شامہ نہیں ہوتی ہے وہ جانتے ہی نہیں کہ عطر کی خوشبو کیا ہوتی ہے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ سارے انسان دل رکھتے ہوں بلکہ اگر سب کے پاس ایسا ہی دل ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا ان فی ذلک لذکر لایمن کان لہ قلب او القی السمیع و ہوشمید یہ دل تو انصاف کے ملتا ہے نہ خیریس کو اسیم اشارہ ہے طرف اسکے کہ جو کوئی نصیحتِ قرآن کی نہیں مانتا وہ دل کی طرف سے نادار تہدیت ہے ہماری غرض اس دل سے وہ مکر و گوشت کا نہیں ہے جو سینے کی ہڈیوں میں ہوتا ہے بلکہ مراد دل سے وہ لطیفہ ہے جو عالمِ امر سے آیا ہے اور یہ پارہ گوشت جو کہ عالمِ خلق سے ہے اُس لطیفہ کا عیش ہے اور یہ سینہ اسکی کرسی ہے اور یہ سارے اعضا اُسکا جہان اور ملک ہے اور اگرچہ خلق و امر دونوں طرف سے اللہ تعالیٰ لکن لطیفہ مذکور جسکے حق میں قل التوح من امور دبی فرمایا ہے وہ ایک پادشاہِ حکم ان فرمان فرما ہے کیونکہ عالمِ امر اور عالمِ خلق میں ترتیب کھائی ہے اور پہلا دوسرے پر امیر و سلطان ہے اور قلب ہ لطیفہ ہے کہ اگر اچھا ہو تو سارا تن بدن اچھا ہو گیا اور جسے اُسکو بچان لیا اُسے اپنے نفس کو

آخرت میں کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بات اس دنیا میں بھی نظر آتی ہے غلبہ عشق میں آدمی آگ اور خار میں چلتا ہے اور سبب صدمہ قلب کے اس پنج جسمانی کو کچھ نہیں سمجھتا بلکہ حالت غضب میں اندر معرکہ حرب و ضرب کے گم ہوتا ہے اور زخم پر زخم کھاتا ہے مگر اُس وقت کچھ تکلیف اسکی نہیں پاتا کیونکہ غصہ بھی اک آگ ہے جو دہلین بھڑکتا ہے جس طرح کہ حضرت نے فرمایا ہے الغضب قطعة من النار رواہ الذمذی عن ابی سعید سول کا جلتا یہ نسبت جلنے بدن کے سخت تر ہوتا ہے بڑے درد کے رو برو کچھ خیال چھوٹے درد کا نہیں رہتا ہے بلکہ چھوٹا درد دیکھتا ہے دیکھو جو تکلیف آدمی کو آگ یا تلوار سے حاصل ہوتی ہے وہ ایذا اسی وجہ سے کہ یہ دونوں اُن بدن کے ٹکڑوں کو جو ملے جلے تھے جدا کرتے ہیں تو پھر جس چیز سے کہ دل اور محبوب صاحب دل جدا ہو جائے تو اُس سے خواہی بخوبی سخت رنج ہو چکا حالانکہ اتصال دل کا محبوب سے بہ نسبت اتصال اجسام کے بہت زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی شعور و بصیرت رکھتا ہو اور اگر سر سے دل ہی نہیں رکھتا ہے تو اُس سے کچھ دور نہیں ہے کہ وہ اس شدت رنج کو کچھ نہ سمجھے اور بمقابلہ تکلیف جسم کے اس

رنج کو حقیر جانے ۵

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں	دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں
------------------------------------	------------------------------------

مثلاً اگر کسی طفل سے کہیں کہ تو سلطنت چھوڑ دے یا گیند ڈنڈا کھیلنا تو اسکو کچھ رنج ترک سلطنت کا نہوگا بلکہ وہ یہ کہیگا کہ مجھ کو میدان میں گیند ڈنڈا لیکر دوڑنا ہزار بار رنج سلطنت سے بہتر ہے اسی طرح جس شخص پر شہوت شکم کی غالب ہے اگر اُس سے کہیں کہ تو ہر سہ یا حلوا کھایا ایسا کام کر جس سے دشمن پست اور دوست رضا مند ہو تو وہ بندہ شکم اسی ہر سہ اور حلوا کو ترجیح دیکھا وجہ اسکی یہی ہے کہ اس شخص میں وہ بات جس سے خوبی جاہ و شوکت کی اُسکو معلوم ہو سکے نہیں ہے اس میں تو فقط وہ بات ہے جس سے یہ فرا کھانے کا پاسکتا ہے ۵

وضعف ایمان دوسری کثرت و قلت اتباع ہوی آورچہ کہ کوئی بشر غالب حال میں کسی ایک امر سے
 منجملہ ان دو امر کے خالی نہیں ہوتا ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وان من حکم الا
 داردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم انجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیہا
 جثیاً سلف خائفین نے کہا ہے ہم اسیلے ڈرتے ہیں کہ ہکودرود علی النار پرقین حاصل ہے اور نجات
 میں ہکودرود حکایت حسن نے جب یہ حدیث سنی کہ بعض آدمی بعد ایک ہزار برس کے
 اگل سے نکلیگا اور وہ یا حنان یا مئتان کیسا تو کہنے لگے یا یئنی کنت ذلک الرجل احادیث
 میں اس پر بھی دلالت ہے کہ ب سے پیچھے جو شخص اگل سے باہر آئیگا وہ بعد سات ہزار برس کے
 نکلیگا اختلاف مدت کا ایک لحظہ سے سات ہزار برس تک کا ہے کوئی اگل پر سے مثل بجلی کے
 گزر جائیگا اسکو ذرا سا بھی توقف نہوگا پھر درمیان ایک لحظہ سات ہزار برس کے تفاوت درجہ کا
 ہے ایک دن کا ایک ہفتہ کا ایک ماہ کا پھر باقی مزلوں کا رہا اختلاف شدت کا سو اس کے اعلیٰ
 کچھ نہایت نہیں ہے ادنیٰ اسکا تعذیب ہے ساتھ مناقشہ کرنے کے حساب میں جس طرح بعض
 پادشاہ بعض مقصرین فی الاعمال سے مناقشہ فی الحساب کرتے ہیں پھر معاف کر دیتے ہیں اور
 کبھی کوڑے مارتے ہیں کبھی کسی اور طرح کی سزا دیتے ہیں ان دو اختلاف کے سوا عذاب میں
 ایک اور اختلاف ہے کہ وہ نہ مدت کا اختلاف ہے نہ شدت کا بلکہ جنس عذاب کا اختلاف ہے
 کہ کسی پر مثلاً فقط جہر مانہ کیا اور کسی کا مال ضبط ہو گیا کسی کی اولاد قتل کر دی گئی کسی کے گھر کی عورتیں
 پکڑ کر کینہ بانی گئیں اور رشتہ داروں کو تکلیف دی گئی زبان ہاتھ ناک کان کاٹ ڈالے گئے
 الی غیر ذلک اسی طرح عذاب آخرت میں بھی اختلاف ہوگا جس طرح کہ اولہ شرعیہ سے ثابت
 ہوتا ہے مگر یہ اختلاف عذاب کا مطابق اختلاف قوت وضعف ایمان و کثرت و قلت طاعات
 کی بیشی مساوی کے ہوگا پھر گناہوں کی برائی جتنی سخت تر روزیادہ تر ہوگی اتنا ہی عذاب بھی
 شدید و کثیر تر ہوگا اور جس قسم کا گناہ ہوگا اسی قسم کا عذاب بھی فحش ہوگا اہل کشف کو یہ امر
 علاوہ دلائل کتاب عزیز کے نور ایمان سے بھی منکشف ہوا ہے یہی مراد ہے اس آیت سے و ما ربا

جان لیا وہ عارف اپنے رب کا ہو گیا غرض کہ درجہ ہلاک کا انھیں لوگوں کے لیے ہے جو جاہل ہیں اور اللہ کی تکذیب کرتے ہیں رسولوں سے منکر ہیں آپس پر دلائل کتاب و سنت مطہرہ کے بہت موجود ہیں اس جگہ کچھ حاجت اُنکے لکھنے کی نہیں ہے فوسلہ رتبہ اُن لوگوں کا ہے جنکو عذاب کیا جائیگا یہ وہ گروہ ہے کہ اصل ایمان رکھتا ہے مگر وفا کرنے میں مقتضائے ایمان کے قاصر رہا ہے سو اصل ایمان یہی توحید الوہیت ہے کہ سوائے اللہ کی کسی عبادت کرے اب اگر کوئی شخص اپنی خواہش نفس کا پیرو ہوگا تو اسکا معبود ہی اسکی ہواے نفس نہیں گی اور ایسا شخص فقط زبان سے موحد ہوا ہے اصل توحید اسکو حاصل ہوئی یہ اصل توحید جب اسکو ہاتھ آسکتی ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اور کریمہ قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون دونوں کے معنی ایک سمجھے اس طرح کہ غیر اللہ کو بالکل چھوڑ دے اور سوائے اللہ کے کسی کو معبود نہ جانے ۵

سدرہ توہمان خواہد بود

غیر حق ہر چہ دلت را بر بود

پھر کریمہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کے معنی بھی یہی جانے جو ان دونوں جانے تھے اس آیت میں علاوہ توحید کے ذکر استقامت کا بھی کیا ہے یہ صراط مستقیم کہ جس پر قیام کرنے سے توحید بندہ کی کامل ہوتی ہے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے جیسے پل صراط آخرت کا حال ہوگا ولما ہر ایک انسان میں کچھ نہ کچھ انحراف اس راہ راست سے ضرور ہی ہوتا ہے اس لیے کہ ہر ایک بشر کی قدر پیری ہوے نفس کی فزیر کی تائے اگرچہ ادنی امر میں کیوں موافق اتباع خواہش نفس سے کمال توحید میں فرق آجاتا ہے یہ فرق بقدر اسکے میل کے راہ راست ہوتا ہے اس سے بات ثابت ہوتی ہے کہ درجات قرب میں بھی ضرور نقصان پڑ جاتا ہے اور ہر نقصان ساتھ و لاغین لگی ہوئی ہیں ایک اک جدائی کی اس کمال سے جو کہ سبب نقصان کی نیت ہو گیا ہے دوسری اک جہنم کی جسکو قرآن نے بیان کیا ہے پس ہر شخص جو کہ صراط مستقیم سے ہٹل ہے وہ دوبار عذاب ہوگا دو طرح سے لکھ شدت خفت اس عذاب کی اور تفاوت اس کا بحسب طول تک سے ہوگا ایک فی

میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں اور یہ بات کھل جاتی ہے کہ سب کا مرجع طرف اللہ کے ہے والے
 سبب الملتہی کیونکہ سوا اللہ اور اس کے افعال و صفات کی کوئی شے موجود نہیں ہے مع الاکل شے
 ما خلا اللہ باطل ہوا اس طرح کے ایمان والے مقرب ہونگے اور نہایت درجہ کا قرب ملا رہے
 سے رکھتے ہونگے ان کا مقام فردوس اعلیٰ میں ہوگا پھر ان کے بھی بہت سے انواع ہونگے کوئی
 سابق ہوگا کوئی سابق سے کمتر غرض کہ جتنا تفاوت انکی معرفت میں ہوگا اتنا ہی ان کے قرب میں فرق
 ہوگا درجات عارفین کی معرفت میں جید ہیں کیونکہ کہ جلال الہی کا معلوم کرنا ممکن نہیں ہے اسکی نسبت
 ایک دریا سے ناپید کنارہ ہے جسکے نہ تھاہ ہے نہ کنارہ پھر جو لوگ ائین غوطے لگاتے ہیں وہ
 موافق اپنی طاقت کے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں یا جسد کر ازل میں ان کے نام پر لکھ دیا ہے اتنا ہی بہرہ
 پاتے ہیں وکن

تو گرساقی شوی در دستکظرفی نیاماند	•	بقدر سحر باشد وسعت آغوش ساحلہا
تورہ از کثرت اسباب بر خود رنگ سیدای		سبکو جان چو بوسے گل فرد بستند محلہا

سو ج طرح کہ منازل طریق الی اللہ کی بے نہایت ہیں اسی طرح درجات سالکین کے بھی بے نہایت ہونگے
 اب جو شخص ایمان تقلیدی رکھتا ہے وہ زمرہ اصحاب بین میں تو ہوگا لکن درجہ اس کا درجہ مقربین سے کم ہوگا
 پھر اصحاب میں کے بھی بہت سے درجے ہونگے ائین کا صاحب درجہ اعلیٰ مقربین کے ادنیٰ درجہ والے سے
 لگ بھگ ہوگا قف یہ حال اس شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو کام کیا اسے مجتنب تھا اور سب فرائض اسلام
 مثل نماز روزہ زکوٰۃ و شہادت کلمہ طیبہ زبان سے بجا لاتا تھا اب اس شخص کا حال سنو نیسے ایک یا زیادہ
 گناہ کبیرہ کیا ہے اور بعض ارکان اسلام کو چھوڑ دیا ہے ایسا شخص اگر وقت موت پہلے توبہ خالص کر لے گا
 تو مثل اس شخص کے ہو جائیگا جسے کہ گناہ کبیرہ نہیں کیا ہے حدیث میں فرمایا ہے التائب من الذنب
 کما اذا نبت اللہ کبرے کو جب دھوؤ تو وہ میلانہیں رہتا گویا سرے سے انیس میل لگا ہی نہ تھا اگر توبہ
 پہلے کر لیتا تب البتہ موت کے وقت اس کے حال پر خوف ہے کیونکہ اگر موت اس گناہ کے اصرار پر ہوئی
 تو کیا عجیب کہ ایمان دیکھ کر اچھے اور انجام بُرا ہو بیان اسباب سو خاتمہ و حسن خاتمہ کا رسالہ

بظلام للعبيد والیوم تجزی کل نفس بما کسبت وان لیس للآسان
 الا ماسی وقولہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہو من یعمل مثقال
 ذرۃ شر یرہ اسکے سوا اور بہت آیات و احادیث ہیں جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
 جزائے اعمال میں ثواب و عقاب براہ عدل و انصاف ہوگا نہ برابر کسی پر ظلم ہوگا جانب عفو
 و رحمت راجح ہوگی حدیث قدسی میں آیا ہے سبقت رحمتی غضبی اور قرآن میں فرمایا ہے
 وان تک حسنة یضاعفها و یؤت من لدنہ اجرًا عظیمًا معلوم ہوا کہ ارتباط
 درجات و درجات کا حسنات و سیئات سے بلاتل شرعیہ و نور معرفت کلیۃ ثابت ہے
 رہی تفصیل سو وہ نرسے گمان سے بچانی جاتی ہے اسکا مستند ظاہر اخبار اور ایک طرح کا
 حدس ہے جو مستم ہوتا ہے انوار استبصار سے بعین اعتبار اب جو شخص اصل ایمان کو مضبوط
 کر کے تمام کبار سے بچیکا اور سب فرائض نبی از کان خمسہ اسلام کو اچھی طرح بجالائیگا
 اور اسکے ذمہ فقط چند غیر دی ہوئے جن پر وہ مصر نہ تھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 اُس سے فقط جملہ حساب کا ہوگا اور کتنی قسم کا عذاب اسکو نہ دیا جائیگا حساب کے ہونے
 پہ حسنات کا سیئات پر بھاری پڑ جائیگا کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ اور
 رمضان کے روزے بچی خطاؤں کا کفارہ ہو جاتے ہیں اور کبار سے بچنا تو خود قرآن میں آیا
 کہ وہ کفارہ معاف ہو جاتا ہے ادنی درجہ کفارہ ہوئے کا یہ ہے کہ اگر حساب کو دفع نہ کرے
 تو عذاب کو تو دور ہی کر دے سو جس کسی شخص کا یہ حال ہوگا اور اسکا پلہ بھاری ہوگا تو نقصان
 قیاس کا یہ ہے کہ وہ بعد گزرائی پایہ اور بعد فراغ کے حساب سے اچھے آرام و امن میں ہونیگا
 ہاں زمرہ مقربین یا اصحاب یمن میں اسکا لاحق ہونا اور جنت عدن یا فردوس برین میں
 جانا یہ منحصر ہے اقسام ایمان پر ایسے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک تہذیبی جیسے ایمان عوام کا کہ
 جو کچھ سنتے ہیں اسکو سچ جانتے ہیں اور ہمیشہ اُسی اعتقاد پر رہتے ہیں دوسرا ایمان کشفی ہے
 جو کہ نور الہی موجب شرح صدر ہو جاتا ہے اُس میں سارے موجودات جس طرح پرکھ اصل

بھی سوے اس بصر کے درکار ہے یہی وجہ ہے کہ اس بات کوئی لڑکا یا گنوار نہ انیکا بلکہ یوں کہیے کہ جو ہر
 وزن تو چند ماشہ ہے اور اونٹ کا وزن اُس سے ہزاروں گنا زیادہ ہے تو شخص جس کو یہ کہتا ہے کہ میں نے
 دس گنا دیا جھوٹ بولتا ہے حالانکہ حقیقت میں یہی دونوں جھوٹے ہیں نہ وہ شخص یہ بات نزدیک لے
 جبچہ ٹھیک ہے کہ انکے دلیں وہ نور آجائے جس سے کہ روح جو ہر وال کی معلوم ہوتی ہے تسویہ بات
 لڑکے کو بعد بلوغ کے اور گنوار کو بعد تعلم کے آتی ہے اسوقت انکو راستی اس قول کی معلوم ہوتی ہے
 میں کہتا ہوں راجہ ایگہ بھی یہی قول ہے کہ ظاہر و باطن مثل دونوں پر ایمان لائے کیونکہ جب بطرح
 کہ بڑی قیمتی چیز ہے اسی طرح اگر اسکا عرض دخول بھی آسمان و زمین سے بڑا سمجھا جائے تو عین
 مدلول کتاب سنت ہے و اقلہ صالحہ لکل شیء واللہ اعلم بحیرہ انبیا کو منکرین سے کام چٹا
 اور اسی انکار سے انکی آزمائش ہوتی ہے اسی طرح اولیا علما کو بھی جاہلون سے کام پڑتا ہے
 اور یہ باعث انکے امتحان کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علما اور اولیا کسی نہ کسی طرح کی ایذا سے خالی نہیں
 ہوتے ہیں انکا بھی امتحان لیا جاتا ہے کوئی شہر سے نکال دیا جاتا ہے کسی کی چغلی سامنے پادشاہ قریب کے
 کھائی جاتی ہے کچھ لوگ انکے کفر پر گواہی دیتے ہیں کچھ بددین کہتے ہیں قف بہر حال دوزخ سے
 بجز مروجہ اور کوئی باہر نہ نکلیگا ہماری غرض توحید سے یہ نہیں ہے کہ فقط زبان سے کہے لا الہ الا اللہ
 کہ لیا فارغ ہوئے کیونکہ زبان عالم ظاہری سے ہے اسکا فائدہ فقط دنیا ہی تک ہوتا ہے یعنی قائل کہے
 گردن نہیں اڑے جاتے ہے اسکا مال ٹوٹا نہیں جاتا ہے سو گردن و مال کی مدت اسی زندگی دنیا کی ہے
 تو پھر جان کہ نہ گردن ہے نہ مال ہاں زبان سے کہے کہ دنیا کا فائدہ دیکھا دیا تو حید کا کمال اور
 اسکا سچا ہونا کام آئیگا اس طرح کہ تمام اسکو کو طرف سے خدا کے جانے اسکی پہچان یہ ہے کہ خلق
 میں سے کسی پر غصہ نہ ہوگا اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرے کیونکہ جب سب چیزیں طرف سے اللہ کے
 بین قلہ کل امن عند اللہ تو خلق نری ذریعہ ٹھیکری مسبب الاسباب سب کا وہی ایک

لا شریک لہ ہوا۔

کہ دل ہر دو در تصرفِ اوست

از خدا دان خدایت دشمنی دوست

صدق الیما ین کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ ایمان تقلیدی ہے کیونکہ گو تقلیدِ نچتہ جہوتی ہے مگر دینی ہشہ و خیال سے ٹھیلی پڑ جاتی ہے۔ ۵۔

توبہ انفس باز پسین دستِ روست	بہ خیر دیر رسیدہ دھجیل بستند
------------------------------	------------------------------

ان مارف صاحب بصیرت پر خوفِ خدا قائمہ کا نہیں ہوتا ہے وہ اس خوف سے دور تر رہتا ہے اور یہ دونوں اگر ایمان پر مرینگے تو معذب ہونگے مگر یہ کہ امتدایا عذاب اُنکو نہ کرے گا جو عذابِ ناقصہ فی الحساب پر زیادہ ہوا اور کثرتِ عذاب کی من حیث المدة مطابق کثرتِ مدت اصرار کے ہوتی ہے اور من حیث الشدة موافق تجمُّع کبار کے اور من حیث اختلاف النوع بحالِ اختلاف اصناف سیئات کے اور جب مدتِ عذاب کی گذر جائیگی تو بلکہ متقلدین درجات اصحابِ یمن میں نازل ہونگے اور عارفین متبصرین اعلیٰ علیین میں کیونکہ حدیث میں آیا ہے اخر من ینخرج من النار یعطی مثل الدنیا کما ہا عشرة اضعافاً رواہ البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے کوئی پائشِ اجسام کی سمجھے کہ مثلاً اگر دنیا ایک ہزار کوس کی ہے تو اسکو دس ہزار کوس زمین ملے گی اس میں چلے جائے ساتھ طریقِ ضربِ مثل کے بلکہ اسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ کوئی مثلاً یوں کہے کہ اُسے ایک اونٹ لیا اور اسکو دس گنا اُس اونٹ کا دیا یعنی اگر اونٹ دس روپیہ کا تھا تو اسکو سو روپیہ دیئے اور اگر اس مثل سے مثل ہی سمجھ وزن و ثقل میں تو اگر سو روپے کو ایک پلہ ترازو میں رکھیں اور دوسرے پلہ میں اونٹ لکھیں تو بھی برابر عشرِ بیشتر کے نہوگا مثال میں مقابلہ معانی وار و ارج اجسام کا ہوتا ہے نہ اُنکے اشخاص و ہیاکل کا مثلاً عرض اونٹِ وزن و طول و عرض اونٹ کا نہیں ہے بلکہ اُسکی مالیت ہے سو وہ مالیت اونٹ کی روحِ ٹھیری اور گوشت و خون اُسکا جسمِ ٹھیرا تو سو روپیہ اُسکے دس گنے باعتبار اُسکے وزن و روحانی کے ہیں نہ باعتبار اُسکے وزن جسمانی کے اور جو شخص کہ مالیت نقد کی اور اونٹ کی جانتا ہے اُسکے نزدیک سو روپے کو دس گنا اونٹ کا کہنا صحیح ہے یہاں تک کہ اگر اسکو بعض کعبہ روپیہ کے ایک جوہر جبکہ وزن چند ماشہ اور مول سوڑیہ ہوتا ہے دیدیتا اور کتا کہ سینے اسکو دس گنا دیا تو درست تھا مگر اسقول کی راستی سو اسے جوہر کی اور کوئی نہیں جان سکتا ہے کیونکہ جوہر کی روح نری آنکھ سے نظر نہیں آتی ہے اُسکے لیے تو ایک اولیٰ ہے

خفیف اور اسکے علاج بھی آسان ہے سو یہ قول طیب کا حقیقہ اُن دونوں کے باعتبار اکثر احوال کا ہوتا ہے ورنہ بعض اوقات میں مریض قریب الموت زندہ رہتا ہے اور خفیف لمرض چلدا تھا ہے طیب کو خبر نہیں ہوتی سو یہ امور اللہ پاک کے اسرار خفیه میں جنکو مردم زندہ کی ارواح میں رکھتا ہے اور ایسے اسباب باریک جنکو سبب الاسباب نے ایک وقت و اندازہ مقرر پر مرتب کر رکھا ہے آدمی کی طاقت نہیں ہے کہ اُنکی کُنہ کو معلوم کر سکے اسطرح نجات و فلاح آخرت کے لیے اسباب خفیه ہیں کہ اُنپر اطلاع پانا قدرت بشر سے خارج ہے جس سبب خفی سے نجات ملتی ہے اُسکو عفو و رضا کہتے ہیں اور جو سبب موجب ہلاک کا ہوتا ہے اُسکو غضب و انتقام بولتے ہیں انکے سوا ایک اور مشیت ازلی الہی کا بھید ہے جسکی اطلاع خلق کو نہیں ہوتی ہے اسیلئے ہم پر واجب ہے کہ ہم عفو کو گناہگار سے جائز جانیں گو اُسکی خطائیں ظاہری بہت ہوں ۵

نصیب است بہشت اخذ شناس ہو کہ مستحق کرامت گناہگار اند

اسطرح غضب کو مطیع پر روار کھین اگرچہ طاعات ظاہری اُسکی بہت کچھ ہوں اسیلئے کہ اعتبار تقویٰ کا ہے تقویٰ ایک باریک چیز ہے اندر دل کے کہ خود شمی کو اُنپر اطلاع نہیں ہوتی دوسرے کو کس طرح اُنپر آگاہی حاصل ہو پھر بھی اہل دل پر یہ بات منکشف ہوئی ہے کہ بندہ میں جب کوئی سبب خفی عفو کا مقتضی ہوتا ہے تب ہی عفو ہوا کرتا ہے اور غضب ہی جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی سبب باطنی مقتضی بعد کا اللہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ بات نہ تو عفو و غضب جزا و اعمال و اوصاف نہ ٹھہریں اور اگر جزا نہ تو عدل نہ ہو اور اگر عدل نہ تو یہ آیت نہ بنے و ما سرباط بظلام للعید و قولہ تعالیٰ ان الله لا يظلم مثقال ذرة حالانکہ یہ امور صحیح ہیں اس سے ثابت ہوا کہ انسان کو وہی میگا جو اُس نے کیا ہوگا اور اپنے کماے کو خود ہی بھگتے گا کہ دنی غویش آدمی پیش اگر انسان کجروی کریگا تو اللہ اُسکو کج کو دیگا جب وہ اپنے نفس کو بدلتا ہے تب ہی اللہ بھی اُسکی حالت بدل دیتا ہے کما قال سبحانه و تعالیٰ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم یہ سبب باطنی اہل دل کو انکھ کے دیکھنے سے بھی زیادہ تر روشن ہوئی ہیں

اس توحید میں بھی لوگ مختلف درجات ہیں بعض کی توحید پہاڑ کے برابر ہے اور بعض کی
 شقال برابر اور بعض کی برابر ذرہ و دانہ خردل کے جو جسکی توحید برابر دنیا کے ہوگی وہ سب سے
 پہلے دوزخ سے باہر نکلیگا اور جسکے دلیں ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ سب سے پیچھے نکلیگا اور دنیا
 شقال و ذرہ کے بہت سے درج و درجات ہیں کہ بموجب انکے اہل توحید نکلتے جاوینگے یعنی اول
 طبقہ شقال کے لوگ پھر اُس سے کم پھر اُس سے کمتر حتیٰ کہ آخر ذرہ برابر ایمان والوں کی جماعت نکلیگی
 اور وزن شقال و ذرہ کو بطور ضرب مثل سمجھنا چاہیے توحیدین جو دوزخ میں جائینگے اسکی وجہ
 یہی ہے کہ لوگوں کے حق اسکے ذمہ پر ہونگے اور یہ حقوق بموجب حدیث شریف چھوٹنے کے نہیں
 باقی اقسام گناہوں کے قابل عفو و کفیر ہیں چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ بندہ سامنے خدا کے
 کھڑا کیا جائیگا اسکی نیکیاں اتنی ہونگی کہ اگر اُسکے پاس ستین تودہ جنتی ہوتا مگر اُسدم اہل حقوق
 جہنم سے ظلم کیا ہوگا کھڑے ہوئے کسیکو گالی دینی ہوگی کسیکو مارا ہوگا کسیکا مال لیا ہوگا سوار کے
 حسنا سے اُکو دینگے یہاں تک کہ اُسکے پاس ایک نیکی بھی باقی نہ رہیگی فرشتے عرض کریں گے کہ اُسکی نیکیاں
 تو بچکین اور ابھی مدعی بہت باقی ہیں حکم ہوگا کہ اُنکی بدیوں میں سے اسکے سیئات پر اضافہ کرو اور دوزخ
 کے نام لیک۔ قبائِلہ اُسکے لیے کھدو سو جسطرح کہ ایک آدمی دوسرے کے بدلے بسبب اُسکے سیئات کے
 ہلاک ہوتا ہے اسی طرح پاس مظلوم کے جب ظالم کی نیکیاں بدلے میں آتی ہیں تو اُسکو نجات
 ملجاتی ہے حکایت ابن جلاء صوفی کی کہ اپنے غیبت کی تھی پھر اُسکے معاف کرے تو اُسکے پاس ایک
 آدمی بھیجا انھوں نے کہا میں معاف نہیں کروں گا میرے نامہ اعمال میں اس سے بڑھ کے کوئی نیکی
 نہیں ہے میں اُسکو سطرچ مشا دون یہ غیبت جو تھے یا اور بھائیوں نے میری کی ہے تمھارے
 اُنکے حقین گناہ ہے مگر میرے لیے نیکی ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے نامہ اعمال کو اس حسنہ سے زینت
 دوں قصہ یہ بیان ہے لوگوں کے مختلف ہونے کا آخرت میں بابت درجات سعادت و شقاوت کے
 جو حکم ہر فرشتے کا ایسا لکھا ہے وہ باعتبار ظاہر اسباب کہ ہے جسطرح کوئی طبیب کسی بیمار کو کمدیتا ہے
 کہ وہ بیشک مر جائیگا اسکا مریض علاج پذیر نہیں ہے اور دوسرے بیمار کو کمدیتا ہے کہ اُسکا مریض

اس جہان میں نہیں ہو سکتی اسکو اللہ پاک نے بطور اجمال کے ارشاد کیا ہے **قال تعالیٰ**
فلا تعلم نفس ما أخفی لهم من قرۃ اعین اور حدیث قدسی میں آیا ہے اعدوا
 لعباد الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر
 اور مقصود عارفین کا وہی حالت ہے جو دل پر کسی بشر کے اس جہان میں نہیں گذر سکتی ہے رہی
 حیر و قصور و مبہوت جات اور شیر و شہد و شراب و لنگن و زبور جو جنت کی چیزیں ہیں سو
 عارفوں کو ان پر کچھ حیرت نہیں ہوتی ہے یہ چیزیں اگر انکو دیکھا یکنگے تو وہ ان پر قناعت نہ کریں گے
 بلکہ طالب لذت دیدار آسمانی کے ہونکے کہ فایت سعادت و انتہائے لذت ہی دیدار خداوندگار
 کا ہے **حکایت** رابعہ حدودیہ رحم سے کہتا تھا انکو جنت میں کتنی رغبت ہے کہا ایجا رنشد
 الدار غرض کہ اس قوم کو حب رب الدار نے دار و زینت دار سے مشغول کر دیا ہے بلکہ ہر شے سے
 جو سوا اسکے ہے یہاں تک کہ اپنی جانوں تک بھی وہ مشغول ہیں۔

بامید شش اندر رگدانی صبور

گر ایسا نے از بادشاہی نفور

انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کے دیکھنے کی فکر میں ڈوبا ہوا کھوٹا ہو
 ہو اس حال میں اسکو کچھ خبر تنہا کی نہیں ہوتی اور جو صدمہ اسکے بدن پر پہونچتا ہے وہ
 ذرا بھی معلوم نہیں ہوتا ہے اس حالت کو فنا فی المحبوب کہتے ہیں یعنی اسکی نوبت اس درجہ
 پہونچ گئی ہے کہ سوائے محبوب کے اور کوئی چیز اسکے پیش نظر نہیں ہے نہ دل میں غیر محبوب کے
 گنجائش پائی ہے کہ اسکی طرف التفات کرے خواہ وہ غیر اسکا نفس ہو یا اور کوئی شے اس حالت میں
 آخرت میں اسکو وہ کچھ ملیگا جو اس جہان میں کسی بشر کے دلمیں نہیں آ سکتا ہے جس طرح کہ
 صورت رنگ و آواز کی بہرے اندھے آدمی کے دل پر غموم نہیں ہوتی ہے لکن اگر اسکے
 کان اور آنکھ کا حجاب دور کر دیا جائے تو وہ حال ان چیزوں کا معلوم کرنے لگے گا اور
 جان لیگا کہ واقعہ میں پہلے میرے دلمیں انکا آنا منصور نہ تھا اسی طرح دنیا بھی
 درحقیقت ایک حجاب ہے اسکے اٹھ جانے سے آدمی کو لذت حیات طیبہ کے معلوم ہوتی ہے

کیونکہ آنکھ کے دیکھنے میں غلطی کا احتمال ہے کہ کبھی بڑے کو چھوٹا دیکھتی ہے اور وہ کو بڑا دیکھتا ہے اور شاہدہ دل میں غلطی نہیں ہوتی ہے یہ کیفیت اُسکو بعد حصول بصیرت کے کھلتی ہے اور اُسکے بعد بھی اُسکو دیکھا کرتا ہے اس میں کذب کا تصور نہیں ہو سکتا دالیلہ الاشارة بقول تعالیٰ ما کذب الفؤاد ما سراہن فیہ لیسر لربہ نجات والون کا ہے غرض ہماری نجات سے فقط سلامت ہے نہ سعادت و فوز یہ لوگ وہ ہونگے جنہوں نے نہ کوئی خدمت کی کہ خلعت پائیں اور نہ کوئی تصور کیا کہ عذاب ملے غالباً یہ حال مجاہدین و صبیان کفار اور معتبورین اہل کفر کا ہوگا جنکو اطراف بلاد میں دعوت نہیں پہنچی انکی زندگی اسی بیوقوفی و عدم معرفت میں گذری وہ نہ معرفت رکھتے تھے اور نہ باحد تھے نہ طاعت کرتے نہ معصیت اُنکے لیے نہ کوئی وسیلہ ہے جو تقریب بخشنے اور نہ جنابت ہے جو انکو دور ڈالے سو وہ نہ اہل رحمت ہیں نہ اہل نار بلکہ ایسی شرکت میں ہونگے جو درمیان ان دونوں منازل کے ہے اور ایسے مقام میں ہونگے جو بین المقامین ہے شرع نے اُسکو لمفظ اعراف تعبیر کیا ہے ع از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است حلول ایک طائفہ خلق کا اعراف میں آیات و اخبار و انوار اعتبار سے یقیناً معلوم ہی رہا حکم علی العین مثلاً یہ کہ صبیان اُنھیں میں سے ہیں سو یہ حکم مظنون ہے کہ مستیقن نہیں ہے اطلاع اس پر تحقیقاً عالم نبوت میں ہے رتبہ اولیاء و علما کی ترقی و ہائیک بعید ہے اہل حادث حق میں صبیان و اطفال کے بھی متعارف آئے ہیں ایک بچہ مر گیا تھا عائشہ نے کہا عصفا من عصافیر الجنة حضرت نے انکار کیا اور فرمایا و ما یدریک اس صورت میں اشکال و اشتباہ اس مقام میں اعلیٰ و اعلیٰ علم ف چوتھا رتبہ فائزین کا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو عارفین مقلد نہیں ہیں گروہ مقربین سابقین کا ہے جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے کیونکہ مقلد کے لیے اگرچہ علی الجملہ کچھ فوز بسبب مقام فی الجنۃ کے ہو لکن وہ اصحاب یمن میں ہے اور یہ مقربین ہیں اور جو کچھ انکو ملیگا وہ حد بیان سے باہر ہے اور جتنا بیان اسکا ہو سکتا ہے وہ وہی ہے جو قرآن میں آیا ہے اللہ کے بیان سے بڑھ کر کیا کوئی بیان کر سکتا ہے اور جس بات کی تعبیر

ان الحسنات یدھبن السیئات ذلک ذکرہی للذکرین دوسری صفت شیطانی
 اس صفت سے حسد کس شئی جیسے کہ مگر جھگڑا برائی بانٹا حکم کرنا پیدا ہوتا ہے اس میں کھوٹا پن
 و نفاق و بدعت کی طرف بلانا اور گمراہی داخل ہے تیسری صفت یہی ہے اس صفت سے
 یہ قاحتیں متفرع ہوتی ہیں شہن عرصہ طبع شہوت شکم و فرج اس کی شاخ ہیں زنا اعلان چوری
 اکل مال تیمم جمع مال حرام چہرہ صفت سہمی ہے اس صفت سے یہ برائیوں نکلتی ہیں غضب کینہ
 مار پیٹ گالی گلوچ قتل کرنا مال ضائع کرنا اس سے بھی کئی گناہ پیدا ہوتے ہیں اصلہ یہ ایش
 میں یہ چاروں صفتیں تبدیع آتی ہیں اولاً صفت یہی غلبہ کرتی ہے پھر بعد اسکے صفت
 سہمی ظاہر ہوتی ہے پھر یہ دونوں جمع ہو کر عقل کو مکر و فریب و حیل میں لگاتے ہیں اور اسی
 صفت شیطانی کا زور ہوتا ہے پھر سب کے آخرین صفت ربوبیت یعنی فخر و تعلی و عورت و
 کبر کی خواہش اور سب لوگوں پر حاوی ہونے کا قصداً بھرتا ہے فہذا امہات اللغو
 و منابعا پھر ان منابع سے جریان ذنوب کا جوارح پر ہوتا ہے بعض گناہ خاص
 دل سے تعلق رکھتے ہیں جیسے کفر و بدعت و نفاق اور لوگوں کی برائی جی میں رکھنا اور
 بعض گناہ آنکھ و کان سے علاوہ رکھتے ہیں اور بعض شکم و شہر گاہ سے اور بعض ہاتھ پاؤں
 سے اور بعض تمام بدن سے و لا حجة الی بیان تفصیل ذلک فافہم و اضحی
 ہمہ قواعد الانسان میں ذنوب سب کو کتاب زواجر سے یکجا جمع کیا ہے سب ۶۶ گناہ
 گنتی میں آئے ہیں اور قواعد البشر میں ذنوب جوارح کو لکھا ہے وہ سب چار سو ایک گناہ
 ہوتے ہیں و قسمت ثانیہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک درمیان بندہ اور خدا کے دوسرے
 وہ جسکا علاقہ حقوق عباد سے ہے سو وہ گناہ جو خاص بندہ سے متعلق ہیں وہ ایسے ہیں جیسے نماز
 و روزہ و واجبات خاصہ و جو حقوق عباد سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے ترک
 زکوٰۃ و قتل نفس و غصب اموال و دشنام دہی و آبروریزی پس جو شخص کسی غیر کا حق
 لیتا ہے تو وہ حق یا اسکا نفس ہے یا طرف یعنی عضو یا مال یا آبرو یا دین یا جاہ ہے

اور اس مضمون کا ادراک ہوتا ہے کہ ان اللہ لا الاخرۃ لہ الحیون کما نوا یعلمون فہذا
القدر کاف فی بیان تدریج الدرجات علی الحسنات واللہ الموفق بلطفہ

فصل

اوصاف و اخلاق انسان کے بہت ہیں مگر وہ اخلاق و اوصاف جن سے صدور گناہ کا ہوتا ہے
منحصر چار صفتوں میں ہیں ایک ربوبیت دوسرے شیطانیت تیسرے ہیبت چوتھے بیعت
وجہ اسکی یہ ہے کہ خمیر انسان کا اور سرشت اسکی اخلاط مختلفہ سے ہوئی ہے ہر خلط انسان میں
اپنا اثر علیہ دکھانا چاہتی ہے مثلاً جب کجبین شکر و سرکہ و زعفران سے بنائی جائیگی تو اس میں
ہر ایک شے کا اثر جدا جدا ہوگا اسی طرح ان چار صفتوں کا اثر جدا جدا ہوتا ہے صفت ربوبیت
مقتضی ایسے امور کی ہوتی ہے جیسے کبر و فخر و غیر محبت و شاد و غرت و تو انگری و محبت بقائے دینی
و علو علی الخلق ہے یہاں تک کہ گویا یہ کہنا چاہتا ہے انا ربکم الاعلیٰ اور اس صفت
ایسے گناہ کبیرہ نکتے ہیں کہ لگوں کو انکی خبر بھی نہیں ہوتی بلکہ انکو گناہوں میں شمار بھی نہیں کرتے
حالانکہ وہ بڑے مہلکات ہیں بلکہ اکثر گناہوں کے جڑ ہوتے ہیں عزالی نے بیان انکا استیفاء
جلد سوم احیاء العلوم میں کیا ہے زواجین کہا ہے لقد قال بعض الائمة کبائر القلوب
اعظم من کبائر الجوارح لانہا کلمات توجب الفسق والظلم و تزيد کبائر القلوب
بانہا تاكل الحسنات و توالی شدائد العقوبات ولما ذکر بعض الائمة
الکبائر الباطنة و اوصلها الی اکثر من ستین قال والذم علی ہذا
الکبائر اعظم من الذم علی الزنا و السرقة و القتل و شرب الخمر لعظم
مفسدتها و سوء اثرها و دوامہ فان ثا دھا تدم و مجبث تصیر الال للشیخ
وہیئة لاسخہ فی قلبہ بخلاف اثار معاصی الجوارح فانہا سرعۃ الزوال بمجرد
الافلاع مع التوبۃ و الاستغفار و الحسنات الملاحیۃ و المصابیہ للکفرۃ

کبیرہ ہے کسی نے کہا چہرہ عید نارائی ہے وہ کبیرہ ہے بعض سلف نے کہا چہرہ دنیا میں
 حد آتی ہے وہ کبیرہ ہے کسی نے کہا گنتی کبار کی بہم ہے مثل شب قدر ساعت رفو مجب
 ابن مسعود سے پوچھا کبار کتنے ہیں کہا اول سورہ نسا سے تیس آیت تک پڑھتا جا یہاں تک
 کہ یہ آیت آجائے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ سو جس چیز سے اللہ نے
 اس سورت میں منع فرمائی ہے یہاں تک وہ کبیرہ ہے ابوطالب کی نے کہا میں نے کبار کو اتحاد
 سے جمع کیا تو سترہ کبیرہ ہوئے قول ابن عباس ابن مسعود ابن عمر وغیرہم سے اجتماع کبار کا یوں
 ہوتا ہے کہ چار کبیرہ دل میں ہیں شرک بائد و اصرار علی معصیۃ اللہ و قنوط من رحمۃ اللہ اور
 امن من مکر اللہ اور چار زبان میں ہیں شہادت زور و قدرت محسن و یقین غموس و تحسین غنیمت
 وہ سو گند ہے جس سے کسی حق کو ناحق یا کسی ناحق کو حق کیا جائے باج سے کسی مسلمان کا
 مال ناحق لے لیا جائے خواہ ایک سو اک ہی ہو گویا یہ قسم اپنے مرکب کو آگ میں غوطہ دیتی ہے
 جادو وہ کلام ہے جو کسی انسان یا جسم کو اس کی اصلی خلقت سے بدل دے اور تین گناہ شکم سے
 متعلق ہیں شراب پینا ریمین ہر شہ کی چیز داخل ہے تیم کا مال ظلم سے کھانا دیدہ و دانستہ
 سود کھانا و شرمگاہ سے متعلق ہیں زنا و غلام دو ہاتھوں سے متعلق ہیں قتل و چوری ایک
 پاؤں سے متعلق ہے یعنی مکر کجنگ سے بھاگتا جیسے ایک شخص دو کے سامنے سے یاد دل
 بیس کے سامنے سے بھاگ جائے اور ایک تمام بدن سے علاقہ رکھتا ہے یعنی نافرمانی والدین
 کی اس طرح کہ اگر وہ کسی حق بات پر قسم کھائے تو فرزند ان کی قسم پوری نہ کرے اور اگر کچھ مانگے تو انکو
 نہ دے اور اگر برا کہیں تو انکو مارے اور اگر سبھو کے ہوں تو کھانا نہ دے یہ قول اگرچہ قریب ہے
 مگر خوب تشفی اس سے بھی نہیں ہوتی ہے اسلئے کہ اس کے کچھ بیسی ہو سکتی ہے مثلاً اس قول کے
 رو سے سود کھانا مال تیم کا کھانا کبیرہ ہے اور اس گناہ کا تعلق مال سے ہے اور جس گناہ کا علاقہ
 نفس سے ہے اس کی مثال میں قتل کو ذکر کیا ہے آنکھ پھوڑنے اور ہاتھ کاٹنے وغیرہ انواع عذاب
 اہل اسلام کو ذر نہیں کیا اس طرح تیم کا مارنا اور اسکو عذاب دینا خواہ اسکا کوئی ہاتھ کاٹ ڈالے

اور دین کا لینا یوں ہوتا ہے کہ ہر کار طرف برکت کے لائے اور گناہوں کی طرف ناک سے
 اور ایسے اسباب کا باعث ہو جس سے وہ اللہ پر جہت کرنے کے جیسے بعض اعظین کا دستور ہے
 کہ جانب رجا کو جانب خوف پر اتنا غلبہ دیتے ہیں کہ آدمی گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے غرض کہ جو گناہ
 متعلق بندوں سے ہیں انہیں سخت دشواری ہے اور جو گناہ درمیان اللہ اور بندہ کے ہیں
 جبکہ وہ شرک نہوں تو انہیں توقع عفو کی زیادہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے دیوانہ
 نامہ اعمال تین ہیں ایک وہ دیوان ہے جو بخشد یا جاتا ہے دوسرے وہ دیوان ہے جو بخشا
 نہیں جاتا ہے تیسرے وہ دیوان ہے جو چھوڑا نہیں جاتا ہے سو وہ دیوان جو بخشد یا جاتا ہے
 گناہ میں بندوں کے درمیان بندہ اور خدا کے اور وہ دیوان جو نہیں بخشا جاتا ہے وہ شرک
 بانہ ہے اور وہ دیوان جو نہیں چھوڑا جاتا ہے مظالم عموماً کے ہیں یعنی انکا مطالبہ ضروری
 ہو گا یہاں تک کہ معاف کیے جائیں اس حدیث کو احمد و حاکم نے عایشہ سے روایت کیا ہے
 ف تیسری تقسیم گناہوں کی یہ ہے کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک صغیرہ دوسرے
 کبیرہ انکی قریفین آگوں کا بڑا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ کوئی صغیرہ وہ ہے کہ کبیرہ
 بلکہ ہر مخالفت خدا کی کبیرہ گناہ ہوتی ہے یہ قول ضیف ہے کیونکہ اللہ نے کہا ہے ان تجتنبوا
 کبار ما تنہون عنہ تکفروا کہ سبائتکم و ندخلکم مدخلکم ثم اوقال
 تعال الذین یجتنبون کبار ما تنہون عنہ و الفوا احش الا اللہ و حضرت نے فرمایا
 سے الصلوات الخمس و الجمعة الى الجمعة یکفرون ما بینہن ان جنت الکبار
 رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ و سلفطیہ ہے کفارہات ما بینہن الا الکبار و عمر بن خطاب
 آیا ہے الکبار لا شرک باللہ و عقوق الوالدین و قتل النفس و الیمین الغنوس اور صحابہ نے
 تعداد کبار میں اختلاف کیا ہے چارے سات تک پھر نو پھر گیارہ تک پھر اس سے بھی زیادہ
 ابن مسعود نے چار کبیرہ بتائے ابن عمر نے سات کہے ابن عمر نے نو کہے ابن عباس نے سات
 شکر کہا سات سے اقرب تر سات سو ہیں کبھی کہا کہ میں چیز سے اللہ نے نہی فرمائی ہے وہ

اسی لئے بہم رکھا ہے کہ لوگ اُسکے لیے محنتیں کریں ان سے اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم اجناس کا مرکز
 بنادیں اور اُسکے جزئیات کو ظن و تخمین سے سمجھا دیں اور جو سپہین بڑا کبیر ہے اُسکی بھی تعریف
 کردیں لکن جو گناہ سب ضعیفین چھوٹا ہے ہم اُسکو نہیں بتا سکتے ہیں غرض کہ سب سے بڑا کبیر وہ ہے
 جو معرفت الہی کا مانع ہوا اور اُس سے اُتر کر وہ ہے جو گو گوئی کی جان میں خلل ڈالے اور اُس سے
 کمتر وہ ہے جس سے باپ معیشت کا چسپہ مار حیات ہے بند ہو جائے تین امر ایسے ہیں کہ کسی
 امت میں درمیان لانکے اختلاف نہیں ہو سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ مراتب کا بار کے تین ہیں
 ف مرتبہ اول وہ ہے جو مانع ہے معرفت خدا و معرفت رسول سے یہ کفر ہے اور اس سے بڑھ کر
 کوئی اور کبیرہ نہیں ہے کیونکہ جو حجاب درمیان خدا و عبد کے ہے وہ جہالت ہے اور جس ذریعہ
 قرب الے اللہ حاصل ہوتا ہے وہ علم و معرفت ہے بقنی معرفت ہوگی اُتنا ہی قرب ہوگا اور قسبی جتنا
 ہوگی اُتنا ہی بعد ہوگا اور قریبی جتنا ہوگا کفر بھی کہتے ہیں من و نہا ہے غرض خدا سے اور نامید ہوتا ہے
 اُسکی حرمت کیونکہ یہ عین جہل ہے جو کوئی اُسکو جانے پہچانے گا اُس سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ اُسکے عذاب سے
 امن میں رہے یا اُسکی حرمت سے ناامید ہو جائے اسی تہ کے قریب سارے اقسام بدعت کے ہیں
 جنکا تعلق ات و صفات و افعال خدا سے ہے انہیں بعض مدعی جن سے سخت ترین اور انکار کا
 مراتب اُتنا ہی ہے جتنا کہ اُس نے جاہل پہنچے میں فرق ہے اور جتنا کہ تعلق انکادات و شائع و اوار
 و نواہی الہی سے ہے سوہر چند مراتب اُسکے بے گنتی ہیں لکن باعتبار کتاب اس کے تین قسم ہے ایک
 جنکا داخل ہونا زیر ذکر کبار قرآن معلوم ہے دوسرے وہ جنکا داخل ہونا نیچے اُن کبار کو معلوم
 نہیں ہے وہ جنکے دخول و عدم دخول میں شک ہے سو طلب کے نادفع شک اس قسم متوسطین طمع فی
 غیر مطمع ہے ف دوسرے مرتبہ کبار کا وہ ہے جسکا تعلق نفوس سے ہے کیونکہ بقار و حفظ نفوس سے دوم
 حیات و حصول معرفت باہد ہوتی ہے تو لا محالہ قتل نفس کبیرہ تہیہ ہوگا گو بہ نسبت کفر کے کم ہو کیونکہ
 کفر عین مقصود کو فوت کرتا ہے اور یہ فقط مقفوت و سلب مقصود کا ہوتا ہے اس لیے زندگی دنیا کی
 مراد نہیں ہوتی ہے مگر واسطے آخرت کے اور توصل طرف آخرت کے اُسی اللہ کی معرفت ہوتا ہے

یا کوئی اور عضو بیشک بڑا گناہ ہے نسبت اُسکے مال کھانے کے حدیث میں ایک گالی کے عوض دو گالی دینے کو بھی گناہ کبیرہ کہا ہے اسہ طرح دسبت درازی کرنے کو کسی مسلمان کی آبرو میں حالانکہ یہ بات تمت زنا سے علیحدہ ہے اور شرر گناہ میں صحاح بالید اور مساحت اور ملت ابنہ داخل ہے ابوسعید خدری کہتے ہیں تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو تمھاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہیں گرم لوگ انکو عہد حضرت میں گناہ کبیرہ سمجھتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ جو گناہ آدمی مکرر کرتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے یہ تو اقول ہر اوج رلفظ کبیرہ لفظاً مبہم ہے لغت میں خواہ شرع میں اسکے لیے کوئی معنی خاص نہیں ہو سکتا کہ صغیرہ و کبیرہ امور اضافی ہیں ہر گناہ نسبت بعض کے کبیرہ ہو سکتا ہے اور یہ نسبت بعض کے صغیرہ مثلاً اجنبی عورت کے ساتھ لیٹنا بہ نسبت زنا کے صغیرہ ہے اور بہ نسبت لنگھ سے دیکھنے کے کبیرہ ہے کلام مجید کی منصوصات میں بھی تفاوت درجات موجود ہے تعریف کبیرہ میں جو اقوال صحابہ کے آئے ہیں وہ بھی کچھ ایسے ہی ہیں جیسے اقوال علما کے بیان ہوا ایسے معلوم کرنا معنی کبیرہ کے ضرور ہے سوا مر محقق اس باب میں یہ ہے کہ باعتبار شریعت کے گناہ تین قسم پر ہیں اول وہ جنکا بڑا ہونا معلوم ہے دوسرے وہ جنکا شمار صغیرہ میں ہے تیسرے وہ جنہیں کوئی حکم شریعی معلوم نہیں ہے سوائے مبہم گناہ کے دریافت کرنے کو کسی تعریف جامع مانع ٹھننے کی توقع کرنا گویا ایک امر نامکن کی طبع کرنا ہے یہ بات توجب ہی ممکن تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باب میں کچھ فرماتے اور کہتے کہ کبار تر اتے ہیں دس یا پانچ پھر انکے نام بتاتے لکن ایسا اتفاق نہیں ہوا بلکہ بعض روایات میں تین اور بعض میں سات فرمائے ہیں پر عرض ایک گالی کے دو گالیان دینا کبیرہ فرمایا ہے حالانکہ یہ نہ ان تین میں داخل ہے اور نہ ان سات میں اس سے ثابت ہوا کہ شارع کو حصر کرنا کبار کا مقصود نہ تھا پس جبکہ شارع نے خود تعداد اُسکی مقرر نہ کی تو اب دوسرا کس طرح طمع اُسکی کر سکتا ہے اور شاید شارع نے گنتی کبار کی اسی لیے مقرر نہیں فرمائی ہے کہ لوگ کبار سے ڈرتے رہیں اور اُسکے خوف سے صغیرہ پر بھی سادرت نہ کریں جسے لیلۃ القدر

اطلاع کے تدارک نہیں ہو سکتا ہے دو شرے یہ کہ کسی یتیم کا مال کھا جائے
تو یہ بھی حقیقہ میں داخل ہے اسکا بھی کبیرہ ہونا مناسب ہے اس لیے کہ اس مال کا حقدار
سوائے اس یتیم کے اور کوئی نہیں ہے اور وہ بسبب خرد سالی کے ناشی نہیں کئے
اور نہ اسکو کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا بخلاف غضب و خیانت کے کہ غضب تو کھلم کھلا ہوتا ہے
اور خیانت میں مالک امانت مدعی ہو کر اپنا حق لے سکتا ہے اس لیے انکو کبیرہ نہیں
کہہ سکتے تیسری صورت یہ ہے کہ جھوٹی گواہی سے کسی کا مال باوجود اسے چوتھی صورت یہ ہے
کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال و ولایت وغیرہ کا ہضم کر بیٹھے یہ چاروں صورتیں ایسی ہیں
کہ انہیں تدارک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ انکی تحریم میں اختلاف شرع کا ممکن ہے پھر بعض
انہیں بہ نسبت بعض کے بڑھ کر ہیں مگر سب سے تہ دوم سے جبکا تعلق نفوس سے تھا کم درجہ
ہیں اور اگرچہ انہیں بعض بہ شرع لے کوئی حذر واجب نہیں کی ہے لیکن اسوجہ سے
کہ وعیدات کثرت آئی ہیں اور انتظام دنیاوی میں ان چاروں کو بہت بڑا اثر ہے
اس لیے اسکا کبیرہ گنا عظیم ہے بلکہ اناسود کا سو اس میں فقط یہی بات ہے کہ دوسرے کا
مال اسکی رضامندی سے کھایا جاتا ہے مگر جو شرع کہ شرع نے مقرر کر دی ہے اس میں خلل
آتا ہے ایسے امر میں اگر اختلاف شرع کا ہو تو کوئی حیل عجب نہیں ہے اور جبکہ غضب
کسی کے مال کا چھین لینا کبیرہ نہیں ہے حالانکہ وہ کھانا ہے مال غیر کا بغیر اسکی رضا کے
اور شرع کی رضا بھی اس میں نہیں ہے تو پھر کھانا سود کا جسمین الک کی رضا موجود ہے
اور فقط رضا شرع مفقود کیسے کبیرہ ہوگا کوئی یہ کہے کہ دربارہ سود بڑا زجر آیا ہے
اسوجہ سے کبیرہ تھیرا تو غضب وغیرہ مظالم کے باب اور خیانت کے باب میں بھی
ایسا ہی زجر آچکا ہے اسکا بھی کبیرہ ہونا چاہیے اور یہ کہنا کہ خیانت و غضب کی ایک
اومٹی بھی کبیرہ ہے اس میں تا مل ہے ظن غالب کا میل اسی طرف ہے کہ کبائر میں نہ کبیرہ
یوں چاہیے کہ کبیرہ خاص اسکو کہیں جسمین اختلاف شرع کا انوکھے ناکہ امور ضروریہ

سو قتل کرنے میں اُسکے اضااعت ہے اور قریب بقتل کاٹ ڈالنا ہاتھ پاؤں کا ہے اور ہر وہ کام کرنا ہے جو مفضی الی الہلاک ہو یہاں تک کہ مار پیٹ کرنا پھر بعض افعال میں بعض سے بڑے ہیں اسی رتبہ میں تحریم زنا و لواط بھی داخل ہے اسوجہ سے کہ اگر فرضاً سارے آدمی قضاء شہوت مردوں ہی سے کرنے لگیں تو نسل انسانی منقطع ہو جائے اور دفع موجود فریضہ قطع وجود سے یعنی جس طرح کہ نابود کرنا وجود انسان کا گناہ کبیرہ ہے ویسے ہی قطع کرنا اُنکی نسل کا بھی کبیرہ ہی رہا زنا سوا اُس سے اگرچہ اصل جو ذنیست و نابود نہیں ہوتا ہے مگر ذنب پریشان کر دیتا ہے اور وراثت و عناصر اور بہت سے ایسے امور کو کہ انتظام زیت کا بے اُنکے نہیں ہو سکتا ہے باطل کر ڈالتا ہے بلکہ تمام انتظام کا ہمراہ اباحت زنا کے ہو ہی نہیں سکتا ہے امور بہائم تو منظم ہوتے ہی نہیں ہیں جن تک کہ ایک زنا میں ساتھ ایک مادہ کے مختص نہ ہو پھر امور بشر کا کیا ذکر ہے اُس سے ثابت ہوا کہ جن شریعت اصلاح مقصود ہوتی ہے اُن میں کسب طبع زنا مباح نہیں ہو سکتا ہے وگرنہ ازنا رتبہ میں قتل سے کمتر ہے کیونکہ وہ نہ نفوت دوام و جود ہے اور نہ مانع اصل وجود ہاں تمیز نسب کو بر باد کرتا ہے اور ایسے اسباب کا محرک ہوتا ہے جو نوبت کشت و خون کی لائیں ہاں زنا افلام سے اشد ہے ایسے کہ داعیہ شہوت زنا میں دونوں طرف سے ہوتا ہے وگرنہ ازنا کثیر الوقوع ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے اُس کے اثر کا عظیم ہوا کرتا ہے ف تیسرا امر اموال کا ہے کیونکہ یہ اموال معاش خلق ہیں ایسے یہ بات جائز نہیں ہو سکتی کہ لوگ ایک دوسرے کا مال جس طرح چاہیں چور کر یا چھین کر خواہ کسی اور طرح پر لے بیٹھیں بلکہ لائق یہ ہے کہ مال کی حفاظت کی جائے تاکہ جانین باقی رہیں کیونکہ بقا نفوس کا اسی مال کے سبب ہے گرتی بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مال لے لیتا ہے تو اس کا واپس کرنا محکم ہے اور اگر کیا جاتا ہے تو اُس سے تاوان لے سکتے ہیں اس خیال سے مال کے لینے میں کچھ عظمت نہیں پائی جاتی ہاں اگر اس ڈھب سے لیلے کہ تدارک مشکل پڑے تو اُس دم البتہ کبیرہ ہو سکتا ہے اور اس طرح لینے کی چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ چھپا کر لے اسکو چوری کہتے ہیں اس میں بہیب عدم

دُشمن یا یہ خیال کرتا ہے کہ اس گواہی پر کوئی دوسرا شخص بھی میرا ساتھ دیکھا تو ایسے شخص کو
 حق میں کبیرہ قرار دینا اسکا زیادتی تھا جاو کا یہ حال ہے کہ اگر اس میں کفر کی باتیں نہ ہوں تو
 گناہ کبیرہ ہے ورنہ اسکی بڑائی اتنی ہی ہوگی جتنا ضرر اس سے پیدا ہوگا جان جانے یا
 بیماری وغیرہ کا رہا قرار زحف سے اور نافرمانی والدین کی سو قیاس کی راہ سے اسکا محل و
 میں رہنا چاہیے اور جو کہ سوائے زنا کے لوگوں کو اور کسی قسم کی گالی دینا مارنا ظلم کرنا سینے
 مان جھین لینا گھروں سے نکال دینا وطن و شہر چھوڑ دینا داخل کبیرہ نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے
 زیادہ گنتی کبار زنوب کی سترہ منقول ہے اور یہ امور ان سترہ میں مذکور نہیں ہیں تو پھر بھاگنے
 اور حقوق والدین کو بھی اگر کبیرہ کہنے میں توقف کیا جائے تو کچھ دور نہیں ہے لکن حدیث میں
 نام انکا کبیرہ آیا ہے اسلئے انکو کبار میں شمار کرنا چاہیے میں کہتا ہوں اوپر گذر چکا کہ کبار
 ظاہرہ چار سو ایک کبیرہ ہیں تو اب جمود سترہ کبیرہ پر پانی نہ رہا یہ سب معاصی مذکورہ داخل
 کبار میں ہیں بالکل متفق غزالی رحم کی اس جگہ یوں ہے کہ وہ فرماتے ہیں ماضی یہ ٹھیکر کہ مراد ہمار
 کبیرہ سے یہ ہے کہ جس گناہ کا کفارہ نماز پنجگانہ ہو سکے اسکی تین تیس میں ہر ایک وہ کہ یقیناً ہم جانتے ہیں
 کہ صلوات خمس تدارک اسکا نہیں کر سکتے ہیں دوسرے وہ کہ نماز پنجگانہ کو انکا کفر ہونا چاہیے
 تیسرے وہ جس میں توقف کیا جاتا ہے پھر یہ متوقف فیہ بھی دو قسم ہیں ایک تو ایسے جن جھکے
 کبیرہ ہونے یا نہ ہونے کا ظن غالب ہے دوسرے وہ جن میں شک ہے اور یہ ایسا شک ہے کہ بدون
 نص کتاب و سنت کے دور نہیں ہو سکتا ہے اور اسوجہ سے کہ اب توقع آنے نفس جدید کی باقی
 نہیں ہے طلب کرنا دفع شک کا محال ہے ف کریمہ ان تجتنبوا کبائر ما
 تنہون عنہن کفر عنکم سیئاتکم سے معلوم ہوتا ہے کہ بچنا
 کبیرہ سے کفارہ ہوتا ہے صغیرہ کا سوہ بات علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ اُس صورت میں ہے
 کہ باوجود قدرت و ارادہ کے اجتناب کرے مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت پر قادر ہے اور
 اُس سے وقار بھی کر سکتا ہے مگر اپنے نفس کو روک کر فقط دیکھنے اور ہاتھ لگانے پر

دین میں سے ہو آپ ان کبار میں سے جنکو ابو طالب کی نے گناہے دشنام دی بادہ خواری
 جادوگری و گریز صفحہ سے اور عقوق والدین باقی رہے سوائے ان سے مئی نوشی لائق
 کبیرہ ہونے کے ہے تشریبات شرع اسی پر دلیل ہیں بلکہ نظر بھی اسیلے کہ بسطرح حفظ
 نفس کا درکار ہے اسبطرح حفظ عقل کا بھی درکار ہے لاخیر فی النفس دون العقل
 اسیلے ازالہ عقل کا کبیرہ ٹھیکہ لکن یہ حکم ایک قطرہ خمیر میں جاری نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ
 اس سے زوال عقل کا نہیں ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر ایک شخص پانی پیے اور اس میں
 ایک بونہ شراب کی ہو تو یہ کبیرہ نہوگا اگرچہ ایک قطرہ خمیر محل شک ہے لکن اسوجہ سے کہ شرع
 اُسپر حد واجب کی ہے اُسکا کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ کیا تبہ کہ سارے اسرار
 شرع پر واقف ہو سکے پس اگر اسکے کبیرہ ہونے پر اجماع ثابت ہو تو اتباع اجماع کا جواب
 ہوگا ورنہ مجال توقف باقی ہے قذف کا یہ حال ہے کہ اس میں فقط آبروریزی ہوتی ہے
 سورتبہ آبرو کا نسبت مال کے کم ہے پھر اسکے بہت سے مراتب ہیں سب میں بڑا مرتبہ یہ
 کہ سمت زنا کی لگاے شرع نے اسکو ایک اعظم جاننا ہے یہاں تک کہ اُسپر حد واجب کی ہے
 ہمارا گمان غالب یہ ہے کہ صحابہ ہر اس امر کو جس میں ایجاب حد ہے کبیرہ گنتے تھے اس اعتبار سے
 قذف بھی گناہ کبیرہ ہو سکتا ہے یعنی ایسا گناہ ہے جسکا کفارہ نماز پنجگانہ نہیں کر سکتی ہے اب مراد
 ہماری کبیرہ سے وہی گناہ ہے جسکا کفارہ نماز پنجگانہ نہ کر سکے لکن اس نظر سے کہ اختلاف
 شراعی کا اس میں روا ہے نہ اقیانوس دلیل ہے اسکے کبر و عظمت پر نہیں ہو سکتا ہے بلکہ ممکن ہے
 کہ شریعت کا حکم یوں ہو تاکہ جب ایک مرد عادل کسی ایک مرد کو زنا کرتے دیکھ لے تو اُسپر گواہی
 دینا جائز ہو تا اور زانی کو فقط اُسی کی شہادت پر حد زنا دی جاتی اور اگر اسکی گواہی پذیرا
 نہوتی تو نظر مصلح دنیا بھی حد ضروری دیکھتی کو علی ایحکم وہ حد مجملہ مصلح ظاہرہ واقعہ
 فی رتبہ الحاکم جاسکے ہوتی تو ایسی صورت میں اُس شخص کے حق میں جسکو حکم شرع معلوم ہوتا
 قذف بھی مجملہ کبار کے ٹھیکہ تا اگر جو شخص فقط یہی گمان کرتا ہے کہ مجھ کو صرف گواہی دینا

مراد جاسکے کبیرہ

اغنیاء ایسے ہیں کہ باوجود قدرت و آسودگی کے کچھ محبت مال دنیا کی اُنکے دلیمن نہیں ہے اگر
 دنیا اُنکے پاس سے فرضاً چلی جائے تب بھی اُنکو کچھ ریخ اُسکی جبرائی کا نہوا اور باوجود
 ثروت و مال کے وہ کبار سے محبت رہتے ہیں بلکہ سرے سے اُنکا دل ہی نہیں چاہتا ہے کہ وہ
 زنا کرین یا شرب بین یا کوئی اور کبیرہ بجالائیں بلکہ اگر بوجہ ابتلا سے دنیا کسی مجلس خلاف شرع
 یا کسی مجلس منکر میں پھنچ جاتے ہیں تو اُنکو سخت مکروہ رکھتے ہیں تو اس صورت میں وہ فقیر حکم
 اغنیاء عاصمین میں ہو سکتا ہے اور غنی حکم فقرا مطیعین میں غرض کہ حال کبار کائناتی طرح ہے
 ایک وہ کبار ہیں جن پر دنیا میں حدود و تعزیرات شرع کے وار د ہیں اُنسے پاک ہونے کی یہی صورت ہے
 کہ اقامت حدود و تعزیرات یہ تو بے اعلیٰ درجہ ہے کفارہ کا پھر اگر وہ کبار مستور ہے اور یہاں تک
 بوجہ ستر کچھ حدود و تعزیرات جاری نہ ہوئی تو اللہ سے امید ہے کہ بصورت توبہ انصوح وہاں بھی وہ
 مستور رہیں اور معاف ہو جائیں بشرطیکہ دلیمن نہ امت اور آئندہ کے لیے عزم عدم عود اور
 فی الحال اُنسے اقلاع حاصل ہو اسے اور اگر مستور نہیں ہے لکن محبت عدم اجراء حدود شرعی
 و دیگر قوانع ملکہ داری یا بوجہ حکومت غیر اسلام وغیرہ اسباب اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق نہیں
 ہوا ہے تو وہ بدستور ذمہ مرکب پر باقی رہینگے تو بظاہر ہی تکفیر اُن کبار کی نہیں کر سکیگی بلکہ انہر ترتب
 تعذیب کا ہوگا مثلاً ایک شخص متاہل حکم کھلا عیاشی کرتا ہے تو شرعاً وہ لائق رحم کے ہو گیا ہے لکن
 اُسکا جرم ایسے نہیں ہوتا ہے کہ قانون ملک میں یہ سزا اُسکے لیے نہیں لکھی ہے تو وہ نری توبہ سے ماط
 الحد ہوگا اسلئے اُسکو ملتا رہے زنا کا ضرور ہے یہ اور بات کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت عام سے
 انباحق معاف کر دے اور صاحب حق کو عوض مظلمہ کا دے کر اُس سے بھی معاف کرادے
 یا اُسکی توبہ کو اثر منفعت کا بخشے اللہم انزل علی الجنۃ بلا عمل عملتہ واعوذک
 من النار بلا ذنب ترکتہ دوسرے وہ گناہ کبار ہیں جن پر یہاں کوئی حدود و تعزیرات شرعی
 مقرر نہیں ہے جیسے کذب و رشوت و اکلیل حرام وغیرہ اُنسے تو تہمید کرنا واسطے سقوط سزا کے
 انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہو سکتا ہے شرط توبہ کے بجالاے اور تدارک ایسے معاصی کا بفعل

قانع ہوا ہے تو جو تائیدی اُسکے دلیمن اس نظر و لمس کرنے سے ہوگی ایسی نسبت نفس کو نہ آئے
 ساتھ مجاہدہ کے بچانے میں نور زیادہ ہوگا اور یہی معنی کفارہ کے ہیں یعنی عوض ہونے کے
 لکن اگر وہ شخص نامرد ہے یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے عاجز ہے یا کسی دُڑ سے باز رہا ہے
 تو اس حال میں وہ بچانا نفس کا زنا سے کفارہ نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح جو شخص خواہشمند شراب
 نہیں ہے یہاں تک کہ اگر اُسکو شراب مباح بھی ہو جائے تو بھی وہ نہ پیے تو ایسے شخص کا شراب
 پینے سے محتر زہر بنا اُن چھوٹے گناہوں کا کفارہ نہ ہوگا جو ابتداء میں نوشی میں ہوتے ہیں جیسے مزامیر
 وغیرہ کا سُناہاں شخص کہ شراب پینے کی خواہش کھتا ہے اور مزامیر بھی سنا چاہتا ہے مگر مزامیر
 تو باز نہیں آتا لکن نفس پر زور دیکر شراب نہیں پیتا ہے تو البتہ ترک کرنا می نوشی کا غالب ہے کہ
 اُسکے دل سے اُس ظلمت کو دور کر دے جو راگ سننے سے دل پر آئی ہے اور یہ سب احکام
 آخر کے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ انہیں سے بعض محال تنک میں باقی رہیں اور قسم مشابہات میں داخل
 ہوں کہ جب تک تفصیل بدون نص کے معلوم نہ ہو اور نص میں گنتی اور تعریف جامع گناہ کبیرہ کی کہ نہیں
 آئی ہے بلکہ الفاظ مختلفہ آئے ہیں احوال صغیرہ گناہ مواظبت و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے
 اور امر مباح اصرار سے صغیرہ نجاتا ہے انتہی کلام الغزالی مختصاً لکن قول محقق یہ ہے کہ اصرار کرتا
 صغیرہ پر صغیرہ ہے اور کبیرہ پر کبیرہ ہے اور مباح پر مباح ہے کیونکہ اللہ کی رحمت اُسکے
 غضب پر سابق ہے اور اس امر میں بھی تامل ہے کہ باوجود اجتناب کبار کے کفارہ صغائر کا نہ ہوگو یہ
 اجتناب سبب عجز کے ہو کیونکہ اگر باوجود عجز کے دل گناہ کو چاہتا ہے یہاں تک کہ اگر
 قدرت مجاہدے تو ہرگز باز نہ رہے لکن محض خوفِ خدا سے وہ ارادہ اجتناب کا رکھتا ہے
 تو کوئی وجہ اسکی نہیں ہے کہ اُسکے صغائر ذنوب صلواتِ خمس و حسنات مفتعلہ سے بکفر نہ ہوں
 اعتبار اعمال کا نیت پر ہے نہ صورت پر بہت سے فقیر ایسے ہیں کہ وہ حجتِ محبت غنا کی اپنے دلیمن
 ہیں اگرچہ ظاہر میں زمانہ انکی مساعت نہ نہیں کرتا ہے وہ اگر مالدار ہو جائیں تو جن گناہوں سے
 یہ سبب غرور و عجز ظاہر ہن کے اب تک علمدہ ہیں یقیناً انہیں مبتلا ہو کر سب کچھ کرنے لگیں اور بہت سے

کفر ہے جس طرح کہ اُسے ناسید ہو جانا بھی کفر ہے ایمان ہمیشہ درمیان خوف ورجا کے ہو کر رہتا
نری رجا شیوہ مرجیہ کا ہے اور بزرگ خوف شیوہ خارجیہ کا اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ سنا
کو خائف مری ہونا چاہیے وباللہ التوفیق

فصل

تجلیات

گناہ صغیر چند اسباب کبیرہ ہو جاتا ہے انہیں سے ایک ضرر و موبطت ہے اور اسی بنیاد
یہ بات کسی گئی ہے کہ کاصغیرۃ مع اصوار ولا کبیرۃ مع استغفار حاصل ہے کہ اگر آدمی
ایک کبیرہ کر کے باز رہے اور پھر دوسرے کبیرہ نہ کرے تو اگر یہ امر ممکن ہے تو توقع عفو کی اُس وقت
میں زیادہ تر ہے نسبت گناہ صغیر کے جس پر دعوت کی جاتی ہے اسی مثال کے لئے کہ اگر تھمر پانی کا ایک
قطرہ پیالے کے کنارہ پر گرا تو اس میں نشان پڑ جائیگا اور اگر سارا پانی اُتنا جتنا کہ قطرہ اس میں گرا
ایکبار کی تھمر پر ڈال دیا جائیگا تو کچھ نشان اُسکا نہ ہوگا اسی تاثیر کی وجہ سے حضرت نے فرمایا
خیر الاعمال دو محاوران قل راہ الشیطان عن عایشہ لکن بلفظ احب الاعمال
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم اثم اگرچہ قلیل ہو نافع ہوتا ہے اور بہت ساعمل جو ایک ہی بار
کیا جائے اُس سے دلی روشنی و طہارت میں نفع قلیل ہوتا ہے اسی طرح گناہ صغیرہ اگر آدمی
ہمیشگی کرے تو اسکا اثر دل سے بیحد و تار یک کرنے میں زیادہ ہوگا فقط اتنی بات ہے کہ
آدمی کا گناہ کبیرہ پر ایک بار کی مرتکب ہو جانا بدو ن اسکے کہ قبل و بعد اُسکے کوئی گناہ صغیرہ
نہ کرے کہ پوچھا جاتا ہے مثلاً زانی جب نہ کرتا ہے تو یہ کم ہوتا ہے کہ پہلے سے ارادہ زنا کا اور
مقدمات زنا کے نہ کرے اسی طرح قاتل یکا یک قتل نہیں کرتا جیسا جنگ کے پہلے سے دشمنی
و عدوت نہ ہو اسی طرح ہر ایک کبیرہ کے ارتکاب میں ضمنا بدیت و نہایت میں گناہ صغیرہ بھی
پائے جاتے ہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا کبیرہ نہ ہو کہ اُسکے کرنے میں صغیرہ نہ کرنا پڑے یکا یک کبیرہ ہی ہو جاتا
اور دوبارہ اُسکے کرنے کی نوبت نہ آئی تو غالباً اُسکے معاف ہونے کی توقع زیادہ ہے

حسنات کرے تیسرے وہ کبار مین جبر مرکب کو علم اُنکے کبیرہ ہونے کا سرے سے حاصل ہی
 نہیں ہوا ہے اگر علم ہوتا تو ہرگز وہ دیدہ و دانستہ انیسراقدام و جرات نہ کرنا تو ایسے کبار کے لیے
 بھی ایسے عفو کی ہے جس طرح کہ عمل با حکم المنسوخ پر بصورت جہل کچھ مواخذہ نہیں ہوتا ہوا ایسی کل
 مین جہل عذر خواہ عاصی ہو سکتا ہے اور اللہ کا رحم و کرم سب سے زیادہ وسیع فصیح ہے ہاں کہ
 کفر مین بانواعا عذر جہل کا بکار آمد نہوگا اور کوئی نوع شرک باللہ کی بغیر توبہ کے بخشی نہ چکی
 رہے صغائر ذنوب سودہ بموجب وعدہ الکی و بشارت رسالت پناہی کی انشاء اللہ تعالیٰ
 مرحوم العفمین و صنود نماز و جمعہ و رمضان و رمضان دیگر وغیرہ حسنات ہمیشہ اُنکی کفیر
 کرتے رہتے ہین اس مین کی طرح کا شک شبہ نہیں ہے معتد لک مالک کو اختیار ہے جس صغیر
 چاہے مواخذہ کرے اگرچہ ذرہ برابر ہو اور جس کبیرہ کو چاہے توبہ سے یابے توبہ بخشدے کوئی اسکے لیے
 مکرہ نہیں ہے ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سو قتل کیے تھے اُسکو توبہ کرنے پر بخش دیا حالانکہ ایک قتل اکبر کا تھا
 چہ جائے اس اصرار کے کہ اُس نے بدیع سو قتل کیے تھے ایک عورت کو بتی کے جو کھا بانہر رکھنے پر فوج
 مین مجید یا ایک مرد یا عورت فاحشہ کو ایک پیاسے کتے کے پانی لانے پر بخشہ پاساری حکایات احوال و تخریج مین
 آئی ہین کتنے نوازی کتنے گیری دونوں اُسکے کام مین و اُسکی حکمت سی کو معلوم ہے ہماری طاقت نہیں ہے
 کہ ہم مصالح اہل حکم کے معلوم کر سکیں اُنکے لیے کوئی قاعدہ کا یہ ٹھہرا سکیں پھر شدت و خفت معصیت کے درجات
 ہین اور مراتب اُنکے نسبت فاعلین کے متفاوت ہونے ہین جو نہ اجزا عالم بے عمل کے لیے ہوگی
 وہ واسطے جاہل عاصی کے ہوگی اور جو عقوبت زاہد ریاکار کو ملے گی وہ فاعل مباح بے ریا کے لیے
 ہوگی جو گناہ بطور تردد و جرات کے عذر کیا جاتا ہے اُسکا عقاب نہایت شدید ہوتا ہے اور جو
 گناہ جہل و سودنیان سے ہو جاتا ہے اُسکی سزا بہ نسبت پہلے گناہ کے کم درجہ ہوتی ہے ایسیلئے اہل
 علم نے وہ اسباب بھی لکھے ہین جن سے صغائر کبار بخاتے ہین تاکہ انسان مرکب صغیرہ اس
 گنہگار مین نہ رہے کہ مین مرکب کبیرہ کا نہیں ہون جب اُسکا صغیرہ کسی سبب سے کبیرہ ہو گیا تو اب
 وہ کس طرح اگہوار کتاب کبار سے جدا سمجھ کر یقین اپنی مغفرت کا کر سکتا ہے اللہ سے امن و یقین

علیٰ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الموبقات یعنی تم ایسے کام نہ کرو
 جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ تہہ باریک بن یعنی بے حقیقت محض ہیں ہم اُن کا کوئی
 زمانہ حضرت میں مہلکات سے سمجھتے تھے وجہ اسکی یہ ہے کہ معرفت صحابہ کے ساتھ جلال
 اسکی کی تمام تر تھی اُنکے نزدیک صفائے نسبت جلال خدا کے کبار تھے اور اسی وجہ سے
 جو بات جاہل سے بڑی نہیں معلوم ہوتی ہے وہ عالم سے بڑی معلوم ہوتی ہے اور جن
 امور میں عامی سے تجاوز کیا جاتا ہے وہ تجاوز اُن جیسے امور میں عارف سے نہیں کیا جاتا
 کیونکہ گناہ اور خلاف اتنا ہی بڑا ہوتا ہے جتنی کہ فاعل کی معرفت زیادہ ہوتی ہے تیسرا سبب
 صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہ ہے کہ گناہ کے خوش ہو اور فخر کرے اور جانے کہ مجھ سے جویہ
 کام ہوا تو خدا کی نعمت کے سبب سے ہوا ہے اور اس بات سے غافل ہو کہ چننا موجب بڑی کی ہے
 سو جتنا مزا صغیرہ کا آدمی کو معلوم ہوگا اتنا ہی وہ صغیرہ بڑا ہوگا اور دل کے تاریک کرنے میں
 اسکی تاثیر قوی ہوگی یہاں تک کہ بعض گناہگار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے گناہ و قصور و خطا کی اُ
 چاہتے ہیں اور اُنکے ارتکاب کا فخر بیان کرتے ہیں وینچی گھجارتے ہیں مثلاً مناظرہ کرنا
 کہتا ہے کہ کیوں جی تنہ دیکھا کہ میں نے فلاں شخص کو کیسا رسوا کیا اور کیسے اُسکے عیب
 بیان کیے کہ وہ پشیمان ہو گیا اور کیسا اُسکو بنایا اور خفیف کیا اور تاجر کہتا ہے
 کہ دیکھو ہمارے کھوٹی چیز کس طرح نکال دی اور خریدار کو فریب دیدیا اور اُسکے مال
 میں کیسا اُسکو دم دیا اور اُٹو بنایا سو اس قسم کی باتیں ایسی ہیں کہ ان سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے
 کیونکہ گناہ مہلکات ہیں جب آدمی ان میں پھنسا جائے اور شیطان کی بن چڑھے کہ اس حسبِ مضمین
 خود کام لے تو یہ جگہ نہایت افسوس و مصیبت کی ہے کہ دشمن اپنے اوپر غالب ہو اور اُسکو
 خدا سے بُعد حاصل ہو اور دیکھو اگر کوئی بیمار کسی برتن میں دوا پیتا ہے اور وہ برتن اتفاقاً
 ٹوٹ جائے اور اُسکے ٹوٹنے سے بیمار اسوجہ سے خوش ہو کہ اب رنج دوا پینے کا جاتا رہا تو اس
 بیمار کے اچھے ہونے کی کیا توقع باقی رہیگی جو تھا سبب جس سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے یہ

بلیک

بلیک

بہ نسبت اُس صغیرہ کے جس پر انسان عمر بھر مواظبت رکھے دوسرا سبب صغیرت کے کبیرہ ہو جانے کا
 یہ ہے کہ گناہ کو چھوٹا جانے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ آدمی جتنا اپنے گناہ کو زیادہ سمجھیکا اُتنا ہی
 وہ گناہ نزدیک اللہ کے چھوٹا ہوگا اور جتنا کہ یہ گناہ کو صغیر حقیر جانیکا اُتنا ہی وہ نزدیک
 خدا کے بڑا اور کبیرہ ہوگا کیونکہ گناہ بڑا سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ دلمین کراہت و نفرت اُس گناہ کی
 موجود ہے ایسے ہی تاثر بھی دلمین خوب نہیں ہوتی اور گناہ کے چھوٹا جانے سے یہ
 معلوم ہوتا ہے کہ دلو اُسکے ساتھ الفت ہے اسی وجہ سے دلمین اُسکا اثر بہت ہوتا ہے
 اور طاعات سے مطلوب بھی ہے کہ دلمین روشنی ہو اور خطاؤں سے یہی ڈر ہے کہ دل پر سیاہی
 نہ آئے یہی وجہ ہے کہ جب آدمی سے کوئی بات غفلت میں ہو جاتی ہے تو اُس پر مواخذہ نہیں ہوتا
 کیونکہ غفلت میں دل پر اثر نہیں ہوتا ہے اور حدیث حارث بن سعید میں فرمایا ہے کہ مومن اپنے
 گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اُسکے اوپر آگیا اب سر پر کر گیا اور منافق اپنی خطا کو
 ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر کھچی اُسکو اوڑا دیا بعض اکابر نے کہا ہے جس گناہ کی مغفرت
 نہیں ہوتی ہے یہ وہ گناہ ہے جس کے بعد آدمی یہ کہے کہ یا لئیت کل ذنب عملتہ
 مثل هذا یعنی کیا اچھا ہوتا اگر تمام گناہ جو کہ میں نے کئے ہوں سب ایسے ہی ہوتے
 ع بان اعرش وصل انجان باش کہ دوش اور ایمان دار کے دلمین جو گناہ کی عظمت ہوتی ہے
 اُسکی یہ وجہ ہے کہ وہ اللہ کے جلال کا علم رکھتا ہے جب وہ یہ جانتا ہے کہ میں نے اُس گناہ سے
 کسی نافرمانی کی ہے تو صغیرہ بھی اُسکی نظر میں کبیرہ سمجھتا ہے اللہ نے بعض انبیاء کو وحی کی تھی
 کہ تو ہر یہ کی قلت پر نظر نہ کر یہ دیکھ کہ جسے بھیجا ہے وہ کتنا بڑا ہے اور اپنی خطا کے صغیر ہونے
 کو مت دیکھ یہ دیکھ کہ اس خطا سے تو نے کس کا مقابلہ کیا ہے اسی بنیاد پر بعض عارفین نے کہا ہے
 لا صغیرۃ بل کل مخالفة لله فہی کبیرۃ یعنی صغیرہ گناہ کا سرے سے
 وجود ہی نہیں ہے جس میں خدا کی مخالفت کی ہے وہ کبیرہ ہے اسی طرح بعض صحابہ
 بعض تابعین سے کہا تھا انکم لتعملون اعمالا ہی فی اعینکمھا دق من الشعر کما نعدھا

نہایت

کرے اور پھر اُس گناہ کو اُس پر سہل کر دیکھائے چھٹا سبب صغیر کا کبیرہ ہو جانے کا یہ ہے کہ گناہ کرنے والا عالم مقتدا ہو تو عالم آدمی جب کئی گناہ صغیر کرے اس طرح کہ اُسکی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی کرنے لگیں تو یہ گناہ اُس کے حق میں کبیرہ ہو جاتا ہے مثلاً اگر ریشمی کپڑا پہنے یا نہ تہب و مطلقاً سواری میں نہ اڑے یا مال شبہ کا لیلے یا بادشاہوں کے پاس آمد و شد رکھے اور اُنکے حال کو بُرا نہ جانے بلکہ اُنکی موقوفت کرے یا مسلمانوں کی عزت میں زبان درازی کرے یا مناظرے میں سخت و سست بکے یا کسی کو خفیف کرنے کا ارادہ ہو یا ایسے علوم سیکھے جن سے فقط جاہ دنیا کے حاصل ہوتی ہے جیسے علم مناظرہ یا جہل سوائے قصور شخص عالم کے ایسے ہونے ہیں کہ لوگ اُنکی سند پڑتے ہیں عالم تو مرجاتا ہے مگر اُسکی برائی باقی رہ جاتی ہے اور مدتوں تک جہان میں پھلتی ہے فطرتی ملن اذما ماتت ذوقہ معہ یعنی وہ بہت اچھا شخص ہے جب مرے تو اُسکے گناہ بھی اسی کے ساتھ مرے حدیث میں آیا ہے جو کوئی ایک طریق بڑھکالے تو اُس پر خود اُسکے کرنے کا گناہ ہوگا اور اُن لوگوں کا گناہ بھی ہوگا جو اُس فعل کے مرتکب ہوئے حالانکہ اُنکے وہاں سے بھی کچھ کم نہ کیا جائیگا یعنی مجرم کو جہ گناہ ہوگا اور بانی جرم کو جہ گناہ قال تعالیٰ و نکتب ما قداموا و آتاهم آتار الخیر اعمال کو کہتے ہیں کہ بعد گزر جانے عمل عالم کے عامل کو پہنچتے رہیں ابن عباس نے کہا ہے عالم کی غزالی دوسروں کے اتباع سے ہوتی ہے اُس سے اگر لغزش ہو جاتی ہے تو وہ توبہ کر لیتا مگر لوگ اُس بات کو کیے جاتے ہیں اور جہان میں منتشر کر دیتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ عالم کا قصور مثل اٹٹے کشتی کے ہے کہ وہ خود بھی ڈوبتی ہے اور جو لوگ اُس پر سوار ہوتے ہیں اُنکو بھی ڈوبتی ہے حکایت بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا وہ لوگوں کو بدعت سکھا کر گمراہ کیا کرتا تھا پھر اُسکو توبہ نصیب ہوئی تو ایک مدت تک اصلاح خلق کیا کیا اللہ نے اُسوف کے پیغمبر کو وحی بھیجی کہ اُس سے کہہ دو کہ اگر تو نے فقط میرا ہی قصور کیا ہوتا تو البتہ میں معاف کر دیتا لیکن اسکا کیا علاج ہے کہ تو نے میرے بدو کو گمراہ کیا اور اُنکو میں نے بسبب گمراہ ہو جانے کے دوزخ میں ڈالا اس سے ثابت ہوا کہ علماء کے لیے بڑا خطرہ ہے ایسے

کہ اللہ کی پردہ پوشی اور مہلت دینے اور علم فرماتے کو اسکی عنایت کا باعث سمجھے اور اسوجہ
 ترک گناہ میں کامیابی کرے اور یہ نہ جانے کہ اس مہلت دینے سے اسکو یہ منظور ہے کہ اور زیادہ
 گناہ کرے بلکہ یہ مہلت دلیل خشکی و ناراضی و غصہ کی ہے جسکو اس شخص نے موجب عنایات
 و توجہات کا سمجھا ہے معلوم ہو کہ یہ شخص خدا کے عذاب سے مامون ہے اور مکار من غرور
 باللہ سے جاہل ہے قال تعالیٰ ویقولون فی انفسہم لو لا یعذبنا اللہ بما نقول لاصبر
 جہنم یصلوہا و یبش المصیر یعنی کہتے ہیں اپنے جہنم کیوں نہیں عذاب کرتا بلکہ
 اللہ اسپر جو ہم کہتے ہیں کافی ہے انکو دوزخ پیش کیے آئین سبڑی جگہ پر وہ پانچواں سبب صغیرہ
 کبیرہ ہو جائیگا یہ ہے کہ گناہ کر کے اسکو لوگوں سے کتنا پھرے یا وہ گناہ کسی شخص کے سامنے کرا
 کیونکہ اس میں اول تو خدا کی پردہ پوشی کا دور کرنا ہے دوسرے غیر کو اس گناہ کی غبت دلانا ہے
 تو گویا ایک گناہ کے ضمن میں دو تصور ہوئے اس سبب سے یہ تصور بڑا ہو گیا اور اگر اس دوسرے کو
 رغبت دینے پر اتنی بات اور کی ہے کہ اسکی ایسا مان اس قصور کا بھی جمع کر دیا ہے تو یہ جو چھ
 تصور ہوا اور نہایت خراب کام ہوا حضرت نے فرمایا ہے سب آدمیوں کے قصور معاف
 ہونگے مگر ان لوگوں کی جو گناہ کو ظاہر کرتے ہیں رات کو ایک شخص انہیں کا گناہ کرتا ہے جسکو
 اللہ نے اُسپر پوشیدہ رکھا تھا صحیح اٹھ کر کشف تر خدا کر دیتا ہے اور اپنے عمناء کو بیان کرتا ہے
 رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃ سوائے شخص کے قصور معاف نہو گئے اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ
 کی صفات و نعمتوں میں ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ اچھی بات کو ظاہر کرتا ہے اور عیبوں کو
 چھپاتا ہے اور پردہ فاش نہیں کرتا ہے تو اپنے عیب کو ظاہر کرنا اس نعمت کی ناشکری کرنا
 بعض اکابر نے کہا ہے کہ آدمی کو اول تو گنہگار کرنا نہ چاہیے اور اگر کیا ہے تو دوسرے کو
 ترغیب نہ دے ورنہ دو گناہ کا مرتکب ہوگا اسی خیال سے اللہ نے فرمایا ہے المنافقون المناظرا
 بعضهم من بعض یا مرون بالمنکر ینہون عن المعروف اور بعض سلف نے کہا ہے کہ
 آدمی اپنے بھائی مسلمان کی پردہ دہی اس سے بڑھ کر نہیں کرتا ہے کہ اسکی مدد کسی گناہ میں

وہ شخص جو بہیمہ سے ذوق کرے ۶۔ اور وہ جو عمل قوم لوط کرے یعنی اعلام اس میں
اُب نہ بھی داخل ہے ۷۔ اور وہ جو باس کسی کا ہن کے آئے یعنی خبر غیب کو یا چچہ کو یا اسکی بیوی
کرنے کو ۸۔ اور وہ جو عورت کی دیرین صحبت کرے ۹۔ اور وہ جو عائض کے پاس آئے
یعنی اُس سے جمل کرے حالت حیض میں ۱۰۔ اور وہ عورت جو مردہ پر نوحہ کرے اور
اُن پر جو اس عورت کے ارد گرد بیٹھیں ۱۱۔ اور وہ شخص جو امام نماز بنے ایسی قوم کا
جو اُس سے کراہت کرتے ہیں ۱۲۔ اور وہ عورت جو سورہے اور خاوند اسکا اسپر خفا
یا وہ بستر سے شوہر کے الگ ہو ۱۳۔ اور وہ جس نے کوئی جانور واسطے غیر اللہ کے ذبح
کیا ۱۴۔ اور وہ جو چوری کرتا ہے تھوڑی ہو یا بہت ۱۵۔ اور وہ شخص جو سب
صیابہ رضی اللہ عنہم کرتا ہے ۱۶۔ اور وہ مرد جو زنانہ وضع بنا تا ہے ۱۷۔ اور وہ عورت
جو مردانہ وضع بناتی ہے ۱۸۔ اور وہ مرد جو مشابہ عورتوں کے بنتا ہے ۱۹۔ اور وہ عورت
جو مشابہ مردوں کے بنتی ہے ۲۰۔ اور وہ عورت جو لباس مردانہ پہنتی ہے ۲۱۔ اور
وہ مرد جو لباس زنانہ پہنتا ہے ۲۲۔ اور وہ شخص جو راہ گذرین پاخانہ پھرتا ہے
۲۳۔ اور وہ عورت جو ہاتھ کو رنگین نہیں کرتی ہے اور سر نہ نہیں لگاتی ۲۴۔ اور
وہ شخص جو جو رو کو خاوند بڑا اور غلام کو سید پر بھڑکاتا ہے ۲۵۔ اور وہ شخص جو ہتھیار
طرف اپنے بھائی کے اشارہ کرتا ہے یعنی تلوار وغیرہ سے اُسکو دھمکاتا ہے ۲۶۔ اور وہ
شخص جو زکوٰۃ نہیں دیتا ۲۷۔ اور وہ شخص جو اپنا لب غیر پردے یا اپنی غلامی غیر مالک سے
جوڑتا ہے ۲۸۔ اور وہ شخص جو منہم پر دلخ دیتا ہے ۲۹۔ اور وہ شخص جو کسی حدین
حدود خدا سے سفارش کرتا ہے بعد اسکے کہ وہ حد حاکم تک پہنچ گئی ہے ۳۰۔ اور
وہ عورت جو اپنے گھر سے بغیر اجازت شوہر کے باہر جاتی ہے ۳۱۔ اور وہ شخص جو تارک
امر معروف و نہی عن المنکر ہے باوجود امکان کے ۳۲۔ اور وہ شخص جو شراب پیتا
یا پلاتا ہے یا فروخت کرتا ہے یا خرید کرتا ہے اور وہ شخص جسکی لیے شرب خرید کی گئی ہے

انکو دو باتیں کرنا چاہئیں اول یہ کہ سرے سے گناہ کو ترک کرین اصلہ ترکب کسی نصیحت کے
 نہون دوسرے یہ کہ اگر گناہ ہو جاے تو مخفی رہے ظاہر نہونے پائے اور جو طرح کے علما کو سبب
 گناہوں کے وبال زیادہ ہوتا ہے اسی طرح انکو نیکیوں کا ثواب بھی سبب دوسروں کے
 اتباع کے زیادہ ملتا ہے مثلاً اگر عالم زینت ظاہری اور غربت فی الدنیا چھوڑ دے اور دنیا
 شریہ پر قناعت کرے اور کھانا بقدر بسر وقت کھائے اور پہلا کپڑا اپنے اور یہ باتیں اسکے
 اتباع سے اور لوگ اختیار کر لیں خواہ عالم ہوں یا عامی تو جتنا ثواب اور دن کو ملیگا وہ
 سارا ثواب اسکو بھی ملیگا اور اگر خود عالم راغب ہے زینت میں تو اس سے بھی کم رتبہ والے اسکی
 دیکھا دیکھی ضرور طرف اس زینت کے مائل ہونگے اور تکلف ظاہری بدرون خدمت محکم
 ظالم اور مال حرام بیع کرنے کے ہونہیں ہو سکتا ہے لوگو ایہی عالم ان امور کا باعث ہوا
 با کچھ بطرح حرکات عالم سے نفع زیادہ ہوتا ہے ویسا ہی نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے
 وھذا لافہرکات فی تفاصيل الذخوب التي التوبہ توبۃ عنھا ف کبار ذنوب
 میں وہ کبار اکبر سمجھے گئے ہیں جنکے ترکبین پر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے
 یہ لعنت بالوصف احادیث شریفہ میں بغیر تعین کے آئی ہے اور ایک جماعت پر بالتعین بھی
 لعنت فرمائی ہے ان کبار سے بچنا اور اسے توبہ کرنا نہایت اہم ہے بعض ایسے علم نے
 ذکر ان ملاعین کا بغیر سند کے بغرض اختصار کلام کیا ہے ہم بھی اسکو ویسا ہی نقل کرتے ہیں
 اگر اصل احادیث پر اطلاع حاصل کرنا ہو تو کتب حدیث موجود ہیں بلکہ یہ احادیث مطاوی
 ابواب کتاب زواجر میں مذکور ہیں بالحدیث حضرت نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو شہود کھاتا ہے
 اور دوسرے کو کھلاتا ہے اور گواہ و کاتب سودہ بنتا ہے ۲۔ اور قصور بنانے والوں پر
 ۳۔ اور اس شخص پر جو منار یعنی حوزہ زمین کو مٹا دے مثل اس شخص کے جو ایک ٹکڑا ٹکڑکا
 یا مسی لیکر اپنے گھر میں ملائے اور مکان وقف کو لیکر اپنی ملک ٹھہراے ۴۔ اور
 جو کسی اندھے کو رستہ سے بہکا دے بھیر جاہل بھی اسی کے ساتھ ۵۔ یعنی ۵۔ اور

۵۸۔ اور وہ شخص جو قرآن کو چھپاتا ہے یعنی اس کا حکم ظاہر نہیں کرتا ۵۹۔ اور وہ شخص جو اپنے
 مان باپ پر ایک پرمان باپے لعنت کرتا ہے یعنی انکو برا کہتا ہے اور برائی سے یاد کرتا ہے
 ۶۰۔ اور وہ شخص جو کسی سلمان سے مکر کرتا ہے یا اسکو ضرر پہنچاتا ہے ۶۱۔ اور وہ شخص
 جو گاتا ہے یا گانا سنتا ہے ۶۲۔ اور بوڑھا آدمی جو زنا کار ہے فرمایا ہے ساتون آسمان
 اور ساتون زمینین لعنت کرتی ہیں شیخ زانی کو یہی حکم شیخ زانیہ یعنی بوڑھی عورت بدکار کا
 بھی ہے ۶۳۔ اور وہ شخص جو درمیان مان اور اولاد کے یا درمیان بین بھائیوں کے جدا ئی
 ڈالتا ہے ۶۴۔ اور وہ شخص جو درمیان حلقہ کے بیٹھا ہے ۶۵۔ اور وہ شخص جو علی الصلوٰۃ
 سکر جواب نہیں دیتا یعنی حاضر مسجد نہیں ہوتا بلا عذر شرعی کے ۶۶۔ اور وہ شخص
 جو درخت بیکر کو قطع کرتا ہے ابو الدرداء نے کہا مرد اس درخت سے وہ درخت ہے جو
 راہوں اور جنگلوں میں ہوتا ہے مسافر اسکے سایہ میں آرام پاتے ہیں ۶۷۔ اور لعنت ہے
 اللہ لاعب شطرنج پر ۶۸۔ اور وہ شخص جو باریک کرتی میں بغیر آراز چلتا ہے جس سے
 ستر کھلی ہوئی نظر آتی ہے اُس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ گھر میں پھر کر آئے
 یا توبہ کرے اور جب ظاہر ہوں بدعات اور گالی دیجائے میرے اصحاب کو تو وہاں
 عالم پر کہ ظاہر کرے علم اپنا اگر ایسا نہ کریگا تو اُس پر اللہ و ملائکہ و تمام لوگوں کی لعنت ہے
 اللہ نے مجھ کو اور میرے اصحاب کو پسند کیا انہیں وزراء و انصار و اصحاب میں جو کوئی
 گالی دیگا انکو اُس پر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگوں کی قبول نہیں کرتا اللہ اس سے
 دن قیامت کو صرف اور نہ عدل سات شخص ہیں کہ نظر نہ کریگا اللہ طرف اُنکے دن قیامت
 اور نہ پاک کریگا انکو اور فرمایا گا انکو جاواگ میں ہمراہ جائے والوں کے فاعل و مفعول
 تاکہ یہ تاکہ ہمیشہ تاکہ زن فی الدبر جامع درمیان زن و دختر زن زانی ساتھ زن ہمسایہ
 ایذا دینے والا ہمسایہ کا جو شخص والی ہو کسی امر کا میری امت سے پھر رحم نہ کیا اُس نے اپنے
 تو اُس پر لعنت ہے اللہ کی اور جس نے نکالی کوئی بدعت مدینہ منورہ میں یا جگہ دسی یعنی ٹھیکریا

اور وہ شخص جو اسکو مٹاتا ہے اور چوڑتا ہے اور جو اسکو اٹھاتا ہے اور وہ جسکے پاس اسکو
اٹھا کر لیجاتا ہے اور وہ جو قیمت شراب کی کھاتا ہے اور وہ جو رستہ شراب خانہ کا بنا ہے
یہ گیارہ شخص ہوسے جو زبان فاتمہ البیین پر ملعون ہیں اور وہ شراب پیم بھی لعنت فرمائی ہے
۳۳۔ اور وہ شخص جو زن ہمسایہ سے حرام کرتا ہے اس ایک زنا کا گناہ برابر دس زنا کے
ہوتا ہے ۳۴۔ اور وہ جو حلق لگاتا ہے یعنی ذکر کو قبض کر کے انزال کرتا ہے ۳۵۔ اور
وہ شخص جو ان سے صحبت کرتا ہے اور اسکی بیٹی سے ۳۶۔ اور وہ شخص جو حکم میں رشوت
دیتا ہے یا لیتا ہے اور بیچ میں پکر رشوت دلاتا ہے ان تینوں کا ایک حکم ہے ۳۷۔ اور
وہ شخص جو علم دین کو چھپاتا ہے ۳۸۔ اور وہ جو احتکار کرتا ہے یعنی غلات کو بامید گرانی
ترج کے باوجود حاجت کے خلق کی روک رکھتا ہے ۳۹۔ اور وہ جو کسی مسلمان کو حقیر
کرتا ہے یعنی انکی مدد نہیں کرتا بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۴۰۔ اور وہ والی جسکے دلیلین رحم
نہیں ہے یعنی سنگر ہے ۴۱۔ اور وہ مرد جو نکاح نہیں کرتے یعنی بلا وجہ بلا مانع شرعی
۴۲۔ اور وہ عورتین جو نکاح نہیں کر لیں یعنی بلا عذر شرعی ۴۳۔ اور وہ شخص جو کسی بیابان
میں تنہا اکیلا جاتا ہے ۴۴۔ اور وہ شخص جو کسی جان دار کو نشانہ تیر اندازی کا بناتا
۴۵۔ اور وہ شخص جو دین میں کوئی بدعت و محدث نکالتا ہے یا کسی بدعتی و محدث کو جگہ دیتا
۴۶۔ اور وہ شخص جو قبروں پر چرچا جلاتا ہے ۴۷۔ اور وہ شخص جو مقابر میں مسجد بناتا ہے
۴۸۔ اور وہ عورتین جو قبروں کی زیارت کرتے ہیں ۴۹۔ اور وہ عورت جو بیچ کر روتی ہے
۵۰۔ اور وہ عورت جو سر منڈاتی ہے ۵۱۔ اور وہ عورت جو وقت مصیبت کے پہلے بھاگتی
ہے ۵۲۔ اور وہ لوگ جو کہ بات کو مثل شعر کے تنقیف کرتی ہیں ۵۳۔ اور وہ شخص جو زمین
اور بلاد میں فساد کرتا ہے ۵۴۔ اور وہ شخص جو اپنے باپ کا انکار کر کے کسی اور کی طرف
انتساب کرتا ہے ۵۵۔ اور وہ شخص جو بیابانی عورت کو تہمت زنا کی لگاتا ہے ۵۶۔ اور وہ
شخص جو اپنے یاروں پر لعنت کرتا ہے ۵۷۔ اور وہ شخص جو قطع رحم بلا موجب شرعی کرتا

الا ان یسکن الاستحقاق اور جو شخص آم بے حروف و نای عن المنکر ہوا اسکو اور ہر مودب کو
 چاہیے کہ جس شخص کو مخاطب بامرونی کرے بقصد زبردادی کے تو یوں کہے یا ضعیف
 العقل یا قلیل النظر لنفسه یا ظالم لنفسه وغیر ذلک کہ اس میں نہ کذب ہے نہ قذف
 صیح یا کناہ و تعریض کرے اگرچہ سچی بات کہتا ہو انتہی مافی الزواجرف کوئی یہ کہے
 کہ گواہی اسکی قبول ہوتی ہے جو کہا رے بچے اور قبول شہادت میں صغیرہ گناہوں سے
 بچنا شرط نہیں ہے اور قبول شہادت ایک حکم دنیوی ہے اور کبیرہ پر کوئی حکم دنیوی متعلق
 نہیں ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گواہی کا قبول ہونا کچھ خاص بات کہ کسی کبیرہ کے نہیں ہے
 بلکہ ہو سکتا ہے کہ صغیرہ گناہ سے بھی آدمی کی گواہی متبر ہو مثلاً جو شخص مزامیر سے اور شیشی
 کبوتر اپنے اور سونے کی اکشتہ یا تھمن رکھے اور چاندی سونے کے رتوں میں کھاسے ہے
 تو سب ائمہ کے نزدیک اسکی گواہی مقبول نہوگی حالانکہ ان چیزوں میں کوئی بھی کجی نزدیک
 کبیرہ نہیں ہے امام شافعی نے کہا ہے اگر کوئی حنفی نبیذ ہے تو میں اسکو حد مارو گا مگر اسکی
 شہادت کمرہ نہ کروں گا اس مسئلہ میں حد مارنے کے اعتبار سے تو نبیذ پینے کو کبیرہ ٹھہرا لیا
 اس کے سبب شہادت کو رد نہیں کیا یہ دلیل ہے اس پر کہ قبول و رد شہادت کچھ مختصر صغیرہ
 یا کبیرہ پر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے گناہ صغائر ہوں یا کبار ناقض عدالت ہوتے ہیں
 بجز ان امور کے جن سے انسان بحسب عادت بچ نہیں سکتا مثلاً غیبت کرنا اور دوسرے
 کی برائی کے جستجو میں رہنا اور بدگمان ہونا اور بعض باتوں میں جھوٹ بولنا اور غیبت سننا
 اور آم بے حروف و نئی منکر کو چھوڑنا اور شہادت کی چیزوں کا کھانا اور لڑکی اور غلام کو کالی
 دینا اور غصہ کے وقت ضرورت مصلحت سے زیادہ انکو مار ٹھینا اور ظالم پادشاہوں
 کی تعظیم کرنی اور بدکاروں سے دوستی رکھنا اور تعلیم کرنے میں زور دینے کے امور دین کو
 مستی کرنا کہ سب اس قسم کے گناہ ہیں کہ ہر اک گواہ میں ان میں سے تھوڑے یا بہت
 ضروری پائے جاتے ہیں یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص فقط آخرت کو مد نظر رکھ کر لوگوں سے

کسی بدعتی کو تو اُس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں نے تمام لوگوں کی قبول نہ کرے گا اللہ اُس سے دن قیام کو صرف اور نہ عدل اور جو غلام بنا غیر مولیٰ کا اُس پر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگوں کی اور جو عورت چھوڑ دیتی ہے بستر اپنے خاوند کا لعنت کرتے ہیں اُسکو فرشتے صبح تک کیونکہ حق شوہر کا بی بی پر یہ ہے کہ اگر وہ اُسکو بلاے اور عورت پشت پالان پر ہوتی بھی اُسکو اپنے جان سے بڑھ کر دوسرا حق زوج کا زوجہ پر یہ ہے کہ روزہ نفل نہ رکھے مگر اُسکی اجازت سے اگر ایسا کر گئی تو بھوک پیاسی اور بیگ وہ روزہ اُس سے قبول نہوگا اور نہ نفل اپنے گھر سے مگر اُسکی اجازت سے اگر نکلی تو لعنت کرینگے اُس پر فرشتے رحمت کے اور فرشتے عذاب کے یہاں تک کہ بھر کر آئے جس نے اشارہ کیا طرف اپنے بھائی کے لوہے سے یعنی کسی تھپار سے وہ لعون ہے اگرچہ وہ بھائی ایک ہی جان ہے کیونکہ لعنت کرے اللہ و اصلہ و متصلہ و اشتمہ و متوشمہ و نامشتمہ و حصہ پر چھ شخص میں جعفر بن لعنت کی ہے دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ نے اُس پر لعنت کی ہے اور ہر نبی مجاب الدعوة نے تحریف کرنے والا کتاب اللہ کا دوسرا لفظ یہ ہے زیادہ کرنے والا کتاب اللہ میں اور جھٹلانے والا اللہ کی تقدیر کا اور تسلط کرنے والا ساتھ جبر و تکلیف یعنی ظلم و زیادتی کی تاکہ عورت نے اُسکو جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور ذلیل کرے اُسکو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور حلال کرنے والا اللہ کی حرمت کا اور حلال کرنے والا میری حرمت سے یعنی اُس جینے کا جو منع ہے اور ترک کرنے والا میری سنت کا رہے وہ لوگ جنکو حضرت نے بالاعیان لعنت کیا ہے وہ اس حدیث میں مذکور ہیں اللہم العن رجالاً و ذکوان و عصیة عصوا اللہ و سواہ یمن قبیلہ تھے قبائل عرب سے لکن ہو سکتا ہے کہ حضرت نے فرمایا انکا یا انکے اکثر کا کفر پر معلوم کر لیا ہو تب انکو لعنت کی ہے بعض علمائے کہا ہے کہ قریب لعنت ہے دعائے شر کرنا کسی انسان پر یہاں تک کہ ظالم پر جیسے یوں کہنا لا اھل اللہ جسمہ ولا سلمہ اللہ و نحو ذلک اسی طرح ہر مذموم پر اور لعنت کرنا سارے حیوانات و جمادات پر مذموم ہے بعض اہل علم نے کہا ہے جس شخص نے لعنت کی ہے غیر مستحق لعن پر تو وہ جلدی سے یوں کہے

معاوم نہیں ہے اس ترازو شہادت میں تصریح ایلاج فجج بالقرع کے ہو نالا یہ ہے اور شہادت کا
 سقوط حد کا ہو جانا ہے مثلاً اقرار کر کے کہ جابے یا عورت کواری ہو یا اُس کے بدن میں ہڈی ہو
 یا مرد نامرد و محبوب بیوہ و سر اکیرہ غلام ہے اسکی حد بھی قتل ہے اگرچہ کواری ہو یہی حکم سقوط کا
 بھی ہے کہ اُسکو بھی جان سے مارین جبکہ وہ مختار ہو نہ مجبور ہاں ناکح ہیمنہ کو تعزیر کی جائیگی نہ حد
 تیسرے اکیرہ جو ری کرنا ہے جب کوئی شخص تکلف مختار ہو کہ مال حرز سے بقدر رنج دینا چور ایگیا
 تو اُسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا بنص کتاب و سنت اور ایک بار کا اقرار یا دو شہادت کافی ہے
 لکن اگر سرق عیدہ قبل بلوغ اس مقدمہ کے تا سلطان معاف کر دیگا تو حد ساقط ہو جائیگی نہ حد
 بلوغ کہ اسدم اقامت واجب ہو جاتی ہے ہاں خائن و غارتگر و اوچکے پر حد قطع یہ نہیں ہے
 چونکہ اکیرہ جحد عارت ہے اس میں قطع یہ آیا ہے خلافاً للبیہ و پانچواں کیہ قذف محصنات ہے
 اس میں فقط استی کوڑے مارنا واجب آتا ہے اسکا ثبوت اقرار واحد قذف یا دو شہادت عدل
 ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے گا تو اسکی شہادت قبول نہوگی ہاں اگر چار گواہ اپنے قذف کے
 لے ایگیا تو حد ساقط ہو جائیگی یا مقذوف اقرار نہ کرے تب حد ساقط ہو چھٹا اکیرہ شر بخواری
 اسکی حد اسے امام ہے چالیس کوڑے اسے یا کم زیادہ یا جوتے لگائے ایک بار کا اقرار یا گواہی دو
 مرد عدل شہادت کی تکفایت کرتی ہے اگرچہ قے پر ہو اس میں حکم قتل کا منسوخ ہو چکا ہے قف تعزیر
 ان معاصی میں ہوتی ہے جن میں وجوب حد کا نہیں ہے یہ تعزیر بھی جس کے ساتھ اور کبھی ضرب
 ساتھ اور کبھی نخی ہا کے ساتھ ہوتی ہے لکن دس کوڑوں سے زیادہ مارے شاتواں اکیرہ
 رہزنی ہے اسکی حد قرآن پاک میں قتل یا صلب یا قطعید ورجل یا نفی زمین سے آئی ہے
 امام چون ہی حد مناسب جانے قائم کرے لکن اگر وہ قبل قدرت کے تاب ہو جائیگا تو حد
 ساقط ہو جائیگی قف وہ لوگ جو مستحق قتل کے ہیں ان میں ایک حربی دوسرا مرتد تیسرا سارح و چھٹا
 کاہن پانچواں دشنام دہندہ خدا و رسول و اسلام و کتاب و سنت و طاعن فی الدین ہے
 چھٹا زندقہ لکن پہلے اسے توبہ طلب کر لین اگر تاب نہوں تو مارے جائیں و الا فلا ساتواں

کنارہ کش ہو جائے علیحدہ جا رہے اور مدت تک نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے یہاں تک کہ
 اگر پھر لوگوں میں آئے تب بھی ویسا ہی رہے جیسا کہ خلوت میں تھا تو ایسا شخص اس
 قسم کے گناہوں سے خالی ہو سکتا ہے اور گواہی میں ایسے ہی لوگوں کا قول اگر معتبر ہو کرے
 تو اول تو ایسے شخص کا ملنا مشکل ہے دوسرے سارے احکام و شہادات جلتے رہیں
 حامل یہ کہ رشیم پنا اور باجون کا سننا اور زور کھیلنا اور شرابخواروں کے پاس وقت نہ گزیرے
 بیٹھنا اور اجنبی عورتوں کے ساتھ علیحدہ رہنا وغیرہ مذکور من الصغائر اس قسم میں داخل
 نہیں ہے ولہذا قبول و رد شہادت میں نہ کبیرہ پر نظر کیجئے نہ صغیرہ پر مگر اتنی بات ہے
 کہ ان صغائر میں سے بھی اگر کوئی شخص کسی پر موعظت و اصرار کر گیا تو رد شہادت میں اس کی
 تاثیر ہو جائیگی مثلاً اگر کوئی لوگوں کی غیبت اور عیب چینی کو اپنی عادت بنا لیا یا بدکاروں
 کی صحبت و اتحاد پر جاربہ گیا تو شہادت اس کی معتبر نہوگی یہ تقریر غرض الیٰ ج کی ہے حاصل اسکا
 مطابق اُنکے بیان کے یہی ٹھہرتا ہے کہ گناہ صغیرہ اصرار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور
 امر مباح اصرار سے صغیرہ بن جاتا ہے لکن اس میں نظر ہے جسکی طرف پیشتر اشارہ ہو چکا
 اب ہم اُن کبار کو ذکر کرتے ہیں جن پر شرع شریف میں حدود و تعزیرات آئے ہیں ایک انہیں نما
 ہے بلکہ اسکے کبیرہ ہونے پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے گو حد نہ نائین اختلاف ہو قال
 تعالیٰ ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ و ساء سمیلاً سو جبکہ کوئی بکر حرزنا کر گیا
 تو اسکو نبض کتاب و حدیث مستطاب سو کوڑے مارے جائینگے پھر اسکو ایک سال تک
 شہر سے نکال دینا چاہیے وہ اس شہر میں جہاں اُس سے یہ کبیرہ صادر ہوا ہے نہ رہے
 اور اگر زانی بیاہا ہوا ہے نکاح کر چکا ہے تو اسکو بعد جلد مذکور کے رحم بھی کرینگے یہاں تک
 کہ مہر جائے ایک بار کا اقرار کرنا زانی کا واسطے اجراء حد کے کفایت کرتا ہے اور جہاں
 تکرار آئی ہے مراد اُس سے استثنیات تھانہ یہ کہ تکرار اقرار شرط اقامت حد ہو یا شہادت
 زنا کے لیے ہونا چار گواہ کا پر ضرور ہے کتاب و سنت اس پر دلیل ہیں اور کسی کا خلاف

کہ اگر فرماوہ معاف بھی کر دے یعنی کمد سکے تو نے جو زنا اسکی زوجہ سے کیا ہے وہ سینے
 معاف کیا تو بھی حد شرعی اُس سے یہاں ساقط نہوگی اور نہ توبہ واسطے اُسکے عفو کے
 کفایت کر سکتی ہے یہ معصیت جب ہی دور ہو کہ یا تو دنیا میں حد جاری ہو یا عقیبتی میں
 معذب ہو کر نجات پائے یا اللہ رحم کرے اور کوئی صورت عفو کی بلا عقاب کے نکال دے
 لکن اسکی تصریح دلیلاً نظر سے نہیں گذری ہاں جزو ثالث حاشیہ ثانی صفحہ ۱۲۷ - سطر ۳۲ میں
 لکھا ہے کہ بیری نے شرح اشباہ میں جوابہر سے نقل کیا ہے سہل شرب الخمر و زنی ثم تاب
 ولم یجد فی الدنیا اهل یجد لہ فی الاخرۃ قال الحد و حقوق اللہ تعالی الا انہ
 تعلق بہ لحق الناس و هو لا یزجہا فاذا تاب توبہ نصحاً ارجوان
 لا یجد فی الاخرۃ فانه لا یكون اکثر من الکفر و الردۃ وانہ یزول
 بالاسلام والتوبۃ

تذکرہ

راجب گاہ ایک بحث یہ ہے کہ کونسا صبر اللہ کو زیادہ محبوب ہے وہ صبر جواداے اوامر و اجبات
 ہوتا ہے یا وہ صبر جو ترک نواہی و محارم الہی پر ہوتا ہے سوائس مسئلہ میں بل علم کا تاج ہے
 ہر طرف ایک جماعت علما کی گئی ہے باب نم عدد الصابرین میں حافظ ابن القیم نے
 اس بحث کو مع ادلہ فریقین بہت بسط سے لکھا ہے اور ہم نے رسالہ اداۃ التکریم میں
 اسکو ترجمہ کیا ہے صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۳۸ تک یہی بحث ہے حامل کلام کا اس تمام میں یہ ہے
 کہ صبر کرنا فعل مورات پر افضل و اجل ہے صبر کرنے سے ترک مخطورہ کیونکہ فعل مورات
 محبوب تر ہے اللہ تعالیٰ کو ترک مخطورہ سے اسلئے صبر کرنا احب الامرین پر افضل و اعلیٰ
 ہوگا اس دعوے پر پیش دلیلیں ہیں قال ابن القیم و اذا تبین ان فعل المأمور افضل
 فالصبر علیہ افضل انواع الصبر و بہ یسہل علیہ الصبر عن المخطور

ذاتی محسن آٹھوان لوطی مطلقاً نوان محارب **ق** مطلب ہمارا بیان سے ان کبار کے اسحاق فقط
یہ ہے کہ اجراء اثر توبہ کا ان معاصی میں بھی ہوتا ہے اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق اگر
طرف سے حاکم کی یا انکی درخواست پر ہو تو توبہ سبک بہتر ہے کفارہ و مہر حاصل ہو گیا اور اگر بوجہ لوق
بشہات وغیرہ اسباب کے ظاہرین و رادحد ہوا اور اسنے درمیان اپنے اور ارحم الراحمین کے
توبہ کر ڈالی حالانکہ نفس لامین مستحق حد کا ہو چکا تھا تو بھی امیہ کہ جس طرح اللہ نے
ہمان اسکو مستور رکھا تھا اور تعذیب حدود سے بچالیا تھا وہاں بھی ستور و محفوظ رکھے
اور اگر ہمان مستور نہیں رہا ہے تو وہاں کا مواخذہ اسکے ذمہ قائم ہے شمار اسکا معذبین
ہوگا بشرطیکہ موجد ہے اور اگر مشرک ہے تو پھر بالیقین داخل بالکین ہے عیاذ اللہ جو کبار
ذنوب اس قسم کے ہیں کہ دنیا میں انپر کوئی حد و تعزیر وارد نہیں ہوئی ہے بلکہ محض عید خرت
آئی ہے تو وہ توبہ کرنے سے بخش دیئے جاتے ہیں خصوصاً وہ کبار جو خاص درمیان اسکے
اور اکرم الاکرمین کے ہیں سلب ہے وہ کبار ذنوب جو درمیان اسکے اور انبار جنس کے ہیں جنکو
حقوق عباد کہتے ہیں سو انکی صورت یہ ہے کہ اگر دنیا میں اسنے اقالہ انکا صاحب حق سے
کرایا ہے تو وہ بھی معفو ہو جانے ہیں اور اگر اقالہ نہیں کرایا ہے یا اصحاب حقوق نے معاف
نہیں فرمایا ہے تو پھر توبہ کرنے سے معافی انکی نہیں ہو سکتی ہے وہ بدستور اسکے ذمہ رہا فی
رہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے گناہوں کو نہیں بخشا ہے جس سے تعلق کیسے حق کا ہوتا ہے
اسکی معافی اللہ نے رفاے صاحب حق پر رکھی ہے وہ قیامت کے دن اپنا حق ظالم سے لے گا
یا اللہ اس سے معاف کرا دیگا اگر اللہ کو اسکا بخشا منظور ہے ورنہ بعد ہذا عذاب کے
بقدر اس جرم کے نظریہ قلت و کثرت و شدت و خفت معصیت بشرط بقاے اہل اہل حق
توقع نجات کی ہوتی ہے پھر بعض گناہ ان میں ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ مشترک ہے درمیان رب و
عسکے جیسے زنا کہ زمین حقانی زوج کی بھی ہے اور بہتک حرمت شرع انکی کا بھی ہے آپ جتنے
اسکے مثلاً توبہ کی تو اللہ اپنا حق تو اس سے معاف کر سکتا ہے رہا حق بندہ کا سو یہ ایسا حق ہے

صحت نامہ توزیع المعاصی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱	ہل	اہل	۲۹	۱	بقصعة	لقصعة
۳	۲	اسباب کا	اسباب کا اثر	۳۶	۲	اعدوت	اعدوت
۷	۱۸	بغوض	بغوض نہا	۴	۷	چاہتے	چاہتا
۶	۱۵	تروہم	تروہم	۲۰	۲۰	للمکفرة	المکفرة
۸	۲۰	قسم میں	قسم میں	۴۲	۱۷	بلیعن	بلیعن
۹	۲	الردل	الردل	۴۳	۱۸	اے کہ اس	اے کہ اس
۱۰	۱۱	اصحاب میں	اصحاب میں	۴۴	۱۷	پر عوض	پر عوض
۱۲	۱۸	سیسی	سیسی ہے	۴۵	۱۲	اسی تہ	اسی رتبہ
۱۳	۱۱	تارک	تارک	۴۸	۱۸	ددم	دوام
۱۹	۱۰	گوں	گوں ہر گئے	۴۸	۱۶	دلیل ہے	دلیل ہے
۲۲	۱۱	المقدسی	المقدسی	۵۰	۱۳	کرتا	کرتا
۲۳	۷	ہونی	ہوتی	۵۲	۱۲	بلا نے	چلانے
۷	۱۴	ریت	زیت	۵۳	۱۳	اسکو	ادسیکو
۲۶	۳	ماجین	ماجین	۵۴	۵	سکی	اوکی
۷	۱۰	تفاوت	تفاوت	۵۴	۱۳	گر	اگر
۷	۱۷	فردوس	فردوس علی	۵۵	۱۷	پھنجا ہے	پھنسا ہے
۲۸	۸	ایذا سے	ایذا اسی	۵۶	۱۸	گنا ہے	گنا ہے

والصبر على المقدرة فان الصبر لا على يتضمن الصبر في دفع من العكس قد ظهر لك من هذا ان الافعال الثلاثة متلازمة وكل نوع منها يعين على النوعين الاخرين وان كان من الناس من قوة صبره على المقدرة اقوى فاذا جاء الامر والنهي فتوة صبره هناك ضعيفة ومنهم من هو بالعكس في ذلك ومنهم من قوة صبره في جانب الامر اقوى ومنهم من هو بالعكس الله اعلم

فكل ما لا يقينه سهل

ان خسر الله يجمع ان

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلوات الله تعالى على رسوله وآله وصحبه اجمعين

س م م

خداوند تعالی کے ہزاروں احسان کہ جس نے ہم کو کتاب سنت سے صراط المستقیم کا بالک بنایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بشمار انعام جس کے طفیل سے اوامر و نواہی میں فتح پایا امّا بعد یہ ایک رسالہ ہے جس کے پڑھنے سے مرآت قلوب رنگ و ذوق سے صاف ہو جاتے ہیں اور فیصلہ باب سے عاصی و گنہگار بعد توبہ و استغفار وعدہ جنت بغیر باتین چنانچہ نام اس کتاب سر پابرکات کا تو نیر المعاصی الطبقات الى التحماء الدار والذکات جو اور تائب و خائف کے لئے بشرط عمل پر رسالہ سرایہ نجات ہے۔
الحمد لله على احسانه كرمه و بقاءه و بقاءه سنة ١٣٥٠ هجرى من جيبك سرمره شش دین اولو الابصار اور مطبع مفید عالم اس سال کی بکری سے گویا مطلع الانوار ہوا

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۷	۹	جب	کہ جب	۴۱	۱۱	آزار	آزار
"	"	اسی	ادنی	۴۳	۱۸	پادشاہو	پادشاہون
"	۱۸	کیا کیا	کرتار یا	"	۱۹	زن فرزند کے	امورین کے
"	۱۹	اسوت	اسوت			امورین کو	زن فرزند کو
۵۸	۱۸	سور	سودکا	۴۵	۷	ہو جائیگی	ہو جائے گی
۵۹	۹	بتاتا ہے	بناتا ہے	۴۶	۴	درا	درا
۶۰	۹	حاجت کے	حاجت	۴۷	۷	یجد	یجد
۶۱	۱۱	کرتی	پیرہن	"	"	"	"

